(جلد سوم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الزمر

اسکو سورۃ الغرف بھی کہتے ہین اس کی بہتر یا پچہتر آیتین ہین حضرت حسن و عکرمہ و جابر بن زید کے قول مین یہ سورت مکی ہی حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ سورۃ الزمر مکے مین نازل کی گئی اخرج ابن الضریس وابن مردویۃ والبیہقی فی الدلائل نحاس نے اپنے ناسخ منسوخ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ سورۂ زمر مکے مین نازل ہوئی سوا تین آیتون کے کہ وہ مدینے مین اُترین باب مین وحشی قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ کے یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِہِمْ الثلاث الایات دوسرون نے کہا مگر سات آیتین قل یا عبادی سے لیکر سات آیتون تک نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا ہے کہا کہ روزہ رکھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہانتک کہ ہم کہتے ارادہ نہین کرتے ہین افطار کا اور افطار کرتے یہانتک کہ ہم کہتے ارادہ نہین رکھتے ہین روزہ رکھنے کا اور آپ ہر رات پڑھتے بنی اسرائیل و زمر ترمذی کا لفظ حضرت عائشہ رضہ سے یہ ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاینام حتے یقرء الزمر و بنی اسرائیل یعنے آپ آرام نہ فرماتے یہانتک پڑھ لیتے زمر و بنی اسرائیل کو کذا فی فتح البیان و فتح القدیر حافظ ابن کثیر نے صرف نسائی کی روایت ذکر کی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ

اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ ۝ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ۝ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ

مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی ۝ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ فِیْ مَا ھُمْ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ

وقف لازم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ ۝ لَوْ اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰی

مِمَّا یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ سُبْحٰنَہٗ ۝ ھُوَ اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ ۝ اُتارا ہے کتاب کا اللہ نے جو زبردست ہے حکمتوں والا ہمنے اُتاری ہے تیری طرف کتاب ٹھیک سو بندگی کر اللہ کی نری کر کر اُسکے واسطے بندگی سنتا ہے اللہ ہی کو ہے بندگی نری اور جنہوں نے پکڑی ہین اُس سے ورے حمایتی کہ ہم اُنکو پوجتے ہین اسواسطے کہ ہمکو پہنچا دین اللہ کیطرف پاس کے درجے بیشک اللہ چکا دیگا اُن مین جس چیز مین جھگڑتے ہین البتہ اللہ راہ نہین دیتا اُسکو جو ہو جھوٹا حق نہ ماننے والا اگر اللہ چاہتا کہ اولاد کر لے تو چن لیتا اپنی خلق مین جو چاہتا وہ پاک ہے وہی ہے اللہ اکیلا دباؤ والا **ف** بیٹیان کیوں چن لیتا چنی چیز لیتا بیٹے انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ اللہ تعالے خبر دیتا ہے کہ اُتارنا اس کتاب کا یعنے قرآن عظیم کا اللہ تبارک وتعالے کے پاس ہی سے ہے سو یہ وہ حق ہے جسمین کسی طرح کا شک و شبہ نہین ہے کما قال عزوجل وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ وقال تعالے وَاِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ لَّا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ اور اسجگہ اللہ جل وعلا نے یون فرمایا ہے تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم یعنے اُتارنا اس کتاب کا طرف سے اللہ کے ہے ایسا اللہ کہ منیع الجناب ہے یعنے اُسکی بارگاہ عالیجاہ ہے وہان تک کسی کی گذر نہین اور حکمت والا ہے اپنے اقوال و افعال و شرع و قدر مین فرماتا ہے انا انزلنا الیک الکتاب بالحق فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین اسکا یہ مطلب ہے کہ تو عبادت کر اُسی اکیلے کی جسکا کوئی شریک نہین ہے اور اُسی طرف خلق کو بلا اور اُنکو اعلام کر دے کہ عبادت لائق نہین ہے مگر واسطے اُسی اکیلے کے اور اُسکا نہ کوئی شریک ہے نہ مثل و ضد اسی سبب یون فرمایا الا للہ الدین الخالص یعنے وہ نہین قبول کرتا ہے اعمال مین سے مگر اُس عمل کو جسمین اُسکے عامل نے اللہ وحدہ لاشریک لہ کے واسطے اخلاص کیا ہے

قتادہ نے اسکی تفسیر مین کہا ہے گواہی دینا ہے لا الہ الا اللہ کی پہر اللہ عز وجل نے عابدین
اصنام کیطرف سے خبر دی جو کہ مشرکون سے ہین کہ وہ یون کہتے ہین ہم نہین پوجتے ہین انکو
مگر اسواسطے کہ پہنچا وین ہمکو اللہ کیطرف پاس کے درجہ یعنے بتون کے پوجنے پر انکو یہی بات
باعث ہوتی ہے کہ انہون نے قصد کیا طرف بتون کے انکو ملائکہ مقربین کی صورتون پر بنایا اپنے
خیال مین پہر ان صورتون کو پوجا اسلیے کہ اس پوجنے کو قائم مقام اسکے ٹہرایا کہ وہ فرشتون
کو پوجتے ہین تاکہ وہ انکے واسطے سفارش کرین اللہ کے پاس انکی مدد کرنے مین اور روزی
دینے مین اور دنیا کے کامون مین جو انکو پیش آتے ہین رہا معاد تو اسکے تو وہ جاحد و منکر تہے
قتادہ و سدی و مالک نے زید بن اسلم و ابن زید سے الا لیقربونا الی اللہ زلفے کی تفسیر مین روایت
کیا ہے تاکہ وہ سفارش کرین واسطے ہمارے اور قریب کردین ہمکو اسکے پاس درجے مین اسی
لیے وہ اپنے لبیک پکارنے مین جبکہ حج کرتے جاہلیت مین تو یون کہا کرتے تہے لَبَّيْكَ
لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ یہ وہی شبہ ہے جسپر مشرکون نے قدیم و جدید
زمانے مین اعتماد کیا ہے اور اللہ کے رسول علیہ الصلوۃ والسلام اسکا رد لیکر آئے اور اس سے
نہی کی اور اسطرف دعوت فرمائی کہ عبادت تنہا واسطے اللہ وحدہ لا شریک لہ کے کیجاوے
اور یہ ایک ایسی شے ہے کہ مشرکون نے اپنی جی سے اسکو نکالا ہے اللہ تعالے نے نہ تو اسمین
اذن دیا ہے نہ اس سے راضی ہے بلکہ اسکو مبغوض رکہا ہے اور اس سے نہی فرمائی ہے
وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ وَمَا أَرْسَلْنَا
مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ اور یہ خبر دی ہے
کہ جو فرشتے آسمانون مین مقربین و غیر مقربین ہین وہ سب کے سب غلام ہین اللہ پاک کے
واسطے خضوع و عاجزی کرتے ہین اسکے پاس سفارش نہین کرتے مگر اسکے اذن سے واسطے اس شخص
کے جسکو اسنے پسند کیا اور وہ اللہ سبحانہ و تعالے کے پاس ایسے نہین ہین جیسے امیر لوگ
اپنے بادشاہون کے پاس ہوتے ہین کہ انکے پاس سفارش کرتے ہین بغیر انکے اذن
کے ان باتون مین جسکو بادشاہ محبوب رکہین اور جسکا وہ انکار کرین پس تم اللہ کے واسطے مثلین مت
بیان کرو اللہ سبحانہ ان باتون سے نہایت درجہ عالی و برتر ہے کہان وہ اور کہان یہ کہا و مین قولہ
تعالی إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ یعنے اللہ پاک قیامت کے دن فیصلہ کریگا درمیان
خلائق کے جس دن کہ وہ مجتمع ہوکر اسکے پاس جاوین گے اور ہر عامل کو اسکے عمل کا بدلہ دیگا

قال تعالی ویوم یحشرهم جمیعا ثم یقول للملٰئکة اهؤلاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونهم بل کانوا یعبدون الجن اکثرهم بهم مؤمنون قوله عزوجل ان الله لا یهدی من هو کاذب کفار یعنے اللہ پاک راہ نہین بتاتا ہے طرف ہدایت کے اُس شخص کو جسکا قصد کذب و افترا ہے اللہ تعالی پر اور اُسکا دل کافر ہے اُسکی آیتون اور حجتون بر ہانون کا پھر اللہ پاک نے یہ آیت بیان فرمائی کہ اُسکے واسطے اولاد نہین ہے جیسا کہ جاہلین مشرکین ملائکہ مین اور یہود و نصارے کے معاندین حق مین حضرت عزیر و عیسے علیہما السلام کے دعوے کرتے ہین پس ارشاد فرمایا لو اراد اللہ الآیة یعنے اگر اللہ پاک اسکا ارادہ فرماتا تو بات برخلاف اُنکے زعم و دعوے کے ہوتی یہ ایک شرط ہے جسکا نہ وقوع لازم آتا ہے نہ اسکا جواز بلکہ وہ تو محال ہے مقصود اس سے صرف انکا حال بتانا ہے اُنکے زعم و دعوے مین کما قال عزوجل لو اردنا ان نتخذ لهوا لاتخذناه من لدنا ان کنا فاعلین قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین یہ سب باب شرط سے ہے اور تعلیق شرط کی مستحیل پر جائز ہے واسطے مقصد متکلم کے قوله تعالے سبحانه هو الله الواحد القهار یعنے اللہ متعالی و متنزہ و متقدس ہے اس سے کہ اُسکے واسطے اولاد ہو کیونکہ وہ تو وحد و فرد و صمد ہے جسکے روبرو ہر شے غلام ہے اور اُسکی نیاز مند ہے اور وہ اپنے ماسوا سے بے نیاز ہے جسنے کہ اشیاء کو مقہور کیا ہے تو وہ اُسکے واسطے مطیع و منقاد و ذلیل و خاضع و متواضع ہوئین تبارک و تعالے عما یقول الظالمون والجاحدون علوا کبیرا **ف** فتح البیان کا بیان فائدہ یہ ہے کہ تنزیل الکتاب مرفوع ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا محذوف کی جو کہ اسم اشارہ ہے ای ہذا تنزیل الکتاب ابو حیان نے کہا کہ مبتدا مقدر لفظ ہو ہے تاکہ راجع ہو طرف ان ہو الا ذکر للعالمین کے گویا کسی نے کہا کہ یہ ذکر کیا شے ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ ہو تنزیل الکتاب الخ کسی نے کہا کہ تنزیل مبتدا ہے اور خبر اُس کی جار مجرور ہے جو کہ اسکے بعد ہے اے تنزیل الکتاب کائن من اللہ العزیز زجاج و فراء اسی طرف گئے ہین فراء و کسائی نے یہ بھی جائز رکھا ہے کہ منصوب ہو بنا بر مفعول بہ واسطے فعل مقدر کے ای اتبعوا او اقرؤا تنزیل الکتاب یعنی پیروی کرو تنزیل کتاب کی یا اسکو پڑھو فراء نے کہا نصب بنا بر اغرا بھی جائز ہے اے الزموا یعنے لازم پکڑو تنزیل کتاب کو کتاب سے مراد قرآن شریف ہے من اللہ العزیز الحکیم وجہ اول کی بنیاد پر صلہ ہے تنزیل کا یا خبر بعد خبر ہے یا خبر ہے مبتدا محذوف کی یا متعلق ہے محذوف سے اس بنا پر کہ وہ حال ہے اسم اشارہ مقدر نے اسین عمل کیا ہے ای ہذا تنزیل الکتاب کائنا من اللہ الآیہ یعنے یہ اتارنا ہے کتاب کا در حالیکہ ہونے والا ہے طرف سے اللہ کے

جوکہ عزیز حکیم ہے اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ حرف با سببیہ ہے متعلق ہے انزال سے یعنی اتاری
ہے ہمنے طرف تیری کتاب بسبب حق کے اور اثبات واظہار حق کے یا بسبب داعیہ اقتضاے حق
کے واسطے انزال کے یا متعلق ہے محذوف سے جوکہ حال ہے فاعل سے ای متلبسین بالحق یا حال ہے مفعول
سے ای متلبسًا بالحق مراد حق سے ہر وہ شے ہے جو کتاب مین ہے یعنی اثبات توحید و نبوت و معاد و
انواع تکالیف مقاتل نے کہا اللہ تعالے فرماتا ہے لم ننزلہ باطلا لغیر شئ یعنے ہمنے اسکو نہین اتارا
ہے بیکار و بیفائدہ بلکہ اُس مین دین و دنیا کے فوائد بے شمار ہین اب رہی یہ بات کہ کتاب نازل
کرنے کے مضمون کو دو جملون مین ادا کیا اور کتاب کو دو بار ذکر کیا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ اول تو کتاب
منزل کی شان بیان کی کہ وہ اللہ پاک کیطرف سے اتاری گئی ہے جو کہ اپنے ملک مین عزت و غلبہ
والا ہے اور اپنے کام مین حکیم ہے بعد اسکے اُس شخص کا بیان کیا جسپر وہ اُتاری گئی اور اُس شے
کا جو اسپر واجب ہے یا یون کہو کہ اول تو مثل عنوان کے ہے واسطے کتاب کے اور ثانی واسطے بیان
اُس شے کے ہے جو کتاب مین ہے تو اب کچھ تکرار نہین ہے یا یون کہو کہ مراد کتاب ثانی سے بعینہ
وہی کتاب اول ہے بجاے ضمیر کے جو اظہار کیا سو مقصود اس کتاب کی تعظیم ہے اور اسکی شان کا
مزید اعتنا و اہتمام تبیین سے یون کہا ہے کہ انا انزلنا الیک الکتاب مین مکرر تعظیم ہے بسبب اسکے
کہ اُسکو ایک اور جملے مین ظاہر کیا ہے اُسکے انزال کی نسبت کرکے طرف اُس ذات کی جو اپنے
نفس کی تعظیم کرنے والا ہے حرف فا قولہ تعالی فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ مین واسطے ترتیب
مابعد کے ہے ماقبل پر اور نصب مخلصًا کا بنا بر حال ہے فاعل اعبد سے اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنے
عمل سے اللہ پاک کی ذات کا قصد کرے دین سے معنے طاعت و عبادت ہے اور سر عبادت کا
اللہ کی توحید ہے اور یہ کہ اسکا کوئی شریک نہین ہے یعنی جبکہ کتاب اللہ عزیز حکیم کیطرف سے حق کے
ساتھہ تیرے اوپر اُتاری گئی ہے کون حق جو کہ اثبات توحید ہے تو تو اللہ کی عبادت کر اس
حال مین کہ تو خالص و محض کرنیوالا ہو عبادت کو شرک و ریا سے ساتھہ توحید کے اور صاف
پاک کرنے شرک کے آیت کریمہ مین دلیل ہے وجوب نیت پر اور اُسکے خالص کرنے پر ملونیون سے
کیونکہ اخلاص امور قلبی سے ہے جو کہ نہین ہوتے ہین مگر ساتھہ اعمال قلب کے سنت صحیحہ مین آیا
ہے کہ ملاک امر یعنے اصل کام کے اقوال و افعال مین نیت ہے جسطرح کہ اُس حدیث شریف مین
ہے کہ انما الاعمال بالنیات اور اس حدیث پاک مین کہ لا قول ولا عمل الا بالنیۃ جمہور نے الدین کو
بنصب پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ مخلصًا کا مفعول ہے اور ابن ابی عبلہ نے اسکے رفع سے

اس بنا پر کہ مخلصًا دین کیطرف مسند ہو بطریق مجاز کسی نے کہا کہ ابن ابی عبلہ پر یہ بات لازم
تھی کہ مخلصًا کو بفتح لام پڑھتے جملہ الا للہ الدین الخالص مستانفہ ہے اپنے ماقبل کی تقریر
و تاکید کرتا ہے ماقبل مین یہی امر با خلاص کا ذکر ہے یعنے جو دین کہ شرک و غیرہ کی ملونی سے
خالص ہے وہ اللہ پاک کے واسطے ہی اور اسکے ماسوی جو دین ہین وہ اللہ کے دین خالص نہین
ہین جسکا اُنھے امر فرمایا ہی یزید رقاشی نے کہتے ہین کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اپنے مال دیتے ہین واسطے التماس ذکر کے سو کیا ہمارے
واسطے امین کچھ اجر ہی تو آپنے فرمایا نہین پھر انہون نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ہم اپنے مال دیتے ہین واسطے التماس اجر و ذکر کے سو کیا واسطے کچھ اجر
ہے تو آپنے فرمایا کہ اللہ قبول نہین کرتا ہے مگر اُس شے کو جو خالص کی گئی ہو واسطے اُسکے پھر یہہ
آیت پڑھی اخرجہ ابن مردویہ حضرت حسن نے فرمایا کہ دین اسلام ہے جبکہ اللہ پاک نے
اپنی عبادت کا امر فرمایا بوجہ اخلاص اور یہ کہ دین خالص اُسکے واسطے ہے نہ اُسکے غیر کے تو
شرک کا بطلان بیان کیا جو کہ اخلاص کے مخالف ہی پس ارشاد فرمایا وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ موصول سے مراد مشرکین ہین اور محل اُسکا رفع ہے بنا بر ابتدا خبر
اسکی ان اللہ یحکم بینہم ہے اور جملہ ما نعبدہم لیقربونا الی اللہ زلفی محل نصب مین ہی بنا بر حال
بہ تقدیر قول اور استثنا مفرغ ہے اعم علل سے معنی یہ ہین کہ وہ مشرک جنہون نے واسطے
اللہ کے عبادت خالص نہین کی بلکہ اُسکو ملایا ساتھہ عبادت اُسکے غیر کی اس حال ہین کہ وہ
کہنے والے ہین ہم نہین پوجتے ہین اُنکو واسطے کسی شے کے اشیا سے مگر اسلیے کہ وہ
قریب کر دین ہمکو طرف اللہ کے قریب کرنے کی زلفی اسم ہے قائم کیا گیا ہے مقام
مصدر مین نعبدہم ہین ضمیر راجع ہے طرف اُن چیزون کے جنکو وہ پوجا کرتے تھے یعنی
ملائکہ و حضرت عیسیٰ و حضرت عزیر اور بت اولیا سے یہی مراد ہین زلفی سے مراد شفاعت
ہے جیسا کہ واحدی نے مفسرین سے نقل کیا ہے قتادہ نے کہا جسوقت اُنسے کہا جاتا کہ
کون ہے تمہارا رب و خالق اور کسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو اور کسنے اتارا آسمان سے پانی تو وہ
کہتے کہ اللہ نے پھر اُنسے کہا جاتا کہ تم جو بتونکو پوجتے ہو اسکے کیا معنے ہین تو کہتے تاکہ وہ قریب کر دین ہمکو طرف
اللہ کے قریب کرنیکر اور اسکی پاس ہمارے واسطے شفاعت کرین کلبی نے کہا کہ اس کلام کا جواب سورۂ احقاف مین ہے
فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً حضرت ابن مسعود و ابن عباس و مجاہد رضہ
کی قراءت مین قالوا ما نعبدہم ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ یعنے بیشک اللہ فیصلہ
کریگا درمیان اہل ادیان کے قیامت کے دن اُس چیز مین کہ جسمین وہ اختلاف کر رہے ہین ساتھہ توحید

وشرک کے کیونکہ ہر گروہ دعوے کرتا ہی کہ حق اُسکے ساتھ ہے پھر جزا دیگا ہر ایک کو جس جزا کا وہ
مستحق ہے پس مومنون کو تو جنت مین داخل کریگا اور کافرونکو نار مین کسی نے کہا کہ بینہم کے یہ معنی ہین
کہ فیصلہ کریگا درمیان دین خالص کرنیوالون کے اور اُنکے جنہون نے خالص نہین کیا اول کو اسلیے حذف کیا کہ
سیاق اُسپر دال ہے کسی نے کہا کہ درمیان متنازعین کے فریقین سے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ کَاذِبٌ
کَفَّارٌ یعنے اللہ راہ نہین بتاتا ہے بیچ دین کی اور نہ توفیق دیتا ہے حق کی طرف راہ پانے کی اُس شخص
کو جو کہ جھوٹھا ہے اپنے اس دعوے مین کہ الہہ اُسکو قریب کر دینگے طرف اللہ کے اور کفار ہے یعنی اُس
نے کفر کیا ہے بسبب اسکے کہ اُنکو معبود ٹھیرا لیا ہے اور اُنکو شریک قرار دیلیا ہے واسطے اللہ پاک کے اسلیے
وہ گم کرنیوالا ہے بصیرت کا غیر قابل ہے راہ پانیکا کیونکہ اُسنے فطرت اصلی کو بگاڑ ڈالا ہے بسبب
اصرار و استمرار کرنیکے گمراہی مین کفار صیغہ مبالغہ ہے دال ہے اسبات پر کہ اُن لوگون کا کفر غایت کو
پہنچا ہوا ہے حضرت حسن و اعرج نے کذاب کو مثل کفار کے بصیغہ مبالغہ پڑھا ہے اور یہ قرارت
حضرت انس سے بھی مروی ہے یہ جملہ تعلیل ہے حکم مذکور کی جملہ لو اراد اللہ الآیۃ مقرر و موکد ہے ابطال
قول مشرکین کا کہ ملائکہ دختران خدا ہین جسکا ذکر سابق مین ہو چکا ہے اسلیے کہ یہ جملہ متضمن ہے
اس بات کو کہ حق مین اللہ پاک کے ولد کا ہونا علے الاطلاق محال ہے پس اگر اللہ چاہتا کہ کرلے اولاد
تو البتہ کرلینا اولاد کا حقیقۃً ممتنع ہوتا اور یہ بن نہ آتا مگر بایں طور کہ چن لیوے اُس شے سے جسکو پیدا
کرتا ہے یعنی اختیار و پسند کرلے اپنی خلق کے جملے سے جس شی کو کہ چاہے اسکا پسند کرنا کیونکہ
اُسکے سوا کوئی موجود نہین ہے مگر وہ اُسکا مخلوق ہے اور یہ ٹھیک نہین ہے کہ مخلوق خالق کی
اولاد ہو کیونکہ باہم اُن مین مجانست نہین ہے اب کچھہ باقی نہین رہا مگر یہ کہ اُسکو چن لیوے غلام کرکے
جسطرح کہ بجائے اتخاذ کے اصطفا کے ساتھہ تعبیر کرنا اس بات کا فائدہ دیتا ہے پس معنی آیت کے
یہ ہوئے کہ اگر وہ چاہتا کہ کرلے اولاد تو اُس سے واقع ہوتی ایک شی جو کہ اتخاذ ولد سے نہ ہوتی بلکہ وہ
جو ہوتی سو یہی چن لینا واسطے اپنی بعض مخلوقات کے اسی لیے اللہ پاک نے اپنے نفس مقدس
کی اتخاذ ولد سے علی الاطلاق تنزیہ فرمائی پس ارشاد فرمایا سُبْحَانَہٗ یعنے تنزیہ و تقدیس ہے واسطے
اُسکے اولاد کر لینے سے یہ تو تنزیہ ہوئی بحسب ذات پھر اپنی تنزیہ فرمائی بحسب صفات پس فرمایا
ھو اللہ الواحد القہار یعنے وہ یکتا ہے ساری صفات کمال کا متصف ہے اپنی ذات مین سوا اُسکا
مماثل نہین ہے قاہر ہے اپنی ساری مخلوقات کا اور جو ذات پاک ان صفتون کے ساتھہ متصف
ہے اُسکے حق مین وجود اولاد کا محال ہے کیونکہ ولد اپنے والد کا مماثل ہوتا ہے حالانکہ اللہ پاک کا

کوئی مثل نہین ہے اس آیت کریمہ مین اشارہ ہے طرف قیاس استثنائی کے اسکا صغرے
نتیجہ دونون محذوف ہین دونون کی تقریر یہ ہے لکنہ لم یصطف فلم یرد اتخاذ الولد یعنے اللہ پاک
نے اتخاذ ولد نہین کیا غیر اسکے جسکے شان مین مشرکون نے کہا ہے کہ وہ ابن اللہ ہے یہ تین ہین
ایک تو ملائکہ دوسرے حضرت عیسے تیسرے حضرت عزیر علیہم السلام اور یہ نفی انکے اقرار سے واسطے باقی
خلائق کے شامل ہے پس ثابت ہوا کہ اتخاذ ولد نہین کیا تامل پہر جب اللہ پاک نے یہ بات ذکر کی کہ وہ منزہ ہے
اولاد سے باین طور کہ وہ اللہ واحد قہار ہے تو بعد اسکے اپنی وہ صفتین ذکر کین جو اسپر دال ہین پس
ارشاد فرمایا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۗ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۞ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ
مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۗ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ
فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۗ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۞ بنائے آسمان اور زمین
ٹہیک لپیٹتا ہے راتکو دنپر اور دنکو رات پر اور کام لگائے سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے ایک ٹہیری مدت
پر سنتا ہے وہی ہے زبردست گناہ بخشنے والا بنایا تم کو ایک جی سے پہر بنایا اسی سے اسکا جوڑا اور اتارے
تمہارے واسطے چوپایون سے آٹھ نر مادہ بناتا ہے تمکو ماں کے پیٹ مین طرح پر طرح بنانا تین اندہیرون کے
بیچ وہ اللہ ہے رب تمہارا اسی کا راج ہے کسی کی بندگی نہین سوائے اسکے پہر کہان سے پہیرے جاتے ہو
ف لپیٹتا ہے یعنی ایک پر دوسرا چلا آتا ہے لوٹ نہین پڑتا ف ایک پیٹ ایک رحم ایک
جہلی وہ جہلی ساتہ نکلتی ہے انتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ وہ خالق
ہے اُن چیزون کا جو آسمانون مین ہین اور زمین مین اور وہ مالک ہے ملک کا اور اُس مین تصرف کرنیوالا
ہے بدلتا رہتا ہے اسکی رات کو اور دنکو تکویر لیل و نہار کے یہ معنی ہین کہ انکو کام مین لگا رکہا ہے ہر ایک
ایک دوسرے کے پیچہے چلتے رہتے ہین سستی نہین کرتے اُن مین سے ہر ایک دوسرے کو تیز طلب کرتا رہتا ہے کقولہ
تعالی و تبارک يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا یہ معنے ہین اُس قول کے جو حضرت ابن عباسؓ و مجاہدؒ و
قتادہ و سدی وغیرہم سے مروی ہے لاجل مسمی کے یہ معنے ہین کہ ایک مدت تک جو اللہ کے
نزدیک معلوم ہے پہر وہ قیامت کے دن پوری ہو جاوے گی ہو العزیز الغفار کا یہ مطلب ہے کہ
کہ وہ باوجود اپنی عزت و عظمت و کبریائی کے بڑا بخشنے والا ہے اسکو جسنے اسکی نافرمانی کی ہے
پہر اُسنے توبہ کی اور اسکی طرف رجوع ہوا خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ کا یہ مطلب ہے کہ باوجود اسکے کہ
تمہاری جنسین صنفین زبانین رنگ مختلف ہین تمکو ایک نفس سے پیدا کیا یعنے حضرت آدم علیہ

بنایا اُسی سے اُسکا جوڑا یعنے حضرت حوا علیہا السلام کقولہٖ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ
خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً قولہ تعالیٰ وَ
اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ یعنے اور پیدا کیے واسطے تمہارے چوپایوں کی قسمت سے آٹھ نر مادہ یہ
وہی ہین جو کہ سورہ انعام مین مذکور ہین ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ قُلْ
ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ نَبِّـُٔوْنِیْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ الآیۃ قولہ تعالیٰ یَخْلُقُكُمْ فِیْ بُطُوْنِ
اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ یعنی مقدر کیا تم کو تمہاری ماں کے پیٹ مین ایک خلق بعد ایک خلق کے ہوتا ہے ایک تمہارا اول تو نطفہ
پھر ہوتا ہے خون بستہ پھر ہوتا ہے گوشت کا ٹکڑا پھر پیدا کیا جاتا ہے تو ہوتا ہے گوشت اور ہڈیان
اور پٹھے اور رگین اور پھونکی جاتی ہے اسمین روح تو ہو جاتا ہے ایک اور خلق فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ
الْخٰلِقِیْنَ قولہ تعالیٰ فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ یعنے رحم کے اندھیرے مین اور مشیمہ کی تاریکی مین مشیمہ وہ جھلی ہے
جو کہ شکل پردے کی اور بچاؤ کے ہوتی ہے بچے پر اور اندھیرے پیٹ کے حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و
ابو مالک و ضحاک و قتادہ و سدی و ابن زید نے اسی طرح کہا ہے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ یعنے یہ ذات جسنے
آسمانون کو اور زمین کو اور مابینہما کو پیدا کیا اور تمکو اور تمہارے باپ دادون کو بنایا ہی رب ہے اسکے
واسطے ملک و تصرف ہے ان سب مین لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنے وہ ہی کہ لائق نہین ہے عبادت مگر واسطے
اُسی وحدہ لاشریک کے فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ یعنے پھر تم کیونکر پھیرے جاتے ہو اسکے ساتھ اُسکے غیر کو تمہاری
عقلون کو کہان لیجاتے ہین ف فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہے کہ اُسنے آسمانون کو اور زمین کو
پیدا کیا ہے ساتھ حق کے یعنے انکو باطل و بیکار و بیفائدہ نہین بنایا ہے اور جس ذات پاک کی یہ خلق
عظیم اسکی خلق ہو محال ہے کہ اسکے واسطے کوئی شریک ہو یا جورو یا اولاد پھر آسمان و زمین مین اپنے
تصرف کرنے کی کیفیت بیان کی ارشاد فرمایا یُكَوِّرُ الَّیْلَ عَلَى النَّهَارِ الآیۃ تکویر لغت مین یہ ہے کہ
ڈالدینا بعض شے کا بعض پر جب کوئی متاع و سامان کو ایک دوسرے پر ڈالدے تو محاورہ عرب
مین یون کہین گے کہ کَوَّرَ الْمَتَاعَ اسی معنے سے کور العمامۃ ہے پس تکویر لیل علی النہار کے معنے ڈھانکنا
اسکا ہے دنکو یہانتک کہ اسکی روشنی جاتی ہے اور تکویر نہار علی اللیل کے ڈھانکنا دن کا ہے رات کو
یہانتک کہ اسکی تاریکی چلی جاوے اور یہی معنے ہین اس آیت کے یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ
حَثِیْثًا قتادہ وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے ضحاک نے کہا یعنے ڈالتا ہے رات کو دن پر اور دنکو رات پر
یہ معنے قریب قول اول کے ہین کسی نے کہا معنے آیت کے یہ ہین کہ جو رات سے کم ہوا وہ دن مین
داخل ہوا اور جو دن سے کم ہوا وہ رات مین داخل ہوا یہی معنے ہین اس آیت کے یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ

ج

يُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ منتہے نقصان کا تو گہڑیان اور منتہے زیادت کا پندرہ ساعت کسی نے کہا معنے یہ ہین
یکر علے ہذا و ہذا یکر علے ہذا کرور اتستنا بعتہ یعنے رات حملہ کرتی ہے دنپر اور دن حملہ کرتا ہے رات پر پیے
در پیے حملہ کرنا راغب نے کہا ہام او تکویر سے ادارت اسکی ہے یعنی گردش دینا اسکا اور ملانا اُسکے بعض کا بعض پر
مثل کور العمامۃ انتہے یعنی جس طرح کہ پگڑی کے پیچ ایک دوسرے پر ملائے جاتے ہین کسی نے کہا تکویر
لف و لی ہے یعنی لپیٹنا اور موڑنا حضرت ابن عباس رضی نے یکور کی تفسیر یحمل کی ہے بالجملہ یہ تکویر جو اس آیۃ
مین مذکور ہے اس سے اشارہ کیا ہے طرف چلنے سورج کے اپنے مطالع مین اور گہٹنا رات اور دنکا اور بڑہنا دونو
کا امام رازی رح فرماتے ہین کہ نور و ظلمت دو لشکر ہین بڑے اور ہر دن یہ اُسپر اور وہ اِسپر غالب ہوتا ہے
پہر اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ اُسنے سلطان نہار و سلطان لیل کو مسخر کیا ہے مراد سورج چاند ہین پس فرمایا
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ یعنے اُسنے دونون کو اپنے حکم کا مطیع و منقاد کیا ہے ساتھ طلوع و غروب کے
واسطے منافع عباد کے پہر اس سخر کرنے کی کیفیت ذکر فرمائی کہ اُنکو کسطرح مسخر کیا فرمایا کُلٌّ یَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى
یعنے ہر ایک چلتا رہتا ہے اپنے فلک مین یہانتک کہ دنیا تمام ہو اور یہ قیامت کا دن ہے اجل مسمی کی
پوری گفتگو سورہ یس مین گذر چکی ہے أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ کلمہ الا حرف تنبیہ ہے بمعنی آگاہ و ہشیار
باش اس جملے کو اسکو تئے اسلیے شروع کیا ہے کہ منظور ظاہر کرنا کمال اعتنا و اہتمام کا ہے ساتھ مضمون
جملہ مذکورہ کے معنے یہ ہین کہ اے بندو ہشیار ہو جاؤ خواب غفلت سے جاگو پس اللہ ہی ہے غالب ستر
کرنیوالا اپنی خلق کے گناہون کا ساتھ مغفرت کے پہر اللہ پاک نے اپنی عجیب قدرت و بدیع صنعت سے
ایک اور نوع بیان کی پس ارشاد فرمایا خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا نفس سے
مراد حضرت آدم ع اور زوج سے مراد حضرت حوا علیہما الصلوۃ والسلام ہین کلمہ ثم ذکر فرمایا تاکہ یہ
بات معلوم ہو جائے کہ پیدا کرنا حضرت حوا کا مترتب ہے حضرت آدم ع کے پیدا کرنے پر اور وہ اس سے
متراخی ہے کیونکہ وہ حضرت آدم ع سے پیدا کی گئی ہین۔ اور عطف یا تو مقدر پر ہے اور وہ صفت
ہے نفس کی فراء و زجاج نے کہا تقدیر یہ ہے خلقکم من نفس خلقہا واحدۃ ثم جعل منہا زوجہا یعنے پیدا کیا
تمکو ایک نفس سے ایسا نفس کہ پیدا کیا اسکو ایک پہر بنایا اُس سے اسکا جوڑا یہ بہی جائز ہے کہ واحدۃ کے
معنے پر عطف ہو اے من نفس انفردت بالایجاد ثم جعل الخ رہی یہ بات کہ عطف ثم کے ساتھ خلق کو پیرایہ
جعل مین ادا کیا اور لفظ خلق نہ فرمایا سو مقصود اس سے یہ بات بتانا ہے کہ حضرت حوا کے پیدا کرنے کو
حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے زیادہ تر دخل ہے اسمین کہ وہ ظاہر باہر نشانی دال ہو کمال قدرت پر
کیونکہ حضرت آدم ع کا پیدا کرنا تو اللہ پاک کی عادت یہ ہے جو کہ مستمر ہے اسکی خلق مین اور بی بی حوا کا

پیدا کرنا صفت مذکورہ اُسکے ساتھہ عادت جاری نہین ہوئی ہے اسلیے کہ اللہ پاک نے کسی انثی کو کسی مرد کی پسلی سے نہین پیدا کیا ہے سوا آدمکے اسکی تفسیر سورۂ اعراف مین پورے طور پر گذر چکی ہے پھر اللہ پاک نے اپنی قدرت باہرہ و افعال قاہرہ سے جو کہ دال ہین ذکر پر ایک اور نوع بیان کی پس ارشاد فرمایا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ یہ جملہ معطوف ہے خلقکم پر انعام کے پیدا کرنے کو انزال کے پیرایہ مین اسلیے وا فرمایا کہ مروی یون ہے کہ اللہ تعالے نے انعام کو جنت مین پیدا کیا پھر اُنکو زمین کیطرف اُتارا پس اس صورت مین انزال حقیقۃً ہوگا جسطرح کہ اس آیت مین فرمایا گیا ہے وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ اسلیے کہ حضرت آدمؑ جسوقت زمین کیطرف اتارے گئے تو لوہا انکے ساتھہ نازل کیا گیا یہ بھی احتمال ہے کہ نسبت انزال کیطرف انعام کی مجازا ہو اسواسطے کہ چوپایے چونکہ زندہ نہین رہ سکتے مگر نبات سے اور نبات کی زندگی اسی پانی سے ہوتی ہے اور پانی آسمان سے اُتارا جاتا ہے تو چوپایا گویا کہ آسمان سے اُتارے گئے کیونکہ انکے سبب کا سبب منزل من السماء ہے اس قسم کی تعبیر کو تدریج کہتے ہین اسی باب سے یہ آیت ہے قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا اور جسطرح اس شعر مین سبب پر اطلاق کیا ہے

اِذَا نَزَلَ السَّمَاءُ بِاَرْضِ قَوْمٍ	رَعَيْنَاهُ وَاِنْ كَانُوْا غِضَابًا

چونکہ نبات کا سبب پانی ہے اسلیے رعی کی نسبت پانی کیطرف کردی ہے حالانکہ مراد چرانا گھاس کا ہے نہ پانی کا کسی نے کہا کہ اَنْزَلَ بمعنے انشا و جعل ہے یا بمعنے اعطے ہے کسی نے کہا کہ خلق کو انزال قرار دیا اس لیے کہ خلق جو ہوتی ہے سو بسبب ایک امر کے ہوتی ہے جو کہ آسمان سے نازل ہوتا ہے ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ وہی ہین جو آیۂ انعام مین مذکور ہین جسکا ذکر سابقًا ہو چکا ہے مراد انہین سے چارون جگہہ نر و مادہ ہین زوج وہ شے ہے جسکے ساتھہ دوسرا اُسی کی جنس کا ہو جو اُسکے ساتھہ مزاوجت کرے اور دونون سے نسل کا حصول ہو پس لفظ زوج کا مفرد پر بولا جاتا ہے جبکہ اُسکے ساتھہ دوسرا ہو اُسی کی جنس کا جو اُس سے منفک نہ ہو اور اُنسے نسل حاصل ہو اور اسیطرح لفظ زوج کا اثنین پر بھی بولا جاتا ہے پس وہ مشترک ہے اور اسجگہہ مراد اطلاق اول ہے اس آیت کی تفسیر سورۂ انعام مین گذر چکی ہے پھر اللہ پاک نے اپنی قدرت بدیع سے ایک اور نوع ذکر کی ارشاد فرمایا يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ حمزہ نے اسکو بکسر ہمزہ و میم پڑہا ہے اور کسائی نے بکسر ہمزہ و فتح میم اور باقی قاریون نے بضم ہمزہ و فتح میم یعنے اللہ پاک تمکو پیدا کرتا ہے تمہاری ماؤن کے پیٹون مین اس پیدائش کی انسان کے ساتھہ تخصیص کیون فرمائی حالانکہ اسمین انسان و حیوان دونون مشترک ہین سو وجہ اسکی یہ ہے کہ عاقل کو غیر عاقل پر تغلیب دی ہے دوسرے یہ کہ انسان کو باقی خلق پر شرف ہے خَلْقًا مصدر موکد ہے فعل مذکور کا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ اسکی صفت ہے اے خلقا کائنا من بعد خلق یعنے پیدا کرتا ہے تمکو پیدا کرنا ایسا پیدا کرنا کہ کائن ہے بعد ایک پیدا کرنیکے

قتادہ وسدی نے کہا کہ نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر عظم پھر لحم ابن زید نے کہا یہ معنی ہین کہ پیدا کیا تمکو پیدا
کرنے کر تمہاری ماؤن کے شکمون مین بعد پیدا کرنے تمہارے کو آدم کی پشت مین فِی ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ یعنی
تین تاریکیون مین مجاہد وغیرہ کا قول گزر چکا ہے سعید بن جبیر نے کہا کہ ظلمت مشیمہ کی اور ظلمت رحم کی اور ظلمت
رات کی ابو عبیدہ نے کہا کہ ظلمت مرد کی پشت کی اور ظلمت عورت کے شکم کی اور ظلمت رحم کی رحم تو بدن کے
اندر ہے اور مشیمہ رحم کے اندر ہے ابن الاعرابی نے کہا کہ جس شے مین بچا ہوتا ہے اسکو مشیمہ و غلاف و کیس
کہتے ہین مشیمہ کی جمع مشیم بحذف ہا و مشایم آتی ہے اور غیر انسان کی مشیمہ کو سلی بولتے ہین جملہ یخلقکم
الخ مستانفہ ہے مقصود اس سے بیان ہے اطوار مختلفہ کا جو کہ انسان کی خلق مین ہوتے ہین جنکو وہ
متضمن ہے قولہ تعالے ذٰلِکُمُ اشارہ ہے طرف اللہ پاک کے باعتبار اسکے افعال سابقہ کے اور اسم
شریف اللہ اسکی خبر ہے اور رَبُّکُمْ خبر دیگر اور لَهُ الْمُلْکُ تیسری خبر لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ چوتھی خبر یعنے
یہ ذات پاک جسکے افعال بدیعہ کا ذکر ہوا اللہ ہی تمہارا پروردگار ہے ملک حقیقی دنیا و آخرت مین
اُسی کا ہے اسمین اُسکے غیر کی کسی طرح کی شرکت نہین نہ ہے کوئی معبود مگر وہ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ یعنی
جب وہ ان صفات کے ساتھ موصوف ہو تو پھر تم کیونکر اسکی عبادت سے پھرتے ہو اور اس سے اسکے غیر کی
عبادت کیطرف کسطرح رجوع ہوتے ہو یا یہ معنی ہین پھر تم کیونکر پھیرے جاتے ہو راہ حق سے بعد اسکے
بیان شافی کافی کے جبکہ اللہ پاک نے ان نعمتون کا ذکر کیا کہ جنکا اوسنے اپنے بندون پر انعام فرمایا
اور اپنی بدیع صنع و عجیب فعل سے اونکے واسطے وہ کام بیان کیے جو کہ ہر عاقل پر اس بات کو واجب
کرتے ہین کہ اُسپر ایمان ہی لے آوے تو بعد اسکے یہ دھمکی دی اور اپنی بے نیازی بیان فرمائی

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْكُمْ ۫ وَلَا یَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا یَرْضَهُ لَكُمْ ؕ وَلَا
تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِیْبًا اِلَیْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ
نَسِیَ مَا كَانَ یَدْعُوْۤا اِلَیْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِیْلًا ۖۗ
اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝ اگر تم منکر ہوگیے تو اللہ پرواہ نہین رکھتا تمہاری اور پسند نہین کرتا
اپنے بندون کی منکری اور اگر حق مانوگے تو اُسے تمہارے لیے پسند کریگا اور نہ اوٹھاویگا کوئی اوٹھانے
والا بوجھ دوسرے کا پھر تمکو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے تو وہ جتاویگا تمکو جو کرتے تھے مقرر
اُسکو خبر ہے جیون کی بات کی اور جب لگے انسان کو سختی پکارے اپنے رب کو رجوع ہو کر اُسکی
طرف پھر جب بخشے اوسکو نعمت اپنی طرف سے بھول جاوے جو پکارتا تھا اُس کام کو پہلے سے

اور ٹہیراوے اللہ کی برابر اوروں کو تا بہکاوے اُسکی راہ سے تو کہہ برت لے ساتھہ اپنی منکری
کے تہوڑے دنوں تو ہے آگ والوں میں انتہی **ف** اللہ پاک طرف سے اپنی ذات مقدس
کی خبر دیتا ہے کہ وہ اپنی ماسوا مخلوقات سے غنی و بے نیاز ہے کما قال موسی علیہ الصلاۃ والسلام
اِن تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی حمید صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالے
فرماتا ہے اے میرے بندو اگر اول تمہارے اور آخر تمہارے اور انس تمہارے اور جن تمہارے
ہوتے فاجر تر دل پر کسی مرد کے تم میں سے تو کم نکرتا یہ میرے ملک سے کچھ شئے کو ولا یرضی لعبادہ الکفر
کا یہ مطلب ہے کہ اللہ اپنے بندوں کے واسطے کفر کو نہ محبوب رکھتا ہے اور نہ اسکا امر فرماتا ہے وان
تشکروا یرضہ لکم یعنی اور اگر شکر کروگے تو اسکو تمہارے واسطے محبوب رکھیگا اور زیادہ دیگا تمکو اپنے
فضل سے ولا تزر وازرۃ وزر اخری یعنی نہ اوٹھائیگا کوئی نفس طرف سے کسی نفس کے کچھہ بلکہ ہر کوئی مطالبہ
کیا جائیگا ساتھہ کام اپنے نفس کے انہ علیم بذات الصدور کا یہ مطلب ہے کہ اس سے کوئی پوشیدہ
شئے مخفی نہیں ہے واذا مس الانسان الایہ کا یہ مطلب ہے کہ حاجت کے وقت تضرع و زاری کرتا ہے
اور اللہ وحدہ لا شریک لہ سے فریاد رسی چاہتا ہے کما قال تعالی واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون
الا ایاہ فلما نجاکم الی البر اعرضتم وکان الانسان کفورا اسی لیے اللہ تبارک وتعالی نے بیان
یوں فرمایا ہے ثم اذا خولہ نعمۃ منہ نسی ما کان یدعوا الیہ من قبل یعنی راحت و آسودگی کیحالت
میں اس دعا و تضرع کو بہول جاتا ہے کما قال تعالی واذا مس الانسان الضر دعانا لجنبہ او قاعدا
او قائما فلما کشفنا عنہ ضرہ مر کان لم یدعنا الی ضر مسہ **قولہ** تعالی وجعل للہ اندادا لیضل عن
سبیلہ یعنی عافیت کے حال میں اللہ کے ساتھہ شرک کرتا ہے اور اوسکے واسطے انداد ٹہیراتا ہے پس
جس شخص کا یہ حال و طریقہ و مسلک ہے اس سے یوں کہدے کہ تمتع بکفرک قلیلا انک من اصحاب
النار یہ ایک تہدید شدید و وعید اکید ہے کما قال سبحانہ قل تمتعوا فان مصیرکم الی النار وقال
تعالی نمتعہم قلیلا ثم نضطرہم الی عذاب غلیظ کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ
ہے کہ اگر تم کفر کروگے تو بیشک اللہ غنی ہے تم سے یعنی وہ تمہارا محتاج نہیں ہے نہ تمہاری
ایمان کا اور نہ اسکا کہ تم اسکی عبادت کرو اسلیے کہ وہ تو غنی مطلق ہے اور باوجود اسکے کہ کفر کافر کا
اسکو ضرر نہیں دیتا ہے جسطرح کہ ایمان مومن کا اسے نفع رساں نہیں ہے پہر بہی وہ پسند
نہیں کرتا ہے واسطے کسی کے اپنے بندوں میں سے کفر کو اور نہ اسکو محبوب رکہتا ہے نہ اسکا
امر فرماتا ہے اور نہ اسکے ساتھہ فعل راضی کا کرتا ہے باینطور کہ اسمیں اذن دیوے اور اسپر قرار

پذیر کرے اور اُسکے فاعل کو ثواب دیوے اور اُسکی مدح کرے بلکہ خفگی کرنیوالے کا فعل کرتا ہے باینطور
کہ اس سے منع فرماتا ہے اور اُسپر ذم کرتا ہے اور اُسکے مرتکب کو عقاب فرماتا ہے اگرچہ وہ اُسکے ارادے
سے ہے کیونکہ کوئی شے اُس سے خارج نہین ہوتی ہے ابو السعود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی عدم رضا ساتھہ
کفر اپنے بندون کے بسبب انکی منفعت و دفع مضرت کے ہے واسطے رحمت کے اُنپر نہ اس لیے کہ وہ اُس سے
ضرر پذیر ہوتا ہے انتہی مفسرین نے اس آیت مین اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ اپنے عموم پر ہے اور
کفر اللہ پاک کو پسندیدہ نہین ہے بر ہر حال چنانچہ ظاہر یہی ہے یا خاص ہے اور معنی یہ ہین کہ پسند
نہین کرتا ہے واسطے اپنے مومن بندون کے کفر کو تخصیص کی طرف حضرت ابن عباس [illegible] رضی
اللہ عنہما گئے ہین اور عکرمہ و سدی وغیرہما نے اسپر اُنکی متابعت کی ہے پھر اس آیت مین ایک اور
اختلاف کیا ہے پس ایک قوم نے کہا کہ ارادہ کرتا ہے اللہ پاک کفر کا اور اُسکو پسند نہین کرتا ہے
دوسرون نے کہا کہ نہ اُسکا ارادہ کرتا ہے نہ اُسکو پسند فرماتا ہے اس قسم کے امر کی تحقیق مین طول طویل
گفتگو ہے جو لوگ اس آیت کی تخصیص کے قائل ہین اور ارادے کے مثبت ہین مع عدم رضا سو
انہون نے اس بات سے استدلال کیا ہے جو کہ قرآن شریف کی بہت سی آیتون مین ثابت ہوئی ہے کہ
اللہ پاک گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا اور وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ
اللہ اور اسکی مثل قرآن شریف مین بہت سی آیتین ہین جو اسکے معنی کے مؤدی ہین حضرت ابن عباس
نے ان تکفروا الآیہ کی تفسیر مین فرمایا ہے یعنی وہ کفار کہ نہین ارادہ کیا اللہ نے کہ پاک کرے اُن کے
دلون کو تو وہ کہین لا الہ الا اللہ پھر فرمایا وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ یہ اُسکے مخلص بندے ہین جنکے حق مین
فرمایا ہے إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ سو لازم کردی اُنکو شہادت لا الہ الا اللہ کی اور محبوب
کر دیا اُسکو طرف اُنکی أَخْرَجَهُ ابْنُ جَرِيرٍ پس کلمہ عباد لفظ مین عام معنی مین خاص ہوگا کما قال تعالیٰ
عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ مراد بعض عباد ہین عکرمہ نے کہا پسند نہین کرتا ہے واسطے اپنے مسلمان
بندون کے کفر کو قتادہ نے کہا واللہ نہین پسند کیا اللہ نے واسطے کسی بندے کے اُسکی [illegible] کو اور
نہ اُسکو امر کیا ساتھہ اُسکے اور نہ بلایا اُسکو طرف اُسکے ولیکن پسند کیا واسطے تمہارے اپنی طاعت کو اور
امر کیا تمکو ساتھہ اُسکے اور منع کیا تمکو اپنی معصیت سے پھر جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ وہ پسند نہین کرتا
ہے واسطے اپنے بندون کے کفر کو تو یہ بیان کیا کہ وہ پسند کرتا ہے واسطے اُن کے شکر کو پس ارشاد
فرمایا وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ یعنے اور اگر تم شکر کروگے تو پسند کرے گا واسطے تمہارے شکر کو
جسپر وَإِن تَشْكُرُوا سے دلالت کی گئی ہے یعنے وہ ثواب دیگا تمکو شکر پر اللہ تعالے نے اُسکے لیے

شکر کو صرف اسواسطے پسند فرمایا ہے کہ وہ سبب ہے انکی سعادت کا دنیا وآخرت مین کما قال سبحانہ
وتعالی وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ نہ اس لیے کہ وہ اُس سے منتفع ہوتا ہے ابو جعفر وغیرہ نے
باسکان ہا سے یرضہ پڑھا ہے اور ابن ذکوان وغیرہ نے اشباع ضمہ کیا ہے ہا پر اور باقی قرا نے
اختلاس کیا ہے یہ سب قرأتین سبعیہ ہین پھر یہ بات بیان فرمائی کہ کفر کا فر کا اصلا سرایت نہین کرتا
ہے اسکے غیر مین پس فرمایا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ یعنے نہ اوٹھائے گا کوئی نفس اُٹھانے
والا گناہ کا بوجھ دوسرے نفس کا اس آیت کی تفسیر پورے طور پر اول گزر چکی ہے پھر تہدید شدید
فرمائی ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ الآیہ یعنی پھر طرف رب تمہارے کے ہے رجوع تمہارا سو وہ تمکو خبر
دیگا اُس خیر وشر کی جو تم کرتے تھے پھر اس خبر دینے کی علت ذکر فرمائی کہ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ
الصُّدُورِ یعنے وہ تمہارے اعمال کی تمکو خبر دیگا اس لیے کہ وہ تو جانتا ہے اس شئے کو جسے
دل چھپاتے ہین پھر جسکو ظاہر کرتے ہین اُسکو کس طرح نہ جانے گا غرض یہ ہے کہ اُسکے نزدیک
ظاہر ومخفی سب برابر ہے پھر اللہ پاک نے کافر کے تذبذب کا ذکر فرمایا وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ
دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ مراد انسان سے کافر ہے اور ضر سے مراد مطلق ایذا وتکلیف کوئی سی ہو
کیونکہ لفظ مطلق ہے تو کوئی معنی نہین ہین کہ کسی فرد خاص کے ساتھ اسکی تقلید کرین آدمی مس اعراض
مین مجاز ہے اور جواب اِذا کا دعا الخ ہے یعنی جسوقت لگی کافر آدمی کو کوئی ضرر اُسکے جسم مین یا مال
مین یا اہل مین یا اولاد مین بلا ہو مرض ہو یا فقر یا خوف یا شدت وسختی تو پکارے اپنے رب کو
اُسکی طرف رجوع ہوکر اور اس سے فریاد رسی چاہکر دفع مین اُس بلا کے جو اسپر نازل ہوئی اور جس مردے
یا زندے یا بُت وغیرہ کو اول پکارتا تھا اور اُس سے فریاد رسی چاہتا تھا راحت وآرام مین اسکو
چھوڑکر اس لیے کہ وہ جانتا ہے اس بات کو کہ یہ سب اُسکے کشف ضرر پر قادر ہونے سے علیحدہ ہین
ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ جب کوئی شخص کسی شخص کو کسی شئے
کا مالک کردے تو محاورے مین یون بولتے ہین کہ خَوَّلَهُ الشَّيْءَ یعنے اُسنے مالک کردیا اُس کو اُس شئے
کا تخویل کا استعمال جزا مین نہین کیا جاتا ہے بلکہ ابتداسے عطیہ مین یعنے پھر جسوقت عطا کرے
اور مالک بنائے اُسکو کسی نعمت کا اپنی طرف سے تو بھول جائے اُس ضرر کو جسکے دور کرنے
کیطرف اللہ کو پکارا کرتا تھا قبل اسکے کہ عطا کرے اُسکو وہ شئے جو اسمے عطا کی کسی نے کہا
کہ بھول جائے اُس دعا کو جسکے ساتھ تضرع وزاری کیا کرتا تھا یا بھول جائے اپنے رب کو جس کو
پکارتا تھا اور اُسکی طرف تضرع کرتا تھا پھر اس سے شرک باللہ کیطرف بڑھ جاتا ہے یہ معنی ہین

اس قول کے وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا یعنے اور ٹھیرائے واسطے اللہ کے شریک بتون سے یا
غیر بتون سے فریاد رسی چاہے اُنسے اور اُنکو پوجے سدی نے کہا کہ مراد انداد ہین رجال سے بھروسا
کرے اُنپر اپنے سارے کامون مین لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ یعنی تا کہ بہکاوے لوگون کو اللہ کی راہ سی
جو کہ اسلام و توحید ہے جمہور نے بضم یا اور ابن کثیر و ابو عمرو نے بفتح یا پڑھا ہے یہ دونون سبعیّہ ہین
اور حرف لام واسطے عاقبت کے ہے یعنی چونکہ خود گمراہ ہونا یا دوسرے کو گمراہ کرنا دونون نتیجہ تھے
اُسکے انداد ٹھیرانے کے اس لیے اسکی تعلیل اُن دونون کے ساتھہ ٹھیک ہوگئی اگرچہ وہ غرض نہین
ہین مطلب یہ ہے کہ انجام فعل کی تشبیہ دی گئی علت غائی سے جو کہ فعل کے واسطے ہوتی ہی اس بات
مین کہ علت غائی مترتب ہوتی ہے فعل پر پس انجام فعل مین لام علت کا استعمال کیا گیا بطریق استعارہ
تبعیّہ کے جسطرح کہ اس آیت مین ہے فَالْتَقَطَهٗ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا اسی
طرح یہان ہے کہ بُت پوجنے والون نے بتون کو اللہ پاک کا شریک اس لیے نہین ٹھیرایا تھا کہ خود
گمراہ ہون یا دوسرے کو گمراہ کرین لیکن چونکہ اُسکا انجام یہی ہوا تو گویا اُنکو اسی واسطے شریک ٹھیرایا
تھا پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو امر فرمایا کہ جو اس صفت کا ہی اُسے یہہ
تہدید سنا دین تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِیْلًا اے تمتعًا قلیلا او زمانا قلیلا یعنی برت لے اپنے کفر کے ساتھہ تھوڑا
برتنا یا تھوڑے دنون کیونکہ دنیا کا برتنا تو قلیل ہی ہے گو ہزار برس ہی کی عمر کیون نہو زجاج نے
کہا کہ اسکا لفظ امر کا لفظ ہے اور معنی اسکے تہدید و وعید ہین اسمین خبر دینا ہے اس بات کی کہ
کفر ایک نوع کی تشہی ہے جسکی کوئی سند نہین ہی اور ناامید کرنا ہے کافرون کو آخرت مین تمتع اُٹھانے
سے اسی لیے اسکی یہ علت ذکر فرمائی کہ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ بطریق استیناف واسطے مبالغے کے
یعنی تیرا مصیر و مرجوع تو عنقریب آگ کیطرف ہونیوالا ہے اور تو اُسکا ملازم ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ کو
اُسکے لوگون مین سے معدود ہوگا یہ علت ہی قلت تمتع کی اور اسمین ایک نہایت عظیم الشان تہدید ہے
کسی نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی حق مین عتبہ بن ربیعہ کے کسی نے کہا شان مین ابو حذیفہ مخزومی
کے کسی نے کہا عام ہے ہر کافر کے بارے مین قواعد شریعت غرا سے یہی زیادہ تر موافق ہے **بالجملہ**
جبکہ اللہ پاک نے اخلاص عبادت کا اپنے واسطے امر کیا اور یہ بیان فرمایا کہ دین خالص نہین ہے مگر اسکی
واسطے اور جنہون نے اُسکو چھوڑ کر اور حمایتی ٹھیرا لیے ہین اُنکو یہ تہدید کی کہ وہ فیصلہ کریگا درمیان
اُنکے اور موحدون کے اور اپنی الوہیت کی دلیلین ذکر کین یہانتک کہ یون فرمایا ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ اور اسکی
ساتھہ الوہیت یعنی استحقاق عبادت کو اور ربوبیت بمعنی مالکیت کو مبدأ پر قصر کیا یہ وہی ذات ہی

چنکے یہ فعال ہین تو یہان یہ امر بیان کیا کہ کفار کے طریقے باہم متناقض ہین اس لیے کہ جسوقت انکو سختی
لگتی ہے تو اُسکا دفع اللہ پاک سے طلب کرتے ہین کیونکہ وہ جانتے ہین کہ سختی کو وہی دور کرتا ہے اور بت
ضرر ونفع رسان نہین ہین اور مبدأ کل کا نہین ہے مگر اللہ اور جب اللہ پاک اُس سختی کو اُنسے دور کر دیتا
ہے تو رجوع کرتے ہین طرف پوجنے بتون کے بسبب اسکو کہ باطل وہم اور فاسد خیال انکی تقتضا سے معقول
سی کھینچا کھانچی کرتے ہین مقتضائے عقل یہی ہے کہ سب حالات مین اللہ ہی کی طرف التجا کی جاسے سو
وہ مذبذب ہو رہے ہین ایک شی پر جمتے نہین ہین پھر جب اللہ پاک مشرکون کی صفتین ذکر کر چکا
اور یہ بات کہ وقت دفع ہونے مکروہات کے حالت اختیار مین غیر اللہ کو پکڑتے ہین تو بعد اسکے مومنین مقبولین
کے احوال کی شرح بیان کی پس ارشاد فرمایا اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ
وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ
بھلا ایک جو بندگی مین لگا ہی گھڑیون رات کی سجدہ کرتا اور کھڑا خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا
ہے اپنے رب کی مہر کی تو کہہ کوئی برابر ہوتے ہین سمجھ والے اور بے سمجھ وہی سوچتے ہین جنکو عقل ہو
ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ عزوجل فرماتا ہے کیا وہ شخص جسکی یہ صفت ہو مثل اس شخص کے
ہو جسنے اللہ کے ساتھ شرک کیا اور اُسکے واسطے انداد ٹھیرائے برابر نہین ہوتے ہین نزدیک اللہ تعالی
کے کما قال تعالی لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ
يَسْجُدُوْنَ اور اس جگہ یون فرمایا اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا یعنے انکا حال سجود مین اور نیز
حال قیام مین ہی لیے اس آیت سے استدلال کیا ہے اس شخص نے جو اس طرف گیا ہے کہ قنوت صرف
خشوع ہے نماز مین تنہا قیام نہین ہے جسطرح کہ اور لوگ اس طرف گئے ہین یعنی تنہا قیام کو بغیر لحاظ خشوع
کے قنوت کہتے ہین ثوری نے عن فراس عن الشعبی عن مسروق عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے
کہ قانت مطیع ہے اللہ عزوجل کا اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ابن عباس وحسن و
سُدی وابن زید نے کہا کہ اٰنَآءَ الَّيْلِ جوف اللیل ہے ثوری نے عن منصور روایت کیا ہے کہ یہ قنوت
درمیان مغرب وعشا کے ہے حضرت حسن وقتادہ نے کہا کہ انا ء اللیل اول واوسط وآخر شب ہے قولہ
تعالی يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ یعنی اپنے عبادت کے حال مین ڈرنے والا اور امیدوار
رحمت کا رہتا ہے عبادت مین خوف ورجا کا ہونا ضروری ہے اور مدت حیات مین خوف ہی
غالب ہو اسی لیے اللہ پاک نے حذر آخرت کو اول ذکر کیا ہے اور بعد اُسکے رجائے رحمت کو پھر جب
احتضار کا وقت ہو تو چاہیے کہ رجا ہی غالب ہو خوف پر جیسا کہ امام عبد بن حمید نے حضرت انس

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص پر داخل ہوئے
اور وہ حالت موت مین تہا تو آپنے اس سے فرمایا تو اپنے اپکو کیسا پاتا ہے تو اُسنے عرض کیا میں
امید رکہتا ہون اور ڈرتا ہون پس آپنے فرمایا نہیں جمع ہوتی یعنی رجاء وخوف دل مین کسی بندے
کے مثل اس موطن مین یعنی وقت موت کو مگر عطا فرماتا ہے اُسکو اللہ عز وجل وہ شی جسکی امید رکہتا ہے
اور امن دیتا ہے اسکو اُس شی سے جس سے ڈرتا ہے وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ فِي الْيَوْمِ
وَاللَّيْلَةِ وَابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيثِ سَيَّارِ بْنِ حَاتِمٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بِهِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ
غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا
ابن ابی حاتم نے یحیی بکا سے روایت کیا ہے کہ انہون نے سنا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کہ
پڑہتے تہے اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ الآیہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ ہین حضرت ابن عمرؓ نے جو یہ فرمایا سو بسبب کثرت نماز امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے اور بسبب اُنکی
قرات کے یہانتک کہ انہون نے بہت وقت قرآن شریف ایک رکعت مین پڑہا ہے جسطرح کہ ابو عبید نے
اسکو اُنسے روایت کیا ہے اور شاعر نے کہا ہے

یُقَطِّعُ اللَّيْلَ تَسْبِيحًا وَقُرْآنًا	ضَحُّوا بِأَشْمَطَ عُنْوَانُ السُّجُودِ بِهِ

امام احمد نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے جس شخص نے سو آیتین پڑہین ایک رات مین تو لکہا جاے گا واسطے اُسکے قنوت رات کا
وَكَذَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قولہ تعالی قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا
يَعْلَمُونَ یعنی کیا برابر ہوگا یہ شخص اور وہ شخص جو اس سے قبل ہے اُن لوگون مین سے جنہون نے انداد ٹہیرای
واسطے اللہ کے تا کہ گمراہ کرین اللہ کی راہ سے اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ یعنی اُن دونو مین فرق وہی
شخص جانتا ہے جسکو عقل ہے واللہ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہے کہ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ الآیہ
اس کلام کے تتمہ سے ہے جسکو ساتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہنے کا امر کیا گیا ہے معنی یہ ہین
کیا یہ کافر خوبتر ہے حال ومآل مین یا وہ شخص جو کہ قیام کرنیوالا ہے ساتہ طاعات اللہ کے راحت وتکلیف
مین رات کی گہڑیون مین استمرار ودوام کرنے والا ہے اُسپر قصر کرنیوالا نہین ہے اللہ پاک کی پکارنے پر
وقت نزول ضر وسختی کے اُسپر حضرت حسنؒ وغیرہؒ نے اَمَّنْ بتشدید پڑہا ہے اور نافع وغیرہؒ نے بہ تخفیف
اول کی بنا پر کلمہ ام داخل ہی مَن موصولہ پر اور میم اول دوسرے میم مین ادغام کی گئی ہے اور ام متصلہ ہے اور
اُسکا معادل محذوف ہے ای الکافر خیر ام الذی ہو قانت کسی نے کہا کہ منقطعہ مقدر بہ بل وہمزہ ہے ای بل امن

ہُوَ قَانِتٌ کا لکا فر اور دوسرے کی بنیاد پر ہمزہ واسطے استفہام کے ہے اور استفہام تقریری ہے اور ما
مقابل اُسکا محذوف ہے ای اَمَّن ہو قانت کمن کفر فراء نے کہا کہ اس قرارت مین ہمزہ ندا کا ہے اور کلمہ
مَن منادی ہے مراد اُس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین جنکو قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا کہنے کا حکم ہوا
ہی تقدیر یہ ہے یا من ہو قانت قل تمتع الخ کسی نے کہا تقدیر یہ ہے یا من ہو قانت انک من اصحاب
الجنۃ جو لوگ ہمزے کو ندا کا کہتے ہین اُن مین سے فراء ہین ابوحیان نے اسکو ضعیف کہا ہے اور کہا کہ
یہ بات اپنی ماقبل وما بعد سے اجنبی ہے ابوحیان سے پہلے ابو علی فارسی اس تضعیف کی طرف جا چکے
ہین اور ابوحاتم و اخفش نے اس قرارت پر اصل ہی سے اعتراض کیا ہے حالانکہ یہ اعتراض بے وجہ ہے
کیونکہ جب روایت ثابت ہو چکی تو درایت باطل ہو گئی اجگہ قَانِتٌ کی تفسیر مین اختلاف کیا ہے ابن
مسعود نے تو کہا کہ مطیع ہے کسی نے کہا خاشع یا اپنی نماز مین قیام کرنیوالا کسی نے کہا کہ دائمی لربہ نحاس نے کہا کہ
اصل قنوت کی طاعت ہے پس جو کچھ اسمین کہا گیا ہے وہ سب طاعت مین داخل ہے اٰنَآءَ الَّيْلِ آناء
جمع ہے انی بالکسر و بالقصر کی جیسے معا کی جمع امعاء آتی ہے کسی نے کہا کہ واحد اسکا انو ہے محاورے
مین بولتے ہین مضی من اللیل انیان وانوان یعنی رات کی دو گھڑیان گزرگئین مراد اناء لیل سے رات کی
ساعات و اوقات ہین کسی نے کہا رات کا جوف کیونکہ یہ مقبول وقت ہے

دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند
نیاز نیم شبے دفع صد بلا بکند

شعر حضرت حافظ شیرازی قدس سرہ کا ۱۲ منہ

کسی نے کہا کہ مغرب و عشا کے درمیان کا وقت ہے کسی نے کہا کہ اول و اوسط و آخر شب اسمین تو بعض
قول اول گزر چکے ہین سَاجِدًا وَّقَآئِمًا منصوب ہین بنا بر حال یعنی قانت ہے رات کی گھڑیون مین
اسحال مین کہ جمع کرنیوالا ہے درمیان سجدے کے اور قیام کے نماز مین سجود کو قیام پر اس لیے مقدم
کیا کہ عبادت مین اسکو زیادہ تر دخل ہے یہ آیت اسپر دال ہے کہ قیام لیل کو دن پر ترجیح ہے
اور وہ اس سے افضل ہے اس لیے کہ رات زیادہ تر ساتر ہے تو ریا سے زیادہ تر دور ہو گی اور اسلیے
کہ رات کی تاریکی فکر کو جمع کرتی ہے اور نگاہ کو اشیا کی طرف نظر کرنے سے باز رکھتی ہے اور جب دل
اشیار خارجیہ مین مشغول ہونے سے فارغ ہو جائے گا تو مطلوب اصلی کی طرف رجوع ہو گا وہی خشوع
ہے نماز مین اور یہی چاہتا اُسکا جسکے واسطے نماز پڑھتا ہے کسی نے کہا اس لیے کہ رات وقت خواب کا
اور مظنہ راحت کا ہے تو اُسکا قیام نفس پر زیادہ شاق ہوتا ہے تو ثواب بھی اسمین اکثر ہوتا ہے۔
قرطبی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے جو شخص یہ محبوب رکھے کہ آسان کرے اللہ تعالی
اسپر وقوف کو قیامت کے دن تو چاہیے کہ دیکھے اسکو اللہ رات کی تاریکی مین يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ محل نصب مین ہے

بنا بر حال یعنی اس حال مین کہ ڈرتا ہے عذاب آخرت سے یہ قول سعید بن جبیر و مقاتل کا ہے
و یرجو رحمۃ ربہ یعنی امید کرتا ہے درمیان خوف و رجا کے یہ دونون جمع نہین ہوتے کسی شخص کے
دل مین مگر اسنے مراد پالی کہا ہے کہ یہان عبارت محذوف ہے تقدیر یہ ہے کہ کمن لا یفعل شیئا من ذلک
جسطرح کہ سیاق کلام اسپر دال ہے یعنی کیا وہ شخص جو یہ کام کرتا ہے مثل اس شخص کے ہے جو انمین
سے کچھ نہین کرتا ہے کسی نے کہا کہ آیہ رحمت سے مراد مغفرت ہے کسی نے کہا جنت یہ آیت اسپر دال ہے کہ
جانب رجا اکمل و اولی ہے اسلیے کہ اللہ پاک کی طرف نسبت کیجاتی اول گذر چکا ہے کہ حضرت ابن
عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑہی اور کہا کہ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہین ایک روایت مین انسے یہ
ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق مین نازل ہوئی ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت عمار
بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شان مین نازل ہوئی ہے پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو امر فرمایا کہ انسے ایک اور بات کہین جسکے باعث حق باطل سے ظاہر ہو جاتا ہے پس فرمایا قُلْ هَلْ
يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ الآية یعنی تو کہہ کیا برابر ہوتے ہین وہ لوگ جو یہ جانتے ہین کہ جس بعث و
ثواب و عقاب کا اللہ نے وعدہ کیا ہے وہ حق ہے اور وہ لوگ جو اسکو نہین جانتے ہین یا یہ معنی ہین
کہ جو لوگ جانتے ہین اس چیز کو جسکو اللہ تعالی نے اپنے رسولون پر نازل فرمائی ہے اور وہ لوگ جو اسکو
نہین جانتے ہین یا مراد علماء و جہال ہین ہر شخص جسکو عقل ہے وہ یہ بات جانتا ہے کہ درمیان علم و جہل
کے اور عالم و جاہل کے برابری نہین ہے زجاج نے کہا یعنی جسطرح کہ برابر نہین ہوتے ہین وہ لوگ جو جانتے
اور وہ لوگ جو نہین جانتے ہین اسی طرح مطیع و عاصی برابر نہین ہوتے ہین کسی نے کہا کہ مراد الَّذِينَ
يَعْلَمُونَ سے وہ لوگ ہین جو اپنے علم پر عمل کرتے ہین کیونکہ اس سے نفع لینے والے وہی ہین اس لیے
کہ جسنے عمل نہ کیا تو وہ مثل جاہل کے ہے کسی نے کہا کہ اللہ پاک نے آیت کو عمل سے شروع کیا اور علم سے
ختم فرمایا اس لیے کہ عمل باب مجاہدات ہے اور علم باب مکاشفات ہے اور یہ نہایت ہے پس جب انسان
کو یہ حاصل ہوگیا تو اسنے دلالت کی اسکے کمال و فضل پر إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ یہ جملہ منجملہ کلام مامور بہ
نہین ہے بلکہ اللہ پاک کی طرف سے ہے بعد امر کرنے کے ساتھ ان قوارع مذکورہ کے جو کہ کفر و معاصی سے
زاجر و مانع ہین مقصود اس سے بیان کرنا اس بات کا ہے کہ وہ قوارع اور جھڑکیان کافرون کے دلون مین
اثر نہین کرتی ہین اس لیے کہ انکی عقلین مختل ہین معنی یہ ہین کہ اللہ کے وعظ و نصیحت سے وہی نصیحت
پذیر ہوتے ہین جو کہ اصحاب عقول صافیہ و قلوب نیرہ ہین اور وہی اسمین تدبر و تفکر و غور کرتے ہین
یہ لوگ مومنین ہین نہ کفار کیونکہ وہ اگرچہ اسکے مدعی ہین کہ انکی عقلین ہین لیکن وہ کالعدم ہین پھر جب

اللہ پاک نے مساوات کی نفی کے درمیان عالم وجاہل کے اور یہ بات بیان فرمائی کہ نصیحت پذیر
وہی ہوتے ہین جو کہ عقل والے ہین تو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اُسکے مومن بندون
کو یہ حکم دین کہ اُسکے تقوی وایمان پر جمے رہین پس ارشاد فرمایا قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ
لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ
اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ وَاُمِرْتُ لِاَنْ
اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ تو کہہ اے بندو میرے جو یقین لائے ہو ڈرو اپنے رب سے جنہون نے
نیکی کی اس دنیا مین اُنکو ہے بھلائی اور زمین اللہ کی کشادہ ہے جو ٹھیرنے والون ہی کو ملتا ہے اُنکا نیگ ان گنت
تو کہہ مجھکو حکم ہے کہ بندگی کرون اللہ کو نری کر کر اُسکی بندگی اور حکم ہے کہ مین ہوون سب سے پہلے حکم بردار
انتہی ف اللہ پاک اپنے مومن بندون کو امر فرماتا ہے کہ اُسکی طاعت وتقوی پر مستمر رہوانہ جن لوگون
نے اس دنیا مین نیک عمل کیا اُنکے واسطے بھلائی ہے اُنکی دنیا وآخرت مین وارض اللہ واسعۃ کی تفسیر
مین مجاہد نے کہا پس تم اُسمین ہجرت کرو اور جہاد کرو اور بتون سے الگ ہو جاؤ شریک ابن منصور عن عطاء
روایت کیا ہے کہ جسوقت تم اُسکی معصیت کیطرف بلائے جاؤ تو بھاگ جاؤ پھر یہ آیت پڑھی اَلَمْ تَكُنْ
اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا اوزاعی نے کہا کہ صابرون کے واسطے نہ تولا جائیگا نہ ناپا جائیگا
انما یغرف لہم غرفا یعنے اُنکو تو لپ بھر بھر کر اجر دینگے ماپ تول کا کیا ذکر ہے ابن جریج نے کہا مجھے یہ
بات پہونچی ہے کہ ہرگز اُنکے عمل کا ثواب اُنپر حساب نہ کیا جائیگا ولیکن وہ تو اُنپر زیادہ دیئے جاوینگے۔
سدی نے کہا اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ الآیہ یعنی جنت مین قولہ تعالی اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ الآیہ کا یہ
مطلب ہے کہ مجھے تو یہی حکم ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے واسطے اخلاص عبادت کرون قولہ تعالی وَاُمِرْتُ
لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ سدی نے کہا یعنی من ہذہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان
کا بیان فاتح یہ ہے یعنی اسے وہ لوگ جنہون نے سچی کی اللہ کی توحید ڈرو اپنے رب سے باین طور کہ اُس کی
طاعت کرو اُسکے معاصی سے بچو اُسکے حکمون کا امتثال کرو اُسکے لیے خالص ایمان لاؤ شرکا کی اُس سے نفی
کرو اور مراد یہ ہے کہ تو اُنسے یہ میرا قول بعینہ کہدے پھر جب اللہ پاک نے مومنون کو تقوی کا امر کیا تو جو
فائدے اس تقوی مین ہین وہ اُنکے واسطے بیان کیے ارشاد فرمایا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا الآیہ یعنی جن لوگون نے
نیک عمل کیے اس دنیا مین بروجہ اخلاص اُنکے واسطے ایک حسنۂ عظیم ہے یعنی جنت فی ہذہ الدنیا متعلق
ہے احسنوا سے کسی نے کہا کہ حسنۃ سے اس بنا پر کہ وہ بیان ہے حسنہ کے مکان کا تو معنی یہ ہون گے کہ واسطے
اُنکے جنہون نے نیکی کی عمل مین حسنہ ہے دنیا مین ساتھ صحت وعافیت وظفر وغنیمت کے قول اول اولی ہے۔

پہر جب کہ بعض بندون پر اپنے وطن مین طاعات و احسان کا کرنا مشکل تہا تو جو کوئی ایسا ہو اللہ پاک نے اُسکو ہجرت کا ارشاد کیا پس فرمایا وَاَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ یعنی اللہ کی زمین کشادہ ہے اور اُسکے بہت سے شہر ہین پس چاہیے کہ جس جگہ اُسکو اللہ کی طاعت اور اُسکے حکم پر عمل کرنا اور اُسکی نہی سے بچنا ممکن ہو وہان ہجرت کر جائے جیسا کہ انبیا و صالحین کا طریقہ ہے کیونکہ تفریط مین اصلا اُسکے لیے کوئی عذر نہین ہے سورہ نسا مین ہجرت پر پورے طور پر کلام گزر چکا ہے کسی نے کہا کہ اسجگہہ مراد ارض سے زمین جنت ہی اللہ پاک نے اُسکی کشادگی مین اور اُسکی نعیم کی فراخی مین انکو رغبت دلائی ہی جسطرح کہ اس آیت مین ہی جَنَّۃٍ عَرْضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کبہی جنت کا نام ارض رکہا جاتا ہے قال تعالیٰ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ نَشَآءُ قول اول اولی ہے کسی نے کہا یعنی ہین کہ مکے سے کوچ کر جاؤ اور شہرون کو اُٹھ جاؤ اور انبیا و صالحین کی پیروی کرو انکی ہجرت کرنے مین طرف غیر بلاد کے تاکہ اپنی نیکی پر اور نیکی اور اپنی طاعت پر اور طاعت زیادہ کرین اسمین آمادہ کرتا ہے ہجرت کرنے پر اُس شہر سے جسمین معاصی ظاہر ہوتے ہین کسی نے کہا جو کوئی کسی شہر مین معاصی کا امر کیا جاوے تو اُسے چاہیے کہ وہان سے بہاگ جای پہر جب کہ اللہ پاک نے وہ ثواب بیان کیا جو کہ نیکی کرنے والون کے لیے ہے جبکہ وہ نیکی کرین اور اسمین یہ امر ضروری تہا کہ فعل طاعت پر اور شہوات سے نفس کے روکنے پر صبر ہو تو صبر کی فضیلت اور اُسکی عظیم قدر کی طرف اشارہ کیا پس ارشاد فرمایا اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَہُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنی جو لوگ کہ صبر کرتے ہین اپنے وطن چہوڑنے پر اور اپنے کنبے قبیلے کی مفارقت پر اور اللہ کی طاعت مین اور زیادہ نیکیان کرنے مین جو بلاؤن کی برداشت کرتے ہین اور محنت و مشقت اوٹہاتے ہین انہین کو اُنکے صبر کے مقابلے مین اور تنگی کہینچنے مین انکا ثواب بہرپور بے حساب دیا جائیگا یعنی اُسکے حصر پر کوئی حصر کرنیوالا قادر نہوگا اور نہ کوئی حساب کرنے والا اُسکے حساب کی طاقت رکہیگا اگرچہ وہ اللہ پاک کے نزدیک معلوم و شمار کیا ہوا ہے عطا نے کہا کہ نہ عقل اُسکی طرف راہ پاویگی اور نہ وصف و بیان کو اُس تک رسائی ہوگی مقاتل نے کہا کہ اجر انکا جنت ہی اور اُنکے ارزاق اُس مین بغیر حساب ہین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ہر مطیع کے واسطے ناپا جائیگا ماپ کر اور تولا جائیگا تول کر مگر صابرین فانہ یحثی لہم حثیا یعنے انکو لپین بہر بہر کر دیا جائیگا مروی ہے کہ بلا والے لائے جائینگے تو نہ انکے واسطے ترازو کہڑی کی جائیگی اور نہ انکے لیے دفتر کہولا جائیگا اور بہایا جائیگا انپر اجر بہایا تا کہ دنیا مین عافیت والے تمنا کرینگے کاش اُنکے جسم مقراضون سے کترے جاتے بسبب اُس فضل کے جسکو اہل

بلا حساب دیں گے نکتہ جملہ للذین احسنوا علت ہے امر بتقوی کی یعنی اس امر کا امتثال واجب ہے
اس لیے کہ جنہوں نے احسان کیا ان کے واسطے ایک بڑا حسنہ ہے یہی وہ بات ہے کہ احسنوا فرمایا
اتقوا نہ کہا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ تقوی احسان کے باب سے ہے
اور دونوں باہم ایک دوسرے کو لازم ہیں پھر اسی تقویٰ ماعود میں رغبت دلانے کو انما یوفی
الصابرون فرمایا اور انما یوفی المتقون نہ کہا اس لیے کہ مقصود اسکا یہ ہے کہ تنبیہ ہو اور معلوم ہو کہ متقی لوگ
فضیلت صبر کے حائز ہیں جسطرح کہ فضیلت احسان کے جامع ہیں کیونکہ تقوی مستلزم ہے احسان
صبر کو باوجود اسکے کہ صبر میں زیادہ آمادہ کرنا ہے مصابرت پر اور مداومت کی تقووں کے
تحمل کرنے میں پھر حال آیۂ کریمہ دال ہے اسپر کہ صابرین کے اجر و ثواب کی نہایت نہیں ہے
کیونکہ جو شے حساب کے تحت میں داخل ہوتی ہے تو وہ متناہی ہوتی ہے اور جو حساب کے نیچے داخل
نہیں ہے تو وہ غیر متناہی ہوتی ہے اور یہ ایک فضیلت عظیم و منقبت جلیل ہے جو شخص کہ اللہ کے
ثواب میں راغب اور اسکے پاس کی خیر میں طامع ہے فضیلت اس پر یہ تقاضا کرتی ہے کہ صبر کا جرعہ
پیوے اور اپنے نفس کو اسکے مہار سے باندھے اور اسکی قید سے مقید کرے کیونکہ جزع و بے صبری کرنا
اس قضا کو تو رد نہیں کر سکتا ہے جو کہ نازل ہو چکی ہے اور جو خیر مسلوب ہو چکی اس کو کھینچ نہیں لاتا
ہے اور نہ جو مکروہ واقع ہو چکا ہے اسکو دفع کر سکتا ہے اور جسوقت عاقل اس بات کا خوب تصور کر لیگا
جیسا کہ حق ہے تصور کا اور خوب سمجھ لیگا جیسا کہ حق ہے سمجھنے کا تو یہ جان لیگا کہ صبر کرنے والا اس بلا
پر جو اس پر نازل ہوئی اسکو یہ اجر عظیم مل چکا اور اس خیر خطیر سے بہرہ مند ہو گیا اور غیر صابر پر قضا نازل
ہو چکی وہ چاہے یا نہ چاہے اور باوجود اسکے اس سے وہ اجر عظیم فوت ہو گیا کہ جسکا اندازہ کیا جاتا ہے
نہ اسکے نہایت تک رسائی ہوتی ہے تو اسنے اپنی مصیبت کے ساتھ ایک اور مصیبت ملائی اور اسکو سوا
جزع و فزع کے اور کچھ ہاتھ نہ لگا کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

أَرَى الصَّبْرَ مَحْمُودًا وَعَنْهُ مَذَاهِبُ — فَكَيْفَ إِذَا مَا لَمْ يَكُنْ عَنْهُ مَذْهَبُ
هُنَالِكَ يَحِقُّ الصَّبْرُ وَالصَّبْرُ وَاجِبٌ — وَمَا كَانَ مِنْهُ لِلضَّرُورَةِ أَوْجَبُ

پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ اول انکو خبر دین توحید و اخلاص کی جسکا
خود انکو امر کیا گیا پس ارشاد فرمایا قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ یعنی مجھے یہ حکم ہے کہ
اللہ کی عبادت کروں ایسی عبادت جو کہ شرک و ریا وغیرہ سے خالص ہو مقاتل نے کہا کہ کفار قریش نے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کون شے تجھے باعث ہوتی ہے اس شے پر جسکو تو ہمارے پاس لیکر

اپنی جان کا اور اپنے گھر والون کا قیامت کے دن یعنی ایکدوسرے سے جدا ہوگئے پھر انکو کبھی ملنا
نہین ہے خواہ انکے گھر والے جنت کیطرف جائین اور وہ خود آگ کی طرف یا یہ کہ سب کو سب نار
مین بسائے جائین لیکن انکو نہ جمع ہونا ہے نہ کسی طرح کا سرور ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ یعنی خطاء
وہ واضح زیان کاری یہی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے انکا حال بیان کیا جو کہ دوزخ مین ہوگا فرمایا لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ
ظُلَلٌ الآیۃ کما قال سبحانہ وتعالیٰ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي
الظّٰلِمِيْنَ وقال تعالیٰ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ **قولہ** تعالیٰ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ یعنی یہ امر جو بالتصریح ہو نیوالا ہے
اسکو صرف اس لیے بیان فرمایا ہے کہ اپنے بندون کو اس سے ڈرائے تاکہ وہ محارم و مآثم سے باز
رہین يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ یعنی اے بندو میرے ڈرو میرے باس و سطوت و عذاب و نقمت سے
ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے تو کہہ مین ڈرتا ہون اگر نافرمانی کرون اپنے رب کی باین طور کہ اسکے
واسطے اخلاص عبادت کو اور اسکی توحید کو اور ترک شرک کی طرف دعوت کرنے کو اور شرک والون کو
گمراہی کی طرف منسوب کرنے کو چھوڑ دون یعنی یہ سب کرکے اپنے رب کی اگر نافرمانی کرون تو مین ڈرتا
ہون روز قیامت کے عذاب سے اکثر مفسرین نے کہا ہے معنی یہ ہین کہ مین ڈرتا ہون اگر مین نافرمانی
کرون اپنے رب کی باین طور کہ مشرکین نے جو مجھے غیر اللہ کے پوجنے کی طرف بلایا ہے اسمین انکا کہنا
مان لون ابو حمزہ یمانی و ابن مسیب نے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ اس آیت مین دلیل ہے اسپر کہ امر واسطے وجوب کے ہے کیونکہ اس سے قبل یہ ہے
کہ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ پس مراد اسی امر کا عصیان ہے اور اسمین زجر ہے غیر کو معاصی سے کیونکہ
جب خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اپنی جلالت قدر و شرف طہارت و نزاہت و منصب
نبوت کے ترسان و پریشان ہون معاصی سے تو آپ کا غیر تو بطریق اولیٰ اسکا مستحق ہے پھر اللہ پاک
نے چوتھی بار اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ کفار و مشرکین کو یہ خبر دین کہ انہون نے امر کا امتثال
کیا اور اسکے حکم کے مطیع و منقاد ہوئے اور اسکی عبادت کی اور اسکے واسطے دین کا اخلاص کیا ابلغ وکہ
یہ واسطے اظہار اپنے تصلب و درشتی کے دین مین اور واسطے قطع کرنے انکی طمع خام کے اور واسطے تہدید
انکی تہدید کے پس ارشاد فرمایا قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ تقدیم نام مبارک مفید شعور بہ اختصار
کی یعنی تو کہہ اللہ ہی کو مین پوجتا ہون نہ اسکے غیر کو نہ تو بطور استقلال اور نہ بطریق شرکت اس حال مین کہ خالص
کرنیوالا ہون واسطے اسکے اپنے دین و عبادت کو باین طور کہ وہ اللہ ہی کے واسطے ہے شرک و ریا وغیرہ

ہے درمان جوانپر نازل ہوتی اُسکو بیان فرمایا اور وہ یہ ہے لَهُم مِّن فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِن
تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ مراد ظلل سے آگ کا اطباق ہین [illegible] اور
بڑے بڑے ٹکڑے ہین کہ انپر دہکتے ہین ظلل جمع ہے ظلہ کی [illegible] یا چھپر
یا اور کوئی شے آگ کی اطباق پر جو ظلل کا اطلاق کیا [illegible] بلانے
والے ہین اور ظلہ گرمی سے بچاتا ہے [illegible] انکے اوپر [illegible] ہین اور [illegible]
ہین اور چھپے کے مانند بچھونے کے نیچے کے اطباق کا نام ظلل کہا یا [illegible] کہ [illegible] الضدین کا نام
دوسرے پر اطلاق کرو یا یا تحتانی ظلہ چونکہ ایذا و حرارت مین فوقانی ظلہ کے مشابہ تھا اس لیئے بسبب
مماثلت ومشابہت کہ اُسکو بھی ظلہ کہدیا یا اسواسطے کہ نیچے کا طبقہ سایہ کرتا ہے اُن دوزخیوں پر جو
اُسکے نیچے ہین کیونکہ نار کے کئی طبقے ہین ہر طبقہ مین کفار کے [illegible] ہین سے ایک طائفہ ہے
ذٰلِكَ مبتدا ہے يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ خبر یعنی یہ بیان کفار کے عذاب کا [illegible] ہین جسکا ذکر ہوا ڈراتا
ہے اللہ اس سے اپنے مومن بندونکو تاکہ اس سے ڈرین تو اس سے بچین یہ معنی ہین يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ کے
یعنی اے میرے بندو پس بچو ان گناہون سے جو کہ ایسے عذاب کے موجب ہوئے کفار پر وجہ تخصیص عباد
کی ساتھ مومنین کے یہ ہے کہ غالبا قرآن شریف مین اطلاق لفظ عباد کا انپر آتا ہے کسی نے کہا کہ مراد
کفار واہل معاصی ہین کسی نے کہا کہ مسلمین وکفار کو عام ہے وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ
اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ
اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اور جو لوگ بچے
شیطانون سے کہ انکو پوجین اور رجوع ہوئے طرف اللہ کے انکو ہے خوشخبری سو تو خوشی سنا
میرے بندون کو جو سنتے ہین بات پھر چلتے ہین اسکے نیک پر وہی ہین جنکو راہ دی اللہ نے اور
وہی ہین عقل والے **ف** چلتے ہین اُسکے نیک پر یعنی حکم پر چلنا اُسکو کرتے ہین منع پر چلنا کہ اُسکو
نہین کرتے اُسکا کرنا نیک ہے اور اُسکا نہ کرنا نیک ہے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین عبد الرحمن
بن زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت شان مین زید بن عمرو بن نفیل وابو ذر وسلمان
فارسی رضی اللہ عنہم کے نازل ہوئی ہے صحیح یہ ہے کہ وہ انکو اور انکے غیر کو شامل ہے اُن لوگون مین سے
جو کہ بتون کے پوجنے سے بچے اور رحمٰن کے پوجنے کی طرف رجوع ہوئے سو یہ وہ لوگ ہین جنکو خوشخبری ہے
دنیا کی زندگی مین اور آخرت مین پھر اللہ عزوجل نے فرمایا فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ الآیہ یعنی پس خوشخبری دی انکو
جوکہ سنتے ہین بات کو یعنی اُسکو سمجھتے ہین اور جو شے اُسمین ہوتی ہے اُسپر عمل کرتے ہین جسطرح کہ اللہ پاک نے

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جبکہ انکو توریت دی فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ یعنی جو لوگ اس صفت کے ساتھ متصف ہین وہی ہین جنکو اللہ نے ہدایت کی دنیا و آخرت مین اور وہی ہین صحیح عقل والے اور فطرت مستقیم والے **ف** موصول مع اپنے ماتحت کی مبتدا ہے اور لہم البشریٰ خبر طاغوت بناے مبالغہ ہی مصدر ہین جیسے رحموت و عظموت مراد اوثان و شیطان ہین مجاہد و ابن زید نے کہا کہ طاغوت شیطان ہے ضحاک و سدی نے کہا کہ اوثان کسی نے کہا کاہن کسی نے کہا ایک اسم اعجمی ہے مثل طالوت و جالوت کے کسی نے کہا کہ اسم عربی ہے مشتق ہے طغیان سے مگر اسمین قلب ہے بتقدیم لام بر عین مختار مین کہا ہے کہ طاغوت واحد و جمع پر اطلاق کیا جاتا ہے اور مذکر و مونث دونون طرح مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ مصباح مین ہے اخفش نے کہا کہ طاغوت جمع ہے یہ بھی جائز ہے کہ واحد مونث ہو نسفی نے کہا کہ طاغوت سے مراد شیاطین ہین فعلوت کا وزن ہے طغیان سے مثل ملکوت و رحموت کے مگر اسمین قلب ہے بتقدیم لام بر عین اطلاق کیا گیا ہے شیطان پر یا شیاطین پر اس لیے کہ طاغوت مصدر ہے اور اسمین مبالغات ہین وہ یہ ہین کہ ایک تو نام رکہنا ہے ساتہہ مصدر کے گویا عین شیطان طغیان ہے دوسرے اسکی بنا بناے مبالغہ ہے کیونکہ رحموت کے معنے ہین رحمت واسعہ اور ملکوت کے معنی ہین ملک مبسوط تیسرے قلب ہے اور وہ واسطے اختصاص کے ہے اس لیے کہ اسکا اطلاق نہین ہوتا ہے غیر شیطان پر اگرچہ مراد اس سے جمع ہے اور کسی نے الطواغیت پڑہا ہے انتہیٰ تفسیر طاغوت کی پورے طور پر سورہ بقرہ مین گزر چکی ہے معنے یہ ہین اور وہ لوگ جنہون نے اعراض کیا طاغوت کو پوجنے سے اور اللہ عز و جل کے ساتھہ اپنی عبادت خاص کی أَن يَعْبُدُوهَا محل نصب مین ہے بنا بر بدل اشتمال طاغوت سے گویا یون فرمایا کہ اجتنبوا عبادۃ الطاغوت یعنی اجتناب کیا پوجنے سے طاغوت کو وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ معطوف ہے اجتنبوا پر یعنی اور بالکل رجوع ہوے طرف اللہ کے اور متوجہ ہوے اسکی عبادت پر اعراض کرکے ماسوے اللہ سے لَهُمُ الْبُشْرَىٰ یعنی انکے واسطے ہے خوشخبری ثواب جزیل کی جو کہ بہشت عنبر سرشت ہے یہ خوشخبری یا تو رسولون کی زبان پر ہے یا فرشتون کی زبان پر وقت حضور موت کے یا وقت بعث کے یا اللہ پاک کی طرف سے اس لیے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ اس سے کوئی مانع نہین ہے کہ اللہ کیطرف سے ہو اور فرشتون کیطرف سے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل واسع ہے کسی نے کہا کہ انکے واسطے خوشخبری ہے دنیا مین باین طور کہ انکے اعمال صالحہ کی انپر تعریف کی جاتی ہے اور وقت رکہنے کے قبر مین اور آخرت مین وقت نکلنے کے قبر سے اور وقت وقوف کو واسطے حساب کے اور وقت گزرنے کے

بالصراط پر اور وقت داخل ہونے جنت کے اور جنت مین پس ہر موقف مین ان مواقف سے انکو بشارت حاصل ہوگی ساتھ ایک نوع کے خیر وراحت و روح وریحان سے قولہ تعالی فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ الآیہ مین مراد عباد سے عموم ہے پس جو لوگ موصوف باجتناب طاغوت وانابت الی اللہ ہین تو وہ بدخول اولی اسمین داخل ہین کسی نے کہا کہ مراد اس سے وہی موصوف باجتناب اوثان وانابت الی اللہ ہین پس مقام تھا ضمیر کا مگر وصف مابعد کے ملانے کے واسطے بجای ضمیر اسم ظاہر رکھا ہے معنی یہ ہین پس خوشی سنا میرے بندون کو جو کہ سنتے ہین قول حق کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلعم سے پھر پیروی کرتے ہین اُسکے احسن کی یعنی محکم کی اور اسپر عمل کرتے ہین سدی نے کہا کہ اتباع کرتے ہین بہتر اُس شی کا جسکے ساتھ حکم کیے جاتے ہین پھر عمل کرتے ہین اُس شی کے ساتھ جو اُسمین ہے کسی نے کہا یہ وہ شخص ہے کہ سنتا ہے حسن و قبیح کو پھر حسن کو تو بیان کرتا ہے اور قبیح سے باز رہتا ہے تو اُسکو بیان نہین کرتا کسی نے کہا کہ سنتے ہین قرآن کو اور غیر قرآن کو پھر اتباع کرتے ہین قرآن کا کسی نے کہا کہ سنتے ہین رخصتون کو اور عزیمتون کو پھر اتباع کرتے ہین عزیمتون کا اور چھوڑتے ہین رخصتون کو کسی نے کہا کہ عفو کو لیتے ہین اور عقوبت کو ترک کرتے ہین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سعید بن زید وابو ذر وسلمان اتباع کرتے تھے جاہلیت مین احسن القول والکلام لا الہ الا اللہ کا اُسکو کہا اسپر اللہ تعالی نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی پھر اللہ پاک نے ان لوگون کی یہ تعریف کی اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ھَدٰھُمُ اللّٰہُ الآیہ یعنی یہی لوگ ہین کہ اللہ تعالے نے انکو حق کیطرف پہونچایا اور یہی صحیح عقل والے ہین کیونکہ اُنہون نے اپنی عقلون سے نفع پایا اور اُنکے ماسوا لوگون نے اپنی عقلون سے نفع حاصل نہ کیا ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا جبکہ فبشر عبادی الآیہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک منادی بھیجا تو اُسنے یہ ندا کی کہ جو کوئی مرا اس حال مین کہ شریک نہین کرتا ہے ساتھ اللہ کے کسی شی کو تو وہ جنت مین داخل ہوا پس وہ قاصد حضرت عمر کے سامنے آیا تو انہون نے اُسکو پھیر دیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ مین اس سے ڈرا کہ لوگ بھروسا کر لین گے تو عمل نہ کرینگے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر جان لیتے لوگ قدر میرے رب کی رحمت کی تو البتہ بھروسا کر لیتے اور اگر جان لیتے قدر میرے رب کے غصے کی اور اُسکے عقاب کی تو البتہ صغیر جانتے اپنے اعمال کو اس حدیث کی اصل صحیح مین ہے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ مین اشارہ ہے طرف ایثار اتباع کے اور ترک تقلید کے اس لیے کہ اللہ تعالی نے متبعین کی یون ثنا فرمائی ہے کہ وہ مہتدین ہین اور انکا نام اولو الالباب رکھا اور تقلید کی نہ تعریف

کی نہ اُسکے اہل کی کسی جگہہ قرآن کریم مین بلکہ اُسکی اور اُسکے اہل کی کئی جگہ مذمت کی ہے چنانچہ
بار ہا اسکا ذکر کیا گیا ہے کذا فی فتح البیان غرضکہ یہ ذکر توان لوگون کا تہا جنکے حق مین سعادت
سابق ہو چکی تہی پہر اللہ پاک نے انکا ذکر کیا جنکے واسطے شقاوت سابق ہو چکی اور سعادت سے
محروم ہوے پس ارشاد فرمایا اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝
بہلا جس پر ٹہیک ہو چکا عذاب کا حکم بہلا تو خلاص کریگا آگ مین پڑے کو انتہی **ف** اللہ تعالے
فرماتا ہے کیا پہر وہ شخص جسکو اللہ لکہہ چکا ہے کہ وہ شقی ہے تو قادر ہے اسپر کہ اُسکو چہڑا لے اس گمراہی
وہلاک سے جسمین وہ ہے یعنے بعد گمراہ کرنے اللہ کے کوئی اُسکو ہدایت نہین کر سکتا ہے اس لیے کہ مَنْ
يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَمَنْ يَّهْدِهٖ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ یعنی جسکو اللہ گمراہ کرے تو اُسکے لیے کوئی ہادی
نہین ہے اور جسکو وہ ہدایت کرے تو اُسکو کوئی گمراہ کرنے والا نہین ہے کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان
مین ہے کہ کلمہ من موصولہ ہے محل رفع مین بنا بر ابتدا اور خبر محذوف ہے ای کمن یخاف او فانت تخلصہ
او تتاسف علیہ یعنی کیا پہر وہ شخص کہ ثابت ہوا اسپر کلمہ عذاب کا مثل اس شخص کے ہے جو کہ ڈرتا ہے
یا پہر تو اُسکو چہڑا لیگا یا تو اسپر افسوس کریگا یہ بہی احتمال ہے کہ من شرطیہ ہو اور جواب اسکا افانت
تنقذ من فی النار پس حرف فا فاے جواب ہے داخل ہوا ہے جملہ جزا پر اور ہمزہ انکار واسطے تاکید معنی انکار
کے اعادہ کیا گیا ہے سیبویہ نے کہا بسبب طول کلام کے استفہام کی تکرار کی گئی ہے فرا نے کہا معنی یہ
ہین کیا پہر تو چہڑا لیگا اُسکو جسپر ثابت ہوا کلمہ عذاب کا اسجگہ مراد کلمہ عذاب سے آیت ہے جسمین
اللہ تعالی نے ابلیس سے خطاب کیا ہے لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ و
قولہ تعالی لِمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ کسی نے کہا مراد یہ قول ہے اللہ پاک کا
ہولاء فی النار ولا ابالی معنی آیت کی تسلی دینا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس لیے کہ آپ
اپنی قوم کے ایمان لانے پر حریص تہے پس اللہ پاک نے آپکو اعلام کر دیا کہ جس شخص پر قضا سابق ہو چکی
ہے اور اللہ کا کلمہ اسپر ثابت ہو چکا ہے اللہ کا رسول صلعم قدرت نہین رکہتا ہے کہ اُسکو آگ سے
خلاصی دے باین طور کہ اُسکو مومن کر دے عطا نے کہا مراد ابو لہب ہے اور اُسکا بیٹا اور وہ لوگ جو
آپکے کنبے کے ایمان سے متخلف رہے آیت مین مجاز ہے باطلاق مسبب ارادہ سبب اور تنبیہ ہے
اسپر کہ جس شخص پر عذاب کا حکم کیا گیا ہے وہ مثل اس شخص کے ہے جو کہ نار مین واقع ہے اور آپ کا کوشش
کرنا اسکے بلانے مین طرف ایمان کے سعی کرنا ہے اُسکے چہڑانے مین آگ سے اصل کلام یہ ہے افانت تہدی
من ہو منغمس فی الضلال یعنی کیا پہر تو ہدایت کریگا اُسکو جو کہ ڈوبنے والا ہے گمراہی مین پس نار کو ضلال

کی جگہہ رکہا واسطے رکہنے سبب کے موضع سبب مین بسبب قوت اُسکی امر کے پہر مجاز کے عقب مین وہ شے
لائی گئی جو اُسکے مناسب ہے یعنی لفظ تنقذ بعوض تہدی کے تو یہ ترشیح ہوئی مجاز کی یا مختصر طور پر یون کہو
جو شخص مستحق عذاب کا ہے اُسکو مثل اُس شخص کے ٹہیرایا جو کہ عذاب مین ہے اور اُس کے بلانے کو طرف
ایمان کے قائم مقام کیا اُسکے نکالنے کے عذاب سے بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے سابق مین یہ ذکر کیا کہ اہل شقاوت
کے واسطے اُنکے اوپر سے طبق ہین نار کے اور اُنکے نیچے سے طبق ہین تو استدراک کیا اُن سے اُن لوگون
کا جو کہ اہل سعادت سے ہین پس فرمایا لٰکِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ لَھُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِھَا غُرَفٌ
مَّبْنِیَّۃٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ۵ وَعْدَ اللّٰہِ لَا یُخْلِفُ اللّٰہُ الْمِیْعَادَ ۝ لیکن جو ڈرتے رہے اپنے
رب سے اُنکو ہین جہروکے اُنپر اور جہروکے چُنے ہوئے اُنکے نیچے چلتی ہین ندیان وعدہ ہوا اللہ کا اللہ خلاف
نہین کرتا وعدہ انتہی **ف** یہ وہی لوگ ہین جنکو یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ کا خطاب کیا گیا اور صفات فاضلہ
کے ساتھہ وصف کیے گئے وہ صفات جنکا شمار کیا گیا اور سابق مین جو یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّکُمْ
الآیہ مذکور ہے اُسکے مخاطب بہی یہی ہین کسی نے کہا کہ لٰکن استدراک کے لیے نہین ہے کیونکہ اس کے
قبل نفی نہین آئی ہے بلکہ یہ اضراب ہے ایک قصے سے طرف دوسرے قصے کے جو کہ پہلے کے مخالف ہو
سنی یہ ہین لیکن وے لوگ جو ڈرتے رہے اپنے رب سے اُنکے واسطے منازل ہین جنت مین بلند اُنکے
اوپر اور منازل وہ اُنسے بہی زیادہ تر بلند یہ اس لیے ہے کہ جنت درجے ہین بعض درجے بعض کے اوپر
اور وہ درجے چُنے ہوئے ہین مثل چنائی منازل کے اپنی پختگی اساس اور قوت چنائی مین اگرچہ دنیا
کی منازل کی نسبت اُنکے کچھہ کم نہین ہین بہتی ہین نیچے سے اُن فوقانی تحتانی غرفون کی نہرین اس مین
اُنکی بہجت و تازگی کا کمال ہے اور اُنکے رونق کی زیادتی ہے نصب وعداللہ کا اس بنا پر ہے کہ
مفعول مطلق موکد ہے مضمون جملہ کا اس لیے کہ لہم غرف اس معنی مین ہے کہ وعدہم اللہ ذٰلک یعنی اُنسے
پاک نے ان غرفون کا اُنسے وعدہ کیا ہے وعدہ کہنے کے مطلب یہ ہے کہ یہ اُنکا وعدہ ہے پہر جملہ لا یخلف
اللہ المیعاد سے اس وعدہ کی اور تقریر و تثبیت فرمائی یعنی اللہ تعالیٰ خلاف نہین کریگا اُس خیر و بشر کا
جسکا اُسنے دونون فریق سے وعدہ کیا ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اہل جنت دیکہین گے غرفون والون کو اپنے اوپر سے جسطرح
کہ دیکہتے ہین کوکب دری غابر کو یعنی چمکتے تارے باقی کو افق مین مشرق سے یا مغرب سے واسطے تفاضل
اُس شے کے جو درمیان اُنکے ہے پس صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو منازل ہین انبیا کے نہ پہنچیگا
اُنکو غیر اُنکا فرمایا بلی یعنے کیون نہین قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے وہ مرد جو ایمان لائے

ط ایک ستارہ غابر کہتے ہین کو ذاہب و ماضی یعنی جانے والا ڈوبنے کو قریب ہوا اور آنکہون سے دور ہوگیا دوسرے معنے یہ ہین کہ باقی ہے افق مین بعد انتشار روشنی فجر کی کچہہ دوائش

غلط ہین پہنچنا ... یعنی ... اُنکا ... غرفون والے ... یہانتک کہ ... ہو ... کہ دونون ... کا ... نور

اللہ پر اور تصدیق کی مرسلین کی متفق علیہ کذا فی فتح البیان ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین پروردگار اللہ پاک نے طرف سے اپنے نیکبخت بندون کے خبر دی کہ اُنکے واسطے غرفے ہین جنت مین یعنی اونچے اونچے محل اُنکے اوپر سے اور غرفے چُنے ہوئے طبق اوپر طبق کے چنے ہوئے محکم و مضبوط و مزین بلند عبد اللہ ابن امام احمد رحمہما اللہ تعالےٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت مین البتہ غرفے ہین دکھائی دیتا ہے اُنکا بطون اُنکے ظہور سے اور اُنکا ظہور اُنکے بطون سے یعنی اُنکا اندر باہر سے اور باہر اندر سے نظر آتا ہے پس ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کسکے واسطے ہین آپ نے فرمایا لمن طاب الکلام و اطعم الطعام وصلی باللیل والناس نیام یعنی واسطے اُس شخص کے جسنے اچھی بات کی اور کھلایا کھانا اور نماز پڑھی رات کو اور لوگ سوتے ہین رواہ الترمذی من حدیث عبد الرحمن بن اسحق وقال حسن غریب وقد تکلم بعض اہل العلم فیہ من قبل حفظہ امام احمد نے ابو مالک اشعری رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک جنت مین البتہ غرفے ہین دکھائی دیتا ہے ظاہر اُنکا اُنکے باطن سے اور باطن اُنکا اُنکے ظاہر سے تیار کیا ہے اُنکو اللہ نے واسطے اُس شخص کو جسنے کھانا کھلایا اور نرم بات کی اور پے در پے روزے رکھے اور نماز پڑھی اس حال مین کہ لوگ سو رہے ہین تفرد بہ احمد من حدیث عبد اللہ بن معانق الاشعری عن ابی مالک الاشعری رضی اللہ عنہ بہ امام احمد نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اہل جنت البتہ دیکھین گے غرفے کو جنت مین جسطرح کہ تم دیکھتے ہو تارے کو آسمان مین ابو حازم کہتے ہین جو کہ سہل سے راوی ہین پھر مین نے یہ حدیث نعمان بن ابی عیاش سے بیان کی تو نعمان نے کہا مین نے سنا ابو سعید خدری کو وہ یون کہتے تھے جیسے تم دیکھتے ہو تارے کو جو کہ افق شرقی مین ہے یا غربی مین اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث ابی حازم و اخرجاہ ایضا فی الصحیحین من حدیث مالک عن صفوان بن سلیمان عن عطاء بن یسار عن ابی سعید رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اہل جنت البتہ دیکھین گے جنت مین اہل غرف کو جسطرح تم دیکھتے ہو کوکب دری غارب فی الافق طالع کو بیچ تفاضل اہل درجات کے پس صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو نبی ہین تو آپ نے فرمایا ہان قسم ہے اُسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے اور قوم ہین جو ایمان لائین اللہ پر اور تصدیق کی رسولون کی و رواہ الترمذی عن سوید عن ابن المبارک عن فلیح بہ وقال

عمل صالح
جنت کی تعریف
غرفون کا بیان
آسمانی تارون کی مثال
ایک حدیث اور اس کے راوی

حسنٌ صحیحٌ امام احمد نے ابو المدلہ مولی ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہی کہ ابو المدلہ نے سنا حضرت
ابو ہریرہ رضؓ کو وہ کہتے تھے کہ ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم جس وقت آپکو دیکھتے ہین تو ہمارے دل نرم ہو جاتے
ہین اور ہم اہل آخرت سے ہوتے ہین پہر جس وقت ہم آپ سے جدا ہوتے ہین تو دنیا ہمکو پسند آتی ہے اور ہم سونگہتے
ہین عورتون کو اور اولاد کو آپنے فرمایا اگر تم ہوتے ہر حالی پر اوپر اُس حال کے جسپر تم میرے پاس ہو تو البتہ مصافحہ
کرتے تم سے فرشتے اپنی ہتیلیون کے ساتھ اور البتہ زیارت کرتے تمہاری تمہارے گہر دن مین اور اگر تم گناہ
نکرتے تو البتہ لاتا اللہ عز وجل ایک قوم کو وہ گناہ کرتی تا کہ انکو بخشے ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم سے
جنت کا حال بیان فرمایئن کیا ہے اسکی بنا آپنے فرمایا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی
کی اور گارا اُسکا مشک اذفر ہے اور کنکریان اسکی موتی اور یاقوت اور مٹی اسکی زعفران جو شخص اُسمین داخل
ہوگا تو نعمت مین رہے گا محتاج نہوگا اور ہمیشہ جیئے گا اور مریگا نہین پُرانے نہونگے اُسکے کپڑے اور فنا نہوگی
اسکی جوانی تین آدمی ہین کہ انکی دعا رد نہین کی جاتی ہے امام عادل اور روزہ دار یہانتک کہ افطار کرے اور
دعا مظلوم کی اُٹھائی جاتی ہے ابر پر اور کہولے جاتے ہین واسطے اُسکے دروازے آسمانون کے اور فرماتا
ہو رب تبارک و تعالی قسم ہے مجھے اپنی عزت کی البتہ مین مدد کرونگا تیری اگرچہ بعد ایک مدت کے ہو وَرَوَی
التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ بَعْضَہٗ مِنْ حَدِیْثِ سَعْدٍ اَبِی مُجَاھِدِ الطَّائِیِّ وَکَانَ ثِقَۃً عَنْ اَبِی الْمُدِلَّۃِ وَکَانَ ثِقَۃً
بِہٖ قولہ تعالی تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْھٰرُ یعنی چلینگی نہرین میان غرفون کے جسطرح چاہینگے اور جہان
چاہینگے وَعْدَ اللّٰہِ یعنی یہ جو ہمنے ذکر کیا ایک وعدہ ہے کہ اللہ نے اُسکا وعدہ فرمایا ہے اپنے مومن بندون
سے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے جنت کا ذکر کیا اور اُسکا ایسا وصف فرمایا جو کہ اسکی طرف
رغبت و شوق کا موجب ہوتا ہے تو اُسکے بعد دنیا کا ذکر کیا اور اُسکا ایسا وصف فرمایا جو کہ اُس سے نفرت کرنیکی
کرنیکا باعث ہوتا ہے پس اُسکی سرعت زوال و قرب اضمحلال ہین اُسکے واسطے ایک تمثیل ذکر کی مع اسکے کہ اللہ
پاک کی قدرت باہرہ و صنعت بدیعہ کے انواع سے اسمین ایک نوع کا ذکر ہے پس ارشاد فرمایا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَکَہٗ یَنَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ یُخْرِجُ بِہٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرٰىہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ
یَجْعَلُہٗ حُطَامًا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۲﴾ تو نے نہین دیکہا کہ اللہ نے اوتارا آسمان سے پانی پس چلایا وہ
پانی چشمون مین زمین کے پہر نکالتا ہے اُس سے کہیتی کئی کئی رنگ بدلتی اُسپر پہر آتی تیاری پر تو تو دیکہے اسکا
رنگ زرد پہر کر ڈالتا ہو اُسکو چورا بیشک اسمین نصیحت ہے عقلمندون کو نہتی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ اصل
پانی کی زمین مین آسمان سے ہے کما قال عز وجل وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَھُوْرًا پس جب آسمان سے پانی اوتارا
تو اُسکو زمین مین مستور کیا پہر اُسکو گردش دیتا ہے زمین کے اجزا مین جسطرح چاہتا ہے اور جب حاجت ہوتی

ع ۱۴

بڑے چشمے کرکے اُسکو نکالتا ہے اسی لیے یون فرمایا ہے فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ یعنی پھر چلایا وہ پانی زمین کے چشمون مین ابن ابی حاتم نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ نہین ہے زمین مین کوئی پانی مگر وہ نازل ہوا ہے آسمان سے ولیکن رگین ہین زمین مین سو وہ اُسکو غائر وعمیق کردیتی ہین پس وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا فسلکہ ینابیع فی الارض پس جب کسی کو یہ بات خوش کرے کہ کھاری میٹھا ہو جاوے تو چاہیے کہ اُسکو چڑھالے اسی طرح سعید بن جبیر و عامر شعبی نے کہا ہے کہ جو پانی زمین مین ہے اسکی اصل آسمان سے ہے دوسرا لفظ سعید بن جبیر کا یہ ہے کہ اصل اُسکی ثلج سے ہے یعنی برف سے تہ برتہ پہاڑون پر جمع ہو جاتا ہے پہاڑ کی تہ مین ٹھہرتا ہے پھر انکے نیچے سے چشمے پھوٹ نکلتے ہین قولہ تعالی ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ یعنی پھر نکالتا ہے اس پانی سے جو کہ آسمان سے اوترا ہے اور اُس پانی سے جو کہ زمین سے نکلا ہے کھیتی جسکی شکلین اور مزے اور بو اور منافع مختلف ہین ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا یعنی پھر وہ کھیتی بعد اپنی تر و تازگی و جوانی کے کسول ہوتی ہے تو تو دیکھے اُسکا رنگ زرد کہ خشکی اُس سے مختلط ہوئی ہے ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا یعنی پھر وہ ہو جاتی ہے خشک ریزہ ریزہ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ یعنی بیشک اسمین البتہ نصیحت ہے واسطے ان لوگون کے جو نصیحت پذیر ہوتے ہین پس عبرت لیتی ہین اور سمجھتے ہین کہ دنیا بھی اسی طرح سبز و تر و تازہ خوبصورت ہوتی ہے اور جوان قوی حسین جمیل بڑا بوڑھا کمزور ہو جاتا ہے اور بعد اس سب کے موت ہے پس سعید وہ شخص ہے کہ اُسکا حال بعد اسکے طرف خیر کے ہو اللہ پاک اکثر حیات دنیا کی مثل بیان فرمایا کرتا ہے ساتھ پانی کے جسکو آسمان سے نازل کرتا ہے پھر اُس سے کھیتیان اور میوے اوگاتا ہے پھر بعد اسکے وہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہین کما قال سبحانہ و تعالی وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا کذا فی ابن کثیر

ف	بر زمینے کہ ہے مے گزری ساکن دو این ہمہ چشمہ خورشید جہان افروز ست		کہ عیون ست و خطوط ست و قد و خد و کہ ہے تافت برآرا مگہ عاد و ثمود

ف فتح البیان کا بیان فائح یہ ہے کہ سماء سے مراد سحاب و رماء سے مراد مطر یعنی آب باران سلکہ کے معنی ہین ادخلہ و اسکنہ ینابیع سے مراد عیون و مسالک و مجاری ہے رکا یا یعنی چشمے اور راہین اور کنوین ینابیع جمع ہے ینبوع کی ماخوذ ہے نبع الماء ینبع سے اور ینبوع کہتے ہین پانی کے چشمے کو اور وہ زمین کی درازین جنسے پانی اوبلتا ہی یا خود آب جاری معنی یہ ہین کہ اتارا اللہ نے ابر سے یا آسمان سے پانی پھر داخل کیا اور ٹھیرایا اُسکو زمین مین اور کردیا اُسکو اسمین چشمے بہتے ہوئے یا کردیا اُسکو ینابیع مین یعنی اُن جگہون مین جنسے پانی اُبلتا ہے پس دوسرے معنی کی بنا پر ینابیع منصوب ہے بنزع خافض یعنی فی ینابیع اصل مین تھا پھر کلمہ فی

کو حذف کردیا تو منصوب ہوگیا یا کردیا اُسکو بہتا ہوا پانی زمین مین مقاتل نے کہا یہ معنی ہین پہر کردیا اُسکو
کنوین اور چشمے زمین مین ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ صیغہ مضارع کا واسطے حاضر کرنے صورت
اخراج کے ہے یعنی پہر نکالتا رہتا ہے بسبب اُس پانی کے زمین سے کہیتی جسکے رنگ مختلف ہوتے ہین کوئی
زرد کوئی سبز کوئی سپید کوئی سرخ یا مراد الوان سے اصناف ہین یعنی کوئی گیہون ہے کوئی جو ہے کوئی چنا
ہے کوئی جوار ہے انکے سوا اور اقسام کے حبوب وغیرہ لفظ زرع کا شامل ہے ان سب کو یہا اگانی ہوئی چیزون کو
ہین یہانتک کہ مثنا ت یعنی گیلا چارا جانورونکا ہیج کہتے ہین خشک ہونے سوکہنے کو جبکہ روئیدگی
کا سوکہنا پورا ہوجاے اور اپنی اُگنے کی جگہہ سے اُسکے منتشر ہونیکا وقت آپہونچے تو اسوقت عرب
مین یون بولتے ہین کہ هاج النبت هيجا هيجانا جوہری نے کہا هاج النبت هياجا بولتے ہین جبکہ روئیدگی
خشک ہوجاے اور جس زمین کی روئیدگی سوکہہ گئی یا زرد پڑگئی تو اسکو ارض هائجة کہتے ہین اهاجت
الريح النبت یعنی ہوا نے روئیدگی کو سوکہا دیا تیز کہتے ہین اصمعی نے کہا ہے کہ هاجت الارض تهيج تو بولتے
ہین جبکہ اُسکی روئیدگی پشت پہیرے یعنی جاتی رہے کہا اور اسی طرح هاج النبت ہی حطام کہتے ہین شئی
متفتت و متکسر کو یعنی ریزہ ریزہ ہونے والی ماخوذ ہے اس محاورے سے کہ جب لکڑی خشکی کے مارے ریزہ
ریزہ ہوجاے تو کہتے ہین تحطم العود اور جب جانور بڑی عمر کا ہوجاے تو اُسکو حطمہ بولتے ہین حطم متعدی
بحرکت ہوتا ہے پس کہتے ہین حطمہ حطما من باب ضرب فانحطم اور حطمة بتشدید مبالغہ ہے جمہور نے
ثم يجعله کو برفع پڑہا ہے ما قبل پر معطوف کیا ہے اور ابو بشر نے بنصب باضمار ان اسکی کوئی وجہ نہین ہے
معنی یہ ہین پہر وہ کہیتی سوکہہ جاتی ہے تو تو دیکہے اُسکو بعد اُسکے سبزی و تر و تازگی کے اور حسن و رونق
کے زرد کہ اُسکی سبزی جاتی رہی اور تازگی زائل ہوگئی پہر اُسکو کر ڈالتا ہے ریزی ریزے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى
لِاُولِي الْاَلْبَابِ یعنی یہ پانچ فعل جنکا ذکر ہوا بیشک انہین البتہ تذکیر ہے واسطے صحیح عقل والون کے کیونکہ یہی
لوگ اشیا کو اُنکی حقیقت پر سمجہتے ہین پہر فکر کرتے ہین اور عبرت لیتی ہین اور جانتے ہین کہ حال حیات دنیا
کا سرعت انقطاع اور قرب اتمام ہونے مین اور اُسکی بہجت و رونق و نضارت کے جاتے مین مثل اس کہیتی
کی ہے پس جب تفکر و اعتبار اس بات کے جاننے کا اُنکو نتیجہ دیگا تو وہ اُس سے دہوکا نہ کہائینگے اور نہ اُسکی
طرف مائل ہونگے اور نہ دار نعیم دائم و حیات مستمرہ و لذت خالصہ پر اُسکو اختیار کرینگے اور اس بات مین
اُنکو کوئی شک باقی نہ رہیگا کہ اللہ پاک بعث و حشر پر قادر ہے کیونکہ جو پہر قادر ہوا وہ اُسپر بہی قادر ہے
کسی نے کہا یہ ایک مثل ہے کہ اللہ پاک نے اسکو بیان فرمایا ہے واسطے قرآن شریف کے اور واسطے صدور
من فی الارض کے معنی یہ ہین کہ اللہ نے اتارا قرآن پہر اُسکو داخل کیا مؤمنین کے دلون مین پہر نکالا

اس سے دین کو جسکا بعض فضل ہے بعض سے سو مومن تو زیادہ کرتا ہے ایمان و یقین کو اور جسکے دل مین مرض ہے تو وہ خشک ہوتا ہے جسطرح کھیتی خشک ہوتی ہے تو پہا یا تغییر شبیہ منہ آ تفسیر یعنی نسبت تفسیر کے اسکو زیادہ تر مشابہت ہے تغییر سے پھر جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ اسمین نصیحت ہے واسطے عقل والون کے تو شرح صدر کا ذکر کیا واسطے اسلام کے اس لیے کہ کمال انتفاع اسی شرح صدر سے حاصل ہوتا ہے پس ارشاد فرمایا أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ○ بھلا جسکا سینہ کھول دیا اللہ نے مسلمانی پر سو وہ اجالے مین ہے اپنے رب کیطرف سے سو خرابی ہے انکو جنکے دل سخت ہین اللہ کی یاد سے وہ پڑے پھرتے ہین بہکے صریح اللہ نے اتاری بہتر بات کتاب آپسمین ملتی دوہرائی ہوئی بال کھڑے ہوتے ہین اس سے کھال پر ان لوگون کے کہ ڈرتے ہین اپنے رب سے پھر نرم ہوتی ہین انکی کھالین اور انکے دل اللہ کی یاد پر یہ ہی راہ دینا اللہ کا اسطرح راہ دیتا ہے جسکو چاہے اور جسکو راہ بھلا دے اللہ اسکو کوئی نہین سمجھانیوالا

ف کتاب آپسمین ملتی یعنی خوبی مین کوئی آیت کم نہین دوہرائی ہوئی یعنی ایک بات کئی کئی طرح سے تقریر کیا آئی

ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ الآیہ یعنی کیا پس وہ شخص جسکا سینہ اللہ نے کھولدیا واسطے اسلام کے سو وہ ایک روشنی پر ہے اپنے رب کیطرف سے برابر ہوتا ہے یا وہ شخص جو کہ سخت دل ہو حق سے دور پڑا ہوا ہے ہرگز نہین کما قال تعالی أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا اسی لیے اللہ نے فرمایا ہے فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ یعنی انکے دل نرم نہین ہوتے وقت ذکر اللہ کے اور خشوع و عاجزی نہین کرتے ہین نہ غور کرتے ہین نہ سمجھتے ہین وہ مین ہیں گمراہی مین قولہ تعالی اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ الآیہ یہ مدح ہے طرف اللہ عزوجل کیطرف سے کتاب قرآن عظیم کی جو کہ نازل کی گئی ہے اسکے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مجاہد نے کہا یعنی سارا قرآن متشابہ مثانی ہے قتادہ نے کہا آیت متشابہ ہوتی ہے آیت کے اور حرف متشابہ ہوتا ہے حرف کے ضحاک نے کہا تردید قول ہے یعنی ایک بات بار بار کہی تاکہ اپنے رب تبارک و تعالی سے سمجھین عکرمہ و حسن نے کہا کہ دوہرایا اللہ نے اسمین قضا کو حسن نے زیادہ کہا کہ سورت مین ایک آیت ہوتی ہے اور دوسری سورت مین ایک آیت جو اسکے مشابہ ہوتی ہے عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا کہ مثانی سے مراد وہ ہے جو حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ اور انبیاء علیہم السلام کا ذکر قرآن مین بہت جگہ بار بار کیا ہے سعید بن جبیر کا قول مثانی کی تفسیر مین حضرت ابن عباس سے کہ جیسے کہ بعض قرآن بعض کی مشابہ ہوا ہے اور بعض اسکا رد کیا جاتا ہے بعض یعنی ایک آیت دوسری آیت پر دلیل

ہوتی ہے بعض علما نے کہا ہے اور سفیان بن عیینہ سے بھی مروی ہے کہ معنی متشابہا مثانی کے یہ ہین کہ سیاقات
قرآن شریف کی کبھی تو ہوتے ہین ایک معنی مین سو یہ تو متشابہ سے ہین اور کبھی ہوتے ہین ساتھ ذکر کرنے شی کے
اور اسکی ضد کے جیسے ذکر مومنین کا پھر کافرین کا اور جیسے صفت جنت کی پھر نار کی اور جو اسکے مشابہ ہے سو یہ مثانی
سے ہے کقولہ تعالی اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ وکقولہ تعالی کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ الی ان قال
کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ وقال تعالی هٰذَا ذِکْرٌ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ الی ان قال وَاِنَّ لِلطّٰغِیْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ
اسکی مثل اور سیاقات سو یہ سب مثانی سے ہین یعنی دو مضمون مین اور جب سارا سیاق ایک معنی مین ہو بعض بعض
کے مشابہ ہو سو یہ متشابہ ہے اور یہ متشابہ اس متشابہ سے نہین ہے جو اس آیت مین مذکور ہے مِنْهُ اٰیٰتٌ
مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ قولہ تعالی تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ الآیہ یہ صفت ہے ابرار کی وقت
سننے کلام جبار مہیمن و عزیز غفار کے بسبب اس وعد و وعید و تخویف و تہدید کے جسکو اس سے سمجھتے ہین مارے
خوف و خشیت کے پھر نرم ہوتے ہین انکے چہرے اور دل اللہ کی یاد پر بسبب اس رحمت و لطف کے جسکی امید
اور دور رکھتے ہین سو یہ لوگ اپنے غیر کے مخالف ہین کئی وجہ سے انکے غیر بھی نجار ہین ایک وجہ یہ ہے کہ انکا سننا
تو تلاوت آیات کا ہے اور انکا سننا نغمات ابیات کا ہے اصوات قینات سے دوسری یہ ہے کہ جب ان پر رحمن
کی آیتین پڑھی جاتی ہین تو ادب خشیت و رجا و محبت و فہم و علم سے سجدہ کرتے اور روتے ہوئے گر پڑتے
ہین کما قال سبحانہ وتعالی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ
اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ
حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ وقال تعالی وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ
لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا یعنی انکے سننے کے وقت انسے تشاغل یا اہی غافل نہین ہوتے ہین بلکہ انکی
طرف کان لگاتے انکے معانی کو سمجھتے جانتے ہوتے ہین تب ایسی ہی جو انکے ساتھ عمل کرتے ہین اور انکے پڑھتے
وقت سجدہ کرتے ہین سو بصیرت سے نہ جہل و نادانی سے اور اپنے غیر کی متابعت سے تیسری وجہ یہ ہے کہ وقت
سماع آیات کے ادب کا لزوم کیے ہوتے ہین جس طرح کہ صحابہ تھے کہ وقت سننے کلام اللہ تعالی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی تلاوت سے بال کھڑے ہو جاتے تھے انکے چہروں پر پھر نرم ہو جاتے تھے مع انکے دلون کے طرف ذکر کے
وہ زبردستی چیختے چلاتے نہ تھے اور نہ تکلف کرتے تھے ساتھ اس شی کے جو انمین نہ تھی بلکہ انکے پاس ثبات و
سکون و ادب و خشیت سے اسقدر تھا جسمین انکے ساتھ کوئی ملحق نہین ہو سکتا ہے اسی لیے انکو یہ رتبۂ عالی نصیب
ہوا کہ رب اعلی نے دنیا و آخرت مین انکی مدح فرمائی عبدالرزاق نے کہا ہمکو حدیث کی معمر نے کہا قتادہ رح
نے یہ آیت پڑھی تَقْشَعِرُّ مِنْهُ الآیہ کہا یہ نعت ہے یعنی صفت ہے اولیا اللہ کی اللہ عز وجل نے انکی یہ صفت کی ہے

کر بال کھڑے ہو جاتے ہین اُنکی کھالون پر اور روتی ہین اُنکی آنکھین اور چین پکڑتے ہین اُنکے دل طرف ذکر
اللہ کے اُنکی یہ صفت نہین کی کہ اُنکی عقلین جاتی رہتی ہین اور اُنپر غشی طاری ہوتی ہے یہ جو ہے سو اہل بدع
مین ہی اور یہ شیطان کی طرف سی ہے سُدی نے کہا ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ ای الی وعد اللہ قولہ
ذلک ہدی اللہ الآیہ یعنی یہ صفت ہے اُس شخص کی جسکو اللہ نے ہدایت کی اور جو شخص اسکے برخلاف ہی تو وہ
اُنہین سے ہے جنکو اللہ تعالی نے گمراہ کیا ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد ف فتح البیان کا بیان شرح صدر
یہ ہے کیا پھر وہ شخص جسکے سینے کو اللہ نے وسیع و فراخ کر دیا ہے واسطے قبول حق کے اور اسکو کھولدیا ہے واسطے
راہ پانیکے طرف راہ خیر کے سُدی نے کہا وسیع کر دیا اُسکے سینے کو واسطے اسلام کے واسطے خوش ہونیکے
ساتھ اسلام کے اور واسطے چین پکڑنے کے طرف اُسکے شرح صدر للاسلام عبارت ہی کامل کرنے استعداد کی
واسطے اسلام کے اسلیے کہ سینہ جگہ ہے قلب کی کون قلب جو کہ منبع ہے روح کا کون روح جس سی متعلق ہوتا
ہے نفس جو کہ قابل ہے واسطے اسلام کے پس کھلنا سینے کا مستدعی ہے دل کے کھلنے کا ہمزہ وفا مین کلام
دلیل ہے جیسا کہ افمن حق مین گزر چکا ہے کلمہ من مع اپنے ماتحت کے مبتدا ہے خبر اُسکی محذوف ہی تقدیر یہ ہے
کمن قسی قلبہ وطبع اللہ علیہ فحرج صدرہ فلم یہتد اس خبر محذوف پر یہ قول دال ہے فویل للقاسیۃ قلوبہم معنی یہ
ہین کیا پھر وہ شخص جسکے سینے کو اللہ نے وسیع کر دیا ہے واسطے اسلام کے سو اُسنے اُسکو قبول کر لیا اور اُسکی
حال چلا پس وہ بسبب اُس وسیع کرنے کے بیان و بصیرت و یقین و ہدایت پر ہے طرف سی اپنے رب کی وہ
اُسپر اُسکا افاضہ کرتا ہے مثل اُس شخص کے ہے جسکا دل سخت پڑ گیا اور اللہ نے اُسپر مہر لگا دی اور اُس کا
سینہ تنگ ہو گیا بسبب اسکی سوا اختیار کے سو وہ گمراہی کر اندہیرون مین اور جہالت کی بلاؤن مین ہو گیا
قتادہ نے کہا کہ نور اللہ کی کتاب ہے اسی کے ساتھ اخذ کیا جاتا ہے اور اسی کی طرف انتہا کیا جاتا ہے زجاج
نے کہا تقدیر آیت کی یہ ہے افمن شرح اللہ صدرہ کمن طبع علی قلبہ فلم یہتد لقسوتہ یعنی کیا پھر وہ شخص جسکا
سینہ اللہ نے کھولدیا مثل اُس شخص کے ہے جسکے دل پر مہر کی گئی سو اُسنے راہ نہ پائی بسبب اُسکی سختی کے حضرت
ابن عباس رضہ نے فرمایا من شرح اللہ صدرہ للاسلام حضرت ابو بکر صدیق رضہ ہین ابن مردویہ نے حضرت ابن
مسعود رضہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت پڑھی ہمنے عرض کیا یا نبی اللہ کیونکر ہے
کھلنا اُسکے سینے کا آپنے فرمایا کہ جس وقت نور دل میں داخل ہوا تو وہ کھل گیا اور فراخ ہو گیا ہمنے عرض کیا پھر
اُسکی علامت کیا ہے یا رسول اللہ آپنے فرمایا الانابۃ الی دار الخلود والتجافی عن دار الغرور والتاھب للموت
قبل نزول الموت یعنی رجوع ہونا طرف گھر ہمیشگی کے اور جدا ہونا دہوکے کے گھر سے اور تیار ہونا واسطے موت کے
قبل نزول موت کے واخرج ابن مردویہ عن محمد بن کعب القرظی من نحو ما تقدم حکیم ترمذی نے نوادر الاصول

تھے اور اُنکو خبر دیتے تھے اُس شی کی جو اسمین سے اُنپر نازل ہوئی تھی اسمین بیان ہے اسکا کہ احسن قول جسکا
سابق مین ذکر ہوا ہے وہ قرآن شریف ہی کلام مبارک اللہ کو مبتدا ٹھیرایا اور نزول اُسکی خبر قرار دی سو
اسمین تفخیم شان ہے احسن الحدیث کی یعنی اللہ پاک جو کہ مستجمع جمیع صفات کمال ہے اُسنے اس احسن حدیث
کو نازل کیا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ احسن الحدیث بڑی معظم و مکرم شے ہے قرآن شریف کو جو موصوف
باحسن حدیث فرمایا سو واسطے دو وجہ کے ہے ایک تو لفظ کی جہت سے ہے کیونکہ قرآن افصح واجزل
وابلغ کلام سے ہے اور شعر کی جنس سے نہین ہے اور نہ جنس خطب و رسائل سے بلکہ وہ ایک ایسی نوع ہے
کہ اپنے اسلوب طرز مین سب کی مخالف ہے دوسرے معنی کی جہت سے ہے کیونکہ قرآن ایک ایسی کتاب
مبارک ہے کہ تناقض و اختلاف سے منزہ و مبرا ہے اور مشتمل ہے اخبار ماضین پر قصص اولین و اخبار غیوب کثیرہ
و وعدہ و وعید و جنت و نار وغیرہ پر کتابا بدل ہے احسن الحدیث سے یا حال ہے اُس سے متشابہا صفت ہے
کتابا کی یعنی اللہ نے نازل کی خوبترین حدیث وہ کون ہے ایک کتاب ہے ایسی کتاب جسکا بعض
مشابہ ہے بعض کی حسن احکام و صحت معانی و قوت مبانی مین اور اُسکے پہونچنے مین طرف اعلی درجات
بلاغت کے اور دلالت کرنے مین منافع عامہ پر قتادہ نے کہا کہ مشابہ ہے بعض اُسکا بعض کو آیتون مین
اور حرفون مین کسی نے کہا کہ مشابہ ہے اللہ کی کتابون کو جو کہ انبیاء اللہ پر نازل کی گئی ہین مثانی دوسری
صفت ہے کتابا کی جمع ہے مثنی بضم میم و فتح ثاء مثلثہ و نون مشددہ کی یا مثنی بفتح میم و تخفیف نون کے
برخلاف قیاس کیونکہ قیاس مثنیات ہی ماخوذ ہے تثنیہ بمعنی تکریر سے یعنی ایسی کتاب کہ دوہرائے جاتے
ہین اسمین قصے اور مکرر ذکر کیے جاتے ہین اسمین مواعظ و احکام کسی نے کہا کہ قرآن دوہرایا جاتا ہے تلاوت مین
پس اُسکا سامع ملول نہین ہوتا ہے اور نہ قاری اُسکے پڑھنے سے اُکتاتا ہے جمہور نے مثانی بفتح یائے
تحتیہ پڑھا ہے اور ہشام نے ابن عامر سے اور بشیر نے بسکون یا واسطے تخفیف کے اور واسطے ثقیل جاننے
اُسکی تحریک کے یا اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدای محذوف کی اَی ہو مثانی حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ قرآن سارا
مثانی ہے ایک قول اُسکا اول گذر چکا ہے تیسرا لفظ اُسکا یہ ہے کہ کتاب اللہ مثانی ہے ثنی فیہ الامر مرارا
یعنی دوہرایا گیا اسمین امر بار بار امام رازی نے مثانی کے معنی بیان کرنے مین فرمایا ہے کہ اکثر چیزین جو
قرآن مین مذکور ہین متکرر ہین جوڑے جوڑے جیسے امر و نہی عام و خاص مجمل و مفصل احوال سموات و ارض
جنت و نار نور و ظلمت لوح و قلم ملائکہ و شیاطین عرش و کرسی وعدہ و وعید رجا و خوف مقصود اس سے بیان
ہے اس بات کا کہ ہر شے اسوا حق کے زوج ہے اور فرد احد حق اللہ ہی ہے سبحانہ اسی کلام مین جو مکلف
تھا مقصود نزول سے ہے وہ مخفی نہین ہے اب یہی بات کہ کتابا تو واحد ہے اُسکی صفت مثانی جمع

کیونکہ آئی سو اسکی یہ وجہ ہے کہ کتاب ایک جملہ ذات تفاصیل ہے اور تفاصیل شی کے وہی جملہ شی ہے دگر نہ پیچ کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ کہتے ہو قرآن اسباع و اخماس و سُور و آیات ہے پس اسی طرح کہتے ہو کہ احکام و اقاصیص و مواعظ مکررات ہے نظیر اسکی تمہارا یہ قول ہے کہ انسان عروق و عظام و اعصاب ہے یا یون کہو کہ منصوب ہے بنا بر تمییز متشابہا سے جسطرح کہتے ہو کہ رایت رجلاً حسنا شمائل ای متشابہۃ مثانیہ یعنی ایسی کتاب کہ اسکے ترقی متشابہ ہین مطلب یہ ہے کہ جو چیزین بار بار قرآن مین مذکور ہین وہ باہم ایک دوسرے کے مشابہ ہین شان نزول اللہ نزل الآیہ کا یہ ہے کہ ابن جریر نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش آپ ہم سے حدیث بیان فرماتے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ابو السعود نے کہا مروی ہے کہ ان الصحابۃ ملوا ملۃ فقالوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حدثنا حدیثا حسنا فنزلت و المعنی ان فیہ مندوحۃ عن سائر الاحادیث انتہی جملہ تقشعر منہ جلود الذین الآیہ صفت ہے کتاب کی یا اس سے حال ہے اگرچہ وہ نکرہ ہے لیکن صفت سے اسکو تخصیص حاصل ہوگئی ہے یا استانفہ ہے مقصود اس سے بیان کرنا اس تاثیر کا ہے جو اسکے سامعین کو وقت اسکے سننے کے حاصل ہوتا ہے اقشعرار کہتے ہین تقبض کو یعنی سکڑنے کو جبکہ کسی کا چمڑہ خوف کے مارے سکڑ جائے اور جمع ہو جائے اور اسکے بال کھڑے ہو جائین تو محاورے مین یون بولتے ہین کہ اقشعر جلدہ یعنی اسکی کھال سکڑ گئی اسی معنی سے قشعریرہ ہے معنی یہ ہین ایسی کتاب ہے کہ مضطرب ہوتی ہین حرکت کرتی ہین سکڑتی ہین اسکے سننے سے کھالین ان لوگون کی جو کہ اپنے رب سے ڈرتے ہین اور پکڑ لیتی ہے انکو کپکپی زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ جب ذکر کی جاتی ہین آیتین عذاب کی تو بال کھڑے ہو جاتے ہین اوپر کھال پر ان لوگون کے جو اللہ سے ڈرنے والے ہین پھر نرم ہوتی ہین کھالین انکی اور دل انکے جبکہ ذکر کی جاتی ہین آیتین رحمت کی قشعریرہ ایک تغیر ہے کہ پیدا ہو جاتا ہے انسان کی کھال مین وقت وعید و خوف و خشیت کے واحدی نے کہا یہ قول ہے سارے مفسرین کا کسی نے کہا کہ جلود سے مراد قلوب ہین لیکن قول اول اولیٰ ہے اسواسطے کہ قلوب کا ذکر تو بعد مین موجود ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ جبکہ قرآن غایت جزالت و بلاغت مین ہے پھر وہ جس وقت اپنا عجز اسکے معارضہ و مقابلہ سے دیکھتے تو واسطے اسکے اعظام کے اور واسطے تعجب کے اسکے حسن و بلاغت سے انکے بدن پر بال کھڑے ہو جاتے تلین کو متعدی بالیٰ کیا ہے اس لیے کہ تضمین ایک فعل کو جو کہ متعدی بالیٰ ہوتا ہے گویا یون کہا گیا کہ تسکن و تطمئن الیٰ ذکر اللہ لینتہ غیر منقبضہ یعنی پھر ساکن ہو جاتے ہین چین پکڑتے ہین طرف ذکر اللہ کے نرم ہو کر اور مفعول ذکر اللہ کا محذوف ہے تقدیر یہ ہے الی ذکر اللہ رحمتہ و ثوابہ و جنتہ بسبب اسکے معلوم ہونے کے حذف کیا گیا حضرت عبداللہ بن الزبیر رض سے مروی ہے کہا مین نے اپنی مان اسماء سے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسطرح کرتے تھے جبکہ قرآن پڑھے

تو کہا کہ وہ ویسے تھے جیسے کہ اللہ نے انکی صفت کی ہے انکی آنکھیں بہتی تھیں اور بال انکے چہروں پر
کھڑے ہوتے تھے میں نے کہا کہ کچھ لوگ یہاں ہیں جس وقت وہ اسکو سنتے ہیں تو پکڑ لیتی ہے ان کو اسپر غشی
بی بی اسماء نے فرمایا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم حضرت ابن عمر رض سے مروی ہے کہ اہل عراق میں کا ایک
شخص پر انہوں نے گذر کیا وہ گرا پڑا تھا تو فرمایا اسکا کیا حال ہے لوگوں نے کہا کہ اسپر جس وقت قرآن پڑھا جاتا
ہے یا وہ ذکر اللہ سنتا ہے تو گر پڑتا ہے پس حضرت ابن عمر رض نے فرمایا بیشک ہم البتہ ڈرتے ہیں اللہ سے اور گر
نہیں پڑتے یہ بھی انسے مروی ہے کہ شیطان داخل ہو جاتا ہے جوف میں ایک انکے اصحاب محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا یہ کام نہ تھا حضرت ابن سیرین رض کے پاس ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جو کہ پچھاڑے جاتے
ہیں جبکہ انپر قرآن پڑھا جاتا ہے تو فرمایا درمیان ہمارے اور انکے یہ شرط ہے کہ بیٹھے ایک انکا گھر کی پشت پر
اپنے دونوں پاؤں پھیلائے ہوئے پھر اول سے آخر تک ان پر قرآن پڑھا جائے پس اگر وہ اپنی جان پھینکدے
تو وہ سچا ہے نکتہ اول تو تنہا ذکر جلود کا کیا پھر دوبارہ اسکے ساتھ قلوب کو قرین کیا اس لیے کہ محل خشیت کا
دل ہے تو اسکا ذکر متضمن ہو گیا ذکر قلوب کو کسی نے کہا کہ مکاشفہ مقام رجا میں کامل تر ہوتا ہے اس پر
مقام خوف میں اس واسطے کہ خیر مطلوب بالذات ہے اور خوف مطلوب نہیں ہے اور جس وقت خوف حاصل ہوا
تو اس سے چمڑے پر بال کھڑے ہو گئے اور جب رجا حاصل ہو گئی تو قلب اسکی طرف چین پکڑا اور چمڑا نرم ہو گیا
بعض عارفین نے فرمایا ہے اذا نظروا الی عالم الجلال طاشوا واذا لاح لہم الجمال عاشوا قولہ تعالی ذٰلِكَ
هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ یعنی یہ کتاب جو موصوف بصفات مذکورہ ہے ہدایت ہے اللہ کی ہدایت
کرتا ہے اسکے ساتھ جسکا ہدایت کرنا چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے کسی نے کہا کہ ذٰلک کا اشارہ ہے طرف
خشیت عذاب اللہ و رجای ثواب اللہ کے جو اللہ نے ان لوگوں کو بخشے وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ
یعنی اور وہ شخص جسکے دل کو اللہ تاریک و سخت و غیر قابل کرے واسطے حق کے تو نہیں ہے واسطے اسکے کوئی
ہادی کہ ہدایت کرے اسکو طرف حق کے اور پھیر لائے اسکو گمراہی سے جمہور نے من ہاد بغیر یا پڑھا ہے اور ابن کثیر
و ابن محیصن نے بیا پھر جب اللہ پاک نے سخت دل والوں پر ایک حکم لگا دیا دنیا میں یعنی گمراہی کا تو انپر ایک
اور حکم لگایا آخرت میں یعنی عذاب کا پس ارشاد فرمایا اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْۗءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا
يَشْعُرُوْنَ ۝ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ بھلا

ایک وہ جو روکتا ہے اپنے مونہہ پر برا عذاب دن قیامت کے اور کہے گا بے انصافوں کو چکھو جو تم کماتے تھے
جھٹلا چکے ہیں انسے اگلے پھر پہنچا انپر عذاب جہاں سے خبر نہ رکھتے تھے پھر چکھائی انکو اللہ نے رسوائی

دنیا کی جیتے اور عذاب آخرت کا تو اور بڑا ہے اگر یہ سمجھ رکھتے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا پھر وہ شخص جو روکتا ہے اپنے مونھ پر بُرا عذاب اور توبیخ کیا جاتا ہے پھر اس سے اور اسکی مثل اور ظالموں سے یوں کہا جائیگا کہ چکھو جو تم کماتے تھے مثل اس شخص کے ہے جو کہ آئیگا قیامت کے دن بے خوف ہو کر کہا قال عز وجل اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وقال تعالیٰ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ وقال تبارک وتعالیٰ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ اس آیت میں حد القسمین کیساتھ دوسری قسم کا اکتفا کیا ہے مثل اس شعر کے

وما ادری اذا یممت ارضا	ارید الخیر ایہما یلینی

یعنی الخیر او الشر قولہ تعالیٰ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ گذشتہ امتیں جو رسولوں کی جھٹلانیوالی تہیں اللہ تعالیٰ نے انکو ہلاک کر ڈالا بسبب انکے گناہوں کے اور نہ تھا واسطے انکے اللہ کے عذاب سے کوئی بچانیوالا قولہ تعالیٰ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یعنے پھر اللہ تعالیٰ نے انکو چکھائی رسوائی زندگی دنیا میں یہ سبب اس عذاب و نکال کی جو انپر نازل کیا اور مومنین کی انسے تشفی کر دی بس چاہیے کہ مخاطب لوگ اس سے بچتے رہیں کیونکہ انہوں نے تو اشرف رسل و خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی ہے اور وہ سخت عذاب جو اللہ عز وجل نے انکے واسطے آخرت میں تیار رکھا ہے وہ زیادہ تر بڑا ہے اس عذاب سے جو دنیا میں انکو پہونچا اسی لیے یوں فرمایا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ **ف** فتح البیان کا بیان خاتم یہ ہے کہ استفہام انکاری ہے بیان اسکا اور اس حرف فا کا اول گذر چکا ہے کلمہ من مبتدا ہے اور خبر محذوف ہے اس لیے کہ مقام سے معلوم ہوتی ہے معنی یہ ہیں کیا پھر وہ شخص جسکا یہ حال ہے کہ بچاتا ہے اپنے نفس کو ساتھ مونھ اپنے کے کون مونھ جو کہ اسکا اشرف اعضا ہے بُرے عذاب سے قیامت کے دن کیونکہ اسکے ہاتھ تو گردن کیطرف بندھے ہوئے ہونگے مثل اس شخص کے ہے جو کہ بے خوف ہے ان باتوں میں سے کوئی بات اسکو پیش نہیں آتی ہے اور نہ اسکو بچانے کی حاجت ہے زجاج نے کہا معنی یہ ہیں کیا پھر وہ شخص جو بچاتا ہے اپنے مونھ سے بُری عذاب کو مثل اس شخص کے ہے جو داخل ہوتا ہے جنت میں عطا و ابن زید نے کہا کہ وہ پھینکا جائیگا مشکیں بندھا ہوا آگ میں پس اول شئی جسکو آگ چھوئے گی اسکے بدن میں سے اسکا مونھ ہے حضرت ابن عباس رض نے فرمایا انکو لیجائینگے طرف آگ کے مشکیں بندھا ہوا پھر اسکو اسمیں پھینکدینگے پس اول وہ شئے کہ جسکو آگ چھوئی گئی اسکا مونھ ہے مجاہد نے کہا کہ کھینچا جائیگا اسکے مونھ کے بل آگ میں اخفش نے کہا معنی یہ ہیں کیا پھر وہ شخص جو بچائیگا اپنے مونھ سے بُرے عذاب کو افضل ہے یا وہ شخص جو سعید و نیکبخت ہوا پھر اللہ پاک نے اس بات کی خبر دی جسکو دوزخ کے داروغہ کفار سے کہیں گے وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ الآیہ یہ جملہ معطوف ہے یتقی پر ای و

ویقال لہم ماضی کا صیغہ اسلیے ہے کہ تحقیق پر دلالت کرے اسم ظاہر بجاے ضمیر اسواسطے رکہا کہ منظور
تسجیل ظلم کی ہے اور اشعار ہے اس بات کا کہ ذوقوا کے امر کی علت یہی ظلم ہے عطا نے کہا ذوقوا ما کنتم
تکسبون کے یہ معنی ہین کہ چکہو تم بدلا اس شیٔ کا جسکو تم کماتے تھے اسکی مثل یہ آیت ہے ھٰذا ما کنزتم
لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ذوق کے معنی کئی جگہہ گزر چکے ہین پہر اللہ پاک نے اسلے گلو
کفار کی خبر دی فرمایا کذب الذین من قبلہم الآیۃ یعنی جھٹلایا ان کافرون نے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے ہمعصر کفار سے پہلے تھے اپنے رسولونکو پہر آیا انکو عذاب اس جہت سے جس سے عذاب کے آنے کا خیال
نہین کرتے تھے یعنی اسوقت آیا کہ وہ بے خوف اور غافل تہے اللہ کی عقوبت سے بسبب انکی تکذیب کے پہر اللہ تع
نے انکو چکہائی ذلت وخواری زندگی دنیا مین ساتہہ مسخ وخسف وقتل وقید وجلاے وطن وغیرہ کے اور البتہ
عذاب آخرت کا بہت بڑا ہے اس لیے کہ وہ غایت شدت مین ہے مع اسکے دوام کے اگر وہ ہوتے ان لوگون مین
سے جو کہ اشیا کو جانتے ہین اور انمین فکر وغور کرتے ہین اور اپنے علم کے مقتضا پر عمل کرتے ہین تو البتہ وہ
ایمان لاتے یا تکذیب کرتے مبرد نے کہا یقال لکل ما نال الجارحۃ من شئ قد ذاقتہ ای وصل الیہا کما
تصل الحلاوۃ والمرارۃ الی الذائق لہا کہا اور خزی کہتے ہین مکروہ کو ولقد ضربنا للناس فی ھٰذا القرآن
من کل مثل لعلہم یتذکرون ۝ قرآنا عربیا غیر ذی عوج لعلہم یتقون ۝ ضرب اللہ
مثلا رجلا فیہ شرکاء متشاکسون ورجلا سلما لرجل ھل یستویان مثلا الحمد للہ
بل اکثرہم لا یعلمون ۝ انک میت وانہم میتون ۝ ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم
تختصمون ۝ اور ہمنے بیان کی لوگون کو اس قرآن مین سب چیز کی کہاوت کہ شاید وہ سوچین قرآن ہے
عربی زبان کا جسمین کجی نہین کہ شاید وہ بچ چلین اللہ نے بتائی ایک کہاوت ایک مرد ہے کہ اسمین کئی شریک
ضدی اور ایک مرد ہے پورا ایک شخص کا کوئی برابر ہوتی ہے انکی کہاوت سب خوبی اللہ کو ہے پر وہ بہت
لوگ سمجھ نہین رکہتے بیشک تو بھی مرتا ہے اور وہ بھی مرتے ہین پہر مقرر تم دن قیامت کے اپنے رب کے آگے جھگڑو گے ف
ایک غلام جو کئی شخص کا ہو کوئی اسکو اپنا نہ سمجھے تو اس کی پوری خبر نہ لا اور ایک غلام جو سارا ایک کا ہو وہ اسکو اپنا سمجھے اور پوری خبر لیوے
یہ مثال ہے انکی جو ایک رب کے بندے ہین اور جو کئی رب کے بندے ف کافر ہونگے کہ ہمکو کسی نے حکم نہین پہنچایا پہر فرشتونکی گواہی سے اور
آسمان زمین کی اور ہاتہہ پاؤن کی گواہی سے ثابت ہوگا انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے ولقد ضربنا للناس فی ھٰذا
القرآن الآیۃ یعنے البتہ مقرر بیان کیا ہمنے واسطے لوگون کے اس قرآن مین ساتہہ بیان کرنے مثلون کے شاید وہ سوچین اسلیے
کہ مثل معنون کی طرف معنی کو قریب کرتی ہے کما قال تعالی ضرب لکم مثلا من انفسکم یعنی بیان کی واسطے تمہارے مثل کہ جانتے ہو تم
اسکو اپنی جانون سے وقال عز وجل وتلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العالمون قرآنا عربیا غیر ذی عوج

یعنی یہ ایک قرآن ہے کھلی ہوئی عربی زبان مین جسمین کسی طرح کی کجی و انحراف نہین ہے اور نہ کسی طرح کا التباس بلکہ وہ ایک بیان و وضوح و برہان ہے اللہ پاک نے جو اسکو ایسا کیا اور نازل فرمایا سو اسی لیے کہ شاید وہ بچکر چلین اس وعید سے جو اسمین ہے اور جو وعدہ اسمین ہے اسپر عمل کرین پھر اللہ پاک نے فرمایا ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا الآیہ یعنی اللہ نے بیان کی ایک مثل ایک غلام مشترک ہے کئی شریکون مین وہ اسمین جھگڑتے ہین اور ایک غلام سالم و خالص ایک شخص کا ہے اسکے سوا کوئی اسکا مالک نہین ہے کیا یہ دونون برابر ہوتے ہین مثل مین یعنے یہ اسکے برابر نہین ہے اسی طرح وہ مشرک ہر کہ پوجتا ہے معبودون کو اللہ پاک کے ساتھ اور مومن مخلص جو کہ نہین پوجتا ہے مگر اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کو پس یہ کہان اور وہ کہان حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ و مجاہد و غیر واحد نے کہا ہے کہ یہ آیت مثل بیان کی گئی ہے واسطے مشرک و مخلص کے چونکہ یہ مثل نہایت ظاہر و باہر و جلی و واضح تھی اس لیے اللہ تعالی نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یعنے سب تعریف اللہ کو ہے اسپر کہ حجت انپر قائم ہوگئی بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی بلکہ اکثر انکے جانتے نہین ہین پس اسی لیے اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہین قولہ تعالی اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ یہ آیت ان آیتون مین سے ہے جنکے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وقت وفات شریف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استشہاد کیا یہانتک کہ لوگون نے آپکی وفات مبارک کا یقین کیا مع اس آیت کے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـــًٔـا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ معنے آیت کے یہ ہین کہ تم عنقریب منتقل ہوگے اس دار فنا نشان سے اور جمع ہوگے آخرت مین نزدیک خالق انس و جان کے اور جس توحید و شرک مین تم دنیا مین ہو اسمین جھگڑوگے روبرو اللہ عز وجل کے پھر وہ تمہارے درمیان چکوتی کریگا اور حق کو کھولدیگا وہ بڑا فیصلہ کرنے والا جاننے والا ہے پس مومنین مخلصین موحدین کو تو نجات دیگا اور کافرین جاحدین مشرکین کو عذاب کریگا پھر یہ بات کہ اگرچہ سیاق اس آیت کا حق مین مومنون کافرون کے ہے اور ذکر انکی خصومت باہمی کا دار آخرت مین لیکن یہ شامل ہے واسطے ہر دو جھگڑنے والون کے دنیا مین کیونکہ دار آخرت مین انپر خصومت کا اعادہ کیا جائیگا ابن ابی حاتم نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا جبکہ یہ آیت ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الآیہ نازل ہوئی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا مکرر کیجائے گی ہمپر خصومت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان حضرت زبیر نے کہا مقرر امر آپکو البتہ سخت ہے اسی طرح امام احمد رحمہ نے سفیان رحمہ سے اسکو روایت کیا ہے انکے نزدیک اتنا زیادہ ہے اور جب نازل ہوئی آیت ثُمَّ لَتُسْـَٔــلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ تو حضرت زبیر نے کہا اے رسول اللہ کون سی نعیم ہے کہ ہمسے اسکا سوال ہوگا حالانکہ ہماری نعیم تو یہی اسود ان ہین یعنے

کھجورا ور پانی آپنے فرمایا خبردار بیشک یہ عنقریب ہوگا اس حدیث کو ترمذی وابن ماجہ نے حدیث
سفیان سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا حسن ہے نیز امام احمد نے عن عبد اللہ بن الزبیر عن
ابیہ روایت کیا ہو کہا جبکہ یہ آیت انک میت الآیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تو زبیر
نے عرض کیا ای رسول اللہ کیا مکرر کی جائیگی ہمپر وہ شے جو درمیان ہمارے تھی دنیا مین مع خواص
ذنوب کے تو آپنے فرمایا ہان البتہ مکرر کیجائیگی تمپر یہانتک کہ ادا کیا جائیگا طرف ہر صاحب حق کے حق
اسکا زبیر نے عرض کیا واللہ بیشک امر البتہ سخت ہو رَوَاہُ التِّرمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو
بِہٖ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِیْحٌ امام احمد نے عقبہ بن عامر رض سے روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے اول دو خصم قیامت کے دن دو پڑوسی ہین تَفَرَّدَ بِہٖ اَحْمَدُ نیز امام احمد نے حضرت
ابو سعید خدری رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے قسم ہے اُس ذات
کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے البتہ جھگڑینگے حتی کہ دو بکریان آپس مین کہ ایک نے دوسری کو سینگ مارا
تَفَرَّدَ بِہٖ اَحْمَدُ مسند مین حضرت ابو ذر رض سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا
دو بکریون کو کہ ایکدوسری کو سینگ مارتی ہین پس آپنے فرمایا کیا تو جانتا ہے کس شے مین ایکدوسری کو
سینگ مارتی ہین لے ابو ذر مینے عرض کیا نہین آپنے فرمایا لیکن اللہ تعالی جانتا ہے اور عنقریب فیصلہ
کریگا درمیان اُنکے حافظ ابو بکر بزار نے حضرت انس رض سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لایا جائیگا امام جابر خائن قیامت کے دن پھر اُس سے رعیت جھگڑیگی پھر وہ اسپر فتح
دیجی جائینگے تو اُس سے کہا جائیگا کہ بند کر ایک رکن یعنی جانب کو ارکان جہنم سے پھر کہا ہے کہ اغلب
بن تمیم راوی حافظ نہین ہے علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس رض سے ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الآیہ کی
تفسیر مین یہ ہے کہ جھگڑیگا صادق کاذب سے اور ظالم مظلوم سے اور مہتدی ضال سے اور ضعیف مستکبر سے
ابن مندہ کا لفظ حضرت ابن عباس رض سے کتاب الروح مین یہ ہے کہ جھگڑینگے لوگ قیامت کے
دن یہانتک کہ جھگڑے گی روح ساتھ جسم کے پس روح جسم سے کہے گی کہ تو نے کیا اور جسم روح سے کہے گا کہ
تو نے امر کیا اور تو نے زینت دی پھر اللہ تعالی ایک فرشتے کو بھیجے گا کہ درمیان اُنکے فیصلہ کرے تو
اُن سے کہیگا کہ بیشک مانند مثل تمہاری ایک آدمی اپاہج آنکھون والے کے ہے اور دوسرا ضریر یعنی ضعیف البصر
نابینا دونون ایک باغ مین داخل ہوئے پس اپاہج نے اندھے سے کہا کہ مین یہان میوے دیکھ رہا ہون
لیکن مین ان تک پہونچ نہین سکتا تو اندھے نے اُس سے کہا کہ تو مجھپر سوار ہو جا پھر تو آنکھوالے پس وہ
اپاہج اسپر سوار ہو گیا پھر اُسنے میوے لیے پس ان مین سے کون تعدی و ظالم ہے تو روح و جسم کہین گے کہ دونون

ہیں فرشتے اُنسے کہیگا کہ مقرر تمہین نے اپنی جانون پر حکم کیا یعنی جسم روح کیواسطے مثل سواری کے ہے اور روح
اُسپر سوار ہے ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہا نازل ہوئی یہ آیت اور ہم نہین جانتے
تھے کہ کس شی مین اُتری ثم انکم یوم القیامۃ الآیہ ہمنے کہا کہ ہم کس سے جھگڑینگے درمیان ہمارے اور اہل کتاب کے
کوئی خصومت نہین ہے پھر کس سے ہم جھگڑینگے یہانتک کہ فتنہ واقع ہوا تو حضرت ابن عمرؓ نے کہا یہ وہ شے ہے کہ
جسکا ہمارے رب عزوجل نے ہمسے وعدہ کیا ہے کہ ہم اُسمین جھگڑینگے رواہ النسائی عن محمد بن عامر
عن منصور بن مسلمۃ یہ ابو العالیہ نے ثم انکم یوم القیمۃ الآیہ مین کہا ہے یعنے اہل قبلہ ابن زید نے
کہا یعنی اہل اسلام و اہل کفر ہم اول ذکر کر آئے ہین کہ صحیح عموم ہے واللہ سبحانہ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان
قائم یہ ہے کہ حرف لام لقد مین توطیہ قسم کا ہے ای واللہ لقد اور ضربنا بمعنے جعلنا و اوجدنا و بینا ہے تحقیق
مثل کی اور کیفیت اُسکی ضرب کی کئی جگہ گذر چکی ہے من کل مثل کے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نے قرآن شریف
مین وہ کل مثلین بیان کی ہین جنکی طرف لوگ اپنے امر دین مین محتاج ہین یہ مراد نہین ہے کہ ساری مثلین
بیان کی ہین پس اسجگہ من کل مثل ایسی ہے جیسے کہ اس آیت مین کلمہ من شی ہے ما فرطنا فی الکتب من شیء
یعنی وہ شے جسکی طرف لوگ اپنے امر دین مین حاجتمند ہین کسی نے کہا ہے معنے یہ ہین کہ گذشتہ امتون کا ہلاک کرنا
جو ہمنے ذکر کیا ہے وہ مثل ہے واسطے اِن لوگون کے لعلہم یتذکرون یعنی شاید وہ نصیحت پذیر ہون تو عبرت لین
قرآنا عربیا منصوب ہے بنا بر حال کلمہ ہذا سے اور یہ حال مؤکدہ ہے جسکو حال موطئہ بھی کہتے ہین اس لیے کہ
حقیقت مین حال عربیا ہے اور قرآنا اسکا توطیہ ہے جیسے جاءنی زید رجلا صالحا اخفش نے اسی طرح کہا ہے
یہ بھی جائز ہے کہ بنا بر مدح منصوب ہو ای امدح قرآنا عربیا زجاج نے کہا کہ عربیا منصوب بنا بر حال ہے
اور قرآنا تاکید ہے غیر ذی عوج یعنے ایسا قرآن عربی ہے کہ اُسمین کسی طرح کا اختلاف نہین ہے بوجہ من الوجوہ
ضحاک نے کہا غیر مختلف نحاس نے کہا جو کچھ اُسکے معنے مین کہا گیا ہے خوبتر اُسمین کا قول ضحاک ہے کسی نے کہا
غیر متضاد کسی نے کہا غیر ذی لبس یعنے اُسمین کسی طرح کا التباس و شبہہ نہین ہے کسی نے کہا غیر ذی لحن یعنی اُسمین
کسی طرح کی غلطی و خطا نہین ہے کسی نے کہا غیر ذی شک کما قال الشاعر ؎ ولقد اتاک یقین غیر
ذی عوج ✽ من الالہ وقول غیر مکذوب ✽ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا غیر مخلوق کسی نے کہا کہ
معنی اسکے صحیح و مستقیم و درست و راست ہین سمجھے جاتے ہین اور ملتبس نہین ہوتے بخلاف اسکے جو کہ باطل ہے
لعلہم یتقون یہ دوسری علت ہے بعد اول علت کی وہ لعلہم یتذکرون ہے یعنی تاکہ وہ بچین کفر و کذب سے کسی نے
کہا کہ یہ علت ہے لعلہم یتذکرون کی پس اول سبب ہے ثانی مین پھر اللہ پاک نے واسطے تذکیر و ایقاظ کے امثال
قرآنیہ مین سے ایک اور مثل ذکر کی فرمایا ضرب اللہ مثلا یعنی بیان کی اللہ نے تمثیل ایک حالت عجیبہ کی

ساتھ دوسرے کو جو اُسکے مثل ہے پھر اُس مثل کا بیان کیا فرمایا ﴿ حِلّاً فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ ﴾ ۰
کسائی نے کہا کہ نصب رجلا کا اس لیے ہے کہ مثلا کی تفسیر ہے کسی نے کہا کہ منصوب بنزع خافض ہے ای ضرب
اللہ مثلا برجل کسی نے کہا کہ رجلا مفعول ہے اول اور مثلا مفعول ثانی اول مفعول کو اس لیے موخر کیا کہ جو اسکا
تتمہ ہے اُس سے وہ متصل ہو جائے سورہ یٰس میں اسکی تحقیق گذر چکی ہے جملہ فیہ شرکاء محل نصب میں صفت ہے
رجلا کی تشاکس کہتے ہیں تخالف کو اصل اسکی سوء خلق ہے یعنی بدخلقی ہی سبب تخالف و تشاجر و تخاصم کا
سبب ہوتا ہے فراء نے کہا متشاکسون بمعنی مختلفون ہر کھینچنے کہا متنازعون مبرد نے کہا متعاسرون ماخوذ ہے
شاکس یشاکس شکسا فہو شکس سے جیسے عسر یعسر عسرا فہو عسر شکس بکسر کاف ہی قیاس ہے جوہری نے کہا تا کسر
خلاف سے کہا اور رجل شکس بتسکین کاف بھی بولتے ہیں اور صعب الخلق یعنی مرد سخت خلق یہ مثل ہے
اُسکی جسنے اللہ کے ساتھ شرک کیا اور بہت سے معبودوں کو پوجا پھر فرمایا ﴿ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ ﴾ یعنی اور ایک مرد خالص
ہے واسطے ایک مرد کے یہ مثل ہے اُسکی جو اللہ وحدہ لا شریک لہ کو پوجتا ہے جمہور نے سلما کو بفتح سین
ولام پڑھا ہے اور سعید بن جبیر و عکرمہ و ابو العالیہ نے بکسر سین و سکون لام اور حضرت ابن عباس رضی و غیرہ
نے سالما بالف و کسر لام اسم فاعل سلم سے بمعنی سالم کا اس قراءت کو ابو عبید نے اختیار کیا ہے کہا اسواسطے کہ سالم
بمعنی خالص ضد ہے مشترک کی اور سلم ضد حرب ہے حرب کا بیان کوئی موقع نہیں ہے اسکا یوں جوابدیا
ہے کہ حرف کے جب دو معنے ہوں تو حمل نہ کیا جاوے گا مگر اُس پر جو اُن میں سے اولے ہو گا پس
سلم کو حرب کی ضد ہے لیکن اسکے ایک اور معنی ہیں بمعنی سالم آتا ہے سلم لہ سے جب کوئی شے کسی کے
واسطے خالص ہوتی ہے تو بولتے ہیں سلم لہ کذا دوسرے یہ کہ ابو عبیدہ نے جس بات کے ساتھ الزام دیا ہے
وہی سالم میں بھی اُسکو لازم آئیگی اس لیے کہ محاورے میں یوں بولتے ہیں شئے سالم یعنی اسمیں کوئی
آفت و بیماری نہیں ہے ابو حاتم نے قراءت اول کو اختیار کیا ہے حاصل یہ ہے کہ قراءت جمہور کی بناء وصف
بالمصدر پر ہے واسطے مبالغے کے یا بنا بر حذف مضاف کے ذا سلم اور اسی کے مثل سعید بن جبیر و غیرہ کی
قراءت ہے حضرت ابن عباس رضی نے فرمایا کہ رجلا سلما الرجل کے یہ معنی ہیں کہ اسمیں کسی کا کچھ نہیں ہے یعنی یہ
کا پورا ایک ہی شخص کا ہے پھر اللہ پاک نے وہ بات بیان کی جو دال ہے اسپر کہ درمیان دونوں مردوں کے
بڑا تفاوت ہے پس فرمایا ﴿ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ﴾ یہ استفہام انکار و استبعاد کا ہے معنی یہ ہیں بھلا کوئی برابر ہوتا ہے
یہ شخص جو خدمت کرتا ہے ایک جماعت شرکا کی جنکی عادتیں مختلف اور قصد متباین ہر ایک نہیں کا اُس سے
خدمت لیتا ہے سو تھکتا ہے اور رنج و مشقت میں پڑتا ہے ہر طرح کی ایذا اٹھاتا ہے اسپر طرہ یہ کہ ہر ایک اُن میں کا
اُسکی خدمت سے راضی نہیں اور یہ شخص جو ایک کی خدمت کرتا ہے اُسکے سوا کوئی اُس سے تنازع نہیں کرتا جب

اُسکی اطاعت کرتا ہے تو اُس سے خوش ہوتا ہے اور جسوقت اُسکی نافرمانی کرتا ہے تو اُسکو معاف کر دیتا ہے
پس بیشک درمیان ان دونون کے وہ ظاہر و باہر خلاف ہے کہ اُسکے ہوتے کوئی عاقل اپنے مونہہ سے اُنکی
برابری کا حرف نہین نکال سکتا ہے کیونکہ اُنمین کا ایک تو عالی سے عالی منازل مین ہے اور دوسرا ادنی
سے ادنی نسبے مین پڑا ہوا ہے نصب مثلا کا بنا بر تمیز ہے جو کہ فاعل سے محول ہے اسلیے کہ اصل یہ ہے ہل یستوی مثلهما یعنے
کیا برابر ہوتی ہے اُنکی حالت و صفت ہرگز نہین آئی یہ بات کہ تمیز کو مفرد ذکر کیا نہ تثنیہ سو اسکی وجہ یہ ہے کہ اصل
تمیز مین افراد ہے اسلیے کہ وہ مبین ہوتا ہے جنس کا بعض نے کہا کہ تمیز اسواسطے مفرد لایا گیا کہ اول اُسپر اقتصار کیا گیا
ہے ضرب اللہ مثلا مین کسی نے مثلین پڑہا ہے تو اب رجلین کے حالین پر مطابق ہو گا جملہ الحمد للہ معترضہ ہے مقصود
اس سے ماقبل مین جو نفی استوا استفہام انکاری سے مفہوم ہوتی ہے اُسکی تقریر و تاکید ہے اور آگاہ کرنا ہے موحدین
کو اس بات پر کہ اُنکو جو مزیت و شرف حاصل ہو وہ صرف اللہ کی توفیق سے ہے اور اس پر کہ یہ توحید ایک نعمت
عظیم و موہبت جسیم ہے اُن پر واجب کرتی ہے اس بات کو کہ اللہ تعالی کی حمد و عبادت پر مداومت و استمرار کرین
بالجملہ اللہ پاک نے اول تو دونون شخصین مذکورین کے عدم استوا بر وجہ مذکور بیان کیا پھر جملہ معترضہ سے اُسکی تقریر
کی بعد اسکے اُس سے اضراب و انتقال کر کے فرمایا بل اکثرهم لا یعلمون یعنے بلکہ اکثر لوگ مراد مشرکین ہین اُسکو نہین
جانتے ہین باوجود اُسکے کمال ظہور و وضوح کے پھر ورطۂ شرک و ضلال مین گرتے ہین واحدی و بغوی نے
کہا کہ مراد اکثر سے کل ہے انتہی فتح البیان و فتح القدیر مین کہا ہے ظاہر خلاف ہے اس بات کے جو ان دونون نے
کہی اسلیے کہ مومنین باللہ جانتے ہین توحید مین جو رفعت شان و علو مکان ہے اور جانتے ہین کہ شرک اُس کا
مماثل و مساوی نہین ہے بوجہ من الوجوہ کسی وصف میں اوصاف سے اور جانتے ہین کہ اللہ سبحانہ اس نعمت پر مستحق
حمد کا ہے اور حمد اُسکے ساتہہ مختص ہے انتہی کاتب حروف عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ واحدی و بغوی کی غرض
یہ ہے کہ ضمیر اکثرهم کی مشرکین کیطرف راجع ہے تو معنی یہ ہوے کہ اکثر مشرک امور مذکورہ کو نہین جانتے ہین اور
بعض جانتے ہین حالانکہ کل مشرکین نہین جانتے اگر جانتے تو شرک کیون کرتے اسیواسطے یہان کلمۂ اکثر بمعنے کل ہے
جیساکہ محاورہ عرب مین آیا کرتا ہے اور محققین کے اعتراض کا یہ منشا ہے کہ ضمیر اکثرهم کی عموم ناس کیطرف راجع ہو
اور مراد اکثر سے کل مشرکین ہین تو معنی یہ ہوے کہ آدمیون مین سے جو مشرک ہین وہ امور مذکورہ کو نہین جانتے ہین اور
جو مومنین باللہ و بالرسل ہین وہ اُنکو جانتے ہین واللہ اعلم و علمہ اتم بالجملہ پہر اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ
خبر دی کہ لامحالہ موت اُنکو پاوے گی اور مشرکین کو پس فرمایا انک میت وانهم میتون کافر لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی وفات کا انتظار کرتے تہے سو اللہ پاک نے یہ خبر دی کہ موت اُن سب کو عام ہو گی تو انتظار کرنے کی اور شماتت فانی کو ساتہہ
فانی کے کچھہ معنی نہین ہین قتادہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ذات مبارک کی موت کی خبر دی گئی اور اُن لوگون

کو بھی اُنکے مرنے کی اطلاع دیگئی یا وجہ اس خبر دینے کی اعلام کرنا ہے صحابہ کو اس بات کا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پائینگے کیونکہ بعض صحابہ کو یہ اعتقاد تھا کہ آپ انتقال نہ فرمائینگے اسکے ساتھ ہی یہ بات بھی ہے کہ اسکے عقب مین جو خصام یوم القیامۃ کا ذکر آتا ہے اُسکے واسطے تمہید و توطیہ ہو جاوے یعنی قولہ تعالی ثُمَّ اِنَّکُم یَومَ القِیَامَۃِ عِندَ رَبِّکُم تَختَصِمُونَ معنی یہ ہین کہ اے لوگو تم سب تمہارے مومن و کافر قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے اُن مظالم مین جو تمہارے بیچ مین ہین کسی نے کہا کہ مراد جھگڑنا محق و مبطل کا ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین ای محمد تو جھگڑیگا اُنسے اور اُنپر حجت قائم کریگا اسکی کہ تو نے اُنکو رسالت پہونچا دی اور اُنکو ڈرا دیا اور وہ تجھسے جھگڑین گے یا مومن کافر سے اور ظالم مظلوم سے جھگڑیگا نسائی وغیرہ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہا البتہ مقرر ہم ٹھیرے ایک مدت ہمارے زمانے سے اور ہم یہ خیال کرتے تھے کہ یہ آیت ہم مین اور اہل کتابین مین جو ہم سے قبل ہین نازل ہوئی ہے یہانتک کہ مینے دیکھا کہ بعض ہمارے مارتے ہین وجوہ بعض کو تلوار سے تو مین پہچان گیا کہ یہ ہمارے حق مین نازل ہوئی ہے بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہ ہو پاس اُسکے کوئی مظلمہ واسطے اپنے بھائی کے آبرو کا یا مال کا تو چاہیے کہ معاف کرا لے اُسکو آج کے دن قبل اسکے کہ نہ ہو کوئی دینار اور نہ کوئی درہم اگر ہے اُسکے واسطے کوئی عمل صالح تو لیا جائیگا اُس سے بقدر اُسکے مظلمے کے اور اگر نہین ہین اُسکے واسطے حسنات تو لیے جاوینگے اُسکے صاحب کے سیئات سے پھر وہ اُسپر لادی جاوینگی مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کیا تم جانتے ہو کون ہے مفلس صحابہؓ نے عرض کیا مفلس ہم مین وہ شخص ہے کہ جسکے واسطے نہ درہم ہو نہ متاع تو آپ نے فرمایا بیشک مفلس وہ ہے کہ آئیگا قیامت کے دن نماز و زکوۃ و روزہ لیکر اور آئیگا کہ مقرر گالی دی اسکو اور بہتان لگایا اسکو اور مال کھایا اسکا اور خون بہایا اسکا اور مارا اسکو پھر دیا جائیگا یہ اُسکے حسنات سے اور یہ اسکی حسنات سے پھر اگر فنا ہو جاوینگے اُسکے حسنات قبل اسکے کہ ادا کیا جاوے جو اسپر ہے تو لیا جائیگا اُنکی خطایا سے پھر وہ اسپر ڈالی جاوینگی پھر وہ ڈالدیا جائیگا آگ مین سعید بن منصور نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کیا ہے کہا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو ہم کہتے تھے کہ رب ہمارا ایک ہے اور دین ہمارا ایک ہے اور نبی ہمارا ایک ہے پھر یہ خصومت کیا ہے پھر جب صفین کا دن ہوا اور حملہ کیا بعض ہمارے نے بعض پر تلوارون سے تو ہمنے کہا ہان وہ یہ ہے ابراہیم سے مروی ہے جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو لوگون نے کہا ہم کیونکر جھگڑین گے حالانکہ ہم تو بھائی ہین پھر جب حضرت عثمان قتل کیے گئے تو کہا کہ یہ ہماری خصومت ہے جمہور نے میت و میتون کو بتشدید پڑھا ہے اور ابن محیصن وغیرہ نے مائت و مائتون اور حضرت عبد اللہ بن الزبیرؓ نے بھی اسکو پڑھا ہے بعض مفسرین نے اس قراءت کو مستحسن کہا ہے اسواسطے کہ جمہور کی قراءت بھی اس معنی کے مفید ہے فراء و کسائی نے کہا کہ میت بتشدید وہ ہے جو مرا نہین اور آئندہ مریگا اور میت بتخفیف وہ ہے جو مر چکا اور روح اُس سے مفارقت کر گئی خلیل نے کہا کہ ابو عمرو نے یہ شعر پڑھا ہے ؎

وتسالنی تفسیر صیت و بیت	فلو انک قد فسرت ازکیت تحتمل	ثم کان فی اروح فذلالہ بیت	وما المیت الامن الی القبر

سین نے کہا دونوں بیان قرآن کے کسی طرح کا خلاف نہیں ہے اور شمول کی تفسیر ہی بالجملہ پر اللہ آیت ... ہی ہے ہر فریق کا حال بیان کیا ایس رشاد فرمایا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ○ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ○ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ پھر اس سے ظالم کون ہے جس نے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات کو جب پہنچی اس پاس کیا نہیں دوزخ میں ٹھیراؤ منکروں کا اور جو لایا سچی بات اور سچ مانا جس نے اسکو وہی لوگ ہیں ڈر والے انکو ہے جو چاہیں اپنے رب کے پاس یہ ہے بدلا نیکی والوں کا تا اتارے اللہ اُنسے بری کام جو کیے تھے اور بدلے میں دے انکا نیک بہتر کاموں کا جو کرتے تھے **ف** یعنی اگر نبی نے جھوٹ خدا کا نام لیا تو اس سے برا کون ہے اگر وہ سچا تھا اور تم نے جھٹلایا تو کون برا کون **ف** جو سچ لایا وہ نبی ہے جس نے سچ مانا وہ مومن ہے انتہیٰ **ف** مشرکون نے جو اللہ تعالےٰ پر افترا کیا اور اسکے ساتھ اور معبود ٹھیرائے اور دعویٰ کیا کہ فرشتے دختران خدا ہیں اور اسکے واسطے اولاد ٹھیرائی تعالیٰ اللہ عن قولہم علوًا کبیرًا اور باوجود اسکے سچی بات کو جھٹلایا جبکہ انکے پاس آئی زبان پیغمبر رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سو اللہ پاک انکو مخاطب کرکے یوں فرماتا ہے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ یعنے پھر کون زیادہ ظالم ہے اس سے جس نے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا حق بات کو جبکہ انکے پاس آئی مطلب یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ہے کیونکہ اس نے جمع کیا درمیان دونوں طرفوں باطل کے اللہ پر جھوٹ بولا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کی باطل کے قائل ہوئے اور حق کو جھٹلایا اسی لیے اللہ عز وجل نے انکو یہ وعید سنائی اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ یعنی کیا نہیں ہے دوزخ میں ٹھیراؤ منکرین جاحدین مکذبین کا مطلب یہ ہے کہ جنکے یہ اوصاف ہیں انکو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے نعوذ باللہ منہا پھر اللہ عز وجل نے فرمایا وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ یعنی اور جو لایا سچی بات مجاہد و قتادہ و ربیع بن انس و ابن زید نے کہا کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں سدی نے کہا کہ جبرئیل امین ہیں اور صدق بہ سے مراد حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وہ شخص ہے جو لا الٰہ الا اللہ لایا وصدق بہ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ربیع بن انس نے وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالصِّدْقِ پڑھا ہے یعنی انبیا وصدقوا بہ یعنی اتباع لیث بن ابی سلیم نے مجاہد سے روایت کیا ہے وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ کہا کہ اصحاب قرآن مومنین قیامت کو دن آئیں گے پس کہیں گے یہ وہ شے ہے جو تم نے ہمکو دی سو عمل کیا ہمنے اسمیں ساتھ اس شی کے جسکا تم نے ہمکو امر کیا یہ قول جو مجاہد سے مروی ہے شامل ہے کل مومنین کو کیونکہ مومنین حق کہتے ہیں اور اسپر عمل کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب سے بڑہکر مستحق ہین اسکے کہ اس آیت مین داخل ہون اس تفسیر کی بنا پر اسلیے
کہ آپ صدق کو لائے اور رسولون کی تصدیق کی اور ایمان لائے اس شے پر جو اُن پر
نازل کی گئی طرف سے اُن کے رب کے اور مومنین سب کے سب ایمان لائے اللہ پر اور اسکی
فرشتون پر اور اسکی کتابون پر اور اس کے رسولون پر عبد الرحمن بن زید بن اسلم
نے کہا وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور صَدَّقَ بِہٖ مسلمان
ہین اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ وہی لوگ ہین جو کہ شرک سے
بچے لَھُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّھِمْ یعنی واسطے اُنکے وہ شی ہے جسکو چاہین گے نزدیک اپنے
رب کے یعنی جنت مین جب طلب کرینگے تو پائین گے ذٰلِکَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ الآیہ جیسا کہ اللہ
عزوجل نے دوسری آیت مین فرمایا ہے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْھُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ
عَنْ سَیِّاٰتِھِمْ فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّۃِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ کذا فی ابن کثیر
ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اس سے بڑہکر کوئی ظالم نہین ہے جسنے اللہ پر جہوٹ بولا
بایںطور کہ مدعی ہوا اس بات کا کہ اللہ کے اولاد ہے یا اسکا شریک ہے یا اسکے جورو ہے تعالی
اللہ عن ذلک اور تکذیب کی حق کی جبکہ اسکے پاس آیا کلمہ اذ ظرف ہے کذب بالصدق
کا یعنی قرآن کو جہٹلایا وقت اسکے آنے کے مطلب یہ ہے کہ اس کے سنتے ہی جہٹلانے
لگا بدون توقف کے اور بغیر فکر و غور کے کہ سوچ سمجھکر حق و باطل مین تمییز کرتا جیسا کہ اہل
انصاف کا طریقہ ہے کہ جس بات کو سنتے ہین اس مین فکر کرتے ہین نہ یہ کہ سنتے ہی بغیر
غور کے تکذیب کرنے لگے مراد صدق سے وہ شے ہے جسکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم لیکر تشریف لائے یعنے توحید کی طرف بلانا فرائض شرائع کے ساتھ
قائم ہونے کا امر کرنا محرمات شرع سے منع کرنا بعث و نشر کی خبر دینا اور اس ثواب
کی جو مطیع کے لیے اللہ تعالے نے تیار رکہا ہے اور اس عذاب کی جو عاصی کے
واسطے مہیا کیا ہے قرآن شریف ان سب امور کا جامع ہے پس قرآن شریف کا
جہٹلانا ان سب کا جہٹلانا ہے پہر اللہ پاک نے ان افترا کرنے والون صدق و راستی
کے جہٹلانے والون کو باستفہام تقریری یہ تہدید سنائی اَلَیْسَ فِیْ جَھَنَّمَ مَثْوًی

للکافرین مثوی کتنے ہین مقام کہ [illegible] قرآن یا امکان [illegible]
سے مثل حصی یعنی مضار و معنیا [illegible]
ہین اصحی سے اسکا انکار کیا اور کہا ہم [illegible] ہین یا [illegible] پر اللہ پاک
نے فریق مومنین صدقین کا ذکر فرمایا والذی جاء بالصدق وصدق بہ موصول مبتدا
ہے اور اولئک ہم المتقون خبر ہے مراد اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے
متبعین ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ الذی جاء بالصدق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور صدق بہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما ہین اور حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے مجاہد نے کہا کہ الذی جاء بالصدق رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور صدق بہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہین بعض قول
اول گذر چکے ہین کسی نے کہا کہ یہ عام ہے ہر اُس شخص مین جسنے دعوت کی طرف
توحید اللہ کے اور راہ بتائی اُس شے کی جسکو اللہ نے اپنے بندون کے لیے
مشروع فرمائی ابن جریر نے اس قول کو اختیار کیا ہے اور محققین مین بھی اسی
قول کو پسند فرمایا ہے قرات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ والذین جاؤا بالصدق
وصدقوا بہ اسی کی موید ہے اور لفظ الذی جیسا کہ قرات جمہور مین واقع ہوا ہے گو
مفرد ہے لیکن معنی اُسکے جمع ہین اس لیے کہ مراد اس سے جنس ہے چنانچہ اولئک
ہم المتقون اسی بات کو مفید ہے یعنی جو لوگ موصوف باوصاف مذکورہ ہین وہی
متصف ہین ساتھ تقوی کے جو کہ عنوان نجات ہے ابوصالح نے صدق بتخفیف
پڑھا ہے اسے صدق بہ الناس یعنی لوگون کو سچے طور پر پہونچایا جیسا نازل ہوا
یا صدق بہ کے یہ معنی ہین کہ آپ بسبب نزول قرآن کے صادق ہوئے آپ کا
صدق اُسکے سبب سے ظاہر ہوا اس لیے کہ قرآن آپ کا معجزہ ہے اور معجزہ اللہ
کی طرف سے نبیون کی تصدیق ہوتا ہے فتح البیان مین بعد نقل کل قولون کے
فرمایا ہے کہ سب صحیح ہین علما نے کہا ہے عربیت مین بہتر یہ ہے کہ جاء وصدق
دونون فعل ایک فاعل کے ہون اس لیے کہ اگر غیر ہون گے تو تغایر اس بات کو

چاہیے تھا کہ الذی کو مضمر مانین حالانکہ یہ جائز نہین ہے اور اس بات کو کہ فاعل
کو مضمر کرین بدون تقدم ذکر کے اور یہ بعید ہے غرضکہ ان صادقین مصدقین
کے واسطے آخرت مین جو ثواب ہے اللہ پاک نے اسکا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا لَهُم مَّا
یَشَآءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ یعنے انکے واسطے ہر وہ شے ہے جسکو چاہین گے درجے بلند
کیے جائین گے مضرتین دور ہون گی گناہ مٹا دیے جائین گے منافع انکو ملین گے
اور جس شے کو وہ چاہین گے فورًا انکے پاس آ جائے گی یہ جو فرمایا اسمین ترغیب
عظیم و تشویق بالغ ہے ذٰلِكَ مبتدا ہے جَزَآءُ الْمُحْسِنِينَ خبر یعنے یہ جزا جس کا
ذکر ہوا جزا ہے ان لوگون کی جنہون نے اپنے اعمال مین احسان کا برتاؤ کیا صحیح
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ احسان یہ ہے کہ تو عبادت
کرے اللہ کی گویا تو اسے دیکھ رہا ہے پھر اگر تو اسے نہین دیکھتا ہے تو وہ تجھے
دیکھ رہا ہے بالجملہ متقیون کے واسطے جو ثواب انکے رب کے پاس ہے اسمین
سے جو شے غایت ہے اللہ پاک نے اسکا ذکر کیا پس فرمایا لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا یعنے تاکہ اتارے اللہ انسے بدتر عمل کو انکے اعمال سے جو
کیے تھے کیونکہ ضرر کا انسے دفع کرنا یہ بزرگتر ہے ان امور کا جنکی وہ امید رکھتے ہین
اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے وہ عمل بخش دیا جو کہ انکے اعمال سے
بدتر تھا تو جو اس سے کم درجے کا ہے اسکو تو بطریق اولیٰ بخش حرف لام متعلق
ہے بشارتون سے یا محسنین سے گویا یون کہا گیا کہ انھون نے احسان و اخلاص کیا اس
واسطے تکفیر کے یعنے گناہ مٹانے کے یا متعلق ہے محذوف سے اسے یسر لهم
ذلک لیکفر الخ یعنے سہل و آسان کر دیا انکے لیے یہ ثواب تاکہ مٹا دے اللہ الخ
جمہور نے اسوأ بصیغہ اسم تفضیل پڑھا ہے اور تفضیل اپنے باب پر ہے معنے
وہی ہین کہ جب بدتر کو بخشا تو کمتر بطریق اولیٰ بخشا غرضکہ بڑے چھوٹے
سب گناہ بخشدیے کسی نے کہا کہ تفضیل اپنے باب پر نہین ہے بلکہ اسوأ بمعنے
سیئی ہے تو اس اعتبار سے اسوأ انکے سارے معاصی کو اور حسن انکے سارے

حسنات کو عام و شامل ہو گیا ابن کثیر نے ایک روایت میں اسوا یہ وزن احمال
ہے یہ ترتیب ہے سورہ کی پھر حبیب اللہ پاک نے وہ شے ذکر کی جو اسپر دال ہے کہ
مفسرین ان سے دور کر دیں تو وہ شے ذکر فرمائی جو دال ہے اسپر کہ بزرگتر ثواب
انکو عطا فرمایا پس ارشاد کیا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا
يَعْمَلُونَ اضافت احسن کی طرف مابعد کی اضافت مفضل اسکے المفضل علیہ کے
باب سے نہیں ہے بلکہ اضافت شے الی بعضہ کے باب سے ہے واسطے قصد
توضیح کے بدون اعتبار تفضیل کے اور جسطرح اسوء عام ہے انکے سارے معاصی
کو اسی طرح احسن شامل ہے ان کے جمیع حسنات کو اور اگر یہ تاویل نہ ہو تو نظم
قرآنی اسکی مقتضی ہو گی کہ فقط ان کے اقبح سیئات کو مٹا دے گا اور فقط فضل
حسنات پر انکو جزا دے گا مقاتل نے کہا کہ جزا دے گا انکو ساتھ محاسن کے
انکے اعمال سے اور بدلا نہ دے گا ان کو ساتھ مساوی کے أَلَيْسَ اللَّهُ

بِكَافٍ عَبْدَهُ ۖ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ ۚ وَمَن
يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَن يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّضِلٍّ ۗ
أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انتِقَامٍ ۝ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ
مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ
أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ ۚ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ۖ
عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝ قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ
مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ مَن
يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝
إِنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ
فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ۝

کیا اللہ بس نہین اپنے بندے کو اور تجھکو ڈراتے ہین ان سے جو اسکے سوا ہین اور جسکو راہ بہلاوے اللہ تو کوئی نہین
اُسکو راہ دینے والا اور جسکو راہ دکہاوے اللہ اُسکو کوئی نہین بہلانے والا کیا نہین ہے اللہ زبردست بدلا لینے والا اور
جو تو اُن سے پوچھے کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہین اللہ نے تو کہہ بہلا دیکہو تو جنکو پوجتے ہو اللہ کے سوا
اگر چاہے اللہ مجہہ پر کچہ تکلیف وہ ہین کہ کہولدین تکلیف اُسکی ڈالی یا وہ چاہے مجہپر مہر وہ ہین کہ روکدین اُسکی
مہر تو کہہ مجہکو بس ہے اللہ اسی پر بہروسا رکہتے ہین بہروسا رکہنے والے تو کہہ اے قوم کام کیے جاؤ اپنی جگہہ
مین بہی کام کرتا ہون اب آگے جان لوگے کس پر آتی ہے آفت کہ اُسکو رسوا کرے اور اُترتی ہے اُسپر مار سدا کی
ہمنے اُتاری ہے تجہہ پر کتاب لوگون کے واسطے سچے دین کے ساتہہ پہر جو کوئی راہ پر آیا سو اپنے بہلے کو اور
جو کوئی بہکا سو یہی کہ بہکا اپنے بُرے کو اور تجہہ پر انکا ذمہ نہین **ف** تجھکو ڈراتے ہین یعنی تو بتون کو نہین
مانتا تو وہ تجہپر غضب ہون گے کچہہ تیرا بُرا کر دینگے سو جسکی مدد پر اللہ ہو اُسکا بُرا کون کر سکے **ف**
وہ دنیا مین یا آخرت مین انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے کیا اللہ کافی نہین ہے
اپنے بندے کو بعض نے عبادہ پڑہا ہے یعنی اللہ کفایت کرتا ہے اُس شخص کو جسنے اُسکو پوجا اور اُسپر توکل کیا
فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا کہ فرماتے تہے فلاح پائی
اُس شخص نے جو ہدایت کیا گیا طرف اسلام کے اور ہوئی گزران اُسکی کفاف اور اسپر قناعت کی رواہ ابن ابی حاتم
والترمذی والنسائی من حدیث حیوۃ بن شریح عن ابی ہانی الخولانی بہ وقال الترمذی صحیح
قولہ تعالی ویخوفونک بالذین من دونہ یعنی مشرکین جہالت وگمراہی کے طور پر ڈراتے ہین رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور دہمکاتے ہین اپنے بتون سے جنکو وہ پکارتے ہین اللہ کے سوا اسی لیے اللہ عزوجل نے فرمایا
ومن یضلل اللہ الی قولہ بعزیز ذی انتقام یعنے اللہ پاک بڑا غالب ومنیع الجناب ہے جس نے اُسکی بارگاہ
عالی جاہ پر تکیہ کیا اور اُسکے باب عالی کی طرف پناہ پکڑی اُسپر کوئی ظلم نہین کر سکتا ہے کیونکہ وہ تو ایسا عزیز ہے
کہ اُس سے بڑہ کر کوئی عزیز نہین ہے اور نہ کوئی اُس سے زیادہ سخت انتقام لینے والا ہے اُن لوگون سے جنہون
نے اللہ کے ساتہہ کفر وشرک کیا اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عناد ودشمنی کی قولہ تعالی ولئن
سألتہم الآیہ سے مراد وہ مشرکین ہین جو یہ اقرار کرتے تہے کہ ساری اشیاء کا خالق اللہ ہی ہے اور باوجود
اس اقرار کے انکے غیر کو اُس کے ساتہہ پوجتے تہے اُن مین سے جو انکا نہ برا کرین نہ بہلا اسی لیے اللہ پاک نے یون
فرمایا قل افرأیتم الآیہ یعنی وہ ضرر ونفع مین سے کچہ بہی طاقت نہین رکہتے ہین ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت کیا ہے تو نگاہ رکہہ اللہ کو تو وہ تجہکو نگاہ رکہے گا تو نگاہ رکہہ اللہ کو تو اُسے پائیگا اپنے
روبرو پہچان کر اللہ کی طرف رخا مین یعنے راحت وآرام مین تو وہ تجھے پہچانیگا شدت مین جب تو سوال کرے تو

سوال کر اللہ سے اور جسوقت تو مدد مانگے تو مدد مانگ اللہ سے اور جان رکہہ کہ امت اگر جمع ہوجاویں اسپر کہ تجہکو ضرر پہونچاوین
ساتہہ اس شے کے جسکو اللہ تعالے نے تجہپر نہیں لکہا ہے تو وہ تجہکو ضرر نہ پہونچاوینگے اور اگر وہ جمع ہوجاوین اسپر کہ نفع پہونچاوین
تجہکو ساتہہ کسی شے کے جسکو اللہ نے تیرے واسطے نہیں لکہا ہی تو وہ نفع نہ پہونچاوینگے تجہکو صحیفے سوکہہ گئے اور قلم اٹہا لیے
گئے اور عمل کر واسطے اللہ کے ساتہہ شکر کے یقین مین اور جان رکہہ اس بات کو کہ صبر کرنے مین اس شے پر جسکو تو مکروہ رکہتا ہی
خیر کثیر ہے اور بیشک نصر ساتہہ صبر کے ہی اور بیشک کشایش ساتہہ کرب کے ہے اور بیشک ساتہہ تنگی کے آسانی ہے قولہ تعالے
قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ الآیہ یعنی تو کہہ دے بس ہے مجہہ کو اللہ اور اسی پر مین نے توکل کیا اور اسی پر بس چاہیے توکل کرین توکل کرنے
والے جیسا کہ حضرت ہود علیہ السلام نے کہا جبکہ انکی قوم نے کہا اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ قَالَ اِنِّيْٓ
اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ
رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن
عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مرفوعا روایت کیا ہے جو شخص یہ دوست رکہے کہ ہووے قوی تر لوگون کا تو چاہیے کہ توکل
کرے اللہ تعالی پر اور جو کوئی یہ دوست رکہے کہ ہووے غنی تر لوگون کا تو چاہیے کہ ہووے ساتہہ اس شے کے جو کہ اللہ عزوجل
کے ہاتہہ مین ہے زیادہ تر بہروسا کرنے والا اس سے ساتہہ اس شے کے جو اس کے ہاتہہ مین ہے اور جو کوئی یہ دوست رکہے
کہ ہووے اکرم لوگون کا تو چاہیے کہ اللہ عزوجل کا تقوی رکہے قولہ تعالی قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ الآیہ یعنی اے
قوم تم عمل کرو اپنے طریقے پر یہ تہدید و وعید ہے مین عمل کرنے والا ہون اپنے طریقے و راہ پر فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ
الآیہ یعنی تم عنقریب جان لوگے اسکا انجام و وبال کہ کس کو آویگا عذاب جو اسے ذلیل و خوار کریگا دنیا مین اور نازل
ہوگا اسپر عذاب دائم و مستمر کہ جس سے اسکو کوئی مفر نہ ہوگا یہ عذاب روز قیامت مین ہے اعاذنا اللہ منہ **ف** قولہ تعالے
اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالی اپنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے
کہ ہم نے اتارا تجہہ پر قرآن واسطے ساری خلق کے انس و جن سے ساتہہ حق کے تاکہ تو ان سب کو ڈرائے پہر جو راہ پر آیا
سو اپنے بہلے کو یعنی اسکا نفع اسی کے نفس کیطرف راجع ہوگا اور جو بہکا سو یہی کہ بہکا اپنے برے کو یعنی اسکا وبال اسی کی
جان پر پڑے گا اور نہیں ہے تو انپر وکیل یعنی تو اسپر نہیں مقرر کیا گیا ہے کہ وہ راہ پا جاوین تجہپر تو یہی پہونچا دینا
ہے اور ہمپر حساب ہے **ف** فتح البیان کا بیان واضح یہ ہے جمہور نے عبدہ بافراد پڑہا ہے اور حمزہ و کسائی نے
عبادہ بجمع اول کی بنا پر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہین یا جنس عبد اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بدخول اولی انہمین
داخل ہین اور دوسری کی بنیاد پر مراد انبیا علیہم السلام ہین یا مومنین یا دونون ابو عبید نے اول کو اختیار کیا ہے
اسلیے کہ بعد کو ویخوفونک مین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہے الیس اللہ بکاف یا یکفی عبدہ نہ فرمایا حالانکہ منظور کفایت الٰہی
کی خبر دینا ہے بلکہ اس مضمون کو استفہام انکاری کے پیرایہ مین ادا کیا سو مقصود اس سے اللہ پاک کی کفایت بڑے مبالغہ سے

ثابت کرتا ہے گویا وہ کفایت ایسی کہلی ہوئی ہے کہ کسی سے اُسکا انکار بن نہین آتا ہے کسی نے کہا کہ عبد و عباد دونون سے مراد
بالعموم مسلم و کافر ہین جرجانی نے کہا کہ اللہ کافی ہے اپنے بندہ مومن اور بندہ کافر کو مومن کو تو ساتھہ ثواب کے اور کافر کو
ساتھہ عقاب کے کسی نے بکافٍ عبادہ باضافت پڑہا ہے اور کسی نے یکافی بصیغہ مضارع قولہ تعالی ویخوفونک جملہ محل
نصب مین ہو بنا بر حال اس لیے کہ معنی یہ ہین کیا کافی نہین ہے تجہکو اللہ اس حال مین کہ وہ تجہے ڈراتے ہین اپنے
معبودون سے جنکو وہ پوجتے ہین انہون نے کہا تہا البتہ تو باز رہ ہمارے معبودون کے برا کہنے سے یا البتہ تجہے
اُن سے پہونچے گا فساد عقل یا جنون گویا معنی یہ ہین کہ وہ تجہے کافی ہے ہر حال مین یہان تک کہ اس حال مین بہی
بہی ہو سکتا ہے کہ مستانفہ ہو قولہ تعالی وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس شخص پر اُسکی گمراہی ساتھہ
قضا ثابت ہو چکی یہان تک کہ وہ غافل ہو گیا اللہ تعالی کی کفایت کے واسطے اپنے بندہ مکرم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے اور آپکو ڈرایا ایسی شے سے جو نہ نفع پہونچائے نہ ضرر تو اُس کے واسطے نہین ہے کوئی ہادی کہ اُسے ہدایت
کی راہ بتائے اور گمراہی سے اُسکو چہڑائے اور جسکو اللہ ہدایت کرے تو نہین ہے اُس کے لیے کوئی گمراہ کرنے والا
کہ ہدایت سے اُسکو نکالے اور ضلالت مین اُسے ڈالے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِى انْتِقَامٍ یعنی کیا نہین ہے اللہ غالب
و قاہر ہر شے پر بدلہ لینے والا جو کہ بدلا لیتا ہے اپنے نافرمانون سے ساتہہ اس عذاب کے جسکو اُنپر ڈالتا ہے اور اُنپر
تازیانہ عقاب کے ساتہہ جسکو اُن پر نازل کرتا ہے اسم جلیل کو جو بجائے ضمیر رکہا سو منظور اس سے مضمون کلام کی
تحقیق ہے اور پیدا کرنا مہابت و خوف کا ہے قولہ تعالی وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ الآیہ اللہ پاک نے ذکر فرمایا کہ جب مشرکین
سے کوئی پوچہے کہ خالق کون ہے تو اقرار کرین گے اور کہین گے کہ وہ اللہ سبحانہ ہے اس لیے کہ اُس کے تفرد بالخالقیت
پر واضح و ظاہر برہان ہے باوجود اس کے کہ بتون کو پوجتے ہین اور اللہ کے سوا اور معبود ٹہیراتے ہین اس مین بڑی
دلیل ہے اسپر کہ وہ ایک سخت غفلت اور عظیم جہالت مین تہے اس لیے کہ جب وہ یہہ جان چکے کہ انکا خالق اللہ ہے تو اللہ
کے سوا پوجتے ہین انکا خالق اللہ پاک ہی ہے تو خالق کل کے غیر کو پوجنا اور اپنے خالق کے ساتہہ عبادت مین مخلوق
کو شریک کرنا اس بات کو اُنکی عقلون نے کیونکر مستحسن جانا حالانکہ اُنکا یون ذکر کیا جاتا تہا کہ انکی عقلین اچہی ہین اور
اُنکا ادراک و فطنت کامل و تام ہے لیکن جبکہ اُنہون نے اپنے بڑون کی تقلید کی اور اُنکو ساتہہ حسن ظن کیا تو
مقتضائے عقل کو چہوڑ دیا اور جو بات محض جہل تہی اُسپر عمل کیا پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو
حکم دیا کہ بعد اس اعتراف اقرار کے اُنکو توبیخ و تہدید کریں پس ارشاد فرمایا قُلْ اَفَرَاَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ الآیہ ضر سے
مراد شدت و بلا ہے رحمۃ سے مراد نعمت و رخا ہے جمہور نے کاشفات و ممسکات کو دونو جگہہ باضافت پڑہا
ہے اور ابو عمرو نے بہ تنوین ابو عبید و ابو حاتم نے ابو عمرو کی قراءت کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ کاشفات اسم فاعل
استقبال کے معنی مین ہے اور جو ایسا ہوتا ہے تو اُسکی تنوین اجود ہوتی ہے حضرت حسن و عاصم نے بہی اسی طرح پڑہا ہے

یعنی یہہ ہین تو کہہ تم مجھے خبر دو اپنے ان معبودون کی کہ آیا وہ قدرت رکھتے ہین اُس ضرر کے دور کرنے کی جبکا اللہ نے میرے ساتہہ ارادہ کیا یا اُس رحمت کے روکنے کی جبکا اُسنے میرے ساتہہ ارادہ کیا باین طور کہ وہ خیر مجھہ تک پہونچی مقاتل نے کہا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے سوال کیا تو وہ ساکت ہوئے کسی نے کہا یہ بولے کہ وہ دفع نہین کرتے ہین کسی شے کو اللہ کی قدر سے لیکن شفاعت کرتے ہین پس یہ آیت نازل ہوئی قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ الآیہ یعنی تو کہہ کافی ہے مجھکو اللہ اپنے سارے کامون مین جلب نفع و دفع ضرر مین اُسی پر اعتماد کرتے ہین اعتماد کرنے والے نہ اُس کے غیر پر پہر اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ انکو تہدید کرین اور یہہ وعید سنائین قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ الآیہ یعنی تو کہہ اے قوم عمل کرو اپنی حالت پر جسپر تم ہو اور جمے ہوئے ہو اِنِّي عَامِلٌ اَيْ عَلٰى حَالَتِي الَّتِي اَنَا عَلَيْهَا چونکہ ماقبل سے یہ لفظ معلوم ہوتا ہے اس لیے یہان سے حذف کر دیا ہے یعنی مین عمل کرتا ہون اپنی حالت پر جسپر مین ہون اور جما ہوا ہون اور مکانت بمعنی مکان ہے پس عین استعارہ کیا گیا ہے واسطے معنی کے جس طرح کہ کلمہ ہنا و حیث کا استعارہ کیا جاتا ہے واسطے زمان کے حالانکہ وہ دونون واسطے مکان کے ہین فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ الآیہ یعنی عنقریب تم جان لوگے کس پر آتا ہے عذاب جو اسکو ذلیل و خوار کریگا دنیا مین پہر اس وقت ظاہر ہو جاویگا کہ وہ باطل پر ہے اور اسکا خصم حق پر ہے مراد اس سے دنیا کا عذاب ہے اور وہ قتل و قید و قہر و ذلت جو انپر نازل ہوئی پہر عذاب آخرت کا ذکر فرمایا وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ یعنی اور نازل ہوگا اسپر عذاب دائم و مستمر دار آخرت مین یہہ وہی عذاب نار ہے عذاب کی طرف جو مقیم کی نسبت کی سو یہہ یا تو مجاز ہے ظرف مین یا اسناد مین اصل اسکی یہہ ہے مقیم فیہ صاحبہ یعنی ایسا عذاب کہ ہمیشہ رہیگا اُس مین صاحب اسکا بالجملہ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشرکین کا اصرار کرنا کفر پر گران گذرتا تہا تو اللہ پاک نے آپکو خبر دی کہ انکو صرف بیان کی تکلیف دی گئی ہے نہ اسکی جو گمراہ ہوا ہے انکو ہدایت کر دین پس ارشاد فرمایا اِنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ یعنی ہمنے نازل کی تجہپر کتاب واسطے لوگون کے اور واسطے بیان اُس شے کے جسکے ساتہہ مکلف کیے گئے ہین اس لیے کہ وہ مناط ہے انکی مصالح کا انکی معاش و معاد مین سو وہ واسطے سارے لوگون کے ہے کافہ اسواسطے کہ تیری رسالت بہی ایسی ہی ہے بالحق حال ہے فاعل سے ای محقین یا مفعول سے ای متلبسا بالحق وما انت علیہم بوکیل یعنی تو انکی ہدایت کیساتہہ مکلف و مخاطب نہین ہے بلکہ تجہپر تو صرف یہی پہونچا دینا ہے اور تو اسکو کر چکا یہ آیتین آیت سیف سے منسوخ ہین بعد اسکے اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اُن سے قتال کرین یہان تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین اور احکام اسلام کے حامل ہون پہر اللہ پاک نے اپنی قدرت بالغہ و صنعت عجیبہ کے انواع سے ایک نوع ذکر کی پس فرمایا

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰىٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ

قُلْ اَوَلَوْ کَانُوْا لَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَعْقِلُوْنَ ○ قُلْ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیْعًا ؕ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ

اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ○ وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ ۚ وَاِذَا ذُکِرَ

الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖۤ اِذَا ہُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ○ اللہ کھینچ لیتا ہے جانین جب وقت ہو ان کے مرنیکا اور جو نہین مرین

انکی نیند مین پہر رکھ چھوڑتا ہے جنپر مرنا ٹہیرایا ہے اور بہیجتا ہے دوسرون کو ایک ٹہیرے وعدے تک البتہ

اس مین پتے ہین ان لوگون کو جو دہیان کرین کیا انہون نے پکڑے ہین اللہ کے سوا کوئی سفارش والے تو کہہ

اگرچہ انکو اختیار نہ ہو کسی چیز کا اور نہ بوجہہ تو بہی تو کہہ اللہ کے اختیار ہے سفارش ساری اسیکا راج ہے آسمان

و زمین مین پہر اسی کی طرف پہیرے جاؤگے اور جب نام لیجیے اللہ کا نرا رک جاوین دل انکے جو یقین نہین رکہتے

پچہلے گہر کا اور جب نام لیجیے اسکے سوا اورون کا تبہی وہ لگین خوشیان کرنے ف یعنی نیند مین ہر روز

جان کہینچتا ہے پہر بہیجتا ہے یہی نشان ہے حشر کا معلوم ہوا کہ نیند مین بہی جان کہچتی ہے جیسے موت مین

اگر نیند مین کہچکر رہ گئی وہی موت ہے مگر یہ جان وہ ہے جسکو ہوش کہتے ہین اور ایک جان جس سے دم چلتا ہے

اور نبضین ہلتی ہین اور کہانا ہضم ہوتا ہے وہ دوسری ہے وہ موت سے پہلے نہین کہچتی ف یعنی اللہ کے

روبرو سفارش ہے پر اللہ کے حکم سے نہ تمہارے کہے سے جب موت آوے کسی کے کہے سے عزرائیل نہین چہوڑتا

ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ اللہ تعالی اپنی ذات پاک کی خبر دیتا ہے کہ وہ متصرف ہے وجود مین سا

اس شے کے جو چاہتا ہے اور وہی جانون کو بڑی وفات دیتا ہے ان نگہبان فرشتون کے واسطہ سے جنکو بہیجتا ہے

وہ انکو بدنون سے قبض کر لیتے ہین اور وفات صغری وقت سونے کے سبب ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالی نے فرمایا ہے

وَہُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىکُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّہَارِ ثُمَّ یَبْعَثُکُمْ فِیْہِ لِیُقْضٰۤی اَجَلٌ مُّسَمًّی ۚ ثُمَّ اِلَیْہِ مَرْجِعُکُمْ

ثُمَّ یُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ وَہُوَ الْقَاہِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْکُمْ حَفَظَۃً ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَکُمُ

الْمَوْتُ تَوَفَّتْہُ رُسُلُنَا وَہُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ○ اللہ پاک نے اس آیت مین دونون وفات کا ذکر فرمایا صغری کا

پہر کبری کا اور یہان کی آیت مین کبری کا ذکر کیا ہے پہر صغری کا اور یہی لیے یون فرمایا ہے اللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ

الآیہ اس مین دلالت ہے اس پر کہ روحین ملأ اعلی مین جمع ہوتی ہین چنانچہ اس باب مین حدیث مرفوع وارد

ہوئی ہے جسکو ابن مندہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور صحیح بخاری و مسلم مین حدیث عبید اللہ بن عمر بن سعید

بن ابی سعید عن ابیہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے جس وقت

ہکا نا پکڑے ایک تمہارا طرف اپنے بستر کے تو چاہیے کہ جہاڑے اسکو اپنے داخلہ ازار سے پس البتہ شک وہ نہین جانتا

ہے اس شے کو جو خلیفہ ہوئی ہے اس کے اسپر پہر چاہیے کہ کہے بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِکَ اَرْفَعُہٗ اِنْ

اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْہَا وَاِنْ اَرْسَلْتَہَا فَاحْفَظْہَا بِمَا تَحْفَظُ بِہٖ عِبَادَکَ الصّٰلِحِیْنَ یعنی ساتہہ نام

تیرے کہ اے رب میرے رکھی مین نے اپنی کروٹ اور تیرے ساتھ اسکو اٹھاؤن گا اگر تو روک رکھے میری جان تو
تو اسکو رحم کرنا اور اگر تو چھوڑ دے اسکو تو تو نگاہ رکھنا ساتھ اُس شئے کے جسکے ساتھ تو نگاہ رکھتا ہے اپنے نیک بندون
کو **بعض سلف** نے کہا ہے کہ قبض کرتا ہے مُردون کی روحون کو جبکہ وہ مرتے ہین اور زندون کی روحون کو جبکہ
وہ سوتے ہین پس زندون مردون کی روحین ایک دوسرے کو پہچانتی ہین اتنا پہچاننا جتنا اللہ تعالی چاہتا ہے
پہر روک رکہتا ہے اُن روحون کو جنپر موت جاری کی جو کہ مر چکین اور بہیجتا ہے دوسری روحون کو ایک مدت
مقرر تک سُدی نے کہا اپنی بقیہ اجل تک حضرت ابن عباسؓ نے کہا روک رکہتا ہے مردون کی جانون کو
اور بہیجتا ہے زندون کی روحون کو اور غلطی نہین کرتا ہے ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون قولہ تعالی ام اتخذوا
من دون اللہ شفعاء الآیہ اللہ پاک مشرکون کی ذم فرماتا ہے اس بات مین کہ انہون نے سفارشی ٹہیرائے ہین اللہ
کے سوا یہ سفارشی بت ہین جنکو انہون نے اپنی طرف سے ٹہیرالیا ہے بدون کسی دلیل و برہان کے جو انکو اس طرف راہ
بتائے حالانکہ وہ کسی کام کے مالک نہین ہین بلکہ اُنکو تو عقل نہین ہے جس سے سمجہین اور نہ کان جس سے سُنین اور نہ
آنکہہ جس سے دیکہین بلکہ وہ تو جماد ہین انکا حال تو حیوان سے بہی کہین بدتر ہے پہر فرمایا اے محمد صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم تو ان لوگون سے کہدے جنہون نے زعم کیا ہے کہ جنکو انہون نے پکڑا ہے وہ اُنکے لیے سفارشی
ہین نزدیک اللہ کے اور خبر دے اُنکو کہ سفارش اللہ کے پاس نفع نہ دیگی مگر واسطے اُسکے جسکو وہ پسند کرے
اور اُس کے واسطے اذن دے اُسی کے واسطے ہے ملک آسمان و زمین کا یعنی اس مین وہی متصرف ہے
اور پہر اُسی کی طرف پہیرے جاؤگے یعنی قیامت کے دن پہر وہ درمیان تمہارے فیصلہ کریگا اپنے عدل
سے اور ہر ایک کو اُس کے عمل کی جزا دیگا پہر اللہ پاک نے دوسرے طور پر مشرکون کی مذمت فرمائی وَاِذَا
ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ یعنی جس وقت کہا جاتا ہے لا الہ الا اللہ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
مجاہد نے کہا انقبضت یعنی تو منقبض ہو جاتے ہین دل اُنکے جو نہین مانتے ہین آخرت کو سدی نے کہا نفرت
یعنی نفرت کرتے ہین قتادہ نے کہا نفرت و استکبرت امام مالک نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے استکبرت
یعنی اُن کے دل کفر و استکبار کرتے ہین کما قال تعالی اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
يَسْتَكْبِرُوْنَ یعنی جب اُن سے کہا جاتا ہے لا الہ الا اللہ تو تکبر کرتے ہین متابعت سے اور اُس کے واسطے
مطیع و منقاد ہونے سے پس اُن کے دل قبول نہین کرتے ہین خیر کو اور جو کوئی خیر کو قبول نہین کرتا ہے
تو قبول کرتا ہے شر کو اسی لیے اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے واذا ذکر الذین من دونہ یعنی اور جسوقت
ذکر کیا جاتا ہے اُن کا جو اُسکے سوا ہین مراد اصنام و انداد ہین قالہ مجاہد اذا ہم یستبشرون بت ہی خوش
ہوتے ہین **ف فتح البیان** کا بیان یہہ ہے کہ اللہ تعالی قبض کرتا ہے روحون کو وقت حاضر ہونے

انکی جانون کے اور نکالتا ہے انکو بدنون سے اور وفات دیتا ہے ان نفسون کو جنکو اجل حاضر نہین ہوئی ہے اپنی نیند
مین اسمین اختلاف کیا ہے پس کسی نے یون کہا کہ قبض کرتا ہے انکو تصرف سے مع باقی رہنے روح کے جسم مین فراء
نے کہا یعنے یہ ہین اور قبض کرتا ہے ان نفسون کو جو نہین مرے وقت پورے ہونے انکی اجل کے کہا اور کبھی انکی
توفی انکی نیند ہوتی ہے پس اس بنا پر تقدیر یہہ ہوگی والتی لم تمت وفاتہا توفیہا یعنی جو نفوس نہین مرے انکی
وفات انکی نیند ہے زجاج نے کہا ہر انسان کے دو نفس ہین ایک تو نفس تمیز کا ہے یہ وہ ہے جو اُس سے
مفارقت کرتا ہے جبکہ سوتا ہے تو وہ بے عقل ہو جاتا ہے دوسرا نفس حیات ہے یہہ جب زائل ہوتا ہے تو اُس کے
ساتھہ نفس زائل ہو جاتا ہے اور سونے والا سانس لیتا ہے قشیری نے کہا کہ اس قول مین بعد ہے اس لیے
کہ آیت سے مفہوم یہہ بات ہے کہ نفس مقبوضہ دونون حال مین ایک شے ہے اسی لیے یون فرمایا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضٰى
عَلَيْهَا الْمَوْتَ پس اسکو نہین پہیرتا ہے طرف بدن کے وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اور بہیجتا ہے نفس نائم کو طرف اُس کے
بدن کے وقت بیدار ہونے کے اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى یعنے اُسوقت تک جو اسکی موت کے واسطے مقرر کیا گیا ہے یہہ
خلاصہ ہے جنس رسال کا قول زجاج کے مثل ابن انباری نے بہی کہا ہے سعید بن جبیر نے کہا اِنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ
اَرْوَاحَ الْاَمْوَاتِ اِذَا مَاتُوْا وَاَرْوَاحَ الْاَحْيَاءِ اِذَا نَامُوْا فَتَتَعَارَفُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَتَعَارَفَ فَيُمْسِكُ الَّتِي
قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى فَيُعِيْدُهَا یہ قول بعینہ وہی ہے جو بعنوان بعض سلف اول گزر چکا ہے اولی
یہ ہے کہ یون کہین کہ وفات دینا نفوس کا نیند کی حالت مین باین طور ہے کہ احساس کو زائل کر دیتی ہین اور حساس
پر آفت حاصل ہو جاتی ہے محل حس مین پہر روک رکھتا ہے اُن نفوس کو جنپر موت جاری کی اور نہین پہیرتا ہے انکو
طرف اُن جسمون کے جن مین وہ تہے اور چہوڑ دیتا ہے دوسرے نفوس کو باین طور کہ اُن کے احساس کو اُنپر
اعادہ کر دیتا ہے کسی نے کہا یعنے یتوفی الانفس حین موتہا کی بنا بر حذف مضاف ہین ای عند موت اجسادہا ✤
حضرت ابن عباس نے فرمایا ایک نفس ہے اور ایک روح ہے درمیان اُن کے مثل شعاع شمس کے ہے پس وفات دیتا ہے
اللہ نفس کو اُسکی نیند مین اور چہوڑ رکہتا ہے روح کو اُس کے جوف مین وہ تقلب کرتی رہتی ہے اور زندہ رہتا ہے
پہر اگر اسکو یہہ ظاہر ہوا کہ اُسے قبض کرے تو روح کو قبض کر لیتا ہے تو وہ مر جاتا ہے اور اگر اُسکی اجل کو تاخیر دیتا ہے
تو نفس کو اُسکے مکان کی طرف پہیر دیتا ہے جو اُس کے جوف سے ہے اخرجہ ابن المنذر وابن ابی حاتم و
دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ زندون کی روحین اور مردون کی روحین خواب مین ملتی ہین پہر وہ آپس مین ایک
دوسرے سے پوچہہ پاچہہ کرتی ہین جو اللہ چاہتا ہے پہر روک رکہتا ہے اللہ مُردون کی روحون کو اور چہوڑ
دیتا ہے زندون کی روحون کو طرف ان کے جسمون کے ایک مدت مقرر تک غلطی نہین کرتا ہے ساتھہ کسی شے
کے اُن مین سے اخرجہ عبد بن حمید وغیرہ تیسرا لفظ اُن کا یہ ہے ہر نفس کے واسطے ایک سبب ہے

جس مین وہ جاری ہوتا ہے یہہ جب موت اسپر جاری کی تو وہ سوگیا یہان تک کہ وہ سبب منقطع ہوجاتا ہے اور وہ
نفس جو اپنی نیند مین نہ مرا تو وہ چھوڑ دیا جاتا ہے اخرجہ عبد بن حمید عقلا نے نفس و روح مین اختلاف کیا ہے
کہ آیا وہ ایک شے ہین یا دو شے گفتگو اس باب مین نہایت طویل ہے اس کی کتب مولفہ مین معروف و مشہور ہے اظہر یہ
ہے کہ دونون ایک ہی شے ہین آثار صحیحہ اسی پر دال ہین جمہور نے قضی کو بصیغہ معروف پڑھا ہے ای قضی اللہ علیہا
الموت حمزہ وغیرہ نے بصیغہ مجہول ابو عبید و ابو حاتم نے قرارت اولی کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ اللہ یتوفی الانفس
سے موافق ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ یعنی یہ توفی و امساک و ارسال نفوس جسکا ذکر ہوا بیشک اسمین لَاٰیٰتٍ البتہ عجیب
و بدیع نشانیان ہین جو اللہ پاک کی قدرت باہرہ پر دلالت کرتی ہین لیکن ان نشانیون کا ایسا ہونا اسکو ہر ایک نہین سمجھتا
ہے بلکہ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ یعنی اس مین عجیب و غریب نشانیان اُن لوگون کے واسطے ہین جو اس مین غور و فکر
کرتے ہین سوچتے سمجھتے ہین اور اس سے استدلال کرتے ہین اللہ سبحانہ کی توحید و کمال قدرت پر پس بے
شک اس توفی و امساک و ارسال مین ایک موعظت عظیم ہے واسطے متعظین کے اور ایک تذکرہ بلیغہ ہے واسطے
متذکرین کے مناسبت اس آیت کے ماقبل سے یہہ ہو کہ جب اللہ پاک نے اول یہ بات بیان کی کہ راہ پانا اور گمراہ
ہونا اسکا نفع و ضرر اسی کے واسطے ہے جو کہ راہ پاوے اور گمراہ ہووے تو یہ بات ذکر کی کہ ہدایت و ضلال حاصل نہین
ہوتے ہین مگر طرف سے اللہ پاک کے پس فرمایا اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا الآیہ ہدایت کو مثل ٹہیرا لی حیات و بیداری
کی اور ضلال کو مثل قرار دی موت و نیند کی سو جس طرح ہے کہ حیات و بیداری و موت و نوم نہین حاصل ہوتی ہین مگر
اللہ تعالی کی تخلیق و ایجاد سے اسی طرح ہدایت و ضلال بہی حاصل نہین ہوتی ہین مگر طرف سے اللہ پاک کی یا یون
کہو کہ ایک اور حجت ذکر فرمائی اس بات کے ثابت کرنے مین کہ وہ معبود ہے عالم کا تاکہ دلالت کرے اس بات پر کہ
وہ عبادت کا زیادہ ترحق دار ہے ان بتون سے جو کہ محض جماد ہین قولہ تعالی اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ
شُفَعَآءَ کلام منقطعہ بتقدیر بل و ہمزہ ہے یعنی بلکہ کیا ٹہیرائے ہین کفار قریش نے اللہ کے سوا اور معبود سفارشی
کہ وہ اُن کے واسطے سفارش کرین گے نزدیک اللہ کے اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم دیا کہ تم اُن
سے یون کہو اَوَلَوْ کَانُوْا لَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَعْقِلُوْنَ ہمزہ واسطے انکار و توبیخ کے ہے اور حرف واو واسطے عطف
کے محذوف مقدر پر ای اتشفعون و لو کانوا الخ اور جواب لو کا محذوف ہے وان کانوا بہذہ الصفۃ تتخذونہم شفعاء یعنی
کیا وہ سفارش کرین گے اور اگر وہ ہون اس صفت کے کہ مالک ہون کسی شے کی اور نہ سمجھتے ہون کسی شے کو شیا
ہے کیونکہ وہ تو جماد ہین انکو کسی طرح کی عقل نہین ہے تو بہی تم انکو شفیع ٹہیراؤ گے مطلب یہہ کہ وہ کسی شے کی مالک
نہین ہین اشیا سے شفاعت بدخول اولی اس مین داخل ہوگی بتون کے واسطے واو نون کی جمع ذکر فرمائی
حالانکہ وہ مختص ہے ساتھ عقلا کے اس لیے کہ کفار اُن کے حق مین یہ اعتقاد رکہتے تہے کہ وہ عقل رکہتے ہین ماقبل کے

اسکا ویہہ ہی کہ اس سے قبل یون فرمایا ہے ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون یعنی توفی وامساک وارسال جو مذکور ہوا انمین نشانیان ہین واسطے سوچنے والون کے سو کفار سے ہم اسکی طمع چہوڑ دو کہ وہ ان مین فکر کرین گے تو اللہ کی کمال قدرت وحکمت پر استدلال کرینگے اسکے امر وحکم کی منقاد ومطیع ہون گے اور انکی فرط جہالت کی طرف نظر کرو کہ کہان تک پہونچی ہے انہون نے تو مارے جہل ونادانی کے ایسون کو اللہ کے نزدیک سفارشی ٹہیرایا جو کہ کسی شے کی مالک نہین ہین اور نہ عقل رکہتے ہین بلکہ وہ تو محض جماد ہین پس جب ان کی حماقت اس درجے کی ہے تو ان سے کیا خاک اسکی امید ہوگی کہ یہ آیات الٰہی مین فکر کرین گے اور اگر اللہ یتوفی الانفس الآیہ کو یون قرار دین کہ یہہ واسطے استدلال کے ہی اس بات پر کہ عاقل پر یہہ واجب ہے کہ ایسے معبود کو پوجے جو کہ اس قدرت وحکمت کے ساتہہ موصوف ہو اور بتون کو نہ پوجے جو کہ جمادات محض اور بے شعور ہین تب مین قدرت وحکمت کا کیا ذکر ہے تو ام اتخذوا الآیہ کا لگاؤ ماقبل سے یون ہوگا کہ یہہ جواب ٹہیرے گا کفار کے اعتراض کا جسکو انہون نے سابق دلیل پر باین طور وارد کیا تہا کہ ہم بتون کو باین اعتقاد نہین پوجتے ہین کہ وہ معبود وضار ونافع ہین ہم تو انکو صرف اس لیے پوجتے ہین کہ وہ ان شخصون کی مورتین ہین جو اللہ کے نزدیک مقربون مین سے ہین سو ہم انکو اس غرض سے پوجتے ہین کہ وہ اکابر اللہ تعالی کے پاس ہمارے سفارشی ہو جائین پس اللہ پاک نے اسکا یہ جواب دیا ام اتخذوا الآیہ بیان جواب کا یہ ہی کہ یہہ کفار یا تو ان بتون کے پوجنے سے انکی شفاعت مین طمع کرتے ہین یا ان شخصون سے امیدوار شفاعت ہین جنکی یہ بت مورتین ہین اول تو بالبداہتہ باطل ہے کیونکہ صدور شفاعت کا جماد سے متصور نہین ہے کون جماد جو کسی شے کا مالک نہین ہے اور عقل رکہتا ہے اور دوسرے شق بہی باطل ہے اس لیے کہ روز قیامت ایک ایسا دن ہے کہ اس مین کوئی بہی کسی شے کا مالک نہین ہے تو شفاعت پر کوئی قادر نہ ہوگا مگر اللہ کے اذن سے پس حقیقت مین شفیع اللہ ہی ہوگا جو کہ اس شفاعت مین اذن دیگا تو اس کے غیر کی عبادت مین مشغول ہونے سے اسی کی عبادت مین اشتغال کرنا اولی ہے چنانچہ یہی مراد ہے اس آیت سے قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا یعنی تو کہدے کہ اللہ ہی کے واسطے ہی شفاعت ساری پس کسی کے واسطے اس مین سے کچھ بہی نہین ہے مگر یہ کہ اس کے اذن سے ہو واسطے اس کے جسکو وہ پسند کرے کما قال تعالی مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وقال تعالی وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی نصب جمیعا کا بنا بر حال ہے شفاعت کی تاکید جو اس کلمے کے ساتہہ کی جسکے ساتہہ دو اور دو سے زیادہ کی تاکید کی جاتی ہے سو اس لیے کہ شفاعت مصدر ہے واحد وتثنیہ وجمع پر بولا جاتا ہے پہر اللہ پاک نے ماقبل کی تقریر وتاکید فرمائی اور اپنی وسعت ملک کا وصف کیا پس ارشاد فرمایا لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی اسی کا ہے ملک آسمانون اور زمین کا مطلب یہہ کہ انکا اور جو ان مین ہے اسکا وہی مالک ہے جس طرح چاہتا ہے اس سب مین تصرف کرتا ہے اور جو کچھ ارادہ کرتا ہے وہ کر ڈالتا ہے پس وہ سارے ملک کا مالک ہے

کسی کو یہ قدرت نہین ہے کہ بدون اُسکے اذن ورضا کے بول سکے ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ یعنی پہر بعد بعث کے اُسی کی طرف
پہیرے جاؤ گے نہ طرف اُسکے غیر کے پس اُس وقت بہی اُسی کا ملک ہوگا پہر اللہ پاک نے انکی اعمال قبیحہ مین سے
ایک اور نوع ذکر فرمائی وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ الآیہ یعنی جس وقت تو ذکر کرے اکیلے اللہ کا باین طور کہ لا الہ الا اللہ وحدہ
لا شریک لہ تو ظاہر ہوتے ہین آثار نفرت اُن کے دلون مین اور چہرون مین اور جب بتون کا ذکر کیا جاتا ہے تو فرح
وبشاشت کے آثار ظاہر ہوتے ہین اُنکے دلون مین اور چہرون مین یہ بات دال ہے اُنکی کمال جہالت وحماقت پر اس
لیے کہ اللہ تعالی کا ذکر اور اُسکی توحید سر ہے ہر خیر کا اور کنجی ہے ہر سعادت کی اور ذکر بتون کا جو کہ خسیس ردی جماد
ہین سر ہے ساری جہالتون حماقتون کا پس اللہ وحدہ کے ذکر سے انکی نفرت اور ان بتون کے ذکر سے انکی خوشی قوی
ترین دلائل سے ہے جہل غلیظ وحمق شدید پر وحدہٗ کا نصب بنابر حال ہے نزدیک یونس کے اور بنابر مصدر نزدیک
خلیل وسیبویہ کی اِشْمَأَزَّتْ لغت مین بمعنی نفور ہے ابو عبیدہ نے کہا اشمازت نفرت مبرد نے کہا انقبضت
اور ایسا ہی قتادہ اور ثعالی نے کہا مجاہد ہین معنی متقارب ہین مؤرج نے کہا انکرت ابو زید نے کہا اشماز الرجل ذعر
الفزع مناسب بمقام تفسیر اشمازت کی ساتہ انقبضت کہ ہے اشمئزاز اصل مین ازدیاد ہے مشرکون سے جب کہا
جاتا لا الہ الا اللہ تو منقبض ہوجاتے تہے جیسا کہ اللہ پاک نے ان سے نقل فرمایا ہے وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ
وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے اشمازت قست ونفرت
یعنی سخت ہوتے ہین اور نفرت کرتے ہین دل ان چار آدمیون کے جو کہ ایمان نہین لاتے ہین آخرت پر ابوجہل
بن ہشام وولید بن عقبہ وصفوان وابی بن خلف اور جب ذکر کیے جاتے ہین وہ لوگ جو اُسکے سوا ہین لات وعزا
وغیرہما من الاصنام اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ یعنی تب ہی وہ خوش ہوجاتے ہین یہ بسبب دو امر کے ہے ایک تو انکا فرط فتنہ
بتون سے دوسرا بہول جانا اُن کا حق اللہ کو اللہ پاک نے ان دونون مین خوب ہی مبالغہ کیا کہ غایت کو پہونچا
دیا اسواسطے کہ استبشار یہ ہے کہ آدمی کا دل سرور سے بہر جائے یہان تک کہ اُسکے چہرے کا چمڑہ اُسکے لیے
منبسط ہوجائے اور اشمئزاز یہ ہے کہ غضب وغم سے بہر جائے یہان تک کہ اس کے چہرے کا چمڑہ منقبض ہوجائے
کلمہ اذا جو کہ اذا ذکر اللہ مین ہے عامل اس مین فعل مابعد ہے یعنی اشمازت اور اذا ذکر الذین کے اذا مین
وہ فعل عامل ہے جو کہ اذا فجائیہ مین عامل ہے تقدیر یہ ہے فاجئوا الاستبشار وقت ذکر الذین من دونہ بالجملہ جبکہ
کفار کے تمردون نے قبول نہ کیا دعا الی الخیر کو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر اُن کے پاس آئے اور کفر پر
جمے رہے تو اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ امر کیا کہ اپنے کام کو اللہ پاک کے حوالے کرین اور
اس سے دعا کی ساتہ التجا کرین پس ارشاد فرمایا قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ
وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ تو کہہ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمان و زمین
کے جاننے والے چھپے اور کھلے کے تو ہی فیصلہ کرے اپنے بندون مین جس چیز مین وہ جھگڑ رہے تھے اور اگر گنہگارون
کے پاس ہو جتنا کچھ کہ زمین مین ہے سارا اور اتنا ہی اور اسکے ساتھ دے ڈالین اپنی چھڑوائی مین بُری طرح کی مار سے
دن قیامت کے اور نظر آیا انکو اللہ کی طرف سے جو خیال نہ رکھتے تھے اور نظر آئے انکو بُرے کام اپنے جو کمائے تھے اور الٹ پڑا
اُنپر جس چیز پر ٹھٹھا کرتے تھے انتہی **ف** اللہ پاک نے اول مشرکون کی یہ مذمت کی کہ وہ شرک کو دوست رکھتے ہین اور
توحید سے نفرت کرتے ہین بعد اسکے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ تو دعا کر اللہ وحدہ سے جس نے آسمان و زمین
کو پیدا کیا اور بغیر مثال سابق پر انکو بنایا یا عالم الغیب والشہادۃ یعنی تو جاننے والا ہے چھپے اور کھلے کا انت تحکم بین عبادک
فیما کانوا فیہ یختلفون یعنی تو ہی عنقریب فیصلہ کریگا درمیان اپنے بندون کے جس دن کہ انکا معاد و نشور ہوگا اور اپنی
قبرون سے اٹھ کھڑے ہونگے اس بات مین جسمین وہ جھگڑتے تھے دنیا مین مسلم نے اپنے صحیح مین ابو سلمہ بن
عبدالرحمن سے روایت کیا ہے کہا مین نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کس شے کے ساتھ شروع فرماتے تھے اپنی نماز کو جبکہ قیام کرتے رات کو تو کہا جسوقت آپ قیام کرتے رات کو تو
اپنی نماز کو یون شروع فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ
الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ امام احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کہے اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا اَنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ
لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ فَاِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ
وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِّيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّيْنِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ مگر
اللہ عز و جل اپنے فرشتون سے فرمائیگا قیامت کے دن کہ بیشک میرے بندے نے مقرر مجھسے ایک عہد کیا ہے سو تم پورا
کرو اُس سے وہ عہد پھر اللہ اسکو جنت مین داخل کریگا تفرد بہ الامام احمد نیز امام احمد نے ابو عبدالرحمن
سے روایت کیا ہے کہا انکا واسطے ہمارے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک کاغذ اور کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہمکو سکھاتے تھے کہ ہم یون کہین اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ
رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَاِلٰهُ كُلِّ شَيْءٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ
رَسُوْلُكَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى

نفسی سُوْٓءًا اَوْ اَجُرُّہٗ اِلٰی مُسْلِمٍ ابو عبد الرحمن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سکہاتے تہے عبد اللہ بن عمرو کو اور یہ
کہ کہین اسکو جب کہ ارادہ کرین سونے کا تفرد بہ احمد ایضًا نیز امام احمد نے ابو رشد حبرانی سے روایت کیا ہے کہا
مین آیا پاس عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پہر مین نے اُن سے کہا آپ ہم سے بیان کرین اُس شے کو جو آپ نے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی تو اُنہون نے میرے آگے ایک صحیفہ ڈالدیا پہر کہا یہ وہ شے ہے جو میرے واسطے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکہی پس مین نے اُس مین نظر کی تو ناگاہ اس مین یہہ تہا کہ حضرت ابو بکر رضے اللہ عنہ نے عرض
کیا یا رسول اللہ آپ مجہے سکہائین وہ شے جسکو مین کہون جبکہ صبح کرون اور شام کرون تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا اے ابو بکر تو کہہ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَّمَلِیْكَهٗ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَشَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْكِهٖ اَوْ اَقْتَرِفَ عَلٰی
نَفْسِیْ سُوْٓءًا اَوْ اَجُرَّهٗ اِلٰی مُسْلِمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَرَفَةَ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ عَیَّاشٍ بِهٖ
وَقَالَ حَسَنٌ غَرِیْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ نیز امام احمد نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضے
اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجہے امر کیا کہ مین کہون جبکہ صبح کرون اور شام کرون
اور جبکہ اپنے بستر پر آؤن رات کو اللهم فاطر السموات والارض الخ قولہ ولو ان للذین ظلموا الخ کا مطلب ہے کہ اگر ہو
واسطے مشرکون کے وہ ساری شے جو زمین مین ہے اور اُتنے ہی اُس کے ساتہہ اور تو البتہ فدیہ مین دین اسکو بُرے
عذاب سے جس کو اللہ تعالی نے اُن کے واسطے واجب کیا ہے قیامت کے دن اور باوجود اسکے قبول نہ کیا جاوے گا
اُن سے فدیہ اگرچہ وہ بہر زمین بہر سونا جیسا کہ دوسری آیت مین ہے وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ
یعنے ظاہر ہوا اُن کے واسطے اللہ کی طرف سے وہ عذاب نکال جو نہ اُن کے دل مین تہا نہ اُن کے حساب مین وَبَدَا لَهُمْ
سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا اور ظاہر ہوئی واسطے اُن کے جزا اُن محارم و مآثم کی جو اُنہون نے دار دنیا مین کمائی تہی وَ
حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ یعنی احاطہ کر لیا انکا اُس عذاب و نکال نے جسکے ساتہہ دنیا مین ٹہٹہا کیا کرتے
تہے کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے اللہم کی اصل یا اللہ ہے حرف یا حذف کیا گیا اور اسکے عوض
مین حرف میم لایا گیا بسبب اُسکے قرب کے حرف علت سے اور مشدد کیا گیا تا کہ مثل معوض عنہ کے دو حرف پر ہو جاوے
اسی لیے حرف یا اور اللہم دونون جمع نہین کیے جاتے ہین پس کلام فصیح مین یا اللہم نہین بولتے ہین اور یہ قول سو

	اَقُوْلُ یَا اَللّٰهُمَّ یَا اَللّٰهُمَّا		اِنِّیْ اِذَا مَا حَدَثٌ اَلَمَّا	

جو مسموع ہوا ہے سو ضرورت شعری سے ہے کما قالہ الکرخی **فاطر** کے معنی ہین مُبدع یعنی پیدا کرنے والا بغیر مثال
سابق کے **غیب و شہادۃ** وہ شے ہے جو غائب ہے اور وہ شے جو مشاہدہ کی ہوئی ہے فاطر و عالم کا نصب
بنا بر ندا ہے یعنی یا فاطر و یا عالم قولہ تعالی انت تحکم بین عبادک الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ تو جزا دیگا نیک کو اسکی نیکی کی

اور بد کو اسکی بدی کی پس اس سے ظاہر ہو جائیگا وہ شخص جو کہ حق پر ہے اور وہ جو باطل پر ہے اور اسکی نزدیک خلاف مختلفین
کا اور تخاصم متخاصمین کا رفع ہو جائیگا حاصل یہہ ہے کہ جس بات میں وہ گمراہی مین بندے اختلاف کر رہے ہین تو ہر ایک کو
اُسکے عمل کا بدلا دیکر فیصلہ کر دیگا کسی نے کہا یہ محاکمہ ہے طرف سے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے مشرکون کے طرف اللہ
تعالی کے ابن مسیب نے کہا مین نہین پہچانتا ہون کوئی ایسی آیت کہ وہ پڑہی جاے پہر اُس کے نزدیک دعا کی جاے مگر وہ
مقبول ہو سوا اس آیت کے ربیع بن خثیم قلیل الکلام تہے یعنی بہت ہی کم بات کرتے تہے انکو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے
قتل کی خبر دی گئی لوگون نے کہا کہ اب وہ کلام کرین گے پس اُنہون نے اس سے زیادہ نہ کہا کہ آہ وقد فعلوا اور یہہ آیت پڑہی اللہم فاطر
السموت الآیہ یہہ بھی مروی ہے کہ اُنہون نے بعد اُسکے یہہ کہا کہ قتل کیا گیا وہ شخص جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اپنی گود مین بٹہاتے تہے اور اُسکا منہ اپنے موںہہ پر رکہتے تہے بالجملہ حبیب اللہ پاک نے کفار کی طرف سے یہ بات نقل فرمائی
کہ اللہ کے ذکر کے وقت تو منقبض ہوتے ہین اور وقت ذکر بتون کے خوش ہوتے ہین تو بعد اُسکے وہ شے ذکر کی جو دال ہے
انکی شدت عذاب پر اور عظمت عقوبت پر پس فرمایا وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الآیہ اس آیت کی تفسیر سورۂ آل عمران مین
گزر چکی ہے قولہ تعالی وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ الآیہ یعنی اللہ تعالی کی اقسام عقوبات سخط و شدت عذاب سے اُن کے واسطے
وہ شے ظاہر ہوئی جو اُن کے حساب مین نہ تہی اور نہ وہ اپنے جی مین اُسکی بات کرتے تہے مطلب یہہ ہے کہ ایسے ایسے
سخت عذاب مین مبتلا ہوے جسکا خطرہ تک اُن کے دل مین نہین گزرا تہا نعوذ باللہ الرحیم الرحمن من عذابہ وعقابہ
اس مین اُنکے واسطے ایسی وعید عظیم و تہدید بالغ ہے جسکی کوئی غایت نہین ہے مجاہد نے کہا اُنہون نے عمل کیے
جنکو وہم کیا کہ وہ نیکیان ہین پس ناگاہ وہ سیّئات تہے اسی طرح سُدی نے بہی کہا ہے سفیان ثوری رضی
اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین ویل لاہل الریا ویل لاہل الریا ویل لاہل الریا ہذہ آیتہم وقصتہم یعنی خرابی ہے واسطے
اہل ریا کے یہ انکی آیت ہے اور انکا قصہ ہے حکایت عکرمہ بن عمار کہتے ہین کہ محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالی اپنی
موت کے وقت سخت گہبرائے تو اُن سے کہا گیا یہ کیا گہبراہٹ ہے کہا مین کتاب اللہ کی ایک آیت سے ڈرتا ہون وبدا لہم
من اللہ الآیہ پس مین اس سے ڈرتا ہون کہ ظاہر ہو واسطے میرے وہ شے جسکا مین خیال نہین کرتا تہا قولہ تعالی وَبَدَا لَهُمْ
سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا یعنی ظاہر ہوئے واسطے انکے بد اعمال اُنکے شرک اور اللہ کے دوستون پر ظلم کرنا کلمہ ما
احتمال ہے کہ مصدریہ ہو اسے سیئات کسبہم یعنی برائیان اُنکے کسب کی یہ بہی احتمال ہے کہ موصولہ ہو ای سیئات الذی
کسبوہ یعنی برائیان اُس شے کی جسکو کمایا جبکہ اُن کے نامۂ اعمال پیش کیے جائینگے اور وہ اُنپر مخفی تہے یا اسکا عقاب وَ
حَاقَ بِهِمْ الآیہ یعنی گہیر لیا اُنکو اور نازل ہوئی اُنپر وہ شے جس سے ٹہٹہا کیا کرتے تہے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا انذار ہے جسکے ساتہہ آپ اُنکو ڈرایا کرتے تہے مطلب یہ ہے کہ عذاب کا آپ انکو خوف دلایا کرتے تہے وہ
اُنپر نازل ہو گیا فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ بَلْ هِیَ

فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا
وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ سو جب لگی آدمی کو کچھہ تکلیف ہمکو پکارے پہر جب ہم بخشین اسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت کہے
یہ تو مجھکو ہے کہ آگے سے معلوم تہی کوئی نہین یہ جانچ ہے پر وہ بہت لوگ نہین سمجہتے کہہ چکے ہین یہ بات ان سے اگلے
پہر کچھہ کام نہ آیا انکو جو کماتے تہے پہر پڑین انپر برائیان جو کمائین تہین اور جو گنہگار ہین انمین سے انپر بہی اب پڑ لی ہین
برائیان جو کمائی ہین اور وہ نہین تہکانے والے اور کیا نہین جان چکے کہ اللہ پہیلاتا ہے روزی جسکو چاہے اور
ماپ کر دیتا ہے البتہ اسمین پتے ہین ان لوگون کو جو مانتے ہین ف آگے سے معلوم تہی اپنی قیاس ہی چاہتا
تہا کہ یون ہو اللہ کی قدرت کا قائل نہ ہو یہ جانچ ہے عقل اسکی دوڑنے لگتی ہے تا اپنی عقل پر بہکے وہی عقل رہتی ہے اور قسمت
آ پہونچتی ہے ف یعنی عقل دوڑانے مین تدبیر کرنے مین کوئی کمی نہین کرتا پہر ایک کو روزی کشادہ ہے ایک کو
تنگ جان لو کہ عقل کا کام نہین انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے
انسان کے کہ تکلیف کی حالت مین اللہ عز وجل سے تضرع و زاری کرتا ہے اسکی طرف رجوع ہوتا ہے اسکو پکارتا ہے
اور جس وقت اللہ تعالی نے اپنی طرف سے کوئی نعمت اسکو بخشی تو باغی طاغی سرکش ہوتا ہے اور کہتا ہے انما اوتیتہ علی علم
یعنی وہ تو مجھے صرف اس لیے ملی ہے کہ اللہ تعالی پر استحقاق اسکے واسطے جانتا ہے اگر مین اللہ تعالی کے نزدیک
خصیص یعنے برگزیدہ و پسندیدہ نہوتا تو وہ نعمت مجھے نہ بخشتا قتادہ نے کہا علی علم علی خیر عندی اللہ عز و جل نے فرمایا
بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ یعنی بات ایسی نہین ہے جیسی اس نے خیال کی بلکہ ہم نے تو اس نعمت کا انعام اسپر صرف اس لیے کیا
ہے کہ اسکو جانچین اس شے مین جسکا ہمنے اسپر انعام کیا ہے دیکہین اطاعت کرتا ہے یا نافرمانی باوجود ہمارے
علم کے جو اول ہمکو اسکا ہو چکا ہے سو یہ نعمت تو ایک جانچنا ہے لیکن اکثر ان کے اس بات کو نہین جانتے ہین اسی
لیے کہتے ہین جو کچھہ کہتے ہین اور دعوی کرتے ہین جو کچھ کرتے ہین ان سے پہلا اگلی امتون مین سے بہت لوگ یہی
بات کہہ چکے ہین اور یہی زعم و دعوی کر چکے ہین فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ الآیہ یعنی پہر ٹہیک نہوئی انکی
بات اور نہ نفع دیا انکو انکے جمع کرنے نے اور اس شے نے جسکو کماتے تہے پس پہونچین انکو برائیان اس شے کی جو کمائی
تہی قولہ تعالی وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ الآیہ یعنی اور وہ لوگ جنہون نے ظلم کیا ان مخاطب لوگون مین سے
عنقریب انکو پہونچین گی برائیان اس شے کی جو انہون نے کمائی ہے جس طرح کہ انکو پہونچین اور نہین ہین وہ تہکانے
والے جس طرح کہ اللہ پاک نے قارون کی طرف سے خبر دی ہے کہ اسکی قوم نے اس سے کہا لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
الْفَرِحِيْنَ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ

الیک ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین قال انما اوتیتہ علی علم عندی اولم یعلم ان اللہ قد اھلک من قبلہ من القرون من ھو اشد منہ قوۃ واکثر جمعا ولا یسئل عن ذنوبھم المجرمون وقال تعالی وقالوا نحن اکثر اموالا واولادا وما نحن بمعذبین وقولہ تعالی اولم یعلموا ان اللہ یبسط الرزق الآیۃ یعنی کیا نہ جانی یہ بات کہ اللہ فراخی کرتا ہے روزی کی ایک قوم پر اور تنگی کرتا ہے اسکی دوسرون پر بیشک اسمین البتہ عبرتین ہین اور حجتین ہین واسطے ان لوگون کے جو مانتے ہین **ف** فتح البیان کا بیان فاتحہ یہ ہے **انسان** سے مراد اس جگہہ جنس انسان ہے باعتبار اس کے بعض افراد یا غالب افراد کے کسی نے کہا مراد اس سے فقط کفار ہین لیکن یہ قول اول اولی ہے انسان کی جنس پر حمل کرنے سے اس کا خصوص سبب مانع نہین ہے اسواسطے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے بلحاظ وفا کے حق نظم قرآنی وو فا سے مدلول نظم قرآنی تعنے یہ ہین کہ غالب نوع انسان کی شان یہ ہے کہ جس وقت اسکو کوئی تکلیف آلگتی ہے مرض ہو یا فقر یا کچہ اور توامس کے رفع ودفع مین اللہ پاک کو پکارتا ہے، اسکی طرف تضرع کرتا ہے پہر جب اس نے کوئی نعمت اسکو عطا کی ایسی نعمت جو اس کے پاس سے ہوتی ہے تو کہتا ہے انما اوتیتہ علی علم یعنے بسبب وجوہ المکاسب یعنی یہ نعمت مجہے صرف اس لیئے ملی ہے کہ مین کمانیوان کے طریقے خوب جانتا ہون یا علی خیر عندی یعنی بسبب کسی خیر وخوبی کے جو میرے پاس ہے یا علی علم من اللہ بفضلی یعنے اس لیئے کہ اللہ میری فضیلت کو جانتا ہے حضرت حسن نے فرمایا علی علم علمنی اللہ ایاہ یعنی بسبب علم کے جسکو اللہ نے مجہے سکہایا ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین بقدر مین نے جان لیا کہ جب مین یہ دیا گیا دنیا مین تو بیشک میرے لیئے اللہ تعالی کے نزدیک کوئی مرتبہ ہے کسی نے کہا کہ اگر یہ نعمت بہرہ مندی ہے مال مین تو یون کہتا ہے کہ یہ میری سعی وکوشش سے حاصل ہوا ہے اور اگر صحت وعافیت ہے نفس مین تو کہتا ہے کہ یہ بسبب فلان علاج کے حاصل ہوئی ہے ان باتون مین تناقض قبیح ہے اس لیئے کہ جس وقت عاجز ومحتاج تہا تو سب امور کی نسبت اللہ پاک کی طرف کی تہی اور سلامت وصحت کے حال مین انکو اللہ تعالی کی طرف سے قطع کرکے اپنے کسب نفس کی جانب منسوب کیا پس اللہ پاک نے اس کے قول کو رد کیا فرمایا بل ھی فتنۃ یعنے وہ شی جو ہم نے تجہے عطا کی اس سبب سے نہین ہے جو تو نے بیان کیا بلکہ وہ تو تیرے واسطے آزمایش اور جانچ ہے تیرے حال کی تو شکر کرتا ہے یا ناشکری سے پیش آتا ہے ولیکن اکثر لوگ اسکو نہین جانتے ہین کہ یہ ان کے واسطے اللہ کی طرف سے استدراج ہے اور امتحان ہے شکر کا یا ناشکری کا جو ان کے پاس ہے اوتیتہ مین جو ضمیر مذکر لائی باوجود اسکے کہ نعمت کی طرف راجع ہے سو اس لیئے کہ نعمت بمعنی انعام ہے کسی نے کہا کہ ضمیر راجع ہے طرف ما کے جو انما مین ہے اور وہ موصولہ ہے والاول اولی فراء نے کہا کہ ھی ضمیر مونث لائی گئی بسبب تانیث فتنہ کے اگر بل ھو فرماتا تو بہی جائز ہوتا نحاس نے کہا کہ ھی کی ضمیر راجع ہے طرف عطیہ کے ای عطیۃ فتنۃ قد قالھا الذین من قبلھم یعنی یہ کلمہ جو انہون نے

کہا مراد انما اوتیتہ علی علم ہے اسی کو ان لوگون نے کہا ہے جو ان سے پہلے تہے جیسے قارون وغیرہ اسلئے کہ قارون نے یون کہا
تہا انما اوتیتہ علی علم عندی قولہ تعالی فَمَآ اَغۡنٰی عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ اول کا کلمہ ما نافیہ ہے اور دوسرا موصول یعنی
نہین کفایت کی ان سے اس متاع دنیا نے جو انہون نے کمائی کچہہ مطلب یہہ ہے کہ اس مین سے کچہہ بہی ان کے کام
نہ آیا یا کلمہ ما استفہامیہ ہے یعنی کیا کفایت کی ان سے اس شے نے جو کماتے تہے مطلب یہہ ہو کہ وہ کچہ کام نہ آئی فَاَصَابَہُمۡ
سَیِّاٰتُ مَا کَسَبُوۡا اے جزا سیئات کسبہم یعنی پہر پہونچی ان کو جزا انکے کسب کی برائیون کی یا یہہ معنی ہین کہ پہونچین
انکو برائیان کہ وہ جزا ہین ان کے کسب کی جزا کا نام سیئات رکہا اس لیے کہ وہ واقع ہے مقابلے مین ان کے
سیئات کی پس یہ از دواج و مشاکلت کے باب سے ہوگی کما قال تعالی وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُہَا اس مین
اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ ان کے سارے اعمال ایسے ہی ہین پہر اللہ پاک نے وعید سنائی ان کافرون کو جو حضور
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عصر مین تہے پس ارشاد فرمایا وَالَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡ ہٰۤؤُلَآءِ الآیہ حرف سین واسطے تاکید کے
ہے یعنی جن لوگون نے ظلم کیا ہے ان کفار موجودین سے ضرور انکو پہونچین گی برائیان اس شے کی جو انہون نے کمائی دنیا
مین انکو قحط و قتل و قید و حصر نہین بچا وَمَا ہُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ یعنی نہین ہین وہ فوت ہونے والے اللہ پر بلکہ انکا
مرجع اسی کی طرف ہے وہ جو عقوبت چاہے گا انکو کرے گا اَوَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا مین ضمیر راجع ہے طرف ان لوگون کے
جو قائل ہین انما اوتیتہ علی علم کے اور ہمزہ استفہام کا ہے اور واو واسطے عطف کے ہے محذوف پر ای اقالوہا
ولم یعلموا او اغفلوا ولم یعلموا اِنَّ اللّٰہَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیَقۡدِرُ یعنی کیا یہہ کلمہ کہا یا غافل ہوگئے اور نہ
جانا اس بات کو کہ اللہ فراخی کرتا ہے رزق کی جس کے واسطے فراخی کرنا چاہتا ہے بطور آزمایش کے اور تنگی
کرتا ہے جس پر تنگی کرنا چاہتا ہے بطور امتحان کے اگرچہ اول کے واسطے کوئی حیلہ و تدبیر و قوت نہ ہو اور
دوسرا قوی اور ہوشیار بڑا مدبر ہو کسی نے کہا یقدر کے یہ معنے ہین کہ انکی روزی بقدر قوت کے کرتا ہے مقاتل
نے کہا کہ اللہ نے انکو وعظ کیا تاکہ عبرت لین انکی توحید مین یہہ جب ہوا کہ سات برس کے بعد انپر پانی برسا پہر فرمایا اولم
یعلموا ان اللہ الآیہ پس کوئی قابض و باسط نہین ہے مگر اللہ تعالی اس پر یہہ بات دال ہے کہ ہم فراخی و تنگی رزق
مین لوگون کو مختلف دیکہتے ہین تو ضرور ہے کہ انکی کوئی حکمت و سبب ہو یہ سبب آدمی کی عقل و جہالت نہین ہے
کیونکہ ہم دیکہتے ہین کہ عاقل قادر تو سخت تر تنگی مین ہے اور جاہل ضعیف نہایت درجے کی فراخی مین اِنَّ فِیۡ
ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ یعنی بے شک اس فراخی و تنگی رزق مین جس کا ذکر ہوا البتہ بڑی بڑی دلیلین
اور نشانیان ہین واسطے انکے جو اللہ تعالی پر ایمان لاتے ہین مومنین کو اس لیے خاص کیا کہ آیات سے نفع پانے
والے اور ان مین فکر و غور کرنے والے وہی ہین پہر جب اللہ پاک نے وعید ذکر کی تو بعد اسکے اپنی رحمت وسیعہ
و مغفرت عظیمہ کا ذکر کیا اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ بندون کو اس کی خوش خبری دین پس ارشاد فرمایا

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰي مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ بَلٰى قَدْ جَاۗءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ کہدے اے بندو میرے جنہون نے زیادتی کی اپنی جان پر نہ آس توڑو اللہ کی مہر سے بے شک اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہ جو ہے وہی ہے گناہ معاف کرنے والا مہربان اور رجوع ہو اپنے رب کی طرف اور اسکی حکم برداری کرو پہلے اس سے کہ آوے تمپر عذاب پہر کوئی تمہاری مدد کو نہ آوے گا اور چلو بہتر بات پر جو اُتری تمکو تمہارے رب سے پہلے اس سے کہ پہونچے تمپر عذاب اچانک اور تمکو خبر نہ ہو کہیں کہنے لگے کوئی جی اے افسوس اسپر کہ مین نے کمی کی اللہ کی طرف سے اور مین تو ہنستا ہی رہا یا کہنے لگے اگر اللہ مجہکو راہ دیتا تو مین ہوتا ڈر والون مین یا کہنے لگے جب دیکہے عذاب کسی طرح مجہکو پہر جانا ہو تو مین ہون نیکی والون مین کیون نہین پہونچ چکے تہے تجہکو میرے حکم پہر تو نے انکو جہٹلایا اور غرور کیا اور تو تہا منکرون مین ف جب اللہ تعالیٰ نے اسلام غالب کیا تو کافر دشمنی مین لگے تہے سمجہے کہ برحق اللہ اسی طرف ہے اور پچہتائے لیکن شرمندگی سے مسلمان نہ ہوتے کہ ہماری مسلمانی کیا قبول ہوگی دشمنی کی لڑائی لڑی ہمارے مارین تب اللہ نے یہ فرمایا ایسا گناہ کوئی نہین جس کی توبہ اللہ قبول نہ کرے نا امید مت ہو توبہ لاؤ اور رجوع ہو بخشے جاؤ گے مگر جب سرپر عذاب آیا یا موت نظر آنے لگی تب کی توبہ قبول نہین انتہی

ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ آیت کریمہ بلاتی ہے سارے عاصیون کو کافر وغیر کافر کو طرف توبہ و انابت کے اور خبر دیتی ہے اس بات کی کہ اللہ پاک سارے گناہون کو بخشدیگا واسطے اس شخص کے جس نے اُن سے توبہ کی اور اُن سے رجوع ہوا گو وہ کبہی ہوئے ہون اور کثیر ہون اگرچہ مثل جہاگ دریا کے ہون اور اس آیت کو غیر توبہ پر حمل کرنا ٹہیک نہین ہے اس لیے کہ شرک نہین بخشا جاتا ہے واسطے اُسکے جس نے اُس سے توبہ نہین کی ہے + امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ اہل شرکین کے بکثرت قتل و زنا کر چکے تہے سو وہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین حاضر ہوئے پہر عرض کیا کہ بیشک جو بات آپ کہتے ہین اور جس کی طرف آپ ہمکو بلاتے ہین البتہ وہ خوب ہے اگر آپ ہمکو یہ خبر دین کہ جو کچھ ہمنے کیا ہے اس کے واسطے کوئی کفارہ ہے اُسپر یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ اور یہ آیت اُتری قُلْ يٰعِبَادِيَ الآیہ وھکذا رواہ

مسلم وابوداود والنسائی من حدیث ابن جریج عن یعلی بن مسلم المکی عن سعید بن جبیر
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ مراد اول آیت سے قولہ تعالی الا من تاب وامن وعمل صالحا الآیہ ہے
امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے ثوبان مولی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے ثوبان کہتے ہیں میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے میں دوست نہیں رکھتا ہوں کہ میرے واسطے دنیا و ما فیہا
ہو بعوض اس آیت کی یا عبادی الذین اسرفوا الی آخر الآیہ پس ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ پہر وہ شخص
جس نے شرک کیا تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے پہر فرمایا الا ومن اشرک اس کلمہ کو تین بار فرمایا تفرد بہ
الامام احمد یعنی شرک توبہ سے معاف ہوجاتا ہے نیز امام احمد نے عمرو بن عنبسہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت
کیا ہے کہ ایک شخص بوڑہا اپنے عصا پر تکیہ لگائے ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آیا پہر عرض کیا یا
رسول اللہ بے شک میرے واسطے غدرات وفجرات ہیں سو کیا میرے لیے مغفرت کی جاوے گی پس آپ نے فرمایا کیا
تو گواہی نہیں دیتا ہے اسکی کہ لا الہ الا اللہ اس نے عرض کیا کیوں نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں اسکی کہ بیشک
آپ اللہ کے رسول ہیں پس آپ نے فرمایا مقرر تیرے غدرات وفجرات بخشے گئے تفرد بہ احمد نیز امام احمد نے
اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا ہے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ
پڑھتے تھے انہ عمل غیر صالح اور میں نے آپ کو سنا کہ فرماتے تھے یا عبادی الذین الآیہ ولا یبالی انہ
ہو الغفور الرحیم ورواہ ابوداود والترمذی من حدیث ثابت بہ پس یہ سب حدیثیں دال
ہیں اس پر کہ مراد اس سے یہہ ہے کہ اللہ تعالی بخشدیتا ہے یہہ سارے گناہ مع توبہ کے اور آس نہ توڑے کوئی
بندہ اللہ کی رحمت سے اگرچہ اسکے گناہ عظیم وکثیر ہوں اس لیے کہ رحمت وتوبہ کا دروازہ واسع ہے اللہ تعالی
نے فرمایا الم یعلموا ان اللہ ہو یقبل التوبۃ عن عبادہ وقال عزوجل ومن یعمل سوءً
او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما اور اللہ جل شانہ وعلا نے حق میں
منافقوں کے فرمایا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لہم نصیرا
الا الذین تابوا واصلحوا وقال جل جلالہ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ وما من
الہ الا الہ واحد وان لم ینتہوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منہم عذاب الیم پہر
اللہ پاک نے فرمایا افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور رحیم وقال تعالی ان
الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنات ثم لم یتوبوا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
اس کرم وجود کو تو دیکھو کہ انہوں نے تو اللہ کے اولیا کو قتل کر ڈالا اور وہ انکو بلاتا ہے طرف توبہ ومغفرت کے
آیتیں اس باب میں بہت سی ہیں صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ ایک شخص نے ننانوے جانین مار ڈالی تہین پہر وہ نادم ہوا اور عابدان
بنی اسرائیل مین سے ایک عابد سے سوال کیا کہ آیا اُس کے واسطے توبہ ہے تو اُس نے کہا وہ کون ہے جو حائل ہو درمیان
تیرے اور توبہ کے پہر اُسکو امر کیا جانے کا طرف ایک گاؤن کے کہ اُس مین اللہ کی عبادت کرے پس اُس نے اُس گاؤن کا
قصد کیا تو اثنائے راہ مین اُسکو موت آگئی پہر رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اُس مین جہگڑے پس اللہ عز وجل
نے امر کیا کہ ناپین اُس مسافت کو جو درمیان دو زمینون کے ہے اُن مین کی جس زمین کی طرف زیادہ تر قریب
ہو تو وہ اُسی سے ہو پس اُسکو زیادہ تر قریب پایا طرف اُس زمین کے جس کی طرف اُس نے ہجرت کی تہی بالشت بہر
پہر اُسکو رحمت کے فرشتون نے قبض کیا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنے سینے سے دور ہو گیا تہا وقت موت کے اور اللہ
تبارک و تعالی نے نیک شہر کو امر کیا کہ قریب ہو جائے اور اُس شہر کو حکم دیا کہ دور ہو جائے یہہ معنی ہین حدیث
کے حافظ ابن کثیر کہتے ہین ہم نے اس حدیث کو بلفظہ دوسری جگہہ لکہا ہے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن
عباس سے یا عبادی الآیہ کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی مغفرت کی طرف بلایا ہے اس شخص کو
جس نے یہ زعم کیا ہے کہ مسیح اللہ کے فرزند ہین اور جس کا یہ زعم ہے کہ عزیر اللہ کے فرزند ہین اور جس نے یہہ زعم
کیا ہے کہ اللہ فقیر ہے اور جس نے یہ زعم کیا ہے کہ اللہ کا ہاتہہ مغلول ہے اور جس کا یہ زعم ہے کہ اللہ ثالث
ثلاثہ ہے اللہ تعالی ان لوگون سے فرماتا ہے افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور الرحیم پہر توبہ کی طرف
بلایا اُس شخص کو جو بات مین ان سب سے بڑہ کر ہے جس نے یون کہا انا ربکم الاعلی اور کہا ما علمت لکم من الہ
غیری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہین کہ جس شخص نے نا امید کیا اللہ کے بندون کو توبہ سے
بعد اُسکے تو مقرر اُس نے انکار کیا اللہ عز وجل کی کتاب کا لیکن بندہ قادر نہین ہے کہ توبہ کرے یہان تک
کہ اللہ تعالی رجوع کرے اُس کی طبرانی نے بطریق شعبی سنید بن شکل سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہ وہ فرماتے تہے کہ عظیم تر آیت کتاب اللہ مین یہہ ہے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ اور جامع تر آیت قرآن مین خیر و شر کی یہہ ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ
اور اکثر آیت قرآن مین از روئے فرح کے سورۂ غرف مین یہہ ہے قل یا عبادی الآیہ اور سخت تر آیت کتاب
اللہ مین از روئے تصریف کے یہہ ہے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ
پس مسروق نے سنید سے کہا کہ تو نے سچ کہا اعمش نے عن ابی سعید عن ابی الکنود روایت کیا ہے کہ حضرت
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک واعظ پر گزرے اور وہ لوگون کو وعظ و نصیحت کر رہا تہا تو فرمایا اے وعظ
کرنے والے تو کیون لوگون کو نا امید کرتا ہے پہر یہہ آیت پڑہی قل یا عبادی الآیہ رواہ ابن ابی حاتم ذکر
احادیث نفی قنوط (۱) امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تہے قسم ہے اسکی جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے اگر تم خطا کرتے یہان تک کہ
بہر دیتی تمہاری خطا مابین آسمان و زمین کو پہر تم مغفرت مانگتے اللہ تعالی سے تو البتہ وہ مغفرت کرتا واسطے تمہارے
قسم ہے اسکی جسکے ہاتہہ مین محمد کی جان ہے اگر تم خطا نہ کرتے تو البتہ لاتا اللہ عزوجل ایک قوم کو وہ خطا کرتی پہر مغفرت
مانگتی اللہ سے پہر وہ انکو بخشتا تَفَرَّدَ بِہٖ اَحْمَدُ (۲) امام احمد نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت
کیا ہے کہ انہون نے کہا جبکہ انکو وفات حاضر ہولی مقرر مین چہپاتا تہا تم سے ایک شے جسکو مین نے سنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تہے کہ اگر یہہ بات نہ ہوتی کہ تم گناہ کرتے ہو تو البتہ اللہ عزوجل پیدا کرتا ایک
قوم کو کہ وہ گناہ کرتی پہر وہ بخشش کرتا واسطے ان کے هٰكَذَا رَوَاهُ الْإِمَامُ اَحْمَدُ وَاَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِہٖ
وَالتِّرْمِذِيُّ جَمِيْعًا عَنْ قُتَيْبَةَ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ بِہٖ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ وَجْہٍ اٰخَرَ بِہٖ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ اَبِيْ صِرْمَةَ وَهُوَ الْاَنْصَارِيُّ صَحَابِيٌّ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُمَا بِہٖ (۳)
امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کفارہ گناہ کا ندامت ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر تم گناہ نکرتے تو البتہ لاتا اللہ تعالی
ایک قوم کو کہ وہ گناہ کرتی پہر وہ مغفرت کرتا واسطے ان کے تفرد بہٖ احمد (۴) عبداللہ بن امام احمد نے عن
ابی جعفر محمد بن علی عن محمد بن الحنفیہ عن ابیہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ وَلَمْ يَجِيْءْ مِنْ هٰذَا الْوَجْہِ
یعنی بیشک اللہ تعالی دوست رکہتا ہے اس بندہ کو جو بسبب گناہ کے فتنے مین ڈالا گیا اور بہت توبہ کرنیوالا ہے
(۵) ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ تعالی سے روایت کیا ہے کہ ابلیس لعنہ اللہ تعالی
نے عرض کیا یارب تو نے تو مجہے نکالا جنت سے بسبب آدم کے اور مین اسکی طاقت نہین رکہتا ہون مگر
ساتہہ تیرے سلطان کے فرمایا تو مسلط ہے عرض کیا یارب مجہے زیادہ کر فرمایا نہین پیدا کیا جائے گا واسطے
اس کے کوئی بچہ مگر پیدا کیا جائے گا واسطے تیرے مثل اس کے عرض کیا یارب مجہے زیادہ کر فرمایا مین کر دونگا
ان کے سینے کو مسکن واسطے تمہارے اور تم جاری ہوگے ان سے جگہہ جاری ہونے خون کی عرض کیا یارب
مجہے زیادہ کر فرمایا اَجْلِبْ عَلَيْہِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ
وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا پہر حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کیا یارب مقرر تو نے
اسکو مسلط کر دیا مجہہ پر اور مین ممتنع نہ ہونگا مگر ساتہہ تیرے اللہ تبارک و تعالے نے فرمایا نہین پیدا کیا جائیگا
واسطے تیرے کوئی ولد مگر مین تعین کرونگا اسپر اس شخص کو جو اسے محفوظ رکہے گا برے ساتہیون سے
عرض کیا یارب مجہے زیادہ کر فرمایا ایک نیکی کی دس نیکیان یا زیادہ دونگا اور بدی ایک یا اسکو مٹا دونگا

عرض کیا یارب مجہہ زیادہ دے فرمایا توبہ کا دروازہ کہلا ہوا ہے جبتک کہ روح جسم مین ہے عرض کیا یارب مجہہ زیادہ دے فرمایا یَاعِبَادِیَ الَّذِیْنَ تا الرَّحِیْمُ (۶) محمد بن اسحاق نے کہا کہ نافع نے عن عبداللہ بن عمر عن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی حدیث مین روایت کیا ہے فرمایا ہم کہتے تہے نہین ہے اللہ قبول کرنے والا اُس شخص سے جو فتنے مین ڈالا گیا صرف کو نہ عدل کو یعنی فرض کو نہ نفل کو نہ توبہ کو پہچانا انہون نے اللہ کو پہر رجوع ہو گئے طرف کفر کے سبب کسی بلا کے جو اُنکو پہونچی کہا اور وہ اسکو کہا کرتے تہے واسطے اپنے نفوس کے کہا پہر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینے مین تشریف لائے تو اللہ تعالی نے اُن کے بارے مین اور ہمارے قول کے بارے مین جو اُن کے واسطے اور ہمارے نفوس کے لیے تہا یہ آیت نازل فرمائی یاعبادی (تا) لاتشعرون حضرت عمر فرماتے ہین پس مین نے اُس کو اپنے ہاتہہ سے ایک صحیفہ مین لکہا اور ہشام بن العاص کی طرف اُسکو بہیجا کہا پہر ہشام نے کہا جبکہ وہ میرے پاس آے تو مین اسکو پڑہنے لگا ذی طوی مین اُس کو لیکر اُس مین چڑہتا تہا اور آواز کرتا تہا اور اُس کو سمجہتا نہ تہا یہان تک کہ مین نے کہا الہی تو اسکو مجہے سمجہا دے کہا پہر اللہ عز وجل نے میرے دل مین یہ القا کیا کہ وہ جو نازل کی گئی سو ہم مین اور اُس بات مین جو ہم کہتے تہے حق مین اپنے نفوس کے اور کہی جاتی تہی ہمارے بارے مین کہا پہر مین رجوع ہوا طرف اپنے اونٹ کے تو اُسپر بیٹہا پہر مین جا ملا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مدینے مین پہر اللہ تبارک و تعالی نے آمادہ کیا اپنے بندون کو طرف مسارعت کے توبہ کی طرف پس فرمایا وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ الخ یعنی تم رجوع ہو جاو طرف اللہ کے اور اُس کے مطیع و منقاد ہو جاو قبل اس کے کہ آوے تم کو عذاب پہر تم مدد نہ کیے جاو یعنی مبادرت کرو ساتہہ توبہ و عمل صالح کے قبل حلول نقمت کی اور پیروی کرو بہتر اُس شے کی جو اُتاری گئی طرف تمہارے اپنے رب سے یہ قرآن عظیم ہے پہلے اس سے کہ آوے تم کو عذاب اچانک اور تم کو شعور نہ ہو پہر اللہ عز وجل نے فرمایا اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ الآیہ یعنی قیامت کے دن حسرت کرے گا مجرم جس نے توبہ و انابت مین تفریط کی ہے اور تمنا کرے گا کہ کاش وہ ہوتا محسنین مخلصین مطیعین اللہ عز وجل سے قولہ تعالے وَاِنْ کُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ یعنی میرا عمل جو دنیا مین تہا سو یہی عمل ٹہٹہا کرنے والے کا نہ یقین کرنے والے نہ تصدیق کرنے والے کا قولہ تعالی اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِیْ (تا) مُحْسِنِیْنَ یعنی تمنا کریگا اسکی کہ کاش عود کیا جائے طرف دنیا کے تا کہ نیک عمل کرے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ پاک نے خبر دی اُس بات کی جس کو بندے کہنے والے ہین قبل اس کے کہ کہین اور اُن کے عمل کے قبل اس کے کہ کرین فرمایا اللہ پاک نے وَلَا یُنَبِّئُکَ مِثْلُ خَبِیْرٍ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ (تا) الْمُحْسِنِیْنَ پس اللہ عز وجل نے خبر دی ہے کہ اگر پہر لائے جاتے تو بہی ہدایت پر قادر نہ ہوتے پس فرمایا وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کل اہل نار دیکھین گے اپنے ٹھکانے کو جنت سے تو کہین گے
لو ان اللہ ہدانی پس اُن پر حسرت ہوگی فرمایا کل اہل جنت دیکھین گے اپنے ٹھکانے کو نار سے تو کہین گے لولا ان اللہ
ہدانی فرمایا پس اُن کے واسطے شکر ہوگا وَرَوَاہُ النَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ بِهٖ جبکہ جرم
والون نے دنیا کی طرف پھر آنے کی تمنا کی اور تصدیق آیات و اتباع رسل اللہ پر حسرت و افسوس کیا تو اللہ پاک نے
فرمایا بلیٰ قَدْ جَاءَتْكَ اٰيَاتِيْ الآیہ یعنی اے بیجا ندامت کرنے والے اُس شی پر جو تجھ سے صادر ہوئی مقرر میری
آیتین تیرے پاس آئین وارد دنیا مین اور میری حجتین تجھ پر قائم ہوئین سو تو نے اُن کو جھٹلایا اور اُن کی پیروی کرنے
سے تو نے تکبر کیا اور تو تھا اُن کے منکرون سے **ف** فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہے کہ جمہور نے یا عبادی
کو باثبات یا پڑھا ہے وصل و وقف مین اور ابو بکر نے عاصم سے روایت کیا ہے کہ وہ وقف کرتے تھے بغیر یا اور
دونون سبعیہ ہین لا تقنطوا کو جمہور نے بفتح نون اور ابو عمرو کسائی نے بکسر نون پڑھا ہے رحمت سے مراد
مغفرت ہے معنی یہ ہین اے میرے بندو جنھون نے افراط کیا اپنی جانون پر کفر مین یا معاصی مین اور کثرت
کی اُن مین نا امید مت ہو اللہ کی مغفرت سے اس آیت کریمہ مین انواع معانی و بیان سے کئی اشیاء حسن
ہین ایک تو یہ کہ اللہ پاک اپنے بندون پر متوجہ ہوا اور بحرف یا اُن کو ندا فرمائی دوسرے یہ ہے کہ باضافت
تشریف انکو اپنی طرف مضاف کیا تیسرے یہ ہے کہ تکلم سے غیبت کی طرف التفات کیا من رحمۃ اللہ فرمایا
چوتھے یہ ہے کہ اسمائے حسنی مین سے اجل و بزرگتر اسم کی طرف رحمت کی اضافت فرمائی پانچوین یہ ہے
کہ ان اللہ مین بلفظ اسم ظاہر کا اعادہ کیا کذا ذکرہ اسمین حضرت عبد اللہ وغیرہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے کہ یہ
آیت ارجی آیت ہے کتاب اللہ سبحانہ مین یعنی سب آیتون سے بڑھ کر بندون کو امیدوار مغفرت کرتی ہے اس لیے
کہ مشتمل ہے اعظم بشارت پر کیونکہ اول تو بندون کو اپنی ذات مقدس کی طرف منسوب کیا واسطے قصد اُن کے تشریف
اور مزید تبشیر کے پھر اُن کا یہ وصف کہ معاصی مین مسرف اور ذنوب کے مستکثر مین پھر ان کثرت سے گناہ کرنے
والون کو نہی کی کہ رحمت سے نا امید مت ہو پس جو گناہ گار کہ مسرف نہین ہین تو اُن کے واسطے تو قنوط سے نہی
بطریق اولی اور بعجواے خطاب ہوگی کسی نے کہا یہ آیت عام ہے حق مین ہر کافر کے جو کہ توبہ کرتا ہے اور مومن
عاصی کے بارے مین جو کہ توبہ کرتا ہے پس اُس کی توبہ اُس کے گناہ کو مٹا دیتی ہے مراد اس سے تنبیہ ہے اس بات
پر کہ عاصی کو لائق نہین ہے کہ یہ گمان کرے کہ اسکو عذاب سے کوئی خلاصی نہین ہے کیونکہ جو کوئی یہ اعتقاد کریگا
تو وہ اللہ تعالی کی رحمت سے نا امید ہوگا اس لیے کہ گناہ گارون مین سے کوئی نہین ہے مگر جب وہ توبہ کرے گا
تو اُسکا عقاب زائل ہو جائے گا اور مغفرت و رحمت والون سے ہو جائے گا حق یہ ہے کہ یہ آیت توبہ کے
ساتھ مقید نہین ہے بلکہ اپنے اطلاق پر ہے بالجملہ جبکہ گنہ گار بندون کو نا امیدی سے نہی کی تو انکو خبر دی

اُس شے کی جو قنوط کو رفع دفع کردے اور قنوط کی جگہہ رجا و امید کو رکہدے اور وہ بات ذکر کی جس کے بعد کوئی شک باقی نہ رہے اور نہ اُس کے سننے کے وقت کوئی گمان دل مین چبہے پس فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ یہ الف و لام جو جمع پر داخل ہوا ہے سو اُس نے اُس کو جنس کے واسطے کردیا کون جنس جو کہ مستلزم ہے اپنے افراد کی استغراق کو پس یہ اِس قوت مین ہے کہ بیشک اللہ بخشدیگا ہر گناہ کو کوئی سا ہو مگر وہ گناہ جسکو نص قرآنی نے خارج کردیا ہے یعنی شرک کما قال تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ پہر یہ مغفرت ہر گناہ کی جو کہ جمع معرف بلام جنسی سے معلوم ہوئی اور جس کی خبر اپنے بندون کو دی اس پر بہی کفایت نہ کی بلکہ بالتصریح اپنے قول مبارک سے اس کی تاکید فرمائی جَمِیْعًا یعنی سارے گناہون کو بخشدیگا پس کیا کہنا ہے اس بشارت پر نضارت کا جس کے واسطے مومنون کے دلون کی کلیان کہلتی ہین کون مومن جو اپنے پروردگار سے نیک گمان رکہنے والے ہین اپنی رجاء و امید مین صادق و درست باز ہین قنوط و نا امیدی کے لباس کو اُتارنے والے ہین بدگمانی کے چہوڑنے والے ہین اُس ذات پاک کے ساتہ جس کے نزدیک کوئی گناہ کوئی بڑی شے نہین ہے اور نہ وہ اپنی مغفرت و رحمت کے ساتہ بخل کرتا ہے اپنے بندون پر جو کہ اسکی طرف متوجہ ہونے والے ہین طلب مین عفو و درگذر کے پناہ پکڑنے والے ہین اسکی اپنے گناہون کی مغفرت مین اور کیا خوب و مرغوب ہے وہ علت جس سے اس مضمون کی تعلیل بیان فرمائی ہے یون فرماکر کہ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ یعنی وہ سارے گناہون کو بخشدے گا اس لیے وہ کثیر و عظیم و بلیغ و واسع المغفرة و الرحمة ہے نہ اُسکی مغفرت کی کوئی حد ہے نہ اُسکی رحمت کی کوئی نہایت اسی جگہہ سے فی الجملہ سمجہانے کو شیخ شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے ؎

	اگر دردہد یک صلائے کرم		عزازیل گوید نصیبے برم

دیکہو اپنی کثرت مغفرت و رحمت کو اس مختصر جملے مین کیسی دہوم دہام سے بیان فرمایا ہے اول تو غفور و رحیم دونون صیغے مبالغے کے جنسے موسلادہار مغفرت و رحمت کا مینہ برس رہا ہے پہر جملہ اسمیہ جو کہ دوام و ثبات و استمرار پر دال ہے پہر اس کی تاکید کلمۂ اِنَّ سے جو کہ مضمون جملے کی تحقیق کو محقق کررہا ہے پہر ضمیر فصل جو کہ تاکید و حصر کو بتا رہی ہے اور اعادہ اُن دو صفتون کا جنکو آیت سابقہ متضمن ہے اب جو کوئی تفضل عظیم و عطائے جسیم و فضل عمیم و رحم وسیع کا انکار کرے اور یہ خیال مین لائے کہ اللہ پاک کے بندون کا اُسکی رحمت سے نا امید کرنا اولیٰ تر ہے اُن کو اُس شے سے جس کی اللہ سبحانہ نے اُن کو بشارت دی تو ہمقر رائج بڑے سے بڑے خبط کا ارتکاب کیا اور قبیح سے قبیح غلطی کی کیونکہ خوش خبری دینا اور نا امید نہ کرنا اللہ پاک کی کتاب عزیز مین مواعید الٰہی ہی کو لے کر آئے ہین اور اسی مسلک کو رسول صلعم نے اختیار فرمایا ہے دیکہو اپکا فرمان وہ جب

الاذعان ہے یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا یعنی آسانی کرو مشکل مین مت ڈالو خوشی سنا یو
نفرت مت دلائیو جبکہ تمہارے واسطے یہ بات قرار پا چکی تو اب یہ سمجھو کہ اس آیت مین اور اس کریمہ مین کہ
ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الآیہ جمع یہ ہے کہ ہر گناہ کوئی سا ہو سوا شرک باللہ کے مغفور ہے واسطے اُس
شخص کے جس کے لیے اللہ بخشنا چاہے علاوہ اس کے یون کہہ سکتے ہین کہ اللہ پاک کا ہم کو یہ خبر دینا کہ وہ
سارے گناہون کو بخش دے گا دال ہے اسپر کہ وہ اُن سب کا بخشنا چاہتا ہے اور یہ اسکو مستلزم ہے کہ وہ
مسلمانون مین کے سب گناہ گارون کے واسطے مغفرت چاہتا ہے اب باین حیثیت دونون آیتون مین
کچھ تعارض باقی نہ رہا رہا اس بات کا مقید کرنا ساتھ توبہ کے بعد یہ کہ مغفور نہ ہون گے گناہ مون کے گناہ
جس کا مفسرون کی ایک جماعت نے زعم کیا ہے اور اس کے مدعی ہوئے کہ یہ اس لیے کہا ہے کہ درمیان آیتون کے
جمع ہو جائے سو یہ جمع ہے درمیان ضبّ و نون کے اور ملاح وحادی کے وَعَلٰی نَفْسِہَا تَجْنِیْ
اگر یہ بشارت عظیم مقید بتوبہ ہوتی تو اُس کے واسطے کوئی ایسا عمدہ موقع نہ ہوتا اس لیے کہ بسبب توبہ
کے تو اللہ تعالی مشرک کے کفر کو بھی بخش دیتا ہے باجماع مسلمین اور اسی لیے یون فرمایا ہے ان اللہ لا یغفر
ان یشرک بہ الآیہ پس اگر توبہ مغفرت مین قید ہوتی تو شرک پر نص کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوتا حالانکہ اللہ پاک
نے تو یون فرمایا ہے وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ مَغْفِرَۃٍ لِّلنَّاسِ عَلٰی ظُلْمِہِمْ واحدی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین سارے
مفسرون نے کہا ہے کہ یہ آیت حق مین ایک قوم کے نازل ہوئی ہے جو اس سے ڈرے کہ اگر وہ مسلمان
ہو جائین تو اُن کے واسطے وہ بڑے بڑے گناہ بخشے جائین جنکو کر چکے ہین جیسے شرک و قتل نفس و دشمنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شوکانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین ہم نے مانا کہ آیت انہین کی شان
مین اُتری ہے پھر کیا ہوا اس واسطے کہ اعتبار تو لفظ عموم کا ہو جسپر وہ مشتمل ہے نہ خصوص سبب کا چنانچہ یہ
بات درمیان اہل علم کے متفق علیہ ہے اگر آیات قرآنی و احادیث نبوی اپنے اسباب نزول وورود کو
ساتھ مقید ہوتی اور اُن سے آگے نہ بڑھتی تو اکثر تکالیف احکام شرعی اُمت سے مرتفع ہو جاتے گو کل
نہ ہوتے حالانکہ لازم بالاجماع باطل ہے تو ملزوم بھی اس کے مثل باطل ہے وَفِی السُّنَّۃِ الْمُطَہَّرَۃِ مِنَ الْاَحَادِیْثِ
الثَّابِتَۃِ فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَغَیْرِہِمَا فِیْ ہٰذَا الْبَابِ مَا لَوْ عَرَفَہُ الْمُطَّلِعُ عَلَیْہِ حَقَّ مَعْرِفَتِہٖ وَقَدَرَہٗ
حَقَّ قَدْرِہٖ عَلِمَ صِحَّۃَ مَا ذَکَرْنَاہُ وَعَرَفَ حَقِیْقَۃَ مَا حَرَّرْنَاہُ قَالَہُ الشَّوْکَانِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی
ابن ابی حاتم وابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ وحشی
جس وقت اسلام لایا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ الآیہ
وحشی اور اُس کے ساتھیون نے کہا کہ ہم نے اس سب کا ارتکاب کیا ہے اسپر اللہ تعالی نے قُلْ یٰعِبَادِیَ الآیہ اُتاری

بخاری نے ادب مفرد مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نکلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایک گروہ پر اپنے اصحاب کے اور وہ ہنس رہے تہے اور بات چیت کرتے تہے تو آپ نے فرمایا قسم ہے اُسکی جسکے
ہاتہہ مین میری جان ہے اگر تم جانتے جو مین جانتا ہون تو البتہ ہنستے تم تہوڑا اور البتہ روتے بہت پہر آپ تشریف
لے گئے اور لوگون کو رُلایا اللہ تعالی نے آپکی طرف وحی بہیجی اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کیون نا امید کرتا
ہے میرے بندون کو تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لوٹ کر تشریف لائے پہر فرمایا اَبْشِرُوْا وَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا
ابن مردویہ و بیہقی نے اپنے سنن مین حضرت عمر بن الخطاب رضے اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت
نازل ہوئی حق مین اُس شخص کے جو مفتون ہوا ابن جریر نے ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی سے روایت کیا ہے
کہا حضرت علی رضے اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کون آیت زیادہ تر وسیع ہے تو لوگ ذکر کرنے لگے آیتون
کا قرآن سے من یعمل سوءا او یظلم نفسہ الآیہ اور مثل اسکے پس حضرت علی رضے اللہ تعالی عنہ نے فرمایا نہین ہے
قرآن مین زیادہ تر وسیع یا عبادی الآیہ سے صحیحین مین بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ
اس شخص کی حدیث طویل ہے جسنے کہا تہا کہ مجہکو ہوا مین بکہیر دینا اور سنن ابی داود مین جلنے والے متحابین کی حدیث ہے ترمذی نے حضرت انس
رضے اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ فرماتے تہے
اللہ عز وجل نے فرمایا ہے اے ابن آدم بیشک تو جبتک مجہے پکارے گا اور مجہسے امید رکہے گا تو مین
بخشون گا واسطے تیرے اوپر اُس شے کے جو تجہسے ہو گئی اور مین پروا نہین کرتا ہون اے ابن آدم
اگر پہونچ جائین تیرے گناہ عنان آسمان کو پہر تو مغفرت مانگے مجہسے تو مین مغفرت کرون واسطے
تیرے اور مین پروا نہین کرتا ہون اے ابن آدم اگر تو آئے میرے پاس قراب زمین بہر خطایا لے کر
پہر تو مجہسے ملے اس حال مین کہ شریک نہ کرے تو ساتہہ میرے کسی شے کو تو البتہ آؤن مین تیرے پاس
قراب زمین بہر مغفرت لے کر عنان بمعنے سحاب ہے اور قراب الارض بضم القاف ہو ما یقارب ملأہا۔
بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے بندون کو یہہ بشارت دی کہ وہ سارے گناہ بخش دیگا تو اُن کو امر کیا کہ اُسکی طرف رجوع
ہون بایں طور کہ طاعات بجا لائین اور معاصی سے بچین پس ارشاد فرمایا وَاَنِيْبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ یعنی رجوع ہو طرف
اپنے رب کی اُس مین وہ شے نہین ہے جو اسپر دال ہو کہ اول آیت کو توبہ کے ساتہ مقید کرین نہ تو بطابقت
اور نہ بتضمن اور نہ بالتزام جو بات اس مین ہے غایت اُسکی یہہ ہے کہ بندون کو اُس بشارت عظمی کی خوشی
سنائی پہر اُن کو خیر کی طرف بلایا اور شر سے اُن کو ڈرایا علاوہ اسکے یون کہہ سکتے ہین کہ یہ جملہ مستانفہ
ہے اور کفار کو خطاب کیا ہے جو اسلام نہین لائے ہین بدلیل اس قول کے وَاَسْلِمُوْا لَهٗ اول تو مسلمانون
کو ترغیب دی ساتہ اول آیت کے اور انکو خوشخبری دی بعد اس کے کفار کو تحذیر کی اور انکو ڈرایا گو یہ بات بعید ہے

لیکن ممکن ہے کہ اس کے قائل ہون معنی ظاہر کی بنا پر یہ ہین کہ اللہ پاک نے اپنے بندون کو واسطے ان باتون مین جمع کیا کہ انکو
بشارت عظیم دی اور اپنی طرف رجوع ہونیکا امر فرمایا اور اپنے واسطے اخلاص کرنے کا حکم دیا اور اپنے امر و حکم کے لیے مطیع
و خاضع و فروتن ہونیکا امر کیا اور قولہ تعالی مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ یعنی پہلے اسکے کہ آوے تمکو عذاب دنیا کا
چنانچہ قولہ تعالی من قبل ان یاتیکم اسی عذاب دنیا کو مقید ہے پس اس مین وہ شی نہین ہے جو دال ہو نجات پر جسکا زعم
کرنے والون نے زعم کیا اور جس سے نا امید ہونے والون نے اور نا امید کرنے والون نے تمسک فرمایا ہے والحمد للہ رب
العالمین ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ یعنی پہر تم منع نہ کیے جاؤ اُس عذاب سے اگر تم توبہ کرو قبل نزول عقاب کے **قولہ
تعالی** وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ احسن سے مراد قرآن شریف ہے یعنی حلال جانو
اُس کے حلال کو اور حرام جانو اُس کے حرام کو اور قرآن سارا احسن ہے حضرت حسن نے فرمایا ملتزم ہو اُس کی طاعت
کے اور بچو اُس کے معاصی سے خازن کا لفظ یہ ہے لازم کرو اللہ کی طاعت کو اور بچو اُسکی معصیت سے اس واسطے
کہ نازل کیا گیا ہے قرآن مین ذکر قبیح کا تا کہ اس سے بچو اور ذکر احسن کا تا کہ اُس کو اختیار کرو اور بعضونے
نے کہا احسن وہ ہے جس کے ساتھ اللہ نے امر کیا ہے اپنی کتاب مین ابن زید نے کہا مراد محکمات آیتین ہین اور
سونپو علم متشابہ کا طرف اُس کے عالم کے کسی نے کہا پیروی کرو ناسخ کی نہ منسوخ کی کسی نے کہا عفو کی نہ انتقام
کی ساتھ اُس شے کہ جس مین انتقام لائق ہے کسی نے کہا پیروی کرو احسن اُس شے کی جو تمہاری طرف نازل کی
گئی ہے اخبار امم ماضیہ سے اسی کی مثل یہ آیت ہے اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ حفناوی
نے کہا کہ احسن ما انزل قرآن ہے اس واسطے کہ ہمارے رب کی طرف سے بہت کتابین نازل کی گئی ہین احسن انکا قرآن
ہے بیضاوی کا لفظ یہ ہے القرآن او المامور بہ دون المنہی عنہ او العزائم دون الرخص او الناسخ دون المنسوخ
و لعلہ ما ہو انجی و اسلم کالانابۃ والمواظبۃ علی الطاعۃ انتہی بیان اس کا یہ ہے کہ مراد احسن ما انزل سے احسن اُس شے
کا ہے جو اتاری گئی نبی آدم پر اس بنیاد پر کہ خطاب بنی آدم کو ہے معنی یہ ہین اتباع کرو احسن وحی کا یا احسن
کتاب کا جو نازل کی گئی طرف تمہارے اور یہ کل قرآن ہے یہ ایک معنی ہوئے دوسرے معنے یہ ہین کہ مراد احسن قرآن
سے وہ مامور بہ ہے جو اس کے ضمن مین ہے اس لیے کہ مامور بہ لا محالہ احسن ہے منہی عنہ سے تیسرے معنی یہ ہین کہ مراد
احسن قرآن سے عزیمتین ہین اس لیے کہ وہ احسن ہین رخصتون سے چوتہے یہ معنی ہین کہ احسن سے مراد ناسخ ہے کیونکہ
ناسخ ہمارے حق مین احسن ہے پہر اس احتمال کو ترجیح دی کہ احسن قرآن سے مراد وہ شی ہے جو کہ ظاہر تر ہو بچانے مین
طرف نجات و سلامتی کے کیونکہ یہ شے فائدے مین اکثر و اشمل ہے جیسے انابت اور طاعت پر مداومت کذا فی
شیخ زادہ **قولہ تعالی** مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ یعنی انابت
و اسلام و اتباع احسن ما انزل کرو قبل اس کے کہ آجائے تمپر عذاب اچانک اس حال مین کہ تم اُس سے غافل ہو اور

تم کو اس کا شعور نہ ہو کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ تم اچانک مرجاؤ تو عذاب مین پڑو لیکن قول اول اولی ہے اس لیے کہ جو عذاب
انکو ناگہان آئے گا وہ عذاب دنیا مین ہے ساتھ قتل و قید و خوف و قہر و قحط سالی کے نہ عذاب آخرت کا اور نہ موت کیونکہ
آنے کی نسبت اس کی طرف نہین کی گئی ہے پھر اللہ پاک نے کفار سے تین قول نقل فرمائے پہلا قول یہ ہے
اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ الآیہ بصریون نے کہا تقدیر یہ ہے حذر ان تقول کوفیون کی تقدیر یہ ہے لئلا تقول مبرد نے کہا
بادروا خوف ان تقول او حذرا من ان تقول زمخشری کی یہ تقدیر ہے کراہۃ ان تقول ابن عطیہ نے کہا وانیبوا من
اجل ان تقول ابو البقاء و حوفی نے کہا انذرنا کم مخافۃ ان تقول حلبی نے بعد نقل بعض تقادیر مذکورہ کے کہا کہ انیبوا کے
ہوتے ہوئے اس عامل کے اضمار کی کچھ حاجت نہین ہے زجاج نے کہا خوف ان تصیروا الی حال تقولون فیہا۔
یٰحَسْرَتٰی نفس نکرہ لایا گیا اس لیے کہ مراد اس سے بعض النفس ہین یعنی نفس کافرہ جو کہ متمیز ہے ساتھ لجاج و اصرار شدید
کے کفر مین یا ساتھ عذاب الیم کے کسی نے کہا کہ مراد اس سے تکثیر ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے عَلِمَتْ نَفْسٌ
مَّآ اَحْضَرَتْ یعنی نفوس کثیرہ مراد کفار ہین اور مومنین عاصین جمہور نے یاحسرتا بالف پڑھا ہے یائے متکلم
مضاف الیہ کو الف سے بدل لیا ہے اصل مین یاحسرتی ہے اور ابن کثیر نے وقف مین یاحسرتاہ بہائے سکتہ اور
ابو جعفر نے یاحسرتی بیا بنا بر اصل حسرۃ کہتے ہین نادم و پشیمان و غمگین و محزون ہونے کو اس شے پر جو فوت
ہوگئی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ مین کلمہ ما مصدریہ ہے اے علی تفریطی و تقصیری فِیْ جَنْبِ اللّٰہِ اَیْ فِیْ طَاعَتِہٖ قالہ
الحسن معنی یہ ہین کہ رجوع ہو طرف اپنے رب کے ناگہان عذاب آنے سے قبل و اسطے خوف اس بات کے کہ کافر لوگ اور
عاصی مومن کہین ای ہماری حسرۃ و ندامت ہماری کمی و تقصیر کرنے پر اللہ کی طاعت مین مارے رنج و غم کے حسرت
و ندامت کو پکارین گے کہ او کمبخت ندامت تو کدھر گئی یہ تو تیری حضوری کا وقت ہے اس سے بڑھ کر اور کون وقت
حسرت کا ہوگا کہ کام کرنے کا وقت نکل گیا اور تدارک مشکل ہوگیا اب تو ہی مونس ہمدم ہے ہم مین اور تو ہے تیرے
سوا نہ کوئی یار ہے نہ مصاحب غمخوار او حسرت و ندامت بزبان حال یون کہی ؎

تھے چہچہے بلبل ناداں کو نشے ہنس ہنس کر	اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

نعوذ باللہ من جمیع ماکرہ اللہ اللہم اغفر لنا و تب علینا و وفقنا الصالح الاعمال قبل الموت و ارزقنا التدارک قبل الفوت
آمین یا مجیب الدعا آمین آمین جنب و جانب دونون بمعنی جہت شی ہین جو کہ محسوس ہو اطلاق جنب کا طاعت
پر مجاز استعارہ ہے باین طور کہ طاعت کو جہت سے تشبیہ دی وجہ شبہ یہ ہے کہ طاعت و جہت کو اپنے اپنے صاحب
سے تعلق ہوتا ہے پس طاعت کو اللہ کے ساتھ تعلق ہے جس طرح کہ جہت کو اپنے صاحب سے تعلق ہے ضحاک نے
کہا فی ذکر اللہ مراد ذکر سے قرآن شریف ہے اور اس پر عمل کرنا ہے ابو عبیدہ نے کہا فی ثواب اللہ کسی نے کہا فی حق اللہ
یا فی امر اللہ یا فی ذات اللہ فراء نے کہا جنب بمعنی قرب و جوار ہے یعنی فی قرب اللہ و جوارہ اسی معنی سے والصاحب

بِالجَنْبِ ہے معنی اس قول کی بنا پر یہہ ہین اے حسرتا میری اُس شے پر کہ تقصیر کی مین نے اللہ کے قرب وجوار طلب کرنے مین مراد بہشت عنبر سرشت ہے ابن اعرابی بہی اسی کے قائل ہین زجاج نے کہا اُس طریق مین جو کہ اللہ کا طریق ہے اُس کی توحید سے اور اقرار کرنے سے ساتہہ نبوت رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کی بنا پر جنب بمعنی جانب ہو یعنی تقصیر کی مین نے اُس جانب مین جو کہ پہونچا دے طرف رضاء اللہ تعالی کے محاورہ مین بولتے مین انا فی جنب فلان یعنی مین فلان کی رضا مین ہون اور فلان لین الجانب والجنب ہے یعنی راضی ہے پہر کہاہے کہ فرط فی جنبہ وجانبہ یعنے فلان نے تقصیر کی فلان کے حق مین یہ باب کنایہ سے ہے جملہ وَاِنْ کُنْتُ لَمِنَ السَّاخِرِیْنَ محل نصب مین ہے بنا بر حال ضمیر فرطت سے یعنی مین نے تقصیر کی اللہ کی حق مین اس حال مین کہ مین نہین تہا مگر اُن مین سے جو کہ ٹہٹھا کرتے ہین اللہ کے دین سے دنیا مین اور اُس کی کتاب ورسول و مومنین سے قتادہ نے کہا اُس کو کفایت نہ کی اس بات نے کہ اللہ کی طاعت کو ضائع کیا یہان تک کہ اہل طاعت سے سخریہ کیا پہر دوسرا قول نقل فرمایا اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰہَ ھَدٰنِیْ لَکُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ یعنی اگر اللہ مجہے اپنی دین کی راہ بتاتا تو البتہ ہوتا ان مین سے جو کہ شرک ومعاصی سے بچتے ہین یہ قول انہین کہوٹی حجتون سے ہے جن کے ساتہہ مشرک حجت پکڑتے ہین اور اُن باطل بہانون سے ہے جن کے ساتہہ وہ بہانہ کیا کرتے ہین جس طرح کہ اس آیت مین ہے سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَآ اَشْرَکْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا یہ بہی ایک حق کلمہ ہے جس سے باطل مراد لیتے ہین ان کا مادہ ہی ناقابل تہا ورنہ اُن سے کیا دشمنی تہی اگر بجائے قول مذکور یون کہتے تو بجا تہا ۵

ورنہ تشریف تو بربالای کس کوتاہ نیست	✤	ہرچہ ہست از قامت ناساز بے اندام ماست

ابو منصور نے کہا یہ کافر زیادہ تر عارف ہے اللہ کی ہدایت کا معترف ہے اور اسی طرح سے یہ کفار جنہون نے اپنے اتباع سے یون کہا لَوْ ھَدٰنَا اللّٰہُ لَھَدَیْنٰکُمْ ولیکن اُس نے ہم سے اختیار ضلالت وغوایت جانا تو ہم کو مخذول وبے مدد چہوڑ دیا اور توفیق نہین دی معتزلہ کہتے ہین بلکہ اُن کو ہدایت کی اور توفیق عطا فرمائی لیکن راہ یاب نہ ہوئے پہر اللہ پاک نے اُن کا تیسرا قول نقل فرمایا اَوْ تَقُوْلَ حِیْنَ تَرَی الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِیْ کَرَّۃً فَاَکُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ یعنی یا کہے جبکہ عذاب کو دیکہے کہ اگر میرے واسطے پہر جانا ہوتا طرف دنیا کے تو مین ہوتا اُن مین سے جو کہ اللہ پر ایمان لاتے ہین اُس کی توحید کرتے ہین اپنے اعمال مین احسان واخلاص کا برتاؤ رکہتے ہین نصب فَاَکُوْنَ کا یا تو اس لیے ہے کہ کرۃ پر معطوف ہے اس واسطے کہ وہ مصدر ہے یا اس سبب سے ہے کہ جواب ہے تمنی کا جو کہ لو ان لی کرۃ سے مفہوم ہوتی ہے کلمہ او کے ساتہہ تعبیر کی اس لیے کہ منظور اس بات کا بتانا ہے کہ نفس ان قولون سے خالی نہ ہوگا مارے تحسر وتحیر وتعلل وبہانہ جوئی کے ساتہہ

اُس بات کی جس کے تحت مین کسی طرح کا فائدہ نہین ہے تو اب کلمہ او واسطے تنویع کے ہوگا یعنی اُس ان نفس جمع باتیں
کرے گا سو اسے انکی قسمین تیا نامنظور ہے یہ بہی صحیح ہے کہ او مانعۃ الخلو ہو تو اب جمع جائز ہوگی یعنی ان باتون سے
کوئی بات ضرور کہے گا یا سب کہے گا پہر اللہ پاک نے اپنا جواب ذکر کیا جو نفس متمنی کو دیگا کون نفس جو کہ بدون علت
کے زبردستی بہانہ جوئی کرتا ہے پس ارشاد فرمایا بَلٰی قَدْ جَآءَتْكَ اٰیَاتِیْ الآیہ یعنی پہر اللہ کی طرف سے اُس کو کہا جائیگا
بلی الخ گویا نفس کافرہ نے کہا کہ اللہ نے مجھے ہدایت نہین کی تو کہا جائیگا کیون نہین مقرر آئین تیرے پاس میری
آیتین راہ بتانی تجھکو مراد آیات سے تنزیلی آیتین ہین یعنی قرآن شریف پہر تو نے انکو جھٹلایا وہ یہ قول ہے اسکا
کہ وہ اللہ کے پاس سے نہین ہین اور تو نے تکبر کیا اُنپر ایمان لانے سے اور تہا تو باوجود اس تکذیب و استکبار کے
اُن مین سے جو کہ انکار کرنے والے ہین اللہ کا اللہ پاک نے جاءتک و کذبت و استکبرت و کنت مین مذکر کا
خطاب ذکر فرمایا اس لیے کہ نفس کا اطلاق مذکر و مونث پر ہوتا ہے مبرد نے کہا عرب لوگ کہتے ہین نفس واحد یعنے
انسان واحد یا اس کی تذکیر باعتبار اُس کے شخص کا فر ہونے کے ہے جمہور نے ان جگہون مین بفتح تا پڑہا ہے
اور جحدری و ابو حیوہ و یحیی بن یعمر نے سب مین بکسر تا یہ قرات امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اور انکی صاحبزادی
ام المومنین حضرت عائشہ اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضے اللہ عنہم کی ہے اور ابن کثیر سے بہی مروی ہے وَ

یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَی الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَی اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًی لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ ۝
وَیُنَجِّی اللّٰهُ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا یَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ۝
لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اور قیامت کے

دن تو دیکہے انکو جو جھوٹ بولتے ہین اللہ پر اُن کے منہ سیاہ کیا نہین دوزخ مین ٹہکانا غروروالون کو اور بچاویگا
اللہ انکو جنہون نے ڈر رکہا اُن کے بچاؤ کی جگہہ نہ لگے انکو بُرائی اور نہ وہ غم کہاوین اللہ بنانے والا ہے ہر چیز
کا اور وہ ہر چیز کا ذمہ لیتا ہے اسی کے پاس ہین کنجیان آسمانون کی اور زمین کی اور جو منکر ہوی ہین اللہ کی
باتون سے وہ جو ہین وہی ہین ٹوٹے مین پڑے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک
خبر دیتا ہے روز قیامت کی کہ اس مین کتنے منہ تو سیاہ ہون گے اور کتنے منہ سفید اہل فرقت و اختلاف کے
منہ تو سیاہ پڑجاینگے اور اہل سنت و جماعت کے چہرے سفید براق ہون گے اور اس جگہہ اللہ تعالی نے
یون فرمایا ہے ویوم القیمۃ تری الذین کذبوا علی اللہ یعنی قیامت کے دن تو دیکہے گا ان لوگون کو جو اپنے اس
دعوی مین جہوٹے ہین کہ اللہ کے واسطے شریک اور اولاد ہے اُن کے مُنہ سیاہ اُن کے کذب و افترا کے
سیاہ ہون گے قولہ تعالی اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًی لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ یعنی کیا دوزخ کافی نہین ہے غروروالون
کو از روے قید خانے اور جاے رجوع کے اُن کے واسطے اس مین رسوائی و ذلت و خواری ہے بسبب

ع ۲

اُن کے تکبر و تجبر کے اور بوجہ اُن کے انکار کرنے کے حق کے لیے منقاد ہونے سے **ابن ابی حاتم** نے عمرو بن
شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک متکبر لوگ حشر
کیے جائینگے قیامت کے دن مثل چھوٹی چھوٹی چیونٹیون کی صورتون مین آدمیون کے ہر قسم کی ذلت و خواری اُنپر چڑھی
ہوگی یہانتک کہ داخل کیے جائینگے ایک قید خانے مین آگ کے ایک وادی مین جسکو بولس کہتے ہین آگ اُن
کی آگ سے اور پلائی جائینگی نچوڑے اہل نار کے اور طینۃ الخبال سے **قولہ تعالی** وَیُنَجِّی اللّٰہُ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا
بِمَفَازَتِہِمْ الآیہ یعنی نجات دیگا اللہ اُن لوگون کو جنہون نے ڈر رکھا بسبب اُس سعادت و فوز کے
جو اُن کے واسطے سابق ہوچکی ہے نزدیک اللہ کے نہ لگیگی اُنکو بُرائی قیامت کے دن اور نہ وہ غم کھاوینگے یعنے
فزع اکبر اُنکو غمگین نکرے گا بلکہ وہ بےخوف ہونگے ہر خوف و گھبراہٹ سے دور ہونگے ہر شر سے پانیوالے
ہونگے ہر خیر کو **قولہ تعالی** خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ الآیہ یعنی اللہ پاک خالق و رب ملیک ہے سارے اشیا کا
اور اُن مین تصرف کرنیوالا ہے اور ہر شے اُس کی تدبیر و قہر و حفظ کے تحت مین ہے **قولہ تعالی** لَہٗ مَقَالِیْدُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ **مجاہد** نے کہا کہ مقالید فارسی مین مفاتیح کو کہتے ہین یعنی کنجیان اسی طرح قتادہ و ابن
زید و سفیان بن عیینہ نے بھی کہا ہے سُدی نے کہا کہ لہ مقالید السموات والارض کے یہ معنی ہین کہ اللہ کے
واسطے ہین خزانے آسمانون کے اور زمین کے معنی دونون قول کی بنا پر یہ ہین کہ کامون کی باگین اللہ
تبارک و تعالی کے ہاتھ مین ہین اسی کے لیے ملک ہے اور اُسی کے واسطے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے اسی لیے
اللہ جل و علا نے یون فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْخٰسِرُوْنَ یعنی اور وہ لوگ
جو منکر ہوئے اللہ پاک کی حجتون اور برہانون کے وہی ہین ٹوٹا پانیوالے **ابن ابی حاتم** نے اس جگہ ایک
نہایت غریب حدیث روایت کی ہے حالانکہ اُس کی صحت مین نظر ہے لیکن ہم اُسکو ذکر کرتے ہین جیسے
اُنہون نے ذکر کی ہے وہ کہتے ہین کہ عبداللہ بن عمر نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم سے روایت
کیا ہے کہ اُنہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے لہ مقالید السموات والارض کی تفسیر پوچھی تو
آپ نے فرمایا اے عثمان کسی نے تیرے قبل مجھ سے اسکا نہین پوچھا آپ نے فرمایا تفسیر اسکی یہ ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاہِرُ
وَالْبَاطِنُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اے عثمان .... جو
اسکو کہے جس وقت کہ صبح کرے دس بار تو وہ چھ خصلتین دیا جاوے گا اول اُنکی تو یہ ہے کہ حراست
کیا جاوے گا ابلیس سے اور اُس کے لشکرون سے دوسری یہ ہے کہ دیا جاوے گا ایک قنطار اجر سے تیسری
یہ ہے کہ بلند کیا جاوے گا واسطے اُس کے ایک درجہ جنت مین چوتھی یہ ہے کہ بیاہ کیا جاوے گا حور عین

سے پانچوین یہہ ہے کہ بارہ فرشتے اُس کے پاس حاضر ہون گے چھٹے یہہ ہے کہ دیا جاوے گا اجر سے مثل اُس شخص کے جسنے پڑہا
قرآن و توریت و انجیل و زبور کو اور واسطے اُس کے مع اُس کے اے عثمان اجر ہے مثل اُس شخص کے ہے جسنے حج کیا اور اسکا حج
قبول کیا گیا اور عمرہ کیا پہر اُسکا عمرہ قبول کیا گیا پہر اگر اُسی دن مر گیا تو مہر کی جاوے گی اُسپر ساتہہ طابع شہدا کے رَوَاهُ
اَبُوْ يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ بِهِ مِثْلَهُ وَهُوَ غَرِيْبٌ وَفِيْهِ نَكَارَةٌ شَدِيْدَةٌ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

ف فتح البیان کا بیان فاتح یہہ ہے کہ قیامت کے دن دیکہے گا تو اُن لوگون کو جنہون نے جہوٹ بولا اللہ پر
باین طور کہ اُس کے واسطے شریک ہے اور جورو اور اولاد ہے منہ اُن کے سیاہ ہون گے اسلیے کہ عذاب نے اُن کا احاطہ کیا ہوگا
اور بسبب غضب و نقمت اللہ کے جسکا وہ مشاہدہ کرین گے جملہ وجوہہم مسودۃ محل نصب مین ہے بنا بر حال کے اخفش نے
کہا کہ تری عامل نہین ہے وجوہہم مسودۃ مین یہہ جو ہے سو مبتدا و خبر ہے اولی یہہ ہے کہ تری اگر بصری رویت سے ہے تو جملہ
وجوہہم مسودۃ حالیہ ہوگا اور اگر قلبی رویت سے ہے تو تری مفعول ثانی ٹہیرے گا **قولہ تعالی** اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى
لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ مین استفہام واسطے تقریر سیاہ ہونے اُن کے چہرون کے ہے اور اُس کی تعلیل ہے گویا یون کہا کہ اُن
کے چہرے سیاہ ہونگے اس لیے کہ اُن کے واسطے جہنم مین قرارگاہ اور جاے قیام ہے کبر کہتے ہین بطر حق و غمط ناس کو جیسا
کہ صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہے غرض کہ جو لوگ اللہ پاک کی طاعت و عبادت سے تکبر کرتے ہین اور حق کو نہین مانتے اور لوگون
کو حقیر جانتے ہین انکی قیام گاہ جہنم ہے اور نجات دیگا اللہ اُن لوگون کو جو شرک و معاصی سے بچے حرف با بمفازتہم مین محذوف
سے متعلق ہے اور وہ حال ہے موصول سے ای متلبسین بمفازتہم یعنے نجات دیگا اللہ انکو جہنم سے اس حال مین کہ وہ متلبس ہونگے
ساتہہ مکان فوز اپنے کے جو کہ جنت ہے باین طور کہ اُس مین رکہے جاوینگے جمہور نے بمفازتہم کو بافراد پڑہا ہے
بنا بر مصدر ہونے کے اور فوز کہتے ہین ظفر مند ہونے کو ساتہہ خیر کے اور نجات کے شر سے مبرد نے کہا مفازہ بروزن مفعلہ ہے فوز
سے اور فوز کے معنے سعادت کے ہین اور اگر مفازہ جمع کیا جاوے تو بہتر ہے جیسے سعادت و سعادات کہتے ہین معنی یہہ ہین کہ نجات
دیگا انکو اللہ ساتہہ فوز اُن کی کے یعنی ساتہہ نجات انکی کے نار سے اور ساتہہ فائز ہونے انکی کے جنت سے حمزہ و کسائی
و ابو بکر نے بمفازاتہم بجمع پڑہا ہے مفازہ کو جمع کیا باوجود اُس کے مصدر ہونے کے بسبب اختلاف انواع کے کسی نے کہا
یہان مضاف محذوف ہے تقدیر یہہ ہے بدواعی مفازتہم او باسبابہا اور مفازہ بمعنی منجاۃ ہے کسی نے کہا انکی کچہہ حاجت
نہین ہے اسلیے کہ مفازہ سے مراد فلاح ہے اور جملہ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ اور جملہ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ مفسر ہین
بمفازتہم کے گویا کسی نے کہا کہ اُن کا مفازہ کیا ہے سو یہ اس کا جواب ہے کہ مفازہ اُن کا یہہ ہے کہ نہ چہوے گی اُن کو
بُرائی اور نہ وہ غم کہاوین گے کسی نے کہا کہ یہہ دونون جملے محل نصب مین ہین بنا بر حال الذین اتقوا سے
یعنی اللہ انکو نجات دیگا اس حال مین کہ دور کی جاوے گی اُن سے بُرائی اور غم کسی نے کہا کہ حرف با بمفازتہم مین سببیہ
ہے یعنی نجات دیگا انکو اللہ بسبب انکی فوز کے مع اُس کے کہ بُرائی اُن کو نہ لگے گی اور نہ غم اُن کے دلون کی طرف پہونچیگا

اس واسطے کہ وہ راضی ہوئے اللہ کے ثواب سے اور امن مین ہوئے اُس کے عقاب سے پھر اللہ پاک نے وعدہ وعید میں
کلام کو طول دیا تو دلائل الٰہیت و توحید کی طرف عود کیا پس فرمایا اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ یعنی
اللہ سبحانہ پیدا کرنے والا ہے ہر شے کا اُن اشیا سے جو کہ موجود ہین دنیا و آخرت مین کوئی سی شے بدون فرق کے ایک
شے مین اور دوسری شے مین اس مین رد ہے معتزلہ و ثنویہ پر جو کہ قائل ہین اس کے کہ اللہ تعالی شر کا اور افعال عباد کا خالق
نہین ہے حالانکہ اللہ تعالی نے کل شے کو شامل کیا ہے واسطے شر و خیر و کفر و ایمان کے پھر فرمایا کہ وہ ہر شے پر وکیل ہے یعنی
ہر شے مین متولی تصرف کا وہی ہے ساری اشیا اسی کی طرف سپرد کی گئی ہین سو وہ اُن کے حفظ و تدبیر کے ساتھ
قائم ہے بدون کسی مشارک کے جملہ لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مستانفہ ہے مثلاً کسی نے کہا کہ وہ ہر شے
پر وکیل کیونکر ہے سو یہ اُسکا جواب ہے کہ اسی کے واسطے کنجیان ہین آسمانون کی اور زمین کی یہ کلام باب کنایہ سے ہے
اس لیے کہ حافظ و مدبر خزانون کا وہی شخص ہوتا ہے جو کہ اُنکی کنجیون کا مالک ہوتا ہے پس کنایہ ہے شدت تمکن و
تصرف سے ہر شے مین جو کہ مخزون ہے آسمان و زمین مین اور ظاہر پر حمل کرنا اولی ہے اس جگہہ مراد مقالید سموات
والارض سے کنجیان ہین آسمان و زمین کی اور کنجیان رزق و رحمت کی جیسا کہ مقاتل و قتادہ وغیرہما نے کہا
ہے حضرت ابن عباسؓ نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے کہ مفاتیحہا لیث نے کہا کہ مقلاد یعنی خزانہ ہے معنی آیت کے یہ
ہین کہ اسی کے واسطے ہین خزانے آسمانون کے اور زمین کے ضحاک و سدی بھی اسی کے قائل ہین کسی نے کہا کہ
خزائن سموات کے مطر ہے اور خزائن زمین کے نبات کسی نے کہا کہ مقالید السموات والارض یہہ کلمے ہین لا الہ الا
اللہ واللہ اکبر و سبحان اللہ و بحمدہ و استغفر اللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ ابو یعلی و یوسف قاضی کا لفظ اُن کی
سُنن مین اور ابو الحسن القطان و ابن السنی و ابن منذر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ کا لفظ حضرت عثمان رضی اللہ
تعالی عنہ سے مرفوعاً یہ ہے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر و سبحان اللہ والحمد للہ و استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الاول
والآخر والظاہر والباطن یحیی و یمیت وہو حی لا یموت بیدہ الخیر وہو علی کل شئی قدیر اسکے اور کئی طریق ہین حضرت
عثمان سے اس کے سوا اور کئی قول ہین اس قول کی بنیاد پر معنی یہ ہین کہ اللہ کے واسطے یہ کلمے ہین انکے ساتھ اُسکی توحید
و تمجید کی جاتی ہے اور یہ کنجیان ہین خیر سموات و ارض کی جو کوئی ان کلمون کو کہے تو اس خیر کو پہونچے مقالید کا واحد
مقلید و مقلاد ہے یا اُسکے لفظ سے اُس کا کوئی واحد نہین ہے مثل اساطیر کے اور اقلید و اقالید بھی کہتے ہین یا اس
کلمے کی اصل فارسی ہے بنا بر اُس قول کے جو کہا ہے کہ جمع ہے اقلید معرب کلید کی جوہری نے کہا کہ اقلید مفتاح ہے
پھر کہا کہ جمع مقالید ہے قولہ تعالی وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ یعنی جن لوگون نے
کفر کیا ساتھ قرآن کے اور باقی آیتون کے جو کہ دال ہین اللہ پاک پر اور اُسکی توحید پر وہی ہین کامل خسران زیادہ
مین اس لیے کہ وہ بسبب اس کفر کے آگ کی طرف گئے محلی نے کہا کہ یہ جملہ متصل ہے ویُنجی اللہ الخ سے اور جو کچھہ انکی

درمیان مین ہے وہ کلام معترض ہے خفناوی نے کہا یعنی یہ اس پر معطوف ہے عطف احد المتقابلین پر دیگر اگرچہ
معطوف جملہ اسمیہ ہے اور معطوف علیہ جملہ فعلیہ سو یہ اختلاف صحت عطف کو مانع نہین ہے غایت اسکا یہ ہے کہ حسن عطف
سے خالی ہے انتہی شیخ زادی رحمہ اللہ تعالی کے بیان کا حاصل یہ ہے کہ اصل کلام یون ہو ینجی اللہ المتقین بمفازتہم و
الذین کفروا اولئک ھم الخاسرون یہ عطف ہو احد المتقابلین کا دوسرے پر اس لیے کہ احد الجملتین کی مفردات دوسرے
کی مقابل ہین معنی کی جہت سے یہ دو جملے جبکہ یہ بات بیان کرنے کو لائے گئے کہ اللہ تعالی اہل تقوی و اہل کفر مین سے ہر ایک
کو جزا دیگا موافق ان کے افعال کے تو درمیان ان کے وہ جملہ معترضہ لایا گیا جو اس بات کی تاکید کرتا ہے کیونکہ جب اللہ تعالی
ہر شے کا خالق ہوا اور ساری اشیا اسی کی طرف موکل ہوئین اور خزائن سموات و ارض کا وہی مالک ہوا تو اس سے یہ لازم
آیا کہ اللہ تعالی افعال مکلفین پر مطلع ہے اور انپر جزا دینے والا ہے ہی یہ بات کہ ینجی اللہ الذین اتقوا جملہ فعلیہ ہے اور والذین
کفروا جملہ اسمیہ اور اسمیہ کا عطف فعلیہ پر مستحسن نہین ہے سو اسکا یہ جواب ہے کہ مقتضی ظاہر کا یون تھا کہ و یہلک الکافرین
کہا جاتا مگر ایسا نہ کہا اور طرز کلام کو بدلا واسطے دو نکتون کے اول نکتہ یہ ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ متقیون کو
جو بھلائی پہونچی سو وہ طرف سے اللہ تعالی کے ہے بسبب انکے فضل و رحمت کے اور کافرون کو جو برائی پہونچی سو وہ طرف سے انکے
حالون کے ہے اس لیے کہ انہون نے اپنے بہرہ و نصیب کا خسران و زیان کیا بسبب اپنی سوء اختیار کے اور دوسرے نکتہ
کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے بوجہ اپنی غایت کرم کے وعدہ متقین کی تصریح فرمائی اور اپنی ذات مقدس کی طرف اسکو
نسبت کی اور وعید کفار کی تصریح نہ فرمائی اپنی طرف نسبت کرنے کا کیا ذکر ہے **دوسرا قول** یہ ہے کہ والذین
کفروا متصل ہے قولہ تعالی اللہ خالق کل شئ الآیہ سے یعنی اللہ تعالی کا کمال قدرت و حکمت ایسا ہی کہ آسمان و زمین
مین اسی اکیلے کا تصرف ہے اور وہی ان کا حافظ و نگہبان ہے اور جو لوگ اس کے منکر ہون تو وہی ہین کامل
زیان کار پھر اگر مقالید السموات والارض کنایہ ہوگا اللہ پاک کی قدرت سے تو آیات اللہ سے مراد دلائل قدرت
الہی ہونگی اور اگر مقالید کی تفسیر حدیث مذکور کے ساتھ کی جاوے گی تو مراد آیات اللہ سے کلمات توحید و تمجید باری
تعالی ٹھیرینگے بالجملہ جبکہ کفار نے حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بت پوجنے کی طرف بلایا جسپر وہ قائم تھے تو اللہ
پاک نے انکو امر فرمایا کہ ان سے یون کہدو قُلْ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِّي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ ۝ وَلَقَدْ أُوحِيَ
إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ
وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ
مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ تو کہہ اب اللہ کے سوا کسی کو بتلاتے ہو کہ پوجون اے نادانون
اور حکم ہو چکا ہے تجھکو اور تجھ سے اگلون کو اگر تو نے شریک مانا اکارت جاوینگے تیرے کیے اور تو ہوگا ٹوٹے مین آیا نہ
بلکہ اللہ ہی کو پوج اور رہ حق ماننے والون مین اور نہین سمجھے اللہ کو جیسا کچھ وہ ہے اور زمین ساری ایک مٹھی ہے

اُس کی دن قیامت کے اور آسمان لپیٹے ہین اُسکے داہنے ہاتہہ مین وہ پاک ہے اور بہت او پراُس سے کہ شریک بتاتے ہین
ف اللہ کے فرمائے موافق اللہ کا دہنا ہاتہہ کہیے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین قل افغیر اللہ الآیہ کے سبب نزول
مین وہ روایت ذکر کی ہے جو کہ ابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مشرکون نے
اپنے جہل و نادانی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا طرف پوجنے اپنے معبودون کے اور وہ آپکے ساتہہ انکو معبود کو
پوجین اسپر یہ آیت نازل ہوئی تا من الخاسرین یہ آیت مثل اس آیت کی ہے وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ قولہ تعالی بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے واسطے
اخلاص عبادت کر تو اور وہ لوگ جنہون نے تیری پیروی کی ہے اور سچے سچا مانا ہے قولہ تعالی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ
حَقَّ قَدْرِهٖ الآیہ یعنی مشرکون نے قدر نہ کی اللہ کی جیسا کہ حق ہے انکی قدر کرنے کا جبکہ اُس کے ساتہہ اُس کے غیر کو پوجا
حالانکہ وہ ایسا عظیم ہے کہ اُس سے بڑہکر کوئی عظیم نہین ہے اور قادر ہے ہر شے پر مالک ہی ہر شے کا اور ہر شے
اُس کے قہر و قدرت کے تحت مین ہے مجاہد نے کہا کہ قریش کے بارے مین نازل ہوئی ہے سدی نے کہا
کہ تعظیم نہ کی انکی جیسا کہ حق ہے انکی تعظیم کرنے کا محمد بن کعب نے کہا اگر وہ انکی قدر کرتے جیسا کہ حق ہے انکی قدر
کرنے کا تو انکی تکذیب کرتے علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباسؓ سے یہ ہی کہ ماقدروا اللہ حق قدرہ کفار مین جو کہ انکی
قدرت پر ایمان لائے کہ اُس کو اُنپر قدرت ہے پس جو کوئی اسپر ایمان لائے کہ اللہ ہر شے پر قدیر ہے تو مقرر اُسنے قدر کی
اللہ کی حق قدرہ اس آیت کریمہ کو متعلق بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین طریق اس مین اور اس کے مثل اور آیتون
مین مذہب سلف کا ہے وہ یہی انکا امرار ہے جیسے وہ آئی ہین بدون تکییف کے اور بغیر تحریف کے بخاری نے
تفسیر ما قدروا اللہ حق قدرہ مین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک حبر آیا احبار سے
طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہر کہا ای محمدؐ بیشک ہم پاتے ہین یعنی اپنی کتاب مین کہ اللہ عزوجل رکہے گا
آسمانون کو ایک انگلی پر اور زمینون کو ایک انگلی پر اور درختون کو ایک انگلی پر اور پانی و ثری کو ایک انگلی پر اور باقی خلق
کو ایک انگلی پر پہر کہے گا مین ہون بادشاہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے یہان تک کہ ظاہر ہوگئین آپ کی
کچلیان واسطے تصدیق قول حبر کے پہر آپنے یہ آیت پڑہی ما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیامۃ
الآیہ رواہ البخاری ایضا فی غیر ھذا الموضع من صحیحہ والامام احمد ومسلم والترمذیؒ و
النسائی فی التفسیر من سننہما کلھم من حدیث سلیمان بن مہران الاعمش عن ابراھیم عن
عبیدۃ عن ابن مسعودؓ رضی اللہ عنہ بنحوہ ۲ - امام احمد نے عن علقمہ عن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت
کیا ہے کہ ایک شخص آیا طرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل کتاب مین سے پس کہا اے ابوالقاسم کیا تجہ کو پہونچی
ہے یہ بات کہ اللہ تعالی اُٹہائے گا خلائق کو ایک انگلی پر اور آسمانون کو ایک انگلی پر اور زمینون کو ایک انگلی پر اور

درختون کو ایک انگلی پر اور آب وثری کو ایک انگلی پر کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے یہان تک کہ ظاہر ہوگئین آپکی کچلیان کہا اور اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی وما قدروا اللہ الی آخر الآیہ وھکذا رواہ البخاری ومسلم والنسائی من طرق عن الاعمش بہ ۳ - امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے گزر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ جلوس فرما تھے پس کہا ای ابوالقاسم تو کس طرح کہتا ہے جس دن کہ اللہ سبحانہ وتعالی رکھے گا آسمان کو اس پر اور اشارہ کیا انگشت سبابہ سے اور زمین کو اس پر اور پہاڑون کو اس پر اور باقی خلائق کو اس پر ہر ایک مین اپنی انگلیون سے اشارہ کرتا تھا پس اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی وما قدروا اللہ حق قدرہ الآیہ وکذا رواہ الترمذی فی التفسیر عن عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی عن محمد بن الصلت عن ابی جعفر عن ابی کدینۃ یحیی بن المھلب عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی مسلم بن صبیح بہ وقال حسن صحیح غریب لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ ۴ - پہر بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے قبض کرے گا اللہ تعالی زمین کو اور پیٹے گا آسمان کو اپنے دہنے ہاتھ مین پہر فرماوے گا مین ہون بادشاہ کہان ہین زمین کے بادشاہ تفرد بہ من ھذا الوجہ رواہ مسلم من وجہ آخر ۵ - بخاری نے دوسری جگہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ بیشک اللہ تبارک وتعالی قبض کرے گا قیامت کے دن زمینون کو ایک انگلی پر اور ہونگے آسمان اسکے دہنے ہاتھ مین پہر فرماوے گا مین ہون بادشاہ تفرد بہ ایضا من ھذا الوجہ ورواہ مسلم من وجہ آخر ورواہ الامام احمد من طریق اخری بلفظ اخر ابسط من ھذا السیاق واطول عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ۶ - حضرت ابن عمر کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑہی ایک دن منبر پر وما قدروا اللہ تا یشرکون اور آپ یون اشارہ فرماتے تھے اپنے ہاتھ سے ہلاتے تھے اسکو آگے لے جاتے تھے اسکو اور پیچھے لاتے تھے اسکو تمجید کرتا ہے رب اپنے نفس کی مین جبار ہون مین متکبر ہون مین بادشاہ ہون مین عزیز ہون مین کریم ہون پس منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیے ہوئے کانپا یہان تک کہ ہم نے کہا کہ البتہ وہ آپکو گرا دیگا وقد رواہ مسلم والنسائی وابن ماجہ من حدیث عبد العزیز بن ابی حازم زاد مسلم ویعقوب بن عبد الرحمن کلاھما عن ابی حازم عن عبید اللہ بن مقسم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بہ نحوہ لفظ مسلم کا عبید اللہ بن مقسم سے اس حدیث مین یہ ہے کہ اس نے نظر کی طرف عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ کیسی حکایت کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہا کہ پکڑلیوے گا اللہ تبارک وتعالی اپنے آسمانون کو اور اپنی زمینون کو اپنے ہاتھ مین اور فرماوے گا مین ہون بادشاہ اور قبض کرتے تھے اپنی انگلیون کو اور کشادہ کرتے تھے انکو مین بادشاہ ہون یہان تک کہ نظر کی مین نے

طرف منبر کے کہ وہ ہلتا تہا اپنے اسفل کی شے سے یہان تک کے البتہ مین کہتا تہا کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیکر گرنے والا ہے ۷۔ بزار نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ آیت پڑہی منبر پر وما قدروا اللہ حق قدرہ یہان تک کہ پہونچے سبحانہ وتعالی عما یشرکون کو فقال المنبر ہکذا فجا رود ہب ثلاث مرات واللہ اعلم یعنی پس منبر یون ہوگیا پہر آیا اور گیا تین بار مطلب یہہ ہے کہ تین بار منبر آگے کو آیا پہر پیچہے ہوگیا وقد رواہ الامام الحافظ ابو القاسم الطبرانی من حدیث عبید بن عمیر عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وقال صحیح ۸۔ طبرانی نے معجم کبیر مین حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم کے ایک گروہ سے فرمایا مین پڑہنے والا ہون تم پر آیتون کو آخر سورۂ زمر سے پس جو کوئی تم مین سے روئے گا تو واجب ہوگی اُس کے واسطے جنت پہر آپنے اُنکو پڑہا پاس سے وما قدروا اللہ حق قدرہ کے آخر سورت تک سو ہم مین سے بعض تو روئے اور بعض نہین روئے پہر جو نہ روئے اُنہون نے عرض کیا یا رسول اللہ البتہ مقرر ہم نے جہد کیا کہ ہم روئین سو نہ روئے پس آپنے فرمایا لو اب مین اُنکو پڑہتا ہون تم پر فمن لم یبک فلیتباک یعنی اب جس کو رونا نہ آئے تو چاہیے کہ رونے کی صورت بنائے ھذا حدیث غریب جدًا اس سے بڑہ کر غریب وہ حدیث ہے ۹ جس کو طبرانی نے معجم کبیر مین حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ تعالی فرماتا ہے تین خصلتین ہین کہ مین نے اُنکو غائب کردیا ہر اپنے بندون سے اگر انکو دیکہہ لیتا کوئی شخص تو نہ کرتا کوئی بُرائی کبہی اگر مین کہولدیتا اپنا پردہ پہر وہ مجہے دیکہہ لیتا یہان تک کہ یقین کرلیتا اور جان لیتا کہ کس طرح مین کرون گا اپنی خلق کے ساتہ جبکہ مین اُن کے پاس آؤن گا اور قبض کرون گا آسمانون کو اپنے ہاتہ مین پہر قبض کرون گا زمینون کو پہر کہون گا مین بادشاہ ہون کون ہے وہ جس کے واسطے ملک ہے سوا میرے پہر مین اُنکو دکہاؤن گا جنت اور وہ شے جو مین نے اُن کے واسطے اُس مین تیار کر رکہی ہے ہر خیر سے پہر وہ اُس کا یقین کرلین گے اور دکہاؤن گا اُن کو نار اور وہ شے جو مین نے تیار کر رکہی ہے واسطے اُن کے اُس مین ہر شر سے پہر وہ اُس کا یقین کرلین گے ولیکن عمدًا مین نے انکو اُن سے غائب کردیا ہے تاکہ مین جانون کہ وہ مجہے کیا جانتے ہین اور مقرر مین نے انکو اُن کے واسطے بیان کردیا ہے وھذا اسناد متقارب وھی نسخۃ تروی بھا احادیث جمۃ واللہ اعلم۔ **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ ہمزہ واسطے استفہام انکار توبیخی کے ہے اور حرف فا واسطے عطف کے ہے مقدر پر جس طرح کہ اس کے نظائر مین ہوتا ہے اور غیر منصوب ہے اعبد سے اور اعبد معمول ہے تامرونی کا برتقدیر ان مصدریہ کی پہر جب وہ حذف کیا گیا تو اُس کا عمل باطل ہوگیا اصل میں

ہے افتامرونی ان اعبد غیر اللہ قالہ الکسائی وغیرہ یعنی کیا پہر تم مجہے امر کرتے ہو بعد مشاہدہ کرنے ان نشانیون کے
جو کہ دال ہین اللہ کی انفراد اور توحید پر اس بات کا کہ مین پوجون اللہ کے غیر کو یہہ بہی جائز ہے کہ غیر منصوب ہو تامرونی
سے اور اعبد اُس سے بدل اشتمال ہو اور اَن بہی اُس کے ساتہہ مضمر ہو یہہ بہی جائز ہے کہ غیر منصوب ہو فعل مقدر سے
ای افتلزمونی غیر اللہ اے عبادۃ غیر اللہ او اعبد غیر اللہ اعبد جمہور نے تامرُونی پڑہا ہے باین طور کہ نون ضم
کو نون وقایہ مین ادغام کیا ہے مع اُس اختلاف کے جو اُن کے درمیان ہے حرف یا کی فتح مین اور اُس کے ساکن کرنے
مین اور نافع نے تامرونی بنون خفیفہ وفتح یا اور ابن عامر نے تامرونني بفک ادغام وسکون یا حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قریش نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرف بلایا
کہ ان کو مال عطا کرین تو وہ سب سے بڑہ کر غنی ہوجائین گے مین اور نکاح کردین اُن کا جس عورت سے وہ چاہین اور
روندین اُنکی ایڑی کو یعنی سب اُنکو فرمان بردار ہوکر اُن کے پیچہے اردلی مین چلین پہر قریش نے آپ سے کہا اے
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب تیرے واسطے ہے اور تو باز رہے ہمارے معبودون کو برا کہنے سے اور نہ ذکر
کرے تو اُنکا برائی سے آپ نے فرمایا یہان تک کہ مین دیکہون کہ کیا آتا ہے میرے پاس طرف سے میرے رب کے پس
اللہ نے وحی لایا قل یا ایہا الکافرون الی آخر السورۃ اور اللہ تعالے نے آپ پر یہہ آیت نازل فرمائی قل افغیر اللہ تامرون
الخاسرین اخرجہ ابن مردویۃ حرف لام لقد مین اور لئن مین دال ہے قسم مقدر پر ای واللہ لقد وو
اللہ لئن اونائب فاعل اوحی کا الیک ہے کسی نے کہا کہ نائب فاعل اُسکا جملہ قسم ثانی مع اپنے جواب کے ہو اسے اوحی
الیک ہذا الکلام یعنی لئن اشرکت الخ کسی نے کہا کہ نائب فاعل محذوف ہے سیاق اُس پر دال ہے ای اوحی
الیک التوحید اور حرف لام لیحبطن اور لتکونن کا واقع ہے جواب مین قسم ثانی کے اور قسم ثانی مع اپنے جواب
کے جواب ہے قسم اول کے اور جواب شرط کا محذوف ہے اس واسطے کہ قسم کا جواب اُس پر دال ہے معنی یہ ہین قسم ہے اللہ کی
البتہ مقرر وحی کی گئی طرف تیرے اور طرف اُن رسولون کے جو تجہہ سے پہلے تہے قسم ہے اللہ کی البتہ اگر تو اے
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بالفرض شرک کرے گا تو البتہ اکارت جاتے گا تیرا عمل اور البتہ تو ہوگا ٹوٹا پانیوالون
سے اب رہی یہ بات کہ جنکی طرف لئن اشرکت الخ کی وحی کی گئی ہے وہ ایک جماعت ہین یعنی حضور صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ سے پہلے کے پیغمبر تو لئن اشرکت بصیغہ مفرد کیونکر درست ہوگا بلکہ ظاہر یہ تہا کہ لئن
اشرکتم بصیغہ جمع کہا جاتا سو اسکا یون جواب دیا ہے کہ یہان تقدیم وتاخیر ہے اصل عبارت یہہ ہے اوحی الیک
لئن اشرکت الخ والی الذین من قبلک مثلہ یعنے تیری طرف وحی کی گئی ہے کہ اگر تو شرک کرے گا تو اکارت جائیگا
تیرا عمل اور ہوگا تو خاسرین سے اور وحی کی گئی ہے طرف ہر ایک کے اُن مین سے کہ اگر تو نے شرک کیا الخ جس طرح
کہ ایک جماعت یون کہے کہ کسانا الامیر حلۃ تو اُس کے یہ معنی ہون گے کہ امیر نے ہم مین سے ہر ایک کو جوڑا پہنایا

اسی طرح یہان بہی ہے تو اب معنی ٹہیک ہو گئے **مقاتل** نے کہا معنی یہ ہین کہ وحی کی گئی طرف تیرے اور طرف نبیون کے جو تجہ سے پہلے تہے ساتہہ توحید کے اور توحید بدلالت سیاق یہان سے محذوف ہے، پہر کہا لئن اشرکت یا محمد لیحبطن عملک یہ خطاب خاص ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غرضکہ اللہ پاک کو شرک کی مذمت اور شدت بیان کرنا منظور ہے سو اُس کو پیرایہ تعریض مین ادا کیا خطاب تو فرمایا پیغمبرون کو اور مراد اُن کے سوا اور لوگ ہین اس لیے کہ اللہ پاک نے پیغمبرون کو شرک سے معصوم رکہا ہے اس طرز خاص پر بیان کرنے سے مقصود بندون کو ڈرانا ہے شرک سے کیونکہ جب شرک موجب حبط اعمال انبیا رہے بطور فرض و تقدیر تو اُن کے سوا انکی اُمتون کے اعمال کو بطریق اولی حبط کر دیگا کسی نے کہا یہ خاص ہے ساتہ انبیاء علیہم السلام کے اس لیے کہ اُن سے شرک کا صادر ہونا بزرگتر ہے گناہ مین بہ نسبت اُن کے غیر کے لیکن قول اول اولی ہے یعنی خطاب انبیا کو بطور تعریض ہے اور مراد انکی اُمتین ہین جو کوئی اُن مین سے شرک کرے گا اُس کے عمل باطل ہو جائین گے مگر یہ آیت شرک پر مرنے کے ساتہ مقید ہے جس طرح کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ **بالجملہ** پہر اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی توحید کا امر کیا پس ارشاد فرمایا بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ اس مین رد ہے مشرکون پر اس جہت سے کہ اُنہون نے آپکو بت پوجنے کا امر کیا تہا وجہ رد کی وہ قصر و حصر ہے جس کا اسم مبارک اللہ کا مقدم کرنا فائدہ دیتا ہے یعنی انکی ایک مت سُن تو تو اکیلے اللہ ہی کو پوج زجاج نے کہا اسم مبارک اللہ منصوب ہے اعبد سے یعنی اُس کا مفعول مقدم ہے کہا اس مین درمیان بصریون کوفیون کے کسی طرح کا اختلاف نہین ہے فراء نے کہا کہ باضمار فعل منصوب ہے کسائی سے بہی مثل اس کے مروی ہے یعنی فعل ناصب اُس کا اعبد محذوف ہے جس کی تفسیر اعبد مذکور کر رہا ہے لیکن قول اول اولی ہے زجاج نے کہا کہ حرف فا فاعبد کا واسطے مجازاۃ کے ہے اخفش نے کہا کہ زائد ہے عطاء و مقاتل نے کہا کہ فاعبد کے معنی وَحِّدْ ہین یعنی تو اللہ کی توحید کر اس واسطے کہ عبادت اللہ کی صحیح نہین ہوتی ہے مگر ساتہہ اُسکی توحید کے خطیب نے کہا کہ بل اللہ فاعبد معطوف ہے مقدر پر جس پر سیاق کلام دال ہے ای فلا تشرک بل اللہ فاعبد یعنی تو شرک مت کر بلکہ اللہ ہی کو پوج وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک نے جو تجہ پر یہ انعام فرمایا کہ توحید کی طرف اور اپنے دین کی طرف بُلانے کی تجہے ہدایت کی اور رسالت کے ساتہ تجہ کو اختصاص بخشا سو تو اس انعام کا شکر ادا کر وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ یعنی نہین پہچانا مشرکون نے اللہ کو جیسا کہ حق ہے اُس کے پہچاننے کا مبرد نے کہا کہ تعظیم نہ کی اسکی جیسا کہ حق ہے اسکی عظمت کا جبکہ شریک کیا اُس کے ساتہ اُس کے غیر کو ماخوذ ہے اس قول سے کہ فلان عظیم القدر اللہ پاک نے جو مشرکون کو اس وصف کے ساتہ موصوف کیا سو اس لیے کہ اُنہون نے غیر اللہ کو پوجا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کو امر کیا کہ وہ بھی شرک میں اُن کی شکل ہو جائیں حضرت حسن وابوحیوہ وعیسیٰ بن عمر نے قدّروا بہ تشدید دال پڑہا ہے
پھر اللہ پاک نے اپنی عظیم قدرت وجلالت شان پر آگاہی بخشی ارشاد فرمایا وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ قبضہ لغت میں وہ شے ہے جس پر آدمی اپنی ساری ہتیلی سے قبضہ کرے یعنی مٹھی بہر اللہ سبحانہ
اپنی قدرت عظیم کی خبر دیتا ہے کہ ساری زمین باوجود اپنی عظمت وکثافت وطول وعرض کے اُس کے
مقدور میں مثل اُس شئے کے ہے جسکو قابض ہتیلی سے قبضہ کرتا ہے۔ یہ یون سمجھو کہ مثلاً کسی شئے میں
کسی شخص پر تصرف آسان ہو اگرچہ وہ اُس شئے پر قبضہ نہ کرے مٹھی میں نہ پکڑے اُس کے حق میں تم کہو کہ
وہ شئے اُس کے ہاتہ میں ہے اُس کے قبضہ میں ہے مطلب یہ ہے کہ اُس میں تصرف کرنا اُس پر سہل ہے
اس کے نزدیک اُسکی کچہ ہستی نہیں ہے اسی طرح وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ کو سمجہو کلمۂ ارض کا گو بظاہر مفرد
ہے مگر مراد اُس سے ساتون زمینیں ہیں جمیعًا کا کلمہ اس کی گواہی دیتا ہے کیونکہ اس تاکید کا داخل کرنا جمع
نہیں ہوتا ہے مگر جمع پر اسی طرح لفظ سموات کا بہی اس کا شاہد ہے اور اس لیے کہ یہ جگہہ جائے تعظیم
ہے تو تعظیم مبالغے کی مقتضی ہوتی ہے قبضہ کے دو معنی آتے ہیں ایک معنی تو یہ ہیں کہ ایک بار
مٹھی بہرنا یہ معنی مصدری ہیں دوسرے معنی یہ ہیں کہ مٹھی بہر شئے کو کہتے ہیں یہان دونون معنے کا احتمال
ہے اول کی بنا پر قبضتہ کے معنی ذوات قبضتہ ہیں یعنے ساتون زمینیں اُسکی ایک بار مٹھی بہرنے کی
چیزین ہیں کہ اُن کو ایک بار مٹھی بہرنے میں قبض کرلے گا مطلب یہ ہے کہ ساتون زمینیں مع اپنی
عظمت وفراخی کے نہ پہونچین گی مگر ایک قبضہ کو اُس کے قبضات سے گویا ایک ہتیلی سے ایک بار اُن
کی مٹھی بہرلے گا۔ اور دوسرے معنی کی بنا پر معنے ظاہر ہیں یعنے ساری زمینیں کل کی کل بقدر
اُس شئے کے ہیں جس کو ایک ہتیلی سے قبض کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ سب بمقدار مٹھی بہر کے ہیں
ارض کو سموات پر اس لیے مقدم کیا کہ اُس پر رہتے بستے ہیں اُسکی حقیقت کو جانتے پہچانتے ہیں *
روز قیامت کا خاص کرکے ذکر فرمایا گو اُس کی قدرت دار دنیا کو بہی عام وشامل ہے سو صرف اس
واسطے کہ اُس دن دعوے منقطع ہو جائیں گے کما قال تعالیٰ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ وقال مٰلِكِ
يَوْمِ الدِّيْنِ اور اسی لیے حدیث شریف میں یون فرمایا ہے ثم یقول انا الملک این ملوک الارض
یعنی پہر فرماؤ گا میں ہون بادشاہ کہان ہیں زمین کے بادشاہ مطویات ماخوذ ہے طے سے
طے ضد نشر ہے طے لپیٹنا نشر پہیلانا ہے کما قال تعالیٰ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ
یمین کا ذکر واسطے مبالغے کے ہے کمال قدرت میں جس طرح کہ آدمیون سے کوئی شخص لپیٹتا
ہے اپنے سیدہے ہاتہ سے اُس شئے کو جسکا لپیٹنا اُس کے مقدور اور قابو میں ہوتا ہے یمین کا لفظ

کلام عرب مین کبھی بمعنی قدرت وملک آتا ہے اخفش نے کہا یمینہ کے معنے ہین فی قدرتہ مثل قولہ تعالی او ما ملکت ایمانکم اے ما کانت لکم قدرة علیہ یہ معنی نہین ہین کہ ملک سیدہی ہاتہہ کے لیے ہے بائون ہاتہہ اور باقی جسم کے واسطے نہین ہے اسی معنی سے یہ آیت ہے لاخذنا منہ بالیمین لے بالقوة والقدرة مراد طے سے یہ نہین ہے کہ کہڑے ہین کھینچا کہا یکی ہمہ ہی ہے محنت ومشقت اٹہا رہے ہین اس سے تو مراد یہی اُن کا فنا ودہاب ہے محاورہ عرب مین بولتے ہین قد انطوی عنا ما کنا فیہ وجاء نا غیرہ یعنی جس حال مین ہم تہے وہ جاتا رہا اور اُس کے سوا اور حال ہم پر آیا جملہ والارض جمیعا قبضتہ محل نصب مین ہے بنا بر حال یعنی تعظیم نہین کی اُسکی جیسا کہ حق ہے اُس کی تعظیم کا حالانکہ وہ متصف ہے ساتہ اس صفت کے جوکہ دال ہے کمال قدرت پر جمہور نے قبضتہ کو برفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا کی اور حضرت حسن نے بنصب آبن خالویہ نے اس کی یون توجیہ کی ہے کہ بنا بر ظرفیت منصوب ہے اے فی قبضتہ جمہور نے مطویات کو برفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا کی اور جملہ محل نصب مین ہے بنا بر حال مثل جملہ ماقبل کے کلمہ بیمینہ متعلق ہے مطویات سے یا حال ہے مطویات کی ضمیر سے یا خبر ثانی ہے اور عیسیٰ وجحدری نے بنصب مطویات پڑہا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ السموٰت معطوف ہے الارض پر اور قبضتہ خبر ہے الارض والسموٰت کی اور مطویات حال ہے یا مطویات منصوب ہے فعل مقدر سے اور بیمینہ خبر خازن نے کہا یمین ہمارے نزدیک بمعنی جارحہ نہین ہے وہ تو صرف ایک صفت ہو کہ اُس کے ساتہہ توقیت آئی ہے پس ہم اُس کا اطلاق کرتے ہین اُس طور پر جس پر وہ آئی ہے اور ہم اُس کی کیفیت بیان نہین کرتے اور ہم باز رہتے ہین وہان تک جہان ہم کو کتاب اللہ اور اخبار ماثورہ صحیحہ نے باز رکہا ہے یہ مذہب ہے اہل سنت وجماعت کا کثر اللہ سوادہم سفیان بن عیینہ نے کہا ہر وہ شے جس کے ساتہہ اللہ نے اپنے نفس کو وصف کیا ہے اپنی کتاب مین سو تفسیر اُس کی تلاوت اسکی ہے اور سکوت ہے اُس سے انتہی مقصود اس آیت سے اشارہ کرنا ہے طرف اس بات کی کہ جو اس دار مین آسمان وزمین کو باقی رکہنے کا متولی ہے وہی قیامت کے دن اُنکی تخریب کا متولی ہے یہ امر اس پر دال ہے کہ ایجاد واعدام پر اسکو پوری قدرت ہے اور اس پر کہ وہ غنی ہے علی الاطلاق کیونکہ جس وقت وہ زمین کے خراب کرنے کا قصد کرے گا تو اُسکو قبض کرلے گا اور اُسکو زائل کر دے گا اور آسمانون کے تخریب کا ارادہ کرے گا تو اُسکو مثل لپیٹے ہوئے کاغذ کے جمع کر دے گا کچھ حدیثین اس باب کی اول گزر چکی ہین وفی الباب احادیث وآثار یقتضے حمل الآیة علی ظاہرہا من دون تکلف لتاویل ولا تعسف بقال وقیل پھر اللہ پاک نے اپنے نفس مقدس کی تنزیہ فرمائی سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ یعنے وہ پاک اور برتر ہے اُن معبودون سے جنکو مشرک لوگ اُس کے واسطے شریک ٹہیراتے ہین باوجود اس قدرت عظیم وحکمت باہرہ کے باجلہ

جبکہ اللہ پاک نے آسمان وزمین کے فنا ہونے کا ذکر کیا تو نفخ صور کا ذکر فرمایا وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اور پہونکا گیا نرسنگا پہر بے ہوش ہوگرا جو کوئی ہے آسمانون مین اور زمین مین مگر جسکو پہر پہونکا گیا دوسری بار پہر تبہی وہ کہڑے ہوگئے دیکہتے اور چمکی زمین اپنے رب کے نور سے اور لا دہرا دفتر اور حاضر آئے پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہوا اُن مین انصاف سے اور اُن پر ظلم نہ ہوگا اور پورا ملا ہر جی کو جو کیا اُسنے اور اُس کو خوب خبر ہے جو کرتے ہین ف ایک بار نفخ صور ہے عالم کے فنا کا دوسرا ہے زندہ ہونے کا پہر تیسرا ہے بیہوشی کا بعد حشر کے چوتہا خبردار ہونے کا اُس کے بعد اللہ کے سامنے ہوجاوینگے ف۲ گواہ ہر وقت کے نیک لوگ احوال بتاوینگے بُرون کی بُرائی اور بہلون کی بہلائی جو دیکہتے تہے ف۳ یعنے گواہ آتے ہین اُن کے الزام دینے کو نہین تو اللہ پر کیا چہپا ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تبارک وتعالی خبر دیتا ہے روز قیامت کی اور اُن بڑی بڑی نشانیون کی اور ہولناک زلزلون کی جو اُس مین ہونگے پس قول تعالی ونفخ فی الصور تا من شاء اللہ سے مراد دوسرا نفخہ ہے اور یہی نفخہ صعق ہے اور اسی سے آسمان وزمین والون مین کے زندہ لوگ مرجائینگے مگر وہ جنکو اللہ چاہے گا جیسا کہ حدیث مشہور صور مین یہ بات مصرح ومفسر آئی ہے پہر باقیون کی روح قبض کی جائے گی یہانتک کہ سب مرنے والون کے پیچہے ملک الموت مرینگے اور تنہا رہ جائے گا حی قیوم جو کہ اول تہا اور وہی باقی رہے گا ساتہ دوام و بقا کے اور فرمائے گا لمن الملک الیوم تین بار پہر آپ ہی خود کو جواب دیگا تو فرمائے گا للہ الواحد القہار مین وہ ہون جو تنہا تہا اور سب پر مقہور کیا مین نے ہر شے کو اور حکم کیا فنا کا ہر چیز پر پہر سب سے اول حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرے گا اور انکو حکم دیگا کہ صور مین دوسری پہونک پہونکین یہ تیسرا نفخہ نفخۃ البعث ہے فرمایا اللہ جل جلالہ نے ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ یعنی وہ زندہ ہوجائینگے بعد اسکے کہ ہڈیان اور ریزے ریزے ہوگئے تہے روز قیامت کے ہولون کو دیکہتے ہونگے کما قال تعالی فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ وقال عز وجل يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا وقال تعالی وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ امام احمد نے یعقوب بن عاصم بن عروہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا ایک شخص کو کہ اُسنے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

کہ تم کہتے ہو قیامت قائم ہوگی فلان فلان مدت تک حضرت عبد اللہ نے فرمایا البتہ مقرر قصد کر لیا مین نے کہ
حدیث نہ کرون تم کو کسی شئے کی مین نے تو صرف یہ کہا ہے کہ عنقریب تم دیکھو گے بعد ذرا سی مدت کے ایک امر
عظیم کو پہر حضرت عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نکلے گا دجال میری امت مین پہر
وہ ٹہیرے گا اُن مین چالیس مین نہین جانتا ہون کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس برس یا چالیس رات
پہر بہیجے گا اللہ تعالی عیسی ابن مریم علیہ الصلوۃ والسلام کو گویا وہ عروہ بن مسعود ثقفی ہین پہر وہ غالب ہون گے
پس ہلاک کر دے گا اسکو اللہ تعالی پہر ٹہیرین گے لوگ بعد اُس کے سات برس نہین ہوگی درمیان دو آدمیون کے
عداوت پہر بہیجے گا اللہ تعالی ایک سرد ہوا شام کی طرف سے پہر باقی نہ رہے گا کوئی جس کے دل مین ذرہ برابر
ایمان ہوگا مگر وہ ہوا اسکو قبض کر لے گی یہان تک کہ اگر ہوتا ایک اُن کا کسی پہاڑ کے جگر مین تو البتہ وہ
اُس پر داخل ہوتی حضرت عبد اللہ نے کہا کہ مین نے سنا ہے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور باقی
رہ جائینگے بد لوگ خفت مین پرندون کے اور عقلون مین درندون کے نہ پہچانین گے کسی نیک بات کو اور نہ
بُرا جانین گے کسی بُری بات کو پہر متمثل ہوگا اُن کے واسطے شیطان تو کہے گا الا تستجیبون یعنی تم کیون نہین کہا
مانتے ہو پہر اُن کو بت پوجنے کا حکم دے گا تو وہ اُن کو پوجین گے وَهُمْ فِي ذَٰلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ
حَسَنٌ عَيْشُهُمْ یعنی اس حال مین ان کی روزی فراخ اور گذران اچہی ہوگی پہر پہونکا جائے گا صور مین تو
نہ سُنے گا اسکو کوئی اِلَّا اَصْغٰى لِيْتًا وَرَفَعَ لِيْتًا یعنے مگر جہکائے گا گردن کی ایک جانب کو اور اٹہائیگا دوسرے کو پہلے
پہل جو اسکو سُنے گا وہ ایک شخص ہوگا جو اپنے حوض کی اصلاح و درستی کرتا ہوگا تو وہ بیہوش ہو جائے گا
پہر کوئی باقی نہ رہے گا مگر وہ بیہوش ہوگا پہر بہیجے گا اللہ تعالی یا نازل کرے گا ایک باران گویا وہ طل ہے یعنی
شبنم یا ظل نعمان راوی نے شک کیا ہے تو اُس سے لوگون کے جسم اُگین گے پہر اُس مین اور پہونک پہونکی
جائے گی تو ناگاہ وہ کہڑے ہوئے دیکہتے ہون گے پہر کہا جائے گا اے لوگو آؤ طرف اپنے رب کے وَقِفُوْهُمْ
اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ یعنی ٹہیراؤ اُن کو اُن سے پوچہہ ہوگی کہا پہر کہا جائے گا نکالو بعث نار کا یعنی اُن
لوگون کو الگ کرو جو دوزخ مین بہیجے جائینگے کہا پہر کہا جائے گا کہ کس قدر۔ تو کہا جائے گا کہ ہر ایک ہزار
سے نو سو ننانوے فَيَوْمَئِذٍ تَبْعَثُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا یعنی اس دن مبعوث ہونگے بچے بڈہے وَيَوْمَئِذٍ
يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ یعنی اُس دن پنڈلی کہولی جائے گی انفرد باخراجہ مسلم فی صحیحہ بخاری نے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کرتے تہے کہ
آپ نے فرمایا درمیان دو نفخون کے چالیس ہین لوگون نے کہا ای ابو ہریرہ چالیس دن میں انکار کرتا ہون کہا چالیس برس
کہا مین انکار کرتا ہو کہا چالیس مہینے کہا مین انکار کرتا ہون اور بوسیدہ ہو جائیگی ہر شے انسان سے مگر عجب ذنب

[illegible] نے کہا کہ مراد اُس کا طول بقا ہے یعنی کہ وہ پہلا بوسیدہ ہی نہین ہوتی اگرچہ بات خلاف محسوس ہے واللہ اعلم کذا فی مجمع البحار ۱۲ منہ

انکی اسی مین خلق مرکب کی جائے گی ابو یعلی نے عن ابی ہریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ جبرئیل
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کا پوچھا ونفخ فی الصور الآیہ وہ کون ہین جنکو اللہ تعالی نے نہین چاہا کہ اُن کو
بیہوش کرے کہا وہ شہدا ہین گردن مین لٹکائے ہون گے اپنی تلوارین گرد عرش اُس کے کہ پینے کو
آئین گے انکے فرشتے قیامت کے دن یاقوت کی عمدہ اونٹنیان لیے ہوئے جنکو مہار نرم تر ہون گے حریر سے
درازی ان کے قدمون کی درازی ابصار رجال کی ہوگی سیر کرین گے جنت مین کہین گے وقت دراز ہونے
سیر کے سے چلو ہم کو طرف ہمارے رب کے تاکہ ہم دیکھین کس طرح فیصلہ کرتا ہے درمیان اپنی خلق کے ہنسیگا
ان کی طرف معبود میرا اور جس وقت ہنسا طرف کسی بندے کو کسی مقام مین تو اُس پر کچھ حساب نہین ہے
رجالہ کلھم ثقات الا شیخ اسمعیل بن عیاش فانہ غیر معروف واللہ سبحانہ وتعالی
اعلم قولہ تعالی وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا یعنی روشن ہو جائیگی زمین جس وقت کہ حق جل وعلا تجلی
فرمائے گا واسطے خلائق کے فصل قضا کے لیے وَوُضِعَ الْكِتٰبُ یعنی اور رکھی جائیگی کتاب یعنی نامہ کتاب اعمال
کی وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ یعنی اور لائے جائین گے نبی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا وہ
گواہی دین گے امتون پر اس بات کی کہ انہون نے اللہ کی رسالتین انکو پہونچا دین وَالشُّهَدَآءِ
یعنی اور لائے جائین گے گواہ فرشتون مین سے جو کہ نگہبان تھے بندون کے اعمال خیر وشر پر وَقُضِیَ
بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ یعنی فیصلہ کیا جائے گا درمیان ان کے عدل سے اور ان پر ظلم
نہ ہوگا اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْـًٔا
وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِیْنَ وقال تعالی اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَیُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا اسی لیے یہان یون
فرمایا ہے وَوُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ الآیہ یعنی ہر نفس کو پورا دیا جاوے گا بدلا اس کی خیر وشر کا جو اس
نے کیا ہے اور وہ خوب جانتا ہے جو وہ کر رہے ہین **ف** فتح البیان کا بیان فائح یہ ہے کہ اس آیت
مین نفخ فی الصور سے پہلا نفخہ مراد ہے اور صور وہ نرسنگا ہے جس مین اسرافیل علیہ السلام پھونکین گے
اسکا بیان کئی بار گذر چکا ہے کہا ہے کہ حضرت اسرافیل کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام بھی ہون گے اس لیے
کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
اِنَّ صاحبی الصور بایدیھما او فی ایدیھما قرنان یلاحظان النظر حتی یومران اخرجہ ابن ماجۃ یعنی
بے شک دو صاحب صور ان کے ہاتھون مین دو قرن ہین ملاحظہ کر رہے ہین نظر کا یہان تک کہ امر کیے
جائین ابو داؤد مین حضرت ابوسعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاحب صور کا ذکر

کیا اور فرمایا کہ اُس کی سیدھی جانب جبرئیل اور اُس کی بائیں طرف میکائیل علیہ السلام ہوں گے قرطبی نے اس کو ذکر
کیا ہے **صعق** کے یہ معنی ہیں کہ آسمان و زمین والوں کی عقلیں زائل ہو جائیں گی پہر وہ غش کہا کر گر پڑیں گے کسی نے
کہا کہ مر جائیں گے **واحدی** کہتے ہیں مفسرین نے کہا ہے کہ مر جائیں گے خوف اور گہبراہٹ اور شدت آواز سے اہل
سمٰوٰت و ارض **جمہور** نے صور بسکون واو پڑہا ہے و قتادہ و زید بن علی نے بفتح واو جمع صورۃ کی **استثنا**
الا من شاء اللہ میں متصل ہے او مستثنی حضرت جبرئیل و حضرت میکائیل و حضرت اسرافیل و حضرت ملک الموت علیہم السلام
ہیں کسی نے کہا کہ رضوان و حاملین عرش معلی و خازنین جنت و نار اور حور عین ہیں کسی نے کہا کہ تنہا باری تعالی یہ قول حضرت
حسن کا ہے اس میں نظر ہے اس لیے کہ من فی السمٰوٰت ومن فی الارض فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جن کا استثنا
کیا ہے وہ آسمان و زمین والوں سے ہیں کیونکہ استثنا متصل ہے اور باری تعالی حیز و مکان سے پاک ہو تو ان حضرت حسن
کے قول کی بنا پر یہہ بات متعین ہوگی کہ استثنا منقطع ہو کسی نے کہا کہ مستثنی زبانیہ ہیں کسی نے کہا کہ عقارب و حیات اہل
نار ہیں یہ دو تو قول اول جو مذکور ہوا ہو اُس میں اگلی **بخاری و مسلم** وغیرہما نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ یہود کے ایک شخص نے مدینہ کے بازار میں کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے برگزیدہ کیا موسی کو بشر پر سب
انصار کے ایک شخص نے اپنا ہاتھ اُٹہایا پہر اُسکو طمانچہ مارا اور کہا کیا تو یہ کہتا ہے حالانکہ ہم میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ و سلم ہیں پہر میں نے یہہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالی نے فرمایا ہے ونفخ
فی الصور الی قولہ ینظرون پس میں اول ان لوگوں کا ہوؤں گا جو اپنے سر اُٹہائیں گے تو ناگاہ میں کیا دیکہوں گا
کہ موسی پکڑنے والے ہیں ایک پایہ عرش کے پایوں سے سو میں نہیں جانتا ہوں کہ اُنہوں نے مجہ سے پہلے اپنا سر اُٹہا لیا یا
وہ اُن میں سے تہے جن کا اللہ نے استثنا کیا ہے اور شہدا کی حدیث اول گذر چکی ہے جس کو ابو یعلی نے اور دار قطنی
نے افراد میں اور ابن منذر اور حاکم نے اور اُس کو صحیح کہا اور ابن مردویہ و بیہقی نے شعب میں مرفوعا روایت کیا ہے
اور سعید بن منصور و عبد بن حمید نے قول ابو ہریرہ سے یعنی موقوفا **حضرت انس** رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ اُنہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے الا من شاء اللہ کا پوچہا تو آپ نے فرمایا کہ جبرئیل و میکائیل و ملک الموت و اسرافیل
و حملۃ العرش ہیں اخرجہ الفریابی و ابن جریر و ابو نصر السجزی فی الابانۃ **ابن منذر** نے حضرت
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہو کہا وہ حضرت موسی علیہ السلام ہیں اس واسطے کہ وہ اس سے پہلے بیہوش ہو چکے
تہے یہاں **ایک اشکال** ہے جس کو بعض سلف نے وارد کیا ہے وہ یہ ہو کہ نص قرآنی تو اس پر دال ہے کہ یہ استثنا
بعد نفخۂ صعق کے ہو یعنی نفخہ اولی جس میں وہ لوگ مر جائیں گے جو روئے زمین پر باقی رہے ہوں گے اور حدیث متقدم اس پر
دال ہے کہ وہ نفخۂ بعث کے بعد ہے اور یہہ جو کہا گیا ہے کہ احتمال ہو کہ حضرت موسی اُن میں سے ہوں جو کہ منجملۂ انبیا نہیں مرے
سو یہ احتمال باطل ہے بسبب صحت نقل وفات کے **قاضی عیاض** نے کہا احتمال ہے کہ یہ صعقہ فزع ہو بعد نشر کے جبکہ زمین

وآسمان شق ہوجائینگے پس آیتین اور حدیثین باہم متوافق ہوجائینگی **قرطبی** نے کہا اُس کو وہ بات رد کرتی ہے جو حدیث شریف مین وارد ہوئی ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہونگے سو یہ جو ہوگا سو وقت نفخہ بعث کے ہوگا نیز یہ ہو کہ چار نفخے ہوجائینگے حالانکہ ثقات نے اُسکو نقل نہین کیا ہے **شہاب** نے کہا پس جس شخص نے صعق کو اُس غشی پر حمل کیا ہے جو کہ ایک نفخہ ہوگی بعد نفخہ البعث کو واسطے ڈرانے اور رعب ڈالنے کے سو اُس کا کلام مردود ہے بسبب اُن باتونکے جن کو تم پہچان چکے ہو منجملہ امر غریب باتونکے کہ بعض نے نفخون کو بسبب حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پانچ ٹھیرایا ہے وقد سمعنا بمن زاد فی الطنبور نغمۃ ولم نسمع بمن زاد فی الصور نفخۃ یہ ایک مثل ہے یعنی ہم نے یہ تو سنا ہے کہ کسی نے طنبور مین نغمہ زیادہ کیا اور اُس شخص کو نہین سنا جس نے صور مین نفخہ زیادہ کیا **قرطبی** نے کہا جو بات اشکال کو دور کرتی ہے وہ ہے جو ہمارے بعض مشائخ نے کہی ہے کہ موت عدم محض نہین ہے بہ نسبت انبیا و شہدا کے کیونکہ وہ تو زندہ موجود ہین گو ہم اُن کو نہین دیکھتے ہین پہر جس وقت نفخہ صعق پہونکا جائے گا تو جو لوگ آسمان و زمین مین ہین وہ سب بیہوش ہوجائینگے اور غیر انبیا کا صعق تو موت ہے اور انبیا کا صعق غشی ہے پہر جب نفخہ بعث کا ہوگا تو جو مرگئے ہین وہ زندہ ہوجائینگے اور جن پر غشی طاری ہوگئی تہی وہ افاقہ پاجائینگے اسی لیے صحیح مین واقع ہوا ہے پس مین اول اُن لوگون کا ہونگا جو افاقہ پائینگے کیفیت نفخ صور مین جو حدیثین وارد ہوئی ہین وہ بہت سی ہین اس مقام مین سلیمان جمل نے ابن الوردی وغیرہ سے وہ اقوال ذکر کیے ہین جو کہ صور کی صورت ہیئت و تعداد نفخات مین آئی ہین تفسیر سے اُنکو کچہ تعلق نہین ہے قولہ تعالی ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ جائز ہو کہ اخری محل رفع مین ہو اس بنا پر کہ نائب فاعل ہو نفخ کا اور وہ صفت ہو مصدر محذوف کی ای نفخ فیہ نفخۃ اخری یہی جائز ہے کہ محل نصب مین ہو اور نائب فاعل کلمہ فیہ ہو فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ یعنی پہر پہونکی جائیگی صور مین اور پہونک تو ناگاہ ساری خلق اپنے پاؤن پر کھڑی ہوئی دیکھتی ہوگی اُس شے کو جو اُس سے کہی جائے گی یا انتظار کرتی ہوگی اس کا استثنا اس مین بہی لحاظ کیا گیا ہے اس واسطے کہ جو نہین مرے ہین جیسے حور عین تو اُن کے واسطے یہ نہین کہا جائے گا آیت کریمہ اس پر دال ہے کہ نفخے دو ہین ایک تو موت کا دوسرا بعث کا جمہور اس پر ہین کہ تین ہین اول فزع کا جیسا کہ فرمایا ہے وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ دوسرا موت کا تیسرا اعادے کا جمہور نے قیام برفع پڑھا ہے اس بنا پر کہ خبر ہے اور ینظرون محل نصب مین ہے بنا بر حال زید بن علی نے قیاما بنصب پڑہا ہے بنا بر حال اور خبر ینظرون ہے اور حال مین عامل وہ شے ہے جس نے اذا فجائیہ مین عمل کیا کسائی نے کہا جیسے تم کہتے ہو خرجت فاذا زید جالسا قولہ تعالی وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا اشراق بمعنی اضارت ہو یعنی روشن ہونا جس وقت سورج روشن ہوتا ہے تو بولتے ہین اشرقت الشمس اور جب طلوع ہوتا ہے

تو کہتے ہیں اشرقت اور مراد ارض سے عرصات قیامت ہے یعنی وہ جدید زمین جس کو اللہ تعالیٰ اُس وقت
ایجاد کرے گا تاکہ لوگ اُس پر حشر کیے جائیں دنیا کی زمین اُس سے مراد نہیں ہے نور رہا حضرت حسن وغیرہ نے کہا
بعدل رہا ضحاک نے کہا بحکم رہا معنی یہ ہیں کہ زمین روشن ہو جائے گی بسبب اُس عدل کے جس کو اللہ تعالیٰ درمیان
زمین والوں کے قائم کرے گا اور بسبب اُس حق کے جس کے ساتھ اُن میں فیصلہ فرمائے گا پس عدل تو نور ہے اور
ظلم تاریکیاں ہیں کسی نے کہا یہ اُس وقت ہوگا کہ رب تبارک و تعالیٰ تجلی فرمائے گا واسطے فصل قضا کے درمیان اپنی
خلق کے پس باہم ایک دوسرے کی مخالفت نہ کریں گے اور نہ جھگڑیں گے اُس کے نور میں جس طرح کہ مخالفت و جھگڑا
نہیں کرتے ہیں سورج میں جس دن کہ ابر نہ ہو صاف روشن دن ہو کسی نے کہا کہ اللہ پاک ایک نور پیدا فرمائے گا
قیامت کے دن جس سے زمین پر اس کو چمکا دے گا تو زمین اُس سے روشن ہو جائے گی یہ نور نور آفتاب و مہتاب کے سوا ہوگا
اس کو کوئی مانع نہیں ہے کہ نور اپنے حقیقی معنے پر محمول کیا جائے اس لیے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ تو نور السموٰت والارض ہے
جمہور نے اشرقت بصیغہ معروف اور حضرت ابن عباس و ابو الجوزا و عبید بن عمیر نے بصیغہ مجہول پڑھا ہے **قولہ
تعالیٰ** وَوُضِعَ الْكِتَابُ کسی نے کہا کہ مراد کتاب ہے لوح محفوظ ہے قتادہ نے کہا کہ مراد وہ کتابیں اور صحیفے
ہیں جن میں بنی آدم کے اعمال ہیں پس کوئی تو اپنے دست راست میں لینے والا ہے اور کوئی دست چپ میں
مقاتل نے بھی اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا کہ یہ وضع استعارہ ہے ہو کر محاسب کتاب محاسبہ کو اپنے روبرو رکھتا ہے
یعنی رکھی جائے گی کتاب واسطے حساب کے وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ کا یہ مطلب ہے کہ انبیا علیہم السلام لائے جائیں گے
طرف موقف کے پھر وہ پوچھے جائیں گے اُس شے سے جس کے ساتھ اُن کی اُمتوں نے اُنکو جواب دیا وَالشُّهَدَاءِ
یعنی اور لائے جائیں گے گواہ جو کہ گواہی دیں گے اُمتوں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت سے جیسا کہ اس آیت
میں ہے وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ کسی نے کہا مراد شہدا
سے وہ لوگ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں پس وہ گواہی دیں گے قیامت کے دن واسطے اُس
شخص کے جس نے اللہ کے دین کو دفع کیا ہے یہ قول سدی کا ہے کسی نے کہا کہ مراد فرشتگان حافظین اعمال امت
کما قال تعالیٰ وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ یہ قول ابن زید کا ہے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے
کہ نبیین سے مراد رسل ہیں اور شہدا سے مراد وہ لوگ ہیں جو گواہی دیں گے واسطے اُن کے رسالت پہونچانے کی
نہ ہوگا اُن میں کوئی نقصان نہ طغیان یعنی لعن و طعن کرنے والے گواہ نہ ہوں گے دوسرا لفظ اُن کا شہدا کی
تفسیر میں یہ ہے کہ گواہی دیں گے رسالت کے پہونچانے کی اور امتوں کے جھٹلانے کی اُن کو جبکہ اللہ پاک نے یہ
بات بیان کی کہ وہ ہر حق والے کو اس کا حق پہونچا دے گا تو اس مضمون کو چار عبارتوں میں ادا فرمایا پہلی عبارت
یہ ہے وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ یعنی درمیان بندوں کے عدل و صدق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا دوسری

یہ ہے وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ یعنی اس حال مین کہ ان کے ثواب کچھہ کم نہ کیا جائے گا اور نہ جس عقاب کے وہ مستحق ہین اُس پر
کچھہ زیادتی کی جائے گی آیت کو نفی ظلم کے ساتہ ختم کیا جس طرح کہ اثبات عدل کے ساتہ اسکو شروع فرمایا تہا تیسری عبارت
یہہ ہے وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ یعنی پورا دیا جائے گا ہر نفس جزا خیر و شر کی جو اس نے کیا ہے چوتہی یہہ ہے
وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ یعنی وہ خوب جانتا ہے اس شے کو جو وہ کر رہے ہین دنیا مین نہ کسی کاتب و حاسب کا
محتاج ہے نہ کسی گواہ و شاہد کا نیازمند اس لیئے کہ وہ تو ان کے افعال و اعمال کی مقادیر و کیفیات کا عالم ہے پس
بہول چوک کا اسمین داخل ہونا ممتنع ہے کذا قال الکرخی قرطبی نے کہا اور باوجود اس کے پہر نامۂ اعمال اور گواہ گواہی
دین گے واسطے الزام حجت کے انتہی یعنی کتاب جو لکہی جائے گی اور انبیاء و شہداء لائے جائین گے سو صرف واسطے
کامل کرنے حجت کے اور قطع کرنے عذر و معذرت کے غرضکہ اس سب سے اجمالاً یہ معلوم ہوا کہ ہر نفس کو اسکی کمائی کا بدلا
پورا پورا ملیگا پہر اللہ پاک نے اسکی تفصیل ذکر کی پس ارشاد فرمایا وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ
إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ
رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝
قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ اور ہانکے گئے جو منکر تہے
دوزخ کو جتہے جتہے یہان تک کہ جب پہونچے اسپر کہولے گئے اس کے دروازے اور کہنے لگے ان کو داروغے اسکے
کیا نہ پہونچے تہے تمہارے پاس رسول تم مین کے پڑہتے تمپر باتین تمہارے رب کی اور ڈراتے تم کو اس تمہارے
دن کی ملاقات سے بولے کیون نہین پر ثابت ہوا حکم عذاب کا منکرون پر حکم ہوا کہ پیٹہو دروازون مین دوزخ
کے سدا رہنے کو اس مین سو کیا بری ہے جگہہ رہنے کی غرور والون کو انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین
اللہ خبر دیتا ہے اشقیاء کفار کی حال کی کہ وہ کیونکر ہانکے جائین گے طرف نار کے اور وہ جو ہانکے جائینگے
سو سخت ہانکنے کر ساتہ زجر و تہدید و وعید کے کما قال تعالیٰ يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا یعنی
وہ دہکے دیے جائین گے دہکے دینے کر اور باوجود اس کے وہ پیاسے ہون گے کما قال عز و جل يَوْمَ نَحْشُرُ
الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا اور وہ اس حال مین اندہے بہرے
گونگے ہون گے ان مین سے بعض اپنے منہ کے بل چلین گے کما قال تعالیٰ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ
وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَّأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا قولہ تعالیٰ حَتَّىٰ
إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا یعنی یہان تک کہ جس وقت وہ پہونچے اسمین تو مجرد ان کے پہونچنے کے
طرف جہنم کے کہولے جائین گے ان کے لیے دروازے اس کے جلدی سے تاکہ ان کے واسطے عقوبت کی
جلدی کی جائے پہر اس کے دار وغہ یا نیہ فرشتون مین کے جو کہ سخت خو اور سخت قوی ہین بطور ڈانٹنے و دہمکانے

کے ان سے کہینگے اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ الآیہ یعنی کیا نہین آئے تمہارے پاس رسول تمہاری جنس کے جنسے
..... بات چیت کرنے پر اور اُن سے اخذ کرنے پر تم قادر تھے یَتْلُوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ رَبِّکُمْ پڑھتے تم پر باتیں
تمہارے رب کی یعنے قائم کرتے تم پر حجتین برہانین صحت پر اُس شے کی جس کی طرف انہون نے تم کو بلایا وَ
یُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا یعنی اور ڈراتے تم کو اس دن کی برائی سے بس کفار انکو جواب دینگے
بَلٰی یعنے مقرر ہمارے پاس آئے اور ہم کو ڈرایا اور براہین حجتین ہم پر قائم کین وَلٰکِنْ حَقَّتْ الآیہ یعنی جبکہ
انکو جھٹلایا اور انکی مخالفت کی بسبب اُس شقاوت سابقہ کے جس کے ہم مستحق تھے جب تو ہم نے میل کیا حق
سے طرف باطل کے جس طرح کہ اللہ عزوجل نے انکی طرف سے دوسری آیت مین خبر دی ہے کُلَّمَآ اُلْقِیَ فِیْھَا
فَوْجٌ سَاَلَھُمْ خَزَنَتُھَآ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ فَکَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰہُ
مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ کَبِیْرٍ وَقَالُوْا لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْٓ اَصْحٰبِ
السَّعِیْرِ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْبِھِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ مطلب یہ ہے کہ دوزخی اپنی جانون پر ملامت
کرنے کو لوٹ پڑے اور پشیمان ہوئے اپنے گناہ کا اقرار کر لیا اب دفع ہون دوزخ والے اور نقصان و زیان مین
پڑین اور اس جگہہ اللہ پاک نے یون فرمایا قِیْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا یعنی ہر شخص جو انکو
دیکھیگا اور انکے حال کو جانیگا تو وہ اُن پر اس بات کی گواہی دیگا کہ وہ عذاب کے مستحق مین اسی لیے اس قول
کی نسبت کسی قائل معین کی طرف نہین کی بلکہ اُس کو مطلق چھوڑا تا کہ یہ اطلاق اس پر دال ہو کہ اُن پر اس
بات کا شاہد ہوتا کہ وہ اُس عذاب کے مستحق ہین جس مین وہ ہین بسبب اُس حکم کے ہے جو کہ عادل و خبیر نے
دیا ہے اور اسی لیے اللہ جل جلالہ نے یون فرمایا قِیْلَ ادْخُلُوْا الآیہ یعنی اُن سے کہدیا گیا کہ تم داخل ہو دوزخ
کے دروازون مین در انحالیکہ تم ہمیشہ ہمیشہ اُس مین رہنے بسنے والے ہو تمہارے واسطے نہ اُس مین
کسی طرح کا نکلنا ہے نہ تم کو وہان سے کسی طرح کا زوال ہے فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ سو تمہارا کیا برا مصیر ہے
اور کیا برا مقیل ہے یعنی دوزخ نہایت درجہ بری پھر آنے کی جگہہ اور لیٹنے کی جگہہ ہے بسبب اُس کے کہ دنیا مین
تم نے تکبر کیا اور حق کی پیروی کرنے سے باز رہے سو اسی نے تم کو پہونچایا طرف اُس عذاب کے جس مین تم ہو
پس یہ کیا برا حال ہے اور کیا برا مآل و انجام **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ کافر لوگ جہنم کی
طرف درشتی و سختی سے ہانکے جاوینگے اس حال مین کہ وہ متفرق جماعتین ہونگی بعض پیچھے بعض کے
ابو عبیدہ و اخفش نے کہا زمرًا کے یہ معنی ہین کہ جماعتین متفرق ہونگی بعض اُن کے پیچھے بعض کے زمر
کا واحد زمرہ ہے زمرہ مشتق ہے زمر سے زمر کہتے ہین آواز کو چونکہ جماعت غالبًا آواز سے خالی نہین
ہوتی ہے اس لیے جماعت و گروہ کا نام زمرہ رکھدیا یہ **کلمہ حتی** وہ ہے جس کے بعد جملے حکایت کیے جاتے ہین

إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا یعنی کفار جہنم کی طرف سختی سے ہانکے جائینگے گروہ گروہ کر کے یہان تک کہ جس وقت وہ اس کے پاس پہونچین گے تو اُس کے دروازے کھولے جائین گے تاکہ اس مین داخل ہون یہ سات دروازے ہین اس سے پہلے بتلاتے سورہ حجر مین اسکا بیان گزر چکا ہے وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا الآیہ خزنہ جمع ہے خازن کی جیسے سدنہ جمع ہے سادن کی منکم سے مراد من انفسکم و من جنسکم ہے یومکم سے مراد وقت شدت ہے سارا روز قیامت مراد نہین ہے زمخشری نے کہا کہ استعمال یوم و ایام کا اوقات شدت مین مستفیض آیا ہے یعنی استعمال یوم و ایام کا سختی کے اوقات مین محاورہ عرب مین مشہور و معروف ہے مطلب یہ ہو کہ وقت داخل ہونے دوزخ کے توبیخ و سرزنش کرنے کو فرشتے کفار سے کہین گے کیون جی کیا تمہارے پاس رسول نہین آئے تم مین کے تمہاری جنس کے کہ پڑھتے تم پر آیتین تمہارے رب کی جن کو اُس نے تم پر نازل کیا اور ڈراتے تم کو اس شدت کے وقت کے ملنے سے جس مین تم پہونچے ہو پس کفار اعتراف و اقرار کا جواب دین گے اور جس جھگڑے کے ساتھ دنیا مین بہانہ جوئی کیا کرتے تھے اس پر قادر نہ ہون گے کیونکہ حال کھل گیا جہل و باطل کی رات گذر گئی حق و یقین کا دن روشن ہو گیا اسی لیے یون کہا بلی یعنی بیشک رسول اللہ کی آیتین لے کر ہمارے پاس آئے اور اس عذاب سے ہم کو ڈرایا جس کی ہم ملاقات کرین گے ولیکن ثابت ہوا کلمہ عذاب کا کافرون پر مراد کلمے سے یہ آیت ہے لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ رہی یہ بات کہ علینا نہ فرمایا علی الکافرین کہا اسم ظاہر کو ضمیر کی جگہ مین رکھا سو منظور بیان کرنا اس بات کا ہے کہ وہ جو عذاب کے مستحق ہوئے سبب اس کا اُن کا کفر ہے پھر جب انہون نے یہ اقرار کیا تو اُن کے واسطے کہا گیا فرشتون کی طرف سے جو کہ اُن کے عذاب پر موکل و مقرر ہین ادخلوا ابواب جہنم الآیہ یعنی تم داخل ہو جہنم کے دروازون مین جو کہ تمہارے واسطے کھولے گئے ہین تاکہ تم اس مین داخل ہو اس حال مین کہ تمہارا خلود اور ہمیشہ رہنا اُس مین مقدر کیا گیا ہے خالدین حال مقدرہ ہے فبئس مثوی المتکبرین مخصوص بالذم محذوف ہے ای بئس مثواہم جہنم اور الف لام جنسی ہے اور یہان بھی اسم ظاہر یعنی متکبرین کو بجائے مثواکم کے رکھا سو اس سے بھی مقصود بیان کرنا اُن کے کفر کا سبب ہے کہ جس کی وجہ سے وہ عذاب کے مستحق ہوئے وہ سب کفر یہی اُن کا تکبر کرنا ہے اتباع حق سے ثوی کے معنے اقام ہے اور مثوی بمعنے جائے اقامت اس کی تحقیق کئی جگہ گزر چکی ہے جبکہ اللہ پاک نے اول کافرون اور ان کے نکلنے کا حال بیان کیا طرف جہنم کے تو بعد اس کے متقی لوگون کا اور اُن کے نکلنے کا حال ذکر کیا طرف جنت کے پس ارشاد فرمایا وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ

أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اور ہانکے گئے جو ڈرتے رہے تھے پروردگار اپنے سے بہشت کو جتھے جتھے
یہاں تک کہ جب پہونچے اُس پر اور کھولے گئے اُس کے دروازے اور کہنے لگے اُن کو داروغہ اُس کے سلام پہونچو
تم پر تم لوگ پاکیزہ ہو پس پیٹھو اس میں سدا رہنے کو اور وہ بولے شکر اللہ کا جس نے سچا کیا ہم سے اپنا وعدہ اور وارث
کیا ہم کو اس زمین کا گھر پکڑ لیں بہشت میں سے جہاں چاہیں سو کیا خوب نیگ ہے محنت کرنے والوں کا اور تو دیکھے
فرشتے گھر رہے ہیں عرش کے گرد پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں اور فیصلہ ہوا ہے اُن میں انصاف کا اور یہی
بات ہوئی کہ سب خوبی ہے اللہ کو جو صاحب ہے سارے جہان کا **ف** اُن کو حکم ہے کہ جہاں چاہیں رہیں لیکن
ہر کوئی وہی جگہہ چاہے گا جو اس کے واسطے رکھی ہے **ف** فرشتوں میں فیصلہ یہ کہ ہر ایک اپنے قاعدے پر
ایک تدبیر پر لتا ہے پھر اللہ تعالی ایک کی بات جاری کرتا ہے وہی ہوتی ہے حکمت کے موافق یہ ماجرا اب بھی ہے
اور قیامت میں بھی انتہی **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے حال سے سعداے مومنین کے جبکہ وہ ہانکے جاوینگے
نفیس وعمدہ اونٹنیوں پر وفد ہو کر طرف جنت کے ایک جماعت کہ اول مقرب لوگ ہونگے پھر ابرار نیک لوگ پھر وہ
جو اُن سے قریب ہیں پھر وہ جو اُن سے متصل ہیں ہر گروہ ہمراہ اُن لوگوں کے ہوگا جو اُس کے مناسب ہیں انبیا
ہمراہ انبیا کے اور صدیق لوگ اپنے امثال کے ساتھ اور شہدا اپنے اشباہ کے ہمراہ اور علما اپنے ہمسروں کے
ساتھ ہر صنف مع صنف کے ہر گروہ بعض اُس کا بعض کے مناسب ہوگا یہاں تک کہ جب وہ پہونچیں گے طرف
دروازوں جنت کے بعد مجاوزت صراط کے تو روکے جاوینگے ایک پل پر جو کہ درمیان جنت و نار کے ہے پھر بدلا
لیا جائے گا واسطے اُن کے اُن مظلوموں کا جو درمیان اُن کے تھے دنیا میں یہاں تک کہ جب پاک صاف
کر دیے جائیں گے تو اُن کو اذن دیا جائے گا دخول جنت میں **حدیث** صور میں وارد ہوا ہے کہ مومنین
جس وقت پہونچیں گے طرف دروازوں جنت کے تو مشورہ کریں گے حق میں اس شخص کے جو کہ اذن مانگے
واسطے اُن کے دخول میں پس قصد کریں گے آدم کا پھر نوح کا پھر ابراہیم کا پھر موسی کا پھر عیسی کا پھر محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم علیہم اجمعین کا جس طرح کہ انہوں نے عرصات قیامت میں کیا وقت طلب شفاعت اپنی کے طرف
اللہ عز وجل کے تاکہ آئے گا واسطے فصل قضا کے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شرف ظاہر ہو جائے سارے
بشر پر سارے مقامات میں **صحیح** مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے میں اول شفیع ہوں جنت میں مسلم کے ایک لفظ میں یوں ہے انا اول
من یقرع باب الجنۃ امام احمد نے عن ثابت عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے آؤں گا میں دروازہ جنت پر قیامت کے دن پھر دروازہ کھولنے کی درخواست

کرون گا تو خازن کہے گا کون ہے مین کہون گا محمد کہا پہر وہ کہے گا تیرا ہی مجکو حکم ہوا تہا کہ کہو لون واسطے کسی کے
قبل تیرے وَرَوَاہُ مُسْلِمٌ بِسَنَدِہٖ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِہٖ ۳- امام احمد
نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اول زمرہ
جو داخل ہوگا جنت مین صورتین ان کی چاند کی صورت پر ہون گی بدر کی رات مین نہین تہوکین گے وہ اس مین
اور نہ وہ ناک سنکین گے اس مین اور نہ پاخانہ پہرین گے اس مین برتن اُن کے اور کنگہیان اُن کی سونا اور روپا
اور عود دان اُن کی اَلُوَّہ ہے اور پسینا اُن کا مشک ہے اور واسطے ہر ایک کے اُن مین سے دو بیبیان ہین جنکی
پنڈلی کا گودا دکہائی دیگا گوشت کے ورے سے مارے حسن کے اُن کے آپس مین نہ کسی طرح کا اختلاف ہوگا اور نہ
کسی طرح کا تباغض دل اُن کے ایک دل پر ہون گے تسبیح کرین گی اللہ تعالی کی صبح وشام وَرَوَاہُ
الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ اَیْضًا من حدیث ہمام وکذا رواہ ابو الزناد عن الاعرج عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ۴- حافظ ابو یعلی نے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اول زمرہ جو جنت
مین داخل ہون گے چاند کی صورت مین بدر کی رات مین اور وہ لوگ جو اُن سے متصل ہین روشنی پر اُس
تارے کی جو کہ نہایت درجہ روشن ہو آسمان مین پیشاب نہ کرین گے اور نہ پاخانہ پہرین گے اور نہ تہوکین گے
اور نہ ناک سنکین گے کنگہیان انکی سونا ہے اور پسینا اُن کا مشک ہے اور عود انکی اَلُوَّہ ہے اور بیبیان انکی
حورعین ہین یعنی بڑی انکہون والی عورتین جنکی آنکہون کی سپیدی وسیاہی گہری ہوگی اخلاق انکا ایک
شخص کے خلق پر صورت پر اپنے باپ آدم کے ساٹہ گز طول مین وَاَخْرَجَاہُ اَیضًا من حدیث جریر
۵- زہری نے عن سعید عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے
فرمایا کہ داخل ہوگا جنت مین میری امت سے ایک زمرہ وہ ستر ہزار ہون گے روشن ہونگے چہرے اُن کے
مثل روشن ہونے چاند کے شب بدر مین پس عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کہڑے ہوئے پہر عرض کیا یا رسول
اللہ آپ اللہ سے یہ دعا کرین کہ وہ مجھے اُن مین سے کردے تو آپ نے فرمایا اے اللہ تو اس کو کردے
اُن مین سے پہر کہڑا ہوا ایک شخص انصار مین کا پہر عرض کیا یا رسول اللہ آپ اللہ سے یہ دعا کرین کہ
وہ مجھے کردے اُن مین سے تو آپ نے فرمایا سبقک بہا عکاشۃ یعنی عکاشہ اُس کلمے کو ساتہہ تجہہ سے سبقت
کر گیا اَخرجاہُ **وقد روی** ھذا الحدیث فی السبعین الفا یدخلون الجنۃ بغیر
حساب البخاری ومسلم عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما وجابر بن عبد اللہ وعمران بن
حصین وابن مسعود ورفاعۃ بن عرابۃ الجہنی وام قیس بنت محصن رضی اللہ تعالی عنہم

اجمعین ۶- **بخاری و مسلم** نے عن ابی حازم عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے البتہ داخل ہون گے جنت مین میری امت سے ستر ہزار یا سات لاکہہ پکڑنے والا ہوگا بعض اُنکا بعض کو یہان تک کہ داخل ہوگا اول اُن کا اور پچھلا اُن کا جنت مین چہرے اُن کے صورت پر چاند کے شب بدر مین ۷- **ابو بکر بن ابی شیبہ** نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مین نے سُنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے وعدہ کیا مجہسے میرے ربّ عزوجل نے کہ داخل کرے گا جنت مین میری امت مین سے ستر ہزار کو ہر ہزار کے ساتہ ستر ہزار جنپر نہ کسی طرح کا حساب ہے نہ عذاب اور تین لپین میرے ربّ عزوجل کی لپون سے وکذا رواہ الولید بن مسلم بسندہ عن ابی امامۃ ونحوہ رواہ **الطبرانی** عن عتبۃ بن عبد السلمی ثم مع کل الف سبعین الفا ویروی مثلہ عن ثوبان وابی سعید الانماری ولہ شواھد من وجوہ کثیرۃ **قولہ تعالی**

حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا الآیہ یہان جواب اذا کا مذکور نہین ہوا التقدیر جواب یہہ ہے سعدوا وطابوا وسروا وفرحوا القدر کل مایکون لہم فیہ نعیم یعنی یہ ہین کہ جس وقت متقی لوگ جنت کے پاس آئین گے اور یہ امور ہون گے یعنی اُن کے اکرام وتعظیم کے لیے جنت کے دروازون کا کہولنا اور ملائکہ خازنین جنت کا بشارت وسلام تہنیت کے ساتہ انکا استقبال کرنا جس طرح کہ دارو غہ نار توبیخ وسرزنش وملامت کے ساتہ کفار کا استقبال کرین گے پس جب یہ امور ہون گے تو متقی لوگ سعید وبہرہ مند وشادان وفرحان ہون گے بقدر ہر اس شے کے جس مین اُن کے واسطے نعیم وراحت وعیش ہوگا جبکہ اس جگہہ جواب اذا کا حذف کیا جائے گا تو رجاء وامید مین ذہن ہر طرف جائے گا اور جس کسی نے یہ زعم کیا کہ وفتحت ابوابہا مین واوِ ثمانیہ ہے اور اسنے اس پر استدلال کیا کہ جنت کے دروازے آٹہہ ہین تو مفسرین نے ابعاد وتجعد کیا اور نزع مین اغراق رہا جنت کو آٹہہ دروازے ہونا سو یہ صحیح حدیثون سے مستفاد ہوتا ہے امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی خرچ کرے دو چیز اپنے مال سے اللہ کی راہ مین تو وہ بلایا جائے گا دروازون سے جنت کے اور واسطے جنت کے دروازے ہین پس جو شخص ہوگا نماز والون سے تو وہ بلایا جائے گا دروازۂ نماز سے اور جو کوئی ہوگا صدقہ وخیرات کرنے والون سے تو بلایا جائے گا دروازۂ صدقہ سے اور جو کوئی ہوگا جہاد والون سے تو بلایا جائے باب جہاد سے اور جو کوئی ہوگا روزے والون سے تو بلایا جائے گا باب الریان سے پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ما علی احد من ضرورۃ دعی من ابہا دعی فہل یدعی منہا کلہا احد یعنی نہین ہے کوئی ضرورت وحاجت اُس شخص پر جو کہ سارے دروازون سے بلایا جائے اسواسطے کہ اگر وہ ایک دروازے

[illegible]

سے بلایا گیا تو اُس کا مقصود حاصل ہوگا مقصود یہی جنت مین داخل ہوتا ہے اور باوجود اس کے کہ اُسپر کوئی ضرورت
اسکی نہین ہے کہ سب دروازون سے بلایا جاوے پہر آیا کوئی ایسا ہے کہ وہ سب سے بلایا جاوے گا تو آپ نے
فرمایا ہان اور مین امید کرتا ہون اس کی کہ تو اُن مین سے ہووے رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ مِّنْ حَدِیْثِ
الزُّهْرِیِّ بِنَحْوِہٖ صحیحین مین سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے بیشک جنت مین آٹھ دروازے ہین اُن مین سے ایک دروازہ ہے نام رکھا جاتا ہے ریان
داخل نہ ہون گے اُس مین مگر روزہ دار لوگ صحیح مسلم مین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے تم مین سے کوئی کہ وضو کرے پہر
مبالغہ کرے یا پہر کامل کرے وضو کو پہر کہے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ مگر کہولے جاوینگے
واسطے اس کے آٹھون دروازے جنت کے داخل ہو جون سے دروازے سے چاہے حسن بن عرفہ
نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا
کنجی جنت کی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے ذکر جنت کے دروازون کی فراخی کا نسأل اللہ الکریم
من فضلہ العظیم ان یجعلنا من اھلھا بکرمہ العمیم آمین صحیحین مین حضرت ابو ہریرہ رضی
اللہ عنہ سے حدیث طویل شفاعت مین مروی ہے پس فرمائے گا اللہ تعالیٰ اے محمد داخل کر اُس شخص کو
جسپر کسی طرح کا حساب نہین ہے تیری امت سے دروازہ راست سے اور وہ شریک ہین لوگون کے دوسرے
دروازون مین قسم ہے اسکی جس کے ہاتھ مین محمد کی جان ہے بیشک مابین دو کواڑون کے کواڑون جنت
سے مابین دو بازو دروازے کے البتہ جیسا کہ درمیان مکہ و ہجر کے ہے یا ہجر و مکہ کے اور ایک روایت مین کہ
و بصری ہے ۲ صحیح مسلم مین عتبہ بن غزوان سے مروی ہے کہ انہون نے لوگون کو خطبہ سنایا تو اس
مین کہا اور البتہ مقرر ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ مابین دو کواڑون کے جنت کے کواڑون سے چالیس برس کی
راہ ہے اور البتہ آئے گا اُس پر ایک دن اور وہ پر ہوگا مارے ازدحام کے ۳ مسند مین عن
حکیم بن معاویہ عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثلہ ۴ عبد بن
حمید نے عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ مابین
دو کواڑون کے جنت مین البتہ چالیس برس کی راہ ہے قولہ تعالیٰ وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ
عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ یعنی پاک ہوئے تمہارے اعمال و اقوال اور پاکیزہ ہوئی تمہاری سعی و کوشش اور پاک
ہوئی تمہاری جزا جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر فرمایا اس بات کا کہ ندا کی جائے
درمیان مسلمانون کے بعض غزوات مین کہ بیشک جنت مین داخل نہ ہوگا مگر نفس مسلم ایک روایت مین

مومنہ ہے **قولہ تعالی** فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ یعنی داخل ہو جنت مین درآن حال کہ ہمیشہ رہنے والے ہو اُس مین
مومنین وہان سے نقل کرنا نہ چاہین گے اور جب جنت مین وہ ثواب وافر و عطای عظیم و نعیم مقیم و ملک کبیر معاینہ کرینگے
تو اُس وقت یون کہین گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ یعنی سب خوبی ہے اُس اللہ کو جس نے سچا کیا ہم سے
وہ وعدہ جو اپنے رسل کرام کی زبانون پر کیا تھا جس طرح کہ دنیا مین انہون نے یہ دعا کی تھی رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا
عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا
لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ
الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ نِ الَّذِيْ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ
لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ **قولہم** وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ الآیہ ابو العالیہ و ابو صالح و قتادہ و سدی و
ابن زید نے کہا کہ مراد ارض سے ارض جنت ہو پس یہ آیت مثل اس آیت کی ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ
بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ اسی لیے انہون نے یون کہا نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ
حَيْثُ نَشَآءُ یعنی جہان ہم چاہتے ہین نزول کرتے ہین سو کیا خوب اجر ہمارا اجر ہے اپنے عمل پر ۱ صحیحین
مین حدیث الزہری عن انس رضی اللہ تعالی عنہ قصہ معراج شریف مین مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے فرمایا داخل کیا گیا مین جنت مین تو ناگاہ اس مین گنبد ہین موتیون کے اور ناگاہ مٹی اُس کی مشک ہے
۲ عبد بن حمید نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابن
صائد سے جنت کی مٹی کا پوچہا تو اُس نے کہا درمکہ بیضا مسک خالص یعنی میدہ سپید مشک خالص ہے تو آپ
نے فرمایا اُس نے سچ کہا فَكَذَا اَرَدَاهُ مُسْلِمٌ بِسَنَدِهٖ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۳
نیز مسلم نے حضرت ابو سعید سے روایت کیا ہے کہ ابن صائد نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے
جنت کی مٹی کا پوچہا تو آپ نے فرمایا درمکہ بیضا مسک خالص ۴ ابن ابی حاتم نے وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا
الآیہ کی تفسیر مین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے فرمایا ہانکے گئے
یہان تک کہ پہونچے طرف دروازون جنت کی تو اُن کے نزدیک ایک درخت پایا جس کے تنہ کے نیچے سے دو چشمے
نکل رہے ہین پہر اُن مین سے ایک کی طرف قصد کیا پہر اُس سے طہارت کی تو تازگی نعیم اُن پر جاری ہوئی
پہر بعد اُس کے نہ کبہی اُن کے چہرے غبار آلودہ ہوئے اور نہ اُس کے پیچہے اُن کے بال کبہی پریشان ہوئے گویا
انہون نے تیل لگایا پہر قصد کیا طرف دوسرے چشمے کے گویا اُن کو اُس کا حکم کیا گیا تو اُس سے پیا سو اُن کے
شکمون مین سے جو کچہ ایذا و خس و خاشاک جو کچہ تہا اُس کو دور کر دیا اور جنت کے دروازون پر فرشتون نے اُن کا استقبال
کیا یہ کہتے ہوئے کہ سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین اور ہر غلمان نے اپنے صاحب کا استقبال کیا اُس کے گرد پہر

جس طرح کہ پچھے اپنے رشتہ دار قریب کے ساتھ کرتے ہیں جو کہ سفر سے آیا ہو تو خوش ہو جا مقرر اللہ نے تیری واسطے
کرامت کے ایسا ایسا تیار کر رکھا ہے مقرر اللہ نے تیرے لیے کرامت کے ایسا ایسا مہیا کر رکھا ہے اور ایک غلام اس کے
غلمان سے جاتا ہے طرف اس کی بیبیوں کے جو کہ حور عین میں سے ہیں تو کہتا ہے یہ فلان شخص ہے اسکا
نام ہے کہ جو دنیا میں تھا سو وہ کہتی ہیں تو نے اسکو دیکھا ہے تو وہ کہتا ہے ہان پھر خوشی انکو برانگیختہ کری گی
یہاں تک کہ وہ نکل آئیں گے دروازے کی دہلیز تک کہا پھر وہ آوے گا تو کیا دیکھتا ہے کہ تکیے صف بصف
لگے ہوئے ہیں آبخورے رکھے ہوئے ہیں مسندیں بچھی ہوئی ہیں کہا پھر وہ نظر کرے گا طرف تاسیس اپنے
بنیان کے تو کیا دیکھتا ہے قد اسس علی جندل اللؤلؤ بین احمر واخضر واصفر وابیض ومن کل لون پھر اپنی
نظر اٹھاوے گا طرف اس کی چھت کے سو اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ نے اسکو اس کے لیے مقدر کیا ہے تو البتہ قریب
ہوتا کہ اس کی بینائی کو لے جائے وہ تو البتہ بجلی سا ہے پھر نظر کرے گا اپنی بیبیوں کی طرف جو کہ حور عین میں کی
ہیں جنکی بڑی بڑی آنکھیں نہایت درجہ گہری سیاہی و سپیدی پھر تکیہ لگا کر بیٹھے گا کسی چھپرکھٹ پر اپنے
چھپرکھٹوں سے پھر کہے گا الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ الآیہ پھر ابن ابی
حاتم نے مسلمہ بن جعفر بجلی سے روایت کیا ہے کہا میں نے سنا ابو معاذ بصری کو وہ کہتے تھے کہ حضرت علی رضی
اللہ عنہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس کی
جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جس وقت وہ نکلیں گے اپنی قبروں سے تو استقبال کیے جائیں گے یا لائی جائیں گی
اونٹنیاں جن کے پر ہونگے اور انپر سونے کی کجاوے ہوں گے تسمے انکی جوتیوں کے نور ہوگا جو کہ چمک رہا ہوگا
ہر قدم ان کا درازی نگاہ ہوگا پھر وہ پہونچیں گے طرف ایک درخت کے جس کی جڑ سے دو چشمے ابل رہے ہونگے
تو انمیں کے ایک سے تو پئیں گے تو وہ دھو ڈالے گا اس میل کچیل کو جو ان کے شکموں میں ہوگا اور دوسرے
سے نہائیں گے پھر بعد اس کے نہ ان کے چہرے غبار آلودہ ہوں گے کبھی اور نہ ان کے بال اور جاری ہوگی انپر
تازگی نعیم کی پھر وہ پہونچیں گے یا پھر آئیں گے جنت کے دروازے پر تو ناگاہ ایک حلقہ ہے یاقوت سرخ کا سونے کے
پتروں پر پھر وہ اس حلقے سے اس چھوٹے پتر پر ضرب لگائیں گے تو اسکی ایک جھنکار سنائی دے گی اے علی
پھر پہونچ جائے گی ہر حور کو یہ بات کہ اس کا خاوند آگیا پھر وہ بھیجے گی اپنے قیم کو یعنی داروغہ کارکن کو تو اس کے
واسطے کھولے گا یعنی دروازہ پھر جب اس کو دیکھے گا تو اس کے لیے گر پڑے گا مسلمہ کہتے ہیں میں گمان
کرتا ہوں ابو معاذ کو کہ انہوں نے کہا ساجدا یعنی یہ مومن اس داروغہ کو دیکھ کر سجدے میں گرے گا پھر وہ اس سے
کہے گا کہ تو اپنا سر اٹھا لے کیونکہ میں تیرا ہی قیم ہوں تیرے کام پر مقرر کیا گیا ہوں پھر وہ اس کے ساتھ ہو جاوے گا
اور اس کے پیچھے پیچھے چلے گا پھر اس حور کو عجلت برانگیختہ کرے گی تو وہ موتی و یاقوت کے خیموں سے نکل آوے گی

یہان تک کہ اُس سے معانقہ کرے گی پہر کہے گی تو میرا دوست ہے اور مین تیری دوست ہون اور مین وہ ہمیشہ رہنے والی ہون کہ نہین مرون گی اور وہ آسودہ ہون کہ مفلس ہون گی اور وہ خوش ہنسنے والی ہون کہ خفا نہ ہوؤن گی اور وہ اقامت گزین ہون کہ کوچ نہ کرون گی پہر وہ داخل ہوگا ایک ایسے گہر مین جس کی بنیاد سے اُس کی چہت تک ایک لاکہہ گز کا فاصلہ ہوگا اُس کی موتیون کے تختے ہے تہر ہین زرد و سبز و سرخ جن مین سے کوئی تہر اپنے ساتہی کا ہمشکل نہین ہے اُس گہر مین ستر تخت ہین ہر تخت پر ستر گدیلے ہین ہر گدیلے پر ستر بیبیان ہین ہر بی بی پر ستر حُلّے ہین حُلّون کے اندر سے اُس کی پنڈلی کا گودا دکہائی دے رہا ہے پورا کرے گا جماع ان سب کا ایک رات کی مقدار مین تمہاری راتون سے یہ نہرین ہین اُن کے نیچے سے بہہ رہی ہین نہرین ہین مار غیر آسن کی کہ صاف پانی کی جس مین کچہ کدورت نہین ہے اور نہرین ہین دودہ کی جس کا مزا نہین بگڑا کہا جو نہین نکلا ماشیہ کے تہنون سے اور نہرین ہین شراب کی لذت ہے پینے والون کو کہ جس کو نہین نچوڑا آدمیون نے اپنے قدمون سے اور نہرین ہین عسل مصفّٰی کی کہ جو نہین نکلا مہوک کے شکمون سے پہنے گا میوے پہر اگر چاہے گا تو کہڑے ہوکر اور اگر چاہیگا تو بیٹہہ کر اور اگر چاہے گا تو تکیہ لگا کر پہر یہ آیت پڑہی وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا پہر چاہیگا کہانا تو آوینگے اُسکے پاس سفید اور لبا اوقات کہا کہ سبز کہا پہر وہ اپنے بازو اُٹہاوینگے تو کہاویگا اُنکے پہلو سے جس قسم کا کہانا چاہیگا پہر وہ اڑیگا تو چلا جاویگا پہر داخل ہوگا فرشتہ تو کہیگا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ اور اگر ایک بال حور کے بالون سے گر پڑے زمین مین تو البتہ روشن کرے سورج اُس کے ساتہ سیاہی ہو نور مین یہ حدیث غریب ہے اور گویا مرسل ہے واللہ اعلم **قولہ تعالی** وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ الآیہ جبکہ اللہ پاک نے اپنے حکم کا ذکر کیا اہل جنت و نار مین اور یہ بات بیان کی کہ اُس نے ہر ایک کو اُس جگہ مین اُتارا ہے جو اُس کے لائق و صالح و مناسب ہے اور وہ اس مین ایسا عادل ہے کہ جور نہین کرتا ہے تو اپنے فرشتون کی خبر دیتا ہے کہ وہ عرش مجید کے گرد گہرنے والے ہین تسبیح کرتے ہین اپنے رب کی حمد کے ساتہ متلبس ہوکر اور اُس کی تمجید و تعظیم و تنزیہ و تقدیس کرتے ہین نقائص و جور سے اور قضیہ فیصل ہو چکا اور امر جاری کیا گیا اور ساتہ عدل کے حکم ہو چکا اسی لیے اللہ عز و جل نے یون فرمایا وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ یعنی درمیان خلائق کے حق کے ساتہ فیصلہ کیا گیا پہر فرمایا وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ یعنی سارا کون بولا اُس کے ناطق اور بہائم واسطے اللہ رب العالمین کے ساتہ حمد کے اُس کے حکم و عدل مین اور اسی لیے قول کی نسبت کسی قائل کی طرف نہین کی بلکہ اُس کو مطلق چہوڑا تو اس نے اس پر دلالت کی کہ ساری مخلوقات نے اُس کے واسطے شہادت دی ساتہ حمد کے قتادہ نے کہا کہ اللہ پاک نے خلق کو شروع کیا ساتہ حمد کے ابتدا اس قول مین الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ اور اختتام کیا ساتہ حمد کے اپنے اس قول مین وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کذا فی ابن کثیر

ف فتح البیان میں فاتح یہہ ہے کہ سیق الذین اتقوا الآیۃ کے یہہ معنی ہین کہ ہانک لائے متقی لوگون کو فرشتے ہانکنا اعزاز و تشریف و تکریم کا مراد اس ق سے اُن کا جلد لانا ہے طرف دار کرامت و رضوان کے جس طرح کہ اُس شخص کو لاتے ہین جس کا اکرام و اعزاز کیا جاتا ہے اُن لوگون مین سے جو کہ بعض ملوک کے پاس واسطے زیارت و طلب عطا کے آتے ہین اور اول سوق جو دوزخیون کے بارے مین گزر چکا ہے مراد اُس سے اُنکا ہانکنا ہے طرف عذاب کے ساتھہ ذلت و خواری کے جس طرح کہ قیدی کے ساتھہ معاملہ کیا جاتا ہے جبکہ اُسکو قید کی یا قتل کی طرف ہانک لے جاتے ہین ان دونون ہانکنے مین بڑا فرق ہے وہ کہان اور یہ کہان وہ تو عذاب نیران کی طرف ہے اور یہ روضۂ رضوان کی طرف یہہ سوق جو دونون جگہہ لایا گیا منجملہ بدائع انواع بدیع ہے وہ یہہ ہے کہ اللہ پاک ایک کلمہ حق مین کفار کے لاتا ہے تو وہ دال ہوتا ہے اُن کی ذلت و عقاب پر اور وہی کلمہ بعینہ مومنون کے حق مین لاتا ہے تو دلالت کرتا ہے اُن کے اکرام و اعظام پر ساتھہ حسن ثواب کے فسبحان من انزلہ معجز المبانی متمکن المعانی عذب الموارد و المثانی کسی نے کہا کہ کلام بنا بر حذف مضاف ہے ای سیقت مراکبہم یعنی انکی سواریان ہانکی گئین کیونکہ وہ نہین لائے جائینگے مگر سواریون پر سوار جیسا کہ حدیثون مین وارد ہوا ہے معنی زمر کے اول گزر چکے ہین یعنے گروہ گروہ لائے جائینگے مثلاً اہل نماز علیحدہ اور اہل صوم جدا اور اہل صدقہ الگ اسیطرح اور اعمال صالحہ والے جواب اذا کا محذوف ہے جبر نے کہا تقدیر یہہ ہے سعدوا و فتحت یعنی یہان تک کہ جس وقت وہ جنت کے پاس آئینگے تو بہرہ مند کیے جائینگے اور انکے دروازے کہولے جائینگے زجاج نے کہا قول میرے نزدیک یہہ ہے کہ جواب محذوف ہے تقدیر کہ حتی اذا جاؤہا و کانت ہذہ الاشیاء التی ذکرت دخلوہا یعنی یہان تک کہ جب وہ آئینگے جنت کو اور یہ چیزین ہونگی جن کا ذکر ہوا تو وہ اُس مین داخل ہونگے پس جواب دخلوہا ہے اور اس لیے حذف کیا گیا کہ کلام مین اُس پر دلیل ہے اخفش و کوفی اس کے قائل ہین کہ جواب فتحت ہے اور حرف واو زائد ہے آبن نحوی کے نزدیک یہ قول خطا ہے اسواسطے کہ واو حروف معانی سے ہے تو وہ زائد نہ ٹہیرایا جائے کسی نے کہا کہ زیادتی واو کی اس پر دلیل ہے کہ دروازے اُن کے لیے کہولے گئے قبل اسکے کہ وہ آئین بسبب انکی کرامت و عزت کے اللہ تعالی پر تقدیر یہہ ہے حتی اذا جاؤہا و ابوابہا مفتحۃ یعنے یہان تک کہ وہ آئے اُس کو اور اُس کے دروازے کہلے ہوئے تھے بدلیل اس آیت کریمہ کے جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ اور اہل نار کے قصے مین واو اسواسطے حذف کیا گیا کہ وہ ٹہیرائے گئے نار پر اور بعد انکو ٹہیرانے کے اُس کے دروازے کہولے گئے واسطے ذلیل کرنے کے اور ڈرانے کے نحاس نے اس کے معنے ذکر کیے ہین منسوب کر کے طرف بعض اہل علم کے نحاس نے کہا مین نہین جانتا ہون کہ اس سے پہلے کسی نے

اس کی طرف سبقت کی ہو اس قول کی بنا پر واو حالیہ ہوگا بتقدیر قد کے لیے جاؤ ہا وقد فتحت لہم الابواب کسی نے
کہا کہ واو ثمانیہ ہے عرب کی یہ عادت تھی کہ عدد مین یون کہا کرتے تھے خمسۃ ستۃ سبعۃ وثمانیۃ اس کا بیان
سورہ برات مین پورے طور پر گذر چکا ہے اور سورہ کہف مین بھی جنت کے آٹھ دروازے ہونے مین صحیح
وغیرہما مین حدیثین وارد ہوئی ہین کتاب مثیر ساکن الغرام الی روضات دار السلام تالیف
سیدنا ابو الوفا الصدیق صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالی احوال جنت مین احسن واجمع کتب ہے یہ کتاب
بزبان عربی ہے طبع ہو کر دست برد طلبۂ علم ہو چکی ہے بعد اس کے بنظر نفع عام ایک کتاب اردو مین۔
ہادی القلب السلیم نام اسی بابت مین تالیف فرمائی یہ بھی عجب مسند کتاب ہے طبع ہو کر مطبوع خاص و عام
ہوئی جزاہ اللہ تعالی خیر الجزا بالجملہ پھر اللہ پاک نے یہ خبر دی کہ جنت کے خزانچی مومنون پر سلام کرین گے
پس ارشاد فرمایا وقال لہم خزنتہا سلام علیکم یعنی سلامتی ہے تم کو ہر آفت سے بعد اس کے اب
کوئی مکروہ تمکو پیش نہ آئے گا طبتم پاک رہے تم دنیا مین شرک و معاصی کے چرک سے میلے کچیلے نہ ہوئے
مجاہد نے کہا طبتم بطاعۃ اللہ کسی نے کہا بالعمل الصالح معنے ایک ہین کسی نے کہا طاب لکم المقام یعنی پاکیزہ
ہوا واسطے تمہارے مقام کسی نے کہا طابت حالکم و حسنت یعنی اچھا ہوا تمہارا حال دخول جنت کو
سبب ٹھیرایا طیب و طہارت کے اس لیے کہ وہ گھر ہے طیبین کا اور جائے اقامت ہے طاہرین کی اللہ سبحانہ نے
ہر میل کچیل سے اس کو مطہر کیا ہے اور ہر گندگی سے اس کو پاک صاف فرمایا ہے سو اس مین داخل ہوگا
مگر وہی جو اس کے مناسب اور اس کی صفت کے ساتھ موصوف ہوگا مقاتل نے کہا جبکہ جہنم کے پل کو قطع کر چکین
تو ایک پل پر روکے جائین گے جو کہ درمیان جنت و نار کے ہے پھر بدلا لیا جائے گا واسطے بعض کے بعض
سے ان مظالم کا جو ان کے آپس مین تھے یہان تک کہ جس وقت پاک صاف کر دیے جائین گے تو رضوان
و رضوان کے اصحاب ان سے یون کہین گے سلام علیکم بخاری نے اس حدیث قنطرہ کو اپنے جامع صحیح
مین بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ روایت کیا ہے یہ حدیث نہایت طویل ہے فادخلوہا
خالدین یعنی اب تم داخل ہو جنت مین ور الحال کہ مقدر کیا گیا ہے تمہارا ہمیشہ رہنا اس مین پس
اہل جنت اس وقت کہین گے الحمد للہ الآیہ یعنی سب خوبی ہے اللہ کو جس نے سچا کیا ہم سے وعدہ اپنا
وعدہ بعث کا اور جنت کے ساتھ ثواب دینے کا اپنے اس قول مین تلک الجنۃ التی نورث من
عبادنا من کان تقیا اور جس نے وارث کیا ہم کو ارض کا مراد ارض سے زمین جنت ہے یہ قول قتادہ و ابو العالیہ
کا ہے گویا وہ ان کے غیر سے ان کی طرف آ گئے سو وہ اس کے مالک ہو گئے اور اس مین تصرف
کیا جس طرح کہ وارث تصرف کرتا ہے اس شے مین جس کا وہ وارث ہوتا ہے پس اس معنی کی بنا پر کلام

وہ مومن ہوسلتے اکثر مفسرین نے یہی کہاہے اگر واسطے تہی اہل نار کے جو اُس زمین کے وارث ہوئے کہا وہ کسی نے جاز ہے مین یہی کہاہے اس قول کی بنیاد پر وراثت اپنے حقیقی معنے پر ہے کسی نے کہا کہ مراد ارض سے ارض دنیاہے اور کلام مین تقدیم و تاخیر ہے جملہ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ حال ہے اور نا کی ضمیر سے یعنی وارث کیا ہمکو زمین جنت کا در انحال کہ ہم پہیراستے ہین اُس مین منازل و مقامات سے جو چاہتے ہین جہان چاہتے ہین اس سے نہ سمجھنا چاہیے کہ کوئی شخص اپنے غیر کے مکان کو پسند کریگا اس واسطے کہ جنت مین تو ہر ایک کو ایسی فراخ و حسین و حاجت سے زیادہ جنت ملیگی کہ بیان سے باہر ہے سو وہ اپنی ہی جنت سے جہان چاہے گا ہٹکا نا پکڑے گا اپنے غیر کے جنت کی طرف اُسے حاجت نہ ہوگی کسی نے کہا کہ امت محمدی سب امتون سے پہلے جنت مین داخل ہوگی سو یہ لوگ جہان چاہین گے اُترین گے یعنی ان مین سے ہر ایک کو اختیار دیا جائے گا واسطے اُسکی تکریم کے کہ جہان چاہے اُترے اگرچہ وہ اختیار نہ کرے گا مگر اُس شے کو جو اُس کے لیے قسمت کی گئی ہے زمین اور اُمتین سو وہ داخل ہون گی بعد امت محمدی کے تو وہ ان مکانون مین اُترین گی جو اُن سے بچے ہون گے کرخی نے کہا کہ جنت دو قسم کی ہے ایک تو جسمانی جنتین ان مین احتمال مشارکت کا نہین ہے دوسری روحانی جنتین اُن کا حصول ایک کے واسطے مانع نہین ہے اُنکو حصول سے واسطے دوسرون کے فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ مخصوص بالمدح محذوف ہے ای فنعم اجر العاملین الجنۃ یہ قول تتمہ قول اہل جنت کا یعنی وہی جنت والے کہتے ہین کہ جب ہمارے عیش کا یہ حال ہے کہ ہم جہان چاہتے ہین اُترتے ہین جس مکان مین چاہتے ہین رہتے بستے ہین کسی طرح کی روک ٹوک نہین ہے سو کیا خوب مزدوری ہے اُن کی جنہون نے دنیا مین نیک کام کیے یہ بہشت عنبر سرشت کسی نے کہا کہ یہ قول اللہ پاک کے قول سے ہے جبکہ اللہ سبحانہ نے مومنین کے درجات عالیات کا ذکر کیا جو اُن کو عطا ہوئے تو بعد اس کے ان اہل کرامات کا بیان کیا جنکو عبادات سے کوئی شے باز رکھنے والی نہین ہے پس خطاب کو اشرف خلق کی طرف پہیر کر ارشاد فرمایا وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ اس واسطے کہ اس رؤیت کا حق سوا آپکے اور کسی سے ادا نہین ہو سکتا ہے یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم دیکھے گا تو اس دن فرشتون کو اس حال مین کہ وہ احاطہ کرنے والے گہیرنے والے قیام کرنے والے ہونگے ساتہ جمیع حقوق کے جو اُن پر ہین عرش کی جوانب سے جنکا احاطہ کرنا ممکن ہوگا بوجہ بسبب ان کے احاطہ کرنے کے تسبیح و تمجید و تقدیس کی آواز سنائی دیگی کلمہ من نے یہ بات سمجھائی کہ فرشتے باوجود اپنی کثرت کے جس کا شمار سوا اللہ عز و جل کے اور کوئی نہین کر سکتا ہے عرش کے گرد کو نہ پہیرین گے یہ قول اولی ہے بیضاوی کے اس قول سے کہ کلمہ من زیادہ ہے اخفش بھی اسی کے قائل ہین کہ زائدہ ہے یا کلمہ

من ابتدای غایت کا ہے یعنی ابتدا فرشتون کے احاطہ کرنے کی گرد عرش سے وہان تک ہے جہان تک اللہ پاک نے چاہا
ہے معنی یہ ہین کہ اُس دن دیکھنے والا اُن کو اس صفت دیکھیگا حافین جمع ہے حاف کی قالہ الاخفش حلت
کہتے ہین محدق بالشی یعنی جو کوئی کسی شے کا احاطہ کرنے والا ہو تو وہ اسکا حاف ہے ماخوذ ہے حففت بالشی
سے یعنی جب کہو گے کہ تم اُس شے کا احاطہ کرو گے اور یہ ماخوذ ہے حفاف سے حفاف بمعنی جانب ہے فرا نے کہا کہ حافین
کا واحد نہین ہے اُس کے لفظ سے زمخشری نے بہی فرار کی پیروی کی ہے گویا ان دونون نے یہ خیال کیا کہ واحد
حاف نہین ہوسکتا ہے اس لیے کہ حفوف احداق و احاطہ بشی ہے اور یہ متحقق نہین ہوتا ہے مگر جمع مین جملہ
يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ محل نصب مین ہے بنابر حال حافین کی ضمیر سے یعنی وہ گہیرنے والے ہین گرد عرش
سے اس حال مین کہ تسبیح کرنے والے ہین اُس کی حمد کے ساتہ متلبس ہو کر مطلب یہ ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ کہتے
ہین کسی نے کہا کہ یسبحون کے یہ معنی ہین کہ نماز پڑہتے ہین گرد عرش کے اپنے رب کے شکر کے واسطے یہ تسبیح تلذذ
کی ہے تسبیح تعبد کی نہین ہے کیونکہ اس دن تکلیف زائل ہوجاے گی اور یہ اس بات کو مشعر ہے کہ اُن کا ثواب
بعینہ یہی تسبیح ہے اور اُس نے یہ بات بہی سمجہا دی ہے کہ درجات و لذات علیین کا منتہے استغراق ہے اللہ
سبحانہ کی صفات مین اللہم ارزقنا آمین وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ یعنی فیصلہ کیا گیا درمیان ساری عباد و خلائق
کے ساتہ عدل کے باین طور کہ بعض جنت مین اور بعض نار مین داخل کیے گئے کسی نے کہا درمیان انبیا کے
جو کہ لائے گئے ساتہ شہدا کے اور درمیان اُنکی امتون کے کسی نے کہا درمیان فرشتون کے باین طور کہ اُن
کو اُن کے منازل مین قائم کیا موافق اُنکے درجون کے والا ول اولی وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
قائل اس کے مومنین ہین اُنہون نے اللہ کی حمد کی اس پر کہ اُس نے فیصلہ کردیا درمیان اُن کے اور اہل
نار کے ساتہ حق کے جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
کسی نے کہا کہ اس کے قائل فرشتے ہین اُنہون نے اللہ پاک کی حمد کی اس پر کہ اُس نے حکم مین عدل کیا اور
اسپر کہ اُس نے درمیان اپنے بندون کے حق کے ساتہ فیصلہ کیا اللہ سبحانہ نے اس آیت کو حمد کے ساتہ شروع
کیا اور اسی کے ساتہ ختم فرمایا مقصود اس سے آگاہی بخشنا ہے اس بات پر کہ ہر کام کی بدایت و نہایت مین
اُس کی حمد کرنا چاہیے اور جبکہ پہلے حمد تو صدق وعدہ پر اور جنت کے وارث کرنے پر ہے اور یہ حمد حق کے
ساتہ فیصلہ کرنے پر ہے تو اب اس مین کسی طرح کی تکرار نہین ہوئی حضرت ابن عمر رضے اللہ عنہما کی حدیث
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر آخر سورہ زمر پڑہا تو منبر نے دو بار حرکت کی ذکرہ
القرطبی رحمہ اللہ تعالی **ف** قولہ تعالی وتری الملائکۃ حافین الآیۃ مین دو احتمال ہین یا تو یہ قول واسطے
شرح احوال ملائکہ کے ہے تو اب مین بعد واسطے بیان اس بات کے کہ اُن کا دار ثواب جوانب و اطراف عرش

سلہ اور تمام ان کی دعا اس پر ہے سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہان کا ہے

ملی ہے بعد شب ثواب بشر کے اور بیان کرنے اس امر کے کہ اُن کا دار ثواب جنت ہے پس قوله تعالی یسبحون بحمد
ربہم اس بات کو مشعر ہوگا کہ انکا ثواب بعینہ یہی تحمید و تسبیح ہو اور بزرگترین سعادات ثواب استغراق عقول عباد ہو درجات تنزیہ و منازل تقدیس مین
اور قوله تعالی وقضی بینہم بالحق کے یہ معنی ہون گے کہ فیصلہ کیا گیا درمیان فرشتون کے ساتھ حق کے یہ بات بتانے
کو کہ وہ باب معرفت و طاعت مین درجات مختلف و مراتب متفاوت پر ہین اور ہر ایک اُن مین کا اپنے مرتبے سے
آگے نہین بڑہتا ہے جو اس کے واسطے مقرر کر دیا گیا ہے پہر جب درمیان اُن کے حق کے ساتھ فیصلہ کیا گیا
تو اُنہون نے کہا الحمد للہ رب العالمین یعنے سب خوبی اللہ رب العالمین کو ہے اس پر کہ اُس نے درمیان ہمارے
حق کے ساتھ فیصلہ کیا یہان **ایک نکتہ نفیس ہے** وہ یہ ہے کہ جب فرشتون نے متقی لوگون کا باین
قول خطاب کیا کہ سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین تو متقیون نے اس وقت یہ کہا الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ
یعنی حمد ہے اللہ کو جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا جو باین لفظ کیا تہا کہ لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا
بالجنۃ بخلاف فرشتون کے کہ اُن کے درمیان جبکہ حق کے ساتھ فیصلہ کیا گیا تو اُنہون نے یون کہا الحمد للہ
رب العالمین بسبب اس فیصلے کے اللہ کی حمد نہ کی بلکہ اس واسطے اُس کی حمد کی کہ وہ رب العالمین ہے اور یہ اس
بات کو مشعر ہے کہ باب معرفت مین اُن کا طبقہ بلند تر ہے کیونکہ جس شخص نے منعم کی حمد کی بسبب اس کے انعام کے
جو اُس کی طرف پہونچنے والا ہے تو حقیقت مین اُس نے منعم کی حمد نہین کی اُس نے تو صرف انعام کی حمد کی رہا وہ
شخص جس نے اُس کی حمد کی بسبب اُس کی صفات کمال و علو شان و کبریائی کی سو بیشک باب معرفت مین اسکا
استغراق اکثر ہے دوسرا احتمال یہ ہے کہ وتری الملائکۃ الآیۃ تتمہ شرح ثواب متقین سے ہی بیان اسکا یہ ہے کہ
یون کہین جبکہ متقیون نے الحمد للہ الذی صدقنا الآیۃ کہا اور اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ وہ جنت مین اللہ کی
حمد کے ساتھ مشغول ہین تو اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ جس طرح متقیون کا حرفہ جنت مین اشتغال ہے ساتھ
اس تحمید کے سو اسی طرح ملائکہ حاملین حول العرش کا حرفہ اشتغال بالتسبیح و تحمید ہے پہر فرمایا وقضی بینہم بالحق
یعنی فیصلہ کیا گیا درمیان بشر کے حق کے ساتھ کذا افادہ العلامۃ محی الدین شیخ زادہ رزقہ اللہ الحسنی وزیادہ و
الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ کہ سورہ زمر کی تفسیر محلہ امیر گنج مین بیسوم ماہ ربیع الاول قریب
نصف شب یکشنبہ تمام ہوئی اللہ سبحانہ تعالی قبول فرمائے اور آیندہ لکہنے کی توفیق عطا فرمائے اللہم اغفر لنا
وتب علینا وارحمنا واحسن عواقبنا فی الامور کلہا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرۃ آمین یا رب العالمین
وصلے اللہ علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ وصحبہ واشیاعہ مل ما علمت وزنۃ ما علمت وعدد ما علمت والحمد للہ
اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُوْرَۃُ غَافِر

اس سورۃ کو سورۃ المومن اور سورۃ الطول بھی کہتے ہین اس کی بچاسی آیتین ہین کسی نے کہا بیاسی قالہ القرطبی یہ سورت مکی ہے حضرت حسن و عطا و حضرت جابر و عکرمہ کے قول مین حضرت حسن نے فرمایا مگر قولہ تعالی وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ اس واسطے کہ نمازین مدینے مین نازل ہوئی ہین حضرت ابن عباس و قتادہ نے کہا مگر دو آیتین مدینے مین نازل ہوئی ہین اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْ اٰيَاتِ اللّٰهِ اور وہ آیت جو اس کے بعد ہے وَكَذَا نَصَّ عَلَيْهِ السُّيُوْطِيُّ فِي الْاِتْقَانِ وَفِيْ لُبِّ الْاُصُوْلِ فِيْ اَسْبَابِ النُّزُوْلِ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اتاری گئی حم المومن مکے مین اَخْرَجَهُ ابْنُ مَرْدُوْيَةَ واخرج ایضا عن ابن الزبیر مثلہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ساتون حوامیم نازل کی گئین مکے مین اخرجہ ابن الضریس والنحاس والبیہقی فی الدلائل حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نازل ہوئین حوامیم ساری مکے مین اخرجہ ابن مردویہ والدیلمی **فضیلت ۱** حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہین مین نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بیشک اللہ نے عطا کین مجھ کو سات حوامیم بجائی توراۃ کے اور عطا کین مجھ کو الرا آت طواسین تک بجائے انجیل کے اور عطا کین مجھ کو وہ جو درمیان طواسین کے ہین حوامیم تک بجائے زبور کے اور فضیلت دی مجھ کو ساتھ حوامیم و مفصل کے نہین پڑھا ان کو کسی نبی نے قبل میرے اخرجہ محمد ابن نصر وابن مَرْدُوْيَةَ **۲ حضرت** ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین بے شک واسطے ہر شے کے ایک لباب ہے اور بیشک لباب قرآن کا آل حم ہے اَخْرَجَهُ اَبُوْ عُبَيْدٍ فی فضائلہ **۳ حضرت** ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ حوامیم دیباج قرآن ہین اخرجہ ابو عبید وابن الضریس وابن المنذر والبیہقی فی الشعب **۴** دوسرا لفظ ان کا یہ ہے اذا وقعت فی آل حم وقعت فی روضات دمثات اتانق فیھن اخرجہ ابو عبید ومحمد ابن نصر و ابن المنذر یعنی جس وقت مین واقع ہوتا ہون ان سورتون مین جن کے اول مین حم ہے تو مین واقع ہوتا ہون نرم زمین کے چمنون مین ان سے خوش ہوتا ہون اور ان کے محاسن و خوبیون مین لذت لیتا ہون **۵ حضرت** انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے حوامیم دیباج قرآن ہین اخرجہ ابو نعیم وابو الشیخ والدیلمی **۶ خلیل** بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے حوامیم سات ہین اور دروازے دوزخ کے سات ہین آئے گی ہر حم ان مین سے ٹھیرے گی ایک دروازے پر ان

دروازون سے کہی گی اسے اللہ مت داخل کر اس دروازے سے اس شخص کو جو مجہہ پر ایمان لاتا تہا اور مجہہ کو پڑہتا تہا
اخرجه البیهقی فی الشعب ۷ سعد بن ابراہیم کہتے ہین کہ حوامیم کا نام عرائس کہا جاتا ہے یعنی دولہنین
ہین رواہ الدارمی فی مسندہ ۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
فرمایا ہے جو شخص پڑہے حم المومن الیہ المصیر تک اور آیۃ الکرسی جبکہ صبح کرے تو وہ محفوظ ہوگا بسبب اُن کی یہان
تک کہ شام کرے اور جو کوئی اُنکو پڑہے جبکہ شام کرے تو محفوظ ہوگا بسبب ان کی یہان تک کہ صبح کرے اخرجه
ابو عبید وابن سعد ومحمد بن نصر وابن مردویة والبیهقی فی الشعب ۹ حضرت عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین انّ مثل القرآن کمثل رجل انطلق یرتاد لاهله منزلا فمر
باثر غیث فبینما هو یسیر فیه ویتعجب منه اذ هبط علی روضات دمثات فقال عجبت من الغیث
الاول فهذا اعجب و اعجب فقیل له ان مثل الغیث الاول مثل عظم القرآن وان مثل
هؤلاء الروضات الدمثات مثل آل حم فی القرآن رواه حمید بن زنجویه هٰذا اورده البغوی
یعنی مثل قرآن کی مانند مثل اس شخص کی کہ چلا تلاش کرتا ہے واسطے اپنی گہروالون کے منزل کو پس اُس نے گزر کیا بارش کے
اثر پر سو وہ اس اثنا مین کہ اس مین جا رہا تہا اور اُس سے تعجب کرتا تہا کہ ناگاہ اُترا نرم زمین کے چمنون پر
تو بولا کہ مین نے تو اول بارش سے تعجب کیا تہا سو یہ تو اُس سے بہی نہایت درجہ خوب ہے پس اس سے کہا
گیا کہ اول بارش کی مثل تو مثل ہے اکثر قرآن کی اور مثل ان نرم زمین کے چمنون کی مثل ہے حم کی قرآن میں
۱۰۔ ابو عبیدہ کہتے ہین ہم کو حدیث کی حجاج نے کہا ہم کو حدیث کی مسعر بن کدام نے اُس شخص سے جس نے اُن کو
حدیث کی کہ ایک شخص نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالے عنہ کو دیکہا کہ وہ ایک مسجد بنا رہے ہین تو اُن سے
کہا یہ کیا ہے فرمایا ابنیه من اجل آل حم یعنی مین اُس کو بناتا ہون واسطے آل حم کے شاید یہ مسجد جو
حضرت ابو الدرداء نے بنائی وہی مسجد ہو جو اُن کی طرف منسوب ہے اندر قلعہ دمشق کے اور شاید اُس کا حفظ و صیانت
انہین کی برکت سے اور اُنہی کی برکت سے ہو جس کے واسطے وہ بنائی گئی کیونکہ یہ کلام اُنکا دال ہے نصر علی
الاعداء پر جسطرح کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بعض غزوات مین اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا
کہ اگر تم شب خون مارے جاؤ رات مین تو کہیو حم لا ینصرون ایک روایت مین لا تنصرون ہے۔ ۱۱
بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا
ہے جو کوئی پڑہے آیۃ الکرسی اور اول حم المومن کو تو وہ بچایا جائے گا اُس دن ہر بُرائی سے پہر بزار نے کہا
لا نعلمه یروی الا بهذا الاسناد ورواه الترمذی من حدیث الملیکی وقال تکلم فیه بعض
اهل العلم من قبل حفظه ف بعض سلف کے جن مین سے ابن سیرین رضی اللہ تعالی عنہ ہین

مکروہ رکھا ہے اس بات کو کہ حوامیم کہیں اور جو کہا جائے سو آل حم ہے کما رواہ ابو عبید ﷺ ما ذکرہ الحافظ ابن کثیر جوہری نے فرمایا کہ آل حم کئی سورتیں ہیں قرآن شریف میں اب رہا قول عامہ کا الحوامیم سو یہ کلام عرب سے نہیں ہے اسی کے حریری بھی قائل ہیں درة الغواص میں اور ابو عبید نے کہا کہ الحوامیم علی غیر قیاس ہے اولی یہی ہے کہ ذوات حم جمع کی جائے انتہی پس مجموع اخبار و آثار و اقوال سے معلوم ہوا کہ ان سات سورتوں کا نام حوامیم رکھا جاتا ہے اور آل حم بھی اور ذوات حم بھی کہتے ہیں تو ان سب میں استعمال ثابت ہوئی بخلاف اس شخص کے جس نے اول کا انکار کیا ہے لیکن یہ انکار ٹھیک نہیں ہے اس لیے کہ جب منسوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کلام میں وارد ہوا تو اب انکار کی کیا وجہ ہے گو خلاف قیاس ہو اور اس کو زبان عوام ٹھیرانا تو نہایت درجہ کی بے ادبی ہے بلکہ اخص الخواص کا لفظ افصح ہے واللہ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۞ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۞ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۞ اتارنا کتاب کا اللہ سے ہو جو زبردست ہو خبردار گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرتا سخت مار دیتا مقدور کا صاحب کسی کی بندگی نہیں سوا اس کے اسی کی طرف پھر جانا ہے **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی رحمة واسعة فرماتے ہیں کہا ہے کہ حم ایک اسم ہے اللہ عزوجل کے اسما سے اس باب میں ایک بیت پڑھی وہ یہ ہے ؎

یُذَکِّرُنِیْ حٰمٓ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ ٭ فَهَلَّا تَلَا حٰمٓ قَبْلَ التَّقَدُّمِ

اور حم اس حدیث میں وارد ہوا ہے جس کو ابوداؤد و ترمذی نے من حدیث الثوری عن ابی اسحق عن المہلب ابن ابی صفرہ روایت کیا ہے کہا مجھے حدیث کی اس شخص نے جس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے ان بیتم اللیلة فقولوا حم لا ینصرون یہ اسناد صحیح ہے ابو عبید نے اختیار کیا ہے کہ یوں روایت کی جائے فقولوا حم لا ینصروا یعنی اگر تم اس کو کہو گے تو وہ مدد نہ دیے جائیں گے لا ینصروا کو فقولوا کی جزا ٹھیرائی ہے **قولہ تعالی تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم** یعنی اتارنا اس قرآن کا طرف سے اللہ کے ہے جو عزت و علم والا ہے پس اس کی بارگاہ عالی جاہ کا کوئی قصد نہیں کر سکتا ہے اور نہ ذرہ اس سے مخفی رہ سکتا ہے گو اس کا حجاب کاڑھا ہو **غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ** یعنی بخشدیتا ہے اس گناہ کو جو گزر چکا ہے اور توبہ قبول کرتا ہے آیندہ میں جبکہ اس کی طرف رجوع ہو اور اس کے سامنے عاجزی و فروتنی کرے **شَدِيْدِ الْعِقَابِ** یعنی سخت مار دینے والا ہے اس کو جس نے تمرد و سرکشی کی اور دنیا کو اختیار کیا

اور اللہ تعالیٰ کے حکمون سے باغی و سرکش ہو کما قال تعالیٰ نَبِّئْ عِبَادِيْ أَنِّيْ أَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَأَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيْمُ اللہ پاک قرآن شریف مین اکثر جگہ ان دو وصفون کو یکجا ذکر فرمایا کرتا ہے تاکہ بندہ درمیان خوف و رجا کے رہے **ذِي الطَّوْلِ** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ مراد طول سے سعت و غنا ہے یعنی فراخی و غنا والا ہے اسی طرح مجاہد و قتادہ نے بھی کہا ہے یزید بن الاصم نے کہا مراد خیر کثیر ہے عکرمہ نے کہا ذی المن ہے یعنی منت و احسان والا ہے نیز قتادہ نے کہا ذی النعم والفضل ہے معنی یہ ہین کہ اپنے بندون پر تفضل و مہربانی کرنے والا ہے ان پر منت رکھنے والا ہے ساتھ ان منتون و انعامون کے جن مین وہ ہین جن مین سے ایک کی شکر کے ساتھ قیام کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے ہین وَإِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا الآیہ

	گز عہدۂ شکرش بدر آید		از دست و زبان کہ بر آید
	عذر بدرگاہ خدا آورد		بندہ ہمان بہ کز تقصیر خویش

قو رحلیت عظمت **لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيْرُ** یعنی اس کی ساری صفات مین کوئی اس کا نظیر نہیں ہے پس سوا اس کے کوئی معبود ہے نہ کوئی رب ہے اسی کی طرف مرجع و مآب ہے سب کے سب اسی کے پاس پھر جاوین گے تو وہ ہر عامل کو اس کے عمل کا بدلا دے گا اور وہ جلد حساب لینے والا ہے ابو بکر بن عیاش کہتے ہین مین نے سنا ابو اسحق سبیعی کو وہ کہتے تہے کہ ایک شخص آیا طرف حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پھر عرض کیا یا امیر المومنین مین نے قتل کیا ہے پھر کیا میرے واسطے کوئی توبہ ہے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھا حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب قابل التوب شدید العقاب اور فرمایا عمل کر اور نا امید مت ہو رواہ ابن ابی حاتم واللفظ لہ و ابن جریر ابن ابی حاتم نے یزید بن الاصم سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص ذو باس اہل شام سے تہا یعنی لڑائی والا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتا تہا پھر انہون نے اس کو گم پایا تو فرمایا ما فعل فلان بن فلان یعنی اس کا کیا حال ہے پس لوگون نے عرض کیا یا امیر المومنین تتابع فی ہذا الشراب یعنی وہ شراب بہت پینے لگا ہے کہا پھر حضرت عمر نے اپنے منشی کو بلایا تو فرمایا لکھ من عمر بن الخطاب الی فلان بن فلان سلام علیک فانی احمد الیک اللہ الذی لا الٰہ الا ہو غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الٰہ الا ہو الیہ المصیر پھر اپنے اصحاب سے فرمایا دعا کرو اللہ سے واسطے اپنے بھائی کے اس بات کی کہ وہ اس کے دل کو متوجہ کرے اور اللہ اس پر رجوع ہو پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان اس شخص کو پہونچا تو وہ اس کو پڑھتا تہا اور اس کی تکرار کرتا تہا اور کہتا تہا غافر الذنب وقابل التوب مجھ پر اس نے ڈرایا

اپنی عقوبت سے اور مجھ سے وعدہ کیا کہ میری مغفرت کریگا اور **حافظ ابو نعیم** نے حدیث جعفر بن برقان سے
اسکو روایت کیا ہے اور اتنا زیادہ کہا پس وہ اپنی جان پر اس کی تکرار کرتا رہا پھر رو یا پھر باز رہا تو اچھے طور پر باز رہا پھر
جب حضرت عمر رضے اللہ عنہ کو اُس کی خبر پہونچی تو فرمایا اسطرح اب تم کیا کرو جبکہ دیکھو اپنے کسی بہائی کو کہ اُس نے کوئی لغزش کی
فسددوہ ووثقوہ وادعوا اللہ له ان یتوب علیه ولا تکونوا اعوانا للشیطان علیه یعنی اس کو
راہ صواب بتاؤ اُسکو راست و درست کرو اور اسکو مضبوط و پختہ کرو اور اس کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ اُس پر رجوع
ہو اور مت ہو مددگار شیطان کے اُس پر مطلب یہ ہے کہ وعظ و نصیحت مین میانہ روی کرین افراط و تفریط
سے بچین سرزنش و ملامت و سخت کلامی سے پیش نہ آئین ورنہ بجائے نفع کے ضرر نقد وقت ہے **ابن ابی
حاتم** نے ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا
سواد کوفہ مین پس مین داخل ہوا ایک باغ مین کہ دو رکعت نماز پڑہون پھر مین نے حم المؤمن شروع کی یہانتک
تک کہ پہونچا لا الہ الا ہو الیہ المصیر کو پس ناگاہ میرے پیچھے ایک شخص تھا کہ شہابہ پر سوار ہے اس پر مقطعات
یمنیہ ہین پھر اُس نے کہا کہ جب تو کہے غافر الذنب تو یون کہہ یا غافر الذنب اغفر لی ذنبی یعنی اے بخشنے والے
گناہ کے تو میرا گناہ بخشدے اور جب تو کہے وقابل التوب تو یون کہہ یا قابل التوب اقبل توبتی یعنی اے قبول
کرنے والے توبہ کے تو میری توبہ قبول کر اور جب تو کہے شدید العقاب تو یون کہہ یا شدید العقاب لا تعاقبنی
یعنی اے سخت عقاب والے تو مجھ کو عقاب مت کر کہا پھر مین نے پھر کر دیکھا تو کسی کو نہ دیکھا پھر مین دروازے کی
طرف نکلا تو مین نے کہا کہ تم پر سے کوئی شخص گذرا ہے جس پر مقطعات یمنیہ تھے لوگون نے کہا کہ ہم نے کسی کو نہین
دیکھا پس لوگ خیال کرتے تھے کہ وہ الیاس تھے تمت رواہ طریقا اخری عن ثابت بنحوہ ولیس فیه ذکر
الیاس واللہ سبحانه وتعالیٰ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ جمہور نے **حم**
کو باشباع فتحہ حا پڑہا ہے اور حمزہ و کسائی نے بامالہ محضہ و ابو عمرو نے بامالہ بین بین اور جمہور نے بسکون میم
مثل باقی حروف مقطعہ کے اور زہری نے بضم میم اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا ئے محذوف کی یا حم مبتدا اور ما بعد
اُسکا خبر اور عیسی بن عمر ثقفی نے بفتح میم یہ قراءت دو وجہ کی محتمل ہے ایک یہ ہو کہ فعل مقدر سے منصوب ہے اے
اقرا حم یعنی پڑہ تو حم کو اور غیر منصرف جو ہوا ہے بسبب علمیت و تانیث کے یا بسبب علمیت و شبہ عجمہ کے اس لیے کہ عربی
اوزان مین فاعیل کا وزن نہین ہے بخلاف عجمی کے کہ اس مین یہ وزن ہے جیسے قابیل و ہابیل دوسرا احتمال
یہ ہے کہ اُس کا فتحہ بنائی حرکت ہو واسطے تخفیف کے جیسے أین و کیف اور **ابن ابی اسحاق** و ابو السماک
نے بکسر میم پڑہا ہے بسبب التقائے ساکنین کے یا بتقدیر قسم کے جمہور نے حرف حا کا میم سے وصل کیا ہے
اور ابو جعفر نے بقطع پڑہا ہے **حم** کے معنی مین اختلاف ہے کسی نے تو کہا کہ ایک اسم ہے اسمائے الٰہی سے

قال ابو امامہ یا ایک اسم ہے اسمائے قرآن شریف سے قالہ قتادۃ **ضحاک** وکسائی نے کہا کہ اس کے معنے قضی ہین اور اُسکو بمعنی حُمّ ٹھیرایا ہے یعنی قضی ووقع کسی نے کہا مفاتیح خزائنہ یعنی حم کنجیان ہین اللہ پاک کی خزانون کی کسی نے کہا کہ اسم اللہ الاعظم ہے کسی نے کہا کہ اسمائے الٰہی کی ابتدا ہے جیسے حمید وحکیم وحلیم وحنان اور جیسے مالک ومجید ومنان ومتکبر ومصور ومومن ومہیمن کسی نے کہا اس کے معنے ہین حم امر اللہ یعنی قریب ہوئی نصر اللہ کی واسطے اپنے دوستون کے اور نزدیک ہوا انتقام اس کا اپنے دشمنون سے یہ سب ایسا تکلف ہے کہ اُس کے واسطے کوئی موجب نہین ہے اور نہ اُسکی طرف کوئی مضطر کرنے والا **حق** یہ ہے کہ اس سورت کا شروع کلمہ اور اس کے مثل اور شروع کے کلمے اُس متشابہ مین سے ہین جس کے معنے کا علم اللہ ہی کو ہے چنانچہ فاتحہ سورۂ بقرہ مین اسکی تحقیق خوب ہو چکی ہے **مہلب بن ابی صفرہ** سے مروی ہے کہ مجھے حدیث کی اس شخص نے جس نے سنا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے خندق کی رات کو ان اُتیتم اللیلۃ فقولوا حم لا ینصرون اخرجہ الترمذی والحاکم وصححہ و ابوداؤد وابن مردویہ وابو عُبَید وابن سعد وابن ابی شیبۃ وعبد الرزاق فی المصنف **حضرت براء بن عازب** رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک تم لوگ اپنے دشمن سے تو چاہیے کہ ہو شعار تمہارا حم لا ینصرون اخرجہ ابن ابی شیبۃ والنسائی والحاکم وابن مردویہ **قولہ تعالیٰ** تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ خبر ہے حم کی اس تقدیر پر کہ وہ مبتدا رہو یا یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی ای ہذا تنزیل یا مبتدا ہے خبر اُس کی مِنَ اللّٰهِ ہے **رازی** نے کہا کہ مراد تنزیل سے منزل ہے یعنی بیشک قرآن شریف اتارا گیا ہے اللہ کے پاس سے اُس پر جھوٹ باندھا گیا نہین ہے الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ایسا اللہ کہ منیع ہے بسبب اپنے سلطان وغلبے کے غالب قاہر ہے اپنے ملک مین بڑا جاننے والا ہے اپنے خلق کو اور اُس شے کو جو وہ کہتے ہین اور کرتے ہین پس یہ تہدید ہے واسطے مشرکون کے اور بشارت ہے واسطے مومنون کے غَافِرِ الذَّنْبِ یعنی بخشنے والا ہے مومنین کے گناہون کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مروی ہے کہ ستر کرنے والا ہے گناہ کا واسطے اُس شخص کے کہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے وَقَابِلِ التَّوْبِ اور قبول کرنے والا ہے رجوع ہونے والون کی توبہ کا حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا اس شخص سے جو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے **توب وثوب واوب** مصدر ہین بمعنی رجوع مین باہم ایک دوسرے کے بھائی **اخفش** نے کہا کہ توب جمع ہے توبہ کی جیسے دَوم جمع ہے دومہ کی حرف واو اس وصف مین اس لیے داخل کیا ہے کہ اس بات کا فائدہ دے کہ مذنب تائب کے واسطے دو باتین جمع کی جاتی ہین اُسکی توبہ نہ قبول کرنا اور اُسکے گناہ کا مٹانا قالہ السجاوی یا واسطے تغایر دونون وصفون کے واو لایا گیا اس لیے کہ کبھی اُن کے اتحاد کا وہم کیا جاوے قالہ البیضاوی شَدِيْدِ الْعِقَابِ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا واسطے اُس شخص کے جو لا الٰہ الا اللہ

نہین کہتا ہے یا یہ معنی ہین کہ سخت عقاب والا ہے مخالفون اور کافرون پر کسی نے کہا کہ قبول کرنے والا توبہ کا ہے واسطے
اپنے دوستون کے اور شدید العقاب ہے واسطے اپنے دشمنون کے کسی نے کہا کہ قابل توبہ ہے شرک سے اور شدید العقاب ہے
واسطے اُس کے جو اُسکی توحید نہین کرتا ہے **ذی الطول** یعنی صاحب فضل ہے عارفون پر یا غنی و بے
نیاز ہے سارے عالمون سے اصل طول کی انعام و تفضل ہے یعنی صاحب انعام و تفضل ہے اپنے بندون پر حضرت
ابن عباسؓ و مجاہد کا قول ذی الغنا والسعۃ گزرچکا ہے اسی معنی سے یہ آیت ہے وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اے
غنًی وسعۃً جوہری نے کہا کہ طول بالفتح من ہے اسی معنی سے ہے جبکہ کوئی شخص کسی پر منت و احسان رکہتا ہو تو محاورہ
مین بولتے ہین طال علیہ و یطول علیہ محمد بن کعب نے کہا ذی التفضل حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ذی الغنا ماوردی
نے کہا کہ من و تفضل مین فرق یہ ہے کہ من تو عفو ہے گناہ سے اور تفضل احسان غیر مستحق ہے اللہ سبحانہ علی الدوام
ان صفات سے ہر ایک کے ساتھ موصوف ہے پس ان مین سے اضافت مشتق کی واسطے تعریف کی ہے مثل صفت
اخیرہ کے سمین نے کہا ان صفتون مین تین وجہ مین ایک یہ ہے کہ کل صفات ہین واسطے اسم پاک اللہ کے
دوسری یہ ہے کہ سب بدل ہین اس واسطے کہ اضافت اُن کی غیر محضہ ہے تیسری یہ ہے کہ غافر
و قابل تو نعت ہین اور شدید العقاب بدل ہے انتہی بیان اس کا یہ ہے فراء نے کہا کہ غافر و قابل و شدید کو مثل
نعت کے ٹہیرایا واسطے معرفہ کے حالانکہ وہ نکرہ ہین یعنی اُنکی اضافت لفظی ہے لیکن یہ جائز ہے کہ اُنکی اضافت
معنوی ٹہیرائی جائے جیسا کہ سیبویہ نے کہا کہ ہر وہ شے جس کی اضافت غیر محضہ ہے جائز ہے کہ وہ محضہ قرار
دی جاوے اور اُس سے معرفون کی صفت کی جاوے مگر صفت مشبہ تو ہے کوفی لوگ سو اُنہون نے کسی شے کا
استثنا نہین کیا بلکہ صفت مشبہ کو مثل اسم فاعل کے ٹہیرایا اس بات مین کہ اُس کی اضافت محضہ ٹہیرانا جائز ہے
اور یہ وہان ہے کہ اُس سے کوئی مخصوص زمانہ مراد نہ ہو پس اس جگہہ شدید مین جائز رکہتے ہین کہ اُس کی اضافت
محضہ ہو اور سیبویہ کے قول کے بنا پر اُسکی تاویل مشدد کے ساتھ کرنا ضروری ہوگا زجاج نے کہا کہ یہ تینون صفات
مجرور ہین بنا بر بدل اُن سے یہ بہی مروی ہے کہ اُنہون نے غافر و قابل کو تو مجرور بنا بر صفت ٹہیرایا ہے اور
شدید کو مجرور بنا بر بدل بالجملہ پہر اللہ پاک نے وہ شے ذکر فرمائی جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ وہ واحد ہے
اور وہی مستحق عبادت کا ہے پس ارشاد فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ یعنے نہین ہے کوئی معبود مگر وہ
اور اُس کی طرف پہر جانا ہے پچہلے دن مین نہ طرف اُس کے غیر کے حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ کفار قریش اللہ
تعالیٰ کی توحید نہین کرتے تہے سو اُس نے اپنے نفس کی توحید کی اُسی کی طرف مصیر ہے اُس شخص کا جو لا الہ
الا اللہ کہتا ہے سو وہ جنت مین داخل ہوگا اور مصیر اُس شخص کا جو لا الہ الا اللہ نہین کہتا ہے تو وہ داخل ہوگا
نار مین جملہ لا الہ الا ہو مستانفہ ہے یا حال لازمہ ہے ابو البقاء نے کہا کہ صفت ہے ابن عادل نے کہا کہ یہ قول ضعیف

اور جو کوئی نہ پاوے تم مین مقدور اسکا ۱۲ منہ

ظاہر کی بنا پر فاسد ہے اس لیے کہ بلا معرفوں کی صفت نہیں ہوتا ہے یہ ممکن ہے کہ ان کی مراد یہ ہو کہ وہ صفت ہے شدید
العقاب کی کیونکہ وہ ان کے نزدیک اضافت سے معرفہ نہیں ہوتا ہے کرخی نے کہا کہ الیہ المصیر میں بھی وہی احتمال ہیں
جو جملہ ماقبل میں تھے اور یہ بھی جائز ہے کہ حال ہو جملہ ماقبل سے پھر حبیب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ قرآن شریف
اللہ کی کتاب ہے اسکو اس لیے نازل کیا ہے کہ اس سے راہ پائیں تو ان لوگوں کا حال ذکر فرمایا جو اس میں جھگڑتے
ہیں بقصد اس کے باطل کرنے کے پس ارشاد کیا مَا يُجَادِلُ فِيٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ
فِي الْبِلَادِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍ بِرَسُوْلِهِمْ
لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ وَكَذٰلِكَ
حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ
حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ
شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا
وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ
هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ع وہی جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں جو منکر ہیں سو نہ بہکا اس پر کہ چلتے پھرتے ہیں
شہروں میں جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے قوم نوح کی اور کتنے فرقے ان سے پیچھے اور ارادہ کیا ہر امت
نے اپنے رسول پر کہ اس کو پکڑ لیں اور لانے لگے جھوٹے جھگڑے کہ اس سے ڈگا دیں سچا دین پھر میں نے
ان کو پکڑا تو کیسی ہوئی میری سزا دہی اور ویسی ہی ٹھیک ہو چکی بات تیری رب کی منکروں پر کہ یہ ہیں
دوزخ والے جو لوگ اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اس کے گرد ہیں پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں
اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے اے رب ہمارے ہر چیز سمائی ہے
تیری مہر اور خبر میں سو معاف کر ان کو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر اور بچا ان کو آگ کی مار سے اے
رب ہمارے اور داخل کر ان کو بسنے کے باغوں میں جنکا وعدہ دیا تو نے ان کو اور جو کوئی نیک ہو انکے
باپوں میں اور عورتوں میں اور اولاد میں بیشک تو ہی ہے زبردست حکمت والا اور بچا ان کو برائیوں سے
اور جسکو تو بچاوے برائیوں سے اس دن اس پر مہر کی تو نے اور یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد پانی ف یعنی تمنائیں رکھتے ہیں سزا
سے اس کا اندیشہ نہ کر ف یعنی اگرچہ جنت ہر کسی کو ملتی ہے اپنے عمل سے جورو بیٹا اور ماں باپ
کام نہیں آتا لیکن تیری حکمتیں ایسی بھی ہیں کہ ایک کے سبب سے کتنوں کو اعلی درجے پہونچا دے اپنے عمل سے
زیادہ اور بدلا ہو اپنے ہی عمل کا وہ عمل یہ کہ آرزو رکھتے ہوں کہ ہم بھی اسی کی چال چلیں یہ نیت.

وقف لازم وقف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ع ۱

قبول پڑ جاوے **ف** یعنی تیری مہربانی ہو کر برائیوں سے بچو اپنے عمل سے کوئی نہیں بچ سکتا تھوڑی بہت برائی سے
کون خالی ہے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے دفع نہیں کرتے ہیں حق کو اور نہ اُس میں
جھگڑتے ہیں بعد بیان وظہور برہان کے مگر وہی لوگ جو کہ اللہ تعالی کی آیتوں کا اور اُسکی برہانون حجتون کا انکار
کرنے والے ہیں سونہ دہوکا دے تجھ کو ان کا چلنا پھرنا شہرون میں یعنی شہرون کے اموال ونعیم وتازگی درونق
مین کما قال تعالی لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ
وَبِئْسَ الْمِهَادُ وقال تعالی نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَى عَذَابٍ غَلِيظٍ پھر جن لوگون نے
حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم میں سے انکو جہٹلایا تو اس باب میں اللہ پاک نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی تسلی کی کہ تجھ کو اگلے انبیاء علیہم السلام کا اقتدار کرنا چاہیے کیونکہ ان کو ان کی اُمتون نے جہٹلایا اور انکی مخالفت
کی اور اُن میں سے ایمان نہ لائے مگر تہوڑے پس فرمایا کہ جہٹلایا اُن سے پہلے قوم نوح نے یہ پہلے رسول ہیں جن کو
اللہ تعالی نے مبعوث کیا منع کرتے تہے بتون کے پوجنے سے اور کتنے فرقون نے تکذیب کی ان سے پیچھے اور
ہر اُمت نے حرص کی اپنے اپنے رسول کے قتل پر ساتھ ہر ممکن کے اور بعض نے تو اپنے رسول کو قتل ہی کر ڈالا اور
مکر کیا شبہے ڈال کر کر واضح وجلی حق کو اس سے رد کریں ابو القاسم طبرانی نے عن عکرمہ عن ابن عباس عن
النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ جو کوئی اعانت کرے کسی باطل کی تا کہ پہسلاوے اُس سے کسی حق کو
تو مقرر بری ہوا اُس سے ذمہ اللہ تعالی کا اور ذمہ اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قولہ تعالی فَأَخَذْتُهُمْ
فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ یعنی پھر میں نے اُنکو ہلاک کر ڈالا ان بڑے بڑے گناہون پر جو اُنہون نے کیے تہے سو کیسا ہوا
تجھ کو میرا عذاب کرنا اُن کو اور سزا نکال اُن پر مقرر وہ نہایت سخت اور درد دہندہ تہا قتادہ نے کہا کان شدیدًا
واللہ یعنے قسم ہے اللہ کی وہ بغایت سخت تہا قولہ تعالی وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الآیہ یعنی جیسا کلمہ
عذاب کا اگلی اُمتون کے کافرون پر ثابت ہوا ایسا ہی ان لوگون میں کے جہٹلانے والون پر ثابت ہوگا بطریق
اولی جنہون نے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری تکذیب کی ہے کیونکہ جنہون نے تجھے جہٹلایا اُن پر تیرے
غیر کی تصدیق کا کچھ وثوق واعتماد نہیں ہے واللہ اعلم قولہ تعالی الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ
حَوْلَهُ الآیہ اللہ پاک خبر دیتا ہے ملائکہ مقربین کی جو کہ چار فرشتے عرش کے اٹھانے والے ہیں اور اُس کے
گردکے ملائکہ کروبین اس بات کی کہ وہ تسبیح کرتے ہیں درمیان تسبیح کے جو کہ دال ہے نفی نقائص پر اور تحمید کہ
جو کہ مقتضی ہے اثبات صفات مدح کی وَيُؤْمِنُونَ بِهِ کے یہ معنی ہیں کہ اُس کے واسطے عاجزی وفروتنی کرتے
ہیں اور اُس کے روبرو ذلیل وفرمان پذیر رہتے ہیں اور بخشش مانگتے ہیں واسطے مومنین اہل زمین کے اُن
لوگون میں سے جو کہ غیب پر ایمان لائے ہیں پس اللہ پاک نے اپنے مقرب فرشتون کو مقرر کیا ہے اسپر کہ مومنون

کے واسطے دعا مانگیں پیٹھ پیچھے اور چونکہ پس پشت دعا مانگنا ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خصائل سے ہو اس لیے جو مومن اپنے بھائی مومن کے لیے پس پشت دعا مانگتا ہے تو فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں ثابت ہوا ہے کہ جس وقت مسلمان اپنے بھائی کے واسطے پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے آمین اور تیرے واسطے ساتھ مثل اُسکی کے امام احمد نے عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صدق امیۃ بن ابی الصلت فی شیء من شعرہ فقال

رَجُلٌ وَّثَوْرٌ تَحْتَ رِجْلِ يَمِيْنِهٖ ۔ وَالنَّسْرُ لِلْاُخْرٰى وَلَيْثٌ مُّرْصَدُ

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدق فقال

وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ كُلَّ اٰخِرِ لَيْلَةٍ ۔ حَمْرَاءَ يُصْبِحُ لَوْنُهَا يَتَوَرَّدُ
تَاْبٰى فَمَا تَطْلُعُ لَنَا فِيْ رِسْلِهَا ۔ اِلَّا مُعَذَّبَةً وَّاِلَّا تُجْلَدُ

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدق وھذا الاسناد جید یہ حدیث اس کی مقتضی ہے کہ حاملین عرش معلی آج کل چار ہیں پھر جب روز قیامت ہوگا تو وہ آٹھ ہو جائیں گے کما قال تعالیٰ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ یہاں ایک سوال ہو وہ یہ ہے کہ کیا جمع ہے درمیان اس شے کے جو اس آیت سے اور اس حدیث کی دلالت سے سمجھی جاتی ہے اور اس حدیث کو جس کو ابوداؤد نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا میں تھا بطحا میں ایک جماعت میں جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے پس ان پر سے ایک بدلی نے گذر کیا تو آپ نے اس کی طرف نظر کی پھر فرمایا تم اس کا کیا نام رکھتے ہو لوگوں نے عرض کیا سحاب فرمایا اور مزن عرض کیا اور مزن فرمایا اور عنان عرض کیا اور عنان ابوداؤد نے کہا و لم اتقن العنان جیدًا فرمایا کیا تم جانتے ہو دوری مابین آسمان و زمین کے عرض کیا ہم نہیں جانتے ہیں فرمایا دوری ان کے مابین کی یا ایک یا دو یا تین اور ستر برس کی ہے پھر آسمان اس کے اوپر ہے اسی طرح یہاں تک کہ سات آسمان کا شمار کیا پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک دریا ہے مابین اس کے اسفل و اعلے کے ویسا فاصلہ ہے جو کہ درمیان ایک آسمان کے دوسرے تک ہے پھر اس کے اوپر آٹھ اوعال ہیں یعنی پہاڑی بکری میان ان کے کھروں کے اور گھٹنوں کے ویسا فاصلہ ہے جو کہ درمیان ایک آسمان کے دوسرے تک ہے پھر ان کی پشت پر عرش ہے درمیان اس کے اسفل و اعلا کی مثل اس مسافت کے ہے جو کہ درمیان ایک آسمان کے ہے دوسرے تک پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی فوق ہے کتم تعاہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ من حدیث سماک بن حرب قال الترمذی حسن غریب یہ حدیث

شریف اسکی مقتضی ہے کہ حاملین عرش آٹھ ہین جیسا کہ شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حملۂ عرش آٹھ ہین چار تو اُن مین سے کہتے ہین سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ اور چار یہ کہتے ہین سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ اور اسی لیے وہ کہتے ہین یعنی مغفرت مانگتے ہین واسطے مومنین کے رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا یعنے اے رب ہمارے تیری رحمت سمالیتی ہے ان کے گناہون اور خطاؤن کو اور تیرا علم اُن کے سارے اعمال واقوال وحرکات وسکنات کو محیط ہے فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ یعنی پس تو درگزر فرما گناہ گارون سے جبکہ وہ توبہ و انابت کرین اور باز رہین اُس کام سے جس مین وہ تھے اور پیروی کرین اُس شے کی جس کا تو نے اُن کو امر کیا ہے یعنی نیکیون کا کرنا اور برائیون کا چھوڑنا وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ اور دور رکھ اُن کو عذاب جحیم سے یہ وہی عذاب دردناک ہے یا درد دہندہ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ الٰہی جمع کر تو درمیان اُن کے اور اُن کے ماں باپ و بیبیون اور اولاد کے تاکہ اس سے اُن کی آنکھین ٹھنڈی ہون بسبب جمع ہونے کے اُن مکانون مین جو ایک دوسرے سے لگے ہوئے ہون کما قال تبارک و تعالیٰ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ یعنی برابری کر دی ہم نے درمیان سب کے منزل و درجے مین تاکہ انکی آنکھین ٹھنڈی ہون اور کم نہین کیا ہم نے عالی کو یہان تک کہ وہ برابر ہو دانی کے بلکہ ناقص عمل والے کو ہم نے بلند کر دیا سو ہم نے اسکو برابر کیا کثیر عمل والے سے براہ تفضل و منت کی ہماری طرف سے سعید بن جبیر کہتے ہین جس وقت مومن جنت مین داخل کیا جاویگا وہ پوچھے گا اپنے باپ بیٹے بھائی کا کہ وہ کہان ہین تو کہا جائے گا کہ وہ تیرے طبقے کو نہین پہنچے عمل مین تو کہے گا کہ مین نے جو عمل کیا تہا سو واسطے اپنے اور ان کے پہر وہ اُس کے ساتھ ملا دیے جاوینگے درجے مین پہر سعید نے یہہ آیت پڑھی تا الحکیم مُطَرِّف بن عبد اللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین ناصح ترین بندگان خدا واسطے مومنون کے ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہین پہر یہ آیت پڑھی اور غش ترین بندگان خدا واسطے مومنون کے شیاطین ہین اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنی بیشک تو ہی غالب ہے کوئی تیری ممانعت کرسکتا نہین تجہپر غلبہ تو نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہ ہوا اور تو اپنی شرعی و قدری افعال و اقوال مین بڑی حکمت والا ہے وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ یعنی اور تو انکو بچالے برائیان کرنے سے یا اُن کے وبال سے جن سے وہ واقع ہو گئے ہین وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ اور جس کو تو بچالے گا برائیون سے قیامت کے دن تو مقرر تو نے اُس پر لطف کیا اور اُسے نجات دی عقوبت سے وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور یہی ہے بڑی مراد ملنی **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ اللہ کی آیتون کے دفع کرنے مین اور اُن کے جہٹلانے مین اُن مین طعن کرکے نہین جہگڑتے مگر کفار مراد جھگڑنا ہے ساتھ

باطل کے اور ساتھ قصد کرنے کے طرف پھسلانے حق کے جس طرح کہ اس آیت میں ہے وَجَادَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ **تنبیہ** ، اس لیے جھگڑنا کہ حق کا واضح ہونا چاہیں اور ملتبس و مشتبہ شی کو واضح کریں مشکل کو حل فرمائیں دشوار بات کو کھولیں معانی کا استنباط کریں اور جو لوگ حق سے مائل ہو رہے ہیں انکو ان سے رد کریں اور التباس کو دور کریں اور راجح و مرجوح محکم و متشابہ سے بحث کریں اور جن متشابہات قرآن سے اہل باطل دلیل پکڑتے ہیں ان کو دفع کریں اور جھگڑا کر ان کو محکم کی طرف پھیر لائیں سو یہ اسو رجملہ بزرگترین عبادات ہیں جن کے ساتھ قربت چاہنے والے قربت چاہا کرتے ہیں اور بہترین ان چیزوں کے ہیں جن میں مجاہدہ و کوشش کرنے والے مجاہدہ کیا کرتے ہیں اور اسی بات پر اللہ پاک نے اہل کتاب سے پکا عہد لیا ہے پس فرمایا ہے وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ اور فرمایا إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ اور ارشاد فرمایا وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ **خلاصہ** یہ نکلا کہ جدال دو قسم ہے ایک جدال تو تقریر حق میں ہے اور ایک جدال ہے تقریر باطل میں سو پہلا جدال تو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا حرفہ ہے اسی بات پر وہ جدال ہے جس کو اللہ پاک نے طرف سے قوم نوح علیہ السلام کے نقل فرمایا ہے يَا نُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا ، دوسرا جدال سو وہ مذموم ہے اس آیت میں وہی مراد ہے پس جدال کفار کا اللہ پاک کی آیتوں میں یہ ہو کہ قرآن شریف کی شان میں کبھی تو کہتے یہ سحر ہے کبھی کہتے کہ شعر ہے کبھی کہتے کہ کاہنوں کا قول ہے کبھی کہتے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں کبھی کہتے کہ اس کو تو کوئی بشر سکھاتا ہے ان کی مثل اور قول بیہودہ کہا کرتے تھے کہا ذکرہ الخطیب **عبد بن حمید** و ابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک جدال قرآن میں کفر ہے **نیز** ان سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرا یعنی جھگڑنا قرآن میں کفر ہے أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ *

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں کہ میں دوپہر کے وقت آیا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک دن پھر آپ نے دو آدمیوں کی آوازیں سنی کہ انہوں نے اختلاف کیا کسی آیت میں تو آپ نکلے آپکے چہرہ مبارک میں غصہ معلوم ہوتا تھا پھر فرمایا انما هلك من كان قبلكم باختلافهم في الكتاب اخرجه مسلم یعنی تم سے اگلے لوگ جو ہلاک ہوئے سو بسبب ان کے اختلاف کو کتاب میں **ابو العالیہ** نے کہا دو آیتیں کیا سخت تر ہیں ان لوگوں پر جو جھگڑتے ہیں قرآن میں ایک تو یہی آیت ہے اور دوسری یہ آیت وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ **تنبیہ** مجمع البحار میں المراء فی القرآن کفر کی شرح میں کہا ہے مراد یہ ہے کہ قصد کرے تکذیب آن کا ساتھ قرآن کے تاکہ بعض کو بعض کے

ساتھ دفع کرے پس لائق یہ ہے کہ کوشش کرے موافق کرنے مین دو متخالف کے ایسے طور پر کہ عقیدہ سلف کے موافق ہو
پھر اگر یہ اُس کو میسر ہو تو چاہیے کہ اُسکو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے اس کے سوا اور قول بھی لکھے ہین والتوفیق بید اللہ
سبحانہ اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضیٰ آمین بالجملہ جو لوگ کہ اللہ تعالیٰ کی آیتون مین باطل کے ساتھ جھگڑتے ہین جبکہ
اُنپر کفر کا حکم ہوگا یا تو آپنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منع کیا اس بات سے کہ کفار کو جو حظوظ دنیوی حاصل ہین
سو اُن مین سے کسی شے کے ساتھ وہ ہو۔ کہا مین پس ارشاد فرمایا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ یعنی یہ کافر جو
شام و یمن کے شہرون مین چلتے ہوئے تجارتین کرتے ہین اور کمائیان اور نفع حاصل کرتے ہین اور مال جمع کرتے
ہین اور سالم و غانم چلے آتے ہین سو یہ بات تجھ کو دھوکا نہ دے کیونکہ یہ تو عنقریب عذاب کیے جائینگے تو انکو
مہلت دیگئی ہے پر چھوڑ نہین دیے جائینگے زجاج نے کہا دھوکا نہ دے تجھ کو سلامتی اُن کی بعد اُن کے کفر کے
کیونکہ انجام اُن کا ہلاک ہے ابو السعود نے کہا یہ تسلی ہے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور وعید ہے کفار
کو اور حرف فا واسطے ترتیب نہی کے ہے یا وجوب نہی کے ماقبل پر یعنی حکم لگا ثابت اُن پر ساتھ کفر کے کون کفر جس
سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک کوئی شے مبغوض نہین ہے اور نہ اس سے زیادہ تر کھینچنے والی خسران دنیا و زیان
آخرت کی کوئی چیز ہے آزاد نے کہا کہ یہ جواب ہے شرط مقدر کا اے اذا تقرر عندک ان المجادلین فی آیات اللہ کفار
فلا یغررک الخ یعنی جبکہ تیرے نزدیک یہ بات قرار پاچکی کہ اللہ کی آیتون مین جھگڑنے والے کافر ہین تو اب تجھے
دھوکا نہ دے اُن کا مہلت دنیا اور چلنا پھرنا بلاد شام و یمن مین نافع تجارتین لیکر کیونکہ وہ عنقریب پکڑے
جائینگے جیسے اُن سے اگلے پکڑے گئے جمہور نے فلا یغررک کو بفک ادغام پڑھا ہے اور زید بن علی اور عبید
بن عمیر نے بادغام پھر اللہ پاک نے ان سے اگلون کا حال بیان کیا اور ذکر کیا کہ یہ لوگ انہین کی چال چلے
ہین پس ارشاد فرمایا كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ یعنی جھٹلایا مکے والون سے پہلے نوح کی قوم نے نوح کو وَالْأَحْزَابُ
مِنْ بَعْدِهِمْ اور جھٹلایا اُن گروہون نے جو جتھے بن گئے تھے رسولون پر بعد قوم نوح کے جیسے عاد و ثمود وغیرہ
اپنے اپنے رسول کو وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ یعنی نرے جھٹلانے پر بس نہ کیا بلکہ ہر امت
نے اُن جھٹلانے والی امتون مین سے قصد کیا اپنے اپنے رسول کے ساتھ جو اُنکی طرف بھیجا گیا کہ اُسپر قابو پائین
تو اُسے قید کرین اور اسے عذاب ایذا و ضرر پہونچائین اور جو چاہین اُس کے ساتھ کرین قتادہ و سُدی نے
کہا لیقتلوہ یعنی تاکہ اُسے مار ڈالین اخذ کبھی بمعنے اہلاک آتا ہے مثل قولہ تعالیٰ ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ
نَكِيرِ اور عرب لوگ اسیر یعنی قیدی کا اخیذ نام رکھتے ہین اور اخذ بمعنے اسر آتا ہے وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ
لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ یعنی اور جھگڑے اپنے رسول سے ساتھ باطل بات کے تاکہ زائل کردین اُس سے حق
کو اسی معنی سے مکان دحض ہے اسے مزلقہ و مزلۃ اقدام یعنے وہ جگہ جہان پاؤن پھسلتے ہین اور باطل

کو داحض کہتے ہین اس لیے کہ وہ زائل ہو جاتا ہے یعنی پھسل جاتا ہے جمتا نہین ہے یحییٰ بن سلام نے کہا جدال کیا نبیون
سے ساتھ شرک کے تاکہ باطل کرین اس سے ایمان کو فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ یعنی پھر پکڑا مین نے
ان جھگڑنے والون کو ساتھ باطل کے سو کیسا ہوا میرا عقاب جس کے ساتھ مین نے انکو عقاب کیا عقاب اصل مین عقابی
ہے وصل وقف مین کسرہ پر کفایت کرکے یائے متکلم حذف کی گئی ہے اس لیے کہ آیت سر وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ
كَلِمَةُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوْا۔ حَقَّتْ کے معنے ہین وجبت وثبتت ولزمت جب کوئی شے لازم وثابت
ہو جاتی ہے تو محاورے مین بولتے ہین حَقَّ الشَّیُٔ جمہور نے کلمۃ مفرد پڑھا ہے اور نافع و ابن عامر نے کلمات
بجمع مراد کلمہ سے وعید ہے معنی یہ ہین کہ جس طرح واجب وثابت ولازم ہوئی وعید عذاب کی اگلی جھٹلانیوالی
امتون پر اسی طرح ثابت ہوئی وعید تیرے رب کی اُن لوگون پر جنہون نے تیرا انکار کیا اور تجھ سے باطل کے
ساتھ جھگڑے اور قصد کیا اُس شیٔ کا جس کو نہ پہونچے چنانچہ اضافت اسم رب کی طرف ضمیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اس بات کی خبر دیتی ہے اس لیے کہ یہ اضافت اس بات پر آگاہ کرنے کو لائی گئی ہے کہ وجوب کلمہ عذاب کا
کفار پر منجملہ احکام تربیت الٰہی ہے جس کے جملے سے مدد کرنا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اُن کے دشمنون
پر اور اُن کو عذاب کرنا ہے کما افادہ ابو السعود اور جملہ اِنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ تعلیل ہے اخفش نے کہا لانہم
او بانہم یعنی کلمہ عذاب کا اُنپر اس لیے ثابت ہوا کہ وہ نار کے مستحق ہین یہ بھی جائز ہے کہ محل رفع مین ہو بنا بر
بدل کلمہ سے محلی اسی کے قائل ہین یا تو بدل الکل من الکل ہے بنظر لفظ کلمۃ ربک کے اور بنظر اتحاد اس کے مدلول کے
ساتھ مدلول بدل کے صدق مین یا بدل اشتمال ہو بنظر اسکے کہ معنی اسکے وعید کرنا اللہ تعالیٰ کا ہے اُن کو اپنے اس
قول سے لاملئن جہنم یا اللہ کا حکم ازلی اُنکی شقاوت کا بیضاوی کا مختار یہی یہی قول ہے پھر جو لوگ کہ اللہ پاک کی
آیتون مین جھگڑتے ہین جبکہ اُنپر کفر کا حکم لگایا اور اسکا کہ اللہ کا کلمہ اُنپر ثابت ہوا جو کہ موجب ہے اُن کے عذاب کا
بسبب اُن کے کفر کے تو بعد اس کے تفصیل بیان کی اُن لوگون کی جو کہ آیات الٰہی کو مانتے ہین باین طور کہ اشرف
طبقات مخلوقات جو کہ حاملین عرش معلی اور اُس کے گرد حافین ہین یہ لوگ انکی شفاعت کرنے والے ہین نزدیک
اللہ کے اور اُس سے اُن کے حق مین بہت چیزین طلب کرتے ہین جنکا بیان آتا ہے پس ارشاد فرمایا اَلَّذِيْنَ
يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ مبتدا ہے اور خبر اسکی يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ہے اور جملہ مستانفہ ہے واسطے تسلی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لایا گیا ہے یہ بات
بیان کرکے کہ یہ جنس فرشتون مین کی جو اُن کے طبقات مین اعلیٰ ہین اور وجود مین اُن سے اول ملائی ہین
اپنے تسبیح و ایمان کے ساتھ مغفرت مانگنے کو واسطے اُن لوگون کے جو کہ اللہ پر اور اُس کے رسول صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے ہین اور اُن کی تصدیق کی ہے اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ ایمان مشترک

ہونا واجب ہے کہ سب سے بڑھکر داعی ہو طرف نصیحت و شفقت کے گو جنسین متباعد ہون اور مکانون کا بعد ہو دیکھو
انسان خاکی بنیاد اور فرشتے نوری نژاد پھر انکا مکان یہ خاکدان فنا و نشان اور ان کا مکان عرش ہے یہ رب من
یہ کہان وہ کہان لیکن چونکہ باہم ایمان کے شرکت ہے اس لیے اللہ پاک کی تسبیح و تحمید کے ساتھ بنظر خیر خواہی و شفقت
ایمانی مومنون کے واسطے رب العرش العظیم سے مغفرت کی دعا کرتے ہین شہر بن حوشب نے کہا
گویا فرشتے بنی آدم کے گناہ دیکھتے ہین اور ان کے لیے مغفرت مانگتے ہین کسی نے کہا یہ استغفار مقابل ان کے
اس قول کے ہے اَتَجۡعَلُ فِيۡهَا مَنۡ يُّفۡسِدُ فِيۡهَا وَيَسۡفِكُ الدِّمَآءَ پس جب اول یہ بات ان سے
صادر ہو چکی ہے تو انھون نے اس کا یہ تدارک کیا کہ ان کے لیے مغفرت مانگتے ہین اور یہ مثل تنبیہ کے ہے
واسطے ان کے غیر کے پس واجب ہے اس شخص پر جو کسی کے حق مین ایسی بات کہے جس کو وہ مکروہ سمجھتا
ہے تو اس کے واسطے استغفار کرے ذکرہ الخازن قولہ تعالی ومن حولہ محل رفع مین ہے اس بنا پر کہ معطوف
ہے الذین پر مراد اس سے وہ فرشتے ہین جو کہ تہلیل و تکبیر کہتے ہوے عرش کا طواف کرتے ہین یہ کروبین
ہین کسی نے کہا کہ محل نصب مین ہے اس بنیاد پر کہ عرش پر معطوف ہے لیکن ظاہر و اولی قول اول ہی ہے
معنی یہ ہین کہ وہ فرشتے جو عرش معلی کو اٹھاتے ہین اور اسیطرح وہ فرشتے جو گرد عرش کے ہین تنزیہ و پاکی
بولتے ہین اللہ کی اس کی حمد کے ساتھ متلبس ہو کر اس کی نعمتون پر اور ایمان لاتے ہین اللہ پر اور بخشش مانگتے
ہین اللہ سے واسطے اس کے مومن بندون کے غرض کہ اللہ پاک نے دونون فریق کی طرف سے یہ خبر دی کہ
وہ افعال مذکورہ کرتے ہین تسبیح تو منزہ کرنا ہے اللہ تعالے کا اس شے سے جو اس کے لائق نہین ہے
اور تحمید اقرار کرنا ہے اس کا کہ وہ منعم ہے علی الاطلاق پس تسبیح عبارت ہے نعوت جلال سے جو کہ
تنزیہ ہے اس کی ذات کی اس شے سے جو کہ موجب ہو کسی حاجت و نقصان کی اور تحمید عبارت ہے صفات
اکرام سے اور یہ صفات ثبوتیہ ہین جن کے سبب سے وہ حمد کا مستحق ہے پس بحمد ربہم قریب ہے اس آیت کے
تَبٰرَكَ اسۡمُ رَبِّكَ ذِى الۡجَلٰلِ وَالۡاِكۡرَامِ تسبیح کو اصل اور حمد کو حال ٹھیرایا اس لیے کہ حمد تو انکو
حال کا مقتضا ہے نہ تسبیح کیونکہ حمد ثنا کرنا ہے اس کی صفات اکرام کے ساتھ اور یہ اس کی صفات ثبوتیہ
ہین اور فرشتے اغلب احوال مین ان صفات کے ساتھ اس کا وصف کرتے ہین اور اسکی حمد کرتے ہین
اور نعوت جلال کے ساتھ جو اس کا ذکر کرتے ہین جو کہ تنزیہ ہے اس کی ذات کی عما لا یلیق بہ ہے سو اسی وقت
جبکہ ان کو حاجت ہوتی ہے رد کرنے کی اس شخص پر جو کہ اس کا وصف کرتا ہے ساتھ اس شے کے جو منسوب کی
ہوتی ہے طرف مالا یلیق بہ کے یا ظاہر ہوتی ہے ان کو وہ شے جو دال ہوتی ہے اس کی کمال عظمت پر پھر
اگر کوئی کہے کہ یؤمنون بہ کا کیا فائدہ ہے باوجود اس کے کہ کسی پر انکا ایمان باللہ مخفی نہین ہے خصوصا

بعد اُس کے کہ اُن کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ یسبحون بحمد ربہم کیونکہ تسبیح وتحمید مین مشغول ہونا نہین ہوتا ہے مگر بعد ایمان
باللہ کے تو اسکا یہ جواب ہے کہ یہ واجب نہین ہے کہ کلام خبری فقط واسطے فائدہ دینے نفس حکم کے یا لازم حکم کے
ہوتا ہے بلکہ وہ کبھی اور غرضون کے لیے بھی ذکر کیا جاتا ہے اس جگہہ حکمت ظاہر کرنا ایمان کے شرف وفضل کا
ہے اور اس مین رغبت دلانا جس طرح کہ کئی جگہہ قرآن شریف مین انبیاء علیہم السلام کا ایمان وصلاح کے ساتہ
وصف کیا ہی باآنکہ اُن کا ایمان وصلاح کسی پر مخفی نہین ہے اللہ پاک نے بعد ذکر ہر نبی کے یون فرمایا کہ انہ من عبادنا
المومنین و انہ لمن الصالحین واسطے ظاہر کرنے اُن کو شرف کے وجہ اظہار کی یہہ ہے کہ اُن کی صفات جمیلہ مین سے
ایمان کا خاص کرکے ذکر کرنا مدح کے مقام مین دلیل واضح ہے اُس کے شرف وفضل پر بہ نسبت اُنکی باقی اوصاف
کے باوجود اس کے کہ اُن کے سارے اوصاف شریف مین جیسا کہ کہا ہے اوصاف الاشراف اشراف الاوصاف
اور جبکہ مقام مدح مین اُس کی تخصیص کرنے دلالت کی اُس کے شرف پر تو اہل ایمان کے وصف کرنے سے
ساتہ ایمان کے دلالت کی اُن کی تعظیم پر حالانکہ اس آیت کا لانا واسطے تعظیم اہل ایمان کے ہی جیسا کہ
گزر چکا ہے اس جہت سے کہ اشرف طبقات مخلوقات مبالغہ کرتے ہین اُن کی محبت ونصرت مین اور اُنکی
لیے دعا کرنے مین ساتہ مغفرت وخلاص کے عذاب جحیم سے دوسری حکمت اُن کی طرف سے ایمان کے خبر دینے
مین یہ ہے کہ آگاہ کرتا ہے اس بات پر کہ حاملین عرش اور حافین حول عرش جو اپنے رب کو پہچانتے ہین سو صرف
نظر واستدلال سے نہ بطریق معاینہ ومشاہدہ کے جیسا کہ فرقہ مجسمہ نے زعم کیا ہے جو اس کے قائل ہین کہ
اللہ تعالی متمکن ہے عرش پر کیونکہ حبیب اللہ پاک نے بطور مدح وثنا کے اُن کی طرف سے یہہ خبر دی کہ وہ اللہ تعالی
کے وجود پر ایمان لاتے ہین اپنے دلون سے تو اس سے یہ بات سمجھی گئی کہ اُن کا ایمان اللہ تعالی پر جو ہے سو
برہان کے رو سے ہے نہ مشاہدہ وعیان سے اور وہ محجوب ہین اس سے کہ اپنے ابصار سے اُسکا ادراک کرین
اور اگر بات ویسی ہوتی جیسی مجسمہ نے خیال کی ہے تو حاملین عرش اور حافین عرش اُسکا مشاہدہ ومعاینہ کرتے
پس کہنا ٹھیک نہ ہوتا کہ وہ ایمان لاتے ہین اُس پر اپنے دل سے بلکہ یہ جائز نہ ہوتا کہ اُن کا وصف کیا جائے
کہ ساتہ مشاہدہ وعیان کے اور اگر اُن کا ایمان اُس تصدیق پر محمول ہوتا جو کہ متفرع ہین مشاہدہ سے بعد تو بھی
اُنکا ایمان اللہ تعالی کے وجود پر مدح وثنا کا موجب نہ ہوتا اس لیے کہ کسی شئے حاضر ومشاہد کے وجود کے ساتہ
اقرار کرنا مدح وثنا کا موجب نہین ہے پس حبیب اللہ پاک نے اُنکا ایمان اللہ تعالی پر بطریق مدح وثنا وتعظیم
ذکر کیا تو اس نے دلالت کی اس پر کہ وہ ایمان لائے اللہ تعالی پر برہان سے نہ کہ اُنہون اُس کا مشاہدہ کیا ہے
اس حال مین کہ وہ حاضر جالس ہے وہان امام رازی نے اس قول کو صاحب کشاف سے نقل کیا پہر فرمایا اللہ رحم
کرے صاحب کشاف پر اگر حاصل نہ ہوتا اُس کی کتاب مین مگر یہہ نکتہ تو البتہ شرف وفخر کے واسطے بھی

اُس کو کافی ہو تا بعد اس کے کہا مقرر ثابت ہوئی ہے یہ بات کہ کمال سعادت منوط ہے ساتھ دو امر کے ایک تو تعظیم و سطر
امر اللہ تعالیٰ کے دوسرا شفقت اللہ کے خلق پر اور یہ دو واجب ہوئے کہ اول مقدم ہو تا کہ پہنچ ہوں پس تمہد سبحم و یومنون بہ
تو مشعر ہے تعظیم اللہ تعالیٰ کو اور یستغفرون للذین آمنوا مشعر ہے شفقت کو اللہ تعالیٰ کے خلق پر اس آیت
کریمہ سے بہت سے علما نے حجت پکڑی ہے اس پر کہ ملک افضل ہے بشر سے کیونکہ یہ آیت اس پر دال ہے
کہ جب فرشتے فارغ ہوئے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ساتھ تقدیس کے تو مشغول ہوئے مغفرت مانگنے میں واسطے
مومنوں کے بغیر اس کے کہ مقدم کریں استغفار کو واسطے اپنے نفوس کے یہ اس پر دال ہے کہ وہ اپنے واسطے
مغفرت مانگنے سے مستغنی ہیں کیونکہ اگر وہ اس کے محتاج ہوتے تو اول اپنے نفوس کے لیے مغفرت مانگتے اس واسطے
کہ حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے ابدأ بنفسک یعنی تو اپنے نفس سے شروع کر اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یوں امر فرمایا ہے وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اور جبکہ اللہ تعالیٰ
نے اُن کے استغفار کا اپنے نفوس کے واسطے ذکر نہیں فرمایا پایا داس کے کہ خواص بشر عوام کا کیا ذکر ہے نیاز
استغفار ہیں کما قال تعالیٰ واستغفر لذنبک تو ظاہر ہوا کہ ملک افضل ہے بشر سے واللہ اعلم مختار ہمارے
نزدیک یہ ہے کہ خاص بنی آدم یعنے مرسلین افضل ہیں جملہ ملائکہ سے اور عوام بنی آدم ...... سوا انبیاء علیہم
الصلوٰۃ والسلام کے افضل ہیں عوام ملائکہ سے اور خاص ملائکہ افضل ہیں عوام بنی آدم سے پھر یہ
آیت کریمہ دال ہے حصول شفاعت پر طرف سے ملائکہ کے واسطے گنہگار مومنین کے اس لیے کہ قولہ تعالیٰ
ویستغفرون للذین آمنوا دال ہے اس پر کہ وہ استغفار کرتے ہیں واسطے کل مومنین کے اور یہ بات ثابت
ہو چکی ہے کہ صاحب کبیرہ مومن ہے پس واجب ہوا دخول اس کا تحت میں شفاعت و استغفار ملائکہ کے
جو کہ طلب مغفرت ہے اور مغفرت ذکر نہیں کی جاتی ہے مگر ساتھ ساقط کرنے عذاب کے گنہگار مومن سے اور یہ قول
فرشتوں کا کہ فاغفر للذین تابوا اس کے معنے واللہ اعلم یہ ہیں کہ مغفرت کر واسطے اُن لوگوں کے جنہوں
نے توبہ کی کفر سے اور پیروی کی راہ ایمان کی کذا افادہ شیخنا و مرشدنا رحمہ اللہ تعالیٰ حاملین عرش کی صورت و عظمت
والفاظ تسبیح وصفت عرش اور اس کے بُعد وغیرہ میں احادیث و آثار وارد ہوئے ہیں چنانچہ بعض اول گزر
چکے ہیں سو اعتماد اُن میں سے انہیں پر ہے جو کہ صحیح میں وارد ہوئے ہیں بالجملہ پیر اللہ پاک نے اُن کی استغفار
کی کیفیت بیان کی پس ارشاد فرمایا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا یہاں قول مقدر ہے اور وہ محل
نصب میں ہو بنا بر حال فاعل یستغفرون سے اے یقولون یا قائلین ربنا الخ اور نصب رحمۃ و علما کا بنا بر
تمیز کے ہے جو کہ فاعل سے منقول ہے اصل یہ ہے وسعت رحمتک و علمک کل شیء پھر یہ ترکیب اپنی اصل سے
زائل کی گئی واسطے مبالغے وصف کرنے میں اللہ پاک کے ساتھ رحمت و علم کے رحمت کو علم پر اس سبب سے مقدم

کیا کہ اس جگہ پر رحمت مقصود بالذات ہے۔ کما قالہ البیضاوی یعنی اس واسطے کہ یہ مقام مقام استغفار ہے اور علم تو از
روئے ذات کے مقدم ہے۔ یعنی یہ ہین کہ حاملان عرش ہین وغیرہم مغفرت مانگتے ہین واسطے مومنون کے اس حال
مین کہ کہتے ہین یا کہتے ہوئے ہین اے رب ہمارے سمالیا تیری رحمت وعلم نے ہر شے کو فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا
وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِہِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ یعنی جبکہ تیری رحمت وعلم ہر شے کو سمائے ہوئے ہی تو علم اسکا
مقتضی ہی کہ تجھے اپنے بندون کے اعمال کی خوب خبر ہے اور رحمت عفو ودرگزر کی مقتضی ہی سو تو اپنی رحمت کے
بخش دے اُن لوگون کو جنہون نے اپنے گناہون سے یا شرک سے توبہ کر لی ہے گو اُن پر اور گناہون آور پیروی
کی تیری راہ کی یعنی برائیان چھوڑ کر نیکیان کین یا شرک ترک کر کے دین اسلام اختیار کیا ... مخلص ہوئے
اور محفوظ رکھ اُنکو دوزخ کے عذاب سے اور کر دے درمیان اُن کے اور اُس کے بچاؤ باین طور کہ لازم کرے تو
اُن کو استقامت اور پوری کرے تو اُن پر اپنی نعمت کیونکہ تو نے اس کا وعدہ کیا ہے کہ جو کوئی ایسا ہو گا تو اسکو
تو دوزخ کے عذاب سے بچانے گا اور تیرے نزدیک بات بدلی نہیں جاتی ہے گو یہ جائز ہے کہ تو جو چاہی کرے
اور ساری خلق تیری غلام و مملوک ہے کسی کا تجھ پر کچھ زور نہین ہے اور نہ کسی طرح کا حق ہے چونکہ دفع ضرر مقدم
ہے جلب نفع پر اس لیے اول عذاب جہنم سے بچانے کی اُن کے لیے دعا کی پھر جنت مین داخل کرنے کی دعا
مانگی پس کہا رَبَّنَا وَاَدْخِلْہُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِیْ وَعَدْتَّہُمْ یعنی اے رب ہمارے اور داخل کر اُنکو
رہنے بسنے کے باغون مین جن کا تو نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے یہ جملہ معطوف ہے وقہم پر اور ربنا جملۂ دعائیہ کو
مکرر لا کر بقصد مبالغہ معطوف و معطوف علیہ کے وسط مین ذکر کیا ہے اول مومنین کے لیے دعا کی پھر اُن کے اقارب
کے واسطے دعا مانگی اس واسطے کہ آدمی کا پورا سرور جب ہی ہوتا ہے کہ جس عیش و آرام مین وہ ہے اُسی
مین اُس کے اقارب بھی ہون پس کہا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِہِمْ وَاَزْوَاجِہِمْ وَذُرِّیّٰتِہِمْ مراد
صلاح سے اس جگہ ایمان لانا ہے اللہ تعالی پر اور عمل کرنا ہے اُس شے کے ساتھ جس کو اُس نے مشروع کیا ہو
پس جس کسی نے یہ کیا تو مقرر وہ لائق ہوا واسطے دخول جنت کے ومن صلح معطوف ہے ادخلہم کی ضمیر منصوب پر
یعنی اور داخل کر اُسکو جو نیک ہو اُنکے باپون اور بیبیون اور اولاد مین سے یہ بھی جائز ہے کہ معطوف ہو وعدتہم
کی ضمیر منصوب پر یعنی داخل کر اُنکو جنات عدن مین جن کا تو نے وعدہ کیا ہے اُن سے اور اُس سے جو نیک ہو
اُنکے باپون اور بیبیون اور اولاد مین سے فرا اور زجاج نے کہا کہ عطف من صلح کا دو جگہہ سے ہو اگر چاہے
تو ادخلہم کی ضمیر پر کر چاہے تو وعدتہم کی ضمیر پر مگر ابو السعود نے کہا کہ اولی قول اول ہے اس لیے کہ اُس کی بنا پر
اُن کے واسطے داخل کرنے کی دعا کرنا صریح ہے اور دوسرے قول کی بنیاد پر ضمنی ہے اور صریح ضمنی سے
بہتر ہوتا ہے کچھ یہی ہو مطلب یہ ہی کہ درمیان اُن کے اور اُن کے باپون وغیرہم کے مساوات کر دی تا کہ

اُن کا سرور پورا ہو جمہور نے صلح بفتح لام صلح یصلح فہو صالح باب دخل و نصر سے پڑھا ہے اور قرأت ہم بجمع اور ابن
ابی عبلہ نے بضم لام صلح فہو صلیح سے اور عیسیٰ نے ذریتہم بافراد پڑہا پہر فرشتون نے اپنی دعا کی یہ علت ذکر
کی کہ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یعنی ہم نے جو تجہ سے امور مذکورہ کی دعا کی تیرے نزدیک انکی
کچھ بہی ہستی نہین ہے اس لیے کہ بیشک تو بڑا ہی غالب و قاہر و زبردست بڑا حکمتون والا ہے تیرے
قبضے سے کوئی شے خارج نہین ہے اور تو جو کچھہ کرتا ہے حکمت کے موافق کرتا ہے اور اسی جملے سے وعدے
کا وفا کرنا ہے پہر اور دعا کی وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ وقایہ کے معنی یہ ہین محفوظ رکہنا بچانا جب کوئی
شخص کسی کو نگاہ رکہے تو محاورے مین یون بولتے ہین وقاہ یقیہ وقایۃً اسے حفظ قتادہ نے کہا
وقہم ای سوء ہم من العذاب یعنی بچا اُن کو اُس عذاب سے جو اُن کو برا لگتا ہے سیّئات کے معنی
عقوبات کے ہین یا مضاف مقدر ہے ای جزاء السیئات پس طلب یہ ہوا کہ بچا اُن کو اُن کے اعمال
بد کی جزا سے اب اگر کوئی کہے کہ اس معنی مین اور وقہم عذاب الجحیم کے معنی مین کچھ فرق نہین ہے تو تکرار
بلا فائدہ ہوگی تو کہین گے وقہم عذاب الجحیم تو خاص دعا ہے اُن کے محفوظ رکہنے کی عذاب جحیم سے اور
وقہم السیئات دعا ہے اُن کے محفوظ رکہنے کی سارے عقوبات سے یعنی عذاب جہنم و عذاب قبر و مواقف
قیامت و حساب و پل صراط و سوال وغیرہ سو یہ تعمیم بعد تخصیص ہے دوسرا یہ جواب ہے کہ وقہم عذاب الجحیم تو
دعا ہے واسطے اصول کے یعنی وہ لوگ جنہون نے توبہ کی شرک سے اور اتباع کیا راہ اسلام کا اور وقہم
السیئات دعا ہے واسطے اتباع کے یہ لوگ آباء و ازواج و ذریات ہین یا مراد سیئات سے معاصی ہین دنیا
مین پس فرشتون نے اول تو اللہ پاک سے یہ بات طلب کی کہ عذاب جحیم سے اُن کو بچائے پہر یہ درخواست
کی کہ ثواب کا اُن پر تفضل فرمائے تو یون کہا وادخلہم جنات عدن پہر یہ بات چاہی کہ دنیا مین اُن کو اعمال
فاسدہ و عقائد باطل سے محفوظ رکہے پہر اس حفاظت کے طلب کرنے کی یہ علت ذکر کی کہ دنیا مین اُن سے محفوظ
رکہنا سبب ہے رحمت کا آخرت مین باین طور کہ عذاب جحیم سے بچانا اور جنات نعیم مین پہونچانا پس کہا
وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ پس سیئات سے بچانے کو شرط ٹہیرایا واسطے فائز
ہونے اُس رحمت کے جو کہ نعمت غیر منقطع ہے مقابلے مین اعمال منقطع کے اور ملک عظیم ہے مقابلے
مین اعمال حقیر کے یومئذ مین تنوین عوض ہے اس جملے سے جو کہ عبارت مین موجود نہین ہے
بلکہ سیاق سے نکلتا ہے تقدیر یہ ہے یوم اذ تدخل من تشاء الجنۃ و من تشاء النار المسببۃ عن
السیئات و ہو یوم القیامۃ کسی نے کہا تقدیر یہ ہے یوم اذ تواخذ بہا اور جواب مَن کا فقد رحمتہ ہے
معنی یہ ہین اور جس کو تو بچائے سیئات سے جس دن کہ تو داخل کرے جنت مین جسکو چاہے اور نار مین

جسکو چاہے کون نا جس کے سبب سیئات مین یا جس ون تو مواخذہ کرے سیئات سے تو مقرر تو نے اُس پر رحم
کیا اپنے عذاب سے اور داخل کیا اسکو جنت مین وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یعنی یہ جنات عدن مین داخل کرنا
اور سیئات سے بچانا جس کا ذکر ہوا یہی ہے وہ ظفر جس کے مثل کوئی ظفر نہین ہے اور وہ نجات ہے جس کے
برابر کوئی نجات نہین ہے کیونکہ منقطع اعمال کے بدلے مین وہ عیش و آرام پایا جو کبھی منقطع نہ ہو اور حقیر وبے
حقیقت اعمال کے عوض مین وہ ملک عظیم ملا جس کی کنہ جلالت و بزرگی کی طرف عقول کو رسائی نہین ہے
بالجملہ جو بات کہ ایمان کے فضل پر اور اہل ایمان کی تعظیم پر دلالت کرتی ہے وہ یہان تمام ہوئی چونکہ
مقصود اُس کے ذکر سے کفر کی رذالت اور اہل کفر کی خواری بیان کر کے توبیخ و سرزنش کرنا اُن لوگون
کا تہا جو کہ اللہ پاک کی آیتون مین جھگڑتے ہین اس لیے اُن کے احوال کی شرح کی طرف رجوع کیا اور
بیان فرمایا کہ قیامت مین اپنے گناہون کا اقرار کرین گے اور اس کا کہ وہ عذاب کے مستحق ہین اور سوال کرین گے
کہ دنیا کی طرف پہنچیے جائین تاکہ تلافی مافات کرین حالانکہ یہ ممکن نہ ہوگا پس ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝ قَالُوْا
رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ ذٰلِكُمْ
بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۚ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝ هُوَ
الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝ فَادْعُوا اللّٰهَ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ جو لوگ منکر ہین اُن کو پکار کر کہین گے اللہ بیزار ہوتا تہا زیادہ
اس سے جو تم بیزار ہوئے ہو اپنے جی سے جس وقت تم کو بلاتے تہے یقین لانے کو پہر تم منکر ہوتے تہے بولے
اے رب ہمارے تو موت دے چکا ہم کو دو بار اور زندگی دے چکا ہم کو دو بار اب ہم قائل ہوئے اپنے
گناہون کے پہر اب بھی ہے نکلنے کو کوئی راہ یہ تم پر اس واسطے کہ جب کسی نے پکارا اللہ کو اکیلا تو تم منکر ہوئے
اور جب اس کے ساتھ شریک پکارے تو تم یقین لانے لگے اب حکم وہی جو کرے اللہ سب کے اوپر بڑا وہی ہے
تمکو دکہلاتا اپنی نشانیان اور اتارتا تمہارے واسطے آسمان سے روزی اور سوچ وہی کرے جو رجوع
رہتا ہو سو پکارو اللہ کو نری کر کر اُس کے واسطے بندگی اور پڑے برا مانین منکر **ف** یعنی آج تم اپنے
جی کو پہٹکارتے ہو دنیا مین جب کفر کرتے تہے اللہ اُس سے زیادہ تم کو پہٹکارتا تہا اُسی کا بدلا آج
پاؤگے **ف** پہلے منی تہے یا علقہ تو مردے ہی تہے پہر جان پڑی تو جی اٹہا پہر مرے پہر جیے یہ
ہوئین دو موتین اور دو حیاتین انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے
کفار کے کہ قیامت کے دن وہ پکارے جائین گے اس حال مین کہ آگون کے گہراؤ مین اور شدتون میں

جلتے تپتے ہوسنگے اور یہ پکارنا بعد اس کے ہوگا کہ اللہ تعالی کے عذاب مین سے اس عذاب کے مباشر و ملاقی ہوئے ہون گے جسکی کسی کو طاقت نہین ہے تو اس وقت اپنی جانون کو نہایت مبغوض کہین گے اور ان سے نہایت بیزار ہون گے بسبب ان بدعملون کے جن کو اول کرچکے ہین اور جو آگ مین داخل ہونیکے سبب ہوئے ہین پس اس وقت فرشتے ان کو خبر دینگے اور باواز بلند پکار کر ان سے یون کہین گے کہ اللہ تعالی کا تم سے بیزار ہونا دنیا مین جبکہ ایمان تم پر پیش کیا جاتا تھا پہر تم منکر ہوتے تھے سخت تر تمہارے مغضب لوگو تمہارے مبغوض رکہنے سے اپنی جانون کو آج کے دن اس حالت مین قتادہ نے اس کی تفسیر مین کہا ہے البتہ مقت اللہ تعالی کا اہل ضلالت کو جبکہ پیش کیا گیا ان پر ایمان دنیا مین پہر انہون نے اس کو چہوڑا اور انکار کیا کہ اس کو قبول کرین زیادہ تر بڑا اس سے جو انہون نے اپنی جانون کو مقت کیا جبکہ . . . اللہ کے عذاب کا معاینہ کیا قیامت کے دن اسی طرح حضرت حسن بصری و مجاہد و سدی و ذر بن عبید اللہ ہمدانی و عبد الرحمن بن زید بن اسلم و ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے بہی کہا ہے قولہ تعالی قَالُوا رَبَّنَا اَمَتَّنَا الآیۃ ثوری نے بسند خود حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ اسی طرح حضرت ابن عباس و ضحاک و قتادہ و ابو مالک نے بہی کہا ہے اور یہی ثواب ہے جس مین کسی طرح کا کوئی شک و شبہہ نہین ہے سدی نے کہا کہ موت دیے گئے دنیا مین پہر زندہ کیے گئے اپنی قبرون مین پہر خطاب کیے گئے پہر مارے گئے پہر زندہ کیے گئے قیامت مین ابن زید نے کہا زندہ کیے گئے جبکہ ان پر میثاق لیا گیا آدم علیہ السلام کی پشت سے نکال کر پہر ان کو پیدا کیا ماں کے رحم مین پہر ان کو مارا پہر جلایا قیامت کے دن یہ دونون قول سدی و ابن زید کے ضعیف ہین اسواسطے کہ ان کو اپنے قولون کی بنا پر تین بار زندہ کرنا اور تین بار مارنا لازم آئے گا صحیح حضرت ابن مسعود و حضرت ابن عباس اور ان کے تابعین کا قول ہے مقصود اس سب سے یہ ہے کہ کفار رجعت کا سوال کرین گے اس حال مین کہ وہ کہڑے ہوئے ہون گے روبرو اللہ عز و جل کے عرصات قیامت مین کما قال تعالی وَلَوْ تَرٰی اِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوقِنُونَ پس ان کا سوال قبول نہ ہوگا فرمایا اللہ پاک نے وَلَوْ تَرٰی اِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَا كَانُوا يُخْفُونَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ پہر جس وقت وہ آگ مین داخل ہون گے اور اس کا چہونا اور اس کی آواز سنیں گے

اور اُس کے سوگریبان اور طوق بیڑیان اور اسی قسم کے ساز وسامان عذاب کے مہیا پائینگے اور آگ کا مزا چکہینگے
تو اور بہی زیادہ رجعت کا سوال کرینگے در انحال کہ اُس مین چیختے چلاتے ہونگے کہینگے رَبَّنَا اَخْرِجْنَا
نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ
فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظَالِمُونَ قَالَ اخْسَئُوا
فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ اور اس آیت کریمہ مین سوال مین تلطف کیا اور مطلب سے قبل ایک مقدمہ بطور تمہید
پیش کیا وہ یہ ہے کہ ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین یعنی اے ہمارے پروردگار تیری قدرت بغایت بڑی
ہے تونے تو ہم کو زندہ کیا بعد اس کے کہ ہم مردے تہے پہر ہم کو مارا پہر جلایا سو تو قادر ہے اُس شئے پر جسکو
تو چاہے اور اب مقر ہم اپنے گناہون کے معترف ہوئے اور ہم اپنی جانون کا بُرا کرنے والے تہے دنیا
مین اب کیا نکلنے کی کوئی راہ ہے یعنی اب کیا تو ہماری یہ بات ماننے والا ہے کہ ہم کو دنیا کی طرف پہیر
لے جائے کیونکہ تو تو اس پر قادر ہے تاکہ ہم عمل کرین سوا اُس کے جو کرتے تہے اب اگر ہم پہر وہی کرین
جس مین ہم تہے تو مقرر ہم ظالم ہین پس اُن کو یہ جواب ملے گا کہ تم کو دنیا کی طرف پہر جانیکی کوئی راہ
نہین ہے پہر اس منع کی یہ علت بیان کی کہ تمہاری خصلتین حق کو نہین مانتی ہین اور نہ اُس کی
مقتضی ہین بلکہ وہ تو اُس کو بہیکتی دور کرلی ہین اسی لیے یون فرمایا ذٰلِكُمْ بِاَنَّهُ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهُ
كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا یعنی تم تو ایسے ہی ہوگئے گو تم دار دنیا کی طرف پہیر لے جائے جاؤ
کما قال تعالی وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ قولہ تعالی فَالْحُكْمُ
لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ یعنی اللہ ہی حاکم ہے اپنی خلق مین ایسا عادل ہے کہ بالکل جور وظلم نہین کرتا
ہے تو وہی جسکو چاہتا ہے راہ بتاتا ہے اور جسکو چاہتا ہے بہکاتا ہے جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے
جسکو چاہتا ہے مار دیتا ہے لا الہ الا ہو قولہ تعالی هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ کا یہ مطلب ہے کہ وہی ظاہر
کرتا ہے اپنی قدرت کو واسطے اپنی خلق کے ساتہ اُن بڑی بڑی نشانیون کے جو کہ دال ہین اپنے
خالق ومبدع ومنشی کے کمال پر جن کا وہ مشاہدہ کرتے ہین اُس کے علوی سفلی خلق مین وَيُنَزِّلُ
لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا یعنی وہی اُتارتا ہے واسطے تمہارے آسمان سے پانی جس سے نکالتا ہے وہ
کہیتیان اور میوے جن کے رنگ و مزہ و بو وشکل کا اختلاف حس سے مشاہدہ کیا جاتا ہے حالانکہ جو
پانی اُنکی پیدایش کا سبب ہے وہ ایک ہی ہے پس اُس نے اپنی قدرت عظیم سے درمیان ان چیزون کے تفاوت
کردیا ہے وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُنِيبُ یعنی عبرت نہین لیتا ہے ان چیزون سے اور فکر نہین کرتا ہے
اُن مین اور نہین استدلال کرتا ہے اُن سے اپنے خالق کی عظمت پر مگر وہی جو رجوع کرنے والا ہوتا ہے

طرف اللہ تبارک و تعالیٰ کے پھر مسلمانون کو مخاطب کر کے فرمایا فَادْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ
الْکٰفِرُوْنَ یعنی مشرکون کا تو یہ حال ہے جو سن چکے اور اللہ پاک کی قدرت و صنعت ہر چیز مذکور ہوئی سو اے
مسلمانون تم اللہ وحدہ کے واسطے دعا و عبادت خالص کرو اسی کو پوجو اسی کو پکارو اور مشرکون کی
راہ و روش مین ان کی مخالفت کرو امام احمد نے ابو الزبیر محمد بن مسلم بن تدرس مکی سے روایت کیا ہو
کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہا کرتے تھے پیچھے ہر نماز کے جبکہ سلام پھیرتے لَا اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَالثَّنَاءُ الْحَسَنُ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
تہلیل کرتے تھے ان کلمون سے پیچھے ہر نماز کے رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ مِنْ طُرُقٍ
عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ وَحَجَّاجِ بْنِ اَبِیْ عُثْمَانَ وَمُوْسٰی بْنِ عُقْبَۃَ ثَلَاثَتُھُمْ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ
عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ لَا
اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَذَکَرَ تَمَامَہٗ صحیح مین حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے
ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے بعد فرض نمازون کے لا الٰہ الا
اللہ وحدہ الخ ابن ابی حاتم نے عن ابن سیرین عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم دعا کرو اللہ تبارک و تعالیٰ سے اور تم یقین کرنے والے
ہو اجابت کے یعنی قبول کرنے کا یقین کر کے دعا کیا کرو اور جان رکھو کہ اللہ قبول نہین کرتا ہے دعا
قلب غافل لاہی سے ف فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہے پھر جب اللہ پاک نے اصحاب نار کا ذکر کیا اور
ان کا کلمہ عذاب کا اُنپر واجب ثابت ہوا تو ان کا احوال بیان کیا بعد دخول نار کے پس ارشاد فرمایا
اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنَادَوْنَ واحدی کہتے ہین مفسرین نے کہا ہے کہ کفار جبکہ اپنے اعمال دیکھینگے
اور اپنے نامۂ اعمال مین نظر کرینگے اور دوزخ مین داخل کیے جاوینگے اور اپنی جانون کو مبغوض
رکھینگے بسبب اپنے بد اعمال کے تو جس وقت اللہ کے عذاب کا معاینہ کرینگے تو ایک پکارنے والا
ان کو پکار کر یون کہے گا کہ البتہ مبغوض رکھنا اللہ تعالیٰ کا تم کو دنیا مین بزرگتر تھا تمہارے مبغوض رکھنے
سے اپنی جانون کو آج کے دن یا مبغوض رکھنے بعض تمہارے نے سے بعض کو آج اخفش نے کہا کہ حرف
لام لمقت کا لام ابتدا ہو واقع ہوا ہے بعد ینادون کے اس لیے کہ معنی اس کے یقال لہم ہین اور ندا
قول ہے کلبی نے کہا کہ ہر انسان اہل نار مین کا اپنے نفس سے کہے گا مقتک نفسی یعنی مبغوض رکھا مین نے

تجھکو اور بیزار ہوا مین تجھسے ای پہرے نفس اس پر فرشتے اُن سے کہین گے اور وہ آگ مین ہون گے البتہ
مقت اللہ کا تم کو جب کہ تم دنیا مین تھے سخت تر تہا تمہارے مقت سے اپنی جانون کو آج حضرت حسن نے فرمایا
دیے جاینگے اپنی کتاب پہر جب نظر کرین گے طرف اپنے گناہون کے تو مبغوض رکھین گے اپنی جانون کو
پس پکارے جاینگے البتہ مقت اللہ کا تم کو دنیا مین جبکہ تم بلائے جاتے تھے طرف ایمان کے پہر تم کفر
کرتے تھے بزرگتر تہا تمہارے مقت سے اپنی جانون کو جبکہ تم نے معاینہ کیا آگ کا کلمہ اذ ظرف منصوب ہے مقدر محذوف
سے جیسے پر مقت مذکور دال ہے ای مقتہ تعالی ایاکم وقت دعائکم کسی نے کہا کہ وہ محذوف اذکر ہے کسی
نے کہا اُسی مقت کا ظرف ہے جو اول مذکور ہو چکا ہے مقت کہتے ہین اشد بغض کو یہان مراد اس سے اُسکا
لازم ہے وہ لازم ہی اللہ تعالی کا انہر غیظ وغضب ہے اور اُن کی تعذیب قالہ ابو السعود کرخی نے کہا مراد اُس
سے اس جگہہ اشد انکار وزجر ہے فتکفرون کا یہ مطلب ہے کہ پہر تم اصرار واستمرار کرتے تھے کفر پر اپنے نفوس
امارہ کی پیروی کرنے کو اور اُن کی خواہش کی طرف دوڑنے کو اور اپنے دوستون گمراہ کرنے والون کی اقتدا
کرنے کو اور اپنے اگلے بڑکہون کی پیروی کرنے کو اور اُن کی رایون کے محبوب سمجھنے کو پہر اللہ پاک
نے اُس بات کی خبر دی جسکو وہ دوزخ مین کہین گے پس فرمایا قالوا ربنا الخ دونون اثنتین صفت ہین مصدر
محذوف کی ای امتنا اماتتین اثنتین و احییتنا احیائین اثنتین اسکی تفسیر مین جمہور اس طرح گئے ہین کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ تم شی تھے
قبل اسکے کہ تمکو پیدا کرے سو پیدا کرنا یہ حیات ہے پہر تمکو زندہ کیا دنیا مین یہی ایک حیات ہے پہر تم کو مارے گا تو تم رجوع کیے
جاؤ گے طرف قبرون کے سو یہ دوسرا مرنا ہے پہر تم کو اٹہا کہڑا کرے گا قیامت کے دن پس یہ دوسری حیات ہے
تو یہ دو موتین اور دو حیاتین ہوئین کقولہ تعالی کَیۡفَ تَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَکُنۡتُمۡ اَمۡوَاتًا فَاَحۡیَاکُمۡ الآیہ
پہر اللہ پاک نے اُنکا اعتراف ذکر کیا بعد اسکے کہ وہ نار مین پہونچ گئے بسبب اُس شے کے جسکی تکذیب کی
دنیا مین پہر اُنکی طرف سے حکایت کرکے ارشاد فرمایا فَاعۡتَرَفۡنَا بِذُنُوۡبِنَا یعنی اب ہمنے اقرار کیا اپنے گناہون
کا جن کو ہم دنیا مین کرتے تہے مراد رسولون کا جہٹلانا اللہ کے ساتھ شرک کرنا اُسکی توحید کو چہوڑنا ہے پس
وہان اقرار کیا جہان کہ اقرار اُن کو نفع نہ دے گا اور اُس جگہہ نادم ہوئے جس جگہہ ندامت اُنکو نفع نہ دیگی
مطلب یہ ہے کہ جب اُنہون نے دیکھا کہ مارنا اور جلانا اُنکا مکرر واقع ہو چکا ہے تو جانا کہ اللہ تعالی دوبارا پیدا
کرنے پر قادر ہے جس طرح کہ اول پیدا کرنے پر قادر ہے پس اب اقرار کر لیا اور اپنے اُس اقرار کو اس بات کے
کہنے کا مقدمہ ٹہیرایا کہ فَہَلۡ اِلٰی خُرُوۡجٍ مِّنۡ سَبِیۡلٍ یعنی پہر کیا ہے واسطے ہمارے نار سے نکلنے
کی اور دنیا مین پہر جانے کی کوئی راہ کہ ہم اپنے رب کی اطاعت کرین اور اُس سے خلاصی پا جایئن یا اُس کے
ورے نا امیدی در قسم ہے تو نہ نکلنا ہے نہ اُس کی طرف کوئی راہ ہے یہ اُس شخص کی بات ہو جس کو نا امیدی

ناامیدی غالب ہوگئی اور وہ جو یہ بات کہین گے سو متحیر ہو کر اسی کے مثل وہ قول ہے جو اللہ تعالی نے انکی طرف
سے اور جگہہ نقل فرمایا ہے فَهَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّن سَبِيلٍ چونکہ ان کا یہ کہنا حیران ہو کر ہے اسی لیے موافق
اُس کے اللہ پاک نے اُن کو یہ جواب دیا ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ الآیہ ذلکم مرفوع
ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا ے محذوف کی ای الامر ذلکم یا مبتدا ہے خبر اُس کی بانہ ای ہو لسنا الکم العذاب
الذی انتم فیہ کائن بسبب انہ ای الشان یعنی یہ عذاب جس مین تم پڑے ہو بسبب اس کے کہ شان یہ ہے کہ جس
وقت پکارا جاتا دنیا مین اللہ اکیلا نہ اُس کا غیر تو تم اُس کے منکر ہوتے اور اُس کی توحید کو ترک کرتے اور اگر شریک
کیا جاتا ساتہ اُس کے غیر اُس کا بتون سے یا غیر بتون سے تو تم ایمان لاتے شریک کرنے پر اور اُسکی تصدیق
کرتے اور اُس کی طرف بلانے والے کا کہا مانتے پس اللہ پاک نے اُن سے وہ سبب بیان کر دیا جو اس پر باعث
ہوا کہ اُن کی درخواست نار سے نکلنے کی قبول نہ ہوئی وہ سبب یہی ہے کہ اللہ کے ساتہ اُس کے غیر کو شریک کرتے
تہے عبادت مین جسکا سر دعا ہے اور اللہ کی توحید کو ترک کرتے تہے یہان عبارت مین حذف ہے تقدیر یہ ہے
فاجیبوا بان لاسبیل الی الرد وذلک لانکم کنتم اذا دعی اللہ وحدہ الخ یعنی انہون نے جو دنیا کی طرف پہر آنیکا
سوال کیا تہا سو اُن کو یہ جواب دیا گیا کہ کوئی راہ نہین ہے طرف پہر جانے کی اس لیے کہ تمہارا تو یہ حال تہا
کہ جس وقت پکارا جاتا اللہ اکیلا الخ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ یعنی پس حکم اللہ اکیلے کے واسطے ہے نہ اُس کے
غیر کے اور اسی نے تم پر حکم کیا ہے ہمیشہ نار مین رہنے کا اور اُس سے نہ نکلنے کا پس عذاب کرنا اُسکا تم کو عدل
نافذ ہے اور اُسکا سلطان برتر ہے اس سے کہ اُس کا کوئی مماثل ہو اُس کے ذات وصفات مین پس اس کی قضا
رد نہین کی جاتی ہے اور وہ بڑا ہے اس سے کہ اُس کا کوئی مثل ہو یا اُس کی کوئی جورو ہو یا لڑکا یا شریک
پس اسکی جزا حد نہین کی جاتی ہے کہا ہے کہ فرقہ حروریہ نے اپنا قول لاحکم الا للہ اسی آیت سے لیا ہے قتادہ
نے کہا ہے جبکہ حروراہ والے نکلے تو حضرت علی رضے اللہ تعالی عنہ نے فرمایا یہ کون ہین عرض کیا گیا کہ محکمین
ہین یعنی یون کہتے ہین کہ نہین ہے حکم مگر واسطے اللہ تعالی کے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کلمۃ حق ارید
بہا الباطل یعنی یہ ایک حق بات ہے ارادہ اُس سے باطل کا کیا گیا ہے هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ الآیہ یعنے
جس ذات پاک نے اپنے عدل سے کفار پر نار مین ہمیشہ رہنے کا حکم لگایا ہے اور جسکی صفت علی کبیر ہے وہی
ہے جو اپنی توحید کی دلیلین اور اپنی قدرت کی نشانیان تم کو دکہاتا ہے وہ یہی ہوا و بادل و رعد و برق
ہے اور اسکی مثل اور نشانیان اور اتارتا ہے واسطے تمہارے روزی مراد رزق سے پانی ہے اس لیئے کہ
وہ سبب ہے ارزاق کا اس جگہہ اللہ پاک نے اظہار آیات و انزال ارزاق کو جمع کیا اس لیے کہ اظہار آیات
سے تو قوام ہے ادیان کا اور ارزاق سے قوام ہے ابدان کا اور یہ آیات وہی تکوینی نشانیان ہین جنکو اللہ

پاک نے اپنے آسمانون مین اور زمین مین اور ان اشیا مین جو زمین و آسمان مین ہین اور اُن مین جو ان کے درمیان مین ہین جمہور نے ینزل کو بالتشدید پڑہا ہے اور ابو عمرو و ابن کثیر نے بتخفیف نکتہ چونکہ آیات مذکورہ کا دکہانا اور پانی کا آسمان سے نازل کرنا متجدد و مستمر رہتا ہے اس لیے دونو جگہہ صیغہ مضارع کا ذکر فرمایا ہے جو کہ تجدد و استمرار پر دال ہے قولہ تعالیٰ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ یعنی وہ کہلی کہلی نشانیاں جنکا ذکر ہوا اُن سے نصیحت پذیر نہین ہوتا ہے اور توحید و صدق وعدہ و وعید پر اُن سے استدلال نہین کرتا ہے مگر وہی جو کہ رجوع کرتا ہے طرف طاعت اللہ تعالیٰ کے بسبب اُس شے کہ جس کو اللہ کی آیتون مین نظر و غور کرنے سے حاصل کرتا ہے اور وہ جو توبہ کرتا ہے شرک سے اور رجوع ہوتا ہے طرف اللہ کے اپنے سارے کامون مین اس لیے کہ جو معاند ہے وہ نہ اُن مین غور کرتا ہے نہ نصیحت پذیر ہوتا ہے پہر جبکہ اللہ پاک نے وہ دلیلین ذکر کین جنکو اپنی توحید و تقرید پر قائم کیا تو اپنے بندون کو امر فرمایا کہ اُس کو پکارین اور اُس کے واسطے دین کو خالص کرین پس ارشاد فرمایا فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ الآیہ یعنی جب دلائل سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ ہے تو اب تم اُس کو پکارو اُس کے واسطے دین کو خالص کر کے یا جیسا بات ویسی ہے جیسی ذکر کی گئی کہ نصیحت پذیر ہونا اُسی کے ساتھ خاص ہے جو کہ انابت کرتا ہے اور رجوع ہوتا ہے طرف طاعت اللہ تعالیٰ کے تو تم اُس اکیلے کو پکارو اس حال مین کہ خالص کرنیوالے ہو اُس کے لیے عبادت کو جسکا اُس نے تم کو امر فرمایا ہے گو کافر لوگ اُسکو مکروہ رکہین پس تم انکی کراہت کی طرف کچہہ التفات مت کرو اور اُن کو چہوڑ دو کہ وہ اپنی غیظ مین مرین اور اپنے حسرت و افسوس مین ہلاک ہون تم ہرگز اُن کا کچہہ خیال مت کرو تم اُسی کو خالص کر کے پوجو کیونکہ مستحق عبادت کا وہی یکتا و بے ہمتا ہے پہر اللہ پاک نے اپنے اور اوصاف ذکر فرمائے رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۙ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ

شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۝ مَا

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَآىِٕنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ

يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ صاحب

ع ۱۱ / ۷

اونچے درجون کا مالک تخت کا اُتارتا ہے بہید کی بات اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندون مین کہ وہ ڈراوے ملاقات کے دن سے جس دن وہ لوگ نکل کہڑے ہونگے چہپی نہ رہے گی اللہ پر اُنکی کوئی چیز کس کا راج ہے اُس دن اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا بدلا پاوے گا ہر جی جیسا کمایا ظلم نہین

آج بیشک اللہ شتاب لینے والا ہے حساب اور خبر سنادے انکو اس نزدیک آنیوالے دن کی جس وقت کہ دل پہونچینگے
گلون کو تو دبا رہے ہون گے کوئی نہین گنہگارون کا دوست اور نہ سفارشی جس کی بات مانی جاوے وہ جانتا ہے
چوری کی نگاہ اور جو چھپا ہے سینون مین اور اللہ چکاتا ہے انصاف اور جنکو پکارتے ہین اُس کے سوائے نہین
چکاتے ہین کچھ بیشک اللہ ہے جو وہی ہے سنتا دیکھتا انتہے **ف** حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ اللہ تعالی خبر دیتا ہے
اپنی عظمت و کبریائی اور اپنے عرش عظیم کے ارتفاع کی جو کہ اسکی ساری مخلوقات کے اوپر ہے مثل سقف کے کما
قال تعالی مِّنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ
اَلْفَ سَنَةٍ انشاء اللہ تعالی آیندہ اسکا بیان آئے گا کہ یہ مسافت مابین عرش کے ہے ساتوین زمین
تک قول مین ایک جماعت کے سلف و خلف سے اور انشاء اللہ تعالی راجح تر یہی قول ہو غیر واحد نے ذکر کیا ہے
کہ عرش یاقوت سرخ ۔ ۔ ۔ ۔ کا ہے وسعت اُس کی دو قطر کے مابین کی پچاس ہزار برس کی راہ ہے اور
اونچان اُس کی ساتوین زمین سے پچاس ہزار برس کی راہ حدیث اوعال مین وہ بات گزر چکی ہے جو
اس پر دال ہے کہ ارتفاع اُسکا ساتون آسمانون سے بہت کچھ ہے قولہ تعالی يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ
الآیہ مثل اس آیت کے ہے يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا
اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ وکقولہ تعالی وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ
الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ اور اسی لیے اللہ عزوجل نے یہان یون فرمایا ہے
لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ **علی بن ابی طلحہ** نے حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے
کہ یوم التلاق ایک نام ہے روز قیامت کے نامون سے اللہ تعالی نے اپنے بندون کو اُس سے ڈرایا ہے
ابن جریج نے کہا کہ حضرت ابن عباس رض نے فرمایا ہے کہ ملین گے اُس مین حضرت آدم اور اُن کا آخر بچہ کا۔
ابن زید نے کہا کہ اس مین بندے ملین گے **قتادہ** و سُدی و بلال بن سعد و سفیان بن عیینہ نے
کہا کہ ملین گے اُس مین آسمان والے اور زمین والے **قتادہ** و سُدی نے کہا ملین گے اُس مین آسمان
والے اور زمین والے اور خالق و خلق **میمون بن مہران** نے کہا کہ ملے گا ظالم و مظلوم اور کبھی یون کہا
جاتا ہے کہ یوم التلاق اس سب کو شامل ہے اور شامل ہے اسکو کہ ہر عامل عنقریب ملیگا اُس خیر و شر سے
جو اُس نے کیا ہے جیسا کہ دوسرون نے کہا ہے **قولہ جل جلالہ** يَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ الآیہ کا یہ
مطلب ہے کہ وہ سب ظاہر ظہور کھلے ہوئے ہون گے کوئی شے اُنکو نہ چھپائے گی نہ اُن پر سایہ کرے گی اسی
لیے یون فرمایا يوم هم بارزون لا يخفى على الله منهم شئ یعنی سب کے سب اُس کے علم مین برابر ہونگے **قولہ**
تبارک و تعالی لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ حضرت ابن عمر رضے اللہ تعالی عنہما کی

حدیث مین گزر چکا ہے کہ اللہ تعالی لپیٹ لیگا آسمان کو اور زمین کو اپنے ہاتہ مین پہر فرمائے گا مین ہون بادشاہ مین ہون جبار مین ہون متکبر کہان ہین بادشاہ زمین کے کہان ہین جبار کہان ہین متکبر **حدیث صور** مین ہے کہ اللہ عز وجل جسوقت قبض کرے گا اپنی ساری خلق کی روحون کو پہر باقی نرہے گا سوا اُس وحدہ لا شریک لہ کے تو اُس وقت فرمائے گا لمن الملک الیوم تین بار یعنی کس کا ملک ہے آج پہر آپ ہی اپنے آپ کو جواب دے گا یہ کہہ کر کہ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی اُسی اکیلے نے مقہور کر لیا ہے ہر شے کو اور اس پر غالب ہوا ہے **محمد بن ابی حاتم** نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے آگے ایک ندا کرنیوالا یہ ندا کرے گا یا اَیُّهَا النَّاسُ اَتَتْکُمُ السَّاعَةُ یعنی لوگو آئی تم کو قیامت پس اسکو زندے مردے سن لیں گے کہا اور نازل ہوگا اللہ عز وجل طرف آسمان دنیا کے اور فرمائے گا لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار **قولہ جلت عظمتہ** اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا کَسَبَتْ الآیہ اللہ تعالی خبر دیتا ہے اپنے عدل کی جس کا برتاؤ اپنی خلق سے فیصلے مین کرے گا کہ وہ ظلم نہ کرے گا ذرہ برابر خیر سے نہ شر سے بلکہ جزا دے گا بعوض ایک نیکی کے اُس کے دس گنے کی اور بعوض ایک بدی کے ایک اسی لیے یون فرمایا کہ لا ظلم الیوم یعنی آج کسی طرح کا ظلم نہین جیسا کہ **صحیح مسلم** مین حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب عز وجل سے حکایت فرماتے ہین کہ اُس نے فرمایا اے میرے بندو بیشک مین نے حرام کیا ہے ظلم اپنے نفس پر اور ٹہرایا مین نے اسکو درمیان تمہارے حرام کیا ہوا سو تم باہم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو یہان تک فرمایا اے میرے بندو وہ جو ہین سو تمہارے اعمال مین احصا کرتا ہون مین اُن کا تم پر پہر مین بہر پور دون گا تم کو وہ پس جو کوئی پاوے کسی خیر کو تو چاہیے حمد کرے اللہ تبارک وتعالی کی اور جو کوئی پاوے غیر اُس کا تو ملامت نہ کرے مگر اپنی جان کو۔ **قولہ عز وجل** اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ یعنی وہ حساب لیگا ساری خلائق سے جس طرح کہ حساب لے گا ایک نفس سے کما قال جل وعلا مَا خَلْقُکُمْ وَلَا بَعْثُکُمْ اِلَّا کَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وقال جل جلالہ وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ کَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ **قولہ تعالی** وَاَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَةِ یوم الازفہ ایک نام ہے اسمائی قیامت سے بسبب اُس کے قریب ہونے کے یہ نام رکہا ہے کما قال تعالی اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کَاشِفَةٌ **وقال تعالی** اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ **وقال جل جلالہ** اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ **وقال سبحانہ وتعالی** اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ **وقال تعالی** فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓئَتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الآیہ **قولہ تبارک وتعالی** اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ کٰظِمِیْنَ **قتادہ** نے کہا آ ٹہیر ین گے دل گلون مین مارے خوف کے

کے سو وہ تو نہ نکلین گے اور نہ رجوع کرین گے طرف اپنی جگہ کے عکرمہ و سُدی وغیرہ اسنے بہی اسی طرح کہا ہے کاظمین
کے معنی ہین ساقطین یعنے وہ خاموش ہون گے کوئی بات نہ کرے گا مگر اُس کے اذن سے کما قال تعالیٰ يَوْمَ يَقُومُ
الرُّوحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ابن جریج نے
کہا باکین یعنی وہ رونی ہون گی **قولہ تعالیٰ** مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ یعنی جنہون نے
اپنی جانون پر شرک کرکے ظلم کیا ہے اُن کے واسطے نہ کوئی اُن کا ناتے والا ہے کہ اُن کو نفع پہونچاوے اور
نہ کوئی سفارشی کہ اُن کے بارے مین سفارش کرے بلکہ ہر بہلائی سے اُن کے سارے اسباب و رشتے ٹوٹ
چکے **قولہ تعالیٰ** يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ الآیہ اللہ تعالیٰ عز وجل اپنے کامل پورے علم کی خبر دیتا ہے
جو کہ ساری چیزون کو گہیرے ہوئے ہے بڑے رتبے کی ہون یا چہوٹے درجے کی بڑی ہون یا چہوٹی باریک
ہون یا باریک سے باریک اُس کے علم سے کچہ بہی باہر نہین ہے تاکہ لوگ اُس کے علم کا حذر کرین جو اُن مین سے
پہر اللہ تعالیٰ سے شرمائین جیسا کہ شرمانے کا حق ہے اور تقوی رکہین اُس کا جیسا کہ حق ہے تقوی رکہنے کا
اور پاس و لحاظ کرین اُسکا مثل لحاظ رکہنے اُس شخص کے جو یہ جانتا ہے کہ اللہ اُسے دیکہہ رہا ہے کیونکہ وہ تو
چور آنکہہ کو جانتا ہے گو وہ آنکہہ ظاہر کرے امانت کو اور جانتا ہے چہپی باتون کو جن پر سینون کی پوشیدگیان
لپٹی ہوئی ہین حضرت **ابن عباس** نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے یہ وہ شخص ہے کہ داخل ہوتا ہے گہر
والون پر اُن کے گہر مین اور اُن مین خوبصورت عورت ہوتی ہے یا اُسپر اور اُن پر خوبصورت عورت گذر
کرتی ہے پس جب گہر والے غافل ہوتے ہین تو وہ شخص اُس عورت کی طرف دیکہتا ہے پہر جب وہ ہوشیار ہوجاتے
ہین تو اپنی نگاہ اُس سے نیچی کر لیتا ہے پہر جب وہ غافل ہوتے ہین تو دیکہتا ہے پہر جسوقت وہ ہوشیار
ہوتے ہین تو پست کر لیتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ مطلع ہوچکا ہے اُس کے دل سے اس پر کہ اُس نے یہ بات دوست
رکہی ہے کہ کاش وہ مطلع ہوتا اُس عورت کی شرمگاہ پر ابن ابی حاتم نے اسکو روایت کیا ہے **ضحاک نے** کہا
کہ خائنۃ الاعین غمز ہے یعنی آنکہہ سے اشارہ کرنا ہے اور آدمی کا یہ کہنا ہے کہ مین نے فلان شے دیکہی حالانکہ
اُس نے نہین دیکہی یا مین نے نہین دیکہی حالانکہ دیکہی ہے حضرت ابن عباس کا دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ جانتا ہے آنکہہ سے اسکی نظر کرنے مین کہ آیا وہ ارادہ کرتی ہے خیانت کا یا نہین اسی طرح مجاہد و
قتادہ نے بہی کہا ہے حضرت ابن عباس نے وما تخفی الصدور کی تفسیر مین فرمایا ہے اللہ جانتا ہے اس
بات کو کہ جب تو اس عورت پر قادر ہوگا تو آیا اُس سے زنا کرے گا یا نہین **سُدی** نے کہا اللہ تعالیٰ
جانتا ہے اُس وسوسہ کو جسے سینے چہپاتے ہین **قولہ تعالیٰ** وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ یعنی اللہ حکم کرتا ہے
ساتہ عدل کے **اعمش** نے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ

قادر ہے اس پر کہ جزا دے بعوض نیکی کے نیکی اور بدلے بدی کے بدی انّ اللہ ھو السمیع البصیر جس شئے کے ساتہ
حضرت ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر کی ہے مثل اس آیت کی ہے لیجزی الّذین اساؤا بما عملوا ویجزی
الّذین احسنوا بالحسنیٰ **قولہ تعالی** والّذین یدعون من دونہٖ الاٰیۃ کا یہ مطلب ہے کہ جن اصنام
واوثان و انداد کو وہ پکارتے ہین اللہ کے سوا نہین مالک ہین وہ کسی شئے کے اور نہ وہ حکم کرتے ہین ساتہ کسی شئے
کے بیشک اللہ اپنی خلق کی باتین سننے والا ہے انکو دیکھنے والا ہے پس جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جسکو
چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے ان سے بدتر حاکم عادل وہی ہے **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ رفیع
الدرجات مرفوع ہے اس بنا پر کہ دوسری خبر ہے مبتدائے مقدم کی اے ھو الذی یریکم آیاتہ وھو رفیع
الدرجات اسی طرح ذو العرش تیسری خبر ہے یہ بہی جائز ہے کہ دونون خبرین ہون مبتدائے محذوف
کی رفیع صیغہ صفت مشبہہ ہے بمعنی مرتفع اس بنا پر درجات سے مراد اللہ پاک کی صفات جلال و کمال ہونگی
یعنی اس کی صفتین عظیم ہین اور وہ مرتفع ہے بسبب اپنی عظمت کے صفات جلال و اکرام مین اور اپنی وحدانیت
مین مستغنی و بے نیاز ہے اپنے کل ماسوا سے اور ساری خلق اسکی محتاج ہے یہ بہی احتمال ہے کہ رفیع بمعنی رافع ہو
اس بنیاد پر درجات سے مراد حضرات انبیاء و اولیاء کے درجات ہون گے جنت مین اور درجات فرشتون کے
یعنی ان کو چڑہنے کی جگہین اور مراتب مخلوقات کے علو و اخلاق فاضلہ مین اور ارزاق و آجال مین کلبی و سعید
بن جبیر نے کہا کہ رفیع السمٰوت السبع یعنی درجات سے مراد ساتون ہین ذو العرش کے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالے
عرش کا مالک و خالق ہے اور اس مین تصرف کرنے والا ہے اسکو پیدا کیا ہے مطاف واسطے فرشتون کے اسکو
اپنے آسمانون کے اوپر رکہا ہے **بالجملہ** رفیع الدرجات سے اللہ پاک کا علو صمدیت بتانا منظور ہے بطور معقول کے
کون علو جو کہ دال ہے اس کے متفرد ہونے پر الوہیت مین اس لیے کہ رفیع بمعنے مرتفع ہے اور درجات سے
مراد اس کے صفات کمال ہین جو کہ جملہ معقولات سے ہین پس جب ذات پاک کے صفات کمال و جلال ایسی
مرتفع و بلند ہین کہ ان کے ورے کوئی کمال ظاہر نہین ہوتا ہے تو ٹہیک نہین ہے کہ اس کے ساتہ شرک
کیا جائے اسی طرح ذو العرش سے اسکی علو صمدیت پر آگاہی بخشنا مقصود ہے بطور محسوس کے اسواسطے
کہ عرش جنس اجسام محسوسہ سے ہے اور اصل ہے عالم جسمانی کا پس جو ذات پاک ایسے خلق عظیم کا خالق و
مالک و مدبر ہے لائق نہین ہے کہ کسی کو اس کے ساتہ شریک کرین ان دونون مضمون سے معلوم ہوا کہ
ان کا موصوف علی الشان عظیم السلطان ہے پس اسی کے واسطے عبادت و اخلاص لائق و واجب ہے
اور اگر درجات سے مراد مراتب مخلوقات ہون تو رفیع بمعنی رافع ہوگا اس لیے کہ اللہ تعالی نے انبیاء
و اولیاء کے درجے جنت مین بلند کیے ہین اور علو و اخلاق فاضلہ و ارزاق و آجال مین خلق کے درجے

بلند فرماتے ہین اور فرشتون مین سے ہر ایک کے واسطے ایک درجہ معین ٹہرایا ہے جیسا کہ ملائکہ کی طرف سے نقل فرمایا وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ اور علماء مین سے ہر ایک کیلیے ایک درجہ معین قرار دیا ہے کما قال تعالی یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ اور اجسام مین سے ہر نوع کے واسطے ایک درجہ معین کیا ہے سو بعض کو تو ارضی سفلی کدر کیا اور بعض کو فلکی علوی روشن بنایا ہے اور بعض کو جواہر عرش و کرسی سے اور اگر درجات سے مصاعد ملائکہ مراد لیے جائین یہان تک کہ عرش کو پہونچین تو دو نون احتمال ہین کہ رفیع بمعنی رافع و مرتفع ہو یعنی وہ بلند کرنیوالا ہے جا ہاے صعود ملائکہ کو یا اُس کے ملائکہ کے صعود کی جگہین مرتفع ہین اسی طرح اگر درجات سے سموات مراد لین تو بھی رفیع بمعنی رافع و مرتفع ہو سکتا ہے یعنی اُس نے آسمانون کو بلند کیا ہے یا اُس کے آسمان بلند ہین جیسا کہ سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ وہ ایک آسمان ہے اوپر ایک کے اور عرش اُن کے اوپر ہے غرض کہ جو ایسے عظیم الشان باہر البرہان کام کرنے والا ہے وہی عبادت و اخلاص کا مستحق ہے جملہ یُلْقِی الرُّوْحَ محل رفع مین ہے اس بنا پر کہ یہ بھی خبر ہے مبتداے متقدم کی یا خبر ہے مبتداے مقدر کی مقصود اس سے یہ بات بتانا ہے کہ جس طرح جسمانیات اُس کے زیر تسخیر ہین اسی طرح روحانیات بھی اُس کے امر کے مسخر ہین اس لیے کہ ماسوا اللہ پاک کا یا تو جسمانی ہے یا روحانی سو اللہ تعالی نے اس آیت مین بیان فرما دیا کہ دونون قسمین اُسکی زیر تسخیر مسخر ہین جسمانی مین تو سب سے بڑا عرش علی ہے سو ذو العرش فرما کر بتا دیا کہ وہ کل عالم اجسام پر مستولی ہے اور یلقی الروح الخ سے اس پر آگاہی بخشی کہ روحانیات بھی مثل جسمانیات کے اُس کے امر کے مسخر ہین دوسری بات یہ ہے کہ بعد تقریر توحید کے نبوت کی تمہید شروع فرمائی روح سے مراد وحی ہے وحی کا نام روح اس لیے رکھا ہے کہ لوگ بسبب وحی کے موت کفر سے زندہ ہوتے ہین جس طرح کہ ابدان ارواح سے زندہ ہو جاتے ہین اسکے مثل یہ آیت ہے وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا یہان مراد روح سے وحی ہے کسی نے کہا کہ وحی سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہین جس طرح کہ اس آیت مین ہے نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ و کما قال تعالی نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ قولہ تعالی مِنْ اَمْرِهٖ متعلق ہے یلقی سے یہ بھی جائز ہے کہ محذوف سے متعلق ہو کر حال ہو اے کائنا من امرہ او ناشئا او مبتدئا من امرہ اور حرف من واسطے ابتداے غایت کے ہے یا بیان ہے روح کا جس کے معنی وحی کے ہین یا صفت ہو روح کی ای یلقی الروح الکائن من امرہ یا حرف من سببیہ ہے اے من اجل امرہ و بسبب امرہ اور مراد امر سے قول ہے جیسا کہ محلی نے کہا ہے یا مراد اُس سے قضا ہے جیسے حضرت ابن عباس ہین کما فی الخازن

عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ سے مراد انبیا علیہم السلام ہیں لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ جمہور نے بصیغہ معروف
ونصب یوم پڑھا ہے اور فاعل اللہ پاک ہے یا رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا من یشاء اور منذر بہ یعنی جس شے
سے ڈرایا وہ محذوف ہے لینذر العذاب یوم التلاق یعنی وہی اللہ پاک جس کی قدرت وعظمت ومنت وتوحید مذکور
ہوئی ڈالتا ہے وحی ایسی حق جو کہ اس کے قول یا قضا سے ہے جسپر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے تاکہ ڈراوے
اللہ یا رسول اس عذاب سے جو کہ ملاقات کے دن ہوگا حضرت اُبیؓ اور ایک جماعت نے بصیغہ معروف ورفع یوم پڑھا
ہے بنا بر فاعلیت مجازًا یعنی تاکہ ڈراوے یوم التلاق حضرت ابن عباسؓ حسن وابن سمیفع نے بتائی
فوقیہ اس بنا پر کہ فاعل ضمیر مخاطب ہو یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ضمیر راجع ہو طرف روح
کے اس لیے کہ روح کی تانیث جائز ہے اور یمانی نے بیائے تحتیہ بصیغہ مجہول ورفع یوم بنا بر نیابت
فاعل اور یوم التلاق کو ابن کثیر نے باثبات یا وقف ووصل میں اور قالون نے باثبات وصل میں بخلاف
عنہ اور ورش نے وصل میں باثبات اور باقی قرا نے وقف وصل میں بحذف یا پڑھا ہے فاسی نے شرح
شاطبیہ میں اس کی توجیہ ذکر کی ہے اس کی مراجعت کی جائے کذا ذکرہ الکرخی یوم التلاق کی وجہ تسمیہ میں
جو اقوال ہیں وہ اول گزر چکے ہیں ایک یہ ہے کہ اس میں عابدین ومعبودین ملیں گے قالہ ابو العالیہ
ومقاتل کسی نے کہا کہ اولین وآخرین ملیں گے کسی نے کہا کہ جزائے اعمال کی اور عمل کرنے والے
ملیں گے **قولہ تعالیٰ یَوْمَ هُمْ بَارِزُوْنَ** کا یہ مطلب ہے کہ جس دن وہ نکلنے والے ہوں گے اپنی
قبروں سے نہ چھپائے گی ان کو کوئی شے نہ پہاڑ نہ کوئی ٹیلہ نہ کوئی بنا اس لیے زمین تو اس دن ایک برابر
میدان ہوگی اور ان پر کچھ کپڑے نہ ہوں گے وہ تو ننگے کھلے ہوئے ہوں گے جیسا کہ حدیث شریف
میں آیا ہے کہ حشر کیے جائیں ننگے بدن ننگے پاؤں بے ختنہ یوم بدل ہے یوم التلاق سے بدل الکل
من الکل اور یوم ظرف مستقبل ہے مثل اذ کے مضاف ہے طرف جملہ اسمیہ کے طریقہ اخفش پر اور حرکت یوم
کی حرکت اعراب ہے بنا بر مشہور کسی نے کہا کہ حرکت بنا ہے چنانچہ کوفی اسی طرف گئے ہیں کلمہ یوم یہاں
اور سورۂ ذاریات میں جدا لکھا جاتا ہے اصل یہی ہے جیسا کہ سمین نے کہا ہے اور مثل اسکی شرح جزریہ
شیخ الاسلام میں بھی ہے اس لیے کہ کلمہ ہم تو مرفوع بابتدا ہے تو مناسب قطع ہے اور ان دو کے ماسوا
جیسے یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ اور حَتّٰی یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ موصول ہے اس واسطے کہ ان میں
هُمْ مجرور ہے تو مناسب وصل ہے ابن عطیہ نے کہا کہ یوم منصوب ہے لا یخفی علی اللہ سے کسی نے
کہا کہ منصوب باضمار اذکر ہے لیکن قول اول اولی ہے اور جملہ لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْءٌ میں تین وجہ
ہیں ایک یہ ہو کہ مستانفہ ہے ان کے خروج کے بیان کو لایا گیا ہے یعنی انکی ذات واحوال واعمال سے کوئی

شے اللہ سے مخفی نہین رہے گی کون اعمال جو کہ دنیا مین کر چکے ہین دوسری یہ ہے کہ بارزون کی ضمیر سے حال
ہے یعنی وہ قبرون سے نکلین گے اس حال مین کہ اللہ تعالی پر اُن سے کوئی شے مخفی نہ ہوگی تیسری یہ ہے
کہ کلمہ ہم کی دوسری خبر ہے **قولہ تعالی** لِمَنِ خبر مقدم ہے اور اَلْمُلْكُ اَلْيَوْمَ مبتدا ہے موخر ہے اور جملہ
مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ اُس دن جو خلائق خارج ہوگی تو اُس سے اُس وقت کیا
کہا جاوے گا سو یہ اُس کا جواب ہے کہ یون کہین گے کہ آج کس کا ملک ہے مفسرین نے کہا ہے کہ جب سارے
آسمان وزمین والے ہلاک ہو جائین گے تو رب تبارک و تعالی یہ فرماوے گا پھر اُسے کوئی جواب نہ دیگا
تو وہی خود کو جواب دیگا فرماوے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یہ خبر ہے مبتدا ئے محذوف کی ای ہو للہ
حضرت حسن نے فرمایا وہی سائل اور وہی مجیب جبکہ کوئی اُسے جواب دیگا تو وہی خود کو جواب دیگا کسی نے
کہا کہ اللہ پاک ایک منادی کو حکم دے گا کہ اُسکی ندا کرے تو اہل محشر کے مومن و کافر کہین گے للہ الواحد
القہار کسی نے کہا کہ اس منادی کو جواب اہل جنت دین گے اہل نار نہ دین گے افادہ الزمخشری کسی نے کہا
یہ حکایت ہے اُس بات کی جس کے ساتھ زبان حال ناطق ہوگی اُس دن بسبب منقطع ہونے دعاوی مبطلین
کے جس طرح کہ آیت مین ہے وَمَا اَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ثُمَّ مَا اَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ يَوْمَ
لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَّالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ **قرطبی** نے کہا یہ قول وقت فنائے خلق کے
ہوگا کسی نے کہا کہ اللہ تعالی درمیان دو نفخون کے اُسکو فرماوے گا اور بعد چالیس برس کے خود کو جواب دیگا
قولہ تعالی اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ تتمہ جواب ہے
ہے بنا بر اُس قول کے کہ جواب دینے والا خود اللہ پاک ہے اور وہ قول کہ مجیب سارے بندے ہین یا بعض
سو اس کی بنیاد پر کلام مستانف ٹھیرے گا واسطے بیان اُس بات کے جسکو اللہ تعالی بعد اُن کے جواب کے
فرماوے گا یعنی آج بدلا دیا جاوے گا ہر نفس ساتھ اُس شے کے جو اُس نے کی ہے دنیا مین خیر و شر سے
کسی طرح کا ظلم نہین ہے آج کسی پر اُن مین سے باین طور کہ اُس کے ثواب سے کچھ کم کیا جاوے یا اُس کے
عقاب مین کچھ زیادتی کی جاوے بیشک اللہ سریع الحساب ہے یعنی اُس کا حساب سریع ہے کیونکہ اُسکو اُس مین
فکر و غور کرنے کی حاجت نہین ہے جس طرح کہ اور لوگ اُس کے حاجت مند ہوتے ہین اس لیے کہ اُس کا
علم تو ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے تو اُس سے تو ذرا بھر غائب نہین ہوتا ہے شرعت حساب مین کہا ہے
کہ دنیا کے دنون مین سے بقدر آدھے دن کے ساری خلق کا حساب لیگا اس واسطے کہ اللہ پاک کو ایک
حساب دوسرے حساب سے باز نہین رکھتا ہے وہ تو ایک وقت مین ساری خلق سے حساب لے گا
یہ سبب ایک حدیث کے جو اس باب مین وارد ہوئی ہے **عبد بن حمید** نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ

سے روایت کیا ہے کہ جمع کرے گا اللہ ساری خلق کو قیامت کے دن بصعید واحد بارض بیضا کانہا سبیکۃ فضۃ یعنی ایک میدان میں زمین سفید کے گویا وہ تہکیا ہے چاندی کی جسمیں کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی گئی پہر پہلی بات جو کرے گا وہ یہ ہے کہ ندا کرے گا ایک منادی لمن الملک الیوم الی قولہ الحساب پہر اول جس شے کو ساتہ ابتدا کی جائے گی خصومات سے وہ خون ہین یہ آثر اُس قول کا مؤید ہے جو اول گذر چکا ہے پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ اُس کے بندون کو ڈرائین پس ارشاد فرمایا وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ مراد روز قیامت ہے بسبب اُس کے قرب کے یہ نام اُسکا رکہا ہے محاورے مین بولتے ہین ازف فلان او الرحل اسے قرب یا زفت ازفا من باب تعب ازوفا دنا وقرب کسی نے کہا کہ یوم الآزفہ موت کے حاضر ہونے کا دن ہے لیکن قول اول اولی ہے زجاج نے کہا قیامت کو آزفہ اس لیے کہا گیا کہ وہ قریب ہے گو لوگون نے اُس کے امر کو بعید سمجھا ہے جو شے ہونے والی ہے تو وہ قریب ہے **قولہ تعالی** إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ یعنی جبکہ دل مارے خوف کے اپنی جگہہ سے زائل ہوجائین گے اور اوپر کو چڑہ آئین گے یہانتک کہ حنجرہ کو پہونچین گے اور اُن کے حلق سے ملجائین گے پہر نہ تو وہ نیچے کو عود کرین گے کہ سانس لینے سے راحت پائین اور نہ وہ نکل جائین گے کہ مر کر راحت پاجائین کما قال تعالی وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ کلمہ حناجر جمع ہے حنجور کی جیحور روزن ومعنی مین مثل حلقوم کے ہے یا جمع ہے حنجرہ کی حنجرہ وہی یعنی حلقوم ہے **کاظمین** کے معنی ہین مغموم مکروبین ممتلئین غما یعنی غم وبیقراری سے بہرے ہون گے زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ جس وقت دل لوگون کے نزدیک حناجر کے ہون گے انکی حالت غم مین قتادہ نے کہا کہ واقع ہون گے دل اُن کے حناجر مین مارے خوف کے پہر وہ نہ تو نکلین گے اور نہ اپنی جگہہ عود کرین گے۔ کسی نے کہا یہ تو نہایت گہبراہٹ کی خبر دی ہے یعنی یہ بات حقیقۃ نہیں ہے بطور مجاز کے غایت درجہ کی گہبراہٹ کو اس عبارت مین ادا کیا ہے جس طرح کہ ہندی محاورے مین بولتے ہین کلیجا منہ کو چلا آتا ہو اب رہی یہ بات کہ کاظمین حال ہے قلوب سے تو کاظمۃ ہوتا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ کاظمین باعتبار اہل قلوب کے کہا ہے اس لیے کہ معنی یہ ہین اذ قلوب الناس لدی حناجرہم یعنی جبکہ دل لوگون کے نزدیک اُن کے حلق کے ہون گے کاظمین حال ہوگا ناس سے کسی نے کہا کہ یہ حال ہے قلوب سے اس حال کو بصیغہ جمع مذکر سالم جو کہ عقلا کے ساتہ خاص ہے اسلیے ادا کیا ہے کہ قلوب کیطرف وہ شی نسبت کی گئی ہے جو کہ عقلا کیطرف منسوب ہوتی ہے تو اسکو عقلا ہی کی جمع مین ادا کیا پہر اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ اہل کافرون کو کوئی نفع نہ پہونچاے گا پہر فرمایا مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ یعنی نہ ہوگا واسطے ظالمون کے کوئی قریب و محب جو اُن کو نفع پہونچاے حمیم تیرا وہ تیرا قریب و رشتہ دار ہے جس کے کام کا تو اہتمام کرتا ہے وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ اور نہ کوئی سفارشی کہ اُن کے واسطے شفاعت کرنے مین اُس کی بات

اسکی بات مانی جاے کلمہ لیطاع محل جر مین ہے اس بنا پر کہ صفت ہو شفیع کی کرحنی نے کہا کہ حقیقت اطاعت کی یہان نہین ہو سکتی ہے اس لیے کہ مطاع رتبے مین فوق مطیع ہوتا ہے تو اسکا مقتضا یہ ہے کہ شفاعت کرنیوالا فوق ہو اس شخص سے جسکے پاس شفاعت کی جاتی ہے حالانکہ یہ بات یہان محال ہے کیونکہ اللہ پاک کے فوق کوئی شے نہین ہے تو اب یہ مجاز ہوگا اور معنی یہہ ہون گے و لا شفیع یشفع یعنی نہ کوئی ایسا شفیع ہوگا جسکو شفاعت مین اذن دیا جاے یا اُس کی شفاعت قبول کی جاے محلی نے کہا کہ اس صفت کا کوئی مفہوم مخالف نہین ہے اس لیے کہ اُن کے واسطے تو اصلا کوئی شفیع نہین ہے یعنی نہ مطاع نہ غیر مطاع پہر اللہ پاک نے اپنے شمول علم کا ذکر کیا کہ وہ ہر شے کو عام شامل ہے گو وہ شے غایت درجے کی خفا ہی مین کیون نہ ہو پس فرمایا یعلم خائنۃ الاعین یہ جملہ ایک اور خبر ہے ہو الذی یریکم کی یا چوتہی خبر ہے اُس مبتدا کی جسکی خبر رفیع وما بعد رفیع ہے اس کے سوا اور قول بہی ہین لیکن ظاہر قول اول ہے **خائنہ** مصدر ہے مثل عافیۃ عاقبۃ کے یعنے جانتا ہے آنکہون کی خیانت کو وہ خیانت یہی چور نظر سے دیکہنا ہے طرف اس شے کے جسکی طرف نظر کرنا آدمی کو حلال نہین ہے **مؤرج** نے کہا اس مین تقدیم و تاخیر ہے اے یعلم الاعین الخائنۃ یعنی اضافت صفت کی طرف موصوف کے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک جانتا ہے خیانت کرنے والی آنکہون کو کسی نے کہا کہ اضافت بمعنی من ہے اے الخائنۃ من الاعین یعنی آنکہون مین سے جو آنکہہ خیانت کرنے والی ہے اسکو جانتا ہے **قتادہ** نے کہا خائنۃ الاعین الہمز بالاعین فیما لا یحب اللہ یعنی آنکہہ سے اشارہ کرنا اُس شے مین جسکو اللہ تعالی محبوب نہین رکہتا ہے **سُدی** کا لفظ انہ الرمز بالعین ہے **سُفیان** نے کہا کہ نظر بعد نظر ہے فراء بہی اسی کے قائل ہین اول اولی ہے اور مجاہد بہی اسی کے قائل ہین۔

ابوداؤد و نسائی و ابن مردویہ نے حضرت سعد رضے اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب فتح مکہ کا دن ہوا تو امن دیا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کو مگر چار مردون کو اور دو عورتون کو اور فرمایا کہ قتل کرو اُن کو اگرچہ اُنکو پاؤ لٹکتے ہوئے کعبے کے پردون سے اُن مین سے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح ہے سو وہ چہپ گیا نزدیک حضرت عثمان بن عفان رضے اللہ عنہ کے پہر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کو بلایا طرف بیعت کے تو حضرت عثمان رضے اللہ تعالی اُنکو لیکر آئے پہر عرض کیا یا رسول اللہ آپ بیعت کرین عبد اللہ سے تو آپنے اپنا سر مبارک اٹہایا پہر تین بار اُسکی طرف نظر کی ہر بار اُسکی بیعت سے انکار فرماتے تہے پہر اُس سے بیعت کی پہر اپنے اصحاب پر متوجہ ہوئے تو فرمایا کیا نہ تہا تم مین کوئی مرد رشید کہ کہڑا ہو طرف اُس کے جبکہ اُس نے دیکہا تہا مجہے کہ مین نے روک لیا اپنا ہاتہہ اُس کی بیعت سے پہر اُسے قتل کر ڈالے تو صحابہ نے عرض کیا کون چیز معلوم کراتی ہے ہمکو

قولہ خائنۃ الاعین یعنی بعلم الاعین الخائنۃ اضافۃ الصفۃ الی الموصوف ۱۲ منہ

یا رسول اللہ وہ شے جو آپکے جی میں ہے کیون نہین اشارہ فرما دیا آپنے ہماری طرف اپنی آنکھہ سے پس آپنے فرمایا
بیشک شان یہ ہے کہ لائق نہین ہے واسطے کسی نبی کے کہ اُس کے واسطے خائنۃ الاعین ہو وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ
یعنی اور جانتا ہے اللہ تعالی اُن چھپی باتون کو جنکو دل چھپاتے ہین اور وہ اللہ کی نافرمانیان جنکو وہ پوشیدہ
رکہتے ہین یا امانت وخیانت وَاللّٰهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ یعنی اللہ فیصلہ کرتا ہے ساتہ حق کے تو جزا دے گا
ہر ایک کو ساتہ اُس شے کی کہ جسکا وہ مستحق ہے خیر و شر سے حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما سے
مروی ہے کہ یعلم خائنۃ الاعین فرمایا جبکہ اُس نے نظر کی طرف اُس عورت کے تو وہ ارادہ کرتا ہے خیانت
کا یا نہین وما تخفی الصدور فرمایا کہ جب وہ قادر ہوگا اُسپر تو آیا اُس سے زنا کرے گا یا نہین کہا خبر نہ دون
مین تمکو اُس آیت کی جو بعد اس کے ہے واللہ یقضی بالحق اللہ قادر ہے اسپر کہ جزا دے ساتہ نیکی کے نیکی
کی اور ساتہ بدی کے بدی کی اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِي حَاتِمٍ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ
فِي الْحِلْيَةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ **قولہ تعالی** وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ
بِشَيْءٍ یعنی وہ لوگ جنکو مشرکین پکارتے ہین اللہ کے سوا نہین فیصلہ کرتے ہین ساتہ کسی شے کے کیونکہ
وہ تو نہ کسی شے کو جانتے ہین اور نہ کسی چیز پر قدرت رکہتے ہین پہر وہ کس طرح شریک ہوسکتے ہین اللہ
پاک کے جو کہ فیصلہ کرتا ہے ساتہ حق کے اور جس کا علم وسیع اور قدرت تام ہے یہ بطور تہکم کے فرمایا
ہے کہ لا یقضون بشئ اس لیے کہ جو شے قدرت کے ساتہ موصوف نہین ہوتی ہے جیسے جماد اُس کے
حق مین یون نہین کہتے ہین کہ یقضی یا لا یقضی جمہور نے یدعون بیائے تحتیہ پڑہا ہے ضمیر راجع ہے طرف
ظالمین کے ابو عبید و ابو حاتم نے اس کو اختیار کیا ہے نافع و شیبہ ہشام نے بتائے فوقیہ اس
بنا پر کہ ظالمین کو . . . . . خطاب کیا ہے دونون قراتین سبعیہ ہین پہر اللہ پاک نے اپنے علم تام
و قضائے بالحق کی تقریر و تاکید و تعلیل ذکر فرمائی اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ یعنی اللہ پاک جو آنکہون
کی خیانت کو اور دلون کی چہپی باتون کو جانتا ہے اور حق کے ساتہ فیصلہ کرتا ہے اس لیئے وہ تو بڑا
سننے والا بڑا دیکہنے والا ہے سننے اور دیکہنے کی چیزون سے کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ شے بہی اُسپر
مخفی نہین ہے اس مین ظالمین اور مشرکین کو وعید و تہدید بہی ہے کہ وہ اُن کے اقوال و افعال کو
سنتا دیکہتا ہے اور اُن کو اُن پر عقاب کرے گا اور اُن کے معبودون کی طرف اشارہ ہے کہ وہ نہ
سنتے ہین نہ دیکہتے ہین نرے جماد بے حس و حرکت ہین ایسون کا پوجنا کیا ○

	بگذار خدائے کہ بصد رنگ تراشی		آن بت کہ گہ از چوب گہ از سنگ تراشی	

بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے احوال آخرت سے اُن کو ڈرایا تو بعد اُس کے احوال دنیا سے اُن کو ڈراتا

شروع کیا پس ارشاد فرمایا اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ کَانُوْا

مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ کَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ

وَمَا کَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ کَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَکَفَرُوْا

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ کیا پہرے نہین ملک مین کہ دیکہتے آخر کیسا ہوا
اُنکا جو تہے اُنسے پہلے وہ تہے اُن سے سخت زور مین اور جو نشان چہوڑ گئے زمین مین پہر اُنکو پکڑا اللہ نے
اُن کے گناہون پر اور نہ ہوا اُنکو اللہ سے کوئی بچانے والا یہ اسپر کہ اُن پاس آتے تہے اُن کے رسول
کہلی نشانیان لے کر پہر منکر ہوئے پہر پکڑا اُن کو اللہ نے البتہ وہ زور آور ہے سخت مار دینے والا انتہی

ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا
یہ لوگ تیرے رسالت کے جہٹلانیوالے پہرے نہین ملک مین کہ دیکہتے آخر کیسا ہوا اُنکا جو اُن سے
پہلے تہے یعنی انبیاء علیہم الصلوة والسلام کی جہٹلانے والی اُمتین جو عذاب و نکال اُنپر نازل ہوا
باوجود اسکے کہ وہ زور مین ان سے سخت تر تہے اور نشانیان جہوڑنے مین وہ بڑے بڑے مکانات
و محل اور گہر زمین مین نشان چہوڑ گئے جن پر اُن کو قدرت نہین ہے کما قال عز و جل وَلَقَدْ
مَکَّنّٰهُمْ فِیْمَاۤ اِنْ مَّکَّنّٰکُمْ فِیْهِ وقال تعالی وَاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَاۤ اَکْثَرَ
مِمَّا عَمَرُوْهَا یعنی باوجود اس قوت عظیم و باس و شوکت شدید کے اللہ تعالی نے انکو پکڑا بسبب انکے
گناہون کے وہ گناہ یہی اُن کا انکار کرنا تہا اپنے رسولون کا وَمَا کَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ
یعنی کسی نے اللہ کے عذاب کو اُن سے دفع نہ کیا اور نہ کسی پہیرنے والے نے اُسکو پہیرا نہ کسی بچانیوالے
نے اُن کو بچایا پہر اُن کے پکڑنے کی علت ذکر کی اور اُن کے گناہ جن کے وہ مرتکب ہوئے بیان فرمایا
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ کَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ یعنی یہ پکڑ اسپر ہوئی کہ اُن کے رسول کہلی کہلی دلیلین پکی پکی برہانین
لیکر اُن کے پاس آتے تہے سو انہون باوجود اس بیان و برہان کے انکار کیا تو اللہ تعالی نے
اُنکو ہلاک کر ڈالا اور ملیامیٹ کر دیا و للکافرین امثالہا یعنے جواب کے کافر و منکر ہین اُنکی بہی یہی
گت ہونی ہے اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ بیشک اللہ بڑے زور والا اور سخت مار والا ہے
اور اُسکا عقاب سخت مار دینے والا ہے اعاذنا اللہ تبارک و تعالی منہ آمین **ف** ہمزہ استفہام
کا ہے اور حرف واؤ واسطے عطف کے ہی فعل محذوف پر اسے اغفلوا او لم یسیروا اور فینظروا یا مجزوم
ہے اس بنا پر کہ معطوف ہے یسیروا پر یا منصوب ہے بجواب استفہام کیف خبر مقدم ہے کان کی اور عاقبة
اُس کا اسم ہے اور جملہ محل نصب مین ہے بنا بر مفعولیت ینظروا کے عاقبت بمعنی حال و صفت ہے یا بمعنی

مآل و انجام کار کانوا اشد منھم قوۃ و آثارًا بیان ہے تفاوت کا جو کہ درمیان کفار مکہ کے اور اگلی امتون کے
ہے و آثارًا معطوف ہے قوۃ پر آثار جمع ہے اثر کی اثر کہتے ہین نقش قدم کو مراد وہ نشانیان ہین جو آدمی
اپنے بعد چہوڑتا ہے جیسے مکانات وغیرہ جمہور نے منھم پڑہا ہے ابن عامر نے منکم بنا بر التفات غیبت سے طرف
خطاب کے جملہ کانوا ہم الخ جواب ہے کیف کا حرف واو اس کا اسم ہے اور اشد اُس کی خبر اور کلمہ ہم ضمیر فصل ہے
یہان ضمیر فصل درمیان معرفہ و نکرہ کے واقع ہوئی ہے حالانکہ وہ واقع نہین ہوتی ہے مگر درمیان دو معرفون
کے سو اسکی یہ وجہ ہے کہ یہان اشد نکرہ مشابہ بمعرفہ ہے اس جہت سے کہ الف و لام کا داخل ہونا اُس پر ممتنع ہی
اس لیے کہ جو افعل تفضیل مقرون بمن ہوتا ہے اُس پر الف و لام داخل نہین ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک
مکے والون کو اپنے غیر سے عبرت لینے کا ارشاد کرتا ہے کیونکہ عاقل وہی ہے جو کہ اپنے غیر کے حال سے عبرت
لیتا ہے پس فرماتا ہے کیا غافل ہو گئے اور پہرے نہین زمین مین کہ دیکہتے کیسا ہوا حال یا مآل ان سے
اگلی اُمتون کا جنہون نے اپنے رسولون کی تکذیب کی جیسے عاد و ثمود اور ان کے مثل اور تہین وہ سخت
تر تہے ان کفار حاضرین سے از روے قوۃ و زور کے اور از روے آثار کے زمین مین اُنہون نے
مضبوط مضبوط قلعے بنائے بلند بلند محفوظ مکان اور پختہ پختہ محل اُٹہائے اور آدمیون کے شمار مین
اور ساز و سامان دنیا مین نہایت درجہ ان سے بڑہ کر تہے پہر اللہ تعالی نے انپر عقاب نازل کیا اور
انکو ہلاک کر ڈالا بسبب اُن کے گناہون کے اور جہٹلانے کے اپنے رسولون کو اور نہین تہا واسطے
اُن کے اللہ سے کوئی بچانے والا کہ عذاب کو اُن سے دفع کرے اور اُن کو بچائے یہ اُن کا پکڑنا اور
ہلاک کرنا اس سبب سے تہا کہ آتے تہے اُن کے پاس رسول اُنکی کہلی کہلی حجتین اور ظاہر ظاہر معجزے لیکر
سو اُنہون نے اُس کا انکار کیا جس کو وہ لیکر اُن کے پاس آئے اس پر اللہ تعالی نے اُن پکڑا بیشک
اللہ زبردست ہے جو چاہتا ہے وہ کر ڈالتا ہے کوئی شے اسکو عاجز نہین کرتی ہے سخت عقاب والا
ہے واسطے اُس کے جس نے اُسکی نافرمانی کی اور اُس کی طرف رجوع نہ ہوا کذا فی فتح البیان یہ تو ہلاک
شدہ امتون کا ذکر بالاجمال تہا پہر اللہ پاک نے حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کا قصہ ذکر کیا
تاکہ اُس سے عبرت لین پس ارشاد فرمایا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ اِلٰی
فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا
اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْیُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَیْدُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ
ضَلٰلٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ
دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰٓی اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ

ع

مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ اور ہم نے بہیجا موسی کو اپنی نشانیان دیکر اور کہلی سند فرعون اور ہامان
اور قارون پاس پہر کہنے لگے یہ جادوگر ہے جہوٹا پہر جب پہونچا اُن پاس لے کر سچی بات ہمارے پاس سے
بولے مار و بیٹے اُن کے جو یقین لائے ہین اُس کے ساتہہ اور جیتی رکہو اُن کی عورتین اور جو داؤ ہے
منکرون کا سو غلطی مین اور بولا فرعون مجہہ کو چہوڑو کہ مار ڈالون مین موسی کو اور پڑا پکارے اپنے رب کو
مین ڈرتا ہون کہ بگاڑ دے تمہاری راہ یا نکالے ملک مین خرابی اور کہا موسی نے مین پناہ لے چکا ہون
اپنے اور تمہارے رب کی ہر غرور والے سے جو یقین نہ کرے حساب کا دن **ف۱** قارون تہا بنی
اسرائیل مین لیکن مرضی مین موافق تہا فرعون والون کے اور انہین کی دولت سے کماتا تہا مال **ف**
فرعون نے کہا مجہ کو چہوڑو شاید اُس کے ارکان مشورہ نہ دیتے ہون گے مارنے کا اس سے کہ معجزہ دیکہہ
کر ڈر گئے تہے کہین اُسکا رب بدلا نہ لے **ف** جس کو حساب کا یقین ہو وہ ظلم کاہے کو کرے اُتہی
ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو قوم نے جہٹلایا سو اس بارے مین
اللہ پاک اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی فرماتا ہے اور اُن کو خوش خبری دیتا ہے کہ انجام نیک
اور نصرت دنیا و آخرت مین اُنہین کو ہوگی جسطرح کہ حضرت موسی بن عمران علیہ السلام کا ماجرا گذرا
اس لیے کہ اللہ تعالی نے کہلی کہلی نشانیان اور واضح واضح دلیلین دے کر اُن کو بہیجا اس لیے یون فرمایا

بآیاتنا وسلطان مبین سلطان سے مراد حجت و برہان ہے طرف فرعون کے یہ قبطیون کا بادشاہ تہا دیار مصر کے
مین اور ہامان کے یہ شخص اُسکی مملکت مین اُسکا وزیر تہا اور قارون کے یہ اُس کے وقت مین سب
لوگون سے بڑہ کر تہا مال و تجارت مین پہر ان سب نے کہا کہ موسی جادوگر جہوٹا ہے یعنی اُن کی تکذیب
کی اور اُن کو ساحر و مجنون و ملمع کار و کذاب ٹہیرایا اس بات مین کہ اللہ تعالی نے انکو بہیجا ہے یہ آیت
مثل آیت کے ہے كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ
اَتَوَاصَوْا بِهٖ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ پہر جب موسی علیہ السلام اُن کے پاس آئے برہان قاطع
لے کر اللہ تعالی کے پاس سے جو کہ دال تہی اس پر کہ اللہ عزوجل نے اُن کو بہیجا ہے طرف اُن کے
تو کہا مار ڈالو اُن کے بیٹون کو جو اُس کے ساتہ ایمان لائے ہین اور زندہ رکہو اُن کی عورتون کو یہ دوسرا
حکم ہے طرف سے فرعون کے ذکور بنی اسرائیل کی قتل کا اور اول حکم سو وہ اس لیے تہا کہ حضرت موسی علیہ
السلام کے وجود سے احتراز ہو یا واسطے ذلیل کرنے اس قبیلہ بنی اسرائیل کے اور واسطے کم کرنے
اُن کے عدد کے یا واسطے دونون کاموں کے اور دوسرا حکم قتل کا سو واسطے علت ثانی کے ہے اور
واسطے ذلیل کرنے اس قبیلے کے اور تاکہ نامبارک سمجہین موسی علیہ السلام کو اور اسی لیے اُنہون نے

یون کہا اُوْذِیْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِیَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّھْلِکَ عَدُوَّکُمْ وَ
یَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ **قتادہ** نے کہا یہ امر ہے بعد امر کے اللہ عز وجل نے
فرمایا وَمَا کَیْدُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ یعنی نہین ہے مکر وقصد اُن کا جو کہ کم کرنا بنی اسرائیل کے
عدد کا ہے تاکہ وہ اُن پر منصور نہ ہون مگر وہ جانے والا اور ہلاک ہونے والا ہے غلطی مین وَقَالَ
فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی یہ عزم ہے فرعون ملعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل پر
یعنی اپنی قوم سے کہا تم مجھے چھوڑو یہان تک کہ مین تمہارے واسطے اُس کو مار ڈالون وَلْیَدْعُ
رَبَّہٗ یعنی چاہیے کہ وہ پکارے اپنے رب کو مین اُسکی کچھ پروا نہین کرتا ہون یہ بات نہایت جحد
و تجاہل و عناد مین ہے **قولہ قبحہ اللہ** اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی
الْاَرْضِ الْفَسَادَ یعنی فرعون ڈرتا ہے اس بات سے کہ موسیٰ علیہ السلام لوگون کو گمراہ کر دین گا اور
اُن کے رسوم اور عادات کو بگاڑ ڈالین گے یہہ ویسی بات ہے جو مثل مین کہتے ہین کہ صار فرعون
مذکرا یعنی فرعون واعظ بن گیا کہ موسیٰ علیہ السلام سے لوگون پر خوف کرتا ہے **جب** حضرت
موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرعون کی یہ بات پہونچی کہ ذرونی اقتل موسیٰ تو انہون نے کہا مین نے
پناہ لی اللہ کی اس کے شر سے اور اُس کے امثال کے شر سے اسی لیے یون کہا اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ
وَرَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ یعنی مین پناہ لے چکا ہون اپنے رب کی اور تمہارے
رب کی اے مخاطب لوگو ہر تکبر کرنے والے سے جو کہ حق سے تکبر کرتا ہے اور مجرم ہے ایمان نہین
لاتا ہے روز حساب پر اسی لیے حدیث شریف مین حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت کسی قوم سے خوف کرتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ اِنَّا
نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ وَنَدْرَءُ بِکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ یعنی الٰہی ہم پناہ مین آتے ہین تیری انکی بدیون
سے اور ہم دفع کرتے ہین ساتھ تیرے اُن کے سینون مین **ف** بِاٰیٰتِنَا باعتبار متعلق کے حال
ہے موسیٰ کے اسے متلبسا بہا اور آیات سے مراد وہی نو نشانیان ہین جنکا ذکر کئی جگہہ ہو گیا ہے
سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ یعنی واضح و روشن حجت مراد توریت شریف ہے کسی نے کہا کہ مراد اس سے
خود وہی آیات ہین اور عطف بسبب تغایر عنوانی کے ہے یا اس سے مراد اُن مین کی بعض مشہور
نشانیان ہین جیسے ید بیضا و عصا اُن کے اعتبار و اہتمام کے واسطے علیحدہ کر کے اُن کو ذکر کیا ہے باوجود
اس کے کہ آیات کے تحت مین وہ مندرج ہین معنی یہ ہین کہ البتہ مقرر بھیجا ہم نے موسیٰ کو اس حال
مین کہ وہ لیے ہوئے تہا ہماری نشانیون کو اور حجت واضح کو طرف فرعون و ہامان و قارون کے

خاص کر کے ان تینون کا ذکر اس لیے کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی عداوت مین مدار تدبیر کا انہین پر تہا اس واسطے کہ مکذبین موسیٰ علیہ السلام کے سردار یہی تہے پس فرعون تو بادشاہ تہا اور ہامان وزیر اور قارون صاحب اموال و کنوز تہا فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ پس بولے کہ جادوگر جہوٹا ہے اُس شے مین جسکو اُنکے پاس لیکر آیا ہے قائل اس قول کا فرعون اور اُسکی قوم ہے رہا قارون سو اُسنے یہ بات نہین کہی تو اب کلام مین تغلیب ہوگی اسی طرح قالوا اقتلوا مین بہی کہین گے کما قال الحفنادی خطیب نے کہا کہ فرعون و ہامان و قارون اور اُن کے ساتہ والون نے حضرت موسیٰ کے حق مین کہا ساحر ہین اس لیے کہ اُن کے مقہور کرنے سے عاجز ہوئے قارون کے سوا جو لوگ تہے سو انہون نے تو اول و آخر بالقوہ و بالفعل یہ بات کہی رہا قارون سو اُسنے آخر کو کہی بیان کیا گیا ہے کہ وہ کفر پر مطبوع و مخلوق ہوا تہا اگرچہ اول ایمان لے آیا اور یہ قول اُسکا تہا گو بالفعل اُس وقت اُس نے نہین کہا پس اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ ہمیشہ اسی کا قائل رہا کیونکہ اس سے اُسنے توبہ نہین کی پہر فرعون والون نے حضرت موسیٰ کو کذاب کہا موصوف بہ کذب کیا اس خوف سے کہ لوگ کہین اُن کی تصدیق نہ کرین ابو السعود نے کہا ساحر کذاب کے یہ معنی ہین کہ جو معجزے اُس نے ظاہر کیے اُس مین تو جادوگر ہے اور یہ دعویٰ کہ رب السموٰت نے اسکو بہیجا ہے اس مین جہوٹا ہے **قولہ تعالیٰ** فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا۔ الآیۃ یعنی پہر جب آیا اُن کے پاس حق لے کر ہمارے پاس سے مراد ظاہر و واضح معجزے ہین تو بولے مار ڈالو بیٹے اُن لوگون کے جو اُس کے ساتہ ایمان لائے قتادہ نے کہا کہ یہ قتل غیر ہے قتل اول کا اسواسطے کہ وقت پیدا ہو جانے حضرت موسیٰ کے فرعون لڑکون کے قتل سے رُک گیا تہا پہر جب اللہ پاک نے حضرت موسیٰ کو رسول کر کے بہیجا اور فرعون نے معلوم کیا کہ جو بات واقع ہونی تہی وہ واقع ہو چکی تو مارے غیظ و غضب کے بنی اسرائیل پر قتل کو عود کیا سو وہ حکم دیتا تہا لڑکون کے قتل کا اور لڑکیون کے چہوڑنے کا اسی کی مثل یہ قول ہے فرعون کا سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ معنی یہ ہین کہ تم عود کرو اوپر اُس شے کو جو تم اول کیا کرتے تہے یہ خیال کر کے کہ بسبب اس قتل کے بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کی مدد کرنے سے باز رکہے گا اور یہ گمان کر کے کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کے ہاتہ پر اُن کے ملک جانیکا نجومی دکا ہنون نے حکم لگایا ہے سو اللہ پاک نے طرح طرح کے عذاب اُنپر نازل کر کے اُنکو اُس سے مشغول کر دیا وہ عذاب یہی مینڈک و چیچڑیان اور خون اور طوفان تہا یہان تک کہ مصر سے نکلے پہر اُن کو اللہ تعالیٰ نے غرق کر دیا واستحیوا نساءہم کے یہ معنی ہین کہ باقی رکہو اُنکی بیٹیون کو واسطے خدمت کے **قولہ تعالیٰ** وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ یعنی نہین ہے مکر کافرون کا مگر زیان و نقصان اور ضائع ہونے مین اور وبال مین اس لیے کہ وہ بیکار جائے گا اور اُن سے کسی شے کو دفع نہ کرے گا اور جس عذاب کا

ع
[illegible]

اللہ عز وجل نے ارادہ کیا ہے وہ اُنپر نازل ہوگا اور لوگ ایمان لانے سے باز نہ رہیں گے گو اُن کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے بلکہ لامحالہ قدر مقدر و قضاے محتم اُنپر نافذ ہوگی **الف و لام** الکافرین کا یا تو واسطے عہد کے ہے یعنی وہی کفار مذکورین یا جنسی ہے یا جنس کفار یہ ہوں یا اُن کی مثل اور کفار مذکورین بدخول اولی اس میں داخل ہونگے رہی یہ بات کہ کیدہم نہ کہا بلکہ بجاے ضمیر اسم ظاہر رکھا سو منظور اس سے انکی ذم کرنا ہے ساتھ کفر کے اور خبر دینا ہے علت حکم کی مطلب یہ ہے کہ اُنپر جو یہ حکم لگایا کہ اُنکا مکر زیان میں ہے سو اس کی علت یہی اُن کا کفر ہے **جملہ** مذکورہ معترضہ ہے فرعون والوں کے باطل باتوں کے نقل کرنے کے اثنا میں اس کو لائے ہیں سو مقصود اُس سے یہ ہے کہ جس بات کو انہوں نے ظاہر کیا ہے اُس کے بالکل باطل و مضمحل ہونے کا بیان جلدی سے ہو جائے اگر یہ قصد نہ ہوتا تو جب اُنکی ساری باتیں نقل ہو چکتیں اُن کے آخر میں یہ جملہ ذکر کیا جاتا پھر اللہ پاک نے فرعون لعین کی اور باطل بات نقل فرمائی وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی یعنی فرعون بولا مجھے چھوڑو کہ میں اسے مار ڈالوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کو حضرت موسیٰ کے قتل سے لوگ منع کرتے تھے جب تو اُس نے کہا مجھے چھوڑ و سو بعض نے کہا ہے کہ فرعون کے خاص لوگوں میں سے کچھ لوگ تھے کہ اُس کو قتل سے روکتے تھے اس روکنے میں تین وجہ ہیں ایک یہ ہے کہ شاید اُن میں وہ شخص ہو جو حضرت موسیٰ کے صادق ہونے کا معتقد ہو سو وہ حیلہ گری کرتا ہو فرعون کے منع کرنے میں اُن کے قتل سے دوسری وجہ یہ ہے حضرت حسن نے فرمایا کہ فرعون کے مصاحبوں نے اُس سے کہا کہ تو اُسکو مت قتل کر وہ تو یہی ایک کمزور جادوگر ہے اور وہ ہمارے جادو پر غالب نہیں ہو سکتا ہے پھر اگر تو اُس کو مار ڈالے گا تو لوگوں پر شبہہ داخل کریگا لوگ کہیں گے کہ وہ حق پر تھا یہ لوگ اُس کے جواب سے عاجز ہوئے تو اُسے مار ڈالا تیسری وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ حیلہ گری کرتے تھے فرعون کے روکنے میں اُن کے قتل سے اس لیے کہ فرعون کا دل حضرت موسیٰ کے ساتھ مشغول رہے قبطی قوموں کی تادیب و تنبیہ کے واسطے فارغ نہ ہو کیونکہ امرا کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کے دل کو کسی خارجی خصم کے ساتھ مشغول رکھتے ہیں یہاں تک کہ خود پر اُس بادشاہ کے لوٹنے سے امن میں ہو جائیں کذا ذکر الخطیب **ابو السعود** نے بعد ذکر وجہ دوم کے کہا ہے کہ ظاہر حال لعین سے یہ ہے کہ اُس نے اس کا یقین کر لیا تھا کہ وہ نبی ہیں اور جو کچھ وہ لائے ہیں حق ہے لیکن وہ اس سے ڈرتا تھا کہ اگر اُن کے قتل کا قصد کرے گا تو جلد ہلاک کر دیا جائے گا اور یہ جو اس نے کہا کہ ذرونی اقتل موسیٰ سو صرف اس بات کا وہم ڈالنے اور ملمع کرنے کو کہ موسیٰ کے قتل سے وہی لوگ اسکو مانع ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو ضرور ہی اسکو قتل کر ڈالتا باوجود اس کے کہ اسکو نہیں منع کیا مگر اُسی

ہولناک خوف نے اُسکے جی مین بسا ہوا تہا اور یہ جو کہا وَ لْيَدْعُ رَبَّهٗ سو تکلف دلیر بنتا ہے اور بے پروائی
ظاہر کرتا ہے حالانکہ سب لوگون سے بڑہ کر حضرت موسیٰ سے خائف تہا یعنی چاہیے کہ پکارے اس شخص کو جسکا دعوٰ
کرتا ہے کہ اُس نے ہماری طرف اسکو بہیجا ہے تو چاہیے کہ وہ اُسکو قتل سے منع کرے اگر وہ اُسپر قادر ہے
مطلب یہ ہو کہ یہہ بات تمکو ہول مین نہ ڈالے کیونکہ حقیقۃً اُسکا کوئی رب نہین ہے بلکہ انا ربکم الاعلیٰ یعنی مین ہی
تمہارا رب سب سے بڑا ہون پہر لعین نے وہ علت ذکر کی جسکے واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا قصد کیا
پس جہاں کہا اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ یعنی بیشک مین ڈرتا ہون اگر اُسکو قتل نہ کرون اس بات سے
کہ بدل دے تمہارے دین کو جسپر تم ہو وہ یہی غیر اللہ کا پوجنا ہے اور داخل کرے تمکو اپنے دین مین جو اللہ
وحدہ کا پوجنا ہے اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ یا ڈال دے زمین مین درمیان لوگون کے خلاف
وفتنہ جس شے کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعوت کی اُس کے ظاہر ہونے اور پہیلنے کو زمین مین اور
لوگون کے اسطرف راہ پانے کو لعین نے فساد ٹہیرایا حالانکہ فساد وہی ہے جسپر وہ اور اُس کے تابعین ہین
معنی یہ ہین کہ ان دو امر سے ایک کا یا دونون کا وقوع ہونا ضروری ہے اول معنی کی بنا تو کوفیین و یعقوب
کی قرارت پر ہے انہون نے او ان یظہر با و پڑہا ہے جو کہ واسطے ابہام کے ہو اور دوسری معنی کی بنیاد
باقی قرار کی قرارت پر ہے انہون نے وان یظہر بدون الف پڑہا ہے نافع و ابن کثیر و ابو عمرو نے ان
کو بفتح یا اور نافع و ابو عمرو وحفص نے یظہر بضم یا وکسر ہا باب افعال سے پڑہا ہے اور ضمیر اس مین راجع ہے
طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور الفساد کو منصوب بنا بر مفعول یہ اور باقی قرار نے بفتح یا و ہا و رفع فساد
بنا بر فاعلیت **علامہ نسفی** نے قرارت ضم یا ونصب دال کو اولیٰ کہا ہے واسطے موافقت یبدل کے
حافظ ابن کثیر نے تین قرارتین ذکر کی ہین ایک تو او کی دوسری واو کی تیسری بضم دال فساد
جبکہ لعین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کی دہمکی دی تو انہون نے کہا اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ
الاٰیۃ یعنی اس ملعون کی شدت کے دفع کرنے مین اور کچہہ نہ کیا مگر یہ کہ اللہ عزوجل کے ساتہہ پناہ
چاہی ہر اُس شخص سے جو کہ اپنے آپ کو بڑا سمجہنے والا ہے اللہ پر ایمان لانے سے اور غیر مومن
ہے بعث ونشور پر اور اللہ تعالیٰ پر بہروسا کیا سو یا الضرور اللہ پاک نے اُنکو ہر بلا سے محفوظ و مامون
رکہا کل متکبر کی عموم مین فرعون بدخول اولیٰ داخل ہے **فرعون** کا نام نہ لیا بلکہ اسکا ذکر ایسے
وصف کے ساتہہ کیا جو اُسکو اور اُس کے غیر کو عام ہے جو کہ جبارون مین سے ہین سو دو واسطے ایک تو
استعاذہ کا عام کرنا مقصود ہے دوسری قساوت وجرأت علی اللہ تعالیٰ کی علت بتانا منظور ہے
اسکی علت یہی تکبر ایمان سے اور عدم ایمان بعث پر **نافع وغیرہ** نے عذت کو با دغام ذال باقی

قرار نے باظہار پڑا ہے وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا
أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُم بِالْبَيِّنَاتِ مِن رَّبِّكُمْ ط وَإِن يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ج وَإِن يَكُ
صَادِقًا يُصِبْكُم بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ط إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝
يَا قَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ ز فَمَن يَنصُرُنَا مِن بَأْسِ اللَّهِ إِن جَاءَنَا ط قَالَ
فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ اور بولا ایک مرد
ایماندار فرعون کے لوگون مین جو چھپاتا تہا اپنا ایمان کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اسپر کہ کہتا ہے
میرا رب اللہ ہے اور لایا ہے تم پاس کہلی نشانیان تمہارے رب کی اور اگر وہ جہوٹا ہوگا تو اُسپر پڑیگا
اُسکا جہوٹ اور اگر وہ سچا ہوگا تو تمپر پڑے گا کوئی وعدہ جو دیتا ہے بیشک اللہ راہ نہین دیتا اُسکو جو ہو
بے لحاظ جہوٹا اے قوم میری تمہارا راج ہے آج چڑہ رہے ہو ملک مین پہر کون مدد کرے گا ہماری اللہ کی
آفت سے اگر آگئی ہم پہ کہا فرعون نے مین وہی سوجہا تا ہون تم کو جو سوجہا مجہہ کو اور وہی راہ بتاتا ہون
جس مین بہلائی ہے **ف** یعنی اگر جہوٹا ہے تو جسپر جہوٹ بولتا ہے وہ سزا دے رہیگا شاید سچا ہو
تو اپنا فکر کرو انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین مشہور ہے کہ یہہ مرد مومن قبطی تہا فرعون کے لوگون
مین کا سُدی نے کہا کہ فرعون کے چچا کا بیٹا تہا اور کہتے ہین یہ وہی ہے جس نے نجات پائی ہمراہ موسیٰ
علیہ السلام کے ابن جریر نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور جو شخص اس طرف گیا ہے کہ وہ اسرائیلی
تہا اُس کے قول کو رد کیا ہے اس لیے کہ فرعون اُس کی بات سے منفعل ہوا اور اُسکو سُنا اور حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے قتل سے رُک گیا اور اگر وہ اسرائیلی ہوتا تو قریب تہا کہ اُسپر جلد عقوبت کی جاتی اس سبب سے
کہ وہ اُن مین کا تہا ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایمان نہ لایا
لوگون مین سے سوا اس مرد کے اور فرعون کی بی بی کے اور اس شخص کے جس نے یہ کہا یٰمُوسیٰٓ اِنَّ
الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ (رواہ ابن ابی حاتم) یہ شخص اپنا ایمان چہپاتا تہا اپنی قوم قبط
سے سو اس نے ظاہر نہ کیا مگر اس دن جبکہ فرعون نے کہا ذرونی اقتل موسیٰ پس اس شخص کو پکڑا غصہ
لئے واسطے اللہ عز و جل کے افضل جہاد کلمۂ عدل کا ہے نزدیک سلطان جائر کے یعنی بادشاہ ظالم
چنانچہ یہ بات حدیث شریف مین ثابت ہوئی ہے نہین ہے عظیم تر اس کلمے سے نزدیک فرعون کے کوئی
کلمہ وہ کلمہ یہی اُسکا کہنا ہے اتقتلون رجلاً الآیہ اللہم مگر وہ جسکو بخاری نے اپنی صحیح مین عروہ بن
زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہا مین نے کہا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے
تو مجہے خبر دے سخت ترشے کی جو مشرکون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتہہ کی عبد اللہ

نے کہا اس اثنا مین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے صحن مین نماز پڑہ رہے تہے کہ ناگاہ عقبہ بن ابی
معیط آیا تو اُس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مونڈہا پکڑا پہر آپکا کپڑا آپ کی گردن مبارک مین مروڑا پہر زور
سے آپکا گلا گہونٹا پس حضرت ابوبکر رضے اللہ تعالی عنہ آئے تو اُسکا مونڈہا پکڑا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُسکو
دفع کیا پہر کہا اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم انفرد بہ البخاری من حدیث
الاوزاعی قال وتابعہ محمد بن اسحق عن ابراھیم بن عروۃ عن ابیہ بہ **ابن ابی حاتم**
نے حضرت عمرو بن العاص رضے اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے اُن سے کسی نے پوچھا کیا سخت ترسے انہا
شئے کا کہ دیکھا تو نے قریش کو کہ پہونچے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُسکو یعنی وہ ایذا اتنا جو
سب سے بڑہکر اُنہون نے آپکو پہونچائی ہو تو عمرو نے کہا کہ ایک دن آپ اُنپر گزر کیا پس اُنہون نے آپسے
کہا تو ہم کو منع کرتا ہے اس سے کہ ہم پوجین اُس شئے کو جسے ہمارے باپ دادے پوجتے چلے آئے
تو آپنے فرمایا مین وہی ہون پہر وہ آپکی طرف کہڑے ہوئے تو آپکے مجامع ثیاب کو پکڑا پس مین نے حضرت
ابوبکر رضے اللہ عنہ کو دیکہا کہ آپکو گود مین لیے ہوئے تہے آپکے پیچہے سے اور وہ اپنی بلند آواز سے چلاتے
تہے اور اُنکی آنکہین بہہ رہی تہین اور کہہ رہے تہے یاقوم اتقتلون رجلا یہان تک کہ ساری آیت سے فارغ
ہوئے وھکذا رواہ النسائی من حدیث عبدۃ فجعلہ من مسند عمرو بن العاص رضی اللہ
تعالی عنہ **قولہ تعالی** وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ یعنی تم کیونکر مار ڈالتے
ہو ایک مرد کو اس جہت سے کہ وہ یون کہتا ہے کہ رب میرا اللہ ہے حالانکہ وہ قائم کر چکا واسطے تمہارے
دلیل اُس شئے کی سچائی پر جسکو وہ لیکر تمہارے پاس آیا ہے حق سے پہر اسلیے تنزل کیا اُن کے ساتہ
بات چیت کرنے مین تو یون کہا وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ الآیہ یعنی جبکہ ظاہر نہو تم کو صحت
اُس شئے کی جسکو وہ لیکر تمہارے پاس آیا ہے تو پوری عقل و رائے و حزم و دور اندیشی کی یہ بات
ہے کہ تم اُسے اور اُسکی جان کو چہوڑ دو تو اُسے ایذا نہ دو کیونکہ اگر وہ جہوٹا ہوگا تو اللہ پاک عنقریب اُسکو
جزا دیگا اُس کے جہوٹ پر ساتہ عقوبت کے دنیا و آخرت مین اور اگر وہ سچا ہوگا اور تمنے اُسے ایذا دی تو پہونچیگا
تم کو بعض اُس شئے کا جسکا تم کو وعدہ دیتا ہے کیونکہ وہ تو تم کو وعید سناتا ہے کہ اگر تم نے اُسکی مخالفت
کی عذاب کی دنیا و آخرت مین پس منجملہ جائز تمہارے نزدیک یہ بات ہی کہ وہ سچا ہو تو اس بنا پر لائق یہ ہے
کہ تم اُسکو مت چہیڑو بلکہ تم تو اُس کو اور اُسکی قوم کو چہوڑ دو وہ اُنکو دعوت کرے اور وہ اُسکی پیروی کرین
اسی طرح اللہ عز وجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے خبر دی ہے کہ اُنہون نے فرعون سے اور
اُس کی قوم سے موادعت طلب کی کہ تم ہم سے تعرض مت کرو ہم کو چہوڑ دو وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ

قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ اَنْ اَدُّوْآ اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطَانٍ مُّبِيْنٍ وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش سے فرمایا تہا کہ وہ انکو چہوڑ دین کہ بلائین اللہ کی طرف اللہ کے بندون کو اور اُن کو کچہہ ایذا نہ پہونچاوین اور درمیان اُن کے اور اُن کے جو ناتا ہے اُسکو ملائین اس بات مین کہ اُن کو ایذا نہ پہونچائین اللہ تعالی نے فرمایا ہے قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى یعنی تم مجہے ایذا مت پہونچاؤ اس قرابت مین جو میرے اور تمہارے درمیان مین ہے پس تم مجہے مت ستاؤ اور چہوڑ دو درمیان میرے اور لوگون کے اور اسی بنیاد پر صلح حدیبیہ واقع ہوئی اور وہ ایک فتح مبین تہی یعنی اُسکا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالی نے مکہ فتح کر دیا قولہ تعالی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ یعنی اگر یہ شخص جو دعوی کرتا ہے کہ اللہ تعالی نے اُسے بہیجا ہے طرف تمہارے جہوٹا ہوتا جیسا تم خیال کرتے ہو تو اُسکا حال کہلا ہوا ہوتا اُس کے اقوال و احوال مین ہر ایک کو ظاہر ہو جاتا پس وہ غایت درجے کی اختلاف و اضطراب مین ہوتے حالانکہ ہم اُسکے حال کو درست اور اُسکی راہ کو راست دیکہتے ہین اور اگر وہ مسرفین کذابین مین سے ہوتا تو تم جو اُس کے حال اور کام کو درست دیکہہ رہے ہو اللہ تعالی اُسکو اُسکی طرف کبہی راہ نہ بتاتا پہر اُس مرد مومن نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا کہ اللہ تعالی کی نعمت اُن سے زائل ہو جاے گی اور اُس کا عذاب اُن پر نازل ہوگا پس کہا يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ یعنی اللہ تعالی نے تم پر یہ انعام کیا ہے کہ تم کو اس ملک مین حکومت و بادشاہت اور بڑی جاہ دی ہے تمہارا حکم سب پر خوب غلبے سے چلتا ہے پس تم اللہ تعالی کا شکر او اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرکے اس نعمت کو نگاہ رکہو اور اللہ تبارک و تعالی کے عذاب سے ڈرو اگر تم نے تکذیب کی اُس کے رسول علیہ السلام کی فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا یعنی یہ لشکر تو ہین تمہارے کچہ کام نہ آئین گی اور نہ کسی شے کو ہم سے دور کرین گے اگر اللہ تعالی ہمارے ساتہ کسی برائی کا ارادہ کرے گا غرض کہ اس مرد صالح و نیک راہ یاب دانشمند نے جو کہ فرعون سے بڑہ کر مستحق بادشاہی کا تہا جس بات کا مشورہ دیا فرعون نے اُسکو رد کرکے اپنی قوم سے کہا مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى یعنی مین تم سے وہی کہتا ہون اور اُسی بات کا مشورہ دیتا ہون جسکو اپنی جان کے واسطے پسند کرتا ہون یہ بات فرعون نے جہوٹ کہی کیونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صدق و راستی کو خوب

جانتا تہا اس حالت مین جسکو وہ لے کر آئے تہے انہون نے یون کہا تہا لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ اور اللہ تعالی نے فرمایا وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا
پس اُس نے اپنے اس قول مین کہ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰی جہوٹ بولا اور افترا کیا اور اللہ تبارک و تعالی کی اور اسکے
رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اور اپنی رعیت کی خیانت کی اور اُن سے فریب کیا اور انکی خیر خواہی نہین کی
اور اسی طرح اُسکا یہ قول ہے وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ یعنی نہین بلاتا ہون مین تم کو مگر طرف راہ
حق وصدق وہدایت کے اسمین بہی اُس نے جہوٹ بولا اگرچہ اُسکی قوم نے اُسکی اطاعت و پیروی کی اللہ سبحانہ
نے فرمایا ہے فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ اور فرمایا: وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ
قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى **حدیث شریف** مین آیا ہے کہ نہین ہے کوئی امام کہ مری جس دن کہ
مرے اس حال مین کہ وہ خیانت کرنے والا ہے اپنی رعیت کی مگر نہ سونگہے گا بو جنت کی حالانکہ اُس کی بو
البتہ پائی جاتی ہے پانسو برس کی راہ سے واللہ سبحانہ وتعالی ہو الموفق للصواب **ف رجل** کو جمہور نے
بضم جیم اور اعمش و عبد الوارث نے بسکون جیم پڑہا ہے یہ لغت ہے تمیم و نجد کا اور کسی نے بکسر جیم پڑہا ہے لیکن
لغت اول فصیح ہے حضرت حسن و مقاتل و سدی نے کہا ہے کہ یہ شخص قبطی تہا فرعون کے چچا کا بیٹا اور اسی نے
حضرت موسی علیہ السلام کے ساتہہ نجات پائی اور یہی مراد ہے اس آیت مین وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ
يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰى الآیہ کسی نے کہا کہ بنی اسرائیل مین کا تہا اور آل فرعون سے نہ تہا یہ قول بر آیت کے
خلاف ہے کیونکہ اس مین صریح مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ موجود ہے اس پر طرہ یہ ہے کہ اس قول کے بنانے کو یون تکلف
کیا کہ آیت مین تقدیم و تاخیر ہے تقدیر یہ ہے وقال رجل من بنی اسرائیل یکتم ایمانہ من آل فرعون **قشیری** نے کہا ہے
اس شخص کو اسرائیلی ٹہیرانا اُس کے قول مین بعید ہے اس لیے کہ محاورہ عرب مین کتمہ امر کذا بولتے ہین اور کتمہ منہ
نہین کہتے کما قال سبحانہ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا دوسری بات یہ ہے کہ فرعون ایسا نہ تہا کہ بنی اسرائیل
سے ایسی بات کی برداشت کرے **اس شخص** کے نام مین اختلاف ہے سو کسی نے تو کہا حبیب ابو اسحق سے
یہی مروی ہے کسی نے کہا شمعون صحیح تر تو یہی ہے جیسا کہ مبہمات القرآن مین ہے کسی نے کہا کہ
حزقیل حضرت ابن عباس اور اکثر علما اسی کے قائل ہین ابن المنذر نے یہی کہا ہے وہب نے کہا کہ جبرئیل
نام تہا ان کے سوا اور اقوال بہی ہین بالجملہ مومن صفت اول ہے رجل کی اور من آل فرعون دوسری صفت
اور یکتم ایمانہ تیسری صفت اور استفہام اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا مین واسطے انکار کے ہے اور ان یقول ربی
اللہ موضع نصب مین ہے بنزع خافض ای لان یقول اوکراہۃ ان یقول زمخشری نے کہا اے وقت ان
یقول اسکو یون رد کیا ہے کہ نحویون کی نص اسکے خلاف پر ہے **امام تاج الدین** بن مکتوم نے کہا

کہ ابن جنی نے اسکو جائز رکہا ہے لو اب تو ایک بڑے نحوی نے اسکو جائز کہا لیکن قول اول اولی ہے ربی اللہ
کے یہ معنے ہین کہ وہ تمہارا ہی رب ہے نہ تنہا اُسی کا رب ہے اس ہین اشارہ ہے طرف توحید کے اور یہ اُس مرد
مومن کی طرف سے ایک انکار عظیم ہے گویا یون کہا کیا تم مرتکب ہوتے ہو ایسے فعل زشت کے جو کہ قتل کرنا ایک نفس
محترم کا ہے بدون فکر و تامل کے اُس کے حال ہین اور بغیر اطلاع پانے کے کسی سبب پر جو کہ اسکے قتل کا موجب
ہو اور تمہارے واسطے اس فعل بد کے ارتکاب مین کوئی علت نہین ہے مگر کلمہ حق وہ یہی اسکا قول ہے کہ
ربی اللہ جملہ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ محل نصب مین ہے بنا بر حال یعنی اور حال یہ ہے کہ وہ لا
چکا تمہارے پاس واضح و روشن معجزے اور ظاہر ظاہر دلیلین اپنی نبوت پر اور صحت رسالت پر مطلب
ہے کہ اپنی بات کے صحیح کرنے کو ایک بینہ حاضر نہین کیا و لیکن وہ تو بینات لایا اسکے پاس سے جسکی طرف ربوبیت
منسوب ہوتی ہے غرض اسکی اس کہنے سے سچ سچ اُتارنا ہے اپنی قوم کا اس طرف کے رب العالمین کا اقرار
کرلین بزار و ابونعیم نے فضائل صحابہ رضے اللہ عنہم مین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضے اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ انہون نے فرمایا لوگو تم مجھے خبر دو کون ہے شجاع تر لوگون کا عرض کیا کہ آپ فرمایا
بے شک نہین مبارزہ کیا مین نے کسی سے مگر مین نے اُس سے بدلا لیا و لیکن تم تو مجھے خبر دو اشجع الناس کی عرض کیا
ہم نہین جانتے ہین پہر کون ہے فرمایا ابوبکر رضہ مین نے دیکہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور پکڑا
آپکو قریش نے فَهٰذَا يُجَبِّئُه وَهٰذَا يُتَلْتِلُه یعنی پس ایک تو آپکے پہلو مبارک مین مار رہا ہے اور
ایک جھنجوڑ رہا ہے اور وہ کہہ رہے ہین کہ تجہی نے معبودون کو ایک معبود کر ڈالا ہے فرمایا پس قسم ہے
اللہ کی نہین قریب ہوا ہم مین سے کوئی مگر ابوبکر یہ مار رہا ہے اور یہ آڑے ہے اور یہ جھنجوڑتا ہے ہلاتے ہے اور
ابوبکر کہہ رہے ہین تمہارا برا ہو کیا تم مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس سے کہ وہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے
پہر انہون نے بلند کی ایک چادر جو اُنپر تہی پہر روئے یہان تک کہ اُنکی ڈاڑہی تر ہو گئی پہر فرمایا یعنے حضرت
علی نے مین تم کو قسم دیتا ہون کیا مومن آل فرعون بہتر ہے یا ابوبکر پس لوگ چپ ہے تو فرمایا تم کیون نہین جواب
دیتے ہو پس قسم ہے اللہ کی البتہ ایک گہڑی ابوبکر کی بہتر ہے مثل مومن آل فرعون سے وہ تو ایک مرد
تہا کہ اپنے ایمان کو چہپاتا تہا اور یہ ایسے مرد ہین کہ اپنے ایمان کو ظاہر کیا **بالجملہ** پہر اُس مرد نے اپنی قوم کے
واسطے تلطف کیا و فع کرنے مین حضرت موسی علیہ السلام سے اور بطریق تقسیم اُن پر حجت قائم کی پس کہا وَ
اِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ الآیہ یہ ایک ایسا کلام ہے کہ غایت انصاف و عدم تعصب سے صادر ہوا ہے
اسی لیے تردید کی دو شقون سے اُن کے کاذب ہونے کی شق کو مقدم کیا ہے معنی یہ ہین کہ اگر وہ جہوٹا ہو گا
تو اُس کے جہوٹ کا ضرر اُسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہو گا تو پہونچے گا تم کو بعض اُس عذاب کا جسکا تم کو وعدہ

دیتاہے عاجلاً مراد دنیا کا عذاب ہے یہ عذاب بعض ہے مطلق عذاب کا جو کہ شامل ہے عذاب دنیا و عذاب آخرت کو
اُس عذاب سے جو اُنکو ڈرایا سو صرف واسطے قصر کرنے کے اُس عذاب پر جو کہ ظاہر تر احتمال تھا نزدیک اُن کی
اور یہ قول اسکی طرف سے شک نہین ہے کیونکہ وہ تو مومن تھا جیسا کہ اللہ پاک نے اسکو موصوف با یمان کیا ہے
اور مومن شک نہین کرتا ہے **یا یون** کہو کہ بعض کا لفظ جو اُس نے کہا بطور تنزل و تلطف کرنے واسطے
مبالغہ کرنے کے اُنکی نصیحت مین تاکہ حضرت موسی علیہ السلام کی طرف مائل ہونے کی اُسے تہمت نہ لگاوے
مطلب سے کہ سچے ہونے کی حالت مین اگر کل نہ پہونچا تو کم سے کم بعض تو پہونچیگا خاصکر جبکہ تم اُس سے کسی
بُرائی کے ساتھہ پیش آؤ **ابو عبیدہ و ابو الہیثم** نے کہا کہ بعض اس جگہہ معنے کل ہے یعنی پہونچے گی تم کو کل
وہ شے جسکا تم کو وعدہ دیتا ہے ابو عبیدہ نے اس کی سند مین لبید کا یہ شعر پڑہا ہے

تَرَّاكُ اَمْكِنَةٍ اِذَا لَمْ اَرْضَهَا	اَوْ يَرْتَبِطْ بَعْضَ النُّفُوْسِ حِمَامُهَا

یعنی کل النفوس کسی نے اس قول پر اعتراض کیا دوسرے نے اُسکا یہ جواب دیا کہ لغت عرب مین بعض معنی
کل مستعمل ہے جس طرح کے شاعر کے قول مین ہے

قَدْ يُدْرِكُ الْمُتَاَنِّيْ بَعْضَ حَاجَتِهٖ	وَقَدْ يَكُوْنُ مَعَ الْمُسْتَعْجِلِ الزَّلَلُ

کسی اور نے کہا ہے

اِنَّ الْاُمُوْرَ اِذَا الْاَحْدَاثُ دَبَّرَهَا	دُوْنَ الشُّيُوْخِ تَرٰى فِيْ بَعْضِهَا خَلَلًا

ان دونون شعرون مین دعوی مدعی پر دلیل نہین ہے بلکہ کلمہ بعض اپنے معنی پر ہے رہی لبید کی بیت
سو بعض النفوس سے مراد خود اُسکا نفس ہے **نسفی** رحمہ اللہ کہتے ہین کہ تفسیر البعض بالکل مزیّف انتہی
یعنی تفسیر بعض کی کل کے ساتھہ ہوئی ہے ہیچ کہتے ہین کوئی ضرورت اس طرف بلجی نہین ہے کہ بعض کا کلمہ
جو آیت مین ہے اسکو کل پر محمول کرین کیونکہ اُس مومن کی مراد تو تنزل ہے قوم کے ساتھہ اور اُن کے وہم
مین یہ بات ڈالنا ہے کہ وہ حضرت موسی کی صحت نبوت کا معتقد نہین ہے چنانچہ یکتم ایمانہ اسی بات کا
مفید ہے **اہل معانی** نے کہا ہے کہ مومن کا قول بظاہر فی الحجاج کی بنا پر ہے گویا اُسنے یون کہا کہ
کم سے کم جو شے اُس کے صدق مین ہوگی وہ یہ ہے کہ پہونچیگا تم کو بعض عذاب جس کا تم کو وعدہ دیتا
ہے اور اُس کے بعض مین تمہاری ہلاکی ہے تو گویا جو بعض سے حاصل ہے وہی کل سے حاصل ہے **لیث**
نے کہا کہ بعض اس جگہہ زائد ہے یعنی پہونچے گی تمکو وہ شے جسکا تم کو وعدہ دیتا ہے کسی نے کہا کہ حضرت
موسی علیہ السلام نے انکو ثواب و عقاب کا وعدہ دیا تہا پس جب انہون نے کفر کیا تو انکو عذاب پہونچیگا
اور یہ بعض ہے اُس شے کا جس کا اُن کو وعدہ دیا **کلمہ یک** دونون جگہہ اصل مین یکن ہے نون کو

واسطے تخفیف کے حذف کر دیا ہے بہ سبب کثرت استعمال کے جیسا کہ سیبویہ نے کہا ہے **قولہ** اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ تتمہ کلام مرد مومن سے ہے اُس نے یہ اور حجت ذو وجہین اُنپر قائم کی ہے ایک وجہ تو یہ ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام مسرف و کذاب ہوتے تو اللہ تعالیٰ اُن کو بینات کی طرف راہ نہ بتاتا اور نہ معجزات سے انکی تایید فرماتا دوسری وجہ یہ ہے کہ جب وہ ایسے ہوتے تو انکو اللہ تعالیٰ بے مدد چھوڑ دیتا اور ہلاک کر ڈالتا پس تم کو اُن کے قتل کی کوئی حاجت نہیں ہے مسرف وہ ہے جو معاصی پر مقیم ہوتا ہے اور بکثرت گناہ کرتا ہے **کذاب** سے مراد مفتری ہے **پہر** اُس مومن نے اپنی قوم کو ملک و سلطنت یاد دلائی جسمین وہ تہے پس کہا يَا قَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ تاکہ اللہ پاک کا شکر ادا کرین اور اپنے کفر مین بڑہتے نہ جائین یعنی اے میری قوم تمکو ملک حاصل ہے آج اس حال مین کہ تم لوگون پر غالب ہو اور تم کو انپر غلبہ و علو حاصل ہے زمین مصر مین بادشاہی کر رہے ہو فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا غرض اسکی اس بات سے قوم کو ڈراتا ہے اللہ کے عذاب سے اور اُس عذاب نازل کرنے سے اُنپر یعنی اگر وہ بسبب خصوصی کفر کے تمپر عذاب اتارے تو پہر کون ہے کہ ہم کو اُس کے عذاب سے روکے اور اس کے آنے کے وقت درمیان ہمارے اور اُس کے حائل ہو جائے آور یہ جو اُس نے ملک و غلبے کی نسبت اُن کی طرف کی جو کہ اُن کو مسرور کرتا ہے اور اللہ کے عذاب کا آنا جو کہ انکو مغموم و مہموم کرتا ہے اسمین اپنے نفس کو اُن کے جملے مین داخل کیا سو منظور اس سے اُن کے دلون کا خوش کرنا ہے اور انکو اُسپر آگاہی بخشتا ہے کہ وہ خیر خواہی وسعی و کوشش کرنے والا ہے اُس شے کے حاصل کرنے مین جو انکو نفع دے اور دفع کرنے مین اُس شے کے جو انکو ضرر پہونچاوے اور ہلاک کر دے تاکہ وہ اُسکی نصیحت و خیر خواہی و دل سوزی سے اثر پذیر ہون **پہر جب فرعون** نے اس مرد مومن کی صحیح نصیحت و خیر خواہی کی تقریر سُنی تو ایک مراوغہ لایا جس سے اپنی قوم کے دل مین یہ وہم ڈالتا ہے کہ وہ اُن کے واسطے غایت درجے کا ناصح و مراعی ہے اور اُن کو وہی راہ چلاتا ہے جس مین اُن کے نفع کا کہینچ لانا ہے اور ضرر کا اُن سے دفع کرنا ہے اسی لیے یون کہا مَاۤ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَاۤ اَرٰى اے ما اشير عليكم الا بما ارى لنفسي قالہ ابن زید یعنی مین تمکو اسی بات کا مشورہ دیتا ہون جس کو اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہون یہ تفسیر بال معنی کی ہے اور وہ تفسیر جو ہر لفظ کے مطابق ہے وہ ہے جو ضحاک نے کہی ہے ما اعلمکم الا ما اعلم من الصواب یعنی مین تمکو نہین بتاتا ہون مگر وہ صواب جسکو مین جانتا ہون مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قتل ہے **رؤیۃ** اس جگہہ قلبی اعتقادی ہے بصری عینی نہین ہے پس دو مفعول کی طرف متعدی ہے دوسرا مفعول الا ما اری ہے **قولہ** وَمَاۤ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ یعنی مین

ع
یعنی سلطنت بادشاہی ۱۲

تم کو ہدایت نہین کرتا ہون اور نہ تم کو بلاتا ہون اس راہ سے مگر طرف راہ حق و ہدایت کے جمہور نے
رشاد کو بتخفیف شین پڑھا ہے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بتشدید شین اس بنا پر کہ صیغہ مبالغہ ہے
مثل ضرّاب کے نحاس نے کہا کہ یہ قراءت لحن ہے یعنے خطا ہے اسکی کوئی وجہ نہین ہے پہر مرد مومن
نے اپنی قوم کے وعظ و نصیحت کرنے کی اور اُن کے ڈرانے کی تکرار کی کہ کہین انپر وہ عذاب نازل ہو
جو اُن سے اگلون پر اُتر چکا ہے پس اللہ پاک نے اسکی طرف سے حکایت فرمائی وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ
اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ۝ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ
وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ
مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ
بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ
رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ۝ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ
سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ
مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ
اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ
وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝ اور کہا اُس ایمان دار نے اے قوم میری مین ڈرتا ہون کہ آوے
تمپر دن اُن فرقون کا سا جیسے رسم پڑی قوم نوح کی اور عاد اور ثمود کی اور جو اُن کے پیچہے ہوئے اور
اللہ بے انصافی نہین چاہتا بندون پر اور اے قوم میری مین ڈرتا ہون کہ تمپر آوے دن ہانک پکار کا
جس دن بہاگوگے پیٹہہ دیکر کوئی نہین تم کو اللہ سے بچانے والا اور جسکو غلطی مین ڈالے اللہ تو کوئی
نہین اُسکو سمجہانے والا اور تم پاس آ چکا ہے یوسف اس سے پہلے کہلی باتین لے کر پہر تم رہے دہوکے
ہی مین اُن چیزون سے جو وہ لایا یہان تک کہ جب مر گیا کہنے لگے ہرگز نہ بہیجے گا اللہ اُسکے بعد کوئی
رسول اسی طرح بہکاتا ہے اللہ اُسکو جو ہو زیادتی والا شک کرتا وہ جو جہگڑتے ہین اللہ کی باتون
مین بغیر کچہ سند کے جو پہونچی ہو اُنکو اُنکو بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہان اور ایمانداروں کے
یہان اسی طرح مہر کرتا ہے اللہ ہر دل پر غرور والے سرکش کے اور بولا فرعون اے ہامان بنا واسطے
میرے ایک محل شاید مین پہونچون رستون مین آسمانون کے پہر جہانک دیکہون موسی کے معبود
کو اور میری اٹکل مین تو وہ جہوٹا ہے اور اسیطرح بہلے دکہائے تہے فرعون کو اس کے برے کام
اور روکا گیا راہ سے اور جو داؤ تہا فرعون کا سو کہپنے کے واسطے **ف** ہانک پکار کا دن اُنپر آیا

ع ۱

جس دن غرق ہوئے قلزم مین ایک دوسرے کو پکارنے لگے ڈوبتے مین یہ اُسکو کشف سے معلوم
ہوا ہوگا یا قیاس سے کہ ہر قوم پر عذاب اسیطرح آتا ہے **ف** حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی
مین قائل نہ ہوئے بعد اُن کی موت کے جب سلطنت مصر کا بندوبست بگڑ گیا تو کہنے لگے یوسف
کا قدم اس شہر پر کیا مبارک تہا ایسا نبی کوئی نہ ہوگا یا وہ انکار یا یہ اقرار یہہ ہی زیادہ گوئی ہے
انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ عز وجل خبر دیتا ہے طرف سے اس صالح
مومن کے جو کہ فرعون والون مین کا تہا کہ اس نے اپنی قوم کو اللہ تعالی کے عذاب سے ڈرایا جو
کہ دنیا و آخرت مین ہوگا پس کہا اے میری قوم مین ڈرتا ہون تمپر مثل یوم احزاب سے یعنی وہ لوگ
جنہون نے اللہ تعالی کے رسولون کی تکذیب کی زمانہ قدیم مین جیسے قوم نوح علیہ السلام اور عاد
و ثمود اور وہ جہٹلانے والی اُمتین جو اُن کے بعد ہوئین کیسا اُنپر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور
کسی پہیرنے والے نے اُنکو اُن سے نہین پہیرا اور نہ کسی روکنے والے نے اُنکو اُن سے روکا اور
نہین ہے اللہ کہ ارادہ کرے ظلم کا واسطے بندون کے یعنے اللہ تعالی نے جو اُنکو ہلاک کیا سو بسبب
اُن کے گناہون کے اور بسبب اُن کے جہٹلانے کے اُس کے رسولون کو اور بسبب اُنکی مخالفت
کے واسطے امر اللہ تعالی کے پس اُس نے اپنی قدر اُن مین نافذ کر دی پھر کہا اے میری قوم مین ڈرتا
ہون تمپر روز تناد سے مراد روز قیامت ہے اسکی وجہ تسمیہ مین کئی قول ہین (۱) **بعض** نے کہا اس کا نام یوم التناد
اس لیے رکہا کہ حدیث صور مین یون آیا ہے کہ جس وقت زمین ہلائی جاوے گی اور ایک قطرے دوسرے قطر
تک شق ہوجاوے گی اور موج مارے گی اور کانپے گی پہر لوگ اسکی طرف نظر کرین گے تو جاوین گے بہاگتے
ہوئے بعض بعض کو پکارتا ہوگا (۲) دوسرون نے کہا جن مین سے ضحاک ہین بلکہ یہ اُس وقت ہوگا
کہ جہنم لائی جاویگی تو جاوینگے لوگ اُس سے بہاگتے ہوئے پہر فرشتے اُن کے سامنے آوین گے تو مقام
محشر کی طرف اُنکو پہیر لے جاوین گے وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا وَالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا وقال تعالی
یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا
لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ (۳) حضرت ابن عباس حضرت حسن و ضحاک سے مروی ہے کہ اُنہون نے
یوم التناد بتشدید دال پڑہا ہے ماخوذ ند البعیر اذا شرد ای وذہب سے (۴) کسی نے کہا کہ میزان کے
پاس ایک فرشتہ ہوگا جس وقت بندے کا عمل تولا جاویگا پہر وہ بہاری ہوگا تو فرشتہ اپنی بلند آواز سے
ندا کرے گا خبردار فلان فلان کا بیٹا مقرر ایسا سعید و نیکبخت ہوا کہ بعد اُس کے کبہی شقی و بدبخت نہ ہوگا
اور اگر اُسکا عمل ہلکا ہوا تو ندا کرے گا کہ مقرر شقی ہوا فلان بن فلان الخ اسی وجہ سے روز قیامت کا

نام یوم التناد رکہا ہے ۵ - قتادہ نے کہا کہ ہر قوم اپنے اعمال کے ساتہہ ندا کی جاویگی ندا کرین گے اہل جنت اہل جنت کو اور اہل نار اہل نار کو ۶ - کبھی نے کہا اس لیے یوم التناد نام رکہا ہے کہ اہل جنت اہل نار کو یون ندا کرینگے کہ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوا نَعَمْ اور اہل نار اہل جنت کو یون پکارین گے اَنْ اَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِيْنَ اور اعراف والے اہل جنت و اہل نار کو ندا کرین گے جیسا کہ سورہ اعراف مین مذکور ہے بغوی وغیرہ نے یہ بات پسند کی ہے کہ اسکا نام یوم التناد اس سب کی وجہ سے رکہا ہے یہ قول حسن وجید ہے اللہ اعلم + قولہ تعالیٰ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ یعنی جس دن تم پیٹہہ پہیر وگے چلتے بہاگتے ہوئے کما قال تعالیٰ كَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ نِ الْمُسْتَقَرُّ اسی لیے اللہ عز وجل نے یون فرمایا ہے مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ یعنی نہین ہے واسطے تمہارے کوئی منع کرنے والا کہ اللہ کے پاس وعذاب سے تمکو منع کرے وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ یعنی جسکو اللہ گمراہ کرے تو نہین ہے کوئی ہدایت کرنیوالا اس کو سوا اس کے قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مصر والون مین ایک رسول بہیجا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے یعنی حضرت یوسف علیہ السلام یہ اہل مصر کے عزیز اور رسول تہے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تہے ساتہہ عدل کے سو مصر والون نے اُن کی اطاعت نہ کی مگر بوجہ وزارت اور جاہ دنیوی کے اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا یعنی تم نا امید ہوگئے تو تم نے کہا طمع کرکے کہ ہرگز نہ بہیجے گا اللہ بعد اُسکے کوئی رسول یہ بات اُنہون نے بسبب اپنے کفر و تکذیب کے کہی تہی كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ یعنی مثل تمہارے اس حال کے ہوتا ہے حال اس شخص کا جس کو اللہ گمراہ کرتا ہے بسبب اُسکے حد سے بڑہنے کے اپنے افعال مین اور بسبب شک کرنے اُس کے دل کے پہر اللہ عز وجل نے فرمایا اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ یعنی جو لوگ کہ دفع کرتے ہین حق کو باطل سے اور جہگڑتے ہین حجتون سے بغیر کسی دلیل و حجت کہ جو اُن کے پاس ہو طرف سے اللہ تعالیٰ کے پس بیشک اللہ عز وجل سخت بغض کہتا ہے اس بات پر اسی لیے یون فرمایا ہے كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنی اور مومنین بہی اس شخص کو مبغوض رکہتے ہین جسکی یہ صفت ہے کیونکہ جسکی یہ حالت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسکے دل پر مہر لگاتا ہے سو وہ بعد اُسکے کسی نیک بات کو پہچانتا ہے نہ کسی بری بات کو برا سمجہتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ یون فرماتا ہے كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ یعنی اسی طرح اللہ مہر کرتا ہے

ہر دل پر اس شخص کے جو کہ حق کی پیروی کرنے سے تکبر و سرکشی کرتا ہے ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے اور شعبی سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ ان دونوں نے کہا ہے کہ انسان جبار نہین ہوتا ہے یہان تک کہ دو جانون کو قتل کرے ابو عمران جونی و قتادہ نے کہا ہے کہ جبارون کی نشانی ہے قتل کرنا بغیر حق کے واللہ تعالی اعلم وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا الآیہ اللہ تعالی خبر دیتا ہے فرعون کے تمرد و سرکشی اور اسکے افترا کی جو اُس نے حضرت موسی علیہ السلام کی تکذیب مین کیا وہ یہ ہے کہ اُس نے اپنے وزیر ہامان کو حکم دیا کہ اُس کے واسطے ایک صرح بنائے صرح کہتے ہین بلند اونچے محل کو یہ محل پکی ہوئی اینٹون سے بنایا تہا جیسا کہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین فرمایا ہے فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَلْ لِي صَرْحًا اسی لیے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مکروہ رکھتے تھے یعنی سلف صالح پکی اینٹون سے گہر بنانے کو اور اسکو کہ اپنی قبرون مین اُسے لگائین رواہ ابن ابی حاتم سعید بن جبیر و ابو صالح نے کہا کہ ابواب السموات سے مراد آسمانون کے دروازے ہین کسی نے کہا کہ آسمانون کی راہین اور یہ جو کہا فاطلع الی الہ موسی و انی لاظنہ کاذبا سو اُس کے کفر و تمرد کی باتون مین سے ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کی تکذیب کئے اس بات مین کہ اللہ عز و جل نے انکو اسکی طرف بھیجا ہے اللہ تعالی نے فرمایا وَكَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ یعنی اسی طرح بہلے دکہائے تہے فرعون کو اُس کے برے کام اور روکا گیا راہ سے یعنی بسبب اُس کو کرنے کے اس کام کو جس سے اُس نے چاہا کہ اپنی رعیت کے جی مین یہ وہم ڈالے کہ وہ ایسی شے بناتا ہے جس سے حضرت موسی علیہ السلام کی تکذیب کی طرف پہونچ جائے گا اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ حضرت ابن عباس و مجاہد نے کہا الا فی خسار یعنے نہین مکر فرعون کا مگر نقصان و زیان مین ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ مثل یوم الاحزاب سے مراد مثل یوم عذاب الاحزاب ہے یعنی وہی مرد مومن اپنی قوم سے کہتا ہے کہ مین تم پر ڈرتا ہون اگلی امتون کے روز عذاب سے جو کہ اپنے نبیون پر جمع ہو گئی تہین کہین ویسا عذاب کا دن تم پر نہ آجائے یوم الاحزاب فرمایا ایام الاحزاب نہ کہا باوجود اس کے کہ احزاب جمع ہے سو اسکی یہ وجہ ہے کہ احزاب کی جمع لانے نے یوم کی جمع لانے سے بے نیازی کر دی اور احزاب پر جو عذاب نازل ہوا سو کچھ ایک دن مین سب پر نازل نہین ہوا بلکہ دنیا کے مختلف و مترتب دنون مین اُترا پہر مرد مومن نے احزاب کی تفسیر کی تو کہا مثل داب قوم نوح الآیہ یعنی مثل حال قوم نوح وغیرہ کے یا مثل اُنکی عادت کے تکذیب پر قائم رہنے مین یا مثل جزا اُس کفر و تکذیب کے جس پر وہ تہے وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعِبَادِ کہ یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نہین

گناہ کے بندون کو عذاب وعقاب نہین کرتا ہے اور نہ اُن مین کے ظالم کو بدون انتقام کے چھوڑتا ہے یا جسقدر
عذاب کے وہ مستحق ہین اُس سے زیادہ نہین کرتا ہے یا اُن کو ہلاک نہین کرتا ہے مگر بعد حجت قائم کرنے کے اُنپر مطلب یہ ہے کہ انکا ہلاک کرنا
عدل تہا اس لیے کہ وہ بسبب اپنے اعمال بد کے مستحق ہلاک ہوچکے تھے اس آیت مین بہ نسبت وَمَا
رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ کے مبالغہ زیادہ ہے اس جہت سے کہ اس مین ارادہ ظلم کی نفی کی ہے اور کلمہ ظلم کو
نکرہ ذکر کیا ہے پس جو ذات پاک کہ کسی قسم کے ظلم کے ارادے سے مبرا ہے تو ظلم کرنے سے تو بغایت
مبرا و منزا ہوگا معتزلہ نے جو یہ تفسیر کی ہے کہ اللہ ارادہ نہین کرتا ہے واسطے بندون کے کہ وہ ظلم کرین
سو بعید ہے کیونکہ اہل لغت کے کہا کرتے ہین کہ جب کوئی شخص دوسرے کو کہے لا ارید ظلما لک تو اسکے یہ معنی ہین کہ مین ارادہ
نہین کرتا ہون اسکا کہ تجہپر ظلم کرون بالجملہ اہل مرد مومن نے عذاب دنیا سے ڈرایا پہر اپنے وعظ و نصیحت مین
زیادتی کی اور عذاب آخرت کے خوف دلایا پس کہا وَيَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ جمہور نے
بتخفیف دال و حذف یا پڑہا ہے اصل مین تنادی ہے بروزن تفاعل ندا سے محاورے مین بولتے
ہین تنادی القوم یعنی بعض نے بعض کو پکارا حضرت حسن وغیرہ نے باثبات یا پڑہا ہے بنا بر اصل اور حضرت
ابن عباس و ضحاک و عکرمہ نے بہ تشدید دال بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ یہ لحن ہے یعنی خطا ہے اس لیے
کہ ماخوذ ہے ند بعیر سے جب بولتے ہین کہ کوئی شخص گزر کر کے اپنے منہ پر بہاگتا ہو انحاس نے کہا یہ بات
غلط ہے اور قراءت حسن ہے بنا بر معنے تنادی ضحاک نے اسکے معنے مین کہا ہے کہ جسوقت جہنم کا چیخنا سنینگے
تو ندوا ہوکر یعنی بدکین گے بے تاب ہوکر بہاگین گے پہر نہ آئین گے کسی طرف کو اطراف زمین سے مگر پائین گے فرشتون
کی صفون کو تو لوٹ آئین گے طرف اُس جگہ کے جس مین تہے پس وہ یہہ قول ہے اللہ تعالی کا یوم التناد اور
جمہور کی قراءت پر معنی یہ ہین کہ بعض بعض کو پکارین گے یوم التناد مین جو اقوال ہین وہ اول گزر چکے ہین
ایک اور قول یہ ہے کہ اُس مین ہر قسم کے لوگ اپنے اپنے امام و پیشوا کے ساتھہ پکارے جائین گے دوسرا
یہ ہے کہ ندا کی جائیگی جسوقت کہ موت ذبح کی جائیگی ای اہل جنت خلود ہے بلا موت اور اہل نار خلود ہے بلا موت تیسرا
یہ ہے کہ مومن ندا کریگا هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ یعنی آؤ جی میرا نامۂ اعمال پڑہو اور کافر ندا کرے گا يَا لَيْتَنِي
لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ یعنی ای کاش مین اپنی کتاب نہ دیا جاتا قوله يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ بدل ہے یوم
التناد سے یا منصوب ہے بتقدیر اعنی اور عطف بیان نہین ہوسکتا اس لیے کہ وہ معرفہ اور یہ نکرہ یعنی یوم
التناد وہ دن ہے جس مین تم پیٹہ پہیرو گے اس حال مین کہ تم رجوع ہونیوالے ہوگے موقف سے طرف
نار کے یا بہاگنے والے ہوگے نار سے اس حال مین کہ مانع کرنے والا نہ ہوگا قتادہ و مقاتل نے کہا کہ رجوع
ہونے والے ہوگے طرف نار کے بعد حساب کے پہر اُس مومن نے اپنی تہدید کی یہ تاکید کی کہ مَا لَكُمْ

مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ یہ جملہ محل نصب مین ہے بنا بر حال یعنی تم نار کی طرف جاؤ گے اس حال مین کہ اللہ کے
عذاب سے تمہارا کوئی بچانے والا نہ ہوگا کہ تم کو اُس سے بچائے پھر اپنی قوم کی قوت ضلالت و شدت جہالت
پر تنبیہ کی تو یون کہا وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ یعنی جسکو اللہ گمراہ کرے تو اس کے واسطے کوئی ہادی
نہین ہے کہ اُسے ہدایت کی راہ بتائے ہاد کو باثبات و حذف یا پڑھا ہے وقف مین اور وصل مین بحذف
یا مع اُس کے حذف کے خط مین بھی کما فی الجمل **قولہ تعالیٰ** وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ الآیہ
مومن آل فرعون کے تتمۂ وعظ سے ہے کسی نے کہا کہ منجملۂ قول موسیٰ علیہ السلام ہے لیکن قول اول اولیٰ
ہے مرد مومن اُنکی قدیم سرکشی اُن کو یاد دلاتا ہے جسکو وہ انبیا پر اوّل سے کرتے چلے آئے ہین کہتا
ہے کہ تم تو پرانے متمرد و سرکش ہو موسیٰ علیہ السلام سے پہلے یوسف علیہ السلام ظاہر ظاہر سمجھنے
واضح واضح نشانیان لے کر تمہارے پاس آئے یعنی تمہارے باپ دادون کے پاس چونکہ ابنا سرکشی
مین مثل آبا کے تھے اس لیے آبا کی طرف آنے کو ابنا کی طرف آنا ٹھیرایا پس تم یعنے تمہارے باپ دادے
ہمیشہ رہے شک مین اُن نشانیون سے جنکو وہ لے کر تمہارے پاس آئے اور اُنپر ایمان نہ لائے یہانتک
کہ جب یوسف علیہ السلام مر گئے تو تم نے یعنی اسلاف نے کہا کہ ہرگز نہ بھیجیگا اللہ بعد اُن کے کوئی رسول
پس یوسف علیہ السلام کے ساتھ کفر کیا اُن کی حیات مین اور بعد اُن کی موت کے اُن رسولون کے ساتھ
کفر کیا جو اُن کے بعد ہون گے اور یہ خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ اُنپر حجت کی تجدید نکریگا یہ بات صرف بطور
تشہی و تمنی کے کہی بدون کسی حجت و برہان کے تاکہ اُن کے لیے یہ ایک بنیاد ہوجائے تکذیب رسل مین جو انکے
بعد آئین گے اور یہ بات اُنکی طرف سے یوسف علیہ السلام کی رسالت کا کچھ اقرار نہین ہے بلکہ اُنکی رسالت مین
جو انکو شک تھا اُسکے ساتھ اُن کے بعد کے رسولون کی رسالت کی تکذیب کو ملاتا ہے یہ حاصل ما افادہ الخطیب
وانحی زن یوسف مین تین قول ہین ایک قول یہ ہے کہ حضرت یوسف بن یعقوب علیہما السلام ہین
محلی نے کہا عمر الی زمن موسیٰ انتہی یعنے یوسف بن یعقوب زندہ رہتے چلے آئے زمانہ موسیٰ کلیم
اللہ تک سلیمان جمل نے کہا کہ یہ بات محلی کے سوا کسی اور مفسر نے نہین کہی بعد جستجو کے انتہا کی بات جو
پائی گئی وہ یہی ہے جو شہاب نے نقل کی ہے باین قول کہ بعض تواریخ مین ہے کہ وفات یوسف علیہ
السلام کی چونسٹھ برس قبل موسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ہوئی ہے **قاری** نے کہا صحیح یہ ہے کہ
جس کی عمر بڑی ہوئی وہ فرعون موسیٰ علیہ السلام ہے اُس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پایا اور جیا یہانتک
کہ موسیٰ علیہ السلام اُسکی طرف بھیجے گئے چار سو چار سو چالیس برس کی اُسکی عمر ہوئی انتہی **سیوطی**
نے تحبیر مین کہا ہے کہ یوسف بن یعقوب ایک سو بیس برس زندہ رہے اُن گے اور موسیٰ علیہ السلام کے

درمیان چار سو برس کی مدت ہے انہی کسی نے کہا کہ وہ کوئی اور فرعون ہے بالجملہ اس قول کی بنا پر کہ یوسف سے مراد یوسف بن یعقوب ہیں بینات سے مراد رویائے یوسف علیہ السلام ہوگا کما قالہ ابن جریج کسی نے کہا کہ مراد ان کا یہ قول ہے ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ دوسرا **قول** یہ ہو کہ مراد یوسف سے یوسف بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب علیہم السلام ہیں یہ یوسف نبیرۂ یوسف علیہ السلام کے پوتے ہوئے قبطیوں میں بیس برس نبی رہے **تیسرا قول** یہ ہے کہ نقاش نے ضحاک سے حکایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکی طرف ایک رسول بھیجا جن سے جنکو یوسف کہتے تھے علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قول اول اولیٰ ہے بالجملہ غرض مرد مومن کے کلام مذکور سے وعظ و نصیحت ہو اپنی قوم کو دیکھو کہ کیا کھلی گمراہی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام رسول ہو کر آئے تو تمہارے بڑے ان کے منکر ہوئے اور جب وفات پائی تو بے دلیل کوری تمنا کر کے کہدیا کہ ان کے بعد کوئی رسول نہ آئیگا یہی ہے یوں کہ کَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ یعنی مثل اس گمراہ کرنے تمہارے کے جو کہ ظاہر باہر ہے گمراہ کرتا ہے اللہ اس شخص کو جو کہ حد سے بڑھنے والا ہے معاصی میں کثرت کرنے والا ہو گناہوں میں یا شرک کرنے والا ہے شک کرنے والا ہے اللہ کے دین میں اور اسکی وحدانیت و عدو وعید میں **قولہ تعالیٰ** اَلَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ الآیہ میں دو قول ہیں ایک یہ ہے کہ یہ بھی منجملہ کلام مرد مومن ہو اس بنیاد پر محل نصب میں ہوگا بنا پر بدل کلمہ من سے اور جمع لانا باعتبار معنی من کے اور مفرد لانا ضمیر کا باعتبار لفظ من کے ٹھیرے گا یا اس بنا پر کہ بیان ہے لفظ من کا یا اس کی صفت ہے یا باضمار اعنی منصوب ہے یا محل رفع میں ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی لیے ہم الذین اور بغیر سلطان متعلق ہے یجادلون سے اور اتاہم صفت ہے سلطان کی معنی یہ ہیں کہ مرد مومن کہتا ہے کہ مسرف مرتاب وہ لوگ ہیں جو کہ جھگڑتے ہیں باطل کرنے میں اللہ کی آیتوں کے بغیر کسی حجت واضح و برہان ساطع کے جو ان کے پاس آئی ہو یہ صفت فرعون میں اور اسکی قوم میں موجود تھی تو چاہیے تھا یوں کہنا کہ تم مسرف و مرتاب ہو اللہ کے معجزوں میں بے دلیل جھگڑتے ہو لیکن چونکہ مرد مومن کو انکا نصیحت کرنا اور ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنا منظور تھا اس لیے خطاب ترک کرکے ان کے حال کو بپیرایہ اسم غائب میں اور بطور عموم ادا کیا تاکہ نصیحت پذیر ہوں اور اپنے حال میں غور کریں خیر خواہ خوش تقریر بلیغ ناصحوں کا یہی طریقہ ہوتا ہے ؎

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ۔۔۔ گفتہ آید در حدیث دیگران

اور سنی طریقہ بھی یہی ہے دیکھو حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وعظ فرماتے تو ما بال اقوام

فرمایا کرتے تھے کسی شخص خاص کو خطاب فرماتے بالجملہ یہان یہ سوال ہوسکتا ہے کہ مسرف مرتاب لوگون کا کیا حال ہے نزدیک اللہ تعالی کے سو یہ اسکا جواب دیا کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کبر مین دو احتمال ہین یا تو مراد اس سے تعجب و استعظام ہے یا مراد ذم ہے مثل کلمہ بئس کے اور ضمیر راجع ہے طرف من کے باعتبار لفظ یا طرف جدال کے جو کہ یجادلون سے سمجھا جاتا ہے یعنی وہ مسرف مرتاب لوگ بڑے ہین یا برے ہین از روئے بغض کے یا بڑا ہے یا برا ہے جدال انکا براہ بغض کے مطلب یہ ہے کہ بڑا ہے یا برا ہے بغض انکا یا ان کے جدال کا نزدیک اللہ کے اور نزدیک مومنین کے اللہ پاک کا ان سے بغض کرنا تو انکی ذم کرنا اور انکو لعنت کرنا اور ان پر عذاب نازل کرتا ہے اور مومنین کا بغض یہ ہے کہ ان سے سخت تر بغض رکھنا اور نہایت درجہ ان سے کراہت کرتا ہے ۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ یعنی جیسے ان مسرف مرتاب مجادل لوگون کے دلون پر نہایت محکم و مضبوط گمراہی کی مہر لگالی ہے کہ باوجود روشن دلیلون کے بے دلیل انکے باطل کرنے مین جھگڑتے ہین ویسے ہی اللہ مہر لگاتا ہے ہر دل پر متکبر جبار کے دوسرا قول یہ ہے کہ الذین یجادلون ابتدائے کلام ہے طرف سے اللہ پاک کی مومن کا کلام مرتاب تک تمام ہوگیا اس بنا پر الذین مبتدا ہے اور کبر خبر بنا بر حذف مضاف اے جدال الذین یجادلون کبر مقتا محلی نے اسکو اختیار کیا ہے اور ابو حیان نے نہر مین اسکو اولی کہا ہے جمل نے کہا یہ اولی و احسن ہے ان وجوہ سے جنکو سمین نے ذکر کیا ہے قاضی نے اسکو بلفظ یجوز ادا کیا ہے یا خبر بغیر سلطان ہے تقدیر یہ ہے الذین یجادلون فی آیات اللہ کائنون او مستقرون فی غیر سلطان اتاہم اور فاعل کبر کا کذلک ہے اے کبر مقتا مثل ذالک الجدال القبیح اور یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار کلام مستانف ہے غرض اس سے اس شے کا بتانا ہے جو کہ ان کے جدال کی موجب ہوئی وہ شے یہی اللہ پاک کا مہر کرنا ہے ان کے دلون پر پس بجائے علی قلوبہم کے علی کل قلب متکبر جبار کہا اس لیے کہ تکبر تجبر کی اونپر تسجیل ہو جائے اور مہر لگانے کی علت معلوم ہو جائے انکی جدال کا موجب تو مہر کرنا ہوا اور مہر کرنے کی علت انکا تکبر و تجبر ہوا تکبر و تجبر نہ کرتے تو مہر نہ ہوتی اور مہر نہ ہوتی تو جدال نکرتے اس سے معلوم ہوا کہ جس دل مین تکبر و تجبر گھر کر لیتا ہے اسپر گمراہی کی مہر لگ جاتی ہے پھر کوئی خیر اس مین گھسنے نہین پاتی تو اس کا یہی دھندا ہوتا ہے کہ بے دلیل اندھا دھند اللہ پاک کی کھلی باتون مین جھگڑتا رہتا ہے ابن جریج نے کہا کہ الذین یجادلون سے مراد یہود ہین ۔ فتح القدیر وغیرہ مین ایک وجہ لکھی ہے کہ الذین مبتدا اور یطبع خبر لیکن اسکی توجیہ سمجھ مین

نہین آتی واللہ اعلم جمہور نے یون پڑھا ہے کہ قلب کو متکبر کی طرف مضاف کیا ہے ابو حاتم و ابو عبید نے
یہ قرارت پسند کی ہے تقدیر یہ ہے کذلک یطبع اللہ علی کل قلب کل متکبر دوسرے لفظ کل کو بسبب دلالت اول کے
حذف کر دیا ہے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک جمیع متکبرین جبارین کے دلون پر مہر کر دیتا ہے ابو عمرو وغیرہ نے
بہ تنوین قلب پڑھا ہے اس بنا پر کہ متکبر صفت قلب ہی پس قلب سے مراد جملہ ہوگا اس لیے کہ قلب محل تکبر
ہے اور باقی اعضا اس باب مین اُس کے تابع ہین یہ دونون قرائتین سبعیہ ہین حضرت ابن مسعود رضی اللہ
تعالی عنہ نے علی قلب کل متکبر پڑھا ہے زمخشری کے نزدیک دوسری قرارت کی تقدیر یہ ہے علی کل ذی
قلب متکبر صفت کو صاحب قلب کے واسطے ٹھیرایا ہے شیخ نے کہا کہ اعتبار حذف کی طرف کوئی ضرورت
داعی نہین ہے صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین بلکہ یہان حذف کی ضرورت ہے وہ
یہ ہے کہ حذف ماننے سے دونون قرائتین باہم موافق ہوجائینگی اس لیے کہ دونون مین موصوف
ایک ہوجائے گا یعنی صاحب قلب بخلاف عدم تقدیر کے کہ ایک مین تو موصوف قلب ہوگا اور دوسرے
مین صاحب قلب اسی طرح جمل نے بھی کہا ہے محلی فرماتے ہین کہ کلمہ کل کا دونون قرارتون کی
بنا پر واسطے عموم ضلال کے ہے سارے قلب کو یعنے گمراہی نے اُسکے دل کے سارے اجزا کو گھیر لیا
ہے کوئی جگہہ اس مین قابل ہدایت پانے کے باقی نہین ہے عموم قلب کے واسطے نہین ہے یعنی افراد
قلوب کے عموم کے لیے نہین ہے حفناوی نے اسپر یون اعتراض کیا کہ یہ کاریگری تو کل کو نکالنا
ہے اُس کے موضوع سے وہ یہ ہے کہ کل جب داخل ہو نکرہ پر مطلقا یا معرفہ مجموع پر تو عموم افراد کے
لیے ہوتا ہے اور جب داخل ہو معرفہ مفرد پر تو عموم اجزا کے واسطے ہوتا ہے اور اس جگہہ نکرہ پر داخل
ہوا ہے تو حق اُسکا یہ ہے کہ عموم افراد کے لیے ہو نہ عموم اجزا کے جیسے کہ شارح راہ چلے ہین قلیتال
اگرچہ قاعدہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حفناوی فرماتے ہین لیکن چونکہ یہان لفظ کل قلب پر داخل ہوا ہے اور اس
سے پہلے طبع کا ذکر ہے اسلیے مفہوم طبع اسی کا مقتضے ہے کہ عموم اجزا سے قلب مراد ہو کیونکہ جب کسی
دل پر گمراہی کے ساتھہ مہر کر دی گئی تو وہ گمراہی اس کے سارے اجزا کو عام ہوگئی اب کوئی حصہ ایسا نہ بچا کہ ہدایت
کے قابل ہو واللہ اعلم بالجملہ جب فرعون نے مرد مومن کا وعظ سنا تو اُس کے قبول سے اعراض و نفرت کی
اس لیے کہ اُس کے دل پر تو گمراہی کی مہر ہو چکی تھی اور اپنے تکبر و تجبر کی طرف رجوع ہوا اور کہا یا ہامان
ابن لی صرحا یعنی اے ہامان بنا میرے لیے ایک قصر مشید محل محکم و پختہ جس طرح کہ اسکی تفسیر سورہ قصص مین
گزر چکی ہے کسی نے کہا صرح سے مراد بنائے ظاہر ہے جو کہ ناظرین پر مخفی نہ ہے گو وہ دور ہو اسی معنی سے
یہ ہے کہ جب کوئی شے ظاہر ہوتی ہے تو محاورے مین بولتے ہین صرح الشی یعنی وہ شے ظاہر ہوئی تصلیح

مین ہے الصرح بیت واحد یبنی منفرد اطول اضخا سمین نے کہا صرح قصر ہے یا صحن خانہ یا بلاط جو کہ شیشے سے بنایا جاتا ہی اصل اسکی تصریح سے ہے اور تصریح بمعنے کشف ہے لَعَلِّیْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ شاید مین پہونچون اسباب کو یعنی راہون کو ایک آسمان سے طرف دوسرے آسمان کے قتادہ و زہری و سدی و اخفش نے کہا کہ اسباب سے مراد ابواب ہین یعنی اُن کے دروازے جو کہ اسکی طرف موصل ہین اسباب السموات بیان ہے اسباب کا اس لیے کہ شے جب ابہام کی جاتی ہے پہر تفسیر کی جاتی ہے تو نفوس مین زیادہ تر جمتی ہے اور اسکی شان کی زیادہ تر فخامت و بزرگی ہوتی ہے یا بدل ہے اسباب سے اخفش نے اس آیت کی تفسیر کے وقت زہیر کی یہ بیت پڑہی ہے

وَلَوْ رَامَ اَسْبَابَ السَّمَاءِ بِسُلَّمِ		وَمَنْ هَابَ اَسْبَابَ الْمَنَايَا يَنَلْنَهٗ

یعنی جو کوئی ڈرے موتون کے اسباب سے تو وہ اسکو پہونچین گے اگرچہ قصد کرے آسمان کے دروازون کا ساتہہ زینے کی مطلب یہ ہی کہ اسباب جمع ابواب ہے کسی نے کہا ابواب السموات وہ امور ہین جن سے تمسک کیا جاتا ہے نسفی نے کہا اسباب سے مراد طرق و ابواب ہین اور وہ شے جو انکی طرف مودی ہو اور ہر شے جو تجہے کسی شے کی طرف پہونچا دے تو وہ اسکی طرف سبب ہے مثلا رسی ڈول سبب ہین پانی بہرنے کی قلم دوات کاغذ سبب ہین لکہنے کی فَاَطَّلِعَ اِلٰی اِلٰهِ مُوْسٰی جمہور نے برفع پڑہا ہے اَبْلُغُ پر عطف کیا ہے اس بنا پر یہ داخل ہے ترجی کے تحت مین معنی یہ ہین کہ شاید مین پہونچون اسباب السموات کو اور شاید مین مطلع ہوون بعد اس کے یعنی معبود موسی کی طرف نظر کرون اور اسکے حال پر اطلاع پاؤن اعرج سلمی وغیرہ نے بنصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ جواب ہے ابن علی کے امر کا یہ رائے ہے بصریون کی یا بنا بر جواب ترجی جیسا کہ ابو عبید وغیرہ نے کہا ہے اور یہ رائے ہی کوفیون کی نحاس نے کہا نصب کے معنی خلاف معنی رفع ہین اس لیے کہ نصب کے یہ معنی ہین کہ جب مین اسباب کو پہونچون گا تو مطلع ہو جاؤن گا اس کے سوا اور کچہہ بہی کہا ہے اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ فرعون بڑا ہی جاہل تہا اور حقائق اشیا کے سمجہنے سے نہایت ہی دور پڑا ہوا تہا وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا یعنی اور بیشک مین البتہ گمان کرتا ہوں موسی کو جہوٹا اس دعوی مین کہ اسکا ایک معبود ہے میرے سوا مستوی عرش پر فوق السموات یا رسالت مین جسکا وہ دعوی کرتا ہے فرعون نے جو یہ بات کہی سو واسطے ملمع کاری و مکاری کے اور خلط ملط کرنیکے اپنی قوم پر ورنہ وہ تو جانتا پہچانتا اعتقاد رکہتا تہا حقیقت اله کا اور اسکا کہ وہ کسی جہت مین نہین ہے لیکن اس نے اپنی قوم پر خلط ملط کرنیکا ارادہ کیا اس لیے کہ اسکو وسیلہ کرے ان کو باقی رہنے کا کفر پر سو گویا وہ یون کہتا ہے کہ اگر معبود موسی کا موجود ہوتا تو اس کے واسطے کوئی محل ہوتا اور اسکا محل زمین ہوتی یا آسمان اور ہم نے اسکو زمین مین نہ دیکہا تو اب یہ باقی رہا کہ وہ آسمان مین ہو اور آسمان کی طرف پہونچ نہین سکتے ہین مگر زینے کی ذریعے سے کذا قاله الخفاوی یہ تو سن چکے اب ذرا شیخ محی الدین محشی بیضاوی شریف

کا بیان واضح سنو تاکہ مطلب آیت کا ذہن مین خوب جم جائے فرماتے ہین اگر پہلے ہی سے یون کہہ دیا جاتا
کہ لعلی ابلغ اسباب السمٰوٰت تو مقصود پورا ہوجاتا مگر فرعون نے اول تو اسباب کا ذکر کیا بطور ابہام پھر اسباب
السمٰوٰت سے انکو واضح کیا واسطے دو فائدون کے اول فائدہ تو تفخیم شان اسباب ہے جن کے پہونچنے کی اُس نے
آرزو کی ہے اس لیے کہ ایضاح شے کا بعد اُسکے ابہام کے جو ہوتا ہے سو واسطے اُسکی شان کی اعتنا و اہتمام کے اور اسکی
جلالت قدر پر آگاہ کرنے کے دوسرا فائدہ مشتاق کرنا سامع کا ہے طرف معرفت اسباب کے کیونکہ نفس جس شے کو
نہین پہونچتا ہے اُسکی طرف بغایت آرزومند ہوتا ہے سو اسباب کا ذکر مبہم کیا تاکہ اسباب سے جو مراد ہی اُسکی
معرفت کی طرف ہامان کا نفس مشتاق ہو پھر اُنکی توضیح کردی تاکہ انکا وارد کرنا ایسی نفس پر ہو جو کہ بیدار
ہوشیار مشتاق ہوچکا ہے طرف اُنکی معرفت کے تو جو اُنکے وارد کرنے سے مقصود ہے وہ حاصل ہوجائے اور
فرعون نے جو ہامان کو قصر بنانے کا حکم دیا سو ظاہر یہ ہے کہ اُسنے کچھ یہ قصد نہین کیا کہ وہ اسکے واسطے
کوئی بنائے رفیع بنائے جس سے وہ آسمان کی طرف چڑھے کیونکہ فرعون ان دیوانون مین سے نہ تھا جو بالبداہت
اُسکے امتناع کو نہین جانتے ہین ورنہ اللہ پاک کی طرف سے یہ بات صحیح نہ ہوتی کہ وہ اسکی طرف کوئی رسول بھیجے
اور اُس پر ایمان لانیکا اور اُسکے حکم کی بجا آوری کا اُسکو مکلف کرے اور اُسکی طرف سے یہ حکایت فرمائی کہ
اُسکی طبیعت سخت ہے اور اسراف مین اُسکو غلو ہے اور ہمارا یہ کہنا کہ اس بات کا امتناع بالبداہت معلوم ہے سو اس
لیے کہ ہر کوئی بالبداہت اس بات کو جانتا ہے کہ بشر کی قدرت مین یہ امر نہین ہے کہ وہ ایسا محل بنائے جو بلند
تر ہو بلند تر جبال سے اور جو شخص نظر کرے طرف آسمان کے اُس پہاڑ کے نیچے سے جو کہ بلند ترین جبال ہے
پھر آسمان کی طرف نظر کرے اُس پہاڑ کی چوٹی سے تو وہ آسمان کی نسبت مین اپنی طرف کسی طرح کا تفاوت
نہ پائے گا باین طور کہ ایک حالت مین تو آسمان اسکی طرف زیادہ تر قریب ہے بہ نسبت اُسکی دوسری حالت
مین باوجود اس علم کے عاقل کیونکر قصد کریگا اسکا کہ ایک ایسا مکان بنائے جس سے آسمان کی طرف چڑھ جائے
حالانکہ وہ عقلا مین سے تھا تو اب اسکی کوئی وجہ نہین ہے کہ اس کی طرف ایسے قصد کی نسبت کی جائے
اگرچہ بعض مفسر اس طرف گئے ہین کہ فرعون نے محل بنانیکا قصد کیا اور اسکے بنا کی کیفیت مین ایک طویل حکایت
ذکر کی ہے چونکہ یہ قول بعض کا بغایت بعید تھا اس لیے قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالی نے اسکی توجیہ مین دو وجہین
ذکر کی ہین اول یہ ہے کہ مراد فرعون کی صرح سے رصد ہے جائے بلند مین اور اسباب سے مراد تارے ہین
جو کہ اسباب سماوی ہین جن سے توصل کیا جاتا ہے طرف اطلاع کے حوادث ارضی پر اور اُنکا مطلع ہونا ادھر سے
پر سوا اسکے یہ مراد ہو کہ مطلع ہو اس پر کہ آیا اُسنے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا ہے یا نہین دوسری وجہ یہ ہے
کہ فرعون فرقۂ دہریہ مین سے تھا اور دہریہ ایک فرقہ ہے اگلون مین کا یہ لوگ صانع مدبر عالم قادر کے منکر

ہین اور خیال کرتے ہین کہ عالم ہمیشہ سے موجود چلا آیا ہے بدون اس کے کہ نسبت کیا جائے طرف کسی صانع کے جو کہ خارج ہو مجموع سے من حیث ہو مجموع سے اور مثلاً حیوان نطفہ سے اور نطفہ حیوان سے ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے نہ طرف کسی ہنا یت کے یہہ لوگ زندیق ہین اور فرعون انہین مین سے تہا غرض اسکی اس کلام سے شبہہ کا وارد کرنا ہے نفی صانع مین جو کہ معبود عالم ہے تقریر اُس کی یہ ہے کہ ہم نہین دیکہتے ہین ایسی شے جسپر حکم لگائین کہ وہ الہ عالم ہے پہر کیونکر ہم حکم کرین اُس شے کے وجود کا جسکو ہم نے نہین دیکہا ہم جو اُسکو نہین دیکہتے ہین سو اسلیے کہ اگر وہ موجود ہوتا تو کہنا آسمان مین ہوتا اور جو شے آسمان مین ہے اُسکو زمین والے نہین دیکہہ سکتے مگر آسمان پر چڑہنے سے اور آسمان کی طرف چڑہنے کی ہم کو کوئی راہ نہین ہے تو اب ہم کو کوئی راہ نہین ہے طرف دیکہنے اس معبود کے جو کہ رب ہے موسی کا اور حکم کرنا اسکے وجود کا نہین ہے مگر بسبب تقلید ایک شخص کے جسکو ہم جانتے نہین ہین کہ آیا وہ سچا ہے یا جہوٹا پہر فرعون نے مبالغہ کرنا چاہا اس امر کو بیان کرنے مین کہ آسمان کی طرف چڑہنا ممکن نہین ہے پس اُس نے ہامان کو حکم دیا کہ اس کے لیے ایک محل بنائے جس سے وہ آسمان کی طرف چڑہے تاکہ معترف ہو اپنے عاجز ہونیکا اس سے باوجود اُس کے کہ وہ اقدر اہل الارض ہے تو آسمان کی طرف چڑہنے کا امتناع ثابت ہو جائے اور اس سے یہ ظاہر ہو جائے کہ الہ عالم کی طرف وصول بطریق رویت و احساس ممتنع ہے حالانکہ یہ شبہہ فاسد ہے کیونکہ طریق علم کے تین ہین حس سلیم و خبر صادق و نظر عقل اور یہ بات کہ حس کا اللہ تعالی کی معرفت کی طرف طریق ہونا ممتنع ہے اس سے یہ نہین لازم آتا ہے کہ اُسکی معرفت مطلقاً ممتنع ہے حضرت موسی علیہ السلام نے فرعون سے یہ بات بیان کردی کہ اللہ تعالی کی معرفت کی طرف جو راہ ہے سو وہ یہی نظر و استدلال ہے ساتہ آثار کے کما قال رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ وقال رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مگر فرعون نے یہ سبب اپنے خبث و مکر کے اس سے تغافل کیا اور جاہلون کی طرف یہ شبہہ ڈالا کہ جب اس معبود کے احساس کیطرف راہ منتفی ہے تو واجب ہے اسکی نفی کرنا اور تکذیب اُس شخص کی جو یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ اُسکی طرف سے رسول ہے وَكَذَلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهِ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ یعنی جس طرح کہ شیطان نے فرعون کو یہ بات اچہی کر دکہائی کہ جاہلون کے گمراہ کرنے کو قول مذکور کہا اسی طرح اُس کو اُسکا برا کام اچہا کر دکہایا یعنی شرک و تکذیب اور ہدایت کی راہ سے روکا پس وہ گمراہی مین بڑہتا رہا اور طغیان و سرکشی پر جما رہا اور نہین تہا مکر فرعون کا آیات موسی علیہ السلام کے باطل کرنے مین مگر خسار و ہلاک مین حضرت ابن عباس نے فرمایا تباب یعنی خسران ہے یعنی نقصان و زیان اسی معنی سے تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ ہے جمہور نے صد کو بفتح صاد و دال پڑہا ہے یعنی روکا فرعون نے لوگون کو راہ ہدایت سے اور کوفیون نے بضم صاد و بصیغہ مجہول ابو عبید

وابوحاتم نے اسکو اختیار کیا ہے شاید وجہ اختیار کی یہ ہو کہ زین مین جو قرار کا اجماع ہے صیغہ مجہول پر سو یہ اسکے
مطابق ہے یہ دونون قراتین مجہول ہین یحیی بن وثاب و علقمہ نے صد بکسر صاد پڑہا ہے اور ابن ابی اسحق
و عبدالرحمن بن ابی بکر نے بفتح صاد و ضم دال منون اس بنا پر کہ مصدر ہے معطوف سوء عملہ پر اسے

زین لہ الشیطان سوء العمل والصد مزین شیطان ہے بسبب بُرے وسوسے کے کقولہ تعالیٰ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ
اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ یا اللہ پاک ہے کما قال تعالیٰ وَزَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ
يَعْمَهُوْنَ معتزلہ نے چونکہ تزیین وصد کی نسبت کرنے کا اللہ پاک کی طرف انکار کیا تو کہا مزین و
صاد شیطان ہی ہے اور ہم یون کہتے ہین کہ اگر مزین فرعون کے واسطے شیطان ہی ہو تو شیطان کے
واسطے مزین اگر اور شیطان ہو لا الی النہایہ تو شیاطین مین تسلسل لازم آئے گا یا دور حالانکہ یہ باطل
ہے اور جب یہ باطل ہوا تو واجب ہوا انتہا اسباب و مسببات کا طرف واجب الوجود کے اور اللہ ہی حقیقی
فاعل ہے اور آیت مذکور مین جو شیطان کی طرف نسبت تزیین کی کی ہے سو باین اعتبار ہے کہ اسکو
دخل ہے بسبب اسکے وسوسے کے غرضکہ مرد مومن نے پھر تذکیر و تحذیر کی طرف رجوع کیا جس طرح کہ اللہ
پاک نے اُس کی طرف سے یہ حکایت فرمائی ہے وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ
الرَّشَادِ ۝ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ
عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ
يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ اور کہا اس ایمان دار نے اے قوم میری راہ چلو
پہونچادون تمکو نیکی کی راہ پر اے قوم یہ زندگی ہے دنیا کی سو برت لینا ہے اور وہ گھر جو پچھلا ہے وہی ہے
ٹہیراؤ کا گھر جس نے کی ہے برائی تو وہی بدلا پاوے گا اُس کے برابر اور جس نے کی ہے بھلائی مرد ہو
یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جاوینگے بہشت مین روزی پاوینگے وہان بے شمار لنتھے

ف مرد مومن اپنی قوم کے لوگون سے جو کہ ستمگر و سرکش ہوئے اور دنیا کی زندگی کو اختیار کر بیٹھے جبار
اعلیٰ کو بھول گئے کہتا ہے اے قوم تم میری راہ چلو مین تمکو پہونچادون نیکی کی راہ پر جیسا کہ فرعون
نے اپنے اس کہنے مین جھوٹ کہا وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ پھر انکو بے رغبت کیا دنیا مین
جسکو وہ آخرت پر اختیار کر بیٹھے اور موسی علیہ السلام اللہ کے رسول کی تصدیق سے انکو باز رکہا پس
کہا اے قوم یہ دنیا کی زندگی تو قلیل زائل فانی ہے عنقریب جاتی رہیگی مضمحل ہو جاوے گی اور آخرت
جو ہے وہی جاؤ کا گھر ہے جسکو نہ کسی طرح کا زوال ہے نہ اُس سے کبھی کوچ کا انتقال نہ اُس سے اور کہین
کوچ بلکہ یا تو نعیم ہے یا جحیم اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے کہ جس نے کی ہے برائی تو وہی بدلا پاویگا

اس کے برابر یعنے اسکے مثل ایک اور جس نے کی ہے بہلائی مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکہتا ہو سو وہ لوگ جاوینگے
بہشت مین روزی پاوین گے وہان بے شمار یعنے جزا کے ساتہہ اسکا اندازہ نہ کیا جاوے گا بلکہ اللہ عزوجل
اسکو ایسا بہت سا ثواب دیگا جسکو نہ تمام ہوتا ہے نہ نبڑتا واللہ تعالی ہو الموفق للصواب کذا فی ابن کثیر اللہ پاک
ہم کو تم کو عمل صواب کی توفیق دے صواب یہ ہے کہ عمل موافق سنت کے ہو اور خلاص کے ساتہہ ہو اسسے خاص اللہ
پاک کی ذات مقصود ہو ریا و سمعہ یا اور کوئی غرض نہ ہو ایسے عمل کا ثواب بیحساب ملتا ہے اللہم وفقنا آمین
ف اولی یہ قول ہے کہ یہ آیت منجملہ قول مرد مومن ہے کسی نے کہا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے قول کسے ہے
اتبعون مصحف مین بدون یا واقع ہوا ہے اور اسی طرح ابو عمرو و نافع نے وقف مین بحذف یا اور
وصل مین باثبات یا پڑہا ہے اور یعقوب و ابن کثیر نے وصل و وقف مین باثبات یا باقی قرار نے وصل
و وقف مین بحذف یا اثبات و حذف یا دونون قرات سبعیہ مین یہ اثبات و حذف تو بنظر لفظ ہے اور رسم
مین محذوف ہی ہے اس لیے کہ یا آت ز و ا ئد سے ہے پس جس نے یا کو ثابت رکہا ہے تو بنا بر اصل
ہے اور جس نے حذف کیا ہے سو اس لیے کہ وہ مصحف مین محذوف ہے رشاد کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ
عنہ نے بہ تشدید شین پڑہا ہے چنانچہ عنقریب فرعون کے قول مین گذر چکا ہے معنی یہ ہین اے قوم تم میرا
اقتدا کرو دین مین اور عمل کرو میری نصیحت پر بہو بتا دونگا تم کو راہ ہدے وصواب یہ رشاد ضد ہے غی
کی غی بمعنی گمراہی ہے اس مین تعریض شبیہ بتصریح ہے طرف اسکے کہ فرعون اور اسکی قوم جس طریق پر ہین وہ گمراہی
کی راہ ہے متاع کی تنوین واسطے تقلیل کے ہے یعنی اے قوم یہ جو زندگی دنیا کی ہے سو ایک ذرا سی چیز
کی شے ہے جس سے چند دن برت لیا جاتا ہے پہر وہ منقطع و زائل ہو جاتی ہے پس اسکی طرف جہکنا اصل ہے
شر کی اور منبع ہے فتنون کا اور سر ہے ہر بلا و آفت کا آور پہیلا گہر وہی ہے گہر استقرار و ثبات کا پس اس سے
کسی طرح کا انتقال نہین ہے کیونکہ وہ تو دائم ہے منقطع نہ ہوگا اور مستمر ہے زائل نہ ہوگا اور باقی بہتر ہے فانی
سے بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا سونا فانی ہوتی اور آخرت خزف باقی تو بہی آخرت دنیا سے
بہتر ہوتی پہر کیونکر بہتر نہ ہوگی حالانکہ دنیا تو خزف فانی ہے اور آخرت سونا باقی ہے حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہما نے فرمایا کہ دنیا ایک جمعہ ہے آخرت کے جمعون سو سات ہزار برس کا ابن مردویہ نے حضرت ابو
ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک حیات
دنیا ایک متاع ہے اور نہین ہے اسکی متاع سے کوئی شے افضل صالح عورت سے کہ جب تو نظر کرے طرف
اسکے تو وہ تجہے خوش کردے اور جب تو اس سے غائب ہو تو وہ تیری حفاظت کرے اپنی جان و مال
مین من عمل سیئۃ الخ منجملہ کلام مرد مومن ہے یعنی جو کوئی کرے دار دنیا مین کوئی گناہ گناہون کے

کوئی سا گناہ ہو تو وہ جزا نہ دیا جاوے گا مگر مثل اس کے اور عذاب کیا جاوے گا مگر بقدر اُسکے ظاہر شمول آیت کا ہے ہر
اس بدی کو جسپر اسم سیئۃ اطلاق کیا جاتا ہے کسی نے کہا کہ شرک کے ساتھ خاص ہے حالانکہ اُسکی کوئی وجہ نہیں ہے
اور جس نے کیا کوئی عمل صالح مرد ہو یا عورت اور وہ عمل صالح کرنے والا مومن بھی ہو یعنی ایمان لانے والا اللہ پر اور
اُس شے پر جسکو اس کے رسول لائے تو یہ لوگ جنہوں نے جمع کیا درمیان ایمان و عمل صالح کے داخل ہونگے جنت
مین رزق دیے جاوینگے وہان رزق واسع بغیر اندازہ و محاسبہ کے مقاتل نے کہا کہ اُنپر کسی طرح کا مواخذہ نہ
ہوگا اُس خیر مین جو انکو جنت مین عطا کی جاوے گی کسی نے کہا کہ عمل صالح سے مراد لا الہ الا اللہ ہے جمہور
نے یدخلون کو بفتح یائے تحتیہ بصیغہ معروف پڑھا ہے اور ابن کثیر وغیرہ نے بصیغۂ مجہول یہ دونو سبعیہ ہین یہ
مرد مومن نے مکرر اپنی قوم کو اللہ پاک کی طرف بلایا اور اپنے ایمان کی تصریح کی اور اگلی راہین زیادہ یہ تھین
کہ اپنی قوم کے وہم مین یہ بات ڈالتا تھا کہ وہ انہین مین سے ہے اور اُنکے وعظ و نصیحت کے درپے جو ہوا ہے
سو صرف اس خوف سے کہ جس بات کی موسی علیہ السلام انکو وعید سناتے ہین کچھ اس مین سے کہین انکو پہونچ
جاوے جس طرح کہ اپنی قوم سے دوست آدمی کہتا ہے اُنکو ڈراتا ہے اُس شے مین واقع ہونے سے جس مین
واقع ہونے کا اُنپر خوف کرتا ہے اب کی بار ایسا نہ کیا بلکہ اپنے ایمان کا ذکر تصریح کر دیا پس کہا وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ

اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ۝ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ
وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا
فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ
لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا
وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْۗءُ الْعَذَابِ ۝ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ
السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ اور اے قوم مجھکو کیا ہوا ہے بلاتا ہون مین تمکو

بچاؤ کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھکو آگ کی طرف تم بلاتے ہو مجھکو کہ منکر ہو وُن اللہ سے اور شریک ٹھیراؤن
اُسکا جسکی مجھے خبر نہیں اور مین بلاتا ہون تم کو اُس زبردست گناہ بخشنے والے کی طرف آپ ہی ہوا کہ
جسکی طرف مجھکو بلاتے ہو اُسکا بلاوا کہین نہین دنیا مین نہ آخرت مین اور یہ کہ ہمکو پھر جانا ہے اللہ کے پاس
اور یہ کہ زیادتی والے وہی ہین دوزخ کے لوگ سو آگے یاد کروگے جو مین کہتا ہون تمکو اور مین سونپتا
ہون اپنا کام اللہ کو بیشک اللہ کی نگاہ مین ہین سب بندے پھر بچا لیا موسیٰ کو اللہ نے بُرے داؤن
سے جو کرتے تھے اور اُلٹ پڑا فرعون والون پر بُری طرح کا عذاب آگ ہے کہ دکھا دیتے ہین اُنکو صبح اور
شام اور جس دن اُٹھے گی قیامت داخل کرو فرعون والون کو سخت سے سخت عذاب مین ف اپنے

اوپر دھر کر کہا انکو سنایا **ف** یہ عالم قبر کا حال ہے کافر کو اسکا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور قیامت کو اس مین بیٹھیں
اور مومن کو بہشت اسطرح **ف** مومن کہتا ہے کیا حال ہے میرا مین تو بلاتا ہون تم کو طرف نجات کے مراد پوجنا
ہے اللہ وحدہ لا شریک لہ کا اور سچا جاننا ہے اُس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا جسکو اس نے بھیجا ہے
اور تم بلاتے ہو مجھکو طرف آگ کی تم بلاتے ہو مجھکو کہ منکر ہون اللہ کا اور شریک ٹھیراؤن اُسکا جسکی مجھے خبر نہین
یعنی بے جانے بوجھے بدون کسی دلیل کے اور مین تمکو بلاتا ہون طرف اُس ذات پاک کی جو کہ باوجود اپنی عزت و
غلبہ و کبریا و بزرگی کے بخشدیتا ہے گناہ اُس شخص کا جو اُسکی طرف رجوع ہو **سُدی** و ابن جریر نے کہا کہ جرم
بمعنی حقا ہے ضحاک نے کہا لا کذب علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے بلی ان الذی تدعوننی الیہ من
الاصنام والانداد لیس لہ دعوۃ فی الدنیا ولا فی الآخرۃ یعنی ہان سچی پکی بات یہ ہے کہ بیشک جن بتون شریکون
کی طرف تم مجھے بلاتے ہو اُنکا بلاوا نہین دنیا مین نہ آخرت مین **مجاہد** نے کہا الوثن لیس لہ شئ یعنی بت کے
واسطے کچھ بھی نہین **قتادہ** نے کہا یعنے بت نہ نفع دیتا ہے نہ ضرر **سدی** نے کہا جواب نہین دیتا ہے اپنے
پکارنے والے کو نہ دنیا مین نہ آخرت مین **تعلب** نے کہا کہ نکما بیکار ہے کسی مصرف کا نہین یہ آیت مثل اس آیت
کے ہے وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗۤ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ
دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوْا لَھُمْ اَعْدَآءً وَّکَانُوْا بِعِبَادَتِھِمْ کٰفِرِیْنَ اور فرمایا اِنْ تَدْعُوْھُمْ
لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَکُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَکُمْ **قولہ تعالی** وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَی اللّٰہِ یعنی اور پکی
بات ہے یہ کہ بیشک پھر جانا ہمارا طرف اللہ کے ہے دار آخرت مین پھر وہ بدلا دیگا ہر ایک کو اسکے عمل کا اور
اسی لیے یون کہا وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ ھُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ یعنی اور پکی بات ہے یہ کہ زیادتی والے وہی ہین دوزخ
کے لوگ یعنی ہمیشہ رہنے والے اس مین بسبب اپنی زیادتی کے وہ زیادتی یہی ہے کہ اللہ عز و جل کے ساتھ
شرک کیا پس آگے تم یاد کروگے جو مین کہتا ہون تم کو یعنی آیندہ تم جان لوگے سچائی اُس بات کی جسکا مین نے
تمکو امر کیا اور جس سے مین نے تم کو نہی کی اور تمہاری خیر خواہی کی اور کھولکر تم سے بیان کر دیا اور تم اُسکو
یاد کروگے اور پشیمان ہوگے وہان جہان تمکو پشیمانی نفع نہ دیگی اور مین سونپتا ہون اپنا کام اللہ کو اور اسپر بھروسا
کرتا ہون اور اُس سے مدد چاہتا ہون اور تم سے قطع کرتا ہون اور تم سے دوری اختیار کرتا ہون بیشک
اللہ پاک خوب دیکھنے والا ہے سارے بندون کو پس وہ راہ بتاتا ہے اُسکو جو راہ بتانے کا مستحق ہے اور بہکاتا
ہے اُسکو جو بہکانے کے لائق ہے حجت بالغہ و حکمت تامہ و قدرت نافذہ اُسی کو ہے پھر بچا لیا اُسکو اللہ نے بُرے
داؤن سے جو کرتے تھے یعنی دنیا و آخرت مین دنیا مین تو یون کہ حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ اُسکو نجات
دی اور آخرت مین یون کہ جنت عطا فرمائی اور اُلٹ پڑا فرعون والون پر بُری طرح کا عذاب وہ یہی اُنکا دنیا مین

دریا مین پہر وہان سے نقل کرتا ہے طرف دوزخ کے اس لیے کہ انکی روحین پیش کی جاتی ہین آگ پر صبح وشام
قیامت قائم ہونے تک پہر جب قیامت کا دن ہوگا تو انکی روحین اور جسم آگ مین جمع ہوجاینگے اسی لیے یون
فرمایا ہے اور جس دن قائم ہوگی قیامت داخل کرو فرعون والون کو اشد عذاب مین یعنی ایسا عذاب جو کہ سخت
تر ہے درد والم مین اور بزرگ تر ہے نکال مین اہل سنت کثرہم اللہ تعالی نے جو استدلال کیا ہے
عذاب برزخ پر قبور مین سو یہ آیت یعنی قولہ تعالی اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا اس باب مین
ایک اصل کبیر ہے لیکن یہان ایک سوال ہے وہ یہ ہے کہ بیشک یہ آیت مکی ہے اور اس سے استدلال کیا
ہے عذاب قبر پر برزخ مین امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی
عورت انکی خدمت کیا کرتی تہی پس نہین کرتین حضرت عائشہ طرف اُسکے کوئی نیکی مگر وہ ان سے کہتی
وقاک اللہ عذاب القبر یعنی اللہ تمکو عذاب قبر سے بچائے مطلب یہ ہے جب وہ اُسکے ساتھ کچھ احسان کرتین تو
وہ یہی دعا دیتی تہی حضرت عائشہ فرماتی ہین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجہپر داخل ہوئے تو
مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا ہے واسطے قبر کے کوئی عذاب قبل روز قیامت کو آپنے فرمایا نہین کس نے
اسکا زعم کیا عرض کیا کہ اس یہودیہ نے مین نہین کرتی ہون طرف اسکے کوئی نیکی مگر وہ کہتی ہے وقاک اللہ عذاب
القبر آپنے فرمایا جہوٹ کہا یہود نے اور وہ اللہ پر بڑے جہوٹ باندہنے والے ہین نہین ہے کوئی عذاب
ورے روز قیامت کے پہر آپ ٹہیرے بعد اُس کے جس قدر چاہا اللہ نے کہ ٹہیرے پہر آپ نکلے ایک دن
دوپہر کے وقت اپنا کپڑا اوڑہے ہوئے سرخ ہو رہی تہین آپکی دونون آنکہین اور اپنی بلند آواز سے
ندا فرماتے تہے کہ قبر مثل ٹکڑون اندہیری رات کے ہے اے لوگو اگر تم جانو جو مین جانتا ہون تو روؤ
بہت اور ہنسو تہوڑا اے لوگو پناہ مانگو اللہ کے ساتھ عذاب قبر سے پس بے شک عذاب قبر کا حق ہے ک
هٰذَا اِسْنَادٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ امام احمد کا دوسرا لفظ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہے کہ ایک یہودی عورت نے ان سے سوال کیا تو انہون نے اُسکو دیا پس اُس نے
اُن سے کہا وقاک اللہ من عذاب القبر تو حضرت عائشہ نے اسکو اوپرا سمجہا پہر جب انہون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو دیکہا تو آپ سے عرض کیا پس آپنے فرمایا نہین حضرت عائشہ نے کہا پہر ہم سے فرمایا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد اس کے اور بیشک شان یہہ ہے کہ وحی کی گئی طرف میری کہ بیشک تم مفتون ہوتے
ہو اپنی قبرون مین وھذا ایضا علی شرطھما ابن کثیر کہتے ہین پہر کیا جمع ہے درمیان اس حدیث کے اور اس کے
کہ آیت مکی ہے اور اسمین دلالت ہے عذاب برزخ پر سو اسکا یہ جواب ہے کہ آیت اس کی دال ہے
کہ روحین صبح وشام آگ پر پیش کی جاتی ہین برزخ مین اور اسمین اس بات پر دلالت نہین ہے

کہ ارواح کا دردمند ہونا اُس دردمندی کا اتصال اُنکے جسمون کے ساتھہ ہوتا ہے جو کہ قبرون مین ہین کیونکہ ہوسکتا ہے
کہ یہہ روح کے ساتھہ مختص ہو اب حصول اسکا واسطے جسم کے برزخ مین اور دردمند ہونا جسم کا بسبب تالم روح کے
سوا اسپر دال نہین ہے مگر سنت جو کہ احادیث مرضیہ مین مذکور ہے جنکا ذکر آگے آتا ہے **کبھی** یون کہتے ہین کہ یہ آیت
جو دال ہے سو صرف عذاب کفار کے برزخ مین اور اس سے یہ نہین لازم آتا ہے کہ مومن عذاب کیا جائے اپنی قبر مین بسبب
کسی گناہ کے اسکی ادلہ مین سے ایک حدیث ہے جو امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انپر داخل ہوئے اور انکے پاس ایک عورت تھی یہود کی اور وہ کہہ رہی تھی کیا تو نے جانا کہ تم مفتون
ہوتے ہو اپنی قبرون مین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرائے اور فرمایا انما یفتن یہود یعنی مفتون تو یہود
ہوتے ہین حضرت عائشہ نے کہا پس ہم کئی رات ٹھہرے پھر آپ نے فرمایا خبردار بیشک تم مفتون ہوتے ہو قبرون مین
حضرت عائشہ نے فرمایا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد اسکے پناہ مانگتے تھے عذاب قبر سے وھکذا رواہ
مسلم بسندہ عن الزھری بہ **کبھی** یون کہتے ہین کہ یہ آیت دال ہے عذاب ارواح پر برزخ مین اور اس سے یہ نہین لازم
آتا ہے کہ وہ متصل ہو ساتھہ جسمون کے جو کہ اپنی قبرون مین ہین پھر جب یہ بات مین بخصوصہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی طرف وحی کی گئی تو آپنے اس سے پناہ مانگی واللہ سبحانہ وتعالی اعلم **بخاری** کا لفظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے یہ ہے کہ ایک یہودیہ انپر داخل ہوئی تو کہا نعوذ باللہ من عذاب القبر پس حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے عذاب قبر کا پوچھا تو آپنے فرمایا ہان عذاب قبر کا حق ہے حضرت عائشہ نے فرمایا پھر مین نے نہین
دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعد اسکے کہ کوئی نماز پڑھی ہو مگر پناہ مانگی عذاب قبر سے پس اس پر
کہ آپنے مبادرت فرمائی طرف تصدیق یہودیہ اس خبر مین اور اسپر تقریر کی اور سابق حدیثون مین یہ ہے کہ آپنے
اسکا انکار فرمایا یہان تک کہ آپکے پاس وحی آئی پس شاید یہ دونون وقصّے ہون واللہ سبحانہ تعالی اعلم حدیثین
عذاب قبر کی بہت سی ہین **قتادہ** نے غدوا وعشیا کی تفسیر مین کہا ہے صبح و شام جب تک کہ دنیا باقی رہیگی اُنکی
توبیخ و سرزنش کے واسطے اور انکو ذلیل کرنے کو اُن سے کہا جائیگا اے آل فرعون یہ تمہارے منازل ہین
ابن زید نے کہا وہ اسمین ہین آج یعنی انکو صبح لے جاتے ہین اور شام کو لے جاتے ہین یہان تک کہ قیامت
قائم ہو **ابن ابی حاتم** نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بیشک شہیدون کی روحین
سبز پرندون کے جوفون مین ہین چرتی ہین جنت مین جہان چاہتی ہین اور بیشک مومنین کے بچون کی روحین
چڑیون کے جوفون مین ہین چرتی ہین جنت مین جہان چاہتی ہین پھر پھر آتی ہین طرف قندیلون کے جو
کہ عرش مین لٹکی ہوئی ہین اور بیشک روحین آل فرعون کی سیاہ پرندون کے جوفون مین ہین صبح کو جاتی
ہین جہنم پر اور شام کو جاتی ہین اُس پر سو یہ ہے انکا عرض اور سدی نے بھی اسیطرح کہا ہے **حدیث اسرا**

مین بروایت ابوہارون عبدی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مروی ہے انمین
فرمایا ہے پہر مجہے لے گئے ایک خلق کثیر کے خلق اللہ سے کہ ہر مرد تہے ہر مرد ان مین کا شکم اسکا مثل خانہ سطبر کے
بند ہے جکڑے ہوئے طوقون سے آل فرعون کی گذرگاہ پر اور آل فرعون پیش کیے جاتے ہین آگ پر صبح وشام
اور جس دن قیامت قائم ہوگی داخل کرو آل فرعون کو سخت تر عذاب مین اور آل فرعون مثل ان اونٹون کے ہین
جنکو چراگاہ مین چرنے کو چہوڑتے ہین ہاتہہ پانون مارتے ہین پتہرون پر اور درختون پر اور عقل نہین رکہتے۔
ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
راوی ہین فرمایا نہین احسان کیا کسی محسن نے مسلم ہو یا کافر مگر اللہ تعالی اسکو ثواب دیگا کہا ہم نے عرض کیا
یا رسول اللہ کیا ہے ثواب دینا اللہ کا کافر کو تو فرمایا اگر اس نے صلہ رحم کیا یا کوئی صدقہ دیا یا کوئی نیکی کی تو
ثواب دیگا اسکو اللہ تبارک وتعالی مال واولاد وصحت اور مثل اسکے ہم نے عرض کیا پہر کیا ہے ثواب دینا
اسکا آخرت مین فرمایا عذابا دون العذاب یعنی عذاب کی کمی ہوگی اور یہ آیت پڑہی ادخلوا آل فرعون اشد
العذاب رواہ البزار فی مسندہ عن زید بن اخرم ثم قال لا نعلم لہ اسنادا غیر ہذا **ابن جریر**
نے حماد بن محمد فزاری بلخی سے روایت کیا ہے کہا مین نے اوزاعی کو سنا اور ان سے ایک شخص نے پوچہا
پس کہا اللہ تجہپر رحم کرے ہم نے پرندون کو دیکہا ہے کہ وہ دریا سے نکلتے ہین ناحیہ بحر غربی کو سپید گروہ
گروہ ہوکر نہین جانتا ہے انکی گنتی کو مگر اللہ عز وجل پہر جب شام ہوتی ہے تو لوٹتے ہین مثل انکے سیاہ۔
قال وفطنتم الی ذلک قال نعم یعنی تم نے اس بات کو جانا ہے اس شخص نے کہا ہان اوزاعی نے فرمایا
بیشک یہ پرندے انکے پوٹون مین آل فرعون کی روحین ہین پیش کیے جاتے ہین آگ پر صبح وشام پہر وہ
لوٹتے ہین اپنے گہونسلون کی طرف اس حال مین کہ ان کے پر جل چکے اور سیاہ ہوگئے ہین پہر رات کو سفید پر
انپر اگ آتے ہین اور سیاہ جہڑ جاتے ہین پہر وہ صبح کو جاتے ہین غدوا وعشیا پہر
لوٹ آتے ہین طرف اپنے گہونسلون کے سو یہ ان کا طریقہ ہے دنیا مین پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی
فرمائے گا ادخلوا آل فرعون اشد العذاب کہا اور کہتے تہے کہ وہ چہہ لاکہہ آدمی لڑنے والے تہے **امام احمد** نے حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک ایک تمہارا
جبکہ مر گیا تو پیش کیا جاتا ہے اسپر ٹہکانا اسکا صبح اور شام اگر وہ اہل جنت سے ہے تو اہل جنت سے اور اگر اہل نار سے
ہے تو اہل نار سے پہر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹہکانا ہے یہان تک کہ اٹہاوے تجہکو اللہ عز وجل طرف اسکی قیامت کے
دن اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث مالک بہ کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہو کہ جملہ
ثانی مین حرف عطف کو ترک کیا اسلیے کہ وہ تفصیل ہے اجمال اول کی اور بیان حرف عطف ذکر کیا اسم اسلی

کہ یہ ندا ویسی نہین ہے کیونکہ یہ کلام اول وثانی کے مباین ہے پس اس مین واو عاطفہ کا لانا حسین ہوا اسی کو مثل زمخشری
نے بہی فرمایا ہے یا قوم مالی مین ندا کے مکرر لانے کا یہ فائدہ ہے کہ قوم کے ہوشیار کرنے مین اور خواب غفلت سے
اُن کے بیدار کرنے مین زیادتی ہوجاوے اور اسمین یہ ہی کہ مرد مومن آل فرعون سے ہو اور وہ اسکی قوم مین ہو معنی یہ ہین
کہ تم مجہے اپنی خبر دو کہ یہ کیسا حال ہے کہ مین تمکو بلاتا ہون اس طرف کہ اللہ تعالی پر ایمان لاکر اور اسکے رسولون کا کہا
مانکر آگ سے بچو اور جنت مین داخل ہو اور تم مجہے بلاتے ہو طرف آگ کی یہ سبب شرک کی جسکو تم مجہسے چاہتے ہو کسی نے کہا معنے
یہ ہین مالکم ادعوکم جیسے تو کہتا ہے مالی اراک حزینا اے مالک پہر دونون کی تفسیر کی پس کہا کہ تم بلاتے ہو مجہکو کہ
مین منکر ہوون اللہ کا اور شریک کرون اُس کے ساتہ اس شے کو جسکا مجہے کچہ علم نہین یعنی جسکو شریک ہونیکا واسطے
اللہ کے مجہہ کو کسی طرح کا علم نہین مراد نفی علم سے نفی معلوم کی ہے بالکل مراد معبود ہی اسکی عبادت کا کیا ذکر ہے
دوسرا تدعوننی بدل ہے پہلے سے بطور بیان کے جملہ فعلیہ مین اسپر دلالت ہے کہ انکا بلانا باطل ہے اُسکے واسطے کوئی
ثبوت نہین ہے اور انا ادعوکم مین جملہ اسمیہ اس لیے ہی کہ اسکی دعوت کے ثبوت وتقویت پر دال ہو معنی یہ ہین
اور مین بلاتا تمکو طرف اُس ذات مقدس کے جو کہ غالب ہے اپنے کام پر اور لینے انتقام لینے مین کافرون سے اور
بڑا بخشنے والا ہے مومن وتائب کے گناہ کو لا جرم کی تفسیر سورۂ ہود مین گزر چکی ہے جرم فعل ماضی بمعنی حق ہو اور
حرف لا جو اسپر داخل ہے واسطے نفی ورد کرنے اُس شی کے ہی جسکا انہون نے دعوی وزعم کیا ہے فاعل اس فعل کا
قوله انما تدعوننی الیه لیس له دعوة فی الدنیا ولا فی الاخرة یعنی تمہارا مجہکو بلانا اور تمہارا دعوی
وخیال مردود ہے حق وواجب وثابت یہ بات ہی کہ بیشک جس شے کی طرف تم مجہے بلاتے ہو اُسکے واسطے
کوئی بلاوا نہین دنیا مین وآخرت مین مطلب کہ اسکی دعوت کا بطلان حق وواجب ہے زجاج نے کہا معنی یہ ہین
نہین ہے واسطے اُس کے قبول کرنا کسی دعا کا جو نفع دے کسی نے کہا نہین ہی اسکے لیے کوئی بلانا جو اسکے واسطے الوہیت
کا موجب ہو کلبی نے کہا نہین ہے واسطے اسکے کوئی شفاعت کلمہ ما بمعنی الذی ہی تو اسکا حق یہ تہا کہ نون سے جدا لکہا
جاتا جیسا کہ قاعدہ ہے لیکن مصحف امام مین نون کے ساتہ ہی لکہا ہوا ہے جیسا کہ ابن جزری نے اسطرف
اشارہ کیا ہے وان مردنا الی الله معطوف ہے انما پر یعنی اور حق وواجب بات ہے کہ بیشک ہمارا مرجع ومصیر یعنے
پہر جانا طرف اللہ کے ہے اول تو مرکر پہر آخر کو مبعوث ہوکر پس وہ جزا دیگا ہر ایک کو اُس خیر وشر کی جسکا وہ مستحق
ہے وان المسرفین هم اصحاب النار بہی انما پر معطوف ہے یعنی اور حق وواجب بات ہے کہ بیشک کثرت
سے کرنے والے معاصی اللہ کے وہی ہین دوزخ کے مصاحب قتادہ وابن سیرین نے کہا کہ مراد مسرفین سے مشرک
ہین مجاہد وشعبی نے کہا کہ سفہا بکثرت سے ناحق خونریزی کرنے والے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول
بہی یہی ہے عکرمہ نے کہا کہ جبارین متکبرین ہین کسی نے کہا وہ ہین جو کہ اللہ پاک کی حدود سے آگے بڑہتے ہین

ایک ایسا کلمہ ہے کہ یہ سب لی اس مین داخل ہین پہر جب مرد مومن وعظ کرتے کرتے یہان تک پہونچا تو اپنی بات
کو ایک خاتمہ لطیف سے ختم کیا پس کہا فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ یعنی آیندہ تم یاد کروگے اُس بات کو جو
مین تم سے کہتا ہون جبکہ تم پر عذاب نازل ہوگا اور جان لوگے کہ یہی تمہارے وعظ و نصیحت مین مبالغہ کیا یہ
ایک عجیب مجمل مبہم کلام ہے اس ابہام و اجمال مین وہ تخویف و تہدید ہے جو مخفی نہین ہے قولہ وَأُفَوِّضُ
أَمْرِي إِلَى اللَّهِ کلام مستانف ہے یعنی مین توکل کرتا ہون اللہ پر اور اپنا کام اسکو سونپتا ہون کہتے ہین یہ اُس نے
جب کہا کہ اسکو ایذا دینے کا ارادہ کیا مقاتل نے کہا کہ یہ مومن پہاڑ کی طرف بہاگا تو اسکو طلب کیا پس اُسپر
قابو نہ پایا کسی نے کہا کہ قائل اس قول کے حضرت موسی علیہ السلام ہین والاول اولی إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ
بیشک اللہ پاک کو بندونکی خوب خبر ہے محق کو مبطل سے جانتا ہے فَوَقَاهُ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا یعنی جس مکر سے
مکر کا اُس کے ساتہ ارادہ کیا اور جس طرح طرح کے عذاب کرنے کا اپنے مخالف کے ساتہ قصد کیا اللہ پاک نے اُس
سب سے اُسکو بچایا قتادہ نے کہا کہ بنی اسرائیل کے ساتہ غرق سے اللہ تعالی نے اسکو نجات دی وَحَاقَ بِآلِ
فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ یعنی احاطہ کیا آل فرعون کا بُرے عذاب نے اور اُنپر نازل ہوا کسائی نے کہا جب
کوئی شے نازل و لازم ہو تو محاورے مین بولتے ہین حاق یحیق حیقا و حیوقا کلبی نے کہا کہ ڈوبے دریا مین اور
داخل ہوئے آگ مین مراد آل فرعون سے فرعون اور اُسکی قوم ہے اُسکی تصریح نہ کی اسلیئے کہ قوم کے ذکر سے اُسکے
ذکر کا استغنا ہوگیا کیونکہ وہ قوم سے بڑہکر عذاب کا مستحق تہا یا مراد آل فرعون سے خود فرعون ہے قول اول اولی
ہے اسلیئے کہ دنیا مین وہ سب غرق کے ساتہ عذاب کیے گئے اور آخرت مین آگ کے ساتہ معذب ہون گے اول
اللہ پاک نے سوء العذاب کو مجمل ذکر کیا پہر اُسکو بیان فرمایا النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا پس
رفع النار کا بنا بر بدل ہے سوء العذاب سے کسی نے کہا خبر ہے مبتدائے محذوف کی یا مبتدا ہے خبر اُسکی یعرضون ہے
لیکن اول اولی ہے اور اسی کو زجاج نے راجح کہا ہے آخیر کی دو وجہ پر جملہ مستانفہ جواب ہوگا سوال مقدر کا گویا کسی
نے کہا کہ سوء العذاب کیا ہے سو یہ اُسکا جواب ہے کہ النار کسی نے النار کو بنصب پڑہا ہے بر تقدیر فعل جسکی تفسیر یعرضون
کرتا ہے من حیث المعنی یعنی یصلون النار یعرضون علیہا یا بنا بر اختصاص فرا نے جر بہی جائز کہا ہے اس بنا پر
کہ عذاب سے بدل ہو معنی یہ ہین کہ پیش کی جاتی ہین روحین انکی نار پر صبح و شام اُن کے مرنے سے لیکر قیامت
قائم ہونے تک عرض سے مراد اُن کا جلانا ہے آگ سے محاورے مین یون ہے کہ جسوقت امیر قیدیون کو تلوار سے
قتل کرے تو اُس وقت کہتے ہین عرض الامیر الاساری علی السیف مطلب یہ کہ ان دو وقتون مین آگ سے انکو عذاب
کیا جاتا ہے اور اُن کے مابین مین یا تو اور جنس کے عذاب سے معذب ہوتے ہون یا انکو چہٹی ملتی ہو یہ بہی جائز
ہے کہ صبح و شام سے مراد دوام ہو بعض اہل علم نے اس آیت سے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے اعاذنا اللہ

تعالی منہ بشہ ذکر کئے ہین وبہ قال مجاہد وعکرمہ ومحمد بن کعب کلہم صاحب فتح البیان وترجمان القرآن رحمہ اللہ المنان
نے کتاب ثمار التنکیت فی شرح ابیات التثبیت مین اسکی خوب تحقیق فرمائی ہے جزاہ اللہ تعالی خیر الجزا ورحمہ رحمۃ واسعۃ
پہر جمہور اسطرف گئے ہین کہ یہ عرض برزخ مین ہے کسی نے کہا کہ آخرت مین فراء نے کہا کہ آیت مین تقدیم وتاخیر ہوگی
ای ادخلوا آل فرعون اشد العذاب النار یعرضون علیہا غدوا وعشیا حالانکہ اس تکلف کی طرف کوئی ملجی نہین ہے
اسواسطے کہ قولہ تعالی وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ مین واضح دلالت ہے
اسپر کہ یہ عرض جو ہوتی سو برزخ مین ہے یعنی جسدن قیامت قائم ہوگی تو فرشتون سے کہا جائیگا کہ داخل کرو آل فرعون
کو اشد العذاب مین مراد عذاب نار ہے کیونکہ یہ زیادہ تر سخت ہے اُس عذاب سے جسمین وہ تہے کسی نے کہا کہ مراد
انواع عذاب ہین بعض انواع بعض سے سخت تر ہین سوائے اُن نوعون کے جن کے ساتہ وہ معذب ہوتے تہے جیسے
کہ غرق کیے گئے حمزہ وکسائی ونافع وحفص نے ادخلوا بقطع ہمزہ وکسر خا پڑہا ہے یہ قرارت بر تقدیر قول ہے جیسا
کہ ترجمہ مین گذرا ہے باقی قراء نے ادخلوا بہمزہ وصل پڑہا ہے دخل یدخل سے اس مین امر ہے آل فرعون کو
دخول کا بتقدیر حرف ندا اے ادخلوا یا آل فرعون اشد العذاب یعنی داخل ہو اے آل فرعون سخت سے سخت عذاب
مین بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے آل فرعون کے قصے کو آیت مذکور پر ختم کیا اور اس مین احوال نار کا بیان آگیا تو
بعد اُس کے اُن مناظرون کا قصہ ذکر فرمایا جو درمیان رؤسا واتباع کے ہونگے پس ارشاد کیا وَاِذْ يَتَحَاۗجُّوْنَ

فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا
مِّنَ النَّارِ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ وَقَالَ الَّذِيْنَ
فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا بَلٰى قَالُوْا فَادْعُوْا وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۵ اور جب آپس مین جہگڑین گے آگ
مین پہر کہین گے کمزور غرور کرنے والون کو ہم تہے تمہارے پیچہے پہر کچہ تم ہم پر سے اُٹہا لوگے حصہ آگ کا کہینگے جو غرور کرتی
تہے ہم سب ہی پڑے ہین اُسمین اللہ فیصلہ کرچکا بندون مین اور کہین گے جو لوگ پڑے ہین آگ مین دوزخ کے
دارونغون کو مانگو اپنے رب سے کہ ہم پر ہلکا کرے ایکدن تہوڑا عذاب وہ بولے کیا نہ آتے تہے تم پاس تمہارے رسول
کہلی نشانیان لے کر کہینگے کیون نہین بولے پہر پکارو اور کچہ نہین پکارنا کافرون کا مگر بہٹکنا ف۱ یعنی اب
جگہ نہین رہی کہ کوئی کسی کے کام آوے ف۲ دوزخ کے فرشتے کہین گے سفارش کرنی ہمارا کام نہین ہم تو
عذاب پر مقرر ہین سفارش کام ہے رسولون کا سو رسولون سے تم برخلاف رہے تہے انتہی ف اللہ پاک
خبر دیتا ہے اہل نار کے باہم حجت کرنے کی نار مین اور انکے جہگڑنیکی فرعون اور اُسکی قوم بہی انکے جملے سے ہین
پس اتباع کہینگے اپنے پیشواؤن اور سردارون اور بڑون سے کہ ہم تو تمہاری تابع تہے یعنی دنیا مین جس کفر وگمراہی

ع ۱۳

کی طرف تم نے ہم کو بُلایا ہم نے اس مین تمہاری اطاعت کی سو کیا تم ہو دفع کرنے والے ہم سے کوئی حصہ آگ کا کہ اسکو ہم
سے اُٹھا لو تو وہ کہینگے کہ ہم سب اس مین ہین یعنی ہم تم سے کچھہ نہ اُٹھا ئینگے ہم کو تو وہی عذاب و نکال کافی ہے جو ہمارے
پاس ہے اور جسکو ہم نے اُٹھایا ہے اللہ تو فیصلہ کر چکا بندون مین یعنی اسنے ہم مین عذاب بانٹ دیا بقدر اسکے جسکا ہم
مین سے ہر ایک مستحق ہے کما قال تعالی لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ اور جب دوزخیون نے یہ بات
جان لی کہ اللہ عزوجل اُنکی دعا نہ سُنیگا اور نہ قبول کریگا بلکہ وہ تو یون فرما چکا کہ اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ
تو خازنون سے جو کہ مثل داروغون کے ہین واسطے اہل نار کے یہہ سوال کرینگے کہ وہ اُن کو واسطے اللہ تعالی سے دعا
کرین اس بات مین کہ کافرون سے عذاب کی تخفیف کرے گو ایک ہی دن کی ہو تو خازن لوگ اُنپر رد کر کے یون
کہینگے کیا تم یہہ کہتے ہو اور نہین آتے تہے تمہارے پاس رسول تمہاری بینا بیان کر یعنی کیا تحقیق تم نہین ہو چکین تم
پر دنیا مین رسولون کی زبان پر کہینگے کیون نہین فرشتے کہینگے پہر تم پکارو یعنی اب خود تم اپنے واسطے دعا کرو ہم
تو نہ تمہارے واسطے دعا کرین نہ تمہاری بات سنین نہ تمہاری خلاصی کو دوست رکہین اور ہم تو تم سے بیزار ہین پہر
ہم تمکو یہ خبر دیئے دیتے ہین کہ تم پکارو یا نہ پکارو دونون برابر ہین نہ تمہاری دعا قبول ہوگی نہ تم سے تخفیف کیجائیگی
اسی لیے فرشتون نے یون کہا اور نہین ہے پکارنا کافرون کا مگر ضلال مین یعنی جانے مین بغیر قبول و ستجابت ہو گا
بیکار جائے گا کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہہ ہے کہ کلمہ اذ ظرف ہوا ذکر محذوف سے منصوب
ہے حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خطاب ہے کہ نار مین کفار کے باہم جہگڑنیکا وقت اپنی قوم سے ذکر کر پہر اللہ
پاک نے اس جہگڑنے کو بیان فرمایا کہ وہان کیون جہگڑین گے ضعیف کمزور تابع لوگ کہین گے اُن لوگون سے
جنہون نے انبیا کے واسطے فرمانبردار ہونے اور پیروی کرنے سے تکبر کیا یہ لوگ کفر کے سردار ہین کہ ہم تو تمہارے
تابع تہے سو تم نے ہم کو لے کر لوگون پر تکبر کیا اب کیا تم دفع کروگے ہم سے کوئی حصہ آگ کا یا اُسکو ہمارے ساتہ
اُٹھاؤگے تَبَعًا جمع ہے تابع کی جیسے خدم جمع ہے خادم کی یا مصدر ہے کہ اسم فاعل کے موقع مین واقع ہوا
ہے یعنی تابعین یا بنا بر حذف مضاف ہو ای ذوی تبع یعنی صاحب پیروی بصریون نے کہا ہے کہ تبع واحد و
جمع دونون ہوتا ہے کوفی کہتے ہین کہ جمع ہے اسکا واحد نہین ہے نصیبًا کا نصب فعل مقدر سے ہے
جسپر مغنون دال ہے اے ہل تدفعون عنا نصیبًا یا خود مغنون عامل ہو اس بنا پر کہ حاملون کے معنی کو متضمن
ہے اے ہل انتم حاملون عنا نصیبًا اور من النار صفت ہے نصیبًا کی اے نصیبًا کائنًا من النار جملہ قَالَ
الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَا مستانفہ جواب سوال مقدر ہے گویا کسی نے کہا کہ مستکبرین نے ضعفا
کو کیا جواب دیا سو یہ اسکا جواب ہے کہ انہون نے کہا کہ ہم سب اسمین ہین جمہور نے کل برفع پڑہا ہے بنا بر ابتدا
اور فیہا اسکی خبر ہے اور جملہ خبر ہے ان کی یہ قول اخفش کا ہے ابن سمیفع و عیسی بن عمر نے کلا بنصب پڑہا ہے

کسائی او فراء نے کہا کہ نصب اس بنا پر ہے کہ اسم اِنَّ کی تاکید ہے یعنی کلنا اور تنوین عوض ہے مضاف الیہ سے
کسی نے کہا کہ منصوب بنا بر حال ہے ابن مالک نے اسکو ترجیح دی ہے معنی یہ ہیں کہ بیشک ہم اور تم جمیعًا جہنم میں ہیں
پھر ہم کیونکر تم سے دفع کریں اور اگر ہم قادر ہوتے تو ہم اپنی ہی جانوں سے دفع کرتے بیشک اللہ فیصلہ کر چکا
ہے درمیان بندوں کے بایں طور کہ ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں سو اب کوئی کسی
سے کچھ دفع نہیں کر سکتا ہے پس اسوقت تابعین کو متبوعین سے یاس حاصل ہوگا تو سب کے سب خزنہ جہنم
کی طرف رجوع کرینگے اُن سے سوال کرینگے جیسا کہ اللہ پاک نے ذکر فرمایا ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ
الآیہ یعنی وہ کافر کہ جو نار میں ہیں اُن کے متکبر و ضعیف سب ملکر خزنہ جہنم سے کہیں گے کہ تم پکارو اپنے
رب کو کہ ہلکا کرے ہم سے ایک دن عذاب سے مراد یوم سے یہ ہے کہ کچھ عذاب بقدر ایک دن کے ایام دنیا
سے کیونکہ آخرت میں نہ رات ہو نہ دن خزنۃ جمع ہے خازن کی یہ وہ فرشتے ہیں جو تعذیب اہل نار کے
منتظم ہیں یہ بات کہ لِخَزَنَۃِ جَہَنَّمَ کہا لِخَزَنَتِہَا نہ کہا اسلیے ہے کہ جہنم کے ذکر میں تہویل و تفظیع ہے یا اس واسطے کہ نار
میں جو انکا محل ہے اسکا بیان کرنا منظور ہے کیونکہ جہنم بعید تر نار کا ہے نہ میں ماخوذ ہے اس قول سے کہ جس
کنوئیں کی تہ بعید ہوتی ہے اسکو بِئرِ جہنام بولتے ہیں اور جہنم میں بڑے عالی طاغی سرکش کافر ہیں پس شاید
جو فرشتے ان لوگوں کے عذاب پر مقرر ہیں انکی دعا زیادہ تر قبول ہوتی ہو بسبب انکو زیادہ قرب کے اللہ
پاک سے سو اسواسطے اہل نار نے اُن سے دعا طلب کرنے کا قصد کیا جملہ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ مستانفہ جواب سوال مقدر ہے او استفہام واسطے تقریع و توبیخ کے ہے یعنی فرشتوں نے توبیخ و سرزنش
کر کے اُنکو جواب دیا کیوں جی کیا نہیں آتے تھے تمہارے پاس رسول تمہاری کھلی نشانیاں لے کر قَالُوْا بَلٰی یعنے
بولے کیوں نہیں وہ انکو لے کر ہمارے پاس آئے سو ہم نے اُنکو جھٹلایا اور ہم نہ اُن پر ایمان لائے اور نہ اُن واضح
حجتوں پر جنکو وہ لے کر آئے پھر جب اقرار کیا تو خازنین جہنم نے اُن سے ٹھٹا کر کے کہا فَادْعُوْا یعنی جب بات
یوں ہے تو خود تم پکارو کیونکہ ہم دعا نہیں کرتے ہیں ایسے کے واسطے جو اللہ کا منکر ہوا اور اسکے رسولوں کو جھٹلایا
بعد اسکے کہ واضح دلیلیں لیکر آئے پھر انکو یہ خبر دی کہ انکی دعا کچھ نفع نہ دیگی پس کہا وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ
اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ اسے فی ضیاع و بطلان و خسار و تبار و انعدام یعنی دعا کافروں کی ضائع و باطل و منعدم ہے
اس میں انکو ناامید کرنا ہے قبول دعا سے کسی نے کہا کہ یہ آیت اللہ پاک کا قول ہے ہو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو خبر دیتا ہے اور قول مابعد کے ساتھ زیادہ تر مناسب ہے اسی پر محلی و شہاب بھی چلے ہیں اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ
اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝

هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ
اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ ہم مدد کرتے ہین اپنے رسولونکی
اور ایمان والونکی دنیا کے جیتے اور جسدن کہڑے ہونگے گواہ جسدن کام نہ آویگا منکرون کو ان کا بہانا اور انکو
پہٹکار ہے اور انکو برا گہر اور ہمنے دی موسیٰ کو راہ کی سوجہہ اور وارث کیا ہمنے بنی اسرائیل کو کتاب کا سجہاتی
اور سمجہاتی عقلمندون کو سو تو ٹہیرا رہ بیشک وعدہ اللہ کا ٹہیک ہے اور بخشوا اپنا گناہ اور پاکی بول اپنے رب
کی خوبیان شام کو اور صبح کو جو لوگ جہگڑتے ہین اللہ کی باتون مین بغیر کچہ سند جو پہنچی ہو انکو اور کچہ نہین انکے
جی مین غرور ہے کہ کبہی نہ پہونچینگے اس تک سو تو پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ ہے سنتا دیکہتا **ف** حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دن مین سو سو بار استغفار کرتے گناہ سے ہر جگہ سے قصور ہے اسکے موافق ہر کسی کو ضرور ہے
استغفار **ف** غرور یہ کہ اسکی بزرگی سے ہم اوپر ہین یہ ہوتا نہین انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین
ابو جعفر ابن جریر رحمہ اللہ تعالی نے انا لننصر رسلنا الآیہ کی تفسیر مین ایک سوال وارد کیا ہے پس کہا ہے
کہ یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ بعض انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کو تو انکی قوم نے بالکل مار ہی ڈالا جیسے حضرت یحیی
و حضرت زکریا و حضرت شعیا علیہم السلام اور بعض اپنی قوم کے درمیان سے نکل گئے یا تو ہجرت کرکے جیسے
حضرت ابرہیم علیہ السلام یا طرف آسمان کے جیسے حضرت عیسی علیہ السلام تو دنیا مین نصرت کہان ہوئی
پہر اسکے دو جواب دیئے ایک تو یہ ہے کہ خبر عام خارج ہوئی اور مراد اس سے بعض ہین کہا اور یہ بات لغت مین جائز ہے۔
دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد نصرت سے انکے واسطے بدلا لینا ہے اس سے جس نے انکو ایذا دی اور برابر ہے کہ یہ بدلا لینا انکے
حضور مین ہو یا انکی غیبت مین یا بعد انکی موت کے جیسا کہ حضرت یحیی و حضرت زکریا و حضرت شعیا علیہم السلام
کے قاتلوں کے ساتھ کیا کہ انکے دشمنون سے ان پر اس شخص کو مسلط کیا جس نے انکو ذلیل کیا اور ان کے خون بہائے
اور ذکر کیا ہے کہ نمرود کو اللہ تعالی نے عزیز مقتدر کا پکڑنا پکڑا اور رہے وہ لوگ یہود میں سے جنہوں نے حضرت مسیح
علیہ السلام کے سولی دینے کا قصد کیا سو انپر اللہ تعالی نے روم کو مسلط کیا پس انہون نے انکی اہانت کی اور انکو
ذلیل کیا اور اللہ تعالی نے روم کو انپر غلبہ فرمایا پہر یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام قیامت سے قبل عنقریب امام
عادل و حکم مقسط ہو کر نازل ہونگے تو مسیح دجال کو اور اسکے لشکرون کو جو کہ یہود سے ہونگے قتل کرینگے اور
خنزیر کو قتل کرینگے اور صلیب کو توڑینگے اور جزیہ موقوف کرینگے پہر قبول نکرینگے مگر اسلام اور یہ ایک
نصرت عظیم ہے یہ ہر زمانہ قدیم و جدید اللہ تعالی کی یہ سنت جاری ہے اپنی خلق مین کہ وہ اپنے مومن بندون کو
دنیا مین نصرت دیتا ہے اور جس نے انکو ایذا دی ہے اس سے ان کی آنکھون کو ٹہنڈا کرتا ہے دیکہو صحیح بخاری

مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ
فرماتا ہے مَنْ عَادَىٰ لِي وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِي بِالْحَرْبِ یعنی جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی تو مقرر وہ میرے
مقابلے مین آیا لڑنے کو **دوسری** حدیث شریف مین آیا ہے اِنِّي لَأَثْأَرُ لِأَوْلِيَائِي كَمَا يَثْأَرُ اللَّيْثُ لِلْحَرْبِ
یعنی بیشک مین البتہ خون کا بدلا طلب کرتا ہون واسطے اپنے اولیا کے جس طرح کہ شیر طلب کرتا ہے لڑائی کو اسی
لیے اللہ عز و جل نے قوم نوح و عاد و ثمود و اصحاب رس و قوم لوط و اہل مدین کو ہلاک کر ڈالا اور انکی مثل اور لوگ جنہون
نے رسولون کی تکذیب کی اور حق کے مخالف ہوئے اور اللہ پاک نے اُن مین سے مومنون کو بچا لیا تو اُن مین سے کسی کو
ہلاک نہ کیا اور کافرون کو عذاب کیا پھر اُن مین سے کسی کو نہ چھوڑا **سُدّی** نے کہا اللہ عز و جل نے کبھی کوئی رسول نہین
بھیجا طرف کسی قوم کے کہ وہ اُسے قتل کرین یا مومنون مین سے کسی قوم کو کہ حق کی طرف بلاتے ہون تو مار ڈالے جائین
پھر وہ قرن جاتا رہے یہان تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بھیجے واسطے اُن کے اُس شخص کو جو انکی مدد کرے پھر اُنکے
خون طلب کرے اُس سے جس نے اُن کے ساتھ دنیا مین یہ کیا کہا پس انبیا و مومنین دنیا مین قتل کیے جاتے تھے اور وہ اُس
مین منصور ہوتے تھے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اور آپکے اصحاب
کو نصرت دی اُس شخص پر جس نے آپکی مخالفت کی اور آپسے عداوت اور دشمنی کی اور آپکو جھٹلایا پھر آپ ہی کا قول
بالا کیا اور آپ ہی کے دین کو سارے دینون پر غالب فرمایا اور آپکو اپنی قوم کے درمیان سے مدینہ منورہ کی طرف
ہجرت کرنے کا حکم دیا اور وہان آپکے واسطے انصار و اعوان کر دیے پھر بدر کے دن مشرکون کی مونڈیہ آپکو عطا کیے
پھر آپکو اُن پر نصرت دی اور اُنکو ذلیل و خوار کیا اور اُنکے متوذہ لوگون کو قتل اور سردارون کو قید کر لیا پھر اُنکو طوق و زنجیر
مین ناتھ کر کے لائے پھر اُن سے فدیہ لے کر اُن پر منت رکھی پھر تھوڑی مدت کے بعد مکہ کو آپ پر مفتوح کر دیا تو آپکی چشم
مبارک اپنے شہر سے ٹھنڈی ہو گئی یہ شہر وہی بلد محرم و حرام و مشرف و معظم ہے پھر اللہ پاک نے آپکے سبب سے اُسکو
چھڑایا اُس کفر و شرک سے جو اسمین تہا اور یمن مین آپکے واسطے فتح کر دیا پورا جزیرہ عرب آپکا مطیع و منقاد ہو گیا
اور جوق جوق لوگ اللہ کے دین مین داخل ہو گئے پھر اللہ پاک نے آپکو اپنی طرف مقبوض کیا واسطے اُس کرامت عظیم کے
جو اُسکے پاس آپکے لیے مہیا تھی پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم کو آپکے بعد خلفا قائم کیا تو انہون
نے آپکی طرف سے اللہ عز و جل کا دین پہونچایا اور اللہ تعالیٰ کے بندون کو اللہ سبحانہ کی طرف بلایا اور بلاد و رساتیق و
اقالیم و مدائن و قریٰ و فلوات فتح کیے یہان تک کہ دعوت محمدیہ مشارق و مغارب مین مین پھیل گئی پھر یہ دین متین
تا قیام قیامت ہمیشہ قائم و منصور و ظاہر و غالب رہیگا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا
وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ یعنی اور قیامت کے دن نصرت اعظم و اکبر و اجل
ہوگی **مجاہد** نے کہا اشہاد ملائکہ ہین قولہ تعالیٰ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الآية بدل ہے یوم یقوم الاشہاد سے اور لوگون نے

یوم کو برفع پڑھا ہے گویا یوم لاینفع سے یوم یقوم الاشہاد کی تفسیر کی ہو یعنی یوم یقوم الاشہاد وہ دن ہو جس مین نفع
نہ دیگی ظالمون کو مراد مشرکین ہین معذرت اُنکی یعنی اُن سے کوئی عذر مقبول نہ ہوگا اور نہ کچھ فدیہ آور اُنکو واسطے
لعنت ہے یعنی دور کرنا اور بیگانا رحمت سے اور واسطے اُن کی بُرا گہر ہے یعنی آگ قالہ السُّدی نار بُری منزل اور بُری خوابگاہ
ہے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لہم سوء الدار سوء العاقبۃ یعنی بد انجام ہدی سے مراد
ہدایت و نور ہے جسکو دیکر اللہ عز وجل نے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا وَاَوْرَثْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَ
یعنی ہم نے اُنکے واسطے نیک انجام کیا اور فرعون کے بلاد و اموال وحوصل و زمین کا اُنکو وارث بنایا بسبب
اسکے کہ انہون نے اللہ تبارک و تعالی کی طاعت پر اور اُسکے رسول موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی اتباع پر صبر کیا
اور جس کتاب کے وہ وارث کیے گئے یعنی توریت شریف اُسمین ہدی و ذکریٰ ہے واسطے اولی الالباب کی یعنی اُنکے
لیے جن کے عقول صحیح و سلیم ہین قولہ عز وجل فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو
صبر کر بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے ہم نے تجھسے وعدہ کیا ہے کہ ہم عنقریب تیرا بول بالا کرینگے اور تیرے
واسطے اور اُن کے جنہون نے تیری پیروی کی انجام نیک ٹھیر اینگے اور اللہ خلاف وعدہ نہین کرتا ہے یہ
بات جسکی ہم نے تجھے خبر دی حق ہے اس مین کسی طرح کا شک شبہہ نہین ہے قولہ تعالی وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ
یعنی مغفرت مانگ اپنے گناہ کی یہ امت کو آمادہ کرنا ہے استغفار پر عشی سے مراد اواخر نہار و اوائل لیل ہے اور
ابکار اوائل نہار و اواخر لیل ہے قولہ تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ الآیہ کے یہ معنی ہین کہ بیشک وہ
لوگ جو دفع کرتے ہین حق کو باطل سے اور صحیح حجتون کو رد کرتے ہین فاسد شبہون سے بغیر کسی برہان حجت
کے جو اللہ پاک کی طرف سے ہو نہین ہے اُن کے سینون مین مگر تکبر حق کی پیروی کرنے پر اور حقیر جاننا اُس شخص کو
جو کہ اُس حق کو اُنکے پاس لایا حالانکہ حق کے پست کرنے اور باطل کے بلند کرنے کا جو وہ قصد کرتے
ہین ہرگز اُنکو حاصل ہونیوالا نہین ہے بلکہ حق ہی بلند ہوگا اور اُنکا قول و قصد پست پس تو پناہ مانگ
ساتھ اللہ کے ایسے لوگون کے حال سے بیشک وہ بڑا سُننے والا دیکھنے والا ہے یا ان جیسے مجادلین کے
شر سے پناہ مانگ جو کہ جھگڑتے ہین اللہ کی باتون مین بدون کسی دلیل کے یہ تو تفسیر ابن جریر کا بیان ہے
کعب و ابو العالیہ نے کہا کہ ان الذین یجادلون الآیہ یہود کے حق مین نازل ہوئی ہے۔ ابو العالیہ نے کہا
یہ اس لیے ہے کہ یہود نے دعوی کیا کہ دجال اُن مین سے ہے اور وہ اسکی وجہ سے زمین کے مالک ہونگے پس اللہ تعالی
نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ امر فرمایا کہ فتنہ دجال سے پناہ مانگین اور اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا فاستعذ
باللہ الآیہ اور یہ قول غریب ہے اسمین تعسف بعید ہے یعنی دور کا تکلف گو ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب مین اسکو
روایت کیا ہے واللہ سبحانہ تعالی اعلم ف فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہے کہ جملہ انا لننصر رسلنا والذین امنوا

مستانفہ ہے طرف سی اللہ پاک کے موصول محل نصب مین ہے معطوف ہے رسلنا پر یعنی البتہ ہم فتح دیتے ہین اپنے رسولون کو اور فتح دیتے ہین اُن لوگون کو جو اُن کے ساتہ ایمان لائے متعلق ہے کہ ہم اُنکو غالب و قاہر کرتے ہین اُنکے دشمنون پر زندگی دنیا مین باین طور کہ اللہ پاک نے اُن کو خوگر کر رکہا ہے ہسکا کہ انکا انتقام لیتا ہے اُن کے دشمنون سے ساتہہ قتل و سلب و اسر کے کسی نے کہا ساتہ غلبۂ قہر کے کسی نے کہا ساتہ حجت کے کسی نے کہا یون انتقام لیتا ہے کہ دشمنون کا بالکل استیصال کردیتا ہے اگرچہ بعض وقت بطور امتحان اللہ عز وجل کی طرف سے دنیا مین مغلوب ہوجاتے ہین اور انجام نیک انہین کو ہوتا ہے جس طرح کہ اللہ پاک نے حضرت یحیی بن زکریا علیہما السلام کی نصرت فرمائی جبکہ وہ قتل ہوئے اس لیے کہ اُن کے بدلے ستر ہزار کو قتل کیا اور جس طرح کہ حضرت امام حسین بن علیؓ کی نصرت فرمائی کہ انکی شہادت کے بعد بہی ستر ہزار کو قتل کیا ابو الدرداؓ ابنی مسنے ادی ہین کہ آپنے فرمایا جو شخص دکرے اپنے بہائی کی آبرو سے تو دُور کریگا اللہ اُس سے جہنم کی آگ کو قیامت کے دن پہر یہہ آیت پڑہی انا لننصر الآیہ اخرجہ احمد والترمذی وحسنہ و ابن ابی الدنیا والطبرانی وابن مردویۃ والبیہقی فی الشعب اخرج ابن مردویۃ من حدیث ابی ہریرۃ مثلہ **قولہ تعالی** وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ اشہاد سے مراد روز قیامت ہے زید بن اسلم نے کہا کہ اشہاد ملائکہ و نبیین و مومنین ہین مجاہد و سدی نے کہا کہ ملائکہ ہین گواہی دینگے واسطے انبیا کے رسالت پہونچانیکی اور امتون پر تکذیب کی کسی نے کہا کہ ملائکہ حافظین گواہی دینگے نبی آدم پر اُن اعمال کی جو اُنہون نے کیے اور اسی طرح جوارح و اعضا انپر گواہی دین گے اُس کام کی جو کیا **زجاج** نے کہا اشہاد جمع ہے شاہد کی جیسے صاحب و اصحاب **نحاس** نے کہا کہ باب فاعل کا نہین ہے کہ افعال پر جمع کیا جائے اور نہ اُسپر قیاس کیا جاتا ہے لیکن جو اس سے سنا ہوا آیا ہے وہ اُسی مسموع پر اداکیا جائے گا پس اس بنا پر اشہاد جمع شہید کی ہوگی جیسے شریف و اشراف بالجملہ اللہ پاک رسولون کی اور مومنین کی مدد کرتا ہے دنیا مین اور قیامت کو قیامت مین مدد کرنے کے یہ معنی ہین کہ انکو جنت مین داخل کرے گا اور اپنی کرامتون سے انکا اکرام فرمائیگا اور کفار کو اُنکے اعمال کا بدلا دیگا پہر لعنت کریگا اور دوزخ مین داخل کریگا یہ معنی ہین یوم لا ینفع الآیہ کے کہ لعنت تو دوری ہے رحمت سے اور سوء دار دوزخ ہے معذرت جو انکو نفع نہ دیگی سو اس لیے کہ وہ ایک عذر باطل و بہانہ بیکار و شبہہ مہمل ہے جمہور نے تنفع بتائے فوقیہ پڑہا ہے اور نافع اور کوفیون نے بیائے تحتیہ اور لغت مین یہ سب جائز ہے **نکتہ** اللہ پاک نے جو بجائے وفی الآخرۃ کے یوم یقوم الاشہاد فرمایا سو اس لیے کہ منظور اس بات کا بتانا ہے کہ بادشاہ عظیم جب کہ اپنے بعض اولیائے دولت کو حاضرین و جمع کثیر کے روبرو باکرام و تعظیم خاص کرتا ہے اور خلعت عنایت فرماتا ہے تو اس مین زیادہ تر لذت و بہجت ہوتی ہے بہ نسبت اُس کے کہ تنہائی مین اعزاز و اکرام کرے اشہاد سے مراد ہر وہ شخص ہے جو کہ قیامت کے دن اعمال عباد کی گواہی دیگا ملائکہ و

انبیا و مؤمنین مین سے فرشتے تو کرام کاتبین ہین جو مشاہدہ کیا اُسکی گواہی دینگے اور انبیا اسلیے حاضر ہونگے کہ
امتون پر تصدیق و تکذیب کی گواہی دین قال تعالی فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ
عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا اور مومنین بہی لوگون پر گواہی دینگے قال تعالی وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا
شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا اہم اللہ پاک نے یہ بیان فرمایا کہ قیامت کے
دن انبیا کی تکریم و تشریف یون ہوگی کہ اس مین اُن کے دشمنون کو تین امر حاصل ہونگے ایک تو یہ کہ بالکل انکا
عذر مقبول نہ ہوگا دوسرا یہ کہ لعنت انہین مین منحصر ہوگی اسی لیے لہم اللعنۃ فرمایا ہے لعنت سے مراد اہانت اذلال
ہے تیسرا یہ ہے کہ سوء الدار یعنی جہنم مختص انہین کے ساتہہ ہوگا مقصود اکرام انبیا ہے زمانہ اہانت اعدا مین تعظیم
ثواب انبیا علیہم الصلوۃ والسلام ہے اس لیے کہ بِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْاَشْيَآءُ سفیدی کی خوبی سیاہی کے مقابلہ
مین خوب نظر آتی ہے **بالجملہ** چونکہ نصر انبیا و مومنین کا ذکر ہو رہا ہے اس لیے اسکی ایک نظیر بیان
کو فرمائی وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى الآیہ یعنی البتہ تحقیق دی ہم نے موسی کو ہدایت مراد ہدیٰ سے توریت
و نبوت ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ مقاتل نے کہا ہدی ضلالت سے یعنی
توریت اور وارث کیا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا یعنی بعد اُس کے جس مین وہ تہے کتاب سے مراد توریت
وارث کرنیکے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نے جب موسی علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی تو بعد انکے وہ بنی اسرائیل مین
باقی رہی اور خلف سلف سے اُسکے وارث ہوتے چلے آئے کسی نے کہا مراد کتاب سے ساری کتابین ہین جو کہ بعد موت
حضرت موسی علیہ السلام کے انبیائے بنی اسرائیل پر نازل کی گئین **ہدی و ذکری** یا تو مفعول لہ ہین یعنی
ہم نے انکو وارث کیا کتاب کا واسطے ہدایت کرنے کے اور یاد کرنے کے یا دونون حال ہین بمعنی اسم فاعل یعنی درانحالیکہ
حال کہ وہ کتاب ہادی و مذکر و مرشد ہے واسطے سلیم عقل والون کو **فرق درمیان** ہدی و ذکری کے یہ ہے کہ ہدی
تو وہ شے ہے جو دلیل ہو کسی دوسری شے پر اسکی شرط سے یہ نہین ہے کہ یاد دلائے کسی اور شے کو جو معلوم
تہی پہر وہ بہلادی گئی اور ذکری وہ شے ہے جو اس قسم کی ہوتی ہے انبیا علیہم السلام کی کتابین انہین دو قسمون
پر مشتمل ہین کیونکہ بعض تو فی نفسہ دلائل ہین اور بعض مذکر ہین اُس شے کی جو اگلی کتب الٰہیہ مین ہو فاصلہ درمیان
ہے انا لننصر رسلنا پر اور ولقد آتینا موسی الہدی مثل جملہ معترضہ ہو نصرت رسل کو بیان و تاکید کے واسطے لایا گیا ہے
گویا یون کہا کہ جب تو نصرت رسل کو سن چکا جسکا ہمنے وعدہ کیا اور جو کچہ ہمنے موسی کے ساتہہ کیا کہ ہمنے انکو ہدایت دی تہی اور فرعون
پر نصرت پانے کی دی اور بعد اُس کے بنی اسرائیل مین اُس کی ہدایت کے آثار باقی رکہے تو اب
تو اس بات کو جان رکہہ کہ بیشک اللہ تعالی تجہکو نصرت دینے والا ہے جیسے اُن کو نصرت دی اور
صبر کر مشرکون کی ایذا پر کیونکہ انجام نیک تیرے واسطے ہے بے شک اللہ کا

[illegible]

وعدہ جو اپنے رسولوں سے کیا ہے حق ہے انمین کچھ خلاف نہین ہے اور نہ اُس کے وقوع مین کچھ شک ہے
جیسا کہ اس آیت مین ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا اور اس آیت مین وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ
اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ **کلبی** نے کہا کہ آیت قتال نے آیت صبر کو منسوخ
کردیا پھر اللہ پاک نے آپ کو استغفار کا حکم دیا ارشاد فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ کہا ہے کہ مضاف محذوف ہے
اے لذنب امتك یعنی مغفرت مانگ واسطے گناہ اپنی امت کے کسی نے کہا کہ ذنب سے مراد صغائر ہین اُس شخص کے
نزدیک جو کہ صغائر کو انبیا پر جائز رکہتا ہے اور جو شخص صغائر کو بہی جائز نہین رکہتا تو اُس کے نزدیک یہ امر مجرد
تعبد استغفار ہے واسطے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاکہ اس استغفار کی عبادت سے زیادہ ثواب ملے یا اس لیے
ہے کہ اللہ پاک تو آپکے اگلے پچھلے سب گناہ بخش چکا ہے وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ کہ یہ معنی ہین کہ
ہمیشگی کر اللہ کے تنزیہ پر اُسکی حمد کے ساتہ متلبس ہو کر شام و صبح مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ تسبیح کر ساتہ حمد کے سبحان اللہ الحمد للہ ولا الہ الا اللہ
واللہ اکبر اللہ سبحانہ ساری بُرائیون سے پاک اور ساری خوبیون کے ساتہ موصوف ہے پس جمیع نقصانون سے
اُسکو مبرا و منزہ سمجہنا اور اُسکی پاکی بولنا تسبیح ہے اور کل کمالات کے ساتہ اُسکا وصف کرنا حمد ہے بحمد اللہ
نہ کہا بحمد ربک فرمایا اس لیے کہ اُسکی ربوبیت علت ہے حمد کی کیونکہ جو منعم حقیقی ہے جس کی تربیت شب و
روز ہر لحظہ پورے طور پر سارے عالم کی عموماً اور خواص کی خصوصاً ہو رہی ہے اُسکی حمد تو ضروری ہے اور
جب مزید انعام و اکرام ہے پس جب اُسکا انعام و دوام ہے تو تسبیح و حمد بہی مدام چاہیے کسی نے کہا کہ مراد
پانچون نمازین ہین عشی تو بعد زوال سے ہوتی ہے اسمین چار نمازین ہین اور ابکار فجر سے زوال تک اسمین
ایک نماز فجر ہے کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ نماز پڑہ ان دو وقتون مین نماز عصر کی اور فجر کی یہ قول حضرت حسن
و قتادہ کا ہے کسی نے کہا کہ یہ دو نمازین ہین دو رکعت تو صبح کو اور دو رکعت عشیہ کو یہ نماز قبل فرض ہونے
نماز پنجگانہ کے تہی بالجملہ جبکہ اللہ پاک نے مجادلین فی آیات اللہ پر رد کرنے کے ساتہ ابتدا کی تہی اور کلام
بعض بعض کے ساتہ بترتیب متقدم یہان تک متصل چلا آیا تو اب اُس علت پر تنبیہ فرمائی جو کہ اُس مجادلے پر کفار
کو باعث ہوتی ہے پس ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ الآیہ یعنی جو لوگ جہگڑتے ہین اللہ کی آیتون مین مراد
قرآن شریف ہے بغیر کسی ظاہر و واضح حجت کے جو اللہ پاک کی طرف سے انکے پاس آئی ہو نہین ہے انکے دلون مین مگر تکبر حق
سے جو کہ آمادہ کرتا ہے اُن کو تیری تکذیب پر ایسا تکبر جسکو وہ پہونچنے والے نہین ہین زجاج نے ببالغیہ مین مضاف
محذوف مانا ہے ای بالغی ارادتہم فیہ یعنی نہین پہونچنے والے ہین اپنے ارادے کو اُس تکبر مین وہ ارادہ یہی تعاظم
وریاست تقدم ہے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سو یہ ہونا نہین غیر زجاج نے کہا تقدیر یہ ہے بالغی کبرہم ابن قتیبہ نے
کہا یعنی تکبر آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور طمع اسکی کہ اُن پر غالب ہون حالانکہ وہ اس کو پہونچنے والے

نہین مین کسی نے کہا کہ مراد کبر سے امر کبیر ہے یعنی نبوت طلب کرتے ہین یا طالب ہین کسی امر کبیر قتل وغیرہ کے کہ جس کو
نجاسکے پہونچا ئین اور وہ اسکو نہ پہونچین گے مجاہد نے کہا معنی یہ ہین کہ اُن کے سینون مین ایک عظمت ہے کہ وہ اسکو
پہونچنے والے نہین ہین مجادلہ کو جو بغیر سلطان اتاہم کے ساتھ مقید کیا باوجود اسکے کہ اُس سلطان کا آنا محال ہے سو منظور
اس بات کا بتانا ہے کہ امر دین مین جو کلام کرنے والا ہے ضرور ہے کہ اُس کا استناد سلطان مبین کی طرف ہو مراد اس
آیت کریمہ سے مشرکین ہین کسی نے کہا یہود ابو العالیہ اسی کے قائل ہین کعب نے کہا کہ یہود کے حق مین نازل ہوئی
امر دجال کے باب مین جس کا وہ انتظار کرتے ہین ابو السعود فرماتے ہین یہ جدال کے حق مین عام ہے
کو مشرکین مکہ کے بارے مین نزول ہوا ہے یا محمد حبیب اللہ پاک نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی فرمائی
کہ جھگڑنے والے اپنی مراد کو نہ پہونچین گے تو اب آپ کو حکم دیا کہ اُن شرون سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگین
یہ فرمایا فاستعذ باللہ الآیہ یعنے ملتجی ہو طرف اللہ کے اُن کے شر و کید و بغی سے جو تجھ پر کرتے
ہین بیشک اللہ خوب سننے والا ہے اُنکی باتون کو اور خوب دیکھنے والا ہے اُن کے کامون کو اُن مین
سے اس پر کوئی چھپی شے چھپی نہین ہے چونکہ امر بعث و نشر اُن امور مین سے تہا جن مین کافر
لوگ جھگڑتے تھے اور جن کا انکار کرتے تھے بلکہ اُن کے ہر جھگڑے کی بنا اسی پر تہی اسلئے اللہ پاک
نے بعث کے حق ہونے پر حجت قائم کی پس ارشاد فرمایا لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا
تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ
اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ البتہ پیدا کرنا
آسمانون کا اور زمین کا بڑا ہے لوگون کے بنانے سے لیکن بہت لوگ نہین سمجھتے اور برابر نہین اندھا اور دیکھتا اور
نہ ایماندار جو بھلے کام کرتے ہین اور نہ بدکار تم تھوڑا سوچ کرتے ہو تحقیق وہ گھڑی آنی ہے اسمین شک ہوگا نہین ولیکن بہت
لوگ نہین مانتے اور کہتا ہے تمہارا رب مجھکو پکارو کہ پہونچون تمہاری پکار کو بیشک جو لوگ بڑائی کرتے ہین میری بندگی
سے اب پیٹھین گے دوزخ مین ذلیل ہوکر ف یعنی دوسری بار پیدا ہونا محال جانتے ہین ف یعنی ایک
دن چاہیے کہ ان کا فرق کہلے ف بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا نہ مانگنا غرور ہے اگر دنیا نہ مانگے
تو مغفرت ہی مانگے اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پکار کو پہونچتا ہے سو برحق بات ہے مگر یہ نہین کہ ہر بندے کی ہر
دعا قبول کرے اسکی مرضی موافق مالک ہے اپنی خوشی کرتا ہے انتہی ف اللہ پاک آگاہ فرماتا ہے اسپر کہ وہ
دوبارہ دیگا خلائق کو قیامت کے دن اور یہ کام اُسپر سہل و آسان ہے بایں طور کہ اُس نے آسمانون کو اور زمین
کو بنایا اور اُن کا پیدا کرنا بڑا ہے لوگون کے اول بار اور دوبارہ بنانے سے پس جو ذات پاک اُسپر

له دوسرا لفظ مجاہد ہے الا کبر اس عظمۃ زیش ۱۲ منہ

ع ۱۰ ۱۱

قادر ہوا ہے تو وہ اُس سے ادنیٰ پر بطریق اولیٰ و اَحریٰ قادر ہے کما قال تعالیٰ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی بَلٰٓی اِنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور یہان بعلاوہ فرمایا لخلق السموات والارض الآیہ یعنی اکثر اُسکو نہین جانتے ہین سو اسی لیے اس حجت کو سوچتے نہین ہین جسطرح کہ بہت سے عرب تھے اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ نے آسمانون کو اور زمین کو بنایا ہے اور استبعاد و کفر و عناد کی راہ سے معاد کا انکار کرتے تھے حالانکہ جس بات کا اقرار کر چکے وہ اولیٰ تھی اُس سے جسکا انکار کیا پھر اللہ پاک نے فرمایا وما یستوی الاعمی الآیہ یعنی جسطرح برابر نہین ہوتا ہے اندھا جو کسی شے کو نہین دیکھتا ہے اور جو کہ دیکھتا ہے اُس شے کو جس تک اُسکی نگاہ پہنچتی ہے بلکہ ان دونون مین بڑا فرق ہے اسیطرح برابر نہین ہین مومنین نیکوکار اور کفار بدکردار کیا کم سوچ کرتے ہین بہت سے لوگ پھر فرمایا بیشک قیامت آنے والی ہے یعنی ہو پڑنے والی ہے اسمین کچھ شک نہین ہے لیکن اکثر لوگ اُسکی تصدیق نہین کرتے بلکہ اُس کے ہونے کو جھٹلاتے ہین **مالک** اہل یمن کے ایک شیخ قدیم سے راوی ہین کہ وہ وہان سے آیا اُس نے کہا مین نے یہ سنا ہے کہ قیامت جب قریب ہو گی تو لوگون پر بلا سخت ہو گی اور سورج کی گرمی سخت ہو جاے گی واللہ اعلم اَخْرَجَهٗ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اللہ سبحانہ کے فضل و کرم کو تو دیکھو کہ اُس نے اپنے بندون کو اپنی دعا کی طرف بلایا اور اُنکے واسطے دعا قبول کرنے کا ضامن ہوا پس فرمایا ادعونی استجب لکم جسطرح کہ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے یَا مَنْ اَحَبُّ عِبَادِهٖ اِلَیْهِ مَنْ سَاَلَهٗ فَاَکْثَرَ سُؤَالَهٗ وَیَا مَنْ اَبْغَضُ عِبَادِهٖ اِلَیْهِ مَنْ لَّمْ یَسْاَلْهُ وَلَیْسَ اَحَدٌ کَذٰلِكَ غَیْرُكَ یَا رَبِّ یعنی اے وہ ذات کہ سب سے بڑھ کر محبوب بندہ اُسکو وہ جس نے اُس سے مانگا پھر خوب ہی مانگا اور اے وہ ذات کہ سب سے زیادہ مبغوض بندہ اُسکو وہ جس نے اُس سے نہ مانگا اور اے میرے رب تیرے سوا کوئی ایسا نہین ہے اسی معنی مین کوئی شاعر کہتا ہے ؎

اَللّٰہُ یَغْضَبُ اِنْ تَرَکْتَ سُؤَالَهٗ ‌ ‌ ‌ ‌ وَبُنَیُّ اٰدَمَ حِیْنَ یُسْئَلُ یَغْضَبُ

یعنی اللہ تو خفا ہوتا ہے اگر تو اس سے مانگنا چھوڑ دے اور بنی آدم سے جب کوئی مانگے تو خفا ہوتا ہے قتادہ کہتے ہین کعب احبار نے کہا ہے کہ اس امت کو تین چیزین ایسی ملی ہین کہ اس سے پہلے کسی امت کو نہین ملین مگر نبی کو جس وقت اللہ تعالیٰ کسی نبی کو بھیجتا تھا تو اُس سے فرماتا کہ تو گواہ ہے اپنی امت پر اور تمکو اُس نے گواہ بنایا ہے لوگون پر اور اُس سے کہا جاتا تھا کہ دین مین تجھپر کچھ حرج نہین ہے اور اُس نے اس امت کے واسطے یون فرمایا۔ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ اور اُس سے کہدیا جاتا تھا اُدْعُنِیْ اَسْتَجِبْ لَكَ یعنی تو مجھ سے دعا مانگ مین تیرے واسطے قبول کرونگا اور اُس نے اس امت سے فرمایا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اللہ عز و جل نے فرمایا ہے چار خصلتین ہین ایک اُن مین سے

واسطے میرے ہے اور ایک واسطے تیرے ہے اور ایک درمیان میرے اور تیرے اور ایک درمیان تیرے اور میرے
بندون کے پس وہ خصلت جو واسطے میرے ہے سو تو پوجے مجھکو شریک کرے میرے ساتھ کسی شے کو اور وہ خصلت
جو تیرے واسطے ہے تجھپر سو جو کوئی خیر تو کرے گا مین تجھے اُس کی جزا دونگا اور وہ جو درمیان میرے اور تیرے ہے
سو تجھسے دعا ہے اور مجھپر قبول کرنا اور وہ جو درمیان تیرے اور میرے بندون کے ہے سو تو پسند کر اُنکے واسطے جو
پسند کرتا ہے واسطے اپنے نفس کے رَوَاهُ الْحَافِظُ اَبُوْ يَعْلٰى عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ **نعمان بن بشیر** رضی اللہ عنہ کہتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ الدُّعَاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ یعنی بیشک دعا عبادت ہی ہے پہر یہ آیت پڑہی ادعونی تا داخرین رَوَاهُ
الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَهٰكَذَا رَوَاهُ اَصْحَابُ السُّنَنِ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَابْنُ
جَرِيْرٍ كُلُّهُمْ مِنْ حَدِيْثِ الْاَعْمَشِ بِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ
وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ جَرِيْرٍ اَيْضًا مِنْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشِ كِلَاهُمَا عَنْ ذَرٍّ بِهٖ وَكَذَا
رَوَاهُ ابْنُ يُوْنُسَ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ مِهْرَانَ حَدَّثَنَا النُّعْمَانُ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ
عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ ذَرٍّ بِهٖ وَرَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ فِيْ صَحِيْحَيْهِمَا وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
جو شخص دعا نہین کرتا ہے اللہ عز وجل سے تو وہ اُسپر خفا ہوتا ہے تَفَرَّدَ بِهٖ اَحْمَدُ وَهٰذَا اِسْنَادٌ لَا بَاْسَ
بِهٖ امام احمد کا دوسرا لفظ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا یہ ہے وَمَنْ لَمْ يَسْاَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ
یعنے جو شخص سوال نہین کرتا ہے اللہ سے تو وہ خفا ہوتا ہے اُسپر **حافظ ابو محمد حسن بن عبد الرحمن
رامہرمزی** نے محمد بن سعید سے روایت کیا ہے کہا جب محمد بن مسلمہ انصاری مرے تو ہم نے اُس کے
درایہ سقف مین ایک خط پایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ لِرَبِّكُمْ فِيْ بَقِيَّةِ اَيَّامِ دَهْرِكُمْ نَفَحَاتٍ فَتَعَرَّضُوْا لَهٗ لَعَلَّ دَعْوَةً اَنْ تُوَافِقَ رَحْمَةً
فَيَسْعَدَ بِهَا صَاحِبُهَا سَعَادَةً لَا يَخْسَرُ بَعْدَهَا اَبَدًا یعنے بیشک واسطے تمہارے رب کے تمہارے
زمانے کے بقیہ ایام مین رحمت کی ہوائین ہین سو تم اُن سے تعرض کرو یعنی اُنکے سامنے آؤ شاید کوئی دعا
اگر کسی رحمت کے موافق پڑجائے تو اُس کے سبب سے دعا والا ایسا سعادتمند ہوجائے کہ بعد اُس سعادت کے
پہر کبھی زیان کار نہ ہو قولہ تعالی اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ الآیہ یعنی جو لوگ تکبر کرتے ہین میری دعا و توحید
سے وہ عنقریب داخل ہونگے ذلیل وحقیر ہو کر جس طرح کہ امام احمد نے عن عمرو بن شعیب عن
ابیہ عن جدہ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ حشر کیے جائینگے تکبر کرنے والے

قیامت ابر ہوتا ہے وہ میون کی آدمیون کی صدرون مین چڑہتی ہوگی اُنپر ہر شئے ذلت سے یہان تک کے داخل ہونگے وسطے ایاسے قیدخانہ مین جہنم کے اندر جسکو بولس کہتے ہین چڑہے گی اُنکو آگون کی آگ پلائے جاوینگے طینۃ الخبال دوزخیون کے نچوڑ سے ابن ابی حاتم نے وہیب بن ورد سے روایت کیا ہے کہا مجہے ایک شخص نے حدیث کی اُس نے کہا مین ایک دن جاتا تہا ارض روم مین نے ایک ہاتف کو سنا کسی پہاڑ کی چوٹی سے اور وہ کہہ رہا ہے یَارَبِّ عَجِبْتُ لِمَنْ عَرَفَکَ کَیْفَ یَرْجُوْ اَحَدًا غَیْرَکَ یَارَبِّ عَجِبْتُ لِمَنْ عَرَفَکَ کَیْفَ یَطْلُبُ حَوَائِجَہٗ اِلٰی اَحَدٍ غَیْرِکَ اے میرے پروردگار یا لن ہار مین تعجب کرتا ہون اُس شخص سے جس نے تجہے پہچانا وہ کیونکر امید رکہتا ہے کسی سے تیرے سوا اے میرے رب مین تعجب کرتا ہون اُس شخص سے جس نے تجہے پہچانا وہ کیونکر طالب ہوتا ہے اپنی حاجتون کا طرف کسی کے سوا تیرے کہا پہر مین چلا پہر طامۂ کبریٰ آئی پہر دوبارہ اُس نے کہا یَارَبِّ عَجِبْتُ لِمَنْ عَرَفَکَ کَیْفَ یَتَعَرَّضُ لِشَیْءٍ مِّنْ سَخَطِکَ یُرْضِیْ غَیْرَکَ یعنی اے میرے رب مین تعجب کرتا ہون اُس شخص سے جس نے تجہے پہچانا وہ کیونکر تعرض کرتا ہے واسطے کسی شئے کے تیری خفگی سے راضی کرتا ہے تیرے غیر کو وہب نے کہا وہ طامۂ کبریٰ یہی کلمہ ہے کہا پہر مین نے اُسکو پکارا کہ تو کیا جنون مین کا ہے یا انسانون مین کا اُس نے کہا بلکہ مین انسانون مین کا ہون تو مشغول کر اپنے نفس کو ساتہ اُس چیز کے جو تجہے نفع دے اُس شئے سے جو تجہہ کو نفع نہ دے کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان واضح یہ ہے کہ پہلے پہل بدون سبق مادہ کے آسمان وزمین کا پیدا کرنا اعظم ہے نفوس مین اور بزرگتر ہے سینون مین لوگون کے دو بار پیدا کرنے سے اس لیے کہ زمین وآسمان کا جرم بڑا ہے اور بدون ستون کے قرار پذیر ہین اور افلاک تارون کو لیے چلتے ہین بدون کسی سبب کے اور زیادہ تر دشوار ہے باعتبار لوگون کی عادت کے کامون کے کرنے مین کہ بڑی شئے کے بنانے مین چہوٹی چیز کے بنانے سے مشقت زیادہ ہوتی ہے گو بہ نسبت اللہ پاک کی بڑی چہوٹی چیز کے بنانے مین کچہہ تفاوت نہین پس جب ایسی ایسی بڑی بڑی چیزین اللہ پاک کی بنائی رات دن دیکہہ رہے ہین پہر کیون بعث کا انکار کرتے ہین اور اس شئے کے زندہ کرنے کا جو کہ ہر طرح آسمان وزمین سے کمتر ہے کما قال تعالیٰ اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَہُمْ بَلٰی وَھُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ یحیی بن سلام نے کہا یہ آیت حجت قائم کرتا ہے منکرین بعث پر یعنے آسمان وزمین کا پیدا کرنا اکبر ہے لوگون کے دوبارہ پیدا کرنے سے ولیکن اکثر لوگ یعنے کفار مکہ نہین جانتے ہین اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کو اور اس بات کو کہ کوئی شئے اُسکو عاجز نہین کرتی ہے پس وہ تو مثل اندہے کے ہین اور جو شخص اسکو جانتا ہے وہ مثل

بینا کے ہے اسی لیے یون فرمایا وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ الآیہ چونکہ اللہ پاک نے جدال بالباطل کا ذکر
فرمایا اس لیے مبطل و محق کی ایک مثال بیان فرمائی اندہا اور دیکہتا دونون برابر نہین ہوتے ہین اندہا وہ
ہے جو باطل کے ساتہہ جہگڑتا ہے اور دیکہتا وہ ہے جو حق کے ساتہ جدال کرتا ہے یا اعمی وہ ہے جو کہ
اپنے مبدأ و معاد مین حق کے پہچاننے سے غافل ہے اور بصیر وہ ہے جو ان دونون کے پہچاننے مین
بصیرت والا ہے اور اسی لیے اعمی کو مقدم ذکر کیا ہے کیونکہ ماقبل مین جو کہ نفی نظر و تامل کی فرمائی ہے اُس کے
مناسب اعمی ہے اور بعد اس کے جو والذین آمنوا وعملوا الصلحت ولا المسئ مین مومنین کو مقدم کیا سو دو وجہ
سے ایک تو قرب بصیر کا دوسرے اُنکا شرف مسیٔ کا مقابل محسن ہوتا ہے محسن نیکوکار کو اور مسیٔ بدکار کو کہتے
ہین یعنی اور برابر نہین ہوتا ہے وہ شخص جو ایمان لا کر اور نیک کام کر کے نیکوکار رہوا ہے اور وہ شخص
جو کفر و معاصی کر کے بدکار رہوا ہے تو یہان تقابل اعمی کا ہے بصیر سے اور محسن کا مسیٔ سے تقابل تین طریق
پر آیا کرتا ہے۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ مناسب کے قریب وہ شے آئے جو اُس کے مناسب ہو جیسے یہ آیت
ہے کہ بصیر کی مناسبت سے محسن کو اُس کے بعد ذکر کیا جس طرح کہ اعمی کو لا یعلمون کی مناسبت سے بصیر پر مقدم
کیا ورنہ لا یستوی البصیر والاعمی والمحسن ولا المسیٔ ہوتا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دونون متقابل متاخر ہون جیسے
یہ آیت ہے مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ کَالْاَعْمٰی وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِیْرِ وَالسَّمِیْعِ تیسرا یہ ہے کہ اول کا مقابل مقدم
اور آخر کا مقابل موخر کیا جائے جیسے یہ آیت وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ
اور یہ سب تفنن ہے بلاغت مین کلمۂ لا کو جو ولا المسیٔ مین زیادہ کیا سو اس لیے کہ جب کلام بسبب صلہ کے
طویل ہو گیا تو محسن کا قسیم دور جا پڑا پس کلمۂ لا کو تاکید کے لیے اُس کے ساتہہ عود کر دیا کلمۂ لا جو درمیان
ہو فاعل فعل استوا کے واقع ہوتا ہے اس مین دو مذہب ہین اخفش کا یہ مذہب ہے کہ زائد ہوتا ہے جہان
کہین واقع ہو اور اُسپر یون استدلال کیا ہے کہ فعل استوا کا ثبوت ہو یا نفی نہین ہوتا ہے
مگر درمیان دو کے یا زیادہ کے اور اسی جہت سے اس کے فاعل پر عطف اور اُسکے اسناد طرف تثنیہ کے
یا جمع کے لازم ہوئی ہے اور دو متقابل مین سے ہر ایک کی طرف اُس کے اسناد تنہا درست نہین
ہے اس لیے کہ تنہا اُسکا قیام محال ہے پس اگر یون کہا جائے کہ لا یستوی زید ولا عمرو تو واجب ہے کہ لا
زائد ٹہیرایا جائے اور جمہور اس طرف گئے ہین کہ وہ زائد نہین ہے بلکہ اُسکو اس لیے لاتے ہین کہ فائدہ
دے نفی مساوات ہر ایک کا دو متقابل مین سے واسطے دوسرے کے اُن معانی و اوصاف مین جو اُسکے
ساتہہ خاص ہین اور آیت مین نفی مساوات محسن کی مسیٔ سے مراد ہے اُس حقارت و خواری مین جس کا
وہ مستحق ہے اور نفی مساوات مسیٔ کی محسن سے اُس فضل و کرامت مین جو اُس کے واسطے ہے گویا یون کہا

گیا کہ نہین برابر ہوتا ہے وہ مومن جس نے عمل صالح کیا اور مسیئی اور نہ مسیئی اور مومن برابر ہوتے ہین اگر کوئی
کہے کہ معطوف و معطوف علیہ مین مغایرت ہوتی ہے حالانکہ یہان اعمیٰ و بصیر اور محسن و مسیئی بالذات متحد ہین
پس عطف الذین کا کیونکر ٹہیک ہوگا تو کہین گے کہ گو باعتبار ذات متحد ہین لیکن بحسب وصف متغائر ہین اول
تو بصیر کا اعمیٰ پر عطف فرد بر فرد کر کے دونون کی برابری کی نفی کی پہر مجموع موصول کا اور جو اسپر عطف فرد بر فرد
کر کے معطوف ہے مجموع اعمیٰ و بصیر پر عطف کیا عطف شفع بر شفع کر کے تو اُس نے یہ فائدہ دیا کہ جسطرح فرد
فرد برابر نہیں ہین اسی طرح شفع شفع بہی برابر نہین ہین اس لیے کہ مجموع ثانی مغایر ہے مجموع اول
کا بحسب وصف گو بحسب ذات متحد ہین کیونکہ مجموع غافل و مستبصر وہ بعینہ مجموع محسن و مسیئی ہے مگر بحسب
وصف متغایر ہین اسواسطے کہ جن دو گروہ کے درمیان برابری کی گئی اُن کی تعبیر اولاً تو اعمیٰ و بصیر کیساتہ
کی اور ثانیا پیرایہ مومن و مسیئی فاجر مین اُنکو ادا کیا اور باہم اُن کے تغایر نہین ہے مگر بحسب وصف اس بنا پر
کہ مقصود بوصفین اولین مغایر مقصود بوصفین اخیرین ہے یا یون کہین گے کہ ایک شفع تو دال ہے وصف
مقصود پر صریحا اور دوسرا تمثیلاً **قوله تعالى** قَلِيلًا مَّا تَتَذَكَّرُونَ کو جمہور نے بیائے تحتیہ پڑہا ہے ابو حاتم
و ابو عبید نے اُسکو اختیار کیا ہے اس لیے اسکے قبل و بعد کلام کی بنا غیبت پر ہے خطاب پر نہین ہے اور
ضمیر راجع ہے طرف ناس کے جنکا ذکر و لکن اکثر الناس لا یعلمون مین ہے یا طرف کفار کے جو ان الذین
یجادلون سے سمجہے جاتے ہین قلیلاً صفت ہے مصدر محذوف کی اور کلمہ ما واسطے تاکید معنے قلت کے ہے
یعنی اگرچہ وہ یہ جانتے ہین کہ تبصر غفلت سے بہتر ہے اور یہ دونون برابر نہین ہین اور اسی طرح عمل صالح بہتر
ہے عمل فاسد سے مگر وہ اُسکو بہت ہی کم سوچتے ہین مراد یہ ہے کہ بالکل نہین سوچتے کوفیون
نے بتائے فوقیہ پڑہا ہے بنا بر خطاب بطور التفات اس کا فائدہ بہ نسبت اور وجہ کے تام تر ہے
اور مقام سے بہی اسکو زیادہ تر مناسبت ہے کیونکہ مقام توبیخ مین غیبت سے خطاب کی طرف مائل ہونا
دال ہوتا ہے درشتی شدید و انکار بلیغ پر کما قال الکرخی دیکہو وما یستوی الاعمیٰ الآیہ مین کیا تفنن و حسن
ادا ہے مضمون صرف اتنا ہے کہ اعمیٰ و بصیر و محسن و مسیئی برابر نہین ہین اول تو لا یعلمون کی مناسبت
سے اعمیٰ کو مقدم کیا پہر بصیر چونکہ والذین آمنوا کے مناسب تہا اس لیے اُس سے متصل اُس کو ذکر فرمایا
چنانچہ اول اس طرف اشارہ ہو چکا ہے پہر محسن کو والذین امنوا وعملوا الصالحات کے پیرایہ مین ادا
کیا گویا محسن کے معنے سمجہا دیے کہ محسن وہ ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور اعمال صالح کرے عمل صالح
وہ ہے جو سنت کے موافق اور خاص خدا کے واسطے ہو ریا و سمعہ سے پاک صاف ہو معنے محسن کے تو یہ ہوئے
اور لفظ محسن کا مسیئی کے مقابلے سے خود معلوم ہو گیا پہر والذی آمن وعمل صالحا نہ کہا بلکہ بصیغہ جمع فرمایا

سوشاید اس لیے کہ ایمان وعمل صالح ایسی نفیس شے ہے کہ سب کو سب کرین کوئی اس سے باز نہ رہے کیونکہ اللہ پاک کے سوا جو کچھ ہے وہ سب اُس کی مخلوق ہے اور مخلوق کا کام یہی ہے کہ اپنے خالق پر ایمان لائے اور اُس کے مطیع ہو صالحات کی جمع لانے سے معلوم ہوا کہ محسن کی شان یہ ہے کہ بکثرت اعمال صالح کرے ولا المسیئ کے اختصار کو دیکھو کہ بجائے ولا الذین کفروا وعملوا السیئات یا ولا الذین اساوا بالکفر و المعاصی کہ یہ ایک لفظ مفرد کس حسن وخوبی کے ساتھ کام دے رہا ہے دوسری یہ بات کہ زوائل کے ذکر مین قصد و مقابلہ کے بیان طول بہتر ہوتا ہے پہر اعمیٰ اول مین اور مسیئ آخر مین واقع ہوا اور بصیر و محسن وسط مین وخیر الامور اوساطہا وکما قیل مصرع وَکِلَا طَرَفَیْ قَصْدِ الْاُمُوْرِ ذَمِیْمٌ ٭ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم باسرار کلامہ وحسن نسجامہ وطوق البشر قاصر عن بلوغ مرامہ فالاولی ان نقول ما قال الملائکۃ الکرام سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ونصلی ونسلم علی سیدنا سید العرب والعجم وعلی آلہ الکرام واصحابہ العظام بالجملہ ان الذین یجادلون الآیۃ کی شان نزول مین ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف مین یہود حاضر ہوئے پہر عرض کیا کہ دجال ہم مین سے ہوگا آخر زمانے مین اور ہوگا اُس کے امر سے پہر اُس کے امر کی عظمت بیان کی اور کہا وہ ایسا ایسا کریگا اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ نہ پہونچے گا اُس شے کو جو کہے گا فاستعذ باللہ پس پیغمبر کو امر فرمایا کہ فتنۂ دجال سے پناہ مانگین البتہ ابتدا کرنا آسمانون کا اور زمین کا بڑا ہے دجال کے پیدا کرنے سے اَخْرَجَہٗ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ قَالَ السُّیُوْطِیُّ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ دجال کے ذکر وصفت مین اور اسمین کہ رسولون نے اپنی امتون کو اُس سے ڈرایا اور آخر زمانے مین نکلے گا اور وہ امور جو اُس سے واقع ہون گے اور یہودی لوگ اُسکے پیرو ہون گے اس سب مین بہت صحیح صحیح حدیثین وارد ہوئی ہین جسطرح کہ صاحب فتح البیان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ مین اس کی خوب تحقیق فرمائی ہے یہ جگہ اُن سب حدیثون کے ذکر وبسط کی نہین ہے سارے اہل سنت ومحدثین وفقہا دجال کے قائل ہین بخلاف اُس کے جس نے اُسکا انکار کیا ہے اور اُس کے امر کو باطل کہا ہے خوارج وجہمیہ وبعض معتزلہ مین سے جبائی اور اُس کے موافق لوگ مخالف ہین اس مین کہ اُسکا وجود توصحیح ہے لیکن یہ دعویٰ کیا ہے کہ جو اشیا وہ لائے گا وہ مخاریق وخیالات ہین اُن کی کوئی حقیقت نہین ہے اخبار صحیحہ متواترہ اس قول کو خوب دفع ورد کرتے ہین خازن نے اس جگہ سے الجملہ بسط کیا ہے غرضکہ اول اللہ پاک نے لخلق السموٰت الآیہ سے بعث کا جواز وقوع ذکر کیا پہر وما یستوی الاعمیٰ والبصیر الآیہ سے یہ بات بیان فرمائی کہ حکمت اُس کی وقوع کی مقتضی ہے کیونکہ جب اعمیٰ ......

و بصیر و محسن و مسیئی برابر نہین ہین تو چاہیے کہ اُن کے واسطے ایک ایسا حال ہو جس مین اُن کا تفاوت ظاہر
ہو جائے وہ حال ہو گا بعد بعث مین پھر بعد اس کے یہ بیان کیا کہ قیامت ضرور ہی آنے والی ہے پس فرمایا
اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ الآیہ یعنی اس کے آنے مین اور اُس کے حصول و قیام مین کسی طرح کا شک نہین ہی اس لیے
کہ اُس کے شواہد واضح ہین اور اُس کے وعدہ و وقوع پر سارے رسولون کا اجماع ہے اور جزا کا ہونا ضروری ہی
تاکہ خلق کا پیدا کرنا خاصتہً فنا کے واسطے نہو ولیکن اکثر لوگ اُسپر ایمان نہین لاتے ہین اور نہ اُس کی تصدیق
کرتے ہین اس لیے کہ اُن کے افہام و عقول حجت کی ادراک سی قاصر و ضعیف ہین مراد اکثر الناس سے کفار
منکرین بعث ہین پھر جب اللہ پاک نے یہ بیان فرمایا کہ قیامت کا قائم ہونا حق ہے اور اُس مین کسی طرح کا شک و
شبہہ نہین ہے تو اپنے بندون کو وہ شے بتائی جو کہ وسیلہ ہے سعادت کا دار خلود مین پس اپنے رسول صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کو امر کیا کہ اُس کی طرف سی حکایت کرین اُس چیز کی جس کے پہونچانے کا اُن کو حکم دیا ہے اور وہ
یہ ہے وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ یعنے فرمایا تمہارے پروردگار نے جس نے تمکو پیدا کیا اور انواع و اقسام
کے انعام کیے اور جس کے تم ہر دم محتاج ہو کہ میری توحید و عبادت کرو مجھے ایک جانو اور مجھی کو پوجو مین تمہاری
عبادت قبول کرون گا اور تم کو بخشون گا اور تم کو ثواب دون گا چونکہ حکمت وقوع قیامت مین یہ تھی کہ نیک و بد
کو موافق اُس کے عمل کے جزا دیجائے اس لیے بندون کو حکم دیا کہ اچھے عمل کرین تاکہ اچھی جزا ہو اور سر سب طاعتون
کا توحید و عبادت الٰہی ہے اور بیان کیا کہ جو لوگ اُس کی عبادت سی تکبر کرتے ہین اُن کی بُری جزا ہے پس فرمایا
اِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي الآیہ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے کہ یہان مراد دعا سے توحید و عبادت
ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر دعا سے مراد مطلق عبادت نہوتی تو بعد مین بجاے عن عبادتی کے عن دعائی فرماتا
جب ایسا نہ کیا بلکہ لفظ عبادت ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ دعا سے مراد عبادت ہے اور جب عبادت کو دعا کے پیرایہ
مین ادا کیا تو برعایت مشاکلت اثابت کو استجابت کے لباس مین ادا فرمایا دوسری دلیل حدیث نعمان بن
بشیر الدعاء ہو العبادۃ ہے جس کا ذکر اوّل ہو چکا ہے تیسری یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رض نے فرمایا ہے
وحّدونی اغفر لکم چوتھی جریر بن عبد اللہ رض نے فرمایا ہے وحّدونی دوسرا قول یہ ہے کہ مراد دعاء و استجابت
سے ظاہر معنے ہین یعنے سوال و تضرع و قبول کرنا دعا کا لیکن وعدہ قبول دعا کا مقید بمشیت ہی استجب لکم کے
یہ معنی ہین کہ قبول کرون گا اگر مین چاہون گا کما قال تعالیٰ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ اب یہ بات
رہی کہ اس قول کی بنا پر ظاہر یہ تھا کہ عبادتی کی جگہ عن دعائی ہوتا سو اس کے دو جواب ہین ایک یہ ہے کہ جو تکبر دعا
سے باز رکھنے والا ہے اُس کو قائم مقام اُس استکبار کی ٹھیرایا جو کہ عبادت سی روکنے والا ہے واسطے مبالغے کے گویا
ایک دوسرے کو مستلزم ہے کیونکہ جس نے کریم منان کے احسان ماننے سے تکبر کیا تو اُس نے اُس کی عبادت و طاعت

سے بھی تکبر کیا دوسرا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مراد عبادت سے دعا ہی ہو دعا کی تعبیر عبادت کے ساتھ اس لیے کی تا کہ معلوم
ہو جائے کہ دعا ایک باب ہے ابواب عبادت سے جیسا کہ وارد ہوا ہے الدعا مخ العبادۃ کیونکہ دعا تو یہی تضرع و زاری
کرنا ہے روبرو باری تعالیٰ کے مع اظہار افتقار و شکانت اور عبادت سے یہی مقصود ہوتا ہے اور یہی اس میں ایک
بڑی عمدہ شے ہے فتح البیان میں فرمایا ہے کہا ہے کہ قول اول اولی ہے اس لیے کہ کتاب عزیز کے اکثر استعمالات
میں دعا بمعنے عبادت ہے صاحب فتح البیان فرماتے ہیں بلکہ قول ثانی اولی ہے اس واسطے کہ حقیقۃً و شرعاً دعا
کے معنی بھی طلب کے ہیں یہ اگر اس کا استعمال اس کے غیر میں کیا گیا تو وہ مجاز ہے علاوہ یہ ہے کہ دعا فی نفسہ
باعتبار اپنے حقیقی معنے کے خود ایک عبادت ہے بلکہ مخ عبادت ہے جیسا کہ ترمذی اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول
میں بروایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کیا ہے کہ الدعا مخ العبادۃ اور حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ افضل عبادت دعا ہے اور بخاری نے ادب مفرد میں حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کون سی عبادت افضل ہے
تو فرمایا کہ دعا مرد کے واسطے اپنے نفس کی اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت
کیا ہے کہ دعا استغفار ہے اور امام احمد و ابو یعلی و طبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً
روایت کیا ہے کہ نفع نہیں دیتا ہے حذر قدر سے ولیکن دعا نفع دیتی ہے اس شے سے جو نازل ہوئی اور
اس شے سے جو نازل نہیں ہوئی پس لازم پکڑو دعا کو چونکہ دعا ایک نعمت عظیم و موہبت جسیم ہے اس لیے
اللہ پاک نے اپنے بندوں کو امر فرمایا ہے کہ اس سے دعا کریں۔ اور ان کو قبول دعا کا وعدہ دیا ہے اور
اس کا وعدہ حق ہے اور اس کے نزدیک بات بدلی نہیں جاتی ہے اور نہ وہ خلاف وعدہ کرتا ہے پھر
خود اسی نے تصریح فرمائی کہ یہ دعا باعتبار اپنے معنے حقیقی کے جو کہ طلب کے ہیں اس عبادت سے ہے پس
فرمایا ان الذین الآیہ یعنے بیشک وہ لوگ جو تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے عنقریب داخل ہوں گے جہنم
میں ذلیل ہو کر یہ ایک سخت وعید ہے اس کو جس نے دعا کرنے سے تکبر کیا اور اس میں ایک لطف عظیم و
احسان جلیل ہے اس لیے کہ جس نے خیر کا طلب کرنا اور شر کا دفع چاہنا اس سے ترک کیا اس کو ایسی
سخت وعید سنائی اور ایسی عقوبت عظیم کے ساتھ اس کو معاقب کیا سو اے اللہ کے بندو تم اپنی مرغوب
کو متوجہ کرو اور اپنے کل مطالب میں اعتماد کرو اس ذات پاک پر جس نے ان کے متوجہ کرنے کا اپنی طرف
تم کو امر کیا ہے اور اسپر اعتماد کرنے کا تم کو ارشاد فرمایا ہے اور عطاے مطلب کے ساتھ دعا قبول کرنے کا
تمہارے واسطے ضامن ہوا ہے سو وہ تو ایسا کریم مطلق ہے کہ پکارنے والے کی پکار کو پہونچتا ہے جبکہ وہ
اس کو پکارے اور جو کوئی اپنے محتاج الیہ امور دنیا و دین اس کے فضل عظیم و ملک واسع سے نہیں مانگتا ہو

تواُس پر خفا ہوتا ہے الٰہی سیّدی مولائی بیشک تو ایسا ہی ہین اپنے سارے امور دین و دنیا تجھی سے
مانگتا ہون تو اُن کو اپنے فضل وکرم سے اچھی طرح پورا کر دے اور اپنے غیر کا محتاج مت کر اللھم اکفنا بحلالک
عن حرامک واغننا بفضلک عن سواک آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم جمہور
نے سیدخلون کو بصیغہ معروف اور ابن کثیر وابن محیصن وورش وابوجعفر نے بصیغہ مجہول پڑھا ہے بالجملہ جبکہ
اللہ پاک نے اپنے بندون کو اپنی عبادت پر آمادہ کیا جو کہ دنیا وآخرت مین اُن کی سعادت وبہبودی کی
موجب ہے تو بعد اس کے اپنے وجود با جود وکمال قدرت ووفور رحمت وحکمت بالغہ پر دلائل ذکر کیے تاکہ
یہ زیادہ تر داعی ہون اُن کو طرف اُس کی عبادت کے پھر یہ دلائل یا فلکی ہین یا عنصری سو فلکی دلائل سے
ابتدا کی پس ارشاد فرمایا اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ
عَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ
فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ
لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ
رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الْـحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اللہ ہے جس نے بنادی تم کو رات کہ اُس مین چین پکڑو اور دن دیا دکھاتا اللہ
تو فضل رکھتا ہے لوگون پر لیکن بہت لوگ حق نہین مانتے وہ اللہ ہے رب تمہارا ہر چیز بنانے والا کسی کی
بندگی نہین اُس کے سوا پھر کہان سے پھیرے جاتے ہو اسی طرح پھیرے جاتے ہین جو لوگ رہتے ہین
اللہ کی باتون سے منکر ہوے اللہ ہے جس نے بنادی تم کو زمین ٹھیراؤ اور آسمان عمارت اور صورت
بنائی تمہاری پھر اچھی بنائین صورتین تمہاری اور روزی دی تم کو ستھری چیزون سے وہ اللہ ہے
رب تمہارا سو بڑی برکت ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا وہ ہے زندہ رہنے والا کسی کی
بندگی نہین اُس کے سوائے سو اُس کو پکارو نری کر کر اُس کی بندگی سب خوبی اللہ کو جو رب ہے سارے
جہان کا **ف** سب جانورون سے انسان کی صورت بہتر اور روزی ستھری ہے انتہی **ف** اللہ
پاک اپنی خلق پر اس انعام کی منت رکھتا ہے کہ اُس نے اُن کے واسطے رات بنائی جس مین وہ چین
پکڑتے ہین اور دن مین جو معاش کمانے کو چلتے پھرتے محنت ومشقت اُٹھاتے ہین اُس سے راحت
پاتے ہین اور دن کو روشن بنایا تاکہ اُس مین چلین پھرین کاروبار کرین اطراف زمین مین سیر وسیاحت
کو جائین صناعت وپیشہ پر قدرت پائین بیشک اللہ تو بڑا فضل رکھتا ہے لوگون پر کہ اُن کے دین
ودنیا کے کام درست کرنے کو ایسی دو چیزین بنائین لیکن بہت لوگ اللہ کی نعمتون کا شکر بجا نہین لاتے

ہین پہر فرمایا ذٰلکم اللّٰہ الآیہ یعنے جس نے یہ کام کیے وہ اللہ واحد احد تمہارا رب خالق اشیا ہے جسکے
سوا نہ کوئی معبود ہے نہ رب ہے پہر تم کیونکر اُس کے سوا بتون کو پوجتے ہو جو کہ کسی شے کو پیدا نہین کر سکتے
بلکہ وہ تو خود پیدا کیے ہوئے تراشے ہوئے ہین کسی نے خوب کہا ہے ع کل تراشے ہوئے بُت آج خدا ہو
ہین۔ قولہ تعالیٰ کذٰلک یؤفک الذین الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح یہ لوگ غیر اللہ کو پوجکر گمراہ ہوئے
اُسی طرح ان سے اگلون نے افترا و بہتان کیا بلا دلیل و برہان غیر اللہ کو پوجا بلکہ بمجرد جہل و ہوا و طغیان
اور اللہ پاک کی حجتون کو اور آیتون کو جھٹلایا پہر فرمایا اللہ وہ ہے جس نے تمہارے وسطے زمین کو قرار بنایا یعنی قرارگاہ
مثل بچھونے کے کہ تم اُس پر زندگانی کرو اور اُس مین تصرف کرو اُس کے اطراف مین چلو پہرو اپنی
مصالح حاصل کرو اور پہاڑون سے اُس کو جما دیا تا کہ تم کو لیکر ہل نہ جائے اور آسمان کو عالم کے واسطے ایک
محفوظ چھت بنایا اور صورت بنائی تمہاری پہر اچھی صورتین بنائین تمہاری یعنی تم کو حسین تر شکلون
مین پیدا کیا اور کامل تر صورتین تم کو عطا کین احسن تقویم مین اور روزی دی تم کو طیبات سے یعنی پاک
چیزین کہانے پینے کی دنیا مین تم کو عطا کین پس ذکر کیا کہ گہر پیدا کیا اور رہنے پہننے والے بنائے اور
روزیان بنائین پس وہ خالق و رازق ہے جیسا کہ سورہ بقرہ مین ارشاد فرمایا ہے یَا اَیُّہَا النَّاسُ
اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ
فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا
لِلّٰہِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ اور اس جگہ بعد خلق ان چیزون کے یون فرمایا ذٰلکم اللہ ربکم فتبارک اللہ
رب العالمین یعنے جس نے یہ سب کام کیے وہ اللہ ہے رب تمہارا سو وہ برتر و پاک و منزہ و مبرا ہے
رب ہے کل جہان والون کا پہر فرمایا ہو الحی لا الٰہ الا ہو یعنے وہ زندہ ہے ازل و ابد مین ہمیشہ سے زندہ
ہے اور ہمیشہ زندہ رہیگا وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن ہے نہ اُس کا کوئی نظیر ہے نہ ہمسر فادعوہ مخلصین لہ
الدین یعنے پس تم پکارو اُس کو اس حال مین کہ اُس کو ایک کہنے والے ایک جاننے والے اقرار کرنے والے ہو
اس بات کا کہ نہین ہے کوئی معبود مگر وہ الحمد للہ رب العالمین ابن جریر نے کہا کہ ایک جماعت اہل علم کی حکم
کرتی تہی اُس شخص کو جو کہ لا الٰہ الا اللہ کہے اس بات کا کہ بعد اس کے الحمد للہ رب العالمین کہے واسطے عمل
کرنے کے اس آیت پر پہر بسند خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہو
تو چاہیے کہ بعد اُس کے کہے الحمد للہ رب العالمین وذٰلک قولہ تعالیٰ فادعوہ مخلصین لہ الدین الحمد للہ رب
العالمین ابو اسامہ وغیرہ نے عن اسمٰعیل بن ابی خالد عن سعید بن جبیر روایت کیا ہے کہا جس وقت تو پڑھے
فادعوہ مخلصین لہ الدین تو کہہ لا الٰہ الا اللہ اور اُس کے بعد کہہ الحمد للہ رب العالمین پہر یہ آیت پڑہی امام

احمد نے بسند خود روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بعد ہر نماز کے کہتے جبکہ سلام پھیرتے

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیٔ قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا

نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہلیل کرتے تھے ساتھ ان کلموں کے بعد ہر نماز کے وَرَوَاہُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ مِنْ طُرُقٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ وَحَجَّاجِ بْنِ اَبِیْ عُثْمَانَ وَمُوْسٰی بْنِ عُقْبَةَ ثَلَاثَتُهُمْ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَذَکَرَ تَمَامَهٗ کَذَا فِی ابْنِ کَثِیْرٍ **ف** چونکہ اول اللہ پاک نے اول آیت میں بندون کو امر فرمایا کہ اُس کی عبادت کرین اُس سے دعا مانگین تو بعد اُس کے بعض دلائل آفاقی ذکر فرمائی جو کہ دال ہین اُسکے وجود و توحید و قدرت تام و فضل عام پر پھر چونکہ دعا کو رات سے زیادہ تر مناسبت ہے اس لیے رات کا ذکر مقدم کیا پس فرمایا اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ الآیہ یعنی تم اللہ ہی کو پوجو اُسی کو پکارو اُسی سے دعا مانگو کیونکہ اللہ تو وہ ہے جس نے اپنی قدرت و فضل و انعام سے تمہارے واسطے رات بنائی تاکہ اُس مین چین پکڑو حرکتون سے جو کہ معاش کی طلب مین دن کو کیا کرتے ہو اس لیے کہ اُس کو تاریک و سرد بنایا ہے جس کے مناسب راحت ظاہری ہے بیکون و خواب جو کہ چھوٹی موت ہے اور راحت حقیقی ساتھ عبادت کے جو کہ دائمی حیات ہے۔ **اور دن** کو روشن بنایا تاکہ اُس مین اپنی حاجات کو دیکھو اور طلب معاش مین چلو پھرو **نکتہ** ظاہر یہ تھا کہ والنہار لتبصروا فیہ ہوتا مگر یون نہ کہا بلکہ النہار مبصرا فرمایا دیکھو ایک تو اُس مین مبالغہ ہے اس لیے کہ نسبت ابصار کی نہار کی طرف مجازی ہے کیونکہ فی الحقیقت ابصار واسطے اہل نہار کے ہے دن مین دیکھتے ہین دن نہین دیکھتا ہے مبالغہ یہ ہوا کہ گویا دن کو ایسا روشن بنایا کہ مارے روشنی کے وہ خود دیکھتا ہے دوسرے اختصار اور باوجود اختصار کے لتبصروا فیہ کا مضمون نہایت خوبی و مبالغہ سے ادا ہو گیا تیسرے تغیر اسلوب کلام کی اسلوب بدلنے سے تازگی و خوبی بڑھ جاتی ہے غرضکہ رات اور دن عجب نعمتین ہین کہ دین و دنیا کے سارے کام انہین مین ہوتے ہین کاروبار عالم کے یہ دو بڑے ظرف ہین قدرت یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کی ضد بنایا ایک تاریک دوسرا روشن پھر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ یعنے بیشک اللہ البتہ صاحب فضل و مہر ہے لوگون پر اپنی بے حد و بے شمار نعمتون کا اُن پر تفضل و انعام فرمایا کرتا ہے لمفضل یا لمتفضل نہ فرمایا اس لیے کہ منظور فضل کی تعظیم ہے یعنے ایسے بڑے عظیم الشان فضل والا ہے کہ اُس کے مثل کوئی فضل نہین ہے یہ مضمون باوجود اختصار کے اور ترکیب سے ادا نہین ہو سکتا ہے بالجملہ اگر کوئی کہے کہ اللہ پاک کی تو یہ نعمتین اور یہ فضل پھر لوگون کا کیا حال ہے تو فرمایا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ یعنے لیکن اکثر لوگ ان نعمتون کا شکر نہین کرتے ہین اور

اُن کے مقر نہین ہوتے اُن کا شکر نہ کرنا دو طرح ہے یا تو نعمتون کے کافر و منکر ہین بسبب جہل منعم کے جیسے
کفار کیونکہ جو کوئی اِس کا معتقد ہوگا کہ یہ نعمتین اللہ کی طرف سے نہین ہین وہ کیونکر اُس کا شکر کرے گا مثلاً دہریہ
کہ افلاک کو واجبۃ الوجود کہتے ہین اور عالم سفلی کی نعمتون کو ان کی طرف منسوب کرتے ہین یہ لوگ با وجود اِس
اعتقاد کے منعم حقیقی کا شکر کیونکر کرین گے یا ناشکری یون ہوتی ہے کہ یہ جانتے ہین کہ کل عالم اللہ کا بنایا ہوا
ہے مگر کثرت سے اللہ کی نعمتون مین مستغرق ہو رہے ہین مارے کثرت نعمتون کے اُن کی قدرت سے غافل
ہو گیے اِس سبب اُن کا شکر نہین کرتے ہین یہ لوگ جاہل ہین اَكْثَرَ النَّاسِ فرمایا اکثرہم نہ کہا کہ ناس کی تکرار
نہ ہوتی سو اس کی یہ وجہ ہے کہ اس تکرار مین تخصیص کفران نعمت کی ہے ساتھ اُن کے اور وہی ہین کہ اللہ کے
فضل کا انکار کرتے ہین اور اُس کا شکر بجا نہین لاتے جیسا کہ اِس آیت مین فرمایا ہے[له] اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ
و قولہ تعالیٰ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ[له] قاعدہ یہ ہے کہ اسم ظاہر معرف باللام کا بجاے ضمیر رکھنا مفید خصاص
حکم ہوتا ہے ساتھ اُس کے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنے یہ ذات معلوم جو تمیز ہے ساتھ
افعال خاصہ کے جن مین اُس کا کوئی شریک نہین ہے موصوف بالٰہیت و ربوبیت و خلق کل شے ہے اور اُس کا
کوئی شریک نہین ہے جمہور نے خالق کو برفع پڑھا ہے اس بنا پر کہ خبر بعد خبر ہے اور زید بن علی نے نصب
بنا بر اختصاص کل شی پر وقف لازم ہے یہ شبہہ دور کرنے کو کہ ما بعد شے کے صفت نہین ہے پھر جب وہ شے
بیان کر دی جو کہ دلالت کرتی ہے موصوف بصفات مذکورہ کے وجود پر تو فرمایا فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ یعنے جب یہ تقریر
واضح بیان ہو چکی تو اب کیونکر تم کو درست ہو سکتا ہے کہ تم اُس کی طاعت و عبادت سے پھرو اور اُس کے غیر کو
پوجو پھر بیان کیا کہ یہ گمراہی کچھ انہین لوگون کے ساتھ خاص نہین ہے بلکہ وہ تو ثابت ہے حق مین ہر اُس
شخص کے جس نے اللہ کی آیتون کا انکار کیا اور اُن کو سوچا سمجھا نہین اور نہ اُن سے استدلال کیا اُس بات پر
جو کہ باب اعتقاد و عمل مین حق ہے اور طلب حق و خوف عاقبت سے بیٹھ رہا پس ارشاد فرمایا كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ
الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ یعنی مثل اِس پھرنے کے پھرے وہ لوگ جو کہ اللہ کی آیتون کا انکار کیا کرتے
تھے اور اُس کی توحید کے منکر ہوتے تھے کیونکہ وہ سب حق سے پھرے اور حق کے ساتھ متزین ہونے سے
محروم ہوئے اِس بدلے مین کہ آیتون کا انکار کیا اور اُن کی تکذیب کی اور اُن سے استدلال کرنا چھوڑ دیا۔
یؤفک فعل مضارع یہان بمعنے ماضی ہے حکایت حال ماضی کے واسطے اور اُس کی صورت مستحضر کرنے کو
لیے لایا گیا ہے مراد یہ ہے کہ انہم جمیعًا افکوا افکا مثل افک قومک پھر اللہ پاک نے ایک اور نوع ذکر کی اُن
نعمتون مین سے جن کا اُن پر انعام کیا مع اس کے کہ اس مین دلالت بھی ہے اُس کے کمال قدرت و تفرد بالٰہیت
پر پس ارشاد فرمایا اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا الآیہ یعنی اللہ وہ ہے جس نے بنا دی تمہارے واسطے

[له] بیشک انسان ناشکرا ہے [له] بیشک آدمی بڑا بے انصاف ہے ناشکرا ۱۲ منہ

زمین جاے قرار جس مین تم زندہ رہتے ہو اور اُسی مین مرتے ہو باوجود اسکے کہ وہ غایت ثقل مین ہے اور سواے قدرت الٰہی اُس کا کوئی تھامنے والا نہین ہے دوسری نعمت وقدرت یہ ہے کہ بنایا آسمان کو ایک سقف قائم ثابت باوجود اس کے کہ وہ افلاک ہین مدت دراز سے تارون کو لیے پھرتے ہین جن سے رات اور دن تاریکی وروشنی پیدا ہوتی ہے پھر بعض وہ نعمتین ذکر کین جو کہ نفوس عباد سے متعلق ہین ارشاد فرمایا وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ یعنے پیدا کیا تم کو حسین تر صورت مین کسی حیوان کو تم سے خوبتر نہین پیدا کیا کسی نے کہا کہ نہین پیدا کیا تم کو اوندھا مثل چوپایون کے کہا ہے کہ ابن آدم قائم معتدل پیدا کیا گیا کھاتا ہے اور لیتا ہے اپنے ہاتھ سے اور غیر انسان اپنے مونھ سے تناول کرتا ہے زجاج نے کہا کہ تم کو کل حیوانات سے حسین تر بنایا جمہور نے صورکم کو بضم صاد اور اعمش و ابو رزین نے بکسر صاد پڑھا ہے جوہری نے کہا صور بکسر صاد ایک لغت ہے صور بضم صاد مین پھر فرمایا اور روزی دی تم کو طیبات سے مراد مستلذات ہین کھانے پینے کی چیزون سے جو کہ غیر روزی دواب سے ہین ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ یعنے یہ ذات پاک جو موصوف باوصاف جلیلہ ہے اللہ ہے رب تمہارا فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ یعنے پس کثیر ہوئی خیر و برکت اللہ کی جو کہ رب ہے جہان والون کا هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ یعنے وہ ایسا باقی رہنے والا ہے کہ فنا نہ ہوگا متفرد ہے ساتھ الوہیت کے یہ ترکیب مفید حصر ہے اور اس مین اشارہ ہے طرف علم تام وقدرت تام وکامل کے فَادْعُوهُ الآیہ سو تم اُس کو پوجو اس حال مین کہ خالص کرنے والے ہو واسطے اُس کے طاعت وعبادت کو شرک سے الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ فراء نے کہا یہ خبر ہے اور اس مین اضمار امر ہے مراد یہ کہ خبر بمعنے امر ہے یعنی تم حمد کرو اللہ کی ایک قول یہ ہے کہ فادعوہ کے حال مقدر کا مقولہ ہے یعنے فادعوہ قائلین الحمد للہ رب العالمین اس کا مؤید قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے اس بنا پر منجملہ کلام مامورین بعبادت ہوگا یہ بھی جائز ہے کہ اللہ پاک کے کلام سے ہو اس بنیاد پر کہ جملہ مستانفہ ٹھہرے اللہ تعالیٰ نے بذاتہ اپنی ذات کی حمد کے واسطے ذکر کیا ہو پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ مشرکون کو اس بات کی خبر دین کہ اپنے غیر کی عبادت سے ان کو نہی کی ہے اور توحید کا ان کو امر کیا ہے پس ارشاد فرمایا قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ

تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ مِنْ رَبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ○ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا مُسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ○ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ○ تو کہہ مجھ کو منع ہوا کہ پوجون جن کو تم پکارتے ہو سواے اللہ کے جب پہونچ چکین مجھ کو کھلی نشانیان میرے رب سے اور حکم ہوا کہ تابع رہون جہان کے صاحب کا وہی ہے

ع ۷ م ۱۳ ۱۲

جس نے بنایا تم کو خاک سے پہر پانی کی بوند سے پہر لہو کی پہٹکی سے پہر نکالتا ہے لڑکے پہر جب تک پہونچو
اپنے زور کو پہر جب تک ہو جاؤ بوڑہے اور کوئی ہے تم مین کہ بہ لیا پہلے اس سے اور جب تک کہ پہونچو لکہے وعدے
کو اور شاید تم بوجہو وہ ہی جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پہر جب حکم کرے کسی کام کو تو یہی کہتا ہے اُس کو کہ ہو وہ ہو جاتا
ہے **ف** یعنے اتنے احوال تم پر گذرے شاید ایک حال اور بہی گذرے وہ مرکز جینا انتہےٰ **ف** حافظ
ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان مشرکون سے کہدے کہ اللہ عزوجل
منع فرماتا ہے کہ اصنام و انداد و اوثان مین سے کوئی اُس کے سوا پوجا جائے اور یہ بات کہ اُس کے سوا کوئی
مستحق عبادت کا نہین ہے سواپنے اِس قول مین بیان فرمائی ہو الذی خلقکم من تراب الآیہ یعنی وہ اللہ
وحدہ لاشریک لہٗ ہی ہے جو تم کو ان حالتون مین لوٹتا پوٹتا ہے اُسی کے امر و تدبیر و تقدیر سے یہ سب کچہہ
ہوتا ہے قولہ تعالیٰ ومنکم من یتوفی من قبل کا یہ مطلب ہے کہ کوئی تو تم مین کا مرجاتا ہے پہلے اس سے کہ موجود
ہوا ور اس عالم کی طرف نکلے بلکہ اُس کی ماں اُسے ادہورا گرادیتی ہے اور کوئی صغیر مرجاتا ہے کوئی جوان ہوکر
کوئی ادہیڑ ہو کر قبل بڑہاپے کے مرتا ہے کما قال تعالیٰ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى
اور اس جگہہ یون فرمایا ہے ولتبلغوا اجلا مسمی ولعلکم تعقلون ابن جریج نے کہا تتذکرون البعث یعنی شاید تم
یاد کرو بعث کو پہر فرمایا ہو الذی یحیی ویمیت یعنی جلانے مارنے کے ساتہہ وہی متفرد ہے اُس کے سوا کوئی
اسپر قادر نہین ہے فاذا قضی امرا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ کوئی اُس کی مخالفت و ممانعت نہین کرسکتا ہے بلکہ جو
کچہہ اُس نے چاہا وہ ضرور ہی ہوگیا **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ مشرکین جو اپنے معبودون کا پوجنا
تجہہ سے چاہتے ہین سو تو اس بارے مین اُن پر رد کرکے کہدے کہ مجہے تو نہی عام کی گئی ہے ساتہہ براہین
عقول کے اور نہی خاص ساتہہ دلائل نقول کے اس سے کہ مین اُن کو پوجون جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے
سوا مراد اصنام ہین پہر وجہ نہی کی جبکہ آچکے مجہہ کو بینات میرے رب سے مراد ادلہ عقلیہ و نقلیہ ہین کیونکہ یہ واجب
کرتی ہین توحید کو اور مجہے یہ حکم ہے کہ مین تابع رہون رب العالمین کا ساتہہ انقیاد و خضوع و عاجزی کے لئے خلاصہ
کرکے پہر بعد اس کے ایک دلیل ذکر کی اُن دلیلون سے جو کہ دال ہین توحید پر فرمایا وہی ہے جس نے بنایا تم کو
یعنی تمہارے اوّل باپ آدم کو مٹی سے جو کہ مستلزم ہے اُس کی ذریت کی بنانے کو مٹی سے پہر نطفہ سے پہر علقہ
سے اس کی تفسیر کئی جگہہ گذر چکی ہے پہر نکالتا ہے تم کو طفل مراد اطفال ہے مفرد اس لیے کہا کہ طفل اسم جنس
ہے مفرد و جمع دونون پر بولا جاتا ہے یا باین معنے کہ نکالتا ہے ہر ایک کو تم مین سے طفل پہر تا کہ پہونچو اپنے
اشد کو یعنے اُس حالت کو جس مین قوت و عقل جمع ہوتی ہے تیس برس سے لیکر چالیس تک اشد کا بیان
پورے طور پر انعام مین گذر چکا ہے تقدیر یہ ہے تاکہ تم بڑے ہو ذرا فدا کرکے پہر تا کہ پہونچو غایت کمال

کو پھر تم کو باقی رکھتا ہے تاکہ تم ہو شیوخ شیوخ بضم کسرتین دونون صحیح ہین کسی نے شیخا با فراد پڑہا ہے مثل طفلا کے شیخ وہ ہے جو چالیس سے بڑہ گیا یعنے مراتب عمر انسان کی مان کے شکم سے نکلنے کے بعد تین ہین ایک تو طفولیت یہ نمو و زیادت کی حالت ہے یہان تک کہ کمال اشد کو پہونچے بغیر ضعف کے پھر بعد اسکے قوت کم ہوتی جاتی ہے یہ عمر شیخوخت کی ہے من قبل کے یہ معنے ہین کہ تم مین بعضے کوئی کسی کو قبل اشد اور قبل شیخوخت سے ولتبلغوا اجلا مسمے اور تاکہ پہونچو سب کے سب موت کو یا روز قیامت کو حرف لام تعلیل کا ہے یا عاقبت کا ولعلکم تعقلون اور تاکہ بوجھو اپنے رب کی توحید کو اور اس کی قدرت بالغہ کو اپنی پیدائش مین ان مختلف حالتون پر اجل مذکور تک ہو الذی یحیی ویمیت کا یہ مطلب ہے کہ جلانے مارنے پر وہی قدرت رکھتا ہے پھر جب حکم کرے کسی کام کا ان کامون مین سے جن کا ارادہ کرتا ہے تو یہی کہتا ہے اس سے کہ ہوجا تو وہ ہوجاتا ہے بدون اس کے کہ کسی شے پر شیا سے اصلا متوقف ہو اور بعضو نے کہا ہے کہ کن فیکون تمثیل ہے واسطے تاثیر قدرت الٰہی کے مقدورات مین وقت تعلق اس کے ارادے کے ساتھ اس کے اور تصویر ہے ترتب مکونات کی اس کی تکوین پر بغیر اس کے کہ وہان کوئی آمر و مامور ہو پہلا حرف فا اس بات کے بتانے کو ہے کہ مابعد اس کا اس کے ماقبل کے نتائج سے ہے ماقبل یہی تہا کہ احیاء و اماتت اللہ پاک کے ساتھ خاص ہے اس کے معنے کی تحقیق سورۂ بقرہ وغیرہ مین گذر چکی ہے پھر جو لوگ کہ اللہ تعالیٰ کی آیتون مین جھگڑتے ہین انکے احوال سے تعجب دلایا پس ارشاد فرمایا الم تر الی الذین یجادلون فی ایت اللہ انی یصرفون ۝

الذین کذبوا بالکتب وبما ارسلنا بہ رسلنا فسوف یعلمون ۝ اذ الاغلل فی اعناقہم والسلسل یسحبون ۝ فی الحمیم ثم فی النار یسجرون ۝ ثم قیل لہم این ما کنتم تشرکون ۝ من دون اللہ قالوا ضلوا عنا بل لم نکن ندعوا من قبل شیئا کذلک یضل اللہ الکفرین ۝ ذلکم بما کنتم تفرحون فی الارض بغیر الحق وبما کنتم تمرحون ۝ ادخلوا ابواب جہنم خلدین فیہا فبئس مثوی المتکبرین ۝

تونے نہ دیکھے جو جھگڑتے ہین اللہ کی باتون مین کہان سے پھیرے جاتے ہین جنہون نے جھٹلائی یہ کتاب اور جو بھیجا ہم نے اپنے رسولون کے ہاتھ سو آخر جان لین گے جب طوق پڑے ہین ان کی گردنون مین اور زنجیرون گھسیٹے جاتے ہین جلتے پانی مین پھر آگ مین ان کو جھونکتے ہین پھر ان کو کہا جاوے کہان گیے جن کو تم شریک بتاتے تھے اللہ کے سوائے بولے ہم سے چوک گیے کوئی نہین ہم تو پکارتے نہ تھے پہلے کسی چیز کو اسی طرح بچلاتا ہے اللہ منکرون کو یہ بدلا اس کا جو تم رہجتے پھرتے تھے زمین مین ناحق اور اس کا جو تم اتراتے تھے پیٹھو دروازون مین دوزخ کے سدا رہنے کو اس مین سو کیا برا ٹھکانا ہے غرور والون کا ف اول منکر ہوچکے تھے کہ ہم نے شریک نہین پکڑا اب گبھرا کر منہ سے نکل جاوے گا پھر سنبھل کر انکار کر گیے

تو وہ انکار ان کا اللہ نے بچلادیا اس حکمت سو انتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تو تعجب نہیں کرتا ہے ان لوگوں سے جو کہ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے
ہیں اور حق میں باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں ان کی تنبیہ ... باقی ہیں ہدایت سے طرف گمراہی
کے جنھوں نے تکذیب کی کتاب کی اور انبیاء ہدایت درمیان کی جس کو دیکر ... اپنے رسولوں کو بھیجا
سو آخر جان لیں گے یہ ایک تہدید شدید اور وعید اکید ہے واسطے ان لوگوں کے کما قال تعالیٰ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ
لِلْمُكَذِّبِينَ جبکہ طوق پڑے ہوں گے ان کی گردنوں میں اور زنجیریں بیچ ... متصل ہوں گی طوقوں
سے زبانیہ فرشتوں کے ہاتھوں میں گھسیٹیں گے ان کو ان کے منھ کے بل کبھی تو طرف جلتے پانی کے اور
کبھی طرف جحیم کے اسی لیے یوں فرمایا ہے يُسْحَبُونَ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ کما قال جل تعالیٰ
هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ اور بعد ذکر زقوم کھانے کے اور
حمیم پینے کے اللہ پاک نے فرمایا ہے ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ وقال عزوجل وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا
أَصْحَابُ الشِّمَالِ فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ وَظِلٍّ مِنْ يَحْمُومٍ لَا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ یہاں تک کہ فرمایا ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا
الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ لَآكِلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِنْ زَقُّومٍ فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ
مِنَ الْحَمِيمِ فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ هَذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ وقال عزوجل إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ
طَعَامُ الْأَثِيمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَى سَوَاءِ الْجَحِيمِ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ
رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ إِنَّ هَذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ یعنے یہ بات ان سے
کہی جائے گی بطور تقریع و توبیخ و تحقیر و تصغیر و تہکم واستہزاء کے ابن ابی حاتم نے یعلے بن منبہ سے
مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اللہ عزوجل اٹھائیگا ایک بدلی واسطے اہل نار کے سیاہ تاریک اور کہا جائے گا
اے اہل نار تم کیا شے طلب کرتے ہو تو وہ اس سے دنیا کے بدلی کو یاد کریں گے سو کہیں گے ہم چاہتے ہیں سرد
پانی پینے کا پھر وہ بدلی اُن پر طوقیں برسائے گی ان کے طوقوں میں اور بڑھ جائیں گے اور زنجیریں ان کی زنجیروں
میں زیادہ ہو جائیں گی اور انگارے کہ دہکا دیں گے اُن پر آگ کو یہ حدیث شریف غریب ہے قولہ تعالیٰ
ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ الآیہ یعنے اُن سے کہا جائیگا کہاں ہیں وہ بت جن کو تم پوجا کرتے تھے اللہ کے سوا آیا وہ تمہاری
مدد کرتے ہیں کہیں گے وہ تو ہم سے جاتے رہے سو ہم کو نفع نہ ہوگا یا بلکہ ہم تو پکارتے نہ تھے پہلے کسی چیز کو
یعنے ان کے پوجنے کا انکار کر جائیں گے کما قال تعالیٰ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا
مُشْرِكِينَ اسی لیے اللہ عزوجل نے فرمایا ہے كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ قولہ تعالیٰ ذَلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تَفْرَحُونَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ فرشتے اُن سے کہیں گے یہ جس میں تم ہو بدلا ہے تمہارے رہنے پر دنیا

مین ناحق اور تمہارے تکبر اور اترانے پر داخل ہو جہنم کے دروازون مین سدا بسنے کو اُس مین فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ
یعنے سو کیا بُری منزل وخوابگاہ ہے کہ جس مین ذلت وعذاب سخت ہے واسطے اُس کے جس نے اللہ کی آیتون سے
اور اُس کی دلیلون حجتون کی پیروی کرنے سے تکبر کیا واللہ اعلم **ف** قولہ تعالیٰ الم تر الی الذین الآیہ سے مراد
تعجب دلانا ہے اُن کے احوال زشت وآراے رکیک سے اور تمہید ہے اُس مضمون کی جو اُس کے بعد آتا ہے کہ
اُنہون نے کل قرآن کی اور باقی کتب وشرائع کی تکذیب کی اور اُسپر جو وعید مرتب ہوئی ہے غرض یہ ہے کہ
اس آیت کے ذکر سے دو فائدے مقصود ہین ایک تو اُن کے حال بد سے مخاطب کو تعجب دلانا دوسرا تمہید
بیان مابعد کی جس طرح کہ سابق مین جو ان الذین یجادلون الآیہ گذرا ہے اُس سے اس امر کا بیان منظور
تھا کہ اُن کا جدال ایک ایسی بنا سے فاسد پر مبنی ہے کہ وجود کے تحت مین داخل نہین ہو سکتا ہے نری خالی
تمنا ہے اب اس تقریر کی بنا پر اس مین کسی طرح کی تکرار نہین ہے معنی یہ ہین دیکھ تو طرف ان لوگون کے جو
کہ مکابرہ ومجادلہ کرتے ہین اللہ کی آیتون مین ایسی آیتین کہ واضح وجلی ہین خود پر ایمان لانے کو واجب کرتی
ہین اُن مین جدال کرنے سے زاجر ومانع ہین کیونکر وہ اُن سے پھیرے جاتے ہین باوجود اس کے کہ اُن پر
متوجہ ہونے کے باعث باہم ایک دوسرے کے ممد ومعاون ہین اور موانع اُن سے بالکل منتفی ہین اور جو دلیلین
کہ اُن کی صحت پر اور اس پر کہ وہ خود فی نفسہ موجب توحید ہین دال ہین سو وہ قائم ہین یہ حاصل ہے ابو السعود
کا آپ کہو کہ باوجود اس سب کے آیتون مین جھگڑنا اور اُن سے پھرنا بڑے تعجب کی بات نہین ہے تو پھر کیا ہے
نسفی نے کہا کہ اس سورت مین تین جگہ ذکر جدال کا ہوا ہے سو جائز ہے کہ حق مین تین قومون کے ہو یا تین
بتون مین یا تکرار واسطے تاکید کے ہو **ابن زید** نے کہا کہ یہ مجادلین مشرکین ہین بدلیل قول مابعد الذین
کذبوا بالکتاب الآیہ یعنی اس لیے کہ مکذب کتاب وغیرہ مشرکین ہین **قرطبی** نے کہا اور اکثر مفسرین نے
کہا ہے کہ قدریہ مین نازل ہوئی ہے **ابن سیرین** کہتے ہین اگر یہ آیت قدریہ مین نہین اُتری تو
پھر مین نہین جانتا ہون کہ کن لوگون کے حق مین نازل ہوئی اسکا یون جواب دیتے ہین کہ اللہ پاک
نے ان مجادلین کا ایسی صفت کے ساتھ وصف کیا ہے جو کہ دال ہے برخلاف قول اکثر مفسرین مذکورین
کے یون فرمایا ہے کہ انہون نے تکذیب کی کتاب کی حالانکہ یہ ایک ایسا وصف ہے کہ فرقہاے اسلام سے
کسی فرقے پر اس کا اطلاق صحیح نہین ہے بالجملہ موصول ثانی یا تو محل جر مین ہے اس بنا پر کہ نعت ہے
موصول اول کی یا اُس سے بدل ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محل نصب مین ہو بنا بر ذم اور مراد کتاب سے
یا تو قرآن ہے یا جنس کتب منزلہ من عند اللہ اور وبما ارسلنا بہ رسلنا معطوف ہے بالکتاب پر اور مراد
اس سے وہ شے ہے جس کی وحی کی گئی طرف رسولون کے غیر کتاب سے اگر الف ولام الکتاب مین

واسطے جنس کے ہو یا باقی کتب اگر کتاب سے مراد قرآن ہو غرضکہ پھر اللہ پاک نے وہ عیبہ شدید جو ذکر کی تو کہ
جدال فی آیات اللہ وتکذیب کتاب پر مرتب ہوتی ہیں فرمایا فسوف یعلمون اذ الاغلال فی اعناقہم
الآیہ کلمہ اذ متعلق ہے یعلمون سے یعنی یہ مجادلین مکذبین عنقریب جان لیں گے انجام بد اپنے کام کا اور وبال
اپنے جدال و تکذیب کفر کا وقت ہونے طوقوں کے ان کی گردنوں میں یا اذ متعلق ہے اذکر مقدر سے یعنے
ذکر کر ان سے وقت اغلال کا تا کہ ڈریں اور منزجر ہوں سلاسل جمع ہے سلسلہ کی یعنی زنجیر راغب نے کہا
تسلسل الشی اضطرب کانہ تصور منہ تسلسل متردد فتردد لفظہ تنبیہا علی تردد معناہ وماء سلسل متردد فی مقرہ والسلاسل
معطوف ہے الاغلال پر تقدیر یہ ہے اذ الاغلال والسلاسل فی اعناقہم یہ بھی جائز ہے کہ سلاسل مرفوع ہو اس
بنا پر کہ مبتدا ہو اور خبر اس کی محذوف اس لیے کہ فی اعناقہم اس پر دال ہے یعنی والسلاسل فی اعناقہم یہ بھی
جائز ہے کہ خبر اس کی یسحبون فی الحمیم ہو بحذف عائد اے یسحبون بہا فی الحمیم یہ بات تو عام کی قرات پر ہے
جو کہ برفع سلاسل ہے حضرت ابن عباس و حضرت ابن مسعود و عکرمہ و ابو الجوزا نے بنصب سلاسل پڑھا ہے
اور یسحبون کو بفتح یا بصیغۂ معروف اس صورت میں سلاسل مفعول مقدم ہو گا یعنے اور سلاسل کو کھینچیں گے
حمیم میں بعض نے سلاسل کو بجر پڑھا ہے فرا نے کہا یہ قرات محمول ہو گی معنی پر کیونکہ معنے یہ ہیں اعناقہم
فی الاغلال والسلاسل زجاج نے کہا معنے اس قرات پر یہ ہیں وفی السلاسل یسحبون ابن انباری نے اس کو
یوں اعتراض کیا کہ یہ بات عربیت میں جائز نہیں ہے محل یسحبون کا اس تقدیر پر کہ سلاسل معطوف ہو
اغلال پر اور اس تقدیر پر کہ مبتدا ہو اور خبر نہ ہو کی فی اعناقہم نصب ہے بنا بر حال یا کوئی محل نہیں ہے بلکہ
کلام مستانف جواب ہے سوال مقدر کا سحب کہتے ہیں سختی سے کھینچنے کو اسی معنی سے لفظ سحاب ہے
اس لیے کہ ہوا اس کو کھینچتی ہے یا اس واسطے کہ وہ پانی کو کھینچتا ہے حمیم وہ پانی ہے جو انتہا کو پہونچا ہو گرمی
میں کسی نے کہا بمعنے صدید ہے یعنے پیپ کسی نے کہا جہنم کسی نے حمیم کے معنے کو کیا بلیغ عبارت میں
ادا کیا ہے الماء الحار الذی یکسب الوجوہ سوادا والاعراض عارا والارواح عذابا والاجسام نارا اس کی
تفسیر اول گذر چکی ہے تسجر محاورے میں بولتے ہیں سجرت التنور ای اوقدتہ یعنی جلا لگایا میں نے تنور
کو سجرتہ ملأتہ بالوقود یعنی پر کر دیا میں نے اس کو ہیزم سے اسی معنی سے البحر المسجور ہے ای المملوء
پس فی النار یسجرون کے یہ معنی ہونگے کہ آگ ان سے دہکائی جائے گی یا ان سے پر کی جائے گی
مراد ہے کہ طرح طرح کے عذاب سے معذب ہوں گے اور ایک باب سے طرف دوسرے باب کے نقل کیے
جائیں گے مجاہد و مقاتل نے کہا توقد بہم النار فصاروا وقودہا یعنے دہکائی جائے گی ان سے آگ
تو وہ اس کے ایندھن ہو جائیں گے حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ جیسے

جائین گے جلتے پانی مین تو منسلخ ہو جائے گی ہر چیز جو اُن پر ہو گی کہال و گوشت اور رگین یہانتک کہ
یہ سب آجائیگا اُس کی ایڑی مین یہانتک کہ گوشت کافر کا بقدر راس کے طول کے ہوگا اور طول اُسکی
ساٹھہ گز کا ہوگا پہر دوسری کہال پہنایا جائے گا پہر کہینچا جائیگا حمیم مین حضرت عبد اللہ بن عمرو
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اذ الاغلال تا یسجرون پڑہا پہر
فرمایا کہ اگر رصاصہ مثل اس کے اور اشارہ فرمایا طرف ایک کہوپری کے یعنے اگر کوئی سیسے کا گولہ
مثل کہوپری کے چہوڑا جائے آسمان سے طرف زمین کے حالانکہ پانسو برس کی راہ ہے تو البتہ وہ پہونچ
جائے گا زمین کو قبل رات کے اور اگر وہ چہوڑا جائے زنجیر کے سر سے تو البتہ وہ چلے چالیس برس رات
اور دن قبل اس کے کہ پہونچے اصل اُس کی کو یا اُس کے قعر کو اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ
وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ قولہ تعالیٰ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ الآیہ صیغہ
ماضی کا اس لیے فرمایا کہ تحقق پر دال ہو معنے یقال لہم ہین اور کلمہ این ما سے جدا لکہا جاتا ہے جیسا کہ جزری
نے اس طرف اشارہ کیا ہے معنے یہ ہین کہ پہر زجر و توبیخ کے واسطے اُن سے کہا جائے گا کہان ہین وہ
شرکا جن کو تم پوجتے تہے اللہ کے سوا مراد اصنام وغیرہ ہین کہین گے وہ تو جاتے رہے غائب ہو گئے ہم سے
او ہم نے اُن کو گم کیا سو ہم اُن کو نہین دیکہتے ہین پہر اس بات سے اعراض کیا اور اس طرف منتقل ہو کے کہ
اُن کے عدم کی خبر دی اور اس کی کہ اُن کے لیے کوئی وجود نہین ہے پس کہا بلکہ ہم تو پکارتے نہ تہے پہلے
کسی شے کو یعنے ہم کسی چیز کو پوجتے نہ تہے یہ بات جب کہی کہ جس گمراہی و نادانی مین تہے وہ اُن پر کہل
گئی اور ظاہر ہو گیا کہ وہ ایسی شے کو پوجتے تہے جو نہ دیکہتی ہے نہ سنتی ہے نہ ضرر پہونچاتی ہے نہ نفع اور
یہ کچہہ اُن کی طرف سے وجود اصنام کا انکار نہین ہے جن کو وہ پوجتے تہے بلکہ اُن کی طرف سے اقرار ہے
اس کا کہ اُن کا پوجنا اُن کو باطل و بیکار تہا جس طرح کہ محاورے مین تم کہتے ہو کہ حسبتہ شیأ فلم یکن یعنے مین نے
فلان چیز کو خیال کیا تہا کہ وہ ایک شی ہے سو وہ شے نہ تہی یعنی کوئی معتد بہ شے نہ نکلی محلی نے بل لم نکن
ندعوا الآیہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ انہون نے انکار کیا اپنے پوجنے کا اُن کے پہر وہ بت حاضر کیے گئے یعنے
اُن کے پاس تو اُن کو دیکہہ لیا اللہ پاک نے فرمایا ہے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ
اے وَقُوْدُهَا انتہی لیکن یہ بات کہ انکار عبادت کا کیا بعید ہے مقام حساب مین اور روبکاری رب العالمین
مین اسی لیے ابو السعود نے کہا کہ معنے یہ ہین بلکہ ظاہر ہو گئی ہم کو یہ بات کہ ہم نہین پوجتے تہے کسی شے کو
بسبب اُن کے پوجنے کے جبکہ آج ہم پہ یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ کوئی شے معتد بہ نہ تہی كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ
یعنے مثل اس گمراہی رسوا کرنے والی اور حد سے بڑہی ہوئی کے گمراہ کرتا ہے اللہ کافرون کو جبکہ انہون نے

پوجا ان بتوں کو جنہوں نے ان کو آگ کی طرف پہونچا دیا اور یہ بھی بطور توبیخ و سرزنش کے ان سے کہا جائے گا کہ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ الآیۃ اشارہ ہے طرف ضلال کے جو کہ یضل سے معلوم ہوتا ہے یا طرف عذاب کے یعنی یہ گمراہ کرنا یا عذاب اس سبب سے ہے کہ تم دنیا میں اللہ کے عاصی اور اس کے رسولوں کی اور کتابوں کی مخالفت کر کے فرح و سرور کا اظہار کرتے تھے کسی نے کہا بسبب اس کے کہ تم مال و اتباع و صحت و عافیت سے خوش ہوتے تھے کسی نے کہا بوجہ اس کے کہ تم بعث و عذاب کا انکار کر کے مسرور ہوتے تھے کسی نے کہا کہ مراد فرح سے اس جگہ بطر و تکبر ہے اور مرح سے مراد زیادتی ہے بطر میں مجاہد وغیرہ نے کہا ہے تمرحون کے معنے ہیں تبطرون و تاشرون ضحاک نے کہا کہ فرح تو سرور ہے اور مرح عدوان ہے مقاتل نے کہا مرح بطر و خیلاء ہوئی کسی نے کہا کہ مرح اشد ہے فرح سے مطلب یہ ہے کہ انتہا درجے کی خوشی مرح ہے اور یہی موجب تکبر کی ہوتی ہے اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اللہ پاک نے فرمایا ہے لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ یعنی داخل ہو تم جہنم کے ساتوں دروازوں میں جو کہ تمہارے واسطے بانٹے گئے ہیں اس حال میں کہ تمہارے لیے ہمیشہ ہمیشہ کا رہنا اس میں مقدر کیا گیا ہے فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ سو کیا برا ماوی و مسکن و مقام دائمی ہے ان کا جو کہ حق سے تکبر کرنے والے ہیں وہ ماوی جہنم ہے نعوذ باللہ منہا ظاہر یہ تھا کہ مدخل کہا جاتا لیکن اس کو مثوی کے پیرایہ میں اس لیے ذکر کیا کہ ان کا دخول بطور خلود ہے کما قال ابو السعود تسمین نے کہا کہ مدخل اس واسطے نہیں فرمایا کہ دخول دائم نہیں ہوتا ہے دائم جو ہوتا ہے سو وہ ثوا ہے پس اسی لیے اس کو مخصوص بذم کیا گو دخول بھی مذموم ہے پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر کا حکم دیا واسطے ان کی تسلی کے پس ارشاد فرمایا فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ

نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ

مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ

اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ

مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

تُحْمَلُوْنَ ۝ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ڰ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ۝ سو تو ٹھیر رہ بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پھر کبھی ہم دکھا دیں تجھ کو کوئی وعدہ جو ان کو دیتے ہیں یا بھر لیں تجھکو پھر ہماری طرف پھر آویں گے اور ہم نے بھیجے ہیں بہت رسول تجھ سے پہلے کوئی ان میں ہیں کہ سنایا تجھکو ان کا احوال اور کوئی ہیں کہ نہیں سنایا اور کسی رسول کو مقدور نہ تھا کہ لے آتا کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے پھر جب

ف اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازہ کو ان میں کا ایک فرقہ بٹ رہا ۱۲ منہ

ع ۱۲

آیا حکم اللہ کا فیصلہ ہو گیا انصاف سے اور ٹوٹے مین آئے اُس جگہ جھوٹے اللہ ہے جس نے بنا دیے
تم کو چوپائے تا سواری کرو کتنون پر اور کتنون کو کہاتے ہو اور تم کو اُن مین بہت فائدے ہین اور تا
پہونچو اُن پر چڑہ کر کسی کام تاک جو تمہارے جی مین ہو اور اُن پر اور کشتی پر لدے پہرتے ہو اور دکہاتا ہی
تم کو اپنی نشانیان پہر کون کون نشانی اپنے رب کی نہ مانو گے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالی
اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر کا امر فرماتا ہے کہ جس نے قوم مین سے اُن کی تکذیب کی اُس پر
صبر کرین پس بیشک اللہ تعالی عنقریب پورا کرے گا تیرے واسطے وہ نصر و ظفر تیری قوم پر جس کا
اُس نے تجہہ سے وعدہ کیا ہے اور انجام نیک تیرے واسطے کرے گا اور اُن کے واسطے جنہون نے تیری پیروی
کی دنیا و آخرت مین پہر یا تو ہم تجہہ کو دکہادین گے کوئی وعدہ جو ہم اُن کو دیتے ہین یعنی دنیا مین اور اسی طرح
واقع ہوا کیونکہ اللہ پاک نے مومنین کی آنکہین مشرکین کے کبار و عظما سے ٹہنڈی کردین بدر کے دن ہلاک کردیے
گئے پہر اللہ تعالی نے مکہ کو آپ پر فتح کر دیا اور باقی جزیرہ عرب کو آپ کی حیات شریف مین مفتوح کر دیا قولہ تعالی
اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ الآیہ یعنے یا ہم تجہہ کو وفات دین گے پہر وہ ہماری ہی طرف لوٹکر آئین گے یعنے پہر ہم اُن کو عذاب
سخت چکہائین گے آخرت مین پہر آپ کی تسلی کے واسطے فرمایا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا الآیہ جس طرح کہ سورہ نساء
مین بعینہ اسی طرح فرمایا ہے یعنی اُن مین سے وہ رسول ہین جن کے اخبار و قصصون کی ہم نے تیری طرف وحی
کی وہ قصے جو اُن کو اپنی قومون کے ساتہہ پیش آئے کس طرح اُن کی تکذیب کی پہر انجام نیک اور نصرت رسولون
کے واسطے ہوئی اور انہین سے وہ ہین جن کے قصے ہم نے تجہہ سے بیان نہین کیے یہ رسول بہ نسبت مذکورین کی
بکثرت کثیر ہین چنانچہ سورہ نساء مین اس بات پر تنبیہ گزر چکی ہے وللہ الحمد والمنۃ قولہ تعالی وَمَا كَانَ
لِرَسُوْلٍ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ کسی ایک رسول کے واسطے یہ بات نہین ہوئی کہ اپنی قوم کے پاس کوئی خارق
عادات بات لائے یعنے معجزہ مگر یہ کہ اللہ تعالی اس باب مین اُس کو اذن دے تو یہ دلالت کرے اُس کے
صدق پر اُس شے مین جس کو وہ لیکر قوم کے پاس آیا ہے پہر جب آیا امر اللہ کا یعنی اُس کا عذاب و نکال مکذبین
کا احاطہ کرنے والا تو فیصلہ ہو گیا انصاف سے یعنی مومنین کو بچا لیا اور کافرون کو ہلاک کر ڈالا اسی لیے یون فرمایا
وخسر ہنالک المبطلون یعنی نقصان مین آئے وہان جہوٹے قولہ تعالی اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ
الآیہ اللہ پاک اپنے بندون پر منت رکہتا ہے اس انعام عظیم کی کہ اُس نے اُن کے نفع کے واسطے انعام بنائے
یعنے اونٹ اور گائے اور بکریان سو اُن مین سے کوئی تو اُن کی سواری ہے اور کسی کو کہاتے ہین پس اونٹ پر
تو سوار ہوتے ہین اور اُس کا گوشت کہاتے ہین اور دودہ دوہتے ہین اور اُس پر بوجہہ لادکر دور دراز ملکون
کا سفر کرتے ہین اور گائے کا گوشت کہاتے ہین دودہ پیتے ہین اور بیلون سے کہیتی کرتے ہین اور بکری کا

گوشت کھاتے ہین دودہ پیتے ہین) اور ان سب کے صوف اور بال و ریشم کاتے جاتے ہین پہر ان سے اثاث وخیام اور بہت سے کی چیزین بنائی جاتی ہین چنانچہ سورۂ انعام وسورۂ نحل وغیرہ مین کئی جگہ اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے اسی لیے اللہ عز وجل نے اس جگہہ یون فرمایا ہے لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ الآیہ قولہ تعالیٰ وَيُرِيكُمْ الآیہ یعنے اللہ تعالیٰ تم کو دکہاتا ہے اپنی حجتین براہین آفاق مین یعنی زمین و آسمان مین اور خود تمہاری جان مین پہر کون کونسی اللہ کی نشانیون کا انکار کروگے یعنی اس کی نشانیون مین سے کسی شے کے انکار پر تم قادر نہ ہوگے مگر یہ کہ معاندہ ومکابرہ کر دہٹ دہرمی کرکے نہ مانو **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح و اضافہ یہ ہے پس تو صبر کر بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے یعنی اس کا وعدہ ان سے انتقام لینے کا ضرور ہونے والا آیا تو دنیا مین یا آخرت مین اسی لیے یون فرمایا فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ یعنے پہر کبہی ہم دکہا دین تجہہ کو دنیا مین بعض اس عذاب کا جس کا ہم ان کو وعدہ دیتے ہین مانند قتل و قید و قہر کے کہ ان کو مقتول و مقید و مقہور کردین او نتوفینک معطوف ہے نرینک پہ یعنے یا ہم تجہہ کو وفات دین قبل نازل کرنے عذاب کے ان پر پہر وہ ہماری ہی طرف لوٹ کرائین گے قیامت کے دن تو ہم ان کو سخت تر عذاب کرین گے کلمہ اما مرکب ہے ان اور ما سے نون کو میم مین ادغام کر دیا ہے مبرد و زجاج کے نزدیک کلمۂ ما زائد ہے اصل ان نرک ہے اور فعل کے آخر مین نون تاکید کا لگایا ہے۔ آب یہان دو آلے تاکید کے جمع ہین ایک تو مازائدہ اول فعل مین یہ تو تاکید کرتا ہے شرط کی دوسرا آلہ نون آخر مین یہ تاکید کرتا ہے فعل شرط کی ان تاکیدون سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک آپ کو عذاب کفار کا ضرور دنیا مین دکہائیگا چنانچہ بدر کے دن دکہا دیا کہ کفار قتل ہوئے اور قید کئے گئے اور مقہور ہوئے رہی یہ بات کہ او نتوفینک معطوف ہے نرینک پر تو دو شرطین ایک جزا مین مشترک ہوئین وہ جزا فالینا یرجعون ہے پس اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ دونون شرطون مین سے ہر ایک سبب ہو واسطے جزائے مذکور کے وہ جزا یہی اللہ کا انتقام لینا ہے ان سے آخرت مین حالانکہ پہلی شرط کا اس جزا کے واسطے سبب ہونا معقول نہین ہے کیونکہ دنیا مین رو برو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کو عذاب کرنا کیونکر سبب ہوسکتا ہے واسطے انتقام لینے اللہ تعالیٰ کے ان سے آخرت مین اور اگر فالینا یرجعون کو صرف شرط ثانی کا جواب ٹہیرائین تو اول شرط بغیر جواب کے رہی جاتی ہے سو اس کا یہ جواب دین گے کہ شرط اول کا جواب محذوف ہے اسے فذاک اور دوسرے کا جواب فالینا یرجعون ہے تو اب کلمۂ دونون کے جواب ٹہیک ہوگئے یعنے اگر ہم تجہہ کو دکہا دین بعض عذاب جس کا ہم ان کو وعدہ دیتے ہین تو فیہا اور اگر ہم تجہہ کو وفات دین قبل ان کی تعذیب کے دنیا مین تو وہ ہماری ہی طرف لوٹ کرائین گے قیامت کے دن پہر تو ہم ان کو سخت سی سخت عذاب کرین گے قاضی صاحب مرحوم نے بعد اسی قسم کی تقریر کے فرمایا ہے

ہو سکتا ہے کہ فاما نرینک بعض دونون شرطون کا جواب ہو یعنے کہ اگر ہم اُن کو عذاب کرین تیری
حیات مین یا اُن کو عذاب نہ کرین تو ہم اُن کو آخرت مین سخت تر عذاب کرین گے مطلب یہ ہے کہ
دنیا کا عذاب بہ نسبت عذاب آخرت کے ہیچ ہے یہان عذاب ہو یا نہ ہو وہان کا عذاب جو سخت تر
ہے وہ تو ضرور ہی ہوگا قولہ تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ تجھ سے پہلے
ہم نے بہت رسول و نبی بھیجے طرف اُن کی قومون کے اُن مین سے بعض کی خبر تو ہم نے تجھے
قرآن مین دی اور اُس ایذا و تکلیف کی جو اُن کو اپنی قومون سے پیش آئی یہ رسول پچیس ہین اور
اُن مین سے وہ ہین جن کی خبرین ہم نے تجھے قرآن مین نہین سنائین اور نہ اُس قصے کا علم ہم نے
تیری طرف پہونچایا جو درمیان اُن کے اور قومون کے گزرا محلی نے ذکر کیا ہے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے آٹھ ہزار نبی مبعوث فرمائے چار ہزار تو بنی اسرائیل مین سے اور چار ہزار باقی لوگون مین سے
انتہے محلی نے تو بلفظ روی ذکر کیا ہے اور صاحب کشاف نے اس کو بلفظ قیل کہا ہے طیبی نے کہا
صحیح وہ ہے جو ہم کو روایت کی گئی ہے امام احمد سے بروایت حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہا مین نے
عرض کیا یا رسول اللہ انبیا کی گنتی کتنی ہے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار رسول اُن مین سے تین سو
پندرہ ہین جما غفیرا ذکرہ الکرخی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ومنہم من لم نقصص
علیک کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک غلام حبشی کو مبعوث فرمایا سو یہ منجملہ اُن کے ہے
جن کا قصہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہین کیا ہے اخرجہ الطبرانی فی الاوسط وابن
مردویہ قولہ تعالیٰ وما کان لرسول الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ راست و درست نہین ہوا واسطے کسی
رسول کے اُن مین سے یہ کہ لائے کوئی معجزہ جو دال ہو اُس کی نبوت پر مگر ساتھ اذن اللہ کے نہ خود اپنی
طرف سے اس لیے کہ یہ معجزات عطایا ہین اللہ تعالیٰ نے اُن کو بانٹ دیا ہے درمیان اُن کے موافق
اپنے مقتضاے حکمت کے مثل بانٹنے باقی چیزون کے اُن کو کوئی اختیار نہین ہے اختیار کرنے مین بعض
معجزات کے اور مستبد و مستقل ہونے مین ساتھ لانے اُس معجزے کے جس کی فرمایش کی گئی اس لیے کہ رسول
تو بندے مربوب ہین یعنی تو بھی مثل اُن کے ہے سو تو اس پر قادر نہین ہے کہ کوئی شے لے آئے معجزات
مین سے مگر اللہ کے اذن سے پس یہ رد ہے قریش پر معجزات کے بارے مین جن کی انہون نے آپ سے
فرمایش کی تھی جیسے اُن کا یہ قول ہے کہ تو ہمارے واسطے صفا کو سونے کا کر دے قولہ تعالیٰ فاذا
جاء امر اللہ الآیہ کے یہ معنی ہین کہ پھر جب آیا امر اللہ کا یعنے وہ وقت جو معین تھا واسطے اُن کے
عذاب کے دنیا مین یا آخرت مین تو فیصلہ کیا گیا ساتھ حق کے درمیان رسولون کے اور اُن کے

جھٹلانے والون کے پس نجات دی اللہ نے اپنی قضاے حق کے ساتھ اپنے عباد متقین کو اور
زیانکار رہوے اُس وقت مبطل جو کہ پیروی کرتے تھے باطل کی اور اُس کے ساتھ عمل کرتے تھے ثعلبی نے
کہا پھر جب آیا امر اللہ کا ساتھ نزول عذاب کے کفار پر تو قضا کی گئی درمیان رسولون کے اور اُن کے مکذبین
کے ساتھ حق کے اور خاسر ہوئے وہان مبطل یعنے قضا و خسران ظاہر ہوا واسطے لوگون کے اور وہ
خاسر تھے ہر وقت مین قبل اس کے یعنے اس لیے کہ اس قضا و خسران کا حکم تو پہلے سے ہو لیا تھا بلکہ
ازل مین لکھا جا چکا تھا لیکن ظہور اُس کا اب ہوا کرخی نے کہا کہ اس آیت کو بطلان سے ختم کیا اور سورت کو
کافرون سے ختم فرمایا اس لیے کہ یہان تو متصل ہے قضی بالحق سے اور نقیض حق کا باطل ہے اور وہان
متصل ہے ایمان غیر نافع سے اور نقیض ایمان کا کفر ہے تو جو کلمہ جس جگہ کے مناسب تھا اُس کو وہین ذکر
فرمایا فما احسن اداتک یا سیدی و مولائی پھر اللہ پاک نے اپنے بندون پر احسان جتایا ایک نوع کا اپنے الوانعم
سے جن کا شمار نہین ہو سکتا ہے پس ارشاد فرمایا اللہ ہے جس نے پیدا کیے تمہارے واسطے انعام زجاج نے
کہا انعام اس جگہ خاصۃً اونٹ ہین کسی نے کہا کہ ازواج ثمانیہ یعنے شتر و گاو و میش و بز لیکن ظاہر قول
اول ہے اس لیے کہ جو منافع آگے مذکور ہین وہ سب ونٹ مین پائے جاتے ہین پھر اس اجمال کی تفصیل
فرمائی لترکبوا منہا و منہا تاکلون کلمہ من دونون جگہہ تبعیض کا ہے کسی نے کہا ابتداے غایت کا مراد ابتداے
رکوب وابتداے اکل ہے لیکن قول اول اولیٰ ہے مثنیہ ہین تا کہ تم بعض پر تو سوار ہو اور بعض کو کھاؤ
اور واسطے تمہارے اُن مین اور منافع ہین سوا سوار ہونے اور کھانے کے جیسے وبر و صوف و شعر اور مسکہ
اور گھی اور پنیر اور دودھ اور نسل وغیرہ اور تا کہ پہونچو اُن پر حاجت کو جو تمہارے سینون مین ہے مجاہد
مقاتل و قتادہ نے کہا کہ لادے پھرتے ہین تمہارے بوجھ ایک شہر سے طرف دوسرے شہر کے سورہ
نحل مین اس کا بیان پورے طور پر گزر چکا ہے اور اُنپر اور کشتیون پر لدے پھرتے ہو یعنی اونٹون پر تو
خشکی مین اور کشتیون پر دریا مین کسی نے کہا کہ اس جگہہ مراد حمل علی الانعام سے لادنا بچون اور عورتون
کا ہے اُن پر ہودجون مین اور یہی بعید ہے اس کے جدا کرنے مین رکوب سے اور جمع کرنے مین درمیان
انعام کے اور فلک کے اس لیے کہ باہم اُن کے پوری مناسبت ہے یہانتک کہ اونٹون کا نام سفائن البر
رکھا گیا ہے اس کی نظیر یہ آیت ہے سورہ نحل مین والانعام خلقھا لکم فیھا دفء ومنافع
ومنھا تاکلون ولکم فیھا جمال الآیہ لیکن یہ اُس سے زیادہ تر جامع ہے قولہ تعالیٰ ویریکم
آیاتہ الآیہ یعنی دکھاتا ہے تم کو اللہ اپنی دلالتین جو کہ دال ہین اُس کے کمال قدرت و وحدانیت پر
پھر کون سی آیت کا اللہ کی آیتون سے انکار کروگے کیونکہ وہ تو سب کی سب ایسی ظاہر و باہر ہین کہ کوئی

ف
اور چوپائے
بنا دیے تمہارے
اُن مین چڑھو اور
بعض ... کو کھاؤ
اور بعضون کو ...
... تم کو ان سے
... ۱۱ منہ

منکر و جاحد اُن کا انکار و جحد نہین کرسکتا ہے آس مین اُن کے واسطے ایک بڑی تقریع و توبیخ ہے۔ کلمۂ ای کی تذکیر اُس کی تانیث سے زیادہ تر مشہور ہے اسی لیے تانیہ آیات اللہ نہین فرمایا کیونکہ تفرقہ درمیان مذکر و مؤنث کے اسمائے جامدین مثل حمار و حمارہ کے غریب ہے اور یہ تفرقہ ای مین اور بھی زیادہ غریب ہے بسبب اُس کے ابہام کے نصب ای کا تنکرون سے ہے عامل پر جو اُس کو مقدم کیا ہے سو اس لیے کہ اُس کے واسطے صدر کلام ہے پھر اللہ پاک نے اُن کو ارشاد کیا کہ اُس کی نشانیون مین اعتبار و تفکر کرین پس فرمایا أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ ۝

کیا پھرے نہین ملک مین کہ دیکھتے آخر کیسا ہوا اُن سے پہلون کا وہ تھے اُن سے زیادہ اور زور مین سخت اور نشانیون مین جو چھوڑ گئے ہین زمین پر پھر کام نہ آیا اُن کو جو وہ کماتے تھے پھر جب پہونچے اُن پاس رسول اُن کے کھلی نشانیان لیکر ریجھنے لگے اُسپر جو اُن کے پاس تھی خبر اور اُلٹ پڑی اُن پر جس چیز پر ٹھٹھا کرتے تھے پھر جب دیکھی اُنہون نے ہماری آفت بولے ہم یقین لائے اللہ اکیلے پر اور چھوڑین جو چیزین شریک بتاتے تھے پس نہ تھا کہ کام آوے اُن کو یقین لانا اُن کا جس وقت دیکھ چکے ہمارا عذاب رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو چلی آتی ہے اُس کے بندون مین اور خراب ہوئے اُس جگہ منکر ا تھے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے اگلی امتون کی جنہون نے زمانۂ قدیم مین رسولون کی تکذیب کی اور کیا کچھ سخت عذاب اُن پر نازل ہوا باوجود اس کے کہ قوی اُن کے سخت تھے اور بہت کچھ نشانیان زمین پر چھوڑ گئے اور مال جمع کیے پھر یہ سب کچھ اُن کے کام نہ آیا اور نہ ذرہ برابر اللہ کا عذاب اُن سے رد کیا یہ اس لیے ہوا کہ جس وقت رسول کھلی کھلی نشانیان اور پکی پکی حجتین اور شکن براہین لیکر اُن کے پاس آئے تو اُن کی طرف التفات نہ کیا اور نہ اُن پر متوجہ ہوئے اور جو علم اپنے خیال مین اُن کے پاس تھا اُس کے ساتھ اُس علم سے مستغنی ہوئی جس کو رسول لیکر اُن کے پاس آئے تھے یہ کہتے ہین یون کہا کہ ہم تو اُن سے بڑھکر عالم ہین ہم ہرگز مبعوث نہ ہون گے اور نہ ہرگز ہم کو عذاب کیا جاوے گا سدی کہتے ہین خوش ہوئے اُس علم سے جو اُن کے پاس تہا بسبب اپنی جہالت کے پھر اُن پر اللہ تعالی کے عذاب سے وہ عذاب

آیا جس کے مقابلے کی ان کو کچھ طاقت نہ ہوئی وحاق بہم یعنے گھیر لیا ان کو اس شے نے جس کا ٹھٹھا
کرتے تھے یعنی تکذیب کرتے اور اس کے وقوع کو بعید جانتے تھے فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا الآیہ یعنے پھر
جب معاینہ کیا اپنے اوپر وقوع عذاب کا تو بولے ہم ایمان لائے اکیلے اللہ پر اور منکر ہوئے اس شی
کے جس کو اس کے ساتھ شریک کرتے تھے یعنے اللہ عزوجل کی توحید کے اور طاغوت کے منکر ہوئے
لیکن ایسی جگہہ جہاں کہ لغزشوں سے درگزر نہیں کی جاتی ہے اور نہ عذر ومعذرت نفع دیتی ہے
یہ ویسی بات ہے جو فرعون نے کہی جبکہ غرق سے اس کو آلیا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ
بَنُوْٓا اِسْرَاۗءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ
الْمُفْسِدِيْنَ یعنے پھر اللہ پاک نے وہ ایمان اس سے قبول نہ کیا کیونکہ وہ اپنے نبی موسے علیہ الصلوٰۃ و
والسلام کی دعا قبول کر چکا تھا جبکہ انہوں نے یوں دعا کی تھی وَاشْدُدْ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا
حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ اسی طرح اللہ سبحانہ نے یہاں فرمایا فلم یک ینفعہم تا عبادہ یعنے یہ اللہ کا حکم ہے
ان سب لوگوں میں جنہوں نے وقت معاینہ عذاب کے توبہ کی کہ وہ قبول نہیں ہوتی ہے اور اسی لیے
حدیث شریف میں آیا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے توبہ بندے کی جب تک کہ اس کو غرغرہ
نہیں لگا ہے پھر جب اس کو غرغرہ لگ گیا اور روح حلق میں پہونچی اور فرشتے کا معاینہ کر لیا تو اب
اس وقت توبہ نہیں ہے اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے وخسر ہنالک الکافرون ف فتح البیان کا بیان
مع توضیح یہ ہے کہ فلم یسیروا معطوف ہے مقدر پر اے عجزوا فلم یسیروا فی الارض یعنے کیا عاجز ہوگئے
سو پھرے نہیں زمین کے اطراف ونواحی میں تو دیکھتے اپنے سر کی اور دل کی آنکھوں سے کہ کیسا
ہوا انجام ان سے اگلی امتوں کا جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کی اور اپنے رسولوں کو جھٹلایا کیونکہ جو
آثار ونشانیاں ان کے شہروں اور گھروں میں موجود ہیں وہ بتا رہی ہیں اس عقوبت کو جو ان پر نازل
ہوئی اور اس بد انجام کو جس کی طرف وہ گئے پھر اللہ پاک نے بیان کیا کہ یہ امتیں ان لوگوں سے
بڑھی ہوئی تھیں کثرت وقوت میں پس فرمایا کَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ الآیہ یعنے وہ تھے اکثر ان سے گنتی میں
اور سخت تر قوت میں مطلب یہ ہے کہ ان کے جسم ان سے قوی تر تھے اور مال میں بھی ان سے بڑھے
ہوئے تھے اور ان کے آثار ونشانیاں بھی زمین میں ان سے ظاہر تر تھیں بڑی بڑی عمارتیں اور پانی
کے حوض اور قلعے گڑھیاں پختہ ومضبوط اور کھیتیاں جمعہ کانوا الخ کلام مستانف ہے منظور اس سے
بیان کرنا ہے ان کے ابتدائی حال کا اور انجام کار کا سو ان کا آغاز تو یہ ہے کہ گنتی شمار میں
کثیر تھے اور بڑے مالدار دولتمند تھے اور جسموں کی قوت میں نہایت زبردست گنتی کی کثرت تو جیسا

سلہ یعنی جانا ہمیں کہ نہیں کوئی معبود نہیں مگر جس پر یقین لائے بنی اسرائیل اور میں ہوں حکم برداروں میں ۱۲ منہ

سلہ اب یہ کہنے لگا اور تو پہلے حکم نہ مانتا رہا اور رہا بگاڑ والوں میں ۱۲ منہ

سلہ اور سختی کر ان کے دل پر کہ ایمان نہ لاویں جب تک نہ دیکھیں دکھ کی مار ۱۲ منہ

ونقل سے معلوم ہوتی ہے اور قوت اُن کی آثار سے پائی جاتی ہے جو زمین مین باقی ہین اور انجام اُن کا یہ ہوا فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ ہوسکتا ہے کہ پہلا کلمہ ما نافیہ ہو یا استفہامیہ اغنی کا مفعول اور دوسرا موصولہ یا مصدریہ اغنی کا فاعل اسے لم یغن عنہم او اے شئ اغنے عنہم مکسوبہم او کسبہم یعنے پہر نہ کفایت کی اُن سے اُس شے نے جس کو کماتے تہے یا اُن کے کمانے نے یا کس شے کی کفایت کی اُن سے اُن کے کمائے ہوئے نے یا اُن کے کمانے نے مطلب یہ ہے کہ یہ کثرت عدد شدت قوت وفراخی مال وکثرت ساز وسامان اُن کے کچہہ کام نہ آئے فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ الآیہ کا مطلب یہ ہے کہ پہر جب آئے اُن کے پاس رسول اُن کے واضح واضح حجتین اور ظاہر ظاہر معجزے لیکر تو کافرون نے فرح وسرور ظاہر کیا ساتہہ اُس شے کے جو اُن کے پاس تہی اُس قسم سے جس کے علم ہونے کا دعوے کرتے تہے مراد زائل شبہے اور حق سے مائل دعوے اور فاسد فنون اور کاسد علوم ہین آن سب ہور کو جو علم کے پیرایہ مین ادا کیا سو یا تو اس لیے ہے کہ اُن سے ٹھٹھا کیا ہے یا بنا بر اُن کے اعتقاد کے کہ وہ اپنے خیال مین اُن کو علم اعتقاد کرتے تہے ورنہ اُن سے اور علم سے کیا نسبت کسی نے کہا کہ مراد اس علم سے علم احوال دنیا ہے نہ دین کا علم جس طرح کہ اس آیت مین ہے يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا نسفی نے کہا یا مراد علم سے فلاسفہ ودہریہ کا علم ہے کیونکہ یہ لوگ جس وقت اللہ کی وحی کو سنتے تو اُس کو دفع کرتے اور بہ نسبت اپنے علم کے علم انبیا علیہم السلام کو صغیر وحقیر سمجہتے تہے سقراط سے مروی ہے کہ اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حال سنا اور اُس سے کہا گیا کاش تو اُن کی طرف ہجرت کرتا تو بولا کہ ہم تو ایک قوم مہذب ہین سو ہم کو اُس شخص کی احتیاج نہیں ہے جو ہمکو مہذب کرے یا یہ مراد ہے کہ خوش ہوئے اُس علم سے جو نزدیک رسولون کے تہا خوش ہونا ضحک واستہزا کا گو یا یون کہا کہ استہزا کیا ساتہہ بینات کے اور ساتہہ علم وحی کے جس کو وہ لائے خوش ہوتے اتراتے ہوئے انتہی کسی نے کہا کہ الذین فرحوا بما عندہم من العلم سے مراد خود رسول ہین یہ یون ہے کہ جب رسولون کو اُن کی قوم نے جہٹلا یا تو اللہ پاک نے اُن کو یہ خبر دی کہ وہ کافرون کو ہلاک کرنے والا اور مومنون کو نجات دینے والا ہے تو وہ اس سے خوش ہوئے وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُوْنَ یعنے گہیر لیا اُن کو اُن کی جزا نے استہزا نے فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا الآیہ کا یہ مطلب ہے پہر جب معاینہ کیا ہمارے عذاب کا جو دنیا مین اُن پر نازل ہوا تو کہا ہم ایمان لائے اکیلے اللہ پر اور منکر ہوئے اُس شے کے جس کو ہم اُس کے ساتہہ شریک کرنے والے تہے

مراد وہ بت ہین جن کو پوجا کرتے تھے پہر نفع نہ دیا اُن کو اُن کے ایمان نے وقت معاینہ کرنے ہمارے
عذاب کے اس لیے کہ یہ وہ ایمان نہین ہے جو اپنے صاحب کو نفع دیتا ہے کیونکہ وہ ایمان جو نفع دیتا
ہے سو ایمان اختیاری ہے نہ اضطراری ایمان فاآت فما اغنے سے لیکر یہانتک چار ہین سو
پہلے کا حرف فا تو بیان کرتا ہے انجام اُن کی کثرت و شدت قوت کا یعنے انجام اُس کا خلاف
وضع ہوا اُس کے جس کی اُس سے امید رکہتے تہے امید اس کی نفع کی تہی سو نفع اُس پر مترتب
نہوا بلکہ عدم نفع مترتب ہوا جیسے محاورے مین بولتے ہو کہ وعظتہ فلم تیعظ یعنے مین نے
اُسکو نصیحت کی سو اُس نے نصیحت قبول نہ کی اور دوسرا اشارہ کرتا ہے عدم اغنا کی تفصیل کا
جس کا ابہام و اجمال کیا گیا تہا اور تیسرا نری تعقیب کے لیے ہے اور اُس کے مابعد کو تابع ٹہیرا دین
اُس کے ماقبل کا واقع بعد اُس کے اس لیے کہ مضمون فلما جاءتہم الخ کا یہ ہے کہ اُنہون نے
کفر کیا تو گویا یون کہا گیا فکفروا ثم لما رأوا بأسنا آمنوا اور چوتہا واسطے عطف کے ہے آمنوا پر گویا
یون کہا گیا فآمنوا فلم ینفعہم اس لیے کہ نافع ایمان اختیاری ہے قولہ تعالے سُنَّتَ اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ
خَلَتْ فِیْ عِبَادِہٖ یعنے طریقہ اللہ کا جو جاری ہو چکا ہے اُس کے بندون مین مطلب یہ ہے کہ اللہ
پاک نے ساری امتون مین یہ طریقہ جاری کر رکہا ہے کہ اُن کو ایمان نفع نہین دیتا ہے جبکہ اُنہون نے
دیکہ لیا عذاب کو سورہ نسا و سورہ توبہ مین اسکا بیان پورے طور پر گذر چکا ہے نصب سنۃ اللہ کا اس
بنا پر ہے کہ مصدر موکد ہے فعل محذوف کا مثل وعد اللہ کے اور جو اس کے شایہ عصا دزنگدہ ... مین
کسی نے کہا کہ بنا بر تحذیر منصوب ہے یعنے حذر کرواسے کئے والو اللہ کے طریقے سے جو کہ اگلی امتون
مین جاری ہو چکا ہے قول اول اولے ہے قولہ تعالے وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ یعنے اور زیانکار
ہوئے اُس وقت کافر یعنے وقت دیکہنے اُن کے کے اللہ کے بأس و عذاب کو یہ معنے اس بنا پر
ہین کہ ہنالک اسم اشارہ مکانی استعارہ کیا گیا ہے واسطے زمان کے جیسا کہ اول گذر چکا ہے
کما قالہ ابو السعود سمین نے کہا اس کی حاجت نہین ہے بلکہ اپنی اصل پر اُس کا باقی رکہنا صحیح
ہے یعنے یہ معنے ہو سکتے ہین کہ جس جگہ اللہ کا عذاب آیا اُس جگہ کافر خاسر ہوئے مطلب یہ
ہے کہ ہلاک کر دیے گئے دنیا و آخرت سے محروم ہوئے زجاج نے کہا کہ کافر خاسر ہے ہر وقت
مین لیکن ظاہر ہوتا ہے واسطے اُن کے خسران اُن کا جبکہ وہ عذاب دیکہتے ہین واللہ سبحانہ و
تعالے اعلم بمرادہ و اسرار کتابہ وہو علام الغیوب و ستار العیوب الحمد للہ والمنۃ کہ تفسیر سورہ
مومن ہفتم ماہ رجب حرام ۱۳۱۳ ہجری شب چہارشنبہ قریب نصف شب محلہ امیر گنج مین تمام ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حم

سورۃ السجدۃ

اسکو سورہ فصلت و سورۃ المصابیح بھی کہتے ہیں اس سورہ مبارکہ کی چوّن آیتیں ہیں کسی نے کہا ترپّن قرطبی نے کہا یہ سورت مکی ہے سب کے قول میں ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مکے میں نازل ہوئی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قریش ایک دن جمع ہوئے اور عتبہ بن ربیعہ کو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا اور آپ نے اول اس سورت کا اسپر پڑھا اخرجہ ابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید وابو یعلی والحاکم وصححہ وابن مردویہ وابو نعیم والبیہقی کلاہما فی الدلائل وابن عساکر اس باب میں اور روایتیں بھی ہیں چنانچہ آیندہ انکا ذکر آئیگا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

حٰمٓ ۚ تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۙ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ اتارا ہوا ہے بڑے مہربان رحم والے سے کتاب ہے کہ جدی جدی کی ہیں اسکی آیتیں قرآن عربی زبان کا ایک سمجھ والے لوگوں کو سناتا خوشی اور ڈر پھر وہ پہیان میں نہ لائے وہ بہت لوگ پھر وہ نہیں سنتے اور کہتے ہیں ہمارے دل غلافوں میں ہیں اس بات سے جس طرف تو ہمکو بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے تیرے بیچ میں اوٹ ہے سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہیں انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے حم تنزیل من الرحمن الرحیم یعنی قرآن اتارا ہوا ہے رحمن رحیم سے جسطرح کہ یہ فرمایا ہے قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ اور یہ فرمایا ہے وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ قولہ تعالی کتاب فصلت آیاتہ یعنی ایک کتاب ہے اسکی معانی بیان کئے گئے ہیں اور اسکے احکام پختہ کئے گئے ہیں قرآنا عربیا یعنی اس حال میں کہ وہ قرآن عربی ظاہر و واضح ہے سو معانی اسکے مفصل ہیں اور الفاظ اسکے واضح و غیر مشکل ہیں مثل قولہ تعالی كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ یعنی وہ اپنے لفظ و معنی کی جہت سے معجز ہے لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ قولہ تعالی لقوم یعلمون کا یہ مطلب ہے کہ بیان و وضوح کو جو جانتے ہیں وہ علمائے راسخین ہی ہیں بشیرا و نذیرا یعنی کبھی مومنین کو خوشی سناتا ہے اور کبھی کافروں کو ڈراتا ہے فاعرض اکثرھم فھم لا یسمعون یعنی پھر اعراض کیا اکثر قریش نے سو وہ اس سے کچھ بھی نہیں سمجھے باوجود اسکے بیان و وضوح کے اور کہا کہ ہمارے دل تو غلافوں میں ڈھکے ہوئے ہیں اس شے سے جسکی طرف تم ہمکو بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں بہراپن ہے اس شے سے جسکو تو ہمارے پاس لایا ہے اور ہمارے اور تیرے بیچ میں پردہ ہے سو ہم تک کچھ بھی نہیں پہونچتا ہے اس شے سے جو تو کہتا ہے پس تو کام کر اپنے طریقہ پر اور ہم اپنے طریقہ پر عمل کرتے ہیں ہم تیری پیروی نہ کرینگے امام عالم عبد بن حمید نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قریش ایک دن جمع ہوئے پس کہا نظر کرو دانا ترین

تمہارے کو ساحر و کہانت شعر کے پہر جا یہہ وہ آہی شخص کے پاس جس نے ہماری جماعت کے متفرق و ہمارے کام کو پریشان کر دیا ہے اور ہمارے دین کا عیب کیا ہے تو چاہیے کہ اس سے گفتگو کرے اور ہم دیکہیں وہ اسکو کیا جواب دیتا ہے یہہ کہا ہم نہیں جانتے ہین کسی کو سوا عتبہ بن ربیعہ کے پس کہا ای ابو الولید تو جا پہر عتبہ آپ کے پاس آیا تو کہا ای محمد تو بہتر ہے یا عبد اللہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے پہر کہا تو بہتر ہے یا عبد المطلب تو بہی آپ چپ رہے پہر بولا اگر تو یہہ گمان کرے کہ یہہ لوگ تجہہ سے بہتر ہین سو وہ ان معبودون کو پوج چکے ہین جن کا تو نے عیب کیا ہے اور اگر تو یہہ گمان کرے کہ تو ان سے بہتر ہے تو تو گفتگو کر یہان تک کہ ہم تیری بات سنین ہمنے تو واللہ کبہی نہین دیکہا کوئی بکری کا بچہ اپنی قوم پر زیادہ شوم ہو تیری قوم پر تجہہ سے تو نے ہماری جماعت کو متفرق کر ڈالا اور ہمارے کام کو تتر بتر کر دیا اور ہمارے دین کا عیب کیا اور ہمکو عرب مین رسوا کر دیا یہان تک کہ تحقیق اونمین یہہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ قریش مین ایک ساحر ہے اور قریش مین ایک کاہن ہے واللہ ہم نہین انتظار کرتے ہین مگر مثل چیخ حاملہ عورت کی کہ بعض ہمارا بعض کی طرف کہڑا ہو جاے تلوارین لیکر یہان تک کہ ہم آپس مین فنا ہو جاوین ای شخص اگر تجہہ کو صرف حاجت ہی ہے تو ہم تیرے واسطے جمع کرین یہان تک کہ تو سارے قریش سے بڑہ کر غنی ہو جاے اور اگر تجہہ کو صرف جماع ہی کی ضرورت ہے تو قریش کی عورتون مین سے جو چاہے پسند کر ہم دس عورتین تجہے بیاہ دین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو فارغ ہو چکا عتبہ نے کہا ہان پہر فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم تنزیل من الرحمن الرحیم تا آنکہ آپ مثل صاعقة عاد و ثمود تک پہونچے تو عتبہ بولا حسبک حسبک یعنی بس بس کیا تیرے پاس اسکے سوا اور بہی ہے آپنے فرمایا نہین تو عتبہ قریش کی طرف لوٹ کر آیا پس قریش نے کہا ما وراءک یعنی کیا خبر ہے کہا مین نے کوئی شی نہین چہوڑی جسکو مین نے خیال کیا کہ تم اسکے ساتہہ گفتگو کروگے مگر مین نے اسکی گفتگو کی قریش بولے پہر آیا اس نے تجہے جواب دیا کہا ہان لا والذی نصبہا بنیة یعنی قسم ہے اسکی جس نے آسمان کو بنا کر کے کہڑا کیا ہے مین نہین سمجہا کسی شی کو اس بات سے جو اس نے کہی سوا اسکے کہ اس نے تمکو ڈرایا ہے صاعقہ سے مثل صاعقہ عاد و ثمود کی بولے تیرا برا ہو مرد تجہہ سے باتین کرے عربی زبان مین تو نہ جانے اس بات کو جو اس نے کہی عتبہ نے کہا لا واللہ مین نہین سمجہا کسی شی کو اس سے جو اس نے کہا سوا ذکر صاعقہ کے وهكذا رواه الحافظ ابو يعلى الموصلي في مسنده عن ابي بكر بن ابي شيبة باسناده مثله سوا بغوی نے اپنی تفسیر مین بسند خود حضرت جابر سے اسکو روایت کیا ہے پہر حدیث کو ذکر کیا اس قول تک فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقة مثل صاعقة عاد و ثمود پس عتبہ نے اپنا ہاتہہ آپ کے مونہہ پر رکہدیا اور آپ کو رحم کی قسم دی اور اپنے گہر لوٹ آیا اور قریش کی طرف نہ نکلا اور اُن سے رُک رہا پہر ابو جہل نے کہا اے گروہ قریش واللہ ہم نہین خیال کرتے عتبہ کو مگر بیشک وہ مائل ہو گیا طرف محمد کے اور پسند آیا اسکو اسکا کہانا اور یہہ نہین ہے مگر کسی حاجت سے جو اسکو پہونچی ہے سو تم ہمارے ساتہہ اسکی طرف چلو پہر وہ اسکی طرف چلے تو ابو جہل نے کہا ای عتبہ نہین روکا تجہکو ہم سے مگر اسنے کہ تو مائل ہو گیا طرف محمد کے اور تعجب مین ڈالا تجہہ کو اسکے کہانے نے سو اگر تجہہ کو کوئی حاجت ہے تو ہم تیرے واسطے جمع کر دین اپنے مال سے اتنا جو تجہے محمد کے کہانے سے غنی کر دے پس عتبہ خفا ہوا اور قسم کہائی کہ محمد سے کبہی بات نہ کرے اور کہا واللہ البتہ مقرر تم جان چکے ہو کہ مین سب قریش سے مال مین بڑہ کر ہون لیکن مین اُس کے پاس آیا اور مین نے اس سے قصہ بیان کیا تو اُسنے مجہے ایک ایسی شے کے ساتہہ جواب دیا کہ واللہ وہ نہ شعر ہے

۱۲ [illegible]

نہ کہانت ہے نہ سحر ہے اور سورت پڑہی اس قول تک فان اعرضوا تا ثمود پہر مینے اُس کا منہ پکڑ لیا اور اسے رحم کی قسم دی کہ رک جائے اور بیشک تم جان چکے ہو کہ محمد جس وقت کچہ کہتا ہے تو جہوٹ نہین بولتا ہے سو مین ڈرا اس سے کہ تم پر عذاب نازل ہو وَهٰذَا السِّيَاقُ اَشْبَهُ مِنْ سِيَاقِ الْبَزَّارِ وَاَبِيْ يَعْلٰى وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ امام محمد بن اسحاق بن یسار کتاب سیرت مین برخلاف اس طرز کے اس قصہ کو لائے ہین محمد بن کعب قرظی سے یون روایت کیا ہے کہا مجہے حدیث کی گئی ہے کہ عتبہ بن ربیعہ اور یہ ایک سردار تہا ایک دن اس نے کہا اور یہہ قریش کی مجلس مین بیٹہا ہوا تہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا مسجد مین بیٹہے ہوئے تہے اے گروہ قریش کیا مین نہ کہڑا ہون طرف محمد کے تو اس سے گفتگو کرون اور کئی امر اس پر پیش کرون شاید وہ بعض کو قبول کرے تو ہم اُس کو دین اُن مین کا جو چاہے اور ہم سے باز رہے اور یہہ اس وقت کہا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا کہ زائد و کثیر ہوتے جاتے ہین پس قریش بولے ہان اے ابو الولید تو اس کی طرف کہڑا ہو پہر اس سے گفتگو کر پہر عتبہ آپ کی طرف کہڑا ہوا یہانتک کہ آپ کی طرف بیٹہا پہر کہا اے بہتیجے بیشک تو ہم مین سے ہے اس جہت سے کہ تو جان چکا ہے جو فضیلت کہ کنبے مین ہے اور جو مرتبہ کہ نسب مین ہے اور بیشک مقرر تو اپنے قوم کے پاس ایک امر عظیم لایا ہے جس سے تو نے اُن کی جماعت متفرق کر دی اور اُن کی عقلین خفیف و سبک کر دین اور اُن کے معبودون کا اور دین کا عیب کیا اور ان کے گذرے ہوئے باپ دادون کو کافر کر دیا سو اب تو مجہہ سے سُن مین کئی امر تجہہ پر پیش کرتا ہون کہ تو اُن مین غور کرے شاید تو ان مین سے بعض کو مانے راوی نے کہا پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے کہا ابو الولید تو کہہ مین سنونگا عتبہ نے کہا اے بہتیجے یہ امر جس کو تو لیکر آیا ہے اگر تو اس سے صرف مال ہی چاہتا ہے تو ہم تیرے واسطے ہمارے اموال سے جمع کر دین یہانتک کہ تو ہم سے مال مین بڑہ کر ہو جاوے اور اگر اس سے شرف چاہتا ہے تو ہم تجہ کو اپنے اوپر سردار بنا دین یہانتک کہ بغیر تیرے کسی کام کو قطع نہ کرین اور اگر اس سے ملک کا ارادہ کرتا ہے تو ہم تجہے اپنے اوپر بادشاہ بنا دین اور اگر یہ شخص جو تیرے پاس آتا ہے کوئی تابع ہے جنون مین کا جس کو تو دیکہتا ہے اُس کے رد کرنے کی طاقت نہین رکہتا ہے اپنے نفس سے کہ اسے دور دفع کر دے تو ہم تیرے لیے اطبا طلب کرین اور اس مین ہم اپنے مال خرچین یہانتک کہ تجہ کو اُس سے تندرست بہلا چنگا کر دین کیونکہ بسا اوقات تابع جنون مین کا آدمی پر غالب ہو جاتا ہے تا آنکہ اُس سے اُسکا علاج کیا جاتا ہے یا جیسا کہ عتبہ نے آپ سے کہا یہانتک کہ جب عتبہ فارغ ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس سے سنتے رہے فرمایا اے ابو الولید کیا تو فارغ ہو چکا یعنے اپنی تقریر سے کہا ہان فرمایا

اب تو مجہ سے سن کہا افعل یعنے مین سنتا ہون فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم حم تنزیل من الرحمن الرحیم کتاب فصلت آیاتہ
قرآنا عربیا لقوم یعلمون بشیرا ونذیرا فاعرض اکثرہم فہم لا یسمعون پہر آپ چلے اس سورت مین اور آپ اُس کو اس پر پڑہتے
جاتے تہے پس جب عتبہ نے سنا تو اسکے واسطے چپ رہا اور اپنے دونون ہاتہ اپنی پشت قال سے ان پر ٹیکا لگا کر
آپ سے سنتا رہا یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سجدے تک پہونچے تو آپنے سجدہ کیا پہر فرمایا قد سمعت
یا ابا الولید ما سمعت فانت وذاک یعنے او ابو الولید مقرر تو نے سنا جو سنا پہر تو ہے اور یہہ ہے پس عتبہ کہڑا ہوا
طرف اپنے اصحاب کے تو بعض نے بعض سے کہا ہم قسم کہاتے ہین اللہ کی کہ البتہ مقرر ابو الولید تمہارے پاس آیا
ہے بغیر اس نیت کے جس کے ساتہہ گیا تہا پہر جب وہ ان کی طرف بیٹہا تو بولے ما وراءک یا ابا الولید یعنے او ابو
الولید تیرے پیچہے کیا خبر ہے کہا میرے پیچہے یہہ ہے کہ بیشک مین نے ایسا قول سنا ہے کہ واللہ اسکے مثل کبہی
نہین سنا واللہ نہین ہے وہ سحر اور نہ شعر اور نہ کہانت او گروہ قریش تم میری اطاعت کرو اور اس اطاعت کو
میرے واسطے ٹہیراؤ چہوڑ دو درمیان اس مرد کے اور اس شے کے جس مین وہ ہے یعنے تم اس کے حال سے کچہہ
تعرض مت کرو پہر تم اس سے علیحدہ ہو جاؤ پس قسم ہے اللہ کی البتہ ہوگی واسطے اس کے قول کے جو مین نے
سنا ہے ایک خبر عظیم پس اگر عرب اس کو پہونچے یعنے اس کو مصیبت وایذا پہونچائی تو مقرر تم اپنے غیر کے
ساتہہ اُس کی کفایت کیے گئے اور اگر وہ عرب پر غالب ہو گیا تو اس کا ملک تمہارا ملک ہے اور اس کی عزت
تمہاری عزت ہے اور تم سب لوگون سے بڑہ کر اس کے ساتہہ بہرہ مند ہوگے قریش بولے سحرک واللہ یا ابا الولید
بلسانہ قال ہذا رأیی فیہ فاصنعوا ما بدا لکم یعنے او ابو الولید اس نے تو اپنی زبان سے تجہ پر جادو مارا عتبہ
نے کہا اس کے حق پر میری رای ہے اب تم کرو جو تم کو سوجہے وَهٰذَا السِّيَاقُ أَشْبَهُ مِنَ الَّذِي قَبْلَهُ وَاللّٰهُ
وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ف حم منجملہ حروف مقطعات کے ہے اللہ ہی اپنی مراد کو خوب جانتا ہے جو اس سے مراد ہے
اس کے معنے واعراب پر اور تنزیل کے معنے وترکیب پر اگلی سورت مین کلام گذر چکا ہے یہان تکرار کی حاجت
نہین ہے زجاج واخفش نے کہا ہے کہ تنزیل مرفوع بابتدا ہے اور خبر اس کی کتاب فصلت آیاتہ ہے فراء
نے کہا یہی جائز ہے کہ مبتدا محذوف کی خبر ہو یعنے ہذا تنزیل یہ بہی ہو سکتا ہے کہ کتاب بدل ہو تنزیل
سے اور من الرحمن الرحیم متعلق ہو تنزیل سے ان دو وصفون کو خاص کر کے اس لیے ذکر کیا ہے کہ خلق
اس عالم مین مثل بیمارون کے ہے جو کہ محتاج دوا کے ہین اور جیسے دواؤن کی مریضون کو حاجت ہوتی ہے
اور جیسے غذاؤن کی طرف تندرست لوگون کو احتیاج ہوتی ہے قرآن شریف ان پر مشتمل ہے تو اتارنا
قرآن کا جو کہ اللہ تعالی کی رحمت ولطف بخلق سے ناشی ہے عظیم تر نعمت ہوا اللہ کی طرف سے اس عالم پر فرمایا
وہ تنزیل کیا ہے ایک کتاب ہے جس کی آیتین بیان کی گئی ہین جدا جدا ممیز کی گئی ہین باعتبار لفظ ومعنی

کے پاس کی آیتین مختلف اسلوب تفصیل کے کی گئی ہین کہین احکام مذکور ہین کہین تمثیلین کہاوتین ہین کسی جگہ
وعظ و نصیحت ہے کبھی عجائب احوال نبات و حیوان و انسان کا ذکر ہو رہا ہے کبھی تہذیب اخلاق و ریاضت
نفس سبحانی جاتی ہے کہین گزشتہ امتون کی تاریخ بیان ہو رہی ہے صفات تنزیہ و تقدیس کا علیحدہ
ذکر ہو رہا ہے کہین غرائب ملکوت و ملک کی شرح ہوتی ہے بالجملہ جو کوئی انصاف کرے گا وہ اس بات کو
خوب جان لیگا کہ بدو و غایت خلق مین کوئی کتاب ایسی نہین ہے جس مین علوم مختلف جمع ہون جیسے کہ قرآن
مین جمع ہین فَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ وَاَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ قتادہ نے کہا فصلت ببیان حلالہ
من حرامہ وطاعتہ من معصیتہ یعنے حلال کو حرام سے خوب کھول کر بیان کر دیا ہے اور اپنی طاعت کو اپنی
معصیت سے واضح کر کے بتا دیا ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وعد و وعید کے ساتھ یعنے وعدہ و
وعید کا ذکر جدا جدا کیا گیا ہے حضرت سفیان فرماتے ہین ساتھ ثواب و عقاب کے تفصیل کی گئی ہین
یعنے ثواب و عقاب کا ذکر علیحدہ علیحدہ کیا گیا ہے یہ سب معانی قریب یک دیگر ہین سب پر حمل کرنے سے کوئی
مانع نہین ہے کسی نے فصلت آیاتہ بتخفیف صاد بصیغۂ معروف پڑہا ہے یعنے اس کی آیتون نے
فرق کر دیا درمیان حق و باطل کے جملہ فصلت آیاتہ محل رفع مین ہے صفت ہے کتاب کی اور نصب قرآنا
عربیا کا بنا بر اختصاص ہے یا بنا بر مدح جیسا کہ اخفش نے کہا ہے ای ارید بہذا الکتاب المفصل آیاتہ قرآنا
من صفتہ کیت کیت یعنے ارادہ کرتا ہون مین اس کتاب سے جس کی آیتین تفصیل کی گئی ہین قرآن
کا جو عربی زبان مین ہے یا منصوب ہے بنا بر حال اسے فصلت آیاتہ حال کو تہ قرآنا عربیا یعنے تفصیل کی
گئی ہین اس کی آیتین اس حال مین کہ وہ قرآن ہے عربی زبان کا کسی نے کہا بنا بر مصدریت ہے اے
یقرأوہ قرآنا یعنے پڑہتے ہین اس کتاب کو پڑہنے کر کسی نے کہا دوسرا مفعول ہے فصلت کا کسی نے کہا
کہ فعل محذوف کا معمول ہے جس پر فصلت دال ہے اے فصلناہ قرآنا عربیا یعنے تفصیل کی ہم نے اس
کتاب کی آیتون کی قرآن عربی کر کے لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ یعنے واسطے ایک قوم کے جو اس کے معانی کو جانتے
اور سمجھتے ہین اور وہ عربی زبان والے ہین خاص کر کے ان کا ذکر اس لیے کیا کہ وہ اس کو بلا واسطہ سمجھتے
ہین کیونکہ قرآن ان کی زبان مین ہے ان کے غیر اسے نہین سمجھ سکتے مگر ان کے واسطہ سے ضحاک نے
کہا واسطے اس قوم کے جو یہ جانتے ہین کہ قرآن اللہ کے پاس سے اتارا ہوا ہے مجاہد نے کہا جو یہ جانتے ہین کہ
وہ ایک معبود ہے توریت و انجیل مین حرف لام متعلق ہے محذوف سے جو کہ دوسری صفت ہے قرآن کی
ای قرآنا عربیا کائنا لقوم یا متعلق ہے فصلت سے یعنے اس کی آیتین تفصیل و بیان کی گئی ہین واسطے
انکے جو ان کو جانتے ہین مراد عرب ہین کیونکہ وہ ان سے نفع لینے والے ہین بسبب عربی زبان ہونے

کے گو وہ فی نفسہ مفصل ہین واسطے سب لوگون کے لیکن قول اول اولے ہے اور اسی طرح بشیرا و نذیرا بھی قرآن کی
اور دو صفتین ہین یا حال ہین کتاب کر یعنے خوشخبری سُنانے والا ہے واسطے دوستون اللہ تعالے کے اور ڈرانے
والا ہے اس کے دشمنون کو نافع نے بشیر و نذیر برفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ کتاب کی صفت ہین یا مبتدا سے محذوف کی
خبر ہین فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ مراد اکثر سے اس جگہ کفار ہین یعنے سو اعراض کیا کفار نے اس قرآن سے جو
پر وہ کتاب مشتمل تھی فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ یعنے پہر وہ سنتے نہین ہین ایسا سننا جس سے نفع لین کیونکہ انہون نے
تو اس سے اعراض کیا ہے اور کہا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ اکنہ جمع ہے کنان کی کنان بمعنے
غطاء و پردہ ہے کنانہ ترکش کو کہتے ہین جس مین تیر رکہتے ہین مجاہد نے کہا کنان قلب کے واسطے ایسا
ہے جیسے جعبہ ہوتا ہے واسطے تیرون کے یعنے ترکش اس کا بیان سورہ بقرہ مین گذر چکا ہے معنے یہ ہین کہ
ہمارے دل پردون غلافون مین ہین اس توحید سے جس کیطرف تو ہم کو بلاتا ہے سو وہ نہین سمجھتے ہین اس
بات کو جو تو کہتا ہے اور نہ اُن تک تیری بات پہنچتی ہے وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ اصل وقر کی ثقل و گرانی ہے طلحہ بن
مصرف نے بکسر واو اور کسی نے بفتح واو و قاف پڑہا ہے یعنے اور ہمارے کانون مین بوجہ یعنے بہرا پن ہے
وہ ہم کو تیری بات کے سننے سے روکتا ہے وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ یعنے اور درمیان ہمارے اور تیرے
پردہ ہے کلمہ من ابتدائے غایت کا ہے معنے یہ ہین کہ پردہ کی ابتدا ہوئی ہے ہم سے اور ابتدا ہوئی ہے تجھ
سے پس وہ مسافت جو متوسط ہے درمیان ہماری جہت کے اور تیری جہت کے وہ پوری بہر دی گئی ہے
پردے سے اس مین کچھ فراغ و خلو نہین ہے اور اگر بیننا و بینک حجاب کہا جاتا اور لفظ من نہ آتا تو یہ معنے ہوتے
کہ دو نو جہتون کے وسط مین حجاب حاصل ہے حالانکہ مقصود مبالغہ ہے تباین مفرط مین سو اس لیے لفظ من
لایا گیا یہ سب تمثیلین ہین اس کی کہ ان کے دل حق کے ادراک و قبول و اعتقاد کرنے سے دور پڑے ہوئے
ہین گویا غلافون پردون مین ہین جو کہ حق کے نفوذ سے روکتے ہین کہ ان کے دلون مین نفوذ کرے اور اس کے
کہ اُن کے کان حق کو پہینکتے ہین گویا اُن کے کانون مین اُس سے بہرا پن ہے اور اس کے کہ دونون مذہبون اور
دینون مین دوری ہے اور درمیان ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مواصلت ممتنع ہے گویا
درمیان ان کے اور جس پر وہ ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور جس پر آپ ہین ایک نہایت ساتر
پردہ اور بغایت مانع روک ہے پہاڑ کی یا مثل اُس کے اور کسی شے کے سو کسی طرح نہ ایک دوسرے سے مل سکتا
ہے نہ دیکھ سکتا ہے مارے سخت حجاب کے جب باہم اس قسم کی منافرت ہے تو فَاعْمَلْ إِنَّنَا عَامِلُونَ یعنے تو اپنے
دین پر چلتا رہ مراد توحید ہے ہم اپنے دین پر چلتے رہین مراد شرک ہے کلبی نے کہا تو عمل کر ہمارے ہلاک مین
کیونکہ ہم عمل کرنے والے ہین تیرے ہلاک مین مقاتل نے کہا تو عمل کر اپنے معبود کے واسطے جس نے تجھے

بیجا ہے کیونکہ ہم عمل کرتے ہین واسطے اپنے معبودون کے جن کو ہم پوجتے ہین کسی نے کہا کہ عمل کرو واسطے
اپنی آخرت کے ہم عمل کرنے والے ہین واسطے ہماری دنیا کے یا تو عمل کر ہمارے کام کے باطل کرنے مین
ہم عمل کرتے ہین تیرے امر کے باطل کرنے مین کذا فی فتح البیان پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ ان کی اس بات کا جواب دین پس ارشاد فرمایا قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ
اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ
وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ تو
کہہ مین بھی آدمی ہون جیسے تم حکم آیا ہے مجھ کو کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی ہے سو سیدھے رہو اس کی طرف اور اس
سے گناہ بخشواؤ اور خرابی ہے شریک والون کو جو نہین دیتے زکوۃ اور وہ آخرت سے منکر ہین البتہ جو یقین
لائے اور کیے بھلے کام ان کو نیگ ملتا ہے جو بس نہ ہو **ف** بعضے کہتے ہین یہان زکوۃ سے مراد کلمہ
کہنا ہے زکوۃ کے معنے ستھرائی انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک فرماتا ہے اے محمد صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم تو ان مکذبین مشرکین سے کہہ دے کہ مین بھی ایک آدمی ہون مثل تمہارے وحی کی جاتی ہے طرف
میری اس بات کی کہ تمہارا معبود جو ہے سو ایک معبود ہے نہ جس طرح کہ تم اصنام وانداد وارباب متفرق کو
پوجتے ہو اللہ جو ہے سو ایک معبود ہے فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ سو تم اخلاص کرو واسطے اس کے عبادت کا اُس طرز
پر جس کا تم کو امر کیا ہے رسولون کی زبان پر اور مغفرت مانگو اُس سے واسطے اگلے گناہون کے وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ
یعنے دمار وہلاک ہے واسطے مشرکون کے الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس
رضی اللہ تعالی عنہما سے یہ ہے یعنے وہ جو گواہی نہین دیتے ہین اس بات کی کہ لا الہ الا اللہ یعنے نہین ہے
معبود مگر اللہ اسی طرح عکرمہ نے بھی کہا ہے یہ مثل اس آیت کے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا
اور مثل اس کریمہ کے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى وکقولہ تعالی هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ
تَزَكّٰى مراد زکوۃ سے اس جگہہ طہارت نفس کی ہے رذیل اخلاق سے اور اس سے بڑھکر مہم طہارت نفس کی
ہے شرک سے زکوۃ مال کا نام جو زکوۃ رکھا سو اسی لیے کہ وہ پاک کرتی ہے اس کو حرام سے اور سبب ہوتی
ہے اس کی زیادت وبرکت وکثرت نفع کی اور باعث ہوتی ہے توفیق کی کہ طاعتون مین اس مال کو
برتین معاویہ بن قرہ نے کہا کہ مشرکین اہل زکوۃ مین سے نہین ہین یعنے تاآنکہ زکوۃ نہ دینے پر اُن کو
توبیخ کی جاوے مطلب یہ ہے کہ زکوۃ سے مراد طہارت نفس ہے شرک ومعاصی سے **سدی** نے کہا لا یؤتون
الزکوۃ اے لا یؤدون الزکوۃ یعنے زکوۃ سے مراد زکوۃ اموال ہے **قتادہ** نے کہا منعون زکوۃ اموالہم
نزدیک بہت سے مفسرون کے قول ظاہر یہی ہے اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اس مین نظر ہے

ع ٨
١٤

اس لیے کہ زکوۃ جو واجب ہوئی ہے سو سنہ ہجری میں بنا بر اس قول کے جس کو بہت لوگوں نے ذکر کیا ہے اور یہہ آیت مکی ہے یعنے پہر قبل وجوب زکوۃ اس کے نہ دینے پر کیونکر توبیخ ہو سکتی ہے اور توبیخ بہی مشرکون کو جو کہ اہل زکوۃ نہین ہین اللہم مگر یون کہین کہ یہہ بات بعید نہین ہے کہ اصل صدقہ و زکوۃ ابتداے بعثت مین واجب ہو کما قال اللہ تعالی وَاٰتُوا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ اب رہی وہ زکوۃ جو بنصاب مقدار معین والی ہے سو اس کا امر مدینہ منورہ مین بیان کیا گیا اور یہہ تاویل جمع بین القولین ہو جاے جس طرح کہ ابتداے بعثت مین اصل نماز قبل طلوع و قبل غروب شمس واجب تہی پہر جب ہجرت سے ڈیڑہ برس پہلے شب معراج ہوئی تو اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر پانچون نمازین فرض فرمائین اور بعد اس کے شروط و ارکان و متعلقات نماز کی ذرا ذرا کرکے تفصیل کی واللہ اعلم پہر اللہ عز و جل نے بعد اس کے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ مجاہد وغیرہ نے کہا کہ غیر ممنون کے معنے ہین غیر منقطع و غیر محسوب یعنے ان کے واسطے ایسا اجر ہے کہ کبہی قطع نہ ہوگا کما قال تعالی مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا و قال تعالی عَطَاۤءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ اور سدی نے کہا غیر ممنون علیہم یعنے ایسا اجر کہ اس کی ان پر منت نہین رکہی جایگی اس تفسیر کو بعض ائمہ نے سدی پر رد کیا ہے وجہ رد کی یہہ ہے کہ منت واسطے اللہ تعالی کے ہے اہل جنت پر اللہ پاک نے فرمایا ہے بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اور اہل جنت نے کہا ہے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ انتہے کاتب حروف عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ جس طرح ممنون کے اور معانی ہین اسی طرح سدی کے بہی معنے ہین قابل رد نہین ہین اس لیے کہ لغت کے خلاف نہین ہین نہ مخالف ضروریات دین ہین کہ ان کا رد ضروری ہو بلکہ اگر ذرا غور سے دیکہو تو اس مین ایک عجیب لطف ہے وہ یہہ ہے کہ انفوس شریفہ جن کی جبلت مین عار و ننگ رکہا گیا ہے ان کے نزدیک احسان جتانے سے بڑہ کر کوئی چیز ناگوار نہین ہے بلکہ اس کو قتل سے بہی بڑہ کر سمجہتے ہین خصوصا حضرات عرب عربا کہ سب قومون سے زیادہ تر اس صفت کے ساتہ ممتاز ہین چنانچہ ان کے وقائع اس کے شاہد عدل ہین اس لیے جب آخرت کے ثواب کا ذکر کیا تو فرمایا کہ باوجود اس کی کثرت و بقا و خوبی کے اس کا یہہ صفت ہے کہ اس کی منت نہ کہی جائے گی جس منت کو تم قتل سے بڑہ کر سمجہتے ہو چونکہ یہہ آیت مکی ہے ابتداے شروع بعثت کا زمانہ ہے اس وقت کے مناسب ایسی قسم کی بات ہے انکل مقام مقال اگر یہہ کہو کہ اجر تو مزدوری کے معنے مین ہے جو کہ کسی کام کے مقابلہ مین ہوتی ہے اس مین منت کا کیا کام ہے کام کیا تہا لیا پہر غیر ممنون کا کیا فائدہ ہے تو کہین گے کہ دنیا مین بادشاہ اگر کسی کو کسی کام کے مقابلے مین کچہہ مزدوری زیادہ دیتے ہین تو اس کی منت رکہتے ہین اس لیے فرمایا کہ وہان کا بڑا اجر ہے اور منت کا ذکر نہین جس سے تم کو نفرت ہے اور اسی لیے اللہ پاک نے قرآن شریف مین اکثر جگہہ جنت کو اعمال کا اجر ٹہیرایا ہے چنانچہ فرمایا ہے تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ

اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور مزدوری کی کچھ منت نہین ہوتی ہے اسی لیے نفوس شریفہ کے نزدیک کام کر کو اجرت لینا زیادہ تر پسند ہی مفت لینے سے منت رکھنا احسان جتانا ایک سخت گناہ ہے اللہ پاک نے اس کو حرام کیا ہے اس مین وعید شدید وارد ہوئی ہے یہ تحریم منت کے باہم بندون کے ہے کہ احسان کرکے جتائیں نہین کیونکہ احسان تو الگ باطل ہوا اور وعید کا بار گلے مین پڑا اور جس پر احسان کیا تھا اس کو رنجیدہ کیا رہا اللہ پاک کا منت رکھنا سو وہ مالک ہے جو چاہے کرے اور حقیقت مین اس کا تو نرا تفضل وکرم ورحم ہے بندہ اس کے ملک دنیا و آخرت اس کے اعمال کا خالق وہی جو کچھ ہے سب اسی کا ہے منت رکھنے کی اسے کیا ضرورت لیکن چونکہ بندے اس کے احسانون نعمتون سے بے خبر اور ان کے سمجھنے سے قاصر مین اس لیے اپنی نعمتین انواع واقسام کی شمار کرکے بتادین تاکہ ان کو سمجھ کر شکر کرین اور اپنے خالق ومالک کو پوجین کسی کو اس کا شریک نہ کرین یہ منت رکھنا ان کے نفع کے واسطے ہے چنانچہ بعض اعرابی لوگ آکر مسلمان ہوئے اور اپنی نادانی سے مسلمان ہونے کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منت رکھنے لگے تو ان کے سمجھانو کو فرمایا لَا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ یعنے یہ کیا بے سمجھی کی بات کرتے ہو کہ اپنے مسلمان ہونے کی منت جتاتے ہو ہوش مین آؤ سمجھو تو تم ہو کس کی ملک اللہ کے بندے ہو اس نے تم کو اسلام کی راہ بتائی وہ تم پر منت رکھتا ہے ان کے سمجھانے کو اپنے تفضل ورحم کو پیرایہ منت مین ادا کیا جنت والون نے جو یون کہا فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا سو اس لیے کہ جب جنت مین پہونچے اور نعمت عظیم دیکھی تو آنکھین کھلین اپنے اعمال کو اس نعیم دائم کے مقابلے مین حقیر سمجھے اور نہایت خوش ہوئے تو بولے کہ ہمارے اعمال تو اس قابل نہ تھے کہ ایسی چیز اسکے صرف اللہ کا تفضل و احسان ہے جو اس نے ہم پر کیا اور یہ نعمت دی اور آگ سے بچایا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول ہے اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ چونکہ یہ مقام تخویف کا تھا اور یہ بیان کرنا منظور تھا کہ جنت محض اللہ پاک کی رحمت وفضل سے ملتی ہے اپنے اعمال پہ بھروسا کر بیٹھنا ٹھیک نہین ہے اس لیے خود حضور نے باوجود علو مرتبہ کے اپنے آپ کو بھی اس مین شریک فرمادیا واللہ سبحانہ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان فاتحہ یہ ہے کہ مین جو ہون سو مثل ایک شخص کے ہون تم سے اگر وحی نہ ہوتی اور اس جنس سے نہین ہون جو تمہارے سے منائرہ ہوتا آنکہ تمہارے دل غلافون مین ہون اس شے کے سمجھنے سے جس کی طرف مین تم کو بلاتا ہون اور تمہارے کانون مین بوجھ ہو اور میرے تمہارے بیچ مین پردہ ہو اور مین نے تم کو اس شے کی طرف نہین بلایا ہے جو مخالف عقل ہو مین نے تو تم کو توحید کی طرف بلایا ہے کسی نے کہا معنے یہ ہین مین اس پر قادر نہین ہون کہ زبردستی تم کو ایمان لانے پر آمادہ کردن کیونکہ مین تو ایک آدمی ہون تم جیسا مجھ کو تم سے کسی طرح کا امتیاز نہین ہے مگر اتنا کہ میری طرف وحی کی گئی ہے توحید کی اور اس کے امر کرنے کی سو

مجہ پر صرف پہونچا دیتا ہے پہر اگر تم نے مانا تو راہ پاؤگے اور اگر نہ مانا تو ہلاک ہوگے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ مین کوئی فرشتہ نہین کہ دیکہا نہ جاسکے مین تو صرف آدمی ہون تم سا اور میری طرف وحی کی گئی ہے سوا تمہارے سو مین بسبب وحی کے نبی ہوگیا ہون اور تم پر میری پیروی واجب ہوگئی ہے حضرت حسن نے اس آیت کے حق مین یون فرمایا ہے کہ اللہ پاک نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعت تواضع کی تعلیم فرمائی ہے کہ تواضع کیونکر کرین جمہور نے یوحی بصیغہ مجہول پڑہا ہے اور اعمش ونخعی نے بصیغہ معروف فاعل اللہ پاک ہے یعنے یوحی اللہ الی فاستقیموا الیہ بن تعدیت بالی اس لیے ہوئی ہے کہ تم توجہوا کو متضمن ہے معنے یہ ہین کہ تم متوجہ کرو اپنی استقامت کو طرف اللہ کی یعنے ساتھ ایمان وطاعت کے اور مائل مت ہو اس کی راہ سے اور مغفرت مانگو اس سے ان گناہون کی اور شرک کی جو تم سے ہوگیا ہے اور اس بدعقیدہ وعمل کی جس پر تم ہو پہر مشرکون کو تہدید کی اور وعید سنائی وَوَیۡلٌ لِّلۡمُشۡرِکِیۡنَ یعنے خرابی وہلاکی ہے مشرکون کی پہر ان کا یہ وصف بیان کیا اَلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ یعنے وہ جو منع کرتے ہین زکوۃ کو اور نہین نکالتے ہین اس کو طرف فقرا کی حضرت حسن وقتادہ نے کہا کہ اقرار نہین کرتے ہین اس کے وجوب کا اور کہا جاتا تہا کہ زکوۃ پل ہے اسلام کا پس جس شخص نے اس کو قطع کیا تو اس نے نجات پائی اور جو اس سے پیچہے رہا تو وہ ہلاک ہوا ضحاک ومقاتل نے کہا کہ صدقہ نہین دیتے ہین اور خرچ نہین کرتے ہین طاعت مین حضرت ابن عباس کا قول اول گزر چکا ہے کہ گواہی نہین دیتے ہین لا الہ الا اللہ کی اس لیے کہ یہ زکوۃ وتطہیر ہے نفوس کی مجاہد نے کہا لا یزکون اعمالہم یعنے تزکیہ نہین کرتے ہین اپنے اعمال کا فرا نے کہا مشرکین خرچ کرتے تہے نفقات کو اور پلاتے کہلاتے تہے حاجیون کو پہر انہون نے اس کو حرام کردیا اس شخص پر جو ایمان لایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سو ان کے بارے مین یہ آیت نازل ہوئی وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ معطوف ہے لا یؤتون الزکوۃ پر اور داخل ہے اس کے ساتہ صلہ کے تحت مین ضمیر فصل کا لانا بقصد حصر ہے یعنے اور وہی ہین آخرت کے منکر وجاحد منع زکوۃ جو کفر بالآخرہ کے قرین کیا گیا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ سب سے زیادہ محبوب انسان کو اپنا مال ہے اور وہ اس کی روح کا شقیق ہے سو جب ایسی محبوب تر شئے کو اللہ کی راہ مین خرچ کیا تو یہ قوی تر دلیل ہوئی اس کے استقامت وثبات وصدق نیت وخلوص طویت پر دیکہو یہ مال ایسی محبوب شئے ہے کہ مؤلفۃ القلوب لوگ جو مائل کیے گئے سو یہی ذرا سی دنیا دیکر پہر ان کی عصبیت بہاگ گئی اور ان کی طبیعت نرم پڑگئی بنی حنیفہ جو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتد ہوگیے سو بسبب اسی منع زکوۃ کے پہر ان کے واسطے لڑائیون کے جہنڈے بندہے اور ان سے جہاد کیا گیا اس مین مومنین کو آمادہ کرنا ہے ادائے زکوۃ پر اور سخت ڈرانا ہے اس کے منع سے اس لیے کہ منع زکوۃ مشرکین کے اوصاف سے ٹہیرایا گیا

اور کفر بالآخرہ کے ساتھ قرین کیا گیا بالجملہ جب کہ اللہ پاک نے وہ شے ذکر کی جو کہ مشرکین جاہلین کے واسطے وعید وتحذیر تھی تو اب وہ شی بیان کی جو کہ اُن کی اضداد کے واسطے وعدہ وتبشیر ہے پس ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ یعنے بیشک جو ایمان لائے اور بھلے کام کیے انکے واسطے اجر غیر ممنون ہے کہ کبھی ان سے قطع نہ کیا جائیگا ہمیشہ ہمیشہ رہے گا کلام عرب میں من بمعنی قطع ہے جب تم رسی کو قطع کر ڈالو تو یون کہو گے کہ مننت الحبل قطرب نے کہا کہ ممنون بمعنے منقوص ہے یعنے ایسا اجر ہے کہ کم نہ کیا جائیگا حضرت ابن عباس سے یہی معنے مروی ہین جوہری نے بھی من کے معنے قطع ونقص کے ذکر کیے ہین مجاہد نے کہا غیر محسوب یعنی ایسا اجر کہ حساب نہ کیا جائیگا کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ اس کی ان پر منت نہ رکھی جائے گی کیونکہ منت جو رکھی جاتی ہے سو اس عطا کی جو بطور تفضل دی جائی اور اجر وضروری تو حق ہے اس کا ادا کرنا ضرور ہے۔ حافظ ابن کثیر نے اس قول کو سدی کی طرف منسوب کیا تھا اور بیان سدی کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ یہ نازل ہوئی ہے حق مین بیماروں اپاہج لوگون کے جو بوڑھے ہون کے جس وقت کہ وہ طاعت سے ضعیف ہو جائین تو اُن کے لیے وہ اجر لکھا جائے گا جیسا وہ صحت مین عمل کرتے تھے اور لکھا جاتا تھا پھر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ مشرکون کو توبیخ وزجر کرین پس ارشاد فرمایا قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ

خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۚ۝ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ ۝ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ ۝ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَاَوْحٰى فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝

تو کہہ تم منکر ہو اس سے جس نے بنائی زمین دو دن مین اور برابر کرتے ہو اس کے ساتھ اوروں کو وہ ہے رب جہان کا اور رکھے اس مین بوجھ اوپر سے اور برکت رکھی اس کے اندر اور ٹھیرائین اس مین خوراکین اس کی چار دن مین پورا ہوا پوچھنے والون کو پھر چڑھا آسمان کو اور وہ دھوان ہو رہا تھا پھر کہا اس کو اور زمین کو آؤ تم دونون خوشی سے یا زور سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے پھر ٹھیرائے وہ سات آسمان دو دن مین اور اُتارا ہر آسمان مین حکم اُس کا اور رونق دی ہم نے ورلے آسمان کو چراغون سے اور نگہبانی یہ سادہا ہے زبردست خبردار کا **ف۱** اس کی خوراک یعنے اہل زمین کی پورا ہوا یعنے جواب پورا ہوا **ف۲** دو دن مین زمین بنائی اور دو دن مین پہاڑ اور درخت سبزہ جو خلق کی خوراک ہے یہ آسمان سارا ایک دھوان سا اس کو بانٹ کر سات کیے اور ہر ایک کا کارخانہ جدا ٹھیرایا پھر آسمان زمین کو بلایا خوشی سے آؤ یا زور سے یعنے ارادہ کیا اُن دونون کے ملاپ سے دنیا بسادی اپنی طبیعت سے چلین

تو اور زور سے ملین تو وہ دونو آسمانی طبیعت سو آسمان کی شعاع سے گرمی پڑی تو وہ باد ین اٹھین دن سے گرد اور غبار
اور پہی پانی ہوکر بری چار عنصر زمین پر جمع ہون مخلوقات پیدا ہون اور پہلے زمین بن رکھی تھین خوراکین
یعنے اس مین قابلیت تھی ان چیزون کے نکلنے کی اور ہر آسمان کا حکم جدا ہے رب کو معلوم ہے کہ وہان کون خلق
بستی مین آن کا کیا اسلوب ہے اتنی زمین مین ہزارہا ہزار کارخانے مین اس قدر آسمان کب خالی پڑے ہونگے
انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ انکار ہے طرف اللہ تعالیٰ کے مشرکون پر جنہون نے اس کے ساتھ
پوجا اس کے غیر کو حالانکہ وہ خالق ہے ہر شئے کا قاہر ہے ہر شئے کا قدرت رکھنے والا ہے ہر شئے پر پس فرمایا کیا بیشک
تم البتہ منکر ہوتے ہو اس ذات کے جس نے زمین بنائی دو دن مین اور ٹہیراتے ہو واسطے اس کے انداد یعنے
نظیر و مثل جن کو تم اس کے ساتھ پوجتے ہو ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ یعنے یہ پیدا کرنے والا اشیا کا وہی رب ہے سارے
جہان کا اس جگہ تفصیل ہے اس آیت کی خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ اب یہان تفصیل فرمائی
ہے اس شئے کی جو زمین کے ساتھ خاص ہے اس شئے سے جو آسمان کے ساتھ خاص ہے جو چیزین ان مین ہر ایک ساتھ مخصوص ہے اسکو جدا جدا
بیان کیا سو ذکر فرمایا کہ اول تو زمین بنائی اس لیے کہ وہ مثل اساس بنیاد کے ہے اور اصل یہ ہے کہ اساس
سے ابتدا کی جاتی ہے پھر بعد اس کے چھت بنائی جاتی ہے کما قال تعالیٰ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ
جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ الآیہ اب رہی یہ آیت ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَاۗءُ
بَنٰىهَا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا اَخْرَجَ
مِنْهَا مَاۗءَهَا وَمَرْعٰىهَا وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ اس آیت مین یہ ہے کہ پھیلانا زمین
کا بعد خلق آسمان کے تھا سو دحو کی تفسیر اس قول سے کی گئی ہے کہ اخرج منہا ماءہا ومرعاہا اور یہ سب بعد خلق
آسمان کے ہوا ہے رہی خلق زمین کی سو قبل خلق آسمان کے ہے یہ بات نص سے معلوم ہے اور حضرت ابن عباس
نے یہی جواب دیا ہے جس طرح کہ بخاری نے اپنی صحیح مین بذیل تفسیر اس آیۃ سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے
کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ مین قرآن مین کئی چیزین پاتا ہون کہ وہ مجھ پر مختلف
ہوتی ہین کہا فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ وَّلَا يَتَسَاۗءَلُوْنَ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ يَّتَسَاۗءَلُوْنَ یعنے
اول سوال کی نفی ہے اور دوسری مین اثبات ہے وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ
اول مین کتمان کی نفی ہے اور اس آیت مین کتمان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا
الآیۃ اس مین خلق سما کو قبل خلق ارض کے ذکر کیا ہے پھر یون فرمایا ہے قل ائنکم الآیہ اس مین خلق ارض قبل
خلق سما مذکور ہے کہا وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا عَزِيْزًا حَكِيْمًا سَمِيْعًا بَصِيْرًا فکانہ قد کان ثم مضٰی یعنے ان اوصاف
مین ماضی کا صیغہ مذکور ہے تو گویا تھا پھر گذر گیا اب نہین ہے پس حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا فَلَآ اَنْسَابَ

بنیہم الآیۃ نفخہ اولیٰ مین ہے وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ پہر
اس وقت انساب نہ ہونگے درمیان ان کے اور نہ باہم سوال کرینگے پہر آخر نفخے مین بعض بعض پر متوجہ ہون گے باہم
سوال کرینگے اور رہا یہ قول ما کنا مشرکین ولا یکتمون اللہ حدیثا سو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالے بخش دیگا واسطے
اہل اخلاص کے گناہ ان کے تو مشرکین کہین گے آؤ ہم بہی کہین کہ ہم مشرک نہ تہے پس مہر کر دی جائے گی ان کے
منہ پر تو ان کے ہاتہہ بولین گے پس اس وقت پہچانی جائے گی یہ بات کہ اللہ سے کوئی بات چہپائی نہین جاتی سو
اور اس وقت یَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا اور پیدا
کیا زمین کو دو دن مین پہر پیدا کیا آسمان کو پہر چڑہا طرف آسمان کے تو ٹہیک کیا ان کو اور دو دن مین پہر بچہایا
زمین کو اور اس کا بچہانا یہ ہے کہ نکالا اس سے پانی اور چارہ اور پیدا کیا پہاڑون کو اور ریت اور جماد کو اور ٹیلون
کو اور پیدا کیا اس شے کو جو ان کے درمیان مین ہے اور دو دن مین پس یہ معنے ہین قولہ تعالی دحاہا کے اور یہ
قول اللہ تعالی کا خلق الارض فی یومین سو پیدا کی گئی زمین اور جو شے اس مین ہے چار دن مین اور پیدا کیے
گئے آسمان دو دن مین حاصل یہ ہوا کہ خلق نفس زمین کی قبل خلق آسمان کے ہے اور دحو اس کا بعد خلق آسمان کے

ہے وکان اللہ غفورا رحیما سمے نفسہ بذلک ذلک قولہ ای لم یزل کذلک فان اللہ تعالی لم یرد شیئا الا اصاب
بہ الذی اراد یعنی اللہ تعالے نے غفور رحیم ہونے کے ساتہہ اپنا نام رکہا اور یہ نام رکہنا گزر گیا کیونکہ تعلق منقطع
ہوا اور یہ جو غفوریۃ و رحیمیۃ کا کہا سو اس کے یہ معنے ہین کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی رہتا ہے منقطع نہین ہوتا ہے کیونکہ
جس وقت اللہ پاک نے مغفرت و رحمت کا یا ان کے سوا اور کسی شے کا ارادہ کیا حال مین یا استقبال مین تو اس کی
مراد کا وقوع قطعا ضروری ہے فَلَا يَخْتَلِفْ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنُ فَاِنَّ كُلًّا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ یعنے اب بعد میرے
جواب دینے کے ہرگز قرآن تجہ پر مختلف نہ ہو اس لیے کہ سب کا سب اللہ کے پاس سے ہے اور اگر غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو
اس مین بہت کچہ اختلاف پایا جاتا۔ غرض کہ اس شخص نے چار سوال کیے تہے سو حضرت ابن عباسؓ نے چارون کا جواب
شافی دیا اول کا حاصل یہ ہے کہ تساءل بعد دوسرے نفخے کے ہے اور عدم تساءل قبل اس کے ہے دوسرے کا یہ ہے کہ کتمان
قبل نطق جوارح کے ہے اور عدم کتمان بعد اس کے ہے تیسرے کا یہ ہے کہ خلق نفس ارض قبل خلق سما ہے اور دحو ارض
بعد خلق سما ہے اور چوتہے کا وہی حاصل ہے جو مذکور ہوا قَالَ الْبُخَارِيُّ حَدَّثَنِيْهِ يُوْسُفُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ
ابْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنِ الْمِنْهَالِ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو وَالْحَدِيْثَ زمین کی پیدائش کے دو دن
سے مراد روز یکشنبہ و دوشنبہ ہے زمین مین برکت رکہنے کے یہ معنے ہین کہ اس کو مبارک کیا قابل خیر کے اور بیج بونے
کے اور درخت لگانے کے بنایا اقوات سے مراد وہ شے ہے جس کی طرف زمین والے محتاج ہین یعنے اس مین ان کی
روزیان ٹہیرائین اور وہ جگہین بنائین جن مین کہیتیان کی جاتی ہین اور درخت لگائے جاتے ہین یہ سب کام دو

دن مین کیے یعنے سہ شنبہ وچہارشنبہ پس یہ دو دن سو اول و دو دنون کے چار ہوئے اسی لیے یون فرمایا فِیۡۤ اَرۡبَعَۃِ اَیَّامٍ
سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیۡنَ یعنے پوری چار دن مین واسطے ان لوگون کے جو کہ جاننے کے لیے اس کے پوچھنے کا ارادہ کرین۔
عکرمہ ومجاہد نے تقدیر اقوات کی تفسیر مین کہا ہے جعل فی کل ارض ما لا یصلح فی غیرہا ومنہ العصب فی الیمن والسابوری
بسابور والطیالسۃ بالری یعنے ہر زمین مین وہ شے رکھی جو اس کے غیر مین صلاحیت نہین رکھتی ہے منجملہ اس کے یہ ہے
کہ یمن کی چادرین یمن مین ہین اور سابوری چادرین سابور مین او طیلسان ملک رے مین بنتی ہین مطلب یہ ہے کہ ہر ملک
مین بعض اشیا کہانے پینے پہننے کی مخصوص ہوتی ہین وہ وہین ملتی ہین دوسری جگہہ میسر نہین آتین حضرت
ابن عباسؓ وقتادہ وسدی نے سواء للسائلین کی تفسیر مین کہا ہے ای لمن اراد السوال عن ذلک ابن زید نے
کہا معنے یہ ہین اور مقدر کیے اس مین اقوات اس کے برابر واسطے سائلین کے یعنے اس شخص کی مراد کے موافق
جس کو کسی رزق کی حاجت ہو یا کسی اور ضرورت کی شے کی احتیاج ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اس کے واسطے وہی
شے مقدر کی ہے جس کی طرف وہ محتاج ہے یہ قول اس کے مشابہ ہے جو اس آیت مین ذکر کیا ہے وَاٰتٰىکُمۡ مِّنۡ کُلِّ
مَا سَاَلۡتُمُوۡہُ واللہ اعلم قولہ تعالی ثُمَّ اسۡتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ وَہِیَ دُخَانٌ مراد دخان سے پانی کا بخار ہو جو اس سے اٹھنے والا
تھا جب کہ زمین پیدا کی گئی تو اس سے اور زمین سے کہا آؤ خوشی سے یا زور سے یعنے میرے حکم کو مانو اور میرے فعل
کا اثر قبول کرو خوش ہوکر یا ناخوش ہوکر ثوری نے بسند خود حضرت ابن عباسؓ سے اس کی تفسیر مین روایت کیا
ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے آسمانون سے کہا کہ تم طلوع کرو میرے سورج اور چاند اور تارون کو اور زمین سے
فرمایا چیر اپنی نہرین اور نکال اپنے میوے تو دونون بولے ہم آئے خوش ہوکر ابن جریر رحمہ اللہ تعالی نے اس
قول کو اختیار کیا ہے ایک معنے اتینا طائعین کے یہ ہین کہ ہم تیرا حکم مانتے ہین مطیع ہوکر ساتھ اس شے
کے جو ہم مین ہے اس قسم سے جس کے پیدا کرنے کا تو ارادہ کرتا ہے ملائکہ وجن وانس سب کے سب تیرے مطیع
ہوکر ابن جریر نے بعض اہل عربیت سے اس کو حکایت کیا ہے ابن جریر نے کہا وقیل تنزیلا لہن معاملۃ من یعقل
بکلامہما مطلب یہ ہے کہ آسمان وزمین تو جماد ہین ان سے بات کرنا اور ان کا جواب دینا کیا سو کسی نے کہا
کہ ان کو قائم مقام عقلا کے ٹھیرایا پہر انکے کلام کے ساتھ عقلا کا معاملہ کیا یعنے جس طرح عقلا سے بات کرتے
ہین اور وہ بات کا جواب دیتے ہین اسی طرح انکے ساتھ برتاؤ کیا کسی نے کہا کہ یہ بولنے والا زمین سے تو جای
کعبہ ہے اور آسمان مین سے وہ قطعہ ہے جو کہ جانے کعبہ کے مقابلے مین ہے واللہ سبحانہ اعلم حضرت حسن بصری
نے کہا اگر آسمان وزمین انکار کرتے اللہ پر اس کے حکم کو تو البتہ وہ ان کو ایسا عذاب کرتا کہ وہ اس کے درد کو پاتے
رواہ ابن ابی حاتم قولہ تعالی فَقَضٰىہُنَّ سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ یعنے پہر جب فارغ ہوا ان کے سات آسمان
بنانے سے اور دو دن مین یعنے روز پنجشنبہ وجمعہ وَاَوۡحٰی فِیۡ کُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَہَا یعنے اور مرتب کیا در ان حال کہ مقرر

کرنے والا تہا ہر آسمان مین اس شے کو جس کیطرف اس کو حاجت ہوتی ہے یعنے فرشتے اور وہ چیزین جو اس مین ہین جن کو سوا اللہ پاک کے اور کوئی نہین جانتا وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ اور رونق دی ہمنے ورلے آسمان کو چراغون سے مراد وہ تارے ہین جو چمکتے و دمکتے ہین زمین پر وَحِفْظًا یعنے اور حراست و نگہبانی کرنے واسطے شیاطین سے کہ کہین ملاء اعلی کی طرف کان لگائین ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ یعنے یہ سب کارخانہ سادہا ہے ایسی ذات کا جس نے ہر شے کو مقہور و مغلوب کیا ہے ایسے دانا کا جو کہ اپنی مخلوقات کی ساری حرکات و سکنات کو خوب جانتا ہے ابن جریر نے عن عکرمہ عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ یہودی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ سے آسمان و زمین کی پیدایش کا پوچھا آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اتوار اور پیر کو زمین پیدا کی اور پہاڑ منگل کے دن بنائے اور جو کچھ ان مین منافع ہین اور بدھ کے دن درخت اور پانی اور شہر اور آبادی و ویرانی بنائی یس چار دن ہوئے قُلْ أَئِنَّكُمْ تا لِلسَّائِلِينَ یعنے واسطے اس کے جو اس کا سوال کرے اور پنجشنبہ کے دن آسمان بنایا اور جمعے کے دن تارے سورج چاند فرشتے پیدا کیے تین ساعت تک جو جمعے سے باقی رہین اور دوسری ساعت مین آفت ڈالی ہر شے پر منجملہ اُن چیزون کے جن سے لوگ نفع لیتے ہین اور تیسری ساعت مین آدم کو اور انکو جنت مین لبایا اور ابلیس کو ان کے واسطے سجدہ کرنے کا حکم دیا اور آخر ساعت مین اُن کو اس سے نکالا پہر یہود بولے ثُمَّ مَاذَا يَا مُحَمَّدُ یعنے اے محمد اس کے بعد کیا ہوا آپنے فرمایا ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ کہا مقرر تو نے ٹہیک کہا اگر تو پورا کرتا کہا ثُمَّ اسْتَرَاحَ یعنے راحت لی اس پر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سخت خفا ہوئے پہر یہ آیت نازل ہوئی وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ هٰذَا الْحَدِيثُ فِيهِ غَرَابَةٌ رہی حدیث ابن جریج کی بسندہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا پہر فرمایا کہ اللہ نے مٹی پیدا کی شنبہ کے دن اور اس مین پہاڑ پیدا کیے یکشنبہ کو اور درخت پیدا کیے دوشنبہ کو اور مکروہ پیدا کیا منگل کے دن اور نور پیدا کیا بدھ کے دن اور پہیلائے اس مین جانور پنجشنبہ کے دن اور پیدا کیا آدم کو بعد عصر کے جمعے کے دن آخر خلق مین آخر ساعت مین ساعات روز جمعہ سے مابین عصر کے رات تک فَرَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالنَّسَائِيُّ فِي كِتَابَيْهِمَا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهِ وَهُوَ مِنْ غَرَائِبِ الصَّحِيحِ وَقَدْ عَلَّلَهُ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيخِ فَقَالَ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ وَهُوَ الْأَصَحُّ **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ جمہور نے ائنکم کو بدو ہمزہ پڑہا ہے اور دوسرے کو بین بین اور ابن کثیر نے بیک ہمزہ بعد اس کے یائے خفیفہ پڑہا یہ تشنیع و انکار ہے واسطے ان کے کفر کے اور حرف ان و لام یا تو تاکید انکار کے لیے ہے اور ہمزے کو اس واسطے مقدم کیا ہے کہ وہ صدارت کا مقتضی ہے یا یہ بات بتانے کو کہ انکا کفر ایسا بعید ہے کہ عقلا اس کے وقوع کا

انکار کرتے ہین تو اب وہ تاکید کی اشرف محتاج ہے چونکہ اللہ پاک نے کفار کی سفاہت و حماقت ذکر کی آخرت کے انکار
مین تو اب وہ دلائل بیان کرنے شروع کیے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قادر ہے آخرت پر اور ہر شے پر جس کا وہ
ارادہ کرتا ہے جیسے جہان کا پیدا کرنا اور جو اشیا اس مین ہین ان کا بنانا جو کہ شامل ہے ان کو اور ان کے وجود کو
کو جو کہ جمادات وغیرہ سے ہین اور یہ سب پیدا کرنا بتا رہا ہے اس بات کو کہ وہ وحدہ لاشریک لہ ہے اسی لیے ان پر
انکار کرتا ہے اور وصف کے ساتھ تقریر و تاکید کر کے فرماتا ہے کیونکہ وہ سب اصل خلق کو جانتے تھے کیون جی
تم منکر ہوتے ہو اس ذات پاک کے جس کی یہ بڑی شان اور یہ ظاہرہ باہرہ قدرت ہے کہ اس نے زمین کو باوجود اس
طول وعرض و ثقل کے دو دن مین بنایا اور یہ مدت بھی اس لیے ذکر کی کہ خلق کو تحمل و آہستگی کی تعلیم کرنا
منظور ہے اور اگر وہ زمین و آسمان کو لحظہ بھر مین بنانا چاہتا تو بنا سکتا تھا بھلا جس کی یہ عظیم الشان قدرت
ہے اس کا کیونکر انکار کرتے ہو اور کیا وہ پھر دوبارہ نہین بنا سکتا کیون نہین وہ تو ہر شے کر سکتا ہے کہا ہے
کہ یومین سے مراد یکشنبہ و دوشنبہ ہے کسی نے کہا کہ یومین سے مراد نوبتین ہے یعنی پیدا کیا زمین کو دو نوبت
مین ہر نوبت سریع تر تھی اس مدت سے جو ایک دن مین ہو لیکن کسی نے کہا مراد مقدار یومین ہے اس لیے
کہ یوم حقیقی جو متحقق ہوتا ہے سو بعد وجود زمین و آسمان کے جملہ وتجعلون لہ انداداً معطوف ہے تکفرون پر اور داخل
ہے استفہام کے تحت مین یعنے اور کیا ٹھیراتے ہو واسطے اس کے اضداد اور شرکا، اللہ پاک نے کفار کی طرف
سے دو شے منکر ذکر فرمائین ایک تو اس کا انکار کرنا دوسری اس کے واسطے شرکا ثابت کرنا ذلک مبتدا ہے
رب العلمین خبر ہے یعنے یہ ذات پاک جو بوصف مذکور متصف ہو مالک ہے سارے جہان کا اور شامل عالمین ہے
تمہارے معبود ہین جن کو تم اللہ کے واسطے شریک ٹھیراتے ہو پھر کس طرح اس کی بعض مخلوقات کو اس کے شریک
ٹھیراتے ہو اس کی عبادت مین عالمین جمع عالم ہے عالم کہتے ہین ماسوا اللہ کو چونکہ عالم کے انواع مختلف ہین اس
لیے عقلا کو غیر عقلا پر تغلیب دیکر یا و نون کے ساتھ اس کی جمع بنائی جملہ وجعل فیہا رواسی من فوقہا معطوف
ہے خلق پر یعنے اور کیا منکر ہوتے ہو اس ذات پاک کے جس نے رکھے زمین مین پہاڑ ثابت جمنے والے اس کے اوپر
سے کسی نے کہا یہ جملہ مستانفہ ہے جدا جملہ ہے خلق پر معطوف نہین اس لیے کہ درمیان دونون کے اجنبی کی
فصل واقع ہو گئی ہے وہ اجنبی وتجعلون لہ الخ ہے لیکن قول اول اولی ہے اس لیے کہ جملہ فاصل ماقبل کا مقرر
و موکد ہے گو بمنزلہ تاکید ہو گیا اجنبی نہ رہا من فوقہا کے یہ معنے ہین کہ پہاڑ زمین پر بلند ہونے والے ہین اس لیے
کہ من جملہ اجزائے زمین ہین اور اس کے جو مخالف ہین سو صرف باعتبار ارتفاع کے تو اس حیثیت سے شکل مغایر
کے ہونے واسطے اس کے تھی یہ بات کہ انکا جمانا زمین کے اوپر اختیار کیا سو اس لیے کہ جبال کے منافع ظاہر
ہو جائین واسطے طالبین منافع کے اور اس واسطے کہ یہ دیکھا جائے کہ زمین اور پہاڑ بوجھ پر بوجھ ہین سب کے

سب محتاج ہین طرف کسی تہامنے والے کے اور وہ اللہ عزیز متعال قادر مختار ہے وَبَارَكَ فِيهَا کے یہ معنی ہین کہ زمین
کو مبارک وکثیر الخیر بنایا بسبب ان منافع کے جو اس مین پیدا کیے واسطے بندون کے سدی نے کہا اگائے اس
مین درخت اس کے وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا حضرت حسن وعکرمہ وضحاک نے کہا کہ مقدر کین اس مین روزیان اس کے اہل
کی اور وہ تجارت کی اشیاء اور درخت ومنافع حیوان کی زندگی بسر کرنے کے لائق ہین ہر شہر مین وہ شے رکہی جو
دوسرے مین نہین رکہی تاکہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف سفر وتجارت کر کے بعض بعض سے معاش حاصل کرین
کسی نے کہا کہ زمین کے کسی قطر والون کے واسطے تو گیہون مقدر کیا اور کسی کے لیے کہجور اسی طرح باقی اقوات
کا حال ہے کسی نے کہا کہ کہیتی سب پیشیون سے بڑہ کر برکت والا پیشہ ہے اس لیے کہ اللہ پاک نے اقوات کو زمین
مین رکہا ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نہرین ندیان پہاڑ نکالے درخت لگائے پہاڑ رکہے دریا بہائے
اور اس زمین مین وہ شے رکہی جو اس مین نہین اور اس مین وہ چیز رکہی جو اس مین نہین قتادہ ومجاہد نے کہا پیدا
کین اس مین نہرین اس کی اور درخت اس کے اور جانور اس کے فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ کے یہ معنے ہین کہ تتمہ چار روز مین
مع اگلے دو دنون کے یہ قول زجاج وغیرہ کا ہے یعنے یکشنبہ و دوشنبہ وسہ شنبہ وچہارشنبہ ابن انباری
کہتے ہین مثال اس کی یہ قول قائل کا ہے کہ نکلا مین بصرہ سے طرف بغداد کے دس دن مین اور طرف کوفہ
کے پندرہ روز مین یعنے تتمہ پانزدہ روز مین تو اب یہ معنے ہون گے کہ پیدا کرنا زمین کا اور اس کے مابعد کا اس
سب کا حصول پوری برابر بلا کمی وزیادتی چار دن مین ہوا اور اگر تتمہ کے تقدیر نہ ہو تو دن آٹہہ ہون گے دو دن
تو اول مین یعنے خلق الارض في يومين اور دو دن اخیر مین یعنے فقضاهن سبع سموات في يومين اور چار دن
وسط مین ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بیشک اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے
ایک دن پہر اس کا نام رکہا احد یعنے یکشنبہ پہر دوسرا پیدا کیا تو اس کا نام رکہا اثنین یعنے دوشنبہ پہر پیدا
کیا تیسرا تو اس کا نام رکہا ثلثاء یعنے سہ شنبہ پہر پیدا کیا چوتہا تو اس کا نام رکہا اربعا یعنے چہارشنبہ پہر
پیدا کیا پانچوان تو اس کا نام رکہا خمیس یعنے پنجشنبہ اور ذکر کیا مثل ماتقدم کے نیز ابو الشیخ نے حضرت ابن عمرؓ
سے روایت کیا ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ اللہ تعالی فارغ ہوا اپنی خلق سے چہہ دن
مین وذکر نحو ماتقدم غرض کہ تتمہ کی تقدیر اسی لیے کی گئی ہے کہ آیات واحادیث مین موافقت ہو جائے جن مین
یہ آیا ہے کہ یہ سارا کارخانہ چہہ دن مین بنا ہے اور اگر یہ تقدیر نہ ہو تو آٹہہ روز ہوئے جاتے ہین یہ تقدیر محاورہ
عرب کے موافق ہے پہر اگر کوئی کہے کہ جس طرح زمین کی خلق مین في يومين کہا ہے اسی طرح یہان بہی في
يومين کہدیا جاتا تو یہ صریح تر ہوتا مراد مین یہان کیون نہ کہا تو کہین گے کہ في اربعة ايام سواء کہنے مین زیادہ
فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر خلق ہذہ الثلاثة في يومين کہتے تو یہ کلام اس بات کا مفید نہ ہوتا کہ دو دن ان کا سوات

مین مستغرق ہوئے بخلاف اسکے کہ جب زمین کی خلق کا اور ان اشیا کی خلق کا ذکر کیا پہر کہا فے اربعۃ ایام سواء
تو اس سے معلوم ہوا کہ یہہ چار دن مستغرق و معمور ہو گئے ان کاموں مین بدون زیادت و نقصان کے پہر اگر کوئی کہے
کہ مدت زمین کے خلق کی مع ان اشیا کے جو اس مین ہین خلق سموات کی مدت سے کیون دوگنی کی گئی باوجود اس کے
کہ آسمان زمین سے بڑا ہے اور مخلوقات اور عجائب اس کے اکثر ہین تو کہین گے کہ شاید یہہ زیادتی بنا بر عرف کے ہے
کہ چہت کی بنا خفیف تر ہوتی ہے گہر کی بنا سے کما ذکرہ ابو البقا کسی نے کہا اس لیے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس
امر پر کہ مقصود بالذات زمین ہی ہے کیونکہ انس و جن و کثرت منافع اس مین ہے کسی نے کہا اس واسطے کہ اس
مین ابتلا ہے واسطے مجاہدات و مجادلات و معالجات ہے یہہ کارخانہ عالم کا جو چہہ دن مین بنایا باوجود اس کے کہ وہ
ایک دم مین بنا سکتا تہا سو اس مین بندون کو تعلیم فرمائی ہے کہ کامون مین تانی و سکون و وقار کا برتاؤ کرین
اور عجلت سے دور رہین سواءً کو جمہور نے بنصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ مصدر مؤکد ہے فعل محذوف کا جو کہ صفت
ہے ایام کی لئے استوت اربعۃ ایام سواء یعنے استواء یعنے چار دن مین ایسے دن کہ برابر ہوئے برابر ہونے کر یا
بنا بر حال ارض سے یا ان ضمیرون سے جو اس کی طرف پہرتی ہین یعنے پیدا کیا زمین کو در آن حال کہ وہ برابر
ہونے والی تہی زید بن علی و حسن وغیرہما نے زیر سے پڑہا ہے اس بنا پر کہ ایام کی صفت ہے اے فی اربعۃ
ایام مستویۃ حضرت حسن نے کہا معنے یہہ ہین کہ فی اربعۃ ایام مستویۃ تامۃ یعنے لا تزید و لا تنقص اور ابو جعفر نے
برفع اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا ئے محذوف کی لئے ہی سواء یعنے مستویۃ للسائلین متعلق ہے سواء سے لئے
مستویات للسائلین یعنے ایسے چار دن مین کہ پورے ہونے والے ہین واسطے پوچہنے والون کے یا متعلق
ہے محذوف سے گویا یون کہا گیا ہذا الحصر للسائلین معنے کم یوم خلقت الارض وما فیہا یعنے یہہ حصر واسطے
سائلون کے ہے اس مین کہ کتنے دن مین پیدا کی گئی زمین اور وہ شے جو اس مین ہے یا متعلق ہے قدر سے
یعنے مقدر کیے اس مین قوت اس کی لاجل الطالبین المحتاجین الیہا یعنے واسطے طلب کرنے والون کے جو
کہ محتاج ہین طرف اقوات کی فرا نے کہا کلام مین تقدیم و تاخیر ہے معنے یہہ ہین وقدر فیہا اقواتہا سواء للمحتاجین
فے اربعۃ ایام ابن جریر نے اس کو اختیار کیا ہے یعنے مقدر کیے اس مین قوت اس کے برابر واسطے حاجتمندون
کے چار دن مین مطلب یہہ ہے کہ حاجتمندون کی حاجت کر برابر زمین مین خدا نے رکہین جس زمین والے جس شے
کے حاجتمند تہے وہی شے وہان پیدا کی پہر جب اسپاک نے ارض و ما فیہا کے پیدا کرنے کا ذکر کیا تو آسمانون
کے پیدا کرنے کی کیفیت بیان کی پس ارشاد فرمایا ثم استوی الی السماء اے عمد و قصد نحوہا قصدًا سویًا و
تعلقت ارادتہ بخلقہا یعنے پہر قصد کیا طرف آسمان کے برابر سیدہا قصد اور اسکا ارادہ متعلق ہوا اس کے پیدا
کرنے سے امام رازی فرماتے ہین یہہ معنے اس محاورے سے ماخوذ ہین کہ جس وقت کوئی شخص کسی مکان کی طرف

ایسا متوجہ ہو کہ اس کے ساتھ کسی اور کام کی طرف التفات نہ کرے تو اس وقت یون بولتے ہین استوی الی مکان کذا یعنے
اس نے فلان مکان کی طرف برابر سیدھا قصد کیا اور یہ اس استواء سے ہے جو کہ ضد ہے اعوجاج کی اس کی نظیر
یہ قول عرب کا ہے استقام الیہ اور اسی معنی سے یہ قول ہے اللہ پاک کا فاستقیموا الیہ یعنے سیدہے اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ
داہنے بائین مت دیکھو غیر اللہ کی طرف مت جہکو خالص اللہ کو پوجو معنے یہ ہین کہ پھر بلایا اس کو داعی حکمت نے طرف
پیدا کرنے آسمان کے بعد خلق ارض وما فیہا کے یعنے اسکی حکمت مقتضی ہوئی اس کے خلق کی حضرت حسن نے فرمایا معنے
یہ ہین صعد امرہ الی السماء یعنے چڑہا اس کا امر طرف آسمان کے اس آیت سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ پیدا کرنا آسمان
کا بعد خلق ارض کے تہا اسی کے حضرت ابن عباس قائل ہین چنانچہ اول گزر چکا ہے اور قولہ تعالی والارض بعد ذلک
دحاہا اس بات کا مشعر ہے کہ خلق ارض بعد خلق سماء ہے **جواب** یہ ہے کہ خلق فقط کچھ ایجاد و تکوین ہی سے عبارت
نہین ہے بلکہ تقدیر سے بھی عبارت ہے پس معنے یہ ہین قضی ان یحدث الارض فی یومین بعد احداث السماء اور
اس بنا پر اشکال زائل ہو جاتا ہے علامہ شوکانی نے بعد ذکر استشکال کے فرمایا ہے کہ ثم تراخی زمانی کے واسطے
نہین ہے بلکہ تراخی رتبی کے لیے ہے تو اب اشکال اصل سے مندفع ہو جائیگا اور اس تقدیر پر کہ ثم واسطے تراخی
زمانی کے ہو تو جمع یون ممکن ہے کہ خلق زمین کی متقدم ہے خلق سماء پر اور دحو ارض یعنے بسط اس کا یہ ایک امر
زائد ہے مجرد خلق زمین پر پس بطور خلق تو متقدم ہے اور بطور بسط متاخر ہے یہ بات ظاہر ہے انتہے شاید والارض
بعد ذلک دحاہا کی تفسیر کے وقت ایضاح مقام زیادہ ہو ان شاء اللہ تعالی سورہ بقرہ مین یہ جمع گزر چکی ہے لیکن
خلق مافی الارض نہین ہوگا مگر بعد دحو کے تو اب پھر اشکال باقی ہے اس بنا پر اشکال سے رہائی نہ ہوگی مگر
اسی بات سے جو ثم مین مذکور ہوئی یا یہ کہ کلمہ بعد بمعنے قبل ہو یا بمعنے مع **دخان** وہ شے ہے جو آگ کے شعلے
سے بلند ہوتی ہے اور زمین کا بخار جو خشک سالی کے وقت دکہائی دیتا ہے اس کو بھی بطور استعارہ دخان
کہتے ہین قیاس اسکی جمع کا قلت مین تو ادخنہ ہے اور کثرت مین دخنیان جس طرح کہ غراب کی جمع اغربہ وغربان
آئی ہے مفسرین نے کہا ہے کہ یہ دخان پانی کا بخار تہا اس کا دخان کہنا تشبیہ صوری کے باب سے ہے کیونکہ
آنکہہ سے دیکہتے ہین اس کی صورت دخان کی صورت تہی یہ یون ہوا کہ عرش الرحمن قبل پیدایش زمین و آسمان
کے پانی پر تہا جیسا کہ فرمایا ہے وکان عرشہ علی الماء پھر اللہ پاک نے اس پانی مین اضطراب پیدا کیا تو وہ
جہاگ لایا اور وہ بلند ہوا پھر اس سے دخان نکلا سو جہاگ تو روی آب پر باقی رہا تو اس سے یبوست پیدا کی
اور اس سے زمین بنائی رہا دخان سو وہ اوپر چڑہا تو اس سے آسمان پیدا کیے اسی لیے یون فرمایا ثم استوی
الی السماء وہی دخان یعنے پھر قصد کیا طرف آسمان کے اور وہ دیکہنے مین دہوان ہو رہا تہا یہی یہ بات
کہ نسبت استواء کے خاص آسمان کی طرف کی باوجود اس کے کہ جو خطاب اس پر مترتب ہے وہ آسمان و زمین دونو

کی طرف متوجہ ہے جس طرح کہ قولہ تعالیٰ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا سے معلوم ہوتا ہے سو اس کی
یہ وجہ ہے کہ چونکہ زمین کی خلق کا اور تقدیر اقواتہا فیہا کا ذکر اول ہو چکا ہے اس لیے اس پر کفایت فرمائی ائتیا کو بعضے
یہ کہتے ہیں کہ افعلا یا امر کما یہ وجہیا ہے یعنے تم کرو اس کام کو جس کا میں تم کو حکم دیتا ہوں اور اس کو لاؤ جس طرح کہ عام
میں بولتے ہیں ائت ما ہو الاحسن لک افعل یعنے جو شے خوب تر ہے تو اس کو کر کسی نے کہا یہ معنی ہیں کہ آؤ تم دونوں
اس شکل و وصف پر جو لائق و سزاوار ہے کہ تم اس پر آؤ آؤ اے زمین بچھی ہوئی اور جائے قرار و فرش ہو کر
واسطے اپنے اہل کے اور آ تو اے آسمان قبہ و سقف ہو کر واسطے ان کو واسدی کہتے ہیں مفسرین نے کہا
ہے کہ اللہ پاک نے فرمایا اما انت یا سماء فاطلعی شمسک وقمرک ونجومک واما انت یا ارض فشققی انہارک واخرجی
ثمارک ونباتک یعنی اے آسمان تو تو طلوع کر اپنے سورج اور چاند اور تارے اور اے زمین تو پھاڑ نکال اپنی
نہریں اور نکال اپنے میوے اور اپنی روئیدگی یہ قول حضرت ابن عباس سے بھی مروی ہے اور فی الجملہ اختلاف
کے ساتھ اول گزر چکا ہے جمہور نے ائتیا پڑھا ہے بصیغہ امر اتیان یعنے آمدن سے اور حضرت ابن عباس و
سعید بن جبیر و مجاہد نے آتیا قالتا آتینا پڑھا ہے یہ قراءت یا تو ماخوذ ہے مواتاۃ یعنے موافقت
سے یعنے چاہیے کہ موافق ہو ایک تم میں کا دوسرے سے واسطے اس شے کے جو اس کو لائق ہے رازی
و زمخشری اسی طرف گئے ہیں یا ایتا یعنے اعطا سے ہے جس طرح کہ حضرت ابن عباس نے آتیا کی اعطیا اور
آتینا کی اعطینا تفسیر کی ہے پس وزن اس کا اول کی بنیاد پر تو فاعلا بروزن قاتلا ہوگا اور ثانی کی بنا پر افعلا
بروزن اکرما قولہ تعالیٰ طوعا او کرہا مصدر ہیں موضع حال میں اے طائعتین او مکرہتین اعمش نے کرہا بالضم پڑھا
ہے زجاج نے کہا اطیعا طاعۃ او تکرہان کرہا یعنے مطیع ہو جاؤ مطیع ہونے کر یا زبردستی کیے جاؤ گے زبردستی
کیے جانے کر بالجملہ یہ امر جو آسمان و زمین کو کیا کہ ائتیا طوعا او کرہا سو اس کے معنے تسخیر حصول و وقوع کے
ہیں اے کونا فکانا یعنے ہو جاؤ تو وہ ہو گئے کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ اَنْ نَقُوْلَ لَهٗ كُنْ
فَيَكُوْنُ تو اب یہ کلام تمثیل کے باب سے ہوگا گویا اللہ پاک نے اپنی قدرت کی تاثیر کی اور ان کے امتناع کے محال
ہونے کی مثال دی ہے کہ اس کی قدرت نے جو یا ان میں اثر کیا اور ان کے واسطے طوع و کرہ کا ثابت کرنا تعبیر
ہے اتینا طائعین اس کی تمثیل ہے کہ طاعت کا ظہور ان سے ہوا اور پورے طور پر قدرت ربانی سے اثر پذیر ہوئے
صانع سبحانہ کے حال کی تشبیہ دی ہے آمر مطاع کے حال سے اس کی قدرت کی تاثیر میں موافق اس کے ارادے
کے ان میں اور آسمان و زمین کے حال کی تشبیہ دی ہے مامور مطیع سے اس بات میں کہ انہوں نے وجود و حدوث و
حصول کو قبول کر لیا بسبب متعلق ہونے اسکی قدرت کے موافق اس کے ارادے کے پس یہ استعارہ تمثیلیہ ہوا
اور استعارہ تخییلیہ بھی ہو سکتا ہے بعد اس کے کہ ذات آسمان و زمین میں استعارہ مکنیہ ہو جس طرح کہ بجائے

الحال کے نطقت الحال کہتے ہین حال کو دلالت و برہان ہین مثل انسان متکلم کے ٹہیرا ہین پہر اس کے لیے نطق خیال کیا جائے جو کہ لوازم مشبہ بہ یعنے انسان سے ہے اور اس کی نسبت حال کی طرف کی جائے غرضکہ یہان دو قول ہین ایک تو یہ کہ آسمان و زمین سے کہا کہ تم اپنے اپنے منافع نکالو دوسرا یہ کہ امر تسخیر ہے چنانچہ ان کا بیان پورے طور پر اول ہو چکا ہے پس اول کی بنا پر تو یون ہوگا کہ بعد ان کے پیدا کرنے کے ان کو حکم دیا یہ قول جمہور کا ہے اور دوسرے قول کی بنا پر یہ ہوگا کہ قبل ان کی خلق کے کہا کہ ہو جاؤ تو وہ ہو گئے اور اللہ پاک کے قول مین دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ ایک قول تہا اللہ پاک نے اُس کے ساتھ تکلم فرمایا دوسری یہ ہے کہ قول نہ تہا ایک قدرت اللہ پاک کی طرف سے اُن کے واسطے ظاہر ہو گئی سو ظہور قدرت بلوغ مراد مین قائم مقام کلام کے ہو گیا جیسا کہ ماوردی نے کہا ہے اسی طرح آسمان و زمین کے قول مین دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ ان کا قول ظہور طاعت ہے ان سے باین طور کہ وہ مطیع و منقاد ہو گئے سو یہ ظہور طاعت قائم مقام ان کے قول کے ہوا دوسری وجہ یہ ہے کہ اکثر اہل علم نے کہا ہے بلکہ اللہ سبحانہ نے ان مین کلام پیدا فرمایا تہا سو وہ بولے جیسا کہ اس نے ارادہ کیا ابو نصر سکسی نے کہا کہ زمین مین سے تو موضع کعبہ نے نطق کیا اور آسمان مین سے اس کے مقابل کے قطعہ نے کلام کیا تو اللہ تعالی نے اس مین اپنی حرم رکہی کذا ذکرہ القرطبی فتح البیان مین اسی قول کو اولی فرمایا ہے اور یہی ٹہیک ہے دیکہو اللہ پاک نے داؤد علیہ السلام کے ساتہ پہاڑون کو نطق دیا کما قال یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ اور ہاتہ پاؤن کو نطق عطا فرمایا کما قال تعالے یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ وقال تعالے وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَا قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ اور جب اتنی جگہہ نطق وارد ہوا ہے تو یہ بات کیونکر بعید سمجہی جائے کہ اللہ پاک آسمان و زمین کی ذات مین حیات و عقل پیدا کر دے پہر امر و تکلیف کو اُن کی طرف متوجہ فرمائے اور اسی کی توجیہ کئی وجہ سے کی گئی ہے اول یہ کہ اصل حمل کرنا لفظ کا ہے اپنے ظاہر پر مگر جب کہ کوئی مانع اس سے ہو حالانکہ یہان کوئی مانع نہین ہے دوسری یہ ہے کہ اللہ پاک نے اُن کے واسطے عقلا کی جمع ذکر کی ہے اتینا طائعین فرمایا ہے تیسری یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشیاء اللہ پاک کو پہچانتی ہین اس کی تکلیف کے متوجہ ہونے کو جانتی ہین امام رازی نے اسکا یون جواب دیا ہے کہ ائتیا سے مراد آنا ہے طرف وجود و حدوث و حصول کے یعنے موجود ہو جاؤ پیدا ہو جاؤ اور اس تقدیر پر اس امر کے متوجہ ہونے کے حال مین آسمان و زمین معدوم تہے تو خطاب کے عارف و فاہم نہ ہونگے اس لیے توجہ خطاب کی ان کی طرف جائز نہین ہے یہ جواب امام کا امر تسخیر کی بنا پر ہے اور جمہور

کا قول جو اول گذر چکا ہے اُس مین بعد خلق آسمان و زمین کے خطاب ہے تو اس کی بنا پر کوئی محذور لازم نہ آئیگا اگر کوئی کہے کہ زمین و آسمان یکے بعد دیگرے پیدا کیے گئے ہین اور ائتیا کے امر مین دونون کو جمع کر دیا ہے تو کہیںگے کہ امر کی خبر دینے مین امر کو جمع کیا ہے یہ اس پر دال نہین ہے کہ زمانے مین امر کو جمع کیا ہو بلکہ قول ان کے واسطے متعاقب ہو یعنے ایک کو اول امر کیا پھر دوسرے کو پھر اگر کوئی کہے کہ سماوات و ارض تو دو ہین تو دونون مونث ہین سماعیہ ہین اور اُن مین سے ہر ایک کا مدلول متعدد ہے سموات و ارضین مین سو لائق یون تھا کہ طائعتین کہا جاتا بلفظ پر حمل کر کے یا طائعات معنی پر حمل کر کے پھر طائعین جمع مذکر عاقل کے لفظ پر کیون کہا تو کہین گے چونکہ باوصاف عقلا ان کا وصف کیا گیا یعنے مخاطب و مجیب طائع و مکرہ ہونا اس لیے اُن کے ساتھ عقلا کا معاملہ کیا گیا اور بسبب متعدد ہونے اُن کے مدلول کے جمع لائی گئی کما قال تعالی اِنِّی رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سَاجِدِیْنَ قولہ تعالی فقضاہن تفسیر و تفصیل ہے آسمان کی تکوین مجمل کی جس کی تعبیر امر و جواب امر کے ساتھ کی گئی تھی نہ یہ کہ کوئی فعل مرتب ہو اُن کی تکوین پر معنے یہ ہین اپس پیدا کیا اُن کو ابداعی پیدا کرنا بطریق اختراع کے نہ کسی مثال پر اور اُن کو کام کا اتقان و احکام کیا موافق مقتضای حکمت کے اور اُن کو تمام کیا اور اُن سے فارغ ہوا اس لیے کہ قضا کے شئے مین اُس کے اتمام کو اور اتمام یا تو بطور قول ہوتا ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ اور یا بطور فعل ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت مین ہے اور اتمام بطور فعل یہی ہے کہ جو شے بنائی گئی اس مین کوئی خلل و نقصان نہ ہو یہی معنے اتقان کے ہین ہن کی ضمیر یا تو راجع ہے طرف سما کے بنا بر معنے کیونکہ سما گو لفظا مفرد ہے لیکن جمع کے معنی مین ہے بسبب متعدد ہونے اس کے مدلول کے یا اُس کی طرف راجع نہین ہے نہ تو لفظ کے اعتبار سے نہ معنے کے اعتبار سے بلکہ ایک مبہم ضمیر ہے سبع سموات اس کی تفسیر کرتا ہے نصب سبع کا اول کی بنا پر یا تو اس لیے ہے کہ مفعول ثانی ہے قضاہن کا اس واسطے کہ وہ متضمن ہے صیرہن کے معنے کو یعنے کر دیا ان کو سات آسمان یا حال ہے اور قضا بمعنے صنع ہے اسے قضاہن حال کو نہن معدودات بسبع یعنے بنایا ان کو بحال مین کہ وہ شمار کیے گئے ساتھ سات آسمانون کے اور ثانی وجہ کی بنیاد پر یا تو اس لیے منصوب ہے کہ تفسیر ہے ضمیر مبہم کی یا اس سے بدل ہے یا تمیز ہے فِیْ یَوْمَیْنِ سے مراد پنجشنبہ و جمعہ ہے اور فارغ ہوا ان سے جمعہ کی آخر ساعت مین اور اسی مین حضرت آدم پیدا کیے گئے اور اسی لیے اس جگہ لفظ سواء نہین فرمایا قالہ المحلی اس پر خفاجی نے کہا ظاہر اس قول کا یہ ہے کہ حضرت آدم نفس اسی روز مین مخلوق ہوئے جس مین کہ آسمان مخلوق ہوئے تو درمیان خلق آدم علیہ السلام و خلق سموات کے کوئی فاصل نہین ہے حالانکہ یہ بات خلاف منصوص و مشہور کے ہے کہ درمیان خلق دونون کے الوف سنین کا فاصلہ تھا اس کا جواب یون ممکن ہے کہ مراد یہ ہے کہ اسی دن مین مخلوق ہوئے گو وہ دن اور

سال کا تھا جیسے تم یوں کہتے ہو کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے اور دوشنبہ کے دن وفات پائی محلی نے کہا کہ جو عدد ایام خلق زمین وآسمان کا اس جگہہ مذکور ہے وہ موافق ہو گیا آیات خلق السموٰت والارض فی ستۃ ایام سے یعنے جن آیتوں میں دلالت وتصریح ہے اس کی کہ چھہ دن میں دونوں کی مع مافیہما کی خلق ہوئی اگر غور سے دیکھو تو موافقت تتمہ کی قید سے ہوئی ہے جس کا ذکر فی اربعۃ ایام میں ہو چکا ہے کرخی کہتے ہیں اگر کوئی کہے کہ یوم تو عبارت ہے روز وشب سے اور ان کا حصول جو ہوا سو طلوع وغروب مہر سے اور قبل پیدائش سموات وشمس وقمر کے حصول یوم کا کیونکر معقول ہو سکتا ہے تو کہیں گے معنے اس کے یہ ہیں کہ اتنی مدت گزری کہ اگر وہاں فلک وشمس کا حصول ہوتا تو وہ مقدار یومین کے ساتھہ اندازہ کیا جاتا اسکی نظیر اول ہی گذر چکی ہے مشہور یہ ہے کہ یہ چھہ دن بقدر ایام دنیا کے تھے قرطبی نے ایک یہہ قول حکایت کیا ہے کہ ہر دن ان میں بقدر ہزار برس کے تھا ایام دنیا سے تو چھہ دن بقدر چھہ ہزار برس کے ہوئے انتہے مجاہد نے کہا ویوم من الستۃ الایام کالف سنۃ مما تعدون قولہ تعالے وَاَوۡحٰی فِیۡ کُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا معطوف ہے فقضاہن پر قتادہ وسدی نے کہا یعنے پیدا کیا اس میں سورج اس کا اور چاند اس کا اور تارے اس کے اور افلاک اس کے اور وہ جو اس میں ہیں فرشتے اور دریا اور اولے اور برف کسی نے کہا یہ معنے ہیں کہ وحی کی اس میں اس شئے کی جس کا ارادہ کیا اور اس شئے کی جس کے ساتھہ امر کیا ایجاد کبھی بمعنے امر ہوتا ہے جس طرح کہ اس آیت میں ہے بِاَنَّ رَبَّكَ اَوۡحٰی لَهَا اور اس آیت میں وَاِذۡ اَوۡحَیۡتُ اِلَی الۡحَوَارِیّٖنَ اَیۡ اَمَرۡتُهُمۡ اور یہہ امر تکوین ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا ہے واسطے اللہ کے ہر آسمان پر ایک گھر ہے کہ فرشتے اس کا حج وطواف کرتے ہیں کعبہ کے محاذات میں اور جو گھر سمائے دنیا میں ہے وہ بیت المعمور ہے بالجملہ یہاں تک تو غائب کی ضمیریں تھیں پھر وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ وَحِفۡظًا میں نمائب سے نون عظمت کی طرف التفات فرمایا اس لیے کہ منظور ظاہر کرنا اس بات کا ہے کہ سماء دنیا کی تزیین کے ساتھہ مزید عنایت واہتمام ہے یعنے بندو ذرا ہماری قدرت وانعام کو تو دیکھو کہ ہم نے زینت دی اس آسمان کو جو کہ زمین سے متصل ہے ساتھہ روشن تاروں کے جو اس پر چمکتے دمکتے ہیں مثل چمکنے چراغوں کے اگر آسمان کورا ہوتا تو رات کو کیسی ہول وتاریکی ہوتی ابر سے جب تارے چھپ جاتے ہیں تو کیسی تاریکی ووحشت ہوتی ہے نصب وحفظا کا اس بنا پر ہے کہ مصدر موکد ہے فعل محذوف کا اے وحفظنا ہا حفظا یعنے اور حفاظت کی ہمنے اس کی حفاظت کرنی کر یا منصوب ہے بنا بر مفعول لہ کے وخلقنا المصابیح زینۃ وحفظا یعنے اور پیدا کیا ہم نے چراغوں کو واسطے زینت کے اور نگہبانی کے قول اول اولی ہے ابوحیان نے وجہ ثانی کے بارے میں کہا ہے کہ یہ تکلف ہے اور سہل وظاہر بات سے مائل ہونا ہے مراد حفظ سے اس کا محفوظ رکھنا ہے شیاطین سے جو کہ ملاء اعلے کی باتیں سننے کو چوری سے جاتے ہیں

شیخ محی الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ مراد مصابیح سے سارے روشن تارے ثوابت و سیارات ہین جنکو اللہ پاک
نے آسمانون مین پیدا فرمایا ہے اور وہ سب سماے دنیا مین نہین ہین جو کہ زمین والون سے قریب ہے کیونکہ ہر سیارہ
سیارات مین سے مختص ہے ساتھ ایک آسمان کے ساتون آسمانون مین سے اور ثوابت فلک ہشتم مین مرکوز ہین مگر بافوق
سماے دنیا مین ان کا مرکوز ہونا اس کے منافی نہین ہے کہ وہ زینت ہون واسطے سماے دنیا کے کیونکہ ہم ان سب
کو دیکھتے ہین کہ مثل چراغون کے اس مین روشن ہورہے ہین حفظ سما کا شیاطین سے یون ہے کہ وہ جو چوری سے
باتین سننے کو آسمان کی طرف چڑھتے ہین تو شعلون سے مارے جاتے ہین یہ شعلے تارون کی آگ سے صادر ہوتے
ہین اُن سے منفصل ہوکر یہ نہین ہے کہ خود تارون سے اُن کو مارتے ہون کیونکہ تارے تو فلک مین اپنے حال پر
جمے ہوئے ہین یہ نہین ہے مگر مثل قبس کے جو آگ سے لیا جاتا ہے اور آگ اپنے حال پر باقی رہتی ہے اس سے
کچھ کم نہین ہوتا ہے **ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ** یعنے عالم کا پیدا کرنا اس اتقان و احکام و حسن انسجام
وخوبی انتظام سے ساوہا ہے اس ذات پاک کا جو کہ بلیغ القدرۃ و کثیر العلم ہے سبحانہ ما اعظم شانہ غرضکہ جب اللہ
پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کیا کہ مشرکون کے منہ مین قول ہو ایسا دین کہ انما انا بشر الآیۃ پھر ان پر اس
قول سے حجت قائم کرین کہ ائنکم لتکفرون الآیۃ یعنے جو معبود کہ اس قدرت قاہرہ کے ساتھ موصوف ہے اس کا
انکار اور اس کے واسطے شرکا ٹھیرانا کس طرح جائز ہوسکتا ہے تو فرمایا کہ اگر وہ اس حجت قاہرہ کے قبول
سے اعراض کرین اور جہل و تقلید آبائی ضالین پہ جمے رہین تو ان سے کہدو کہ اب تمہارے حق مین کوئی علاج
باقی نہین رہا ہے مگر نازل کرنا اس عذاب کا جو تم سے اگلے معاندون پہ نازل ہوچکا ہے پس ارشاد فرمایا فَاِنْ

اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۝ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ
وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝
فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ
خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ
اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝
وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا
كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ پھر اگر وہ ٹلا دین تو تو کہہ مین نے خبر سنادی
تمکو ایک کڑاکے کی جیسے کڑاکا آیا عاد و ثمود پر جب آئے اُن کے پاس رسول آگے سے اور پیچھے سے کہ نہ پوجو کسی کو
سوائے اللہ کے کہنے لگے اگر ہمارا رب چاہتا تو اُتارتا فرشتے سو ہم تمہارے ہاتھ بھیجا نہین مانتے سو وہ جو عاد تھے
تو غرور کرنے لگے ملک مین ناحق کا اور کہنے لگے کون ہے ہم سے زیادہ زور مین کیا دیکھتے نہین کہ اللہ

ع ۱۱

جس نے ان کو بنایا وہ زیادہ ہے ان سے زور میں اور تھے ہماری نشانیوں سے منکر پھر بھیجی ہم نے ان پر باؤ تیز سرد ملی کئی دن مصیبت کے کہ چکھاویں انکو رسوائی کی مار دنیا کے جیتے اور آخرت کی مار میں تو پوری رسوائی ہے اور انکو کہیں مدد نہیں اور وہ جو ثمود تھے سو ہم نے ان کو راہ بتائی پھر ان کو خوش لگا اندھے رہنا سوجھنے سے پھر پکڑا ان کو کڑاکے نے ذلت کی مار کی بدلا اس کا جو کماتے تھے اور بچا دیے ہم نے جو یقین لائے تھے اور بچ چلتے تھے **ف** رسول آگے سے اور پیچھے سے یعنے ہر طرف سے شاید رسول بہت آئے ہوں گے مشہور یہی دو رسول ہیں حضرت ہود اور حضرت صالح **ف** ان کے جسم بڑے بڑے ہوتے تھے بدن کی قوت پر غرور آیا غرور کا دم مارنا اللہ کے ہاں وبال لاتا ہے **ف** ان کا غرور توڑنے کو کمزور مخلوق سے ان کو تباہ کروا دیا کہتے ہیں ولو کے مہینے میں آخر کے آٹھ دن تھے جن میں وہ باؤ آئی **ف** زلزلہ آیا ساتھ ایک آواز تند کے اس آواز سے جگر پھٹ گئے انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے ای محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ان لوگوں سے کہہ دے جو کہ شرک کرتے ہیں اور جو شے تو ان کے پاس لایا ہے اسے جھٹلاتے ہیں یعنے حق کہ اگر تم نے اعراض کیا اس شے سے جس کو میں اللہ تعالی کے پاس سے تمہارے نزدیک لایا ہوں تو میں تم کو ڈراتا ہوں کہ اللہ کا عذاب تم پر نازل ہو جیسا کہ اگلے رسولوں کے جھٹلانے والوں پر نازل ہو چکا ہے صاعقۃ مثل صاعقۃ عاد و ثمود یعنی میں تم کو اس عذاب سے ڈراتا ہوں جیسا کہ عاد و ثمود پر عذاب سخت ہوا ہے یہ اور ان کی مثل اور لوگ جنہوں نے ان کا سا کام کیا جب کہ آئے ان کے پاس رسول ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے کما قال تعالے وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ آگے پیچھے سے مراد وہ بستیاں ہیں جو ان کے بلاد کے قرب و جوار میں تھیں اللہ پاک نے ان کی طرف رسول بھیجے وہ امر کرتے تھے اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کا اور خوشخبری سناتے اور ڈراتے تھے اور وہ نقمتیں دیکھیں جن کو اللہ تعالی نے اپنے دشمنوں پر نازل کیا اور ان نعمتوں کو دیکھا جن کا خلعت اپنے دوستوں کو عطا فرمایا اور باوجود اس کے نہ ایمان لائے اور نہ تصدیق کی بلکہ تکذیب و انکار کیا اور بولے کہ اگر چاہتا رب ہمارا تو البتہ نازل کرتا فرشتے یعنی اگر اللہ تعالی رسول بھیجتا تو وہ فرشتے ہوتے اس کے پاس سے پس اے آدمیو ہم منکر ہیں اس شے کے جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو یعنے ہم تمہاری پیروی نہ کریں گے اور تم بشر ہو ہم جیسے اللہ تعالے نے فرمایا پس وہ جو عاد تھے سو انہوں نے استکبار کیا زمین میں یعنے بغاوت کی اور سرکشی اور نافرمانی کی اور بولے کون ہے سخت تر ہم سے قوت میں یعنے اپنی ترکیب و قوی کی شدت و سختی کے ساتھ منت رکھی اور یہ اعتقاد کیا کہ بسبب قوت کے اس کے عذاب سے محفوظ رہیں گے اللہ پاک نے فرمایا اولم یروا الآیہ یعنے کیا پھر فکر نہیں کرتے ہیں ان لوگوں میں جو کہ کھلم کھلا عداوت کرتے ہیں پس وہ تو ایسا عظیم الشان قوت والا

ہے جس نے اشیا کو پیدا کیا اور جا قد تین اُن کو اُٹھائے پہرتی ہین اُن کو اُن مین مرکب کیا اور اس کا دباؤ سخت ہی کما قال
تعالی والسماء بنیناها بایید وانا لموسعون پس انہون نے ایسے دباؤ والے کی ظاہر ظہور عداوت کی اور اس
کی آیتون کا انکار کیا اور اس کے رسولون کی نافرمانی کی سو اس لیے یون فرمایا فارسلنا علیهم ریحا صرصرا
بعض نے کہا کہ ریح صرصر زور سے چلنے والی ہوا ہے کسی نے کہا سرد ہوا کسی نے کہا وہ ہے جس کی آواز ہو حق یہ ہے کہ
وہ ہوا ان سب اوصاف کے ساتھ متصف تھی کیونکہ وہ ایک سخت قوی تندار ہوا تھی تاکہ اُن کی عقوبت ان کی قوی
کی جنس ہو جس کے ساتھ وہ مغرور ہوتے تھے اور وہ ہوا نہایت سرد اور زور دار آواز والی تھی آتی تھی سمت بلاد
مشرق کی نہر سے ہوا کا نام صرصر کہا گیا ہے بسبب اس کے کہ اس کے بہنے کی آواز قوی ہے فی ایام نحسات
ای متتابعات یعنے سات رات اور آٹھ دن پے در پے کما قال تعالی فی یوم نحس مستمر یعنے ابتدا کی گئی وہ
ساتھ اس عذاب کے ایک دن مین جو کہ نحس تھا انپر اور یہ نحس انپر مستمر رہا سات رات اور آٹھ دن پے در پے یہانتک
تک کہ ان سب کو ہلاک کر دیا اور دنیا کی رسوائی عذاب آخرت کے ساتھ ان کو متصل ہو گئی اسی لیے یون فرمایا
لنذیقهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا ولعذاب الاخرة اخزی یعنے عذاب آخرت کا زیادہ تر رسوا کرنے والا ہے
ان کو وهم لا ینصرون یعنے آخرت مین ان کی مدد نہ کی جائے گی جس طرح کہ دنیا مین مدد نہین کی گئی اور نہ ہوا
واسطے اُن کے اللہ سے کوئی بچانے والا کہ ان سے عذاب کو ہٹاتا اور نکال کو دور کرتا قولہ تعالی واما ثمود فهدیناهم
الایۃ حضرت ابن عباس و ابو العالیہ و سعید بن جبیر و قتادہ و سدی و ابن زید نے کہا بینا لهم ثوری نے کہا دعوناهم
یعنے اور رہے ثمود سو ہدایت کی ہم نے ان کو یعنے شناسا و بینا کیا ہم نے اُن کو اور ظاہر و واضح کیا ہم
نے واسطے اُن کے حق کو زبان پر اُن کی نبی صالح علیہ الصلوة والسلام کے سو انہون نے اس کی مخالفت کی
اور اسکو جھٹلایا اور کوچین کاٹ ڈالین اس اونٹنی کی جس کو اللہ تعالی نے ایک علامت و نشانی ٹھیرایا تھا سچائی
پر اُن کے نبی کی پہر پکڑا اُن کو صاعقہ عذاب ہون نے یعنے اللہ پاک نے اُن پر چنگھاڑ و لرزہ و ذلت و خواری و عذاب
و نکال بھیجا بسبب اس تکذیب و انکار کے جو وہ کرتے تہے اور بچا لیا ہم نے اُن کو جو ایمان لائے یعنے اُن کے
درمیان سے نہ لگی ان کو کوئی برائی اور نہ ان کو اس سے کچھ ضرر پہونچا بلکہ اللہ پاک نے اُن کو نجات دی ہمراہ اُن کے
نبی صالح علیہ الصلوة والسلام کے اس سبب سے کہ وہ مومن تہے اور اللہ عزوجل کا تقوی رکھتے تہے **ف** قولہ الیہ
کا بیان فائدہ مع توضیح یہ ہے کہ اللہ پاک نے انذرتکم مین کفار کو مخاطب کیا تھا اور فان اعرضوا الخ مین التفات
کیا خطاب سے طرف غیبت کے نکتہ اس کا یہ ہے کہ انہون نے اعراض کیا تو اللہ پاک نے بھی ان کے خطاب سے اعراض
فرمایا یہ ایک عجیب تناسب حسن ہے اور انذرتکم مین صیغہ ماضی کا اس لیے ہے کہ دال ہو تحقق انذار پر جو کہ خبر دیتا ہے
اس شے کے تحقق کی جس کے ساتھ انذار کیا گیا مطلب یہ ہے کہ عذاب کا آنا ایسا یقینی ہے کہ گویا اس کا انذار

ہو چکا اور وہ آچکا یعنے یہین پہر اگر وہ اس مخلوقات مین فکر وغور کرنے سے اور بعد اس بیان واضح کے ایمان لانے
سے اعراض کرین تو توان سی کہدے کہ مین تم کو ڈراتا ہون ایک سخت عذاب سی مثل عذاب عاد وثمود کے صاعقہ
سے مراد عذاب مہلک ہے ہر شے سے تعبیر ویئے کما الصاعقۃ المرۃ المہلکۃ لاے شئ کان صاعقہ اصل مین وہ صیحہ
یعنے چنگہاڑ ہے جس کے سبب ہلاکی حاصل ہوتی ہے یا آگ کا ٹکڑا جو آسمان سی آترتا ہے جس کے سخت گرج ہوتی ہے
اس جگہہ مراد صاعقہ سے مطلق عذاب ہے لیکن بنظر صاعقہ اول یعنے ثانی صاعقہ سو اس سے مراد حقیقی صاعقہ
ہے اس لیے کہ عاد وثمود اسی صاعقہ سے ہلاک ہوئے جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا جمہور نے دونون جگہہ صاعقہ کو
بالف پڑہا ہے اور ابن الزبیر وغیرہ نے دونون جگہہ صعقہ بدون الف صاعقہ وصعقہ کے معنے کا بیان سورہ
بقرہ مین گذر چکا ہے کلمہ اذ باعتبار متعلق کے حال ہے صاعقہ عاد وثمود سے یہی وجہ ٹہیک ہے اسے حال کو بنا
وقت مجی الرسل الیہم یعنے صاعقہ عاد وثمود کا اس حال مین کہ وہ ہونے والا تہا وقت آنے رسولون کی طرف
اُن کے مطلب یہ ہے کہ صاعقہ اُن پر اس وقت آیا کہ اُن کے پاس رسول آئے اور ان کی تکذیب کی جاءتہم بلفظ
جمع اس لیے فرمایا کہ عاد وثمود باعتبار افراد ہر دو جمع ہین گو باعتبار لفظ تثنیہ ہین رسل سی مراد حضرت ہود وحضرت
صالح اور ان سی قبل کے رسول ہین یہ دو تو رسول درمیان حضرت نوح وحضرت ابراہیم کے تہے ان کے درمیان
سوا ان دو کے اور کوئی رسول نہین ہوا اور آن دو پر جو رسول مقدم ہین وہ یہ ہین حضرت نوح وحضرت ادریس
وحضرت شیث وحضرت آدم علیہم الصلوۃ والسلام خاص کر کے عاد وثمود کے قبیلون کا اس لیے ذکر فرمایا ہے کہ
قریش ان کے بلاد پر گذر کیا کرتے تہے من بین ایدیہم ومن خلفہم مین کلمہ من متعلق ہے جاءتہم سے یعنی
رسول اُن کے پاس آئے اُن کی ساری جوانب سی اور اُن کے حق مین ہر قسم کی تدبیر کی پہر سوا اعراض کے اُن سے
کچہ نہ دیکہا مطلب یہ ہے کہ ہدایت ونصیحت کی سب راہون سی آئیے کبہی تو انذار وتخویف کی جانب سی آئیے
کبہی تشویق وترغیب کی طرف سے کبہی دلائل توحید کی جہت سی غرضکہ سمجہانے بجہانے کا کوئی طریقہ رکہہ
نہین چہوڑا ہر طرح کا برتاؤ کیا مگر کچہہ مؤثر نہ ہوا یا یہ معنے ہین کہ زمانہ ماضی کی جہت سے یون آئیے کہ جو
عذاب کفار پر ہو چکا ہے اس سے انکو ڈرایا اور زمانہ آیندہ کی طرف سے یون آئیے کہ جو دنیا وآخرت کا
عذاب اُن پر نازل ہوگا اس سے تحذیر کی یا یہ معنے ہین کہ آئیے اُن کے پاس اگلے رسول اور پچہلے رسول
اس معنی کی بنا اس پر ہے کہ اُن کے کلام آنا اور انکا حق کی طرف بلانا اس کے آنے کو خود اُن کا آنا ٹہیرایا
تو گویا وہ سب رسول اُن کے پاس آئے اور اُن سی خطاب کر کے یون کہا اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ یعنے مت پوجو
مگر اللہ کو کلمہ اَن مصدریہ ہے ای بان لا تعبدوا یا تفسیریہ ہے یا مخففہ ہے مثقلہ سے اور اسم اس کا ضمیر شان
محذوف ہے اے انہ حضرت حسن سی مروی ہے کہ رسولون نے اُن کو ڈرایا اللہ تعالے کے وقائع سے جو اُن سے

اگلی امتون مین ہو چکے ہین اور عذاب آخرت سو ڈرایا ہے اللہ پاک نے وہ جواب ذکر کیا جو انہون نے رسولون کو دیا پس فرمایا قالوا لو شاء ربنا الآیۃ یعنے عاد و ثمود نے حضرت ہود و حضرت صالح علیہما السلام کو خطاب کر کے کہا کہ اگر چاہتا ہمارا رب رسول بھیجنا تو البتہ بھیجتا ہماری طرف فرشتون کو اور نہ بھیجتا بشر کو ہماری جنس سے پھر کفر کی تصریح کی اور توقف نہ کیا تو بولے پس بیشک ہم منکر ہین اس شے کے جس کا تم دعوی کرتے ہو کہ اللہ تعالے نے تم کو ہماری طرف بھیجا ہے کیونکہ تم تو بشر ہو ہم جیسے تم کو ہم پر کچھ فضیلت نہین ہے پھر کیونکر تم کو خاص کیا ساتھ رسالت کے سوا ہمارے ارسلتم مین خطاب ہے جو طلب کی غائب پر انہون نے حضرت ہود و حضرت صالح علیہم السلام کو تغلیب دی ان رسولون پر جو ان سے پہلے گذرے ہین تو گویا یون کہا کہ ہم منکر ہین تم دونون کے اور ان کے جو تم سے پہلے ہین جن پر ایمان لانے کی طرف تم نے ہم کو بلایا ہے جبکہ اللہ پاک نے عاد و ثمود کا اجمالاً ذکر کیا تو جو شے ان مین سے ہر گروہ کے ساتھ خاص تہی اس کو تفصیلاً بیان کیا پس فرمایا فاما عاد الآیۃ یعنے پس عاد جو تہے سو انہون نے تکبر کیا زمین مین بغیر استحقاق اس تکبر و تجبر کے جو ان سے واقع ہوا پھر بعض اقوال ان کے ذکر کیے جو ان سے صادر ہوئے جن مین استکبار پر دلالت تہی پس فرمایا وقالوا من اشد منا قوۃ یعنے کون ہے ہم سے بڑہکر قوت مین ان کے جسم بڑے طویل تہے اور نہایت قوی تہے پس جب ہود علیہ السلام نے ان کو عذاب کی دہمکی دی تو اپنے جسمون پر مغرور ہوئے ان کی قوت یہانتک پہونچی تہی کہ ایک شخص پہاڑ کی بڑی چٹان اپنے ہاتھ سے اکہاڑ لیتا تہا اور جہان چاہتا اس کو رکھدیتا مراد ان کی اس کہنے سے یہ تہی کہ جو عذاب ان پر نازل ہوگا اس کے دفع کرنے پر ان کو قدرت حاصل ہے پس اللہ پاک نے ان پر یون رد فرمایا اولم یروا الآیۃ یہ استفہام ان پر استنکار و توبیخ کرنے کے واسطے ہے یعنے کیا انہون نے یہ بات کہی اور یہ نہ جانا کہ اللہ پاک کی قدرت ان سے بڑہکر شدید و وسیع ہے اس نے تو ان کو اور ان کی قوت کو پیدا کیا ہے جس پر وہ ناز کرتے ہین پس وہ قادر ہے اس پر کہ اپنے انواع عقاب سے جس نوع کا عقاب چاہے ان پر نازل کرے اس کو کسی ساز و سامان کی ضرورت نہین ہے صرف کن کہنے سے فوراً سب کچھ ہو جاتا ہے یہان اللہ پاک نے اپنی صفت یہ بیان کی کہ الذی خلقہم اور الذی خلق السموات والارض نہ فرمایا اس لیے کہ یہان مقصود ان کی تکذیب ہے اس دعوی مین کہ وہ قوت مین منفرد و یکتا ہین سو اس تکذیب مین خلقہم کے اندر زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ وہ تو مخلوق ہین پس بالضرور ان کا خالق سخت تر ہوگا ان سے قوت مین غرضکہ ایک تو انہون نے ناحق استکبار کیا دوسری بات یہ کی وکانوا بآیاتنا یجحدون یعنے اور تہے ہماری آیتون کا انکار کرتے مراد آیات سے رسولون کے معجزے ہین جن کے ساتھ اللہ پاک نے ان کو اختصاص بخشا اور ان کی نبوت پر ان کو دلیل و برہان ٹہیرایا یا مراد تنزیلی آیتین ہین جن کو اپنے رسل پر نازل کیا یا تکوینی نشانیان جن کو ان کے واسطے نصب فرمایا اور ان کو ان پر حجت ٹہیرایا یا یہ سب مراد ہین کیونکہ کلمۂ آیات سب کو شامل ہے یہ تمام ان کے اقوال و افعال فاسدہ کا ذکر تہا

پھر جو عذاب اس کے بدلے میں ان پر نازل ہوا اُس کا ذکر فرمایا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا یعنے پھر بھیجی ہم نے
اُن پر ایک باد تند صرصر کہتے ہیں نہایت سخت آواز والی ہوا کو ماخوذ ہے صرۃ بمعنے صیحہ سے یعنے چنگھاڑ ابو عبیدہ
نے کہا صرصر کے معنے ہیں شدیدۃ عاصفۃ یعنے نہایت زور سے چلنے والی ہوا فراء نے کہا باردۃ یعنے نہایت سرد ہوا
جو کہ جلاتی ہے جس طرح کہ آگ جلاتی ہے عکرمہ و سعید بن جبیر و قتادہ نے کہا باردہ مجاہد نے کہا الشدیدۃ السموم یعنے
نہایت درجہ گرم ہوا اولی تفسیر صرصر کی برد کے ساتھ ہے اس واسطے کہ صر کلام عرب میں بمعنے برد ہے ابن سکیت
فرماتے ہیں کہ صرصر جائز ہے کہ صر بمعنے برد سے ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ صر صر الباب یعنی دروازہ کی آواز سے ہو اور صرۃ
بمعنے صیحہ سے اسی معنے سے یہ آیت کریمہ ہے وَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ غرضکہ اُن پر ایک ہوا سخت آواز والی
یا نہایت سرد بھیجی پھر اللہ پاک نے اس عذاب کے نازل ہونے کا وقت بیان فرمایا فِيْ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ ای نکدات مشؤمات
ذوات نحوس علیہم یعنے وہ ہوا اُن پر آئی سخت و ناخوش و نامبارک و بد اختر دنوں میں کہ یہ سب باتیں انکے حق میں
جمع تھیں مجاہد نے کہا کہ یہ دن آخر ماہ شوال کے تھے چہارشنبہ سے چہارشنبہ تک سات راتیں اور آٹھ دن پے
درپے کسی نے کہا کہ عذاب انھیں کی گئی کوئی قوم بگر بدھ کے دن کسی نے کہا نحسات بمعنے باردات ہے یعنے سرد دن
اس کو ثعلبی نے حکایت کیا ہے کسی نے کہا بمعنے متتابعات ہے یعنے پے درپے کسی نے کہا شداد یعنے سخت دن
کسی نے ذوات غبار و تراب ثائر لا یکاد یبصر فیہ یعنے غبار اور مٹی اوڑنیوالے دن جن میں کچھ نہ سوجھے جمہور
نے نحسات بکسر حاء مہملہ پڑھا ہے اور نافع و ابن کثیر و ابو عمرو نے باسکان حا اس بنا پر کہ نحس کی جمع ہے ابو حاتم
نے اس کو اختیار کیا ہے بدلیل قولہ تعالے فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ اور ابو عبیدہ نے اول کو پسند فرمایا ہے و لکل
وجہۃ ہو مولیہا پھر عذاب بھیجنے کی وجہ ذکر فرمائی لِنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اے لکی نذیقہم
خزی بمعنے ذل و ہوان ہے یعنے ہم نے ان پر تند ہوا بھیجی نحس دنوں میں تاکہ چکھائیں ان کو عذاب ذلت و خواری
و رسوائی کا زندگی دنیا میں بسبب اس استکبار کے جو کہ ان سے صادر ہوا یہ تو دنیا میں ہوا اور آخرت کے بارے
میں فرمایا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى یعنے البتہ عذاب آخرت کا اہانت و ذلت میں اس سے بھی زیادہ تر سخت
ہے اضافت عذاب کی طرف خزی کے فرمائی اور اصل میں خزی صفت ہے معذب کی عذاب کو جو اس کے ساتھ موصوف
کیا سو یہ وصف بنا بر اسناد مجازی ہے واسطے مبالغے کے یعنے جب خود عذاب موصوف بذلت و رسوائی ہے
تو جو اس کے ساتھ معذب ہونگے اُن کی ذلت کا کیا ٹھکانا ہے پس یہ اضافت موصوف ابسوی صفت کی باب سے
ہے یعنے العذاب الخزی اور اسی لیے ولعذاب الآخرۃ اخزی آیا ہے پس اگر یہ اضافت موصوف کی صفت
کے قبیل سے نہ ہوتا تو لفظ اخزی کو نہ لاتے جو کہ مشارکت کا مقتضی ہے وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ یعنے اور وہ عذاب جو
اُن پر نازل ہوگا اُس کو اُن سے کوئی روکنے والا نہ روکے گا نہ کوئی دفع کرنے والا دفع کرے گا یہ تو عاد کا حال

تھا جو اپنی قوت پر نازان تھے اسے ایکبارگی استئصال کر کے ان کا ناس کر دیا پھر دوسری قوم کا حال ذکر فرمایا وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ
یعنے اور وہ جو ثمود تھے سو بیان کر دیا ہم نے واسطے ان کے راہ نیکی کی اور بتایا ہم نے ان کو طریق حق کا بذریعہ طور کے
اُن کے طرف رسول بھیجے اور اللہ کی نشانیاں ان کو دکھلا دیں دلائلیں اور بیتے نشان قائم کیے اور شرعی
آیتیں نازل کیں کیونکہ یہ سب باتیں عاقل پر اس بات کو واجب کرتے ہیں کہ اللہ پاک پر ایمان لائے اور اس کے رسولوں
کی تصدیق کرے۔ فراء نے کہا ہے معنے آیت کے یہ ہیں دَلَلْنَاهُمْ عَلٰى مَذْهَبِ الْخَيْرِ بِاِرْسَالِ الرُّسُلِ یعنے رسول
بھیجکر ہم نے ان کو خیر کی راہ بتائی شیخ ابو منصور کہتے ہیں ہدایت جو مذکور ہوئی احتمال ہے کہ بیان کرنا ہو
جیسا کہ مذکور ہوا اور یہ بھی احتمال ہے کہ اہتداء کا پیدا کرنا ہو ان میں سو وہ مہتدین ہو گئے پھر بعد اس کے کافر ہو گئے
اور اوندھی کی کوچینیں کا شین کیونکہ جو ہدایت خالق کی طرف مضاف ہوتی ہے وہ بمعنے بیان و توفیق و خلق فعل
اہتداء کی ہوتی ہے پھر وہ ہدایت جو خلق کی طرف مضاف ہو سو صرف بمعنے بیان ہوتی ہے صاحب کشاف
نے اس میں کہا ہے پس اگر تم کہو کہ یہ قول تمہارا ہدیتہ کیا اس کے معنے جعلت فيه الهدى کے نہیں ہیں یعنے میں
نے اس میں ہدایت رکھدی دلیل اس پر تمہارا یہ قول ہے ہدیتہ فاہتدی بمعنے تحصيل بغیہ حصول البغیہ یعنے میں
نے اُسے راہ بتائی تو وہ راہ پا گیا مطلب یہ ہے کہ میں نے مطلوب حاصل کر دیا اور وہ حاصل ہو گیا جس طرح کہتے
ہو کہ ردعتہ فارتدع یعنے میں نے فلان کو باز کہا تو وہ باز رہ گیا اب کس طرح استعمال ہدایت کا مجرد دلالت
میں جائز ہوا تو ہم جواب دیں گے کہ جائز ہوا واسطے دلالت کے اس بات پر کہ اللہ تعالی نے ان کو قدرت دی پھر
ان کی علتیں دور کیں اور ان کے واسطے کوئی عذر باقی نہیں رہا تو گویا بغیہ و مطلوب کو ان میں حاصل کر دیا بسبب
حاصل کر دینے اس شی کے جو کہ مطلوب کی موجب و مقتضی ہوتی ہے انتہی صاحب کشاف نے جو یہ تکلف کیا سو
صرف اس لیے کہ خلق اہتداء کے ساتھ ہدایت کی تفسیر کرنے پر اسے قدرت نہ ملی کیونکہ وہ اس کے مذہب باطل کے خلاف
ہے جمہور نے اما ثمود کو برفع و منع صرف پڑھا ہے اور اعمش و ابن وثاب نے برفع و بصرف اور حضرت ابن عباس
و ابن ابی اسحاق و عاصم نے ایک روایت میں بنصب و صرف اور حضرت حسن و ابن ہرمز و عاصم نے ایک روایت
میں بنصب و منع صرف پس رفع تو بنا بر ابتدا ہے اور فصیح یہی ہے اس لیے کہ بعد حرف ابتدا کے واقع ہوا ہے
اور نصب بنا بر اشتغال ہے اور صرف بنا بر تفسیر اسم باب وحی ہے اور منع صرف اس بنا پر ہے کہ تاویل اس کی بقبیلہ
ہو بالجملہ اللہ پاک نے رسول بھیجکر ثمود کو خیر کا رستہ بتایا فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى سو انہوں نے اختیار
کیا کفر کو ایمان پر قالہ الفراء ابو العالیہ نے کہا اختیار کیا عمے کو بیان پر سدی نے کہا کہ اختیار کیا معصیت
کو طاعت پر تو اس کی سزا دنیا میں ان کو یہ ملی فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ الآیہ اول گذر چکا
ہے کہ صاعقہ نام ہے ہر شے مہلک کا کوئی سی شے ہو اور ہون بمعنے ہوان یا اہانت ہے گویا میں کہا کہ پہنچا ان کو

ہلاک کرنے والا عذاب صاحب ذلت یا صاحب اہانت اور محاورہ مین ہو عذاب ہونا اسے معین کما فی قولہ تعالے
ما لبثوا فی العذاب المہین قولہ تعالے بما کانوا یکسبون حرف با سببیہ ہے اور کلمہ ما موصولہ ہے یا مصدریہ
یعنے پکڑا اُن کو صاعقہ نے بسبب اس شی کے جس کو وہ کماتے تہے یا بسبب ان کی کمائی کے مراد انکا شرک ہے
اور حضرت صالح علیہ السلام کو جہٹلانا ہے وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ مراد الذین سے حضرت صالح
ہین اور وہ مومن جو اُن کے ہمراہ تہے کیونکہ اللہ پاک نے اُس عذاب سے اُن سب کو نجات دی یہ لوگ چار ہزار تہے

یہ تو دنیا کے عذاب کا ذکر تہا پہر آخرت کے عذاب کا ذکر فرمایا وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ
حَتَّى إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ وَقَالُوا
لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ
وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ
وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ○ وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ
فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ○ فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ ط وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ ○
وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ
خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ○ اور جس دن جمع ہونگے دشمن اللہ کے
دوزخ پر پہر اُن کی مثلین بنینگی یہانتک کہ جب پہونچین اُس پر بتا دینگے اُن کو اُنکے کان اور اُن کی آنکہین
اور اُن کے چمڑے جو کچہ وہ کرتے تہے اور وہ کہینگے اپنے چمڑون کو تم نے کیون بتایا ہم کو وہ بولے ہم کو
بلوایا اللہ نے جس نے بلوایا ہے ہر چیز کو اور اُسی نے بنایا تم کو پہلے بار اور اُس کی طرف پہر جاتے ہو اور تم پردہ
نہ کرتے تہے اس سے کہ تم کو بتا دینگے تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکہین اور نہ تمہاری چمڑے پر تم کو یہ
خیال تہا کہ اللہ نہین جانتا بہت چیزین جو کرتے ہو اور یہ وہی تمہارا خیال ہے جو رکہتے تہے اپنے رب کے
حق مین اُسی نے تم کو کہپایا پہر آج رہ گئے ٹوٹے مین پہر اگر وہ صبر کرین تو آگ اُن کا گہر ہے اور اگر وہ
منانا چاہین تو ان کو کوئی نہین مناتا اور لگا دیے ہم نے اُن پر تعیناتی پہر اُنہون نے بہلا دکہایا اُن کو
جو اُن کے آگے اور جو اُن کے پیچہے اور ٹہیک پڑی اُن پر بات ملکر سب فرقون مین جو ہو چکے ہین اُن سے
پہلے جنون کے اور آدمیون کے وہ تہے ٹوٹے والے **ف** کافرون کے اعمال جب فرشتے لا دینگے
لکہے ہوئے وہ منکر ہونگے کہ یہ ہمارے دشمن ہین دشمنی سے ہم پر جہوٹ لکہہ دیا تب آسمان و زمین سے گواہی
دلوا دیگا کہینگے یہ بہی دشمن ہین یا رب تیرے یہان ظلم نہین کوئی ہمارا دوست گواہی دے تو سند
ہے تب ان کے ہاتہہ پاؤن بولینگے **ف** یعنے غیر سے چہپکر گناہ کرتے تہے یہ خبر نہ تہی کہ ہاتہہ پاؤن بتا دینگے

ان سے بھی پردہ کریں **ف** یعنے دنیا میں بعضی بلا صبر سے آسان ہوتی ہے اور وہاں صبر کریں یا نہ کریں دوزخ کہہ
ہو چکا اور بعض بلا ٹلتی ہے منت کرنے سے وہاں بہتیرا چاہیں کہ منت کریں کوئی قبول نہیں کرتا **ف** یعنے ان
پر شیطان تعینات تھے کہ برے کام بھلے دکھاتے اور ٹھیک پڑی بات لاملئن انتھے **ف** حافظ ابن کثیر
ہیں ذکر کر واسطے ان مشرکوں کے اس دن کا جس میں وہ جمع کیے جاویں گے طرف آگ کے یوزعون کے یہ معنے
ہیں کہ زبانیہ فرشتے جمع کریں گے ان کے اول کو ان کے آخر پر مطلب یہ ہے کہ جس طرح فوج کے افسر فوج کو تل
سے ترتیب وار چلاتے ہیں اسی طرح فرشتے ان کو چلائیں گے تاکہ سب برابر چلیں آگے پیچھے نہ ہونے پائیں اسی
طرح دوسری آیت میں بھی دوزخ کی طرف ہانکنے کا ذکر آیا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ونسوق المجرمین
الی جہنم وردا ۱ سے عطاشا یعنے مجرموں کو جہنم کی طرف ہانکیں گے اس حال میں کہ وہ پیاسے ہوں گے حتی
اذا ما جاؤوھا الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت وہ اس پر کھڑے ہونگے تو گواہی دیں گے ان پر کان ان کے اور
آنکھیں ان کی اور چمڑے ان کے انکے اگلے پچھلے اعمال کی اور ایک حرف بھی اُن سے چھپایا نہ جاوے گا اور
اپنے اعضا اور چمڑوں کو ملامت کریں گے جب کہ وہ ان پر گواہی دیں گے تو اعضا اس وقت اُن کو یہ جواب دیں گے
کہ بلوایا ہم کو اللہ نے جس نے بلوایا ہے ہر شئے کو اور اس نے تمکو پیدا کیا اول بار یعنے وہ تو ایسا ہے کہ کوئی اس کا
مخالف اور مانع نہیں ہو سکتا ہے اور اسی کی طرف تم پھر جاؤ گے **حافظ ابو بکر بزار** نے حضرت انس رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہنسے یا مسکرائے پھر فرمایا کیا تم نہیں پوچھتے ہو مجھ
سے کہ میں کس شئے سے ہنسا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کس چیز سے ہنسے فرمایا میں نے تعجب کیا بندے کے مجادلہ
سے جو وہ اپنے رب سے کرے گا قیامت کے دن کہے گا اے رب کیا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا ہے کہ تو مجھ پر ظلم نہ کریگا
فرمائے گا کیوں نہیں تو بندہ کہے گا پس میں تو قبول نہیں کرتا ہوں اپنے اوپر کسی گواہ کو مگر میرے نفس کو تو اللہ تبارک
وتعالی فرمائے گا کیا میں کافی نہیں ہوں گواہ اور ملائکہ کرام کاتبین کہا پھر یہ بات بار بار کہے گا کہا پھر مہر
کردی جاوے گی اس کے منہ پر اور بولیں گے اس کے اس کام کو جو وہ کرتا تھا تو اب کہے گا بعدا لکن وسحقا عنکن کنت
اناضل یعنے تم دور ہو جاؤ میں تو تمہاری ہی طرف سے جھگڑتا تھا ثم رواہ ھو وابن ابی حاتم من حدیث
ابی عامر الاسدی عن فضیل بن عمرو عن الشعبی ثم قال لا نعلم رواہ عن انس رضی اللہ عنہ
غیر الشعبی وقد اخرجہ مسلم والنسائی جمیعا عن ابی بکر بن ابی النضر عن ابی النضر عن
عبید اللہ بن عبد الرحمن الاشجعی عن الثوری بہ ثم قال النسائی لا اعلم احدا رواہ عن
الثوری غیر الاشجعی ولیس کما قال کما رایت واللہ اعلم ۲) **ابن ابی حاتم** نے ابو بردہ سے
روایت کیا ہے کہ ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ بلایا جائے گا کافر و منافق واسطے حساب کے تو پیش کریگا

اُس پر رب اُس کا عزوجل عمل اس کے کو تو انکار کرے گا اور کہے گا اے رب قسم ہے تیری عزت کی البتہ مقرر لکھہ لیا ہے
مجہ پر اس فرشتے نے وہ عمل جو مین نے نہین کیا پس فرشتہ کہے گا کیا تو نے نہین کیا فلان دن فلان مکان مین
تو کہے گا قسم ہے تیری عزت کی اے رب مین نے اس کو نہین کیا کہا پہر جب وہ یہ کرے گا تو اس کے منہ پر مہر کردی
جائیگی اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا پس بیشک مین البتہ گمان کرتا ہون کہ پہلا عضو اس کا جو بولے گا اس کی
سیدہی ران ہے (۳) حافظ ابو یعلے نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین فرمایا جس وقت قیامت کا دن ہوگا تو کافر کو اس کا عمل پہچنوائین گے تو وہ انکار
کرے گا اور جہگڑے گا پس کہے گا یعنے اللہ تعالی یا فرشتہ یہ تیرے پڑوسی گواہی دیتے ہین تجہ پر تو کہے گا کہ
جہوٹ کہا پہر کہے گا تیرے گہر والے تیرے کنبہ والے تو کہے گا کہ جہوٹ کہا پہر کہے گا کہ قسم کہاؤ تو قسم کہا جائینگے
پہر اللہ تعالی ان کو چپ کر دیگا اور گواہی دینگی ان پر زبانین ان کی اور داخل کر دیگا ان کو نار مین (۴) ابن
ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہون نے ابن الازرق سے کہا بیشک
قیامت کے دن آئے گا لوگون پر اس سے ایک وقت کہ وہ نہ بولین گے اور نہ عذر کرین گے اور نہ کلام کرین گے یہان
تک کہ ان کے واسطے اذن دیا جائے پہر ان کے لیے اذن دیا جائے گا تو جہگڑینگے پہر انکار کرے گا انکار
کرنے والا اپنے شرک کرنے کا ساتہہ اللہ تعالے کے پہر وہ قسم کہا جائین گے واسطے اس کے جس طرح کہ قسم
کہاتے ہین واسطے تمہارے تو بہیجے گا اللہ تعالی ان پر جبکہ وہ انکار کرین گے گواہون کو ان کی جانون
سے اور ان کے چمڑون سے اور ان کی آنکہون سے اور ان کے ہاتہون سے اور ان کے پاؤن سے اور
مہر کر دیگا ان کے منہ پر پہر کہول دیگا ان کے واسطے منہ تو وہ جہگڑین گے اعضا سے تو اعضا کہین گے
کہ بلوایا ہم کو اللہ نے جس نے بلوایا ہر شے کو اور اس نے تم کو پیدا کیا اول بار اور اسی کی طرف تم پہر جاؤ گے
پس اب زبانین اقرار کرلین گی بعد انکار کے (۵) ابن ابی حاتم نے عن عبد الرحمن بن جبیر الحضرمی عن
رافع ابی الحسن روایت کیا ہے عبد الرحمن نے کہا کہ رافع نے وصف کیا اس شخص کا جس نے انکار کیا
کہا پہر اشارہ کریگا اللہ تعالی اس کی زبان کی طرف تو وہ بڑہ جائیگی اس کے منہ مین یہانتک کہ اسے بہر
دیگی پہر وہ طاقت نہ رکہے گا کہ ایک بات بولے پہر اس کے سارے اعضا سے فرماے گا کہ بولو اور اس پر
گواہی دو تو گواہی دیگا اس پر کان اس کا اور آنکہہ اسکی اور چمڑا اس کا اور شرمگاہ اس کی اور ہاتہہ
اس کے اور پاؤن اس کے کہ صنعنا عملنا فعلنا یعنے ہم نے وہ کام کیے آیۃ سورہ یس الیوم نختم علی افواہہم
الآیۃ کی تفسیر مین اتنی بہت احادیث و آثار گذر چکے ہین کہ ان کے مکرر لانے سے یہان غنا حاصل ہے (۶)
ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا جب کہ مہاجرین دریا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹ کر آئے تو آپ نے فرمایا کیا تم نہیں بیان کرتے ہو وہ عجیب باتین جو تم نے ملک حبشہ مین دیکھین تو ان مین سے کئی جوانون نے کہا کہ ہان یا رسول اللہ اس درمیان مین کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ہم پر گذر کیا ایک بڑھیا نے اُن کے رہبانون کی بڑھیون مین سے اپنے سر پر ایک گھڑا پانی کا اٹھائے ہوئے سو وہ گذرے اُن مین کے ایک جوان پر تو اس نے اپنا ایک ہاتھ اُس کے دونون کندھون کے درمیان مین رکھا پھر اس کو دھکا دیا تو وہ اپنے گھٹنون کے بل گر پڑی سو اس کا گھڑا ٹوٹ گیا پھر جب وہ سیدھی ہوئی تو پھر کر دیکھا پھر کہا قریب ہے کہ تو جان لیگا اے غدّار جبکہ رکھیگا اللہ کرسی کو اور جمع کریگا اولین و آخرین کو اور بولینگے ہاتھ پاؤن اس عمل کو جو وہ کماتے تھے سو عنقریب تو جان لیگا کہ کیسا ہوگا میرا اور تیرا حال نزدیک اس کے کل کو راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے صدقت صدقت یعنی اس نے سچ کہا کیونکر پاک کرے اللہ اس قوم کو کہ نہ لیا جاوے واسطے اُن کے ضعیف کے اُن کے شدید سے یعنی حق هٰذَا حَدِیثٌ غَرِیبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَرَوَاهُ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا فِی کِتَابِ الْاَهْوَالِ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سُلَیْمٍ یہ قولہ تعالیٰ وَمَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ الاٰیة کا یہ مطلب ہے کہ اعضا اور ٹرے ان کی گواہی دینگے جب اور وہ ان کو ملامت کرینگے اُس پر کہ انہون نے ان پر گواہی دی کہ تم چھپاتے نہ تھے اس کام کو جو کرتے تھے بلکہ تم کھلم کھلا اللہ کے سامنے کفر و معاصی کرتے تھے اور اپنے خیال مین اس سے کچھ پروا نہ کرتے تھے کیونکہ تم یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ تمہارے سارے فعلون کو نہیں جانتا ہے اسی لیے یون فرمایا وَلٰکِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَعْلَمُ کَثِیْرًا مِمَّا تَعْمَلُوْنَ وَذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰکُمْ یعنے یہ تمہارا ظن فاسد و عقیدہ باطل کہ اللہ تعالیٰ نہیں جانتا ہے بہت سی چیزین جو تم کرتے ہو اسی خیال بد نے تم کو تلف و ہلاک کر دیا نزدیک تمہارے رب کے فَاَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ یعنے سو ہو گئے تم موقف قیامت مین ٹوٹا پانے والون سے زیان کیا تم نے اپنی جانون کا اور اپنے گھر والون کا (۱): امام احمد نے حضرت عبداللہ سے روایت کیا ہے کہا مین چھپنے والا تھا کعبے کے پردون مین پس تین آدمی آئے ایک قرشی اور دو اس کے داماد ثقفی یا ایک ثقفی اور دو اس کے داماد قرشی اُن کے شکمون کی چربی بہت تھی اور دلون کی سمجھ کم سو انہون نے کوئی بات کہی یعنے اس کو نہیں سنا میں پھر ان مین کے ایک نے کہا کیا تم خیال کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس بات کو سنتا ہے تو دوسرا بولا کہ جس وقت ہم بلند کرین اپنی آوازین تو اس کو سنتا ہے اور جب ہم بلند نہ کرین تو اس کو نہیں سنتا ہے پھر تیسرا بولا کہ اگر اس نے اس سے کچھ سن لیا تو سب کو سن لیا کہا پس مینے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اس پر اللہ عز و جل نے وَمَا کُنْتُمْ الاٰیة نازل فرمائی وَهٰکَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ هَنَّادٍ عَنْ اَبِیْ مُعَاوِیَةَ بِاِسْنَادِهٖ نَحْوَهٗ وَاَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِیُّ اَیْضًا مِنْ حَدِیْثِ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَیْرٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ رَبِیْعَةَ

عن عبد اللہ بن مسعود بنحوہ ورواہ البخاری ومسلم ایضا من حدیث الثوری کلاہما عن منصور عن مجاہد عن ابی معمر عبد اللہ بن سخبرۃ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ (۲) عبد الرزاق نے عن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ نے ان یشہد علیکم الآیہ کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ تم بلائے جاؤ گے قیامت کے دن اس حال مین کہ تمہارے مونہہ پر دہان بند لگے ہونگے پس اول شے جو ایک تمہاری کا حال بیان کرے گی اس کی ران اور ہتیلی ہے معمر جو بہز سے راوی ہے کہتے ہین اور حسن نے یہ آیت پڑہی وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم اردٰکم پہر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انا مع عبدی عند ظنہ بی وانا معہ اذا دعانی یعنے مین اپنے بندے کے ساتھہ ہون نزدیک اس کے گمان کے ساتھہ میرے اور مین ساتھہ اس کے ہون جبکہ وہ مجہہ کو پکارتا ہے پہر حسن ٹہیرے اس مین غور کرنے لگے پہر کہا خبردار لوگون نے جو عمل کیا ہے سو اپنے گمانون کے اندازہ پر کیا ہے ساتھہ اپنے رب کے پس مومن جو ہے سو اُس نے نیک گمان رکہا ساتھہ اپنے رب کے تو اس نے اچہا عمل کیا اور کافر و منافق جو ہین سو بُرا گمان کہا ساتھہ اللہ کے تو بُرا عمل کیا پہر کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے وما کنتم تستترون الآیۃ (۳) امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہ مرے تم مین سے کوئی مگر اس حال مین کہ وہ نیک گمان کرتا ہو ساتھہ اللہ کے پس بیشک ایک قوم سفر رہلاک کیا اُن کو بدگمان رکہنے اُن کے نے ساتھہ اللہ کے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وذلکم ظنکم الآیۃ قولہ تعالیٰ فان یصبروا الآیہ کا یہہ مطلب ہے برابر ہے ان پر صبر کرین یا صبر نہ کرین وہ تو آگ مین ہین اس سے ان کے لیے کوئی مفر نہین ہے اور نہ اُن کو اُس سے نکلنا ہے اور اگر وہ اُس کے طالب ہون کہ رضا طلب کرین اور عذر ظاہر کرین تو نہین ہین واسطے ان کے عذر اور نہ درگذر کی جائینگی اُن کے لیے لغزشین ابن جریر کہتے ہین وان یستعتبوا کے یہ معنے ہین کہ اگر وہ سوال کرین پہر جانے کا طرف دنیا کے تو اُن کے واسطے کوئی جواب نہین ہے کہا اور یہ مثل اس آیت کے ہے جس مین اُن کی طرف سے خبر دی ہے قالوا ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوما ضالین ربنا اخرجنا منہا فان عدنا فانا ظالمون قال اخسئوا فیہا ولا تکلمون قولہ تعالیٰ وقیضنا لہم قرناء الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ ہی نے گمراہ کیا ہے مشرکون کو اور یہہ اس کی مشیت وحکم وقدرت سے ہے اور وہ حکیم ہے اپنے افعال مین باین طور کہ تعین کیے اُن پر ساتہی شیاطین انس وجن سے سو انہون نے اچہے کر دکہائے انکو عمل اُن کے ماضی مین اور مستقبل مین سو انہون نے خیال نہ کیا اپنی جانون کو مگر بہلائیان کرنے والے کما قال اللہ تعالیٰ ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فہو لہ قرین وانہم لیصدونہم عن السبیل ویحسبون انہم مہتدون قولہ تعالیٰ وحق علیہم القول کے یہ معنے ہین کہ ثابت و واجب

ہوا ان پر کلمہ عذاب کا جس طرح کہ ثابت ہو چکا ہے ان امتون پر جو ان سے پہلے گزر چکی ہین جن و انس مین سے جنھون نے ویسے کام کیے جو انہون نے کیے اِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ یعنے خسارہ زیان و ہلاک ہین یہ اور وہ برباد ہوئے **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ جمہور نے یحشر کو بصیغہ مجہول پڑھا ہے اور اعداء کو مرفوع اور نافع نے نحشر بنون ونصب اعدا کلمہ اذ مین عامل محذوف ہے جس پر مابعد دال ہے تقدیر یہ ہے یساق الناس یوم یحشر یا اذکر محذوف کا ظرف ہے اے اذکر یوم یحشر یا بجملہ اللہ پاک نے یوم یحشر اعداء اللہ فرمایا بجائے یوم یحشرون کے کیونکہ اول قوم ثمود کا ذکر ہے تو ضمیر انہین کی طرف راجع ہوتا اس کی وجہ اس کی یہ ہے کہ قصد ان کی ذم مین مبالغہ کرنا ہے یعنے کون ثمود جو کہ اللہ سبحانہ کے دشمن ہین اس سے زیادہ کیا اور کیا ذم ہوگی کسی نے کہا کہ مراد اعداء سے مطلق کفار ہین اگلے پچھلے یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ذکر کر قوم اپنے سے جو کہ تیرے معاند و دشمن ہین حال کفار کا جو کہ قیامت کے دن ہوگا شاید وہ عناد و دشمنی سے باز آوین ترجیح نہ یہ ہون نار کی طرف حشر کرنے کے یہ معنی ہین کہ ان کو ہانک لیجائینگے طرف آگ کے یا طرف موقف حساب کے اس لیے کہ وہان ظاہر ہو جائیگا فریق جنت کا اور گروہ دوزخ کا فہم یوزعون کے یہ معنے ہین کہ روکا جائیگا اول ان کا ان کے آخر پر تاکہ متلاحق و مجتمع ہو جائین قتادہ وسدی وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے اور اسی کے حضرت ابن عباس قائل ہین یعنے ٹھیرائے جائینگے ان کے سابق لوگ یہانتک کہ ان کے پچھلے ان سے لاحق ہو جائین یہ بیان ہے اہل نار کی کثرت کا اصل مین یوزعون ماخوذ ہے وزعتہ یعنے کففتہ سے وزع کے معنے روکنے اور باز رکھنے کے ہین اس کے معنے کی تحقیق سورہ نمل مین پورے طور پر گزر چکی ہے ایک روایت مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر مین یدفعون ہے کسی اور نے کہا ہے یعنے یساقون ہے حَتَّى إِذَا مَا جَاءُوهَا الآیۃ کلمہ مازائدہ ہے یعنے یہانتک کہ جس وقت وہ آئینگے آگ پر جس کی طرف ہانک لائے گئے اور اس کے حضور مین آجائینگے یا موقف حساب مین تو گواہی دینگے ان پر کان ان کے اور آنکھین ان کی اور چمڑے ان کے ان گناہون کی جن کو وہ دنیا مین کیا کرتے تھے اس گواہی کی کیفیت مین تین قول ہین ایک یہ ہے کہ اللہ پاک فہم وقدرت ونطق ان مین پیدا کردیگا تو وہ گواہی دینگے جس طرح کہ آدمی اپنی جانی پہچانی سنے پر گواہی دیتا ہے **دوسرا** یہ ہے کہ ان اعضا مین اصوات وحروف پیدا کردیگا جو کہ ان معانی پر دال ہونگے **تیسرا** یہ ہے کہ ان اعضا مین احوال ظاہر ہونگے جو کہ دلالت کرینگے ان اعمال کے صدور پر اس انسان سے اور ان علامات کا نام شہادت رکھا جائیگا جس طرح یون بولتے ہین کہ عالم شہادت دیتا ہے ساتھ تغیرات اپنے احوال کے اپنے حدوث پر کہ جن کہتے ہین نطق دیگا ان کو اللہ تعالے مثل نطق دینے زبان کو تو وہ گواہی دینگے اور عقلاً ان کا نطق کچھ زیادہ تر غریب نہین ہے زبان کے نطق سے ایضاح اسکا یہ ہے کہ حیات

وعلم وقدرت کو واسطے بنیہ شرط نہین ہے تو اللہ پاک قادر ہے عقل وقدرت ونطق کے پیدا کرنے پر ان اعضا کے اجزا سو
ہر جزو مین مقاتل نے کہا کہ بولین گے انکے جوارح اس شی کو جسے اُن کی زبانون نے چھپایا یعنے عمل کرنا ان کا ساتھہ
شرک کے مراد جلود سے اکثر مفسرین کے قول مین یہی معروف چمڑے ہین یعنے بدن کی کہال کسی نے کہا کہ مراد اس
سے مطلقا جوارح و اعضا ہین تو اب عطف جلود کا سمع و ابصار پر عطف عام بر خاص کے قبیل سے ہوگا سدی
وعبید اللہ بن ابی جعفر وفرا کہتے ہین کہ مراد جلود سے فروج ہین یہ کنایات کے باب سے ہے کما قال تعالے لا
تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا مراد سر سے نکاح ہے وقال تعالے اَوْجَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ مراد غائط سے قضا ی
حاجت ہی غائط کہتے ہین زمین پست کو چونکہ پست زمین مین پاخانہ پھرتے ہین اس لیے اس سے کنایہ کیا جس
طرح ہندی مین جنگل جانا اس کو کنایہ ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے اول جو شے بولے گی آدمی سے اس کی
ران اور ہتھیلی ہے جیسا کہ اول گزر چکا ہے اس تقدیر پر یہ آیت وعید شدید ہوگی ارتکاب زنا مین کیونکہ مقدمہ زنا
کا جو حاصل ہوتا ہے سو ران سے لیکن قول اول اولی ہے وجہ تخصیص ان تین کی ساتھہ گواہی کے نہ اورون کی یا وجود
اس کے کہ حواس پانچ ہین سمع وبصر وشم وذوق ولمس اور آلہ لمس کا جلد ہے وہ ہے جو امام رازی نے ذکر فرمائی
ہے کہ ذوق لمس مین داخل ہے بعض وجوہ سے اس لیے کہ ادراک ذوق کا جو حاصل ہوتا ہے سو اس طور کہ زبان
کی جلد جرم طعام سے مماس ہو جاتی ہے اور اسی طرح شم حاصل نہین ہوتا ہے یہانتک کہ ناک کی جلد مماس ہو جاتی
ہے جرم مشموم سے تو ذوق وشم داخل ہو گئے حس لمس مین انتہے اور جب کہ رازی کے اس کلام سے تم نے وجہ
تخصیص تین کی پہچان لی تو اس سے وجہ تخصیص جلود کی ساتھہ سوال کے بھی معلوم کر لی کما قال تعالی وقالوا لجلودہم
اس واسطے کہ جلود مشتمل ہین تین حواس پر تو حصول معصیت کا جلود کی جہت سے اکثر ہوا اور جو اس کا قائل ہے
کہ جلود سے مراد فروج ہین تو وجہ تخصیص ان کی ساتھہ سوال کے ظاہر ہے اس لیے کہ جس زنا کی فرج شہادت دیگی وہ
قبیح مین بزرگتر ہوگی اور خزی وعقوبت کی زیادہ تر جالب ہوگی اور وجہ افراد سمع وجمع ابصار کی سابق مین گذر
چکی ہے کسی نے کہا کہ مراد جلود سے یہانتک یعنے اعم ہین تو جلود کے سوال مین سمع وبصر کے سوال کا ترک نہین ہے
بلکہ وہ جلود مین داخل ہین اس سننے سے جو تم کو معلوم ہو چکے ہین غرضکہ جب اعضا وجلود ان پر گواہی دینگے
تو ان سے سوال کرینگے لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا یعنے کیون جی تم نے کیون ہم پر گواہی دی یہ سوال توبیخ وتعجب کا
ہے تعجب تو اُس امر عجیب ونادر سے کیا کہ بولنے والون سے نہین ہین اور بولے اور توبیخ وسرزنش اس واسطے
کی کہ دنیا مین وہ اُن کے مساعد ومعاون تھے معاصی پر تو اب کیونکر اُن پر گواہی دی پس اسی لیے اُن کی شہادت
کو ایک امر عجیب سمجھا اور خطاب عقلا کے صیغے سے ان کو مخاطب کیا کیونکہ ان سے وہ بات صادر ہوئی جو
عقلا سے صادر ہوتی ہے یعنے شہادت غرضکہ جلود نے عذر کرکے یہ جواب دیا کہ بلوایا ....

ہم کو اللہ نے جس نے بلوایا ہر شے کو یعنی اس کی مخلوقات مین سے جو شے کہ بولتی ہے تو ہم نے تم پر گواہی دی ان سب
اعمال کی جو تم نے کیے کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ ہم نہین بولے اپنے اختیار سے بلکہ ہم کو اللہ نے بلوایا معنے اول
اولی ہین یعنے ہمارا انطق کوئی عجیب شے نہین ہے اللہ کی قدرت سے جو کہ قادر ہے ہر حیوان کے بلوانے پر اگر چاہے
وَهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ مین تین قول ہین ایک یہ ہے کہ تتمہ کلام جلود سے ہے یعنے جو ذات پاک
قادر ہے تمہارے اول بار بنانے پر اور بعد موت کے زندہ کرنے پر قادر ہے جلود و اعضا کے بلوانے پر دوسرا یہ ہے
کہ کلام ملائکہ سے ہے تیسرا یہ ہے کہ مستانف ہے اللہ کے کلام سے یعنے جو ذات پاک قادر ہے تمہاری خلق و انشا
پر اول بار وہی قادر ہے تمہارے اعادہ و رجوع کرنے پر طرف اپنے اس قول کی بنا پر تو ترجعون بصیغہ مضارع
ظاہر ہے اور جب تتمہ کلام جلود یا کلام ملائکہ سے ٹھیرایا جاوے تو ظاہر یہ تھا کہ رجعتم ہوتا کیونکہ یہ بات تھی بعد بعث
و رجوع کے ہے اس وجہ پر شاید صیغہ مضارع کا اس لیے آیا کہ مراد رجوع سے نرا یہ نا طرف حیات کے ساتھ بعث
کے نہین ہے بلکہ مراد رجوع سے وہ رجوع ہے جو شامل ہے حیات کی طرف پھرنے کو اور شامل ہو اس عذاب خالد کو
جو اس پر مترتب ہوگا جس کا انتظار و ترقب کیا جاتا ہے وقت اس گفتگو کے پس جو رجوع متوقع ہے اسکو
تغلیب دی گئی اس رجوع پر جو کہ واقع ہو گیا یعنے مبعوث ہو کر زندہ ہونا سو اس رجوع پر رجوع متوقع کو تغلیب
دیکر صیغہ مضارع کا کہا تغلیب عجیب ایک عمدہ و حسین نوع ہے بلاغت کی کلام عرب مین عموما اور قرآن شریف
مین خصوصا بہت ہو اس جگہ بہ نسبت رجعتم کے ترجعون مین زیادہ خوبی ہے کیونکہ رجعتم سے صرف زندہ ہونا
معلوم ہوا سو وہ تو ظاہر ہی ہے کہ زندہ ہو گئے اعضا کی گواہی ہو رہی ہے اور ترجعون مین یہ رجوع بھی ہے
اور وہ رجوع جو بعد اس کے ہوگا طرف عذاب خالد کے جس کی توبیخ و تقریع اس سے معلوم ہوتی ہے وہ کہین
اس سے بڑھ کر ہے اب کہو جو اوا اس مین ہے وہ رجعتم مین کہاں اللہم اجرنا من النار و من موجبات النار
بجاہ النبی المختار لفضلک و رحمتک یا عزیز یا غفار و استرنا یا ستار و اعنا علی ذکرک و شکرک آناء اللیل
و اطراف النہار و صل و سلم و بارک علیہ و آلہ الاطہار و صحبہ الاخیار آمین قولہ تعالے وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ
الآیہ توبیخ و تقریع ہے انکے واسطے طرف سے اللہ پاک کے یا تتمہ کلام جلود سے ہے یعنے وقت کرنے اعمال
قبیح کے اور مرتکب ہونے بیحیائی کے کامون کے تم چھپتے نہین تھے ساتھ دیوارون اور پردون کے
اس بات سے مفر کرکے کہ اعضا تم پر گواہی دینگے بلکہ تم تو سرے سے بعث و جزا ہی کے منکر تھے اکثر علماء
کا قول یہی ہے چونکہ انسان اس پر قادر نہین ہے کہ معصیت کرتے وقت اپنے اعضا سے چھپے اس لیے بیان
استغفار و استتار کے معنے ترک معصیت کے ہین یعنے تم ترک معصیت نہین کرتے تھے اعضا کے گواہی
دینے سے ڈر کر کسی نے کہا کہ استتار بمعنے اتقا ہے یعنے تم تقوی و خوف نہین کرتے تھے دنیا مین اس سے کہ گواہی

دینگے تم پر اعضا تمھارے آخرت مین تو تم معاصی کو ترک کرتے خوف سے اس گواہی کے ان تشہد منصوب ہے محلاً بنا بر
علت اے لاجل ان تشہد او مخافۃ ان تشہد یا بنا بر نزع خافض اے بان او عن ان او من ان تشہد یا استتار
متضمن ہے ظن کے معنے کو تو تستترون کا مفعول ہوگا یعنے تم گمان نہ کرتے تھے اس کا کہ گواہی دینگے یہ قول بعید
ہے معاویہ بن حیدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تم حشر کیے جاؤگے اس جگہ اور
اشارہ فرمایا اپنے دست مبارک سے طرف شام کے اس حال مین کہ تم پیادے ہوگے اور سوار اور اپنے منہ کے
بھل اور پیش کیے جاؤگے اللہ پر اور تمھارے منہ پر فدام ہونگے اور اول شے جو ظاہر کرے گی ایک تمھارے
سے اس کی ران ہے اور اُسکی ہتیلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑہی وما کنتم تستترون
الآیہ اَخرجہٗ عَبدُ الرَّزّاقِ وَاَحمَدُ وَالنَّسَائی وَابنُ اَبِی حَاتِمٍ وَالحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَالبَیہَقِی
فِی البَعثِ قولہ تعالیٰ وَلٰکِن ظَنَنتُم الآیہ یعنے ولکن وقت ستر کرنے تمھارے کے لوگون سے باوجود ستر نہ کرنے
کے اپنے اعضا سے گمان کیا تم نے اس بات کا کہ اللہ نہین جانتا ہے بہت سے کامون کو ان معاصی سے جنکو تم کرتے
ہو سو تم نے ان کے کرنے پر جرءت کی کہا ہے کفار کہتے تھے کہ اللہ نہین جانتا ہے اس شے کو جو ہمارے
جیبون مین ہے ولیکن جانتا ہے اس شے کو جسے ہم ظاہر کرتے ہین نہ اسے جس کو ہم چھپاتے ہین قتادہ نے
کہا ظن اس جگہہ بمعنے علم ہے کسی نے کہا کہ مراد ظن سے معنے مجازی ہین جو کہ شامل ہین اسکے معنے
حقیقی کو اور اس کو جو اس کے فوق ہین یعنے علم وَذٰلِکُم مبتدا ہے ظَنُّکُم اس سے بدل ہے الذی ظننتم
بربکم صفت ہے اردٰکم خبر ہے یعنے یہ تمھارا ظن جو مذکور ہوا گمان کرنا تمھارا جس کا تم نے اپنے رب کے
ساتھ گمان کیا اس نے تم کو ہلاک کیا اور نار مین تمکو پھینک دیا کسی نے کہا کہ ظنکم خبر اور موصول بدل یا بیان
اور اردٰکم حال اور قد مقدر یا غیر مقدر اے ذلکم ظنکم مردیا ایاکم یعنے یہ تمھارا گمان ہے جو تم نے اپنے رب
کے ساتھ رکھا در آن حال کہ وہ ہلاک کرنے والا ہے تم کو سو تم ہوگیے ان لوگون مین سے جو کہ خسران مبین
مین کامل ہین محققین نے کہا ہے کہ ظن دو قسم ہے ایک تو حسن ہے اور دوسرا قبیح سو حسن تو یہ ہے کہ اللہ
عزوجل کے ساتھ رحمت وفضل و احسان کا گمان رکھے چنانچہ حدیث انا عند ظن عبدی بی گذر چکی ہے اور
ظن قبیح یہ ہے کہ یہ گمان رکھے کہ اللہ کے علم سے بعضے اعمال غائب ہوتے ہین قتادہ نے کہا ظن
دو نوع ہے ہلاک کرنے والا اور نجات دینے والا سو نجات دینے والا تو یہ قول ہے اس کا اِنِّی ظَنَنتُ
اَنِّی مُلٰقٍ حِسَابِیَہ اور یہ قول اَلَّذِینَ یَظُنُّونَ اَنَّھُم مُّلٰقُوا رَبِّھِم اور ہلاک کرنے والا یہ قول ہے
وذٰلکم ظنکم الآیہ پھر اللہ پاک نے ان کے حال کی خبر دی ارشاد فرمایا فَاِن یَّصبِرُوا الآیۃ یعنے پس اگر وہ
صبر کرین نار پر تو نار جگہہ ہے اُن کی استقرار و اقامت کی ان کو اُس سے خلاصی اور نکلنا نہین اب اگر

کوئی کہے کہ یہ بات تو معلوم ہے کہ اُن کو اُس سے خلاصی نہیں ہے پہ اس قید کی کیا وجہ ہے کہ اگر وہ صبر کریں تو کہیں کہے کہ بیان
جہنم ہے تقدیر یہ ہے فان یصبروا اولا یصبروا فالنار مثوی لہم علی کل حال یعنے پھر اگر وہ صبر کریں یا نہ کریں ہر حال
نار اُن کا ٹھکانا ہے نسفی نے کہا فان یصبروا لم ینفعہم الصبر ولم ینفکوا من الثوا رفی النار یعنے پھر اگر وہ صبر کریں تو صبر
کرنا ان کو نفع نہ دے گا اور وہ بسبب صبر کے نار میں رہنے سے خلاصی نہ پائیں گے انتہیٰ کسی نے کہا یعنی ہیں یہ
اگر وہ صبر کریں اور جمے رہیں اعمال اہل نار پر تو نار مثوی ہے واسطے اُن کے **محاورہ عرب** میں بولتے ہیں اعتبنی
فلان اے ارضانی بعد اسخاطہ ایای یعنے راضی کیا اس نے مجھے بعد اس کے خفا کرنے کے مجھ کو اور استعتبت فلانا
کے معنے ہیں طلبت منہ ان یرضی یعنے فلان سے میں نے یہ بات طلب کی کہ وہ راضی ہو جاوے معنے یہ ہیں کہ اگر وہ
یہ سوال کریں کہ وہ رجوع کیے جائیں طرف اس شے کے جس کو دوست رکھتے ہیں تو وہ رجوع نہ کیے جائیں گے کیونکہ وہ
اُس کے مستحق نہیں ہیں **خلیل** کہتے ہیں استعتبتہ فاعتبنی کے معنے ہیں استرضیتہ فارضانی یعنے میں نے اس
سے رضا طلب کی تو اس نے مجھے راضی کیا معنے آیت کے یہ ہیں کہ اگر وہ رضا طلب کریں تو رضا ان سے واقع نہ ہوگی بلکہ
ان کو تو نار میں جانا ضرور ہے **جمہور** نے یستعتبوا بصیغہ معروف اور من المعتبین بصیغہ اسم مفعول پڑھا ہے اور حضرت
حسن و عبید بن عمیر و ابو العالیہ نے اول کو بصیغہ مجہول اور ثانی کو بصیغہ اسم فاعل یعنے اگر اللہ پاک ان سے درگزر نمائی
اور دنیا کی طرف اُن کو پھیر دے تو وہ عمل نہ کریں گے ساتھ طاعت اللہ کے کما قال تعالیٰ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا
نُهُوا عَنْهُ **حل لغات** قیضنا کی تفسیر تہیئہ ہے یعنے میسر و مہیا کر دیے ہم نے واسطے کفار قریش وغیرہم کے
قرنا شیاطین سے مثل ان کے دوستوں کے قرنا جمع ہے قرین کی قرین یعنے نظیر ہے کقولہ تعالیٰ وَمَنْ يَعْشُ عَنْ
ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ زجاج نے کہا سببنا لہم قرنا حتے اضلوہم کسی نے کہا سلطنا
علیہم کسی نے کہا قدرنا یہ سب معانی قریب یکدیگر ہیں یعنے وہ قرین اُن کے ساتھ لگے رہتے ہیں اور ان پر غالب
و مستولی ہوتے ہیں مثل استیلا قیض کے بیض پر قیض انڈے کے اوپر کے چھلکے کو کہتے ہیں کسی نے کہا کہ اسم
تعالیٰ نے مقرر کیے واسطے اُن کے قرین آگ میں لیکن اولیٰ یہ ہے کہ مسلط کرنا قرنا کا دنیا میں ہے اس واسطے
کہ قرنا کی یہ صفت ذکر فرمائی ہے فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ معنے یہ ہیں سو اچھی کر دکھائی
قرنا نے کفار کو وہ شے جو اُن کے آگے ہے یعنے امور دنیا اور اس کی خواہشیں اور آمادہ کیا اُن کو اس پر کہ
اللہ کے معاصی میں پڑیں یا بمعنے کہ اُن میں خوب منہمک ہو جائیں اور زینت دی اُس شے کی جو اُن کے پیچھے
ہے امور آخرت سے تو یوں کہہ دیا کہ نہ بعث ہے نہ حساب ہے نہ جنت ہے نہ نار ہے زجاج نے کہا ما بین ایدیہم
وہ عمل ہے جس کو کر چکے اور ما خلفہم وہ ہے جس کے کرنے پر عزم کیا ہے یہ بھی زجاج سے مروی ہے کہ ما بین ایدیہم
امر آخرت ہے اور ما خلفہم امر دنیا ہے یا بمعنے کہ دنیا قدیم ہے اور کوئی صانع نہیں ہے مگر طبائع و افلاک دخوق

عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيٓ اُمَمٍ الآیہ کلمہ فی حال ہے علیہم کے ضمیر سے اے کائنین فی جملۃ امم کسی نے کہا کہ کلمہ فی بمعنی مع ہے ای
مع امم من الامم الکافرۃ اس کی کوئی حاجت نہین ہے کہ ایک کلمہ کو دوسرے سے بدلین باوجود اس کے کہ اس کو اپنے معنے پر
باقی رکہنا ممکن ہے معنے یہہ ہین واجب و ثابت ہوا ان پہ عذاب اور اس کا مقتضی متحقق ہوا وہ یہ آیت ہے کہ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ
مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ اس حال مین کہ وہ ہونے والے ہین جملے مین اُن امتون کے جو اُن کے پہلے
گزر چکی ہین جن و انس سے کفر پر اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ تعلیل ہے اُن کے استحقاق عذاب کی کما قالہ الکرخی یعنے اِن
پر اور کافر امتون کے جملے مین عذاب واجب ہوا اس واسطے کہ وہ اس عذاب کے مستحق تہے بالجملہ جب کہ اللہ پاک نے
سورت کی اول مین اپنی کتاب عزیز کو موصوف باوصاف جلیلہ کیا پہر یہہ خبر دی کہ ان کے اکثر نے اُس سے اعراض کیا
اور اس کے قبول کرنے اور سوچنے سے موہنہ موڑا تو اس قول مین ان کے اعراض کا طریق بیان کیا وقالوا قلوبنا
فی اکنۃ الی قولہ فاعمل اننا عاملون اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اُن کو جواب دین تو آپ نے کئی وجہ سے
جواب دیا اور یہان تک کلام باہم متصل چلا آیا پہر اب ایک اور طریق اعراض کا اُن سے نقل کیا پس ارشاد فرمایا کہ
قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ○ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
عَذَابًا شَدِيْدًا وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ لَهُمْ فِيْهَا
دَارُ الْخُلْدِ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا
مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ○ اور کہنے لگے منکر نہ کان دہرو
اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اُس کے پڑہنے مین شاید تم غالب ہو سو ہم کو ضرور چکہانی منکرون کو
سخت مار اور ان کو بدلہ دینا برے سے برے کامون کا جو کرتے تہے یہ سزا ہے اللہ کے دشمنون کی آگ اُن کو اسی مین
گہر ہے سدا کو بدلا اس کا جو ہماری باتون سے انکار کرتے تہے اور کہین گے جو لوگ منکر ہین اے رب ہمارے
دکہا ہم کو وہ دونون جنہون نے ہم کو بہکایا جو جن ہے اور جو آدمی کہ ڈالین ہم اُن کو پاؤن کے نیچے کہ وہ
رہین سب سے نیچے **ف** یہ جاہلون کا زور ہے شور مچا کر سننے نہ دینا انتہی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین
لا تسمعوا لہذا القرآن کے یہ معنے ہین کہ انہون نے آپس مین یہ اتفاق کیا کہ مطیع نہ ہون قرآن کے اور نہ اس
کے اوامر کے منقاد ہون والغوا فیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت قرآن پڑہا جاوے تو کان مت دہرو اس کے سننے
کو جیسا کہ مجاہد نے کہا ہے یعنے لغو بکو اس مین ساتہ چیخنے چلانے سیٹی بجانے کے اور ساتہ خلط ملط کرنے
کے بولنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب کہ وہ قرآن پڑہین قریش اسکو کیا کرتے تہے ضحاک نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے عیبوہ یعنے اسکا عیب بیان کرو قتادہ نے کہا کہ اسکا جحد و انکار
کرو اُس سے دشمنی کرو لعلکم تغلبون شاید تم غالب ہو جاؤ یہ حال ہے ان جاہلون کا کفار مین سے اور اس کا جو

اُن کی چال چلا وقت سننے قرآن کے اللہ پاک نے اپنے مومن بندون کو برخلاف اُنکے حکم دیا پس نے بابا وَاِذَا قُرِیٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ پھر اللہ عزوجل نے قرآن کے واسطے انتصار وانتقام لیا اُن کافرون سے جنہون نے اُس سے دشمنی رکھی اُن کے حق مین یون فرمایا پس البتہ ہم چکھاوینگے اُن لوگون کو جو کافر ہوئے سخت عذاب بمقابلے مین اُس شدت کے جسکا اُنہون نے اعتماد کیا قرآن مین اور اُس کے سنتے وقت اور البتہ بدلا دینگے ہم ان کو برے سے برا اُس عمل کا جو وہ کرتے تھے یعنے اُن کے بدترین اعمال و افعال کا سفیان ثوری نے بسند خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے الذین اضلانا کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا کہ ابلیس ہے اور وہ فرزند آدم جسنے اپنے بھائی کو قتل کیا اسی طرح عوفی نے بھی مثل اسکے اُن سے روایت کیا ہے سدی کا لفظ اُن سے یہ ہے فابلیس یدعوا بہ کل صاحب شرک وابن آدم یدعو بہ کل صاحب کبیرۃ فابلیس الداعی الی کل شر من شرک فما دونہ وابن آدم الاول جیساکہ حدیث شریف مین ثابت ہوا ہے نہین قتل کیا گیا کوئی نفس براہ ظلم مگر ہوگا ابن آدم اول پر ایک حصہ اس کے خون سے کیونکہ پہلے پہل اسی نے قتل کا طریقہ نکالا ہے و قولہم نجعلہما تحت اقدامنا یعنے ہم کرین اُن کو اسفل ہم سے عذاب مین تاکہ وہ ہون ہم سے زیادہ تر سخت عذاب مین اور اسی لیے یون کہا۔ لیکونا من الاسفلین یعنے نار کے اسفل درکے مین جیساکہ اعراف مین گزرچکا ہے جب ان کے اتباع نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا ہے کہ اُن کے سردارون پر عذاب کرے ضعاف ان کے عذاب کا فرمایا لِکُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ یعنے اللہ تعالیٰ نے اُن مین سے ہر ایک کو وہ نکال و عذاب دیا ہے جسکا وہ مستحق ہے موافق اُس کے عمل و افساد کے کما قال تعالیٰ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ زِدْنٰہُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا کَانُوْا یُفْسِدُوْنَ **ف** فتح البیان کا بیان قائح ہے توضیح یہ ہے بعض کفار نے بعض سے کہا مت سنو اس قرآن کو اور مت چپ ہو اس کے سننے کو کسی نے کہا کہ لا تسمعوا کے معنے لا تطیعوا ہین یعنے اس کے مطیع مت ہو سند اس کی یہ محاورہ ہے کہ سمعت لک یعنی اطعتک والغوا فیہ کا یہ مطلب ہے کہ اس کا معارضہ کرو ساتھ لغو و باطل کے یا بلند کرو اپنی آوازین تاکہ اس کا ثمر مقصد الا ریشان خاطر ہوجائے مجاہد نے کہا الغوا فیہ بالمکاء والتصدیۃ والتصفیق والتخلیط فی الکلام حتٰی یصیر لغوا ضحاک نے کہا بہت باتین کرو تاکہ مختلط ہوجائے اس بیہودہ بات جو کہتا ہے ابو العالیہ نے کہا قعوا فیہ وعیبوہ یعنی اس کی برائی کرو اور اسکا عیب بیان کرو جمہور نے والغوا بفتح غین پڑھا ہے اس محاورے سے کہ لغی بکسر غین یلغے اذا تکلم باللغو لغو وہ شے ہے جس مین کچھ فائدہ نہ ہو یا اس محاورے سے کہ لغی بکذا اذا رمی بہ اب فی بمعنے با ہوگا اسے ارموا بہ وانبذوہ یعنے پھینکدو اس کو یا ماخوذ ہے لغا یلغی بفتح غین ماضی و مضارع جیساکہ اخفش نے حکایت کیا ہے قیاس اس کا ضمہ تھا مثل نغزا یغزو اکے لیکن حرف حلق کی وجہ سے فتح دیا

ہے اور قتادہ وغیرہ نے بضم غین پڑہا ہے ماخوذ لغا یلغو بالفتح سے مثل دعا یدعو کے حدیث شریف مین فقد لغوت آیا ہے
اور یہ موافق ہے غیر جمہور کی قرارت کے سورہ بقرہ مین لغو پر کلام گزر چکا ہے غرض کہ قرآن پڑہنے کے وقت تم شور مچاؤ
لعلکم تغلبون لئے لکی تغلبوا یعنے تاکہ تم غالب ہو جاؤ تو قرآن پڑہنے والے چپ ہو رہین حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے مین تہے جسوقت آپ قرآن پڑہتے تو اپنی آواز
بلند فرماتے تہے پس مشرکین لوگون کو آپ کی طرف سے ہٹاتے اور کہتے کہ مت کان دہرو اس قرآن کے سننے
کو اور بک بک کرو اس کے پڑہنے مین شاید تم غالب ہو اور جب آپ اپنی آواز کو مخفی کرتے تو نہ سناتے اس شخص
کو جو کہ دوست رکہتا اس بات کو کہ قرآن سُنے اس پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ
بِهَا اخرجہ ابن ابی حاتم پہر اللہ پاک نے اس پر ان کو یہ وعید سنائی فلنذیقن الآیہ یعنے البتہ ہم کفار کو چکہا وینگے
سخت عذاب اور البتہ جزا دینگے ہم ان کو آخرت مین بدلا قبیح تر ان کے اعمال کا جن کو انہون نے دنیا مین کیا
یہ وعید سارے کافرون کو ہے اور جن کے حق مین نازل ہوئی ہے وہ تو بدخول اولی اس مین داخل ہین مقاتل نے
کہا کہ بدترین اعمال سے مراد شرک ہے کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ جزا دیگا ان کو ساتہ بری اعمال ان کے کے نہ ساتہ
نیک اعمال ان کے کے جس طرح کہ ان سے یہ نیک کام واقع ہوتے تہے کہ صلہ رحمی کرتے مہمان کی تکریم کرتے تہے
کیونکہ یہ تو ان کے کفر کے سبب باطل ہو گئے ان کا کچہ اجر نہ رہا اس مین تعریض ہے اس شخص کو جو کہ اللہ پاک کے
کلام مجید کے پڑہتے وقت خاضع وخاشع ومتفکر ومتدبر نہین ہوتا ہے اس کو فروتنی کر کے سمجہتا سوچتا دہیان نہین
کرتا اور تہدید و وعید ہے اس کو جس سے اس کے سننے کے وقت وہ بات صادر ہوتی ہے جو کہ قاری پر اس کی قرارت
کو تشویش وخلط وملط کر دیتی ہے اب ذرا قرآن شریف کی عظمت وبزرگی کو نظر کرو اور اس تغلیظ وتشدید مین غور
فرماؤ اور جو شخص اسکی تعظیم وتکریم کرتا ہے اور اس کی قدر کا اجلال واکرام فرماتا ہے اور دل کو حاضر کر کے اپنا کان
اس کے سننے کی طرف ڈال دیتا ہے اس کے واسطے فوز عظیم واجر کبیر کی شہادت دو ذٰلِكَ مبتدا ہے جَزَآءُ
اَعْدَآءِ اللّٰهِ خبر یا ذلک خبر ہے مبتدائے محذوف کی لئے الامر ذلک یعنے بات یہ ہے اور جملہ جزاء اعداء اللہ مبین
ہے جملہ ماقبل کا قول اول اولی ہے اور النار عطف بیان ہے جزاء کا یا اس سے بدل ہے یا خبر ہے مبتدائے
محذوف کی یا خود مبتدا ہے اور خبر لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ہے اور اول کی تین وجہ پر جملہ لہم فیہا دار الخلد
مستانفہ مقررہ ماقبل ہوگا معنے یہ ہین کہ یہ عذاب شدید اور بدترین جزا جزا ہے اللہ کے دشمنون کی وہ جزا آگ ہے
واسطے ان کے اس مین گہر ہے اقامت مستمرہ کا کہ جس کو نہ انقطاع ہے اور نہ اس سے انتقال ہے جَزَآءًۢ بِمَا
كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ لئے یجزون جزاء یعنے جزا دیے جائین گے جزا دینے کر بسبب انکار کرنے انکے
کے اللہ کی آیتون کا مقابل لئے کہا ہے یعنے قرآن انکار کرتے مین اس کا کہ وہ اللہ کے پاس سے ہے اس کا علم

تعبیر لغو کی مجموع کے ساتھ اس لیے ہو گی کہ مجموع سبب ہے لغو کا تو سبب کو مسبب کی جگہ قائم کیا اور یلغون کے بجائے یجحدون
فرمایا وقال الذین کفروا الآیہ کافر لوگ یہ بات جہنم میں کہیں گے بلفظ ماضی اس لیے ذکر فرمایا کہ مقصود آگاہ کرنا ہے اس
کے تحقق وقوع پر مراد یہ ہے کہ کفار اللہ پاک سے اس بات کے طالب ہونگے کہ جن و انس کے دو فریق ہیں نے انکو دکھا
دکھادے جس نے ان کو گمراہ کیا یعنے وہ سردار و پیشوا جنہوں نے ان کو کفر اچھا کر دکھایا اور شیاطین جن سے
شیطان جو ان پر مستولی ہوئے اور معاصی پر ان کو آمادہ کیا۔ اس لیے کہ شیطان دو قسم ہیں جنی و انسی اللہ پاک نے
فرمایا ہے وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ اور فرمایا ہے الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي
صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ کسی نے کہا کہ مراد الذین قابیل ہیں کیونکہ انسین و شے بنی آدم کے واسطے
معصیت کی راہ ڈالی ہے جمہور نے ارنا کو بکسر راء پڑھا ہے اور ابن محیصن وغیرہ نے بسکون راء یہ دونوں دو
لغت ہیں ایک معنی میں خلیل نے فرق کیا ہے کہا جب تم یوں بولو ارنی تو بکسر راء اس کے معنے ہیں بصر یعنے
دکھا دے تو مجھے اپنا کپڑا کہا اور بسکون راء کے معنے ہیں اعطنیہ یعنے تو مجھے وہ کپڑا دیدے نَجْعَلْهُمَا الآیہ
کے معنی ہیں کہ ہم ان کو روندیں اپنے قدموں سے آگ میں تاکہ ہم ان سے اپنے جی کی آگ بجھائیں اور تاکہ وہ ہو جاویں
بیچ میں درمیان ہمارے اور آگ کے تو اس کی حرارت ہم سے ایک طرح کی ہلکی ہو اور تاکہ وہ ہو جائیں اسفلین
سے آگ میں از روی جگہ کے یا وہ ہو جائیں اذلین ممانین سے زجاج نے کہا تاکہ وہ ہو جائیں درک اسفل میں
اور ان لوگوں میں سے جو ہم سے کمتر ہیں پھر جب اللہ سبحانہ کا فروں کے سوء عقاب کا ذکر کر چکا اور اس شے کا جو
ان کے واسطے طیار کر رکھی ہے تو مومنین کے حسن حال کا ذکر کیا اور ان نعمتوں کا جن کا ان پر انعام کیا پس
ارشاد فرمایا إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا

وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَ
لَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ ۝ تحقیق جنہوں نے

کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر ٹھیرے رہے اترتے ہیں ان پر فرشتے کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سنو اس
بہشت کی جس کا تم کو وعدہ تھا ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں اور آخرت میں اور تم کو وہاں ہے جو چاہے جی
تمہارا اور تم کو وہاں ہے جو منگاؤ مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان سے **ف** فرشتے اترنے ہیں حشر
کے دن جس دن ہر کسیکو اپنا فکر اور غم ہوگا یا مرنے کے وقت اترتے ہیں اور یہ کہتے ہیں انتہی **ف** حافظ
ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر استقامت کی یعنے
خالص کیا عمل واسطے اللہ کے اور عمل کیا ساتھ طاعت اللہ کے اس طریقہ پر کہ اللہ نے ان کے واسطے شروع
کیا ہے[1] حافظ ابو یعلی موصلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم نے ہم پر یہ آیت پڑہی ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا سو فرمایا کہا اس کو کچہ لوگوں نے پہر کافر ہوگئے اکثر ان کو
پس جو کوئی اس کو کہے یہانتک کہ مرجائے تو مقرر وہ ٹہیر رہا اس پر کَذَا رَوَاہُ النَّسَائِیُّ فِی تَفْسِیْرِہٖ وَالْبَزَّارُ
وَابْنُ جَرِیْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَلِیٍّ الْفَلَّاسِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ قُتَیْبَۃَ (۲)۔ اسی طرح ابن ابی حاتم نے بسند خود سعید
ابن عمران سے روایت کیا ہے کہا میں نے یہ آیت پڑہی نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمایا یہ
وہ ہیں جنہوں نے شریک نہیں کیا ساتہ اللہ کے کسی شئے کو (۳)۔ پہر حدیث اسود بن ہلال سے روایت کیا ہے
کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم کیا کہتے ہو اس آیت میں تو لوگوں نے کہا کہ انہوں نے کہا رب ہمارا
اللہ ہے پہر مستقیم رہے گناہ سے پس حضرت صدیق اکبر نے فرمایا لقد حملتموہا علی غیر المحل یعنی تم نے اس کو لادا اور
محل پر جو اس کا محل تہا اس پر نہیں لادا مطلب یہ ہے کہ جو اس سے مراد ہے وہ تم نے نہیں لی کہا انہوں نے رب
ہمارا اللہ ہے پہر مستقیم رہے پس التفات نہ کیا طرف کسی معبود کے سوا اس کے مجاہد و عکرمہ و سدی وغیر واحد نے
بہی اسی طرح کہا ہے (۴)۔ ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے کسی نے پوچہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب میں کون سی آیت زیادہ تر رخصت ہے فرمایا یہ قول اللہ تعالیٰ کا
ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا علی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ یعنے جنہوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے
پہر استقامت کی گواہی دینے پر اس بات کی کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ (۵)۔ زہری نے کہا کہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑہی منبر پر پہر فرمایا استقاموا واللہ للہ بطاعتہ ولم یروغوا روغان الثعالب یعنی
استقامت کی واللہ واسطے اللہ کے ساتہ طاعت اس کی کے اور نہ دوڑے مثل دوڑنے لومڑیوں کے مطلب یہ ہے
کہ اللہ کی طاعت کی خاص اس کے لیے اور روباہ بازی نہ کی ایک طریقے پر جمے رہے یہ نہیں کہ جس طرح روباہ کبہی
کسی سوراخ میں گہستی ہے کبہی کسی میں اس کی عادت ہے کہ وہ کئی سوراخ رکہتی ہے اسی لیے اس کا پکڑنا
دشوار ہوتا ہے (۶)۔ علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ ہے کہ کہا رب ہمارا اللہ
ہے پہر استقامت کی اس کے ادائے فرائض پر (۷)۔ اسی طرح قتادہ نے کہا کہا اور حسن یوں کہتے تہے اَللّٰہُمَّ
اَنْتَ رَبُّنَا فَارْزُقْنَا الْاِسْتِقَامَۃَ یعنے اے اللہ تو ہمارا رب ہے سو تو ہم کو استقامت عطا کر آمین (۸)۔ ابو العالیہ
نے کہا ثم استقاموا اخلصوا لہ الدین والعمل یعنے پہر خالص کیا واسطے اللہ کے دین و عمل (۹)۔ امام احمد
نے سفیان ثقفی سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجہے ایک ایسے امر کا اسلام میں
امر فرمائیں کہ میں اس کا سوال نہ کروں کسی سے بعد آپ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قل آمنت باللہ
ثم استقم یعنے کہہ کہ میں ایمان لایا اللہ پر پہر جا رہ کہا پس میں کس شے سے بچوں تو آنحضرت نے اپنی زبان مبارک کی
طرف اشارہ فرمایا یعنے زبان کے شر سے بچنا وَرَوَاہُ النَّسَائِیُّ مِنْ حَدِیْثِ شُعْبَۃَ عَنْ یَعْلَی بْنِ عَطَاءٍ

(و ا) پھر امام احمد نے سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت کیا ہے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حدثنی بامر اعتصم بہ یعنی
آپ مجھ سے ایک ایسا امر بیان فرمائیں کہ میں اس کو خوب مضبوط پکڑ لوں فرمایا قل ربی اللہ ثم استقم میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ وہ شے کیا ہے جس کا آپ زیادہ تر مجھ پر خوف کرتے ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنی زبان مبارک کی نوک پکڑی پھر فرمایا ھذا یعنی اس کا مجھ کو زیادہ تر خوف ہے وَهٰكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ
ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ بِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ اَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَالنَّسَائِيُّ
مِنْ حَدِيْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
قُلْ لِّيْ فِي الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَّا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحَدًا بَعْدَكَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ
اسْتَقِمْ وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيْثِ قولہ تعالیٰ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ مجاہد و سدی و زید بن اسلم
و فرزند زید نے کہا یعنے اترتے ہیں اُن پر فرشتے وقت موت کے یہ کہتے ہوئے اَلَّا تَخَافُوْا مجاہد و عکرمہ و زید بن
اسلم نے کہا یعنے مت ڈرو اس امر آخرت سے جس پر تم قدوم کرتے ہو وَلَا تَحْزَنُوْا اور مت رنج کرو امر دنیا پر جو
پیچھے چھوڑ آئے اولاد اور بی بی اور مال یا قرض پس بیشک ہم خلیفہ ہونگے تمہارے اس میں وَاَبْشِرُوْا
بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ اور خوشی سنو اس بہشت کی جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا پس ان کو
خوشی سناتے ہیں برائی کے جانے کی اور بھلائی کے حاصل ہونے کی یہ ویسی بات ہے جو کہ حدیث براء رضی اللہ
عنہ میں آئی ہے کہا کہ فرشتے روح مومن سے کہتے ہیں نکل تو اے روح پاک جسم پاک میں سے جس کو تو آباد کرتی
تھی نکل تو طرف روح و ریحان کے اور رب غیر غضبان کے یعنے طرف راحت و رزق یا خوشبو کے اور پروردگار
کے جو کہ خفا نہیں ہے کسی نے کہا اترتے ہیں ان پر فرشتے جس دن وہ اپنی قبروں سے نکلیں گے اس
قول کو ابن جریر نے حضرت ابن عباس و سدی سے حکایت کیا ہے ابن ابی حاتم نے جعفر بن سلیمان سے
روایت کیا ہے کہا میں نے سنا ثابت کو کہ انہوں نے حم السجدہ پڑھی یہاں تک کہ اس آیت کو پہونچے اِنَّ
الَّذِيْنَ قَالُوْا الآیہ تو ٹھہر گئے پھر کہا ہم کو یہ بات پہونچی ہے کہ بندہ مومن جب کہ اللہ تعالیٰ اُس کو اٹھاوے گا
اس کی قبر سے تو استقبال کرینگے اس کا وہ دو فرشتے جو اس کے ساتھ تھے دنیا میں پھر اس سے کہینگے کہ تو
مت ڈر اور نہ غم کھا اور خوش ہو جاؤ ساتھ اس جنت کے جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا کہا پس اللہ تعالےٰ نے امن
دیگا اس کے خوف کو اور ٹھنڈی کرے گا اس کی آنکھ پھر کوئی بڑی بلا نہ ہوگی جس سے لوگ قیامت کے دن
ڈرینگے مگر وہ مومن کے واسطے خنکی چشم ہوگی بسبب اس شے کے جس کی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کو ہدایت
کی اور بسبب اس شے کے جس کے واسطے وہ دنیا میں عمل کرتا تھا زید بن اسلم نے کہا کہ خوشخبری دینگے
اس کو فرشتے وقت اسکی موت کے اور اس کی قبر میں اور جس وقت وہ مبعوث ہوگا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ

یہ قول کل قولون کا جامع ہے اور یہہ نہایت خوب ہے اور یہی واقع ہے قولہ تعالیٰ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا
وَفِی الْاٰخِرَةِ یعنے وقت حضور موت کے فرشتے مومنین سے کہتے ہین ہم تمہارے قرین اور ساتھی تہے زندگی دنیا مین
ہم تم کو راہ راست بتاتے تہے اور تم کو توفیق دیتے تہے اور تم کو محفوظ رکہتے تہے بامر الٰہی اور اسی طرح ہم تمہارے
ساتھ ہونگے آخرت مین دور کرینگے ہم تم سے وحشت کو قبرون مین اور وقت پہونکنے کے صور مین اور اسی طرح
ہم تم کو بعث و نشور کے دن اور پار کر دینگے ہم تم کو صراط مستقیم سے اور پہونچا دینگے تم کو طرف جنات النعیم
کے اور واسطے تمہارے اس مین وہ شے ہے جس کو تمہارے جی چاہین یعنے جنت مین وہ سب چیزین ہین جن
کو تم پسند کرتے ہو ان اشیاء مین سے جن کو جی چاہتے ہین اور جن سے آنکہین ٹہنڈی ہوتی ہین وَلَكُمْ فِیْهَا مَا
تَدَّعُوْنَ یعنے جو کچہ شے تم طلب کروگے پاؤگے اور وہ تمہارے آگے حاضر ہو جائیگی جیسے تم پسند کروگے نُزُلًا
مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ یعنے ضیافت و عطا و انعام ہے طرف سے اس ذات پاک کے جو کہ بڑا بخشنے والا ہے تمہارے
گناہون کا بڑا رحم کرنے والا ہے تم پر مہربانی کرنے والا ہے کہ اس نے مغفرت کی اور ستر کیا اور رحم و لطف فرمایا
ابن ابی حاتم نے ولکم فیہا ما تشتہی الآیہ کی تفسیر مین حدیث سوق جنت ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ سعید بن مسیب
سے مروی ہے کہ وہ ملے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مین اللہ تعالیٰ سے یہ سوال
کرتا ہون کہ وہ جمع کرے درمیان میرے اور تیرے جنت کے بازار مین تو سعید بولے کیا اس مین بازار ہے پس
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہان خبر دی مجہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اہل جنت جس
وقت اس مین داخل ہونگے تو اترینگے ساتھ فضل اعمال اپنے کے پہر ان کے لیے اذن دیا جائیگا مقدار
روز جمعہ مین ایام دنیا سے پس زیارت کرینگے اللہ عز و جل کی اور ظاہر کریگا واسطے ان کے اپنا عرش اور
ظاہر ہوگا واسطے ان کے ایک چمن مین جنت کے چمنون سے اور رکہے جائینگے واسطے ان کے منبر نور کے
اور منبر موتیون کے اور منبر یاقوت کے اور منبر زبرجد کے اور منبر سونے کے اور منبر چاندی کے اور بیٹہے گا ادنیٰ
ان کا حالانکہ ان مین کوئی دنی نہین ہے مشک و کافور کے ڈہیرون پر اور یہ خیال نہ کرینگے کہ کرسیون
والے ان سے افضل ہین مجلس مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ اور آیا
ہم دیکہینگے اپنے رب کو آپ نے فرمایا ہان کیا تم شک کرتے ہو دیکہنے مین سورج کے اور چاند کے چودہوین
رات ہم نے عرض کیا نہین آپ نے فرمایا تو اسی طرح تم شک نہ کروگے دیکہنے مین اپنے رب کے اور باقی نہ رہیگا
اس مجلس مین کوئی مگر اللہ محاضرہ کریگا اس سے محاضرہ کرنے کے یعنے وہ بدو اس سے باتین کریگا یہان تک کہ
بیشک وہ البتہ فرمائیگا واسطے مرد کے ان مین سے او فلان بن فلان کیا تو یاد رکہتا ہے جس دن تو نے
عمل کیا ایسا ایسا اس کو یاد دلائیگا بعض غدرات یعنے گناہ اس کے تو کہے گا اے میرے پالنہار کیا پہر

تونے مغفرت نہیں کردی واسطے میرے تو فرماتے گا بلی فَبِسِعَةِ مَغْفِرَتِي بَلَغْتَ مَنْزِلَتَكَ هٰذِهٖ یعنے کیون نہین پس تو میری ہی وسعت مغفرت کے سبب سے تو اپنے اس رتبے کو پہونچا ہے کہا پھر وہ اسی قسم مین کہ اسی حال پر ہون گے کہ ایک بدلی ان کو ڈھانک لے گی ان کے اوپر سے پھر وہ ان پر ایک ایسی خوشبو برسائیگی کہ مثل اس کی خوشبو کے کبھی کوئی شے انھون نے نہ پائی ہوگی کہا پھر فرمائے گا ہمارا رب عز و جل کھڑے ہو جاؤ طرف اس کرامت کی جو میں نے تمہارے واسطے مہیا کر رکھی ہے اور لو وہ شے جس کی تم خواہش کرو کہا پھر ہم آئینگے ایک بازار میں جس کو فرشتون نے گھیر لیا ہوگا اس مین وہ شے ہوگی جس کی مثل کی طرف آنکھون نے نہین دیکھا اور نہ کانون نے سنا اور نہ دلون پر اسکا خطرہ گزرا کہا پھر اٹھائی جائیگی ہمارے واسطے وہ شے جس کی ہم نے خواہش کی نہین بیچی جائے گی اس مین کوئی شے اور نہ خریدی جائے گی اور اس بازار مین جنت والے ایک دوسرے سے ملین گے کہا پھر متوجہ ہوگا مرد بلند مرتبہ تو وہ ملیگا اس شخص سے جو کہ اس سے دون ہے حالانکہ ان مین کوئی دنی نہین ہے پس خوش آئے گا اسکو وہ لباس جو اس پر ہوگا سو وہ پوری نہ کرنے پائیگا اپنے جی کی آخر بات کو یہانتک کہ متمثل ہو جائے گا اس پر زیادہ تر حسین اس سے اور یہ اس لیے کہ کسی کے واسطے لائق نہین ہے کہ اس مین حزن و رنج کرے پھر ہم لوٹ آئین گے طرف اپنے گھرون کے تو استقبال کرینگی ہمارا ہماری بیبیان پھر کہین گی مَرْحَبًا وَ اَهْلًا بِحِبِّنَا یعنے مرحبا ہو ہمارے دوست کو البتہ مقرر تو تو آیا اس حال مین کہ تجھ مین جمال و خوشبو افضل ہے اس حال سے جس پر تو ہم سے جدا ہوا تھا تو وہ کہے گا ہم نے تو آج ہمارے جبار تبارک و تعالے سے مجالست کی ہے اور ہم کو یہی لائق ہے کہ ہم ویسی شے لیکر لوٹ کر آئین جیسے شے لیکر ہم لوٹ کر آئے وَقَدْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ مِنْ جَامِعِهٖ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمَّارٍ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمَّارٍ بِهٖ نَحْوَهٗ ثُمَّ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ یعنے جو شخص دوست رکھے اللہ کے ملنے کو تو دوست رکھے اللہ اسکے ملنے کو اور جو شخص ناخوش رکھے اللہ کے ملنے کو تو ناخوش رکھے اللہ اس کے ملنے کو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب ناخوش رکھتے ہین موت کو آپ نے فرمایا نہین ہے یہ کراہت موت کی ولیکن مومن جس وقت اس کو موت حاضر ہوتی ہے تو آتا ہے اس کے پاس خوشی سنانے والا طرف سے اللہ تعالے کے ساتھ اس شے کے جس کی طرف وہ جانے والا ہے تو نہین ہوتی کوئی شے محبوب تر اس کو اس سے کہ مشرف ہو وہ ملنے اللہ تعالے سے پس اللہ دوست رکھتا ہے اس کے ملنے کو فرمایا اور بیشک فاجر یا کافر جس وقت اس کو موت حاضر ہوتی ہے تو آتا ہے اس کے پاس ساتھ اس شر کے جس کی طرف وہ جانیوالا

ہے یا وہ شر جس کی طرف ملاقات کرے گا تو ناخوش رکھتا ہے اللہ کے ملنے کو پس ناخوش رکھتا ہے اللہ اسکے
ملنے کو وَهٰذَا الْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ وَقَدْ وَرَدَ فِي الصَّحِيْحِ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ **ف** فتح البیان کا بیان مع
توضیح یہ ہے کہ جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے وحدہ لا شریک لہ پھر دائم و ثابت رہے توحید پر اور ملتفت نہ ہوئے
طرف کسی معبود کے سوا اللہ کے ابو السعود کہتے ہیں ربنا اللہ کہا اس کی ربوبیت کا اعتراف کرکے اور اس
کی وحدانیت کا اقرار کرکے یعنے نہ کوئی رب ہے اور نہ کوئی معبود ہے واسطے ہمارے مگر اللہ جس طرح کہ جملہ اس
معنے کا مفید ہے پھر ثابت و دائم رہے استقامت پر کلمہ ثم واسطے تراخی زمانے کے ہے اس جہت سے کہ
استقامت ایک ایسا امر ہے کہ اسکا زمانہ ممتد ہوتا ہے خطیب کہتے ہیں کہ ثم واسطے تراخی رتبہ کے ہے
فضیلت میں کیونکہ ثبات توحید پر اور ان چیزوں پر جو اس کی صحیح و درست کرنے والی ہیں مرنے تک یہ ایک ایسا
امر ہے اپنے علو رتبہ میں کہ ہاتھ نہیں آتا ہے مگر ذو الجلال والاکرام کی توفیق سے صحابہ کی اور تابعین کی
ایک جماعت نے کہا ہے کہ استقامت کے معنے خالص کرنا عمل کا ہے واسطے اللہ تعالی کے ابو حیان کہتے
ہیں حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتہی
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے استقامت کے معنے میں دو قول مروی ہیں ایک یہ ہے کہ استقامت یہ ہے کہ
شریک نہ کریں ساتھ اللہ کے کسی شے کو دوسرا یہ ہے کہ رجوع نہ ہوئے طرف پوجنے بتوں کے حضرت عمر رضی
اللہ عنہ نے فرمایا استقاموا بطاعۃ اللہ ولم یروغوا روغان الثعلب دوسرا لفظ یہ ہے استقامت یہ ہے کہ
مستقیم ہووے تو امر و نہی پر ولا تروغ روغان الثعلب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اخلاص کیا
عمل کا واسطے اللہ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ادا کیے فرائض بعض صحابہ سے یوں مروی ہے کہ
پھر استقامت کی اللہ کے فرائض پر قتادہ و ابن زید نے کہا استقاموا علی طاعۃ اللہ حضرت حسن نے کہا استقامت
کی اللہ کے امر پر پس عمل کیا ساتھ طاعت اس کی کے اور اجتناب کیا اس کی معصیت سے حضرت ابن عباس
و مجاہد و عکرمہ نے کہا کہ استقامت کی لا الہ الا اللہ کی شہادت پر یہانتک کہ مر گئے ثوری نے کہا عمل کیا
موافق اس کے جو کہا ربیع نے کہا اعراض کیا ماسوی اللہ سے حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا کہ زہد کیا فانی
میں اور رغبت کی باقی میں ان میں سے بعض اقوال گذر چکے ہیں لیکن بسبب بعض تفاوت کے پھر ذکر کیے
گئے **کلمہ اَنْ** مخففہ ہے ثقیلہ سے یا مفسرہ ہے یا ناصبہ مصدریہ اور کلمہ لا دو اول کی بنا پر نافیہ ہے۔ اور
تیسرے کی بنیاد پر نافیہ **خوف** وہ غم ہے جو نفس کو لاحق ہوتا ہے بسبب توقع کسی مکروہ کے مستقبل میں
اور **حزن** وہ غم ہے جو اس کو لاحق ہوتا ہے بسبب فوت ہونے کسی نفع کے ماضی میں بالجملہ جن لوگوں
نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے پھر استقامت کی اترتے ہیں ان پر فرشتے اللہ پاک کے پاس سے وہ خوش خبری

لیکن جس کو وہ چاہتے ہین جلب نفع یا دفع ضرر یا رفع حزن کے بیان تزنا موت کے وقت ہو جیسا کہ مجاہد و ابن زید نے
کہا ہے یا جب کہ وہ اپنی قبورسے کھڑے ہون گے واسطے بعث کے جیسا کہ مقاتل و قتادہ نے کہا ہے یا ان کی
زندگی مین ان احوال مین جو اُن کو پیش آتے ہین اُنکے پاس وہ شے لاتے ہین جو ان کے سینون کو کھولتی
ہے اور خوف و حزن کو ان سے دفع کر دیتی ہے جیسا کہ بیضاوی نے ذکر کیا ہے وکیع نے کہا کہ بشارت تین
جگہہ ہو وقت موت کے اور قبر مین اور وقت بعث کے اور خوشخبری یہ ہے کہ مت ڈرو موت سے اور مت رنج
کرو اپنی اولاد پر کیونکہ اللہ تعالی تمہارا خلیفہ ہے ان پر کہا قال مجاہد یا مت ڈرو اپنے ثواب کی رو سے اس
لیے کہ وہ مقبول ہے اور مت رنج کرو اپنے گناہون پر کیونکہ مین ان کو تمہارے واسطے بخشونگا جیسا
کہ عطا نے کہا ہے ظاہر عدم تخصیص تنزل ملائکہ ہے ان پر ساتھ کسی وقت مین کے اور عدم تقیید نفی خوف
وحزن ہے ساتھ کسی حالت مخصوص کے چنانچہ سب مین متعلق کا حذف کرنا اسی بات کو مشعر ہے غرضکہ اول
تو دفع ضرر کی خوشی سنائی پھر جلب نفع کی خوشخبری دی پس کہا اور خوش ہو جاؤ ساتھ جنت کے جس کا
تم کو وعدہ دیا جاتا تھا یعنی رسولون کی زبان پر دنیا مین کیونکہ تم تو اس کی طرف ہو چکنے والے اس مین
قرار پذیر ہونے والے اس کے نعیم مین ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہو پھر اللہ پاک نے ان کو بشارت دی اس شے
کی جو اس سے بھی اعظم و برتر ہے پس فرمایا نحن اولیاءکم الایۃ یعنے ہم تمہارے حفظ و معونت کے متولی
ہین دنیا و آخرت کے امور مین اور جس شخص کا اللہ ولی و ناصر ہوا تو اس نے ہر مطلب پایا اور ہر خوف سے بچا کسی نے
کہا کہ یہ جملہ قول ملائکہ ہے مجاہد نے کہا کہ فرشتے ان سے کہتے ہین کہ ہم تمہارے وہ ساتھی ہین جو تمہارے ساتھ
دنیا مین تھے پھر جب روز قیامت ہوگا تو کہین گے ہم تم سے جدا نہ ہونگے یہانتک کہ تم جنت مین داخل ہو
سدی نے کہا کہ ہم تمہارے اعمال کے حافظ ہین دنیا مین اور تمہارے انصار و احباب و اولیاء ہین آخرت
مین کسی نے کہا کہ وہ ان کے واسطے شفاعت کرین گے آخرت مین اور استقبال کرین گے انکا ساتھ کرامت
کے نسفی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جس طرح شیاطین قرین ہین عاصیون کافرون کے سو اسی طرح فرشتے
متقیون کے اولیاء و احباب ہین دارین مین قولہ تعالے وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ یعنے اور واسطے
تمہاری جنت مین وہ قسم قسم کی کرامتین لذتین اور طرح طرح کی نعمتین ہین جن کو تمہارے جی چاہتے
ہین وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ اور واسطے تمہاری اس مین وہ شے ہے جس کی تم تمنا کرو افتعال ہے دعا
بمعنے طلب سے ولہم ما یدعون مین اس کے معنے کا بیان پورے طور پر گزر چکا ہے فرق دونو جملون مین یہ ہے
کہ پہلا تو باعتبار ان کے نفوس کی خواہشون کے ہے اور دوسرا باعتبار اس شے کے ہے جس کو طلب کرین
عام ہے اس سے کہ وہ شے اس قسم سے ہو جس کی ان کے جی خواہش کرین یا نہ ہو کیونکہ یہ لازم نہین ہے کہ ہر مطلوب

مشتہی ہو جیسے فضائل علمیہ اگرچہ اول ہی من وجہ عام ہے بحسب حال دنیا کے پس مریض ارادہ نہین کرتا ہے اس
شے کا جس کی وہ خواہش رکھتا ہے اور اس کے مرض کو ضرر دیتی ہے مگر یون کہین کہ تمنی اعم ہے ارادہ سے۔
امام رازی فرماتے ہین قریب تر میرے نزدیک یہ بات ہو کہ قولہ تعالی وَلَکُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُکُمْ اشارہ
ہے طرف جنت روحانی کے جس کا ذکر اس آیت مین کیا گیا ہے دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَکَ اللّٰهُمَّ الآیۃ نُزُلًا
کا نصب بنا بر حال ہے موصول سے یا اس کے عائد سے اے ماتدعونہ نزلاً یعنے وہ شے جس کو تم طلب کروگے در آن
حال کہ وہ ایک نزل ہو یا حال ہے تدعون کے فاعل سے اے نازلین یعنے در آنحال کہ تم اترنے والے ہوگے
منظور اس سے یہ بات بتانا ہے کہ جس شے کی وہ تمنا کرین گے وہ شے بہ نسبت اس شے کے جو ان کو عطا ہوگی
ان چیزون مین سے جن کا خطرہ ان کے دل مین نہین گزرا مثل نزل ضیف ہو یا مصدر موکد ہے فعل محذوف
کا اے انزلنا نزلا یا جعل مقدر کا مفعول ہے ای جعل رزقا مهیا یعنے جس شے کو تم طلب کروگے وہ کی گئی ہو
ایک روزی تیار کردہ شدہ نزل وہ رزق و ضیافت ہو جو ان کے نزول کے حال مین ان کے واسطے تیار
کی جائیگی نسفی کہتے ہین نزل رزق نزیل ہے یعنے مہمان اس کی تحقیق سورۂ آل عمران مین گزر چکی ہے مِنْ
غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ متعلق ہے محذوف سے جو کہ صفت ہو نزلا کی اے نزلا کائنا من غفور رحیم یا متعلق ہے تدعون
سے لے تطلبونہ من جهة غفور رحیم یا متعلق ہے استقرار سے جس سے لکم متعلق ہے اے استقر لکم من جهة
غفور رحیم اہل معانی کہتے ہین یہ سب چیزین جو اس آیت مین مذکور ہوئین یہ تو بطور نزل و ماحضر کے ہے
کہ جلدی سے پیش کر دیا اور جب کریم منان نے یہ نزل عطا کیا تو بعد اس کے جو الطاف و کرامت و اجور
عظیم و تحف جسیم عنایت فرمائیگا ان کو خیال کرتے ہو وہ کیا کچھ ہون گے بالجملہ جب کہ اللہ سبحانہ
نے اول اس شخص کی وعید ذکر کی جس نے قرآن سے اور اس کے معنے سوچنے سے اعراض کیا اور بعد اس
کے اس شخص کی فضیلت ذکر کی جس نے عبودیت کا اقرار کیا اور قلب و قالب سے مستقیم رہا تو بیان فرمایا کہ
یہ مرتبہ نفس کی ذات و جوہر کا استکمال ہے اور جو شخص بعد کامل کرنے اپنے جوہر نفس کے ناقصون کی تکمیل
مین مشغول ہوا تو اس کی شان بالاتر اور اسکا حال خوب تر ہے بہ نسبت اس شخص کے جس نے اپنے نفس
کی تکمیل پر کفایت کی اور اپنے غیر کے حال کی طرف التفات کرنے سے اعراض کیا پس ارشاد فرمایا وَمَنْ

اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ
وَلَا السَّیِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝ وَ
مَا یُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ۝ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ اور اس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا

نیک کام اور کہا مین حکم بردار ہون اور برابر نہین نیکی اور نہ بدی جواب مین تو کہہ اس سے جو بہتر ہو تو دیکھے تو جس مین
تجھ مین دشمنی تھی جیسے دوستدار ہے ناتے والا اور یہ بات ملتی ہے انہین کو جو سہار رکھتے ہین اور یہہ بات
ملتی ہے اس کو جس کی بڑی قسمت ہے اور کبھی جو کچھ لگے تجھ کو شیطان کے چوکنے سے تو پناہ پکڑ اللہ کی بیشک
وہی ہے سنتا جانتا **ف** برابر نہین نیکی برائی اور نہ برائی نیکی کے کوئی سخت کلام کہے یا برا معاملہ کرے
اس کے مقابل کر جو اس سے بہتر ہو اس کرنے سے دشمن ہو جاتے ہین جیسے دوست اگرچہ دل مین نہ ہون **ف**
حوصلہ کشادہ چاہیے کہ بری بات سہار کر سامنے سے بھلی کہے یہ اقبال مندون کو ملتا ہے **ف** یعنی
کبھی بے اختیار غصہ چڑھ آوے تو شیطان کا دخل ہے اور وسوسہ انکا **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین
اللہ عزوجل فرماتا ہے اس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا اللہ کی طرف یعنی بلایا اللہ کے بندون کو طرف
اس کے اور کیا نیک کام اور کہا مین ہون حکم بردارون سے یعنی اور وہ خود راہ یاب ہے اس بات کو ساتھ
جس کو کہتا ہے پس نفع اس کا واسطے اپنی جان کے اور اپنے غیر کے لازم و متعدی ہے اور وہ ان مین سے
نہین ہے جو حکم کرتے ہین نیک بات کا اور خود نہین کرتے اور منع کرتے ہین بری بات سے اور آپ اس کو
کرتے ہین بلکہ وہ خود نیکی بجا لاتا ہے اور بدی چھوڑتا ہے اور خلق کو خالق تبارک و تعالے کی طرف بلاتا ہے
یہ آیت کریمہ عام ہے ہر اس شخص مین جس نے خیر کی طرف بلایا اور وہ خود راہ یاب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سب لوگون سے بڑھ کر اس کے سزاوار ہین جیسا کہ محمد بن سیرین و سدی و عبدالرحمن بن زید بن
اسلم نے کہا ہے کسی نے کہا کہ مراد اس سے مؤذنین صلحا ہین جیسا کہ صحیح مسلم مین ثابت ہوا ہے کہ اذان
دینے والے دراز تر لوگون سے ہون گے از روی گردنون کے قیامت کے دن (۲) سنن مین مرفوعاً آیا ہے
کہ امام ضامن ہے اور مؤذن مؤتمن پس ہدایت کرے اللہ اماموں کو اور مغفرت کرے واسطے مؤذنون
کے (۳) ابن ابی حاتم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حصے مؤذنون
کے نزدیک اللہ تعالی کے قیامت کے دن مثل حصون مجاہدون کے ہون گے اور وہ درمیان اذان و
اقامت کے مثل اس شخص کے ہے جو تڑپ رہا ہے اللہ تعالے کی راہ مین اپنے خون مین (۴) کہا اور
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مین مؤذن ہوتا تو پروا نہ کرتا اس کی کہ حج نہ کرون اور نہ عمرہ کرون
(۵) کہا اور حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مین مؤذن ہوتا تو کامل ہوتا میرا امر
اور پروا نہ کرتا مین اسکی کہ محنت نہ اٹھاؤن واسطے قیام شب کے اور نہ واسطے صیام روزے کے مین نے سنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے اے اللہ مغفرت کر واسطے مؤذنون کے تین بار کہا
پس مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہمکو چھوڑ دیا حالانکہ ہم تو لڑتے ہین اذان پر تلوارین لیکر آپ

نے فرمایا کلا یا عمر یعنے اللہ سب کو بخشے اے عمر بیشک شان یہ ہے کہ عنقریب آئیگا لوگوں پر ایک زمانہ کہ چھوڑ دینگے اذان
کو اپنے ضعفا پر اور وہ گوشت جن کو اللہ عزوجل نے حرام کیا ہے آگ پر مؤذنوں کے گوشت ہیں (۶) کہا اور حضرت
عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اور واسطے اُن کے یعنے مؤذنوں کے یہ آیت ہے ومن احسن الآیہ
فرمایا پس وہ مؤذن ہے جبکہ اس نے کہا حی علی الصلوة تو مقرر اس نے بلایا طرف اللہ کے (۷) اور اسی طرح
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما اور عکرمہ نے کہا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق میں موذنوں کے بغوی
نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وعمل صالحا کی تفسیر میں فرمایا ہے یعنے دو رکعت نماز
درمیان اذان و اقامت کی پھر بغوی نے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث وارد کی ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے درمیان ہر دو اذان کے نماز ہے پھر تیسری بار میں فرمایا لمن شاء یعنی
اس کے واسطے جو چاہے وَقَدْ اَخْرَجَهُ الْجَمَاعَةُ فِي كُتُبِهِمْ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ
عَنْهُ اور وارد کی حدیث ثوری کی عن زید العمی عن ابی ایاس معاویہ بن قرة عن انس بن مالک رضی اللہ
عنہ قال الثوری لا اراہ الا قد رفعہ الی النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ دعا رد نہیں کی جاتی ہے درمیان
اذان و اقامت کے وَرَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ كُلُّهُمْ مِنْ حَدِيْثِ
الثَّوْرِيِّ بِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ اَيْضًا مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ
التَّيْمِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ بِهٖ صحیح یہ ہے کہ آیت عام ہے حق میں مؤذنوں کے اور ان کے غیر
میں اس لیے کہ وقت نزول اس آیت کے اذان ہی بالکل مشروع نہیں ہوئی تھی کیونکہ یہ سورت مکی ہے
اور اذان جو مشروع ہوئی ہے سو مدینہ منورہ میں بعد ہجرت کے جب کہ عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ کو خواب
میں دکھائی گئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکا قصہ بیان کیا پس آپ نے عبد اللہ کو
حکم دیا کہ بلال رضی اللہ عنہ پر اس کا القا کریں اس واسطے کہ ان کی آواز زیادہ تر بلند ہے چنانچہ یہ
امر اپنی جگہ میں مقرر ہے تو اب صحیح یہی بات ٹھیری کہ آیت عام ہے جس طرح کہ عبد الرزاق نے عن معمر
عن الحسن البصری روایت کیا ہے کہ انھوں نے یہ آیت پڑہی ومن احسن الآیۃ تو یون فرمایا ہذا حبیب اللہ
ہذا ولی اللہ ہذا صفوة اللہ ہذا خیرة اللہ ہذا احب اہل الارض الی اللہ اجاب اللہ فی دعوته ودعا الناس
الی ما اجاب اللہ فیہ من دعوته وعمل صالحا فی اجابته وقال اننی من المسلمین ہذا خلیفة اللہ قولہ تعالی وَلَا
تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ یعنے برابر نہیں ہوتی ہے نیکی اور بدی دونوں میں بڑا فرق ہے اِدْفَعْ
بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ یعنے جس نے تجھ سے برائی کی ہے تو تو اس پر احسان کر کے اپنے سے اس کو دفع کر
جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے نہیں عقاب کیا تو نے اس کو جس نے تیرے حق میں اللہ کی نافرمانی

کی شکل ان سے کہ تو اس کے بارے مین اللہ کی اطاعت کرے طلب یہ ہے کہ جس نے تیرے ساتھ برائی کی اور اللہ کا
عاصی ہوا تو اس کے ساتھ نیکی کر اور اللہ کا مطیع ہو اس سے بڑھ کر اس کے حق مین کوئی عقاب نہین ہے فَاِذَا الَّذِی
بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ولی یعنے دوست ہے اور حمیم یعنے قریب یعنی جب تو اس سے نیکی کریگا
جس نے تجھ سے بدی کی ہے تو یہ تیرا اس سے نیکی کرنا اس کو کھینچ لیجاوے گا طرف تیری بہ صافات و محبت و شفقت
کے یہانتک کہ وہ تیرا دوست و شفیق ہو جاوے گا گویا تیرا سچا دوست اور تیرا رشتہ دار ہے یا یون نہو کہ تجھ پر شفقت
کریگا اور محبت بھلائی کرے گا پھر اللہ عز و جل نے فرمایا وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا یعنے اس وصیت کو وہی
قبول کریگا اور اس پر عامل ہوگا جو کہ اس پر صبر کرے گا کیونکہ یہ امر نفوس پر شاق و دشوار ہوتا ہے وَمَا یُلَقّٰھَآ
اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ یعنے یہ رتبہ اوسی کو نصیب ہوتا ہے جو کہ دنیا و آخرت مین سعادت و بہرہ مندی سے صاحب
بہرہ وافر ہے علی بن ابی طلحہ کا لفظ حضرت ابن عباسؓ سے اس کی تفسیر مین یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مومنون
کو امر فرمایا ہے صبر کا وقت غصے کے اور حلم و بردباری کا وقت جہل کے اور عفو و درگزر کا وقت برائی کرنے
کے پھر جب انہون نے یہ کام کیے تو اللہ تعالیٰ ان کو شیطان سے محفوظ رکھے گا اور ان کا دشمن ان کے لیے
خاشع و فروتن ہو جاوے گا گویا وہ ولی حمیم ہے وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ یعنے
انس کا شیطان تو بسا اوقات اس کے ساتھ نیکی کرنے سے فریفتہ ہو جاتا ہے اب رہا جن کا شیطان سو اس کے
بارہ مین کوئی حیلہ و تدبیر نہین بن آتی ہے مگر پناہ مانگنا اس کے خالق کے ساتھ جس نے اس کو تجھ پر مسلط کیا
ہے پس جب تو پناہ مانگے گا ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور اس کی طرف ملتجی ہوگا تو وہ اس کو تجھ سے روک دے گا
اور اس کے کید و مکر کو رد فرماوے گا حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جس وقت نماز کی طرف کھڑے ہوتے تو فرماتے

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ہمزہ و نفخہ و نفثہ ہم اول ذکر کر آئے ہین کہ قرآن شریف مین اس
مقام کی کوئی نظیر نہین ہے مگر سورہ اعراف مین یہ آیت ہے خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ
الْجٰھِلِیْنَ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اور سورہ مومنین مین یہ
آیت اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزٰتِ
الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے اور اس سے بہتر
کس کی بات جس نے بلایا طرف اللہ کے یعنے اسکی توحید و طاعت کی طرف حضرت حسن فرماتے ہین یہ شخص مومن
ہے کہ اس نے جواب دیا اللہ کو اس کی دعوت مین یعنے اس کے بلانے کو قبول کیا اور بلایا لوگون کو طرف اس
شے کے جس مین اس نے اللہ کو جواب دیا یعنے اللہ کی طاعت اور نیک عمل کیا اپنے جواب دینے مین اور کہا
بیشک مین حکم برداروں سے ہون واسطے اپنے رب کے اس کہنے سے غرض صرف کہنا ہی نہین ہے بلکہ اس کہنے

کے ساتھ دل کا اعتقاد ملائے پس اپنے دل سے دین اسلام کی حقیت کا معتقد ہو مع اس تلفظ کے یعنے دل سے اسلام کا معتقد ہوا اور اس سے فرحان وشادان ہو کر اور اس کو اپنا دین ومذہب ٹھیرا کر اور اس کے ساتھ مفتخر کر کے زبان سے کہا وانني من المسلمين ابن سیرین وسدی وابن زید نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یہ قول حضرت حسن سے بھی مروی ہے عکرمہ وقیس بن ابی حازم ومجاہد نے کہا کہ موذنوں میں نازل ہوئی اس میں جو بحث ہے وہ اول گزر چکی ہے اولی حمل آیت کا ہے عموم پر جیسا کہ لفظ اس کا مقتضے ہے اور جو اس کا سبب نزول ہے وہ تو بدخول اولی اس میں داخل ہے پس ہر وہ شخص جس نے جمع کیا درمیان بلانے بندوں کے طرف اس شے کے جس کو اللہ نے مشروع کیا ہے اور نیک عمل کیا یہ وہی ادا کرنا اس شے کا ہے جو اللہ تعالے نے اس پر فرض کی ہے مع اجتناب کرنے اس شے کے جو اللہ پاک نے اس پر حرام کی ہے اور تمام مسلمانوں سے دین میں نہ ان کے غیر سے تو کوئی شے اس سے بہتر نہیں ہے اور نہ واضح تر ہے اس کے طریقے سے اور نہ زیادہ تر ہے ثواب میں اس کے عمل سے **دعوت الی اللہ کے مراتب** ہیں پہلا مرتبہ انبیا علیہم السلام کی دعوت کا ہے کیونکہ یہ حضرات بلاتے ہیں طرف اللہ پاک کے ساتھ حجتوں برہانوں کے اور سیف کے یہ مرتبہ غیر انبیا کے واسطے نہیں ہے **دوسرا مرتبہ** علما کی دعوت کا ہے یہ لوگ اللہ تعالی کی طرف دعوت کرتے ہیں ساتھ دلائل وبراہین کے فقط **علما تین قسم** ہیں ایک عالم باللہ غیر عالم بامر اللہ دوسرا عالم بامر اللہ غیر عالم باللہ تیسرا عالم باللہ وعالم بامر اللہ **پس اول** تو وہ بندہ ہے جس کے دل پر اللہ تعالی کی معرفت مستولی ہو گئی سو وہ اس کے نور جمال وصفات کبریائی کے مشاہدے میں مستغرق ہو گیا پس وہ علم احکام کے سیکھنے کے واسطے فارغ نہیں ہوتا ہے مگر اس قدر جو ضروری ہے **دوسرا عالم** بامر اللہ غیر عالم باللہ یہ وہ ہیں جنہوں حلال وحرام پہچانا اور دقائق احکام کو جانا لیکن اسرار جلال اللہ کو اور اس کے جمال کو نہیں پہچانتے ہیں رہے **تیسری قسم** کے علما یعنے عالم باللہ وباحکام اللہ سو یہ لوگ جامع ہیں فضائل ہر دو قسمین اولین کے یہ کبھی تو بحب وارادہ ساتھ اللہ تعالی کے ہوتے ہیں اور کبھی برحمت وشفقت ساتھ خلق کے پس جب خلق کی طرف رجوع ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ ایسے ہو جاتے ہیں جیسے ان میں کے ایک گویا وہ اللہ تعالی کو پہچانتے نہیں ہیں اور جس وقت اپنے رب کے ساتھ تنہا ہوتے ہیں تو اس کے ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں گویا وہ خلق کو پہچانتے ہی نہیں ہیں یہ راہ ہے مرسلین وصدیقین کی **تیسرا مرتبہ** دعوت کا دعوت بسیف ہے یہ مرتبہ بادشاہوں کے واسطے ہے کیونکہ یہ لوگ کفار سے لڑتے ہیں یہاں تک کہ اللہ کے دین وطاعت میں داخل ہو جائیں **چوتھا مرتبہ** دعوت کا بلانا موذنوں کا ہے طرف نماز کے سو یہ بھی اللہ تعالی کی طرف اور اس کی طاعت کی طرف بلانے والے ہیں یہ مرتبہ اضعف مراتب دعوت الی اللہ ہے پس جب ہر مرتبہ ان مراتب میں سے داخل

ہو ادعوت الی اللہ مین تو یہہ بات ظاہر ہوگئی کہ آیت کی تخصیص ان مراتب مین سے بعض کے ساتھ بیوجہ ہے بالجملہ
بہترین اقوال اس شخص کا قول ہے جو ان تین خصلتون کا جامع ہے ایک تو اللہ تعالی کی طرف بلانا دوسرے
عمل صالح تیسرے دین اسلام کو اپنا دین ٹھیرانا اور اس سے خوش ہونا اور اس کے ساتھ فخر کرنا پھر جب اللہ
پاک نے مشرکون کی برائیان شمار کین اور انکا سو انجام بیان کیا تو اب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آمادہ
کرنا شروع فرمایا اس بات پر کہ ان کو اللہ کی اور اس کی طاعت کی طرف بلاتے جائین پس ارشاد فرمایا ولا
تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ مراد حسنہ سے وہ شے ہے جس پر آپ قائم ہین یعنے دین حق کی طرف ان کو بلانا اور
ان کی جہالت پر صبر کرنا اور ان سے انتقام نہ لینا اور ان کی سفاہت وحماقت کی طرف التفات نہ کرنا اور
سیئہ سے مراد وہ مخالفت وعناد ہے جو انہون نے ظاہر کیا جیسے ان کا یہ قول کہ قلوبنا فی اکنۃ الآیہ اور
یہ قول لا تسمعوا لہذا القرآن الآیہ تو گویا اللہ پاک نے یون فرمایا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا فعل
تو حسنہ ہے اور ان کا فعل سیئہ اور جزا و حسن انجام مین حسنہ وسیئہ برابر نہین ہوتے ہین تو جس وقت تو نے یہہ
حسنہ کیا تو تو مستوجب تعظیم ہوا دنیا مین اور مستحق ثواب ہوا آخرت مین اور وہ اس کی ضد مین تو یہ لائق نہین ہے
کہ ان کا اس سیئہ پر اقدام کرنا تجھ کو مانع ہو اس حسنہ مین مشغول ہونے سے تو تو ان کو اللہ کی طرف بلاتے جا
اور ان کے ماننے نہ ماننے سے کچھ بحث نہین کسی نے کہا کہ برابر نہین ہوتی ہے وہ حسنہ جس سے اللہ پاک راضی
ہوتا ہے اور جس پر ثواب دیتا ہے اور وہ سیئہ جس کو اللہ تعالی مکروہ رکھتا ہے اور جس پر عقاب کرتا ہے کسی نے
کہا کہ حسنہ توحید ہے اور سیئہ شرک کسی نے کہا کہ حسنہ مدارات ہے اور سیئہ غلظت ودرشتی کسی نے کہا
حسنہ عفو ہے اور سیئہ انتصار یعنے بدلا لینا کسی نے کہا حسنہ علم ہے اور سیئہ فحش اس کے سوا اور اقوال بھی ہین
اس کی کوئی وجہ نہین ہے کہ حسنہ کی کسی نوع کے ساتھ انواع طاعات سے تخصیص کی جاوے اور اسی طرح
تخصیص سیئہ کی کسی نوع کے ساتھ انواع معاصی سے کیونکہ لفظ اس کی زیادہ تر وسیع ہے فراء نے کہا کہ
ولا السیئۃ مین کلمہ لا زائد ہے کرخی نے کہا واسطے تاکید کے اس لیے کہ استوا ایک کے ساتھ مکتفی نہین ہوتا ہے پس
معنے یہ ہین برابر نہین ہوتی ہے حسنہ ساتھ سیئہ کے بلکہ حسنہ خیر ہے اور سیئہ شر ہے ابوالسعود کہتے ہین جملہ ولا
تستوی الحسنۃ الخ مستانفہ ہے واسطے بیان محاسن اعمال کے لایا گیا ہے وہ اعمال جو جاری ہین درمیان بندون
کے بعد بیان ان محاسن اعمال کے جو کہ جاری ہین درمیان بندے کے اور رب عزوجل کے مقصود اس سے ترغیب
دینا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو صبر کرنے مین مشرکون کی ایذا پر اور ان کی برائی کے مقابلہ کرنے مین ساتھ
بھلائی کرنے کے اور جملہ ادفع بالتی ہی احسن استیناف ہے واسطے حسن عاقبت حسنہ کے یعنے جب
برائی کرنے والے کی طرف سے تجھ کو برائی آئے تو جن بھلائیون سے اس کا دفع ممکن ہے ان مین سے بہترین

بہلائی کے ساتہہ اس کو دفع کر منجملہ اس کے مقابلہ برائی کرنے کا ساتہہ بہلائی کرنے کے اور گناہ کا ساتہہ عفو کو
اور غضب کا ساتہہ صبر کے اور چشم پوشی کرنا ہفوات و زلات سے اور برداشت کرنا مکروہات کی حضرت ابن عباسؓ نے
فرمایا ملاقات کر تو اس کی ساتہہ سلام کے مجاہد و عطا نے کہا یعنے بالسلام اذا لقی من یعادیہ کسی نے کہا بالمصافحۃ
عند التلاقی مطلب یہ ہے کہ حسنہ و سیئہ اپنی ذات مین متفاوت ہین کوئی نیکی اعلے درجہ کی کوئی اوسط کوئی ادنی اسی
طرح سیئہ ہے پس جب کہ تجہ کو دو نیکیان پیش آئین تو وہ نیکی لے جو دوسری سے بہتر و خوب تر ہے پہر اس کے ساتہہ
دفع کر اس برائی کو جو تجہ پر وارد ہوا اپنے بعض اعدا سے مثلاً اگر کسی شخص نے تجہ سے کوئی برائی کی تو حسنہ یہ ہے کہ
تو اس کو معاف کر دے اور وہ حسنہ جو احسن و بہتر ہے وہ یہ ہے کہ اس کی برائی کی جگہہ تو اس کے ساتہہ احسان کر
مثلاً وہ تیری ذم کرتا ہے تو تو اس کی مدح کرے یا وہ تیرے لڑکے کو مار ڈالے تو تو اس کے بیٹے کو اس کے دشمن
کے ہاتہہ سے فدیہ دیکر چہڑائے بالتی ہی احسن کو جو بجائے بالحسنہ کے رکہا سو اس لیے کہ حسنہ کے ساتہہ دفع کرنے مین
خوب مبالغہ ہو جائے کیونکہ جس نے دفع کیا ساتہہ احسن کے تو اس پر آسان ہو جائیگا دفع کرنا ساتہہ اس شے
کے جو اس سے کم درجہ کی ہے پہر جو فائدہ دفع بالتی ہی احسن سے حاصل ہوتا ہے اس کو بیان کیا فاذا الذی
الآیہ یعنے جب تو یہ دفع کرے گا تو دشمن مثل دوست کے اور بعید مثل قریب کے ہو جائیگا مقاتل نے کہا یہ آیت
حق مین ابوسفیان بن حرب کے نازل ہوئی یہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن تہا پہر آپ کا دوست ہو گیا بسبب
سسرالی رشتہ کے جو درمیان آپکے اور اس کے واقع ہوا پہر مسلمان ہوا تو دوست ہو گیا اسلام مین حمیم ہو گیا بہ
سبب صہارت کے اس کے سوا اور کچہہ بہی کہا ہے اولی حمل کرنا آیت کا ہے عموم پر ضمیر و ما یلقاہا کی راجع ہے
طرف فعلہ یا حالت کی جیسا کہ زجاج نے کہا ہے وہ حالت یہی دفع کرنا سیئہ کا ہے ساتہہ حسنہ کے یعنے نہین
دیے جاتے اس فعل و حالت خاص کو مگر وہ لوگ جنہون نے صبر کیا غصے کے پی جانے اور مکروہ و ناخوش
کی برداشت پر اور سختیون کے گہونٹ گہونٹ اتارنے پر اور بدلہ نہ لینے پر حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین
آدمی ہے کہ اس کا بہائی اسے گالی دیتا ہے تو وہ کہتا ہے اگر تو سچا ہے تو اللہ مجہے بخشے اور اگر وہ جہوٹا ہے
تو اللہ تجہے بخشے سبحان اللہ سوا نفوس قدسیہ کے بہلا یہ کام کسی اور کا ہے اسی لیے فرمایا وما یلقاہا
الا ذو حظ عظیم یعنے یہ بات انہی کو ملتی ہے جو کہ ثواب و خیر مین بڑے حصے والا ہے یا جس کو خلق حسن
و کمال نفس سے بڑا حصہ ملا ہے یہ قول انسب ہے قتادہ نے کہا کہ حظ عظیم جنت ہے لئے وما یلقاہا الا من وجبت
لہ الجنۃ کسی نے کہا کہ ضمیر یلقاہا کی جنت کی طرف راجع ہے کسی نے کہا کلمہ توحید کی طرف جمہور نے
یلقاہا کو تلقیہ سے پڑہا ہے اور طلحہ بن مصرف و ابن کثیر نے ایک روایت مین تلاقاہا ملاقات سے پہر اللہ
تعالی نے شیطان سے پناہ مانگنے کا امر فرمایا کہ اِمَّا یَنْزَغَنَّکَ الآیہ نزغ مشابہ نخس کے ہے نخس کہتے ہین

چونکا مارنے کو چبھونے کو اس کے ساتھ وسوسہ کو تشبیہ دی ہے اس واسطے کہ وسوسہ شر پر باعث ہوتا ہے صحاح مین
کہا نزغ الشیطان بینہم یعنے شیطان نے ان کے آپس مین فساد ڈالا و نزغہ بکلمۃ یعنے اس مین طعن کی مثل نخستہ
لعود او باصبع یعنے اس کو چونکا مارا لکڑی سے یا انگلی سے نزغ کو نازغ ٹھیرایا بطور مجاز عقلی کے جیسے جدّ جدّہ
یا مراد نزغ سے نازغ ہے شیطان کو مصدر کے ساتھ موصوف کیا ہے بطور مبالغہ کے یا بسبب اس کے تسویل و تزیین کے
کلمہ من ابتدائیہ ہے یعنے ایسا نزغ کہ ناشی و صادر ہو شیطان کی جہت سے اور جب نزغ یعنے نازغ ہو تو کلمہ من
تجریدیہ ہوگا یعنے کہ شیطان سے ایک اور شیطان نکالا اور اس کا نام نازغ رکھا اب کلام مین دو مجاز ہونگے
ایک تو یہ ہوا کہ وسوسہ کی تعبیر نزغ کے ساتھ کی دوسرا یہ ہوا کہ شیطان کو نازغ ٹھیرایا کلمہ اِمّا ان شرطیہ ہے اور ما زائدہ
واسطے تاکید معنے شرطیت و استلزام کے اسی لیے نون تاکید کا فعل شرط سے لاحق ہوا ہے اس لیے کہ نون تاکید
کا اس کے ساتھ لاحق نہین کیا جاتا ہے جبتک کہ شرطیہ کی تاکید ما کے ساتھ نہ کی جاے معنے یہ ہین کہ اگر پہنچے
تجھ کو شیطان سے ہیجت یعنے تحمل ان چیزون کے جن کو اللہ تعالی نے تیرے واسطے مشروع کیا ہے یا تجھ کو روکے دفع
کرنے سے ساتھ بہتر برائی کے اور بدترین سیئہ کے ساتھ دفع کرنے کا تجھ کو حکم کرے تو تو پناہ مانگ ساتھ
اللہ کے اس کی شر سے اور مت چل حکم پر چل اور اس کا کہا مت مان اور اس کی شروع کی ہوئی شے کو کر یا بہتریز
حسنہ کے ساتھ دفع کر جملہ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ متعلق ماقبل ہے یعنے اللہ کے ساتھ اس لیے پناہ مانگ
کہ وہ بڑا سننے والا ہے ہر سننے کی بات کا اسی جملہ سے تیرا پناہ مانگنا ہے اور بڑا جاننے والا ہے ہر جاننے کی
شے کا اسی مین سے تیرا فعل و حال ہے اور جو ذات پاک ایسا بڑا سننے جاننے والا ہے تو وہ ضرور پناہ دیتا ہے اس کو
جو اس سے پناہ مانگتا ہے نکتہ یہان انہ ھو السمیع العلیم فرمایا بزیادت کلمہ ھو والف ولام تعریف اور سورہ اعراف
مین انہ سمیع علیم بدون ان دونون کے اس کی یہ وجہ ہے کہ یہان ایسے کلام سے متصل ہے جس کی تکرار و حصر
کے ساتھ تاکید کی گئی ہے یعنے و ما یلقاہا الآیہ سو یہان اس تاکید کے مناسب ایسا ہی کلام مؤکد ہے اور وہان
چونکہ کلام تاکید سے خالی ہے اس لیے کلام حسب قیاس لایا گیا وہ قیاس یہی ہے کہ مسند الیہ معرفہ ہو اور مسند نکرہ
بخاری و مسلم وغیرہما نے سلیمان بن صرد سے روایت کیا ہے کہ دو شخصون نے دشنام دہی کی نزدیک نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ان مین سے ایک کا غصہ سخت ہوا تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک مین
البتہ جانتا ہون ایک کلمہ کہ اگر وہ اس کو کہتا تو اس سے غصہ جاتا رہتا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پس
وہ شخص بولا کیا آپ مجھ کو مجنون خیال کرتے ہین تو آپ نے یہ آیت پڑھی و اما ینزغنک الآیۃ **حکایت** مولانا
الشیخ الاکبر ابن عربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ مین ذکر فرمایا ہے مروی ہے کہ ایک اعرابی فصحاے عرب مین
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور وہ یہ سن چکا تھا کہ آپ کو جوامع الکلم عطا ہوئے اور آپ ہر ایک

ایسی کتاب معجز نازل کی گئی ہے کہ اُس کے معارضہ سے فصحائے عرب عاجز ہوتے ہیں پس اس نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر جو نازل کیا گیا ہے آیا اُس میں ہے مثل اس کے جو میں نے کہا ہے تو آپ نے فرمایا تو نے کیا کہا ہے پس اس اعرابی نے کہا میں نے یہ کہا ہے ؎

وَحَیِّ ذَوِی الْاَضْغَانِ تَسْبِ عُقُوْلَهُمْ ۔ تَحِیَّتَكَ الْقُرْبٰی فَقَدْ یَرْقَعُ النَّعْلَ
وَاِنْ جَهَرُوْا بِالْقَوْلِ فَاعْفُ تَكَرُّمًا ۔ وَاِنْ سَتَرُوْا عَنْكَ الْمَلَامَةَ لَمْ تُقِلْ
فَاِنَّ الَّذِیْ یُؤْذِیْكَ مِنْهُ اسْتِمَاعُهٗ ۔ وَاِنَّ الَّذِیْ قَدْ قِیْلَ خَلْفَكَ لَمْ یُقَلْ

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑہی وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ الآیہ تو وہ اعرابی بول اٹھا ہذا واللہ السحر الحلال واللہ ما تخیلت ولا کان فی علمی انہ نزل ویوتے باحسن مما قلت اشہد انک رسول اللہ واللہ ماخرج ہذا الامن ذی ال انتہے کلامہ ذکرہ الشیخ زادہ رضی اللہ تعالے عنہ ال بمعنے اللہ عزوجل ہے اور واللہ ما بلغ ہذا الکلام الامن ہو رسول اللہ جاء بہ من عند ربہ لانہ خارج عن وسع البشر یعنے واللہ یہ کلام سحر حلال ہے واللہ میں نے یہ خیال نہ کیا اور نہ میرے علم میں تہا کہ وہ نازل ہوا اور لایا جائیگا بہتر اس سے جو میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ کے رسول ہو واللہ نہیں پہونچایا اس کلام کو مگر اُس نے جو کہ اللہ کا رسول ہو لایا اُس کو اپنے رب کے پاس سے کیونکہ وہ بشر کی طاقت سے خارج ہے بالجملہ برائی کا مقابلہ اچہی سے اچہی بہلائی کے ساتھہ کرنا اُسی بختاور آدمی کا کام ہے جس کو فضائل نفسانی و قوت روحانی سے بڑا حصہ ملا ہی کیونکہ انتقام میں مشغول ہونا جو ہوتا ہے سو صرف بوجہ ضعف نفس کے اور اس لیے کہ نفس واردات خارجیہ سے اثر پذیر ہو جاتا ہے اس واسطے کہ جب نفس قوتیہ الجوہر ہوتا ہے تو خارجی واردات سے متاثر نہیں ہوتا اور جب ان سے متاثر نہ ہوا تو اُن کی برداشت بہی اُسپر دشوار نہیں ہوتی ہے اور نہ وہ انتقام میں مشغول ہوتا ہی پس ثابت ہوا کہ یہ نیک سیرت اُسی کو ملتی ہے جو کہ قوت وصفائے نفس سے صاحب بہرہ عظیم ہے یہ بہی احتمال ہے کہ یہ معنے ہوں کہ یہ نیک خصلت اُسی کو نصیب ہوتی ہے جو کہ بہرہ عظیم والا ہے ثواب آخرت سے تو اس وجہ پر قولہ وما یلقاہا الا الذین صبروا ان کی مدح ہوگا بسبب اُنکے صبر کرنے کے اور قولہ وما یلقاہا الا ذو حظ عظیم وعدہ ہوگا بزرگتر حظ کا ثواب سے پہر جب اللہ پاک نے اگلی آیت میں یہ بات بیان فرمائی کہ احسن اعمال واقوال دعوت الی اللہ ہے اور یہ امر معلوم ہے کہ دعوت الی اللہ کے طریقوں میں بڑا عمدہ طریقہ بیان کرنا دلائل کا ہے اور قائم کرنا حجتوں برہانوں کا جو کہ دلالت کرتی ہیں وجود معبود برحق پر جو کہ موصوف بفردانیت وقدرت قاہرہ وحکمت بالغہ ہے تو اب ان دلیلوں کی تقریر شروع کی پس ارشاد فرمایا وَ

مِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ

الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ ○ وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ اِنَّ الَّذِیْٓ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

اور اس کی قدرت کے نمونے میں رات اور دن اور سورج اور چاند سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے وہ بنائے اگر تم اسی کو پوجتے ہو پھر اگر غرور کریں تو جو لوگ نزدیک تیرے رب کے ہیں پاکی بولتے ہیں اُس کی رات اور دن اور وہ نہیں تھکتے اور ایک اس کی نشانی یہ کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی پڑی پھر جب اتارا ہم نے اُس پر پانی تازی ہوئی اور ابھری بیشک جس نے اُس کو جلایا وہ جلاوے گا مردے وہ سب چیز کر سکتا ہے **ف** یہ کیا چیزیں ہیں اور ان کا غرور کیا چیز ہے انتہٰی **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اللہ تعالی آگاہ کرتا ہے خلق کو اپنی قدرت عظیم پر اور اس پر کہ کوئی اُس کا نظیر و مثل نہیں ہے اور وہ قادر ہے اُس شے پر جس کو چاہتا ہے اور اُس کی قدرت کی نشانیوں میں سے رات و دن و سورج چاند ہیں یعنی اس نے رات بنائی ہے اُس کی تاریکی کے اور دن ہے اُس کی روشنی کے اور یہ دونوں ایک پیچھے ایک آتے رہتے ہیں تھکتے نہیں اور بنایا سورج اور اُس کا نور روشنی اور چاند اور اُس کی روشنی اور ٹھیرایا اندازہ اس کی منزلوں کا اس کے فلک میں اور اختلاف چال کا اپنے فلک میں تاکہ اس کی اور سورج کی چال کے اختلاف سے پہچانا جاوے مقدار شب و روز کا اور جمعوں کا اور مہینوں برسوں کا اور اس کی وجہ سے حقوق و اوقات عبادات و معاملات کا پورا ہونا ظاہر ہو جاوے پھر جو اجرام ہیں کہ عالم علوی و سفلی میں مشاہدہ ہوتا ہے ان سب میں سورج اور چاند چونکہ حسین تر تھے اس لیے اللہ پاک نے اس پر آگاہی بخشی کہ یہ دونوں مخلوق ہیں وہ بندے ہیں اس کے بندوں میں سے اُس کے قہر و تسخیر کے تحت میں مقہور و مسخر ہیں پس فرمایا کہ مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے انکو بنایا اگر تم اسی کو پوجتے ہو یعنی اسی کو پوجو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو پس تمہارا اُس کو پوجنا مع اس کے کہ اُس کے غیر کو بھی پوجو تم کو کچھ نفع نہ دیگا کیونکہ وہ اس کو نہیں بخشتا ہے کہ اس کے ساتھ شرک کیا جاوے اسی لیے یوں فرمایا پھر اگر وہ تکبر کریں یعنی تنہا اس کے پوجنے سے اور اسی پر اڑیں کہ شریک کریں اُس کے ساتھ اُس کے غیر کو تو جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں یعنی فرشتے وہ اسکی پاکی بولتے ہیں رات دن اور وہ نہیں تھکتے کما قال تعالے فَاِنْ یَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّیْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِیْنَ حافظ ابو یعلی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مت گالی دو رات کو اور نہ دن کو اور نہ سورج کو اور نہ چاند کو اور نہ ہواؤں

کو کیونکہ بہیجی جاتی ہین رحمت واسطے ایک قوم کے اور عذاب واسطے ایک قوم کے قولہ تعالی ومن آیاتہ الآیۃ یعنے
اور اس کی نشانیون سے اُس کی قدرت پر مردون کے پہر زندہ کرنے پر یہہ ہے کہ تو دیکہتا ہے زمین کو خاشعہ یعنے ماندہ
ساکن اُس مین کچہ روئیدگی نہین بلکہ وہ مردہ ہوتی ہے پہر جب ہم نے اُتارا اُس پر پانی تو اُس نے نکالین سب قسم
کی کہیتیان اور میوے ان الذی احیاہا الآیہ یعنے جس نے اُس کو زندہ کیا وہی مردون کا زندہ کرنے والا ہے اُسکو
ہر شے پر قدرت ہے ف فتح البیان کا بیان خاتمہ مع توضیح یہ ہے کہ رات اور دن آیات قدرت الٰہی سے اس
بات مین ہین کہ ایک حد معلوم پر ایک دوسرے کے پیچہے لگی آتی ہین اور ایک قدر مقسوم پر نوبت بنوبت آتی رہتی
ہین اور سورج اور چاند اس بات مین کہ ہر ایک ان مین سے ایک اندازہ کی ہوئی چال اور ایک نور مقرر کے ساتھ
مختص ہے روشن دونون ہین مگر ہر ایک کی روشنی جدا چلتے دونون ہین مگر ہر ایک کی نئی چال نیا انداز جدا
جدا رنگ ڈہنگ ایک کا تسلط دن کو دوسرے کا رات کو غرضکہ رات دن کا ایک دوسرے کے پیچہے آنا ایسے
طور پر جس کے اوپر خلق کے منافع و مصالح متفرع ہوتے ہین اور مہر و ماہ کا اس کام کے واسطے مسخر کرنا جوان کا
ارادہ کیا جاتا ہے اُن ظاہر تر نشانیون سے ہے جو اللہ پاک کے وجود باجود پر اور اس کی وحدانیت و کمال علم و
حکمت پر دلالت کرتی ہین رہی یہ بات کہ چار چیزون سے تعرض کیا باوجود اس کے کہ پوجنے والون نے جو پوجا
ہے وہ سورج اور چاند ہین جیسا کہ آیندہ آئیگا رات دن کو نہین پوجا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ منظور یہ بات بتانا ہے
کہ سورج اور چاند پورے طور پر سجدہ کرنے کے رتبے سے گرے ہوئے ہین باین طور کہ مخلوقیت کے اندر ان کو
اعراض کے رشتے مین پرویا ہے کون اعراض جن کو بذات خود کسی طرح کا قیام نہین ہے اور یہی بہید ہے کہ
کل کو آیات کے سلک مین منظم کیا ہے مطلب یہ ہے کہ سجدے کی لیاقت نہونے مین جیسے اعراض وغیرہ مخلوق
ہے ویسے ہی یہ ہین اس بات مین اور مخلوق سے ان کو کوئی شرف حاصل نہین ہین جس طرح اور خلق اپنے
خالق کی وحدانیت و قدرت پر دال ہے اسی طرح یہ بہی ہین گو بہ نسبت بعض مخلوق کے باعتبار منافع ان کو
اس پر مزیت ہو یہ اور بات ہے پہر جب یہ بیان کیا کہ یہ چارون اللہ پاک کی آیات سے ہین تو خلق کو سورج چاند
کے پوجنے سے منع کیا اور امر فرمایا کہ اللہ عز و جل کو سجدہ کرین ارشاد فرمایا کہ مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو
کیونکہ یہ دونون تو اُس کی مخلوقات مین سے دو مخلوق ہین گو اُن کے منافع بکثرت ہین سو کچہ اس کی وجہ سے یہ بات
ٹہیک نہین ہو سکتی کہ اپنے خالق کی ربوبیت مین اُس کے شریک ہوجائین بلکہ یہ تو اپنے طلوع و غروب و اختلاف
سیر اور رات دن کی حرکت سے ظاہر ظہور پکار پکار کہہ رہے ہین کہ بہائیو ہم تو اپنے خالق قدیر و قاہر کی مخلوق
و مقہور ہین اُس کے حکم کے موافق تمہارے کاروبار کی اصلاح کے واسطے چکر لگا رہے ہین رات دن چلتے
رہتے ہین فرمایا اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو بنایا کیونکہ مستحق سجدے کا خالق ہی ہے مخلوق اس لائق نہین

ہے کہ اسے سجدہ کیا جائے ضمیر خلقہن کی راجع ہے طرف چار شئے متقدم کے اس لیے کہ حکم جمع غیر عقلا کا حکم جمع اناث کا ہے یا آیات کی طرف پھرتی ہے یا طرف شمس و قمر کے اس لیے کہ ائمہ کی ایک جماعت کے نزدیک تثنیہ بھی جمع ہے یمین کی تبیین یہ ہے کہ چار کی تعبیر جو ضمیر اناث کے ساتھ کی باوجود اس کے کہ تین ان میں مذکر ہیں اور بعادت تغلیب مذکر کی ہے مونث پر سو اس کی یہ وجہ ہے کہ جب ومن آیاتہ فرمایا پھر چاروں کو آیات کے رشتہ میں پرو دیا تو ہر ایک اس میں آیت ہو گیا اس لیے ضمیر اناث کے پیرایہ میں ان کو ادا کیا اور خلقہن فرمایا ان کنتم ایاہ تعبدون اس شرط کا جواب محذوف ہے تقدیر یہ ہے لاتسجدوا لغیرہ اور تقدیم ایاہ کی واسطے حصر وتخصیص کے ہے یعنے اگر تم خاص اسی کو پوجتے ہو تو مت سجدہ کرو اس کے غیر کو اس لیے کہ سجدہ خاص ترین عبادات ہے ساتھ اللہ پاک کے کیونکہ عبادت اس سے عبارت ہے کہ اللہ تعالے کے واسطے ذلیل ہونا اور اس کی جناب کی تعظیم کرنا اور سجود غایت درجہ کی تعظیم ہے تو نسبت باقی وجوہ عبادت کے زیادہ تر خاص ہوا ساتھ اللہ سبحانہ وتعالی کے پس جو شخص عبادت کو اللہ پاک کے ساتھ خاص کرے تو اس کو لازم ہے کہ اس کے غیر کو سجدہ نہ کرے بضرورت اس بات کے کہ اختصاص مطلق عبادت کا واسطے اس کے مستلزم ہوتا ہے اختصاص اخص عبادت کو ساتھ اس کے بطریق اولے کہتے ہیں کہ کچھ لوگ شمس و قمر کو سجدہ کرتے تھے جیسے صابئین اپنے پوجنے میں تاروں کو اور دعوی کرتے ہیں کہ ان کے سجدہ کرنے سے قصد کرتے ہیں اللہ کے واسطے سجدہ کرنے کا سو وہ اس سے منع کیے گئے پس یہ وجہ ہے تخصیص ذکر سجود کی ساتھ نہی کے کسی نے کہا کہ اس کی وجہ تخصیص یہ ہے کہ سجود منتہائے مراتب عبادت ہے انتہی زادہ کہتے ہیں سدی نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک بولے کہ مت سجدہ کرو مگر واسطے لات وعزی کے اس پر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی فان استکبروا الایۃ اب اگر کوئی کہے کہ جو مستکبر ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم کمتر و ذلیل تر ہیں اس سے کہ ہم کو بالذات اللہ تعالی کی عبادت کی لیاقت حاصل ہو سو ہم نہیں پوجتے ہیں مگر اس کو جو اس کے نزدیک ہماری سفارش کرے اور ہم کو اس سے قریب کر دے جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

خدا کی عبادت کے قابل نہیں ہوں میں بندے کا بندہ بنا چاہتا ہوں

پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو اللہ تعالی کے سجدے سے مستکبر ٹھیرایا تو کہیں گے کہ مراد استکبار سے استکبار اللہ تعالے کے سجود سے نہیں ہے بلکہ مراد استکبار سے تکبر کرنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے قبول کرنے سے اس نہی میں کہ تم غیر اللہ کو سجدہ مت کرو تو معنے یہ ہیں پھر اگر وہ تکبر کریں تیرے حکم کے امتثال سے اور انکار کریں مگر واسطے شریک ٹھیرانے کا فذلک لا یقدح عند من یخلص عبادتہ للہ تعالی یہ جواب محذوف ہے شرط کا اس کی جگہ میں فالذین عند ربک الایۃ کو رکھ دیا ہے یہ جواب محذوف کی علت اور اسپر دال ہے

یعنے تو یہ اُن کا استکبار کم نہین کرتا ہے اُن لوگون کی گنتی کو جو خالص کرتے ہین اپنی عبادت کو واسطے اللہ پاک کے
کیونکہ ملائکہ مقربین اللہ تعالے کے پاس اُس کی تنزیہ کیا کرتے ہین انداد سے ہمیشہ یہ کافر پڑے تکبر کیا کرین ان کے
تکبر سے کیا بگڑتا ہے کسی نے کہا کہ جواب محذوف فدعہم وشانہم ہے یعنے اگر یہ لوگ امتثال امر سے تکبر کرین تو تو
اُن کو اور اُن کے حال کو چھوڑ دے کیونکہ اللہ کے ایسے بندے ہین جو اس کو پوجتے ہین جیسے فرشتے کہ رات
دن ہمیشہ اللہ سبحانہ کی تسبیح کیا کرتے ہین کسی نے کہا کہ یسبحون کے معنے یسجدون ہین یعنے سجدہ کرتے ہین اور
اس مین تسبیح کہتے ہین یا بمعنے یصلون ہے یعنے نماز پڑھتے اور اُس مین سجود وغیرہ کرتے ہین مطلب یہ ہے
کہ اللہ پاک عابد کو کبھی معدوم نہین کرتا ہے بلکہ اُس کی خلق مین سے وہ ہین جو علی الدوام اُس کی عبادت کیا
کرتے ہین نہ اُکتاتے ہین نہ سُست پڑتے ہین کلمہ عند سے مراد مکانت وتشریف کی عندیت ہے مکانی مراد نہین
ہے کیونکہ اللہ سبحانہ مکان سے پاک ہے وہ تو کون ومکان کا خالق ہے تشریفی عندیت جیسے اس حدیث شریف مین
ہے انا عند ظن عبدی بی وانا عند المنکسرۃ قلوبہم یہ آیۃ کریمہ بلا خلاف منجملہ آیات سجود سے ہے اختلاف جو
ہے سو موضع سجود مین ہے پس ایک قول یہ ہے کہ موضع سجدے کا ان کنتم ایاہ تعبدون ہے اس لیے کہ امر
سے متصل ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہم لا یسأمون پر ہے کیونکہ یہ تمام کلام ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے مروی ہے کہ وہ سجدہ کرتے تھے آخر آیتین پر حم سجدہ سے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اُن مین کے اول
پر سجدہ کرتے تھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ پہلی اور آخر آیت پر سجدہ کرتے تھے جب
اللہ پاک نے فلکی چار دلیلین ذکر کین تو بعد اس کے دلائل ارضی بیان کین پس ارشاد فرمایا وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ
اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ الآیۃ خطاب ہر صالح خطاب کو ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یعنے اللہ پاک کی نشانیون
سے جو کہ دال ہین اس کی قدرت ووحدانیت وبعث پر یہ ہے کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی پڑی یعنے بعض زمین کو
تو سر کی آنکھہ سے دیکھتا ہے اور بعض کو دل کی آنکھہ سے دیکھے ہوئے پر قیاس کر کے کہ وہ خشک پڑی ہوئی ہو
مطلب یہ ہے کہ رؤیت کے دو معنے ہین ایک تو آنکھہ سے دیکھنا اور دوسرے دل سے جاننا تو یہان دونون معنے ٹھیک
ہین پس جس زمین کو اپنے سر کی آنکھہ سے دیکھا تو یہان بصری رؤیت ہوئی اور جس کو آنکھہ سے نہین دیکھا
تو دیکھے ہوئے پر قیاس کر کے اس کو دل سے دیکھا یہ قلبی رویت ہوئی خاشعۃ کے معنے مین یا بسبب مطابقہ لانباتہ
فیہا یعنے خشک ساکن جس مین روئیدگی نہین ہے لفظ خاشعۃ سے یہ معنے زیادہ تر مناسب ہین کسی نے یون
تفسیر کی یابسۃ مدبۃ جابدۃ یعنے خشک قحط زدہ جمی ہوئی کسی نے کہا الغبراء التی لا تنبت یعنی غبار اڑتی بے
روئیدگی کے ازہری کہتے ہین جس وقت زمین خشک ہوگئی اور اس پر پانی برسایا نہ گیا تو محاورہ عرب مین بولتے
ہین قد خشعت خشوع بمعنے تذلل وتقاصر ہے یعنی ذلیل وپست وکم ہونا جیسے کہتے ہین کہ فلان نے فلان

کے لیے خشوع کہا یعنے تواضع وفروتنی کی اپنے آپ کو پست کیا اور چھوٹا کیا تکبر اس کی ضد ہی چونکہ عربی عجب
عروس پیا زبان ہے اکثر اس مین استعارات وکنایات کے زیور سے آراستگی کی جاتی ہے اس لیے زمین
کی حالت قحط و بے نباتی کے واسطے خشوع کا استعارہ کیا گیا گویا اس حال مین وہ ایسی ہو رہی ہے جیسے کوئی
شخص خاضع خاشع متواضع خاموش ہو رہا ہے جس طرح کہ کریمہ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً مین زمین کو موصوف
بہمود کیا ہے ہمود کہتے ہین آگ کے بجھنے کو یہان اسکے خشک و بے نبات ہونے کی تشبیہ آگ بجھنے سے دی
ہے خشوع و ہمود یہ دونون وصف زمین کے خلاف اس کے وصف کو ہین ساتھ اہتزاز و ربو کے جیسا کہ اللہ پاک
نے فرمایا ہے فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ مار سے مراد بارش کا پانی ہے یا نہر ندی کنوئیں
باولی کا کیونکہ اس کی اصل بھی آسمان ہی کے پانی سے ہے یعنے تم دیکھتے تھے کہ زمین کا حال ہو رہا تھا
کہ خشک بے نبات گرد آلود دبی پڑی تھی پھر جب اللہ پاک نے اس پر پانی نازل کیا تو اس نے روئیدگی لیکر ایک
حرکت عظیم وکثیر وسریع کی تو اس کا یہ حرکت کرنا ایسا ہوا جیسے کوئی خود اپنی سعی سے اسکو کرتا ہے۔ اور
اسی اہتزاز کے معنے مین حرکت کرنا ہاں آدمی جب حرکت کرتا ہے تو محاورہ مین کہتے ہین اہتز
الانسان کما قال الشاعر تراہ کنصل السیف یہتز للندی اذا لم تجد عند امرء السوء مطعما
مجاہد وغیرہ نے کہا ربت کے یہ معنے ہین کہ زمین پھولی اور بلند ہوئی پہلے اس سے کہ روئیدگی اُگلے یعنے
پہلے روئیدگی سے بعد اپنے مردہ ہونے کے اس بنا پر عبارت مین تقدیم وتاخیر ہوگی تقدیر یہ ہے ربت واہتزت
یعنے پھولی اور نبات کر لیکر حرکت کی کسی نے کہا کہ اہتزاز و ربو کبھی تو ہوتی ہین قبل نکلنے روئیدگی کے
زمین سے اور کبھی اس کے بعد ہوتی ہین ربو کے معنے لغت مین مرتفع ہونے کے ہین جس طرح کہ بلند جگہہ
کو ربوہ و رابیہ بولتے ہین پس نبات حرکت کرتی ہے واسطے باہر آنے کے پھر اپنے جسم کے طول وعرض
مین بڑھتی جاتی ہے کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ خوش ہوتی ہے بارش سے اور پھولتی ہے ساتھ روئیدگی
کے کسی نے کہا شق ہوگئی پھر اس کی مٹی بلند ہوئی اور اس سے روئیدگی نکلی اور مابین زمین وآسمان
کے بلند ہوئی روئے زمین کو ڈھانکتی ہوئی اور اس کی رگین منشعب ہوئین اور اس کے تنے موٹے ہوئے
تو اب اس کے چلنے کو مانع ہوگئے اس آسان حالت پر جس مین وہ اول تھی اور اس روئیدگی سے مزین ہوئی
گویا ویسی ہوگئی جیسے کوئی اپنے لباس وزینت مین تکبر کرتا ہے اور اکڑتا ہے اس لیے کہ اس سے پہلے ذلیل
ومتواضع کے مثل تھی ابوجعفر وخالد نے ربأت پڑہا ہے اس آیت کی تفسیر پوری طور پر سورہ حج مین گزرچکی ہے
پھر جب اللہ پاک نے بیان کیا کہ دعوت الی دین اللہ اعظم مناصب و اشرف مراتب ہی پھر یہہ بیان
کیا کہ اس کی طرف دعوت کرنا حاصل ہوتا ہے سواے بات سے کہ اس کے وجود کے دلائل ذکر کیے جائین

اوراس کے کہ وہ صفات عظمت کی ساتھہ متصف ہی اوراس باب مین دلائل وآیات کثیرہ ذکر فرمائے تواب عود کیا طرف دہمکانے اُن لوگون کے جوکہ اُن آیتون مین نزاع کرتے ہین اور شبہے ڈالکران مین جہگڑتے ہین پس ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ۝ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ۝ مَا یُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَیْهِمْ عَمًی ؕ اُولٰٓئِكَ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ ۝ جو لوگ ٹیڑہے رہتے ہین ہماری باتون مین ہم سے چہپی نہین بہلا ایک جو پڑتا ہے آگ مین بہتر یا ایک جو آوے گا امن سے دن قیامت کے کرتے جاؤ جو چاہو بیشک جو کرتے ہو وہ دیکہتا ہے جو لوگ منکر ہوئے سمجہوتی سے جب اُن پاس آئی اور یہ کتاب ہے نادر اس پر جہوٹ کا دخل نہین آگے سے نہ پیچہے سے اُتاری ہوئی ہے حکمتون والے سب خوبیون سراہے کی تجہ سے وہی کہتے ہین جو کہہ دیا ہے سب رسولون کو تجہ سے پہلے تیرے رب کے یہان معافی بہی ہے اور سزا بہی ہے دکہہ والی اور اگر ہم اُس کو کرتے قرآن اوپری زبان کا تو کہتے اس کی باتین کیون نہ کہولی گئین کیا اوپری زبان کی کتاب اور عرب کا آدمی تو کہہ یہ ایمان والون کو سوجہہ ہے اور روگ کا دفعہ اور جو یقین نہین لاتے اُن کے کانون مین بوجہہ ہے اور یہہ اُن کو اندہا پا ان کو پکارتے تہے دور کی جگہہ سے انتہی

ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا الحاد رکہنا کلام کا ہے اُس کے غیر مواضع پر قتادہ وغیرہ نے کہا کہ الحاد کفر وعناد ہے لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا الآیۃ مین تہدید شدید ووعید اکید ہے یعنے اللہ پاک اس شخص کو جانتا ہے جو کہ اُس کی آیات واسماء وصفات مین الحاد کرتا ہے اور عنقریب اس پر اُس کو جزا دے گا ساتہہ عقوبت ونکال کے اسی لیے یون فرمایا اَفَمَنْ یُّلْقٰی الآیۃ یعنے آگ مین پڑنے والا اور بے خوف آنے والا قیامت کے دن یہ دونون برابر نہ ہون گے پہر اللہ عزوجل نے کافرون کی تہدید کرنے کو فرمایا اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ مجاہد وضحاک وعطائی خراسانی نے کہا یہ وعید ہے یعنے کرو جو چاہو خیر یا شر بیشک وہ تم کو جانتا ہے اور تمہارے اعمال کو دیکہتا ہے اسی لیے فرمایا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ پہر اللہ جل جلالہ نے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ الآیۃ ضحاک وسدی وقتادہ نے کہا کہ ذکر قرآن شریف ہے وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ یعنے بیشک وہ البتہ ایک کتاب منیع الجناب ہے کوئی

اس کی مثل لانیکا قصد نہین کر سکتا ہے باطل نہ اُسکے آگے سے آتا ہے نہ پیچھے سے یعنے بطلان کو اس کی طرف
کوئی راہ نہین ہے اسلیے کہ وہ اُتار اگیا ہے طرف سے رب العالمین کے اسی لیے یون فرمایا تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ
حَمِیْدٍ یعنے اُتارا ہوا ہے طرف سے اس ذات پاک کے جو کہ اپنے اقوال و افعال مین حکمتون والا ہے سراہا ہوا
ہے اپنے ساری اوامر و نواہی مین سب کے عواقب و غایات محمود ہین پھر اللہ عز وجل نے فرمایا مَا یُقَالُ لَکَ اِلَّا مَا قَدْ
قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِکَ قتادہ و سدی وغیرہما نے کہا نہین کہی جاتی ہے واسطے تیرے تکذیب مگر ویسی جو
کہی جا چکی ہے واسطے رسولون کے تجھ سے پہلے پس جیسا تو جھٹلایا گیا ویسے ہی وہ جھٹلائے گئے اور جیسا انھون
نے صبر کیا اپنی قوم کی ایذا دہی پر ویسا ہی تو صبر کر اپنی قوم کی ایذا پر جو تجھ کو دیتے ہین یہ قول ابن جریر کا مختار
ہے انھون نے اور ابن ابی حاتم نے اس کے سوا اور کوئی قول حکایت نہین کیا قولہ تعالے اِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ
مَغْفِرَۃٍ وَّ ذُوْ عِقَابٍ اَلِیْمٍ یعنے بیشک تیرا رب البتہ بخشش والا ہے واسطے اُس کے جو اُس کی طرف رجوع ہوا
اور دردناک عذاب والا ہے واسطے اس کے جو ہمیشے کفر و طغیان و سرکشی و عناد و دشمنی و شقاق و مخالفت پر چلتا رہا
ابن ابی حاتم سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہین جب کہ یہ آیت نازل ہوئی ان ربک لذو مغفرۃ الایۃ تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر نہ ہوتا عفو اللہ کا اور تجاوز اُس کا تو گوارا نہ ہوتا کسی کو عیش اور اگر نہ ہوتے
اُس کے وعید و عقاب اسکا تو البتہ بھروسا کر بیٹھتا ہر کوئی قولہ تعالے وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا الایۃ
جب کہ اللہ تعالے نے قرآن شریف کا ذکر فرمایا اور اُس کی فصاحت و بلاغت و احکام کا اُس کے لفظ و معنی
مین اور باینہمہ مشرکین اُس پر ایمان نہ لائے تو آگاہی بخشی اس بات پر کہ اُن کا کفر ساتھ اس کے عناد و تعنت
و سرکشی کا کفر ہے کما قال عز و جل وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰی بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ فَقَرَاَہٗ عَلَیْھِمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ
مُؤْمِنِیْنَ اور اسی طرح اگر سارا قرآن شریف عجم کی زبان مین اُتارا جاتا تو البتہ بطور سرکشی و عناد کے
کہتے کیون نہین اتار اگیا کھولکر عرب کی زبان مین اور البتہ اُس کو اوپرا جانتے تو کہتے کیا اوپری بان
کی کتاب اور عرب کا آدمی یعنے کیونکر اُتارا جاتا ہے عجمی کلام عربی مخاطب پر جو اُس کو سمجھتا نہین ہے اسی
طرح یہ معنے حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و سدی وغیرہم سے روایت کیے گئے ہین
کسی نے کہا کہ یہ قول اُن کا لولا فصلت الایۃ مراد اس سے یہ ہے کیون نہ اتاری گئین بعض آیتین اوپری
زبان مین اور بعض عربی مین یہ قول حضرت حسن البصری رضی اللہ عنہ کا ہے اور وہ اس کو اسی طرح پڑھتے
تھے بدون استفہام کے اعجمی مین یہ قول سعید بن جبیر سے بھی ایک روایت ہے اس قول مین بنسبت اول
کے سرکشی و عناد مین زیادہ تر مبالغہ ہے پھر اللہ عز وجل نے فرمایا قُلْ ھُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھُدًی وَّ شِفَآءٌ
یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہدے کہ یہ قرآن اس شخص کے واسطے جو اس پر ایمان لایا ہدایت

ہے اس کے دل کے لیے اور شفا ہے اُن شکوک و شبہون کی جو سینون مین ہین اور وہ لوگ جو ایمان نہین لاتے ہین اُن کے کانون مین بوجھ ہے یعنے وہ اُس شے کو نہین سمجھتے ہین جو اُس مین ہے اور وہ اُن پر اندھا پا ہے یعنے وہ راہ نہیں پاتے ہین طرف اُس بیان کے جو اُس مین ہے کما قال تعالے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا **قولہ تعالے** اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ مجاہد نے کہا یعنے وہ پکارے جاتے ہین اُس جگہہ سے جو کہ دور ہے ان کے دلون سے **ابن جریر** نے کہا معنے اس کے یہ ہین گویا جو شخص اُن سے خطاب کرتا ہے وہ اُن کو پکارتا ہے دور جگہہ سے نہین سمجھتے ہین اس بات کو جو وہ کہتا ہے حافظ ابن کثیر فرماتے ہین یہ مثل اس آیت کے ہے وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَاءً وَّنِدَاءً صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ **ضحاک** نے کہا کہ پکارے جاوینگے قیامت کے دن ساتھ زشت ترنامون اُن کے **سدی** نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے نزدیک ایک شخص کے مسلمانون مین سے فیصلہ کر رہے تھے کہ ناگاہ اس شخص نے کہا یا لبیکاہ یعنے اے شخص مین حاضر ہون تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا تو کیون لبیک کہتا ہے کیا تو نے کسی کو دیکھا ہے یا کسی نے تجھے پکارا ہے تو اس نے کہا مجھے پکارا ایک پکارنے والے نے دریا کے ورے سے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اولئک ینادون من مکان بعید ابن ابی حاتم نے اس کو روایت کیا ہے **ف** فتح البیان کا۔ این فائح مع توضیح یہ ہے کہ الحاد اصل مین مطلق میل و عدول و انحراف کو کہتے ہین اسی معنے سے قبر کے لحد کو لحد بولتے ہین اس لیے کہ وہ اس کے ایک جانب کی طرف مائل تر ہوتی ہے جب کہ قبر کھودنے والا سیدھی کھودنے سے مائل ہوتا ہے پھر ایک جانب مین کھودتا ہے تو کہتے ہین الحد الحافر و لحد پس الحاد کا استعارہ کیا گیا واسطے جال زمین کے جب کہ وہ ملحود ہو یعنی مائل کی ہوئی پھر اس کا استعارہ کیا گیا واسطے منحرف و مائل ہونے کے تاویل مین آیات قرآن کے صحت و استقامت کی جہت سے اور محاورے مین بولتے ہین الحد فی دین اللہ یعنے اللہ کے دین سے میل و عدول کیا اور لحد بھی کہتے ہین یہ ایک لغت ہے الحد مین ملحدون کو الحد و لحد سے پڑھا ہے یہ دونون قرارت سبعیہ ہین تفسیر الحاد کی پوری طور پر اول گزر چکی ہے یعنے بیشک جو لوگ مائل ہوتے ہین حق و راستی سے ہماری آیتون مین یا بین طور کہ ان مین طعن کرتے ہین اور تحریف و تاویل باطل کرتے ہین اور ان مین لغو بکتے ہین مجاہد نے کہا قرآن کے ایمان سے مائل ہوتے ہین دوسرا قول ان کا یہ ہے کہ مائل ہوتے ہین وقت تلاوت قرآن کے ساتھ مکا و تصدیہ و لغو و غنا کے قتادہ نے کہا جھوٹ بولتے ہین ہماری آیتون مین سدی نے کہا معاندہ و مشاقہ یعنے دشمنی و مخالفت کرتے ہین ابن زید نے کہا شرک کرتے ہین یہ سب معانی قریب یکدیگر ہین بالجملہ ان الذین الآیہ کا رجوع اُن لوگون کی طرف ہے جنہون نے کہا تھا لا تسمعوا لہذا القرآن والغوا فیہ یہ وہی ہین جنہون نے الحاد کیا

اللہ کی آیتون مین اور حق سے مائل ہوئے تو بولے کہ قرآن اللہ کے پاس سے نہین ہے یا شعر ہے یا سحر ہے پس آیات سے
مراد آیات قرآن ہین جیسا کہ قرطبی نے کہا ہے ان کی خبر لا یخفون علینا ہے یعنے یہ لوگ جن کا ذکر ہوا ہم سے چھپے
نہین ہین بلکہ ہم اُن کو جانتے ہین پھر ہم اُن کو جزا دینگے اُن کاموں کی جو وہ کرتے تھے پھر کیفیت جزا کی اور تفاوت
درمیان مومن و کافر کے بیان فرمایا افمن یلقی فی النار الآیہ استفہام واسطے تقریر کے ہے اور غرض اس سے آگاہ
کرنا ہے اس بات پر کہ جو آیتون مین الحاد کرنے والے ہین تو وہ ڈالے جائینگے آگ مین اور جو اُن پر ایمان
لانے والے ہین وہ آئینگے بےخوف ہو کر قیامت کے دن ظاہر آیت عموم ہے اس لیے کہ اعتبار عموم لفظ کا
ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا پس یہ تمثیل ہے کافر و مومن کی کہا ہے کہ ابوجہل کے حق مین نازل ہوئی ہے اور مراد من
یلقی سے ابوجہل ہے اور من یاتی آمنا سے مراد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کلبی نے کہا حضرت حمزہ کسی نے کہا
حضرت عمر کسی نے کہا ابوسلمہ بن عبد الاسود مخزومی رضی اللہ تعالی عنہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا من
یلقی ابوجہل بن ہشام اور من یاتی آمنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بشیر بن تمیم سے مروی ہے کہ ابوجہل و
عمار بن یاسر کے بارے مین نازل ہوئی ہے عکرمہ سے بھی مثل اس کے مروی ہے **کلمہ ام** کلمہ من سے جدا لکھا جاتا ہے
واسطے اتباع مصحف امام کے **نکتہ** ظاہر یہ تھا کہ ام من یدخل الجنۃ فرمایا جاتا مگر یون نہ فرمایا اس لیے کہ منظور تصریح
کرنا ہے اُن کی امن کو اور اُن سے خوف دور ہونے کو کما قالہ الکرخی اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ امر تہدید ہے
زجاج نے کہا لفظ تو امر کا لفظ ہے اور معنے اُس کے وعید ہین یعنے تم کرو اپنے وہ اعمال جو تم کو نار مین لیجائینگے
جو چاہو پس وہ تم کو بدلا دیگا تمہارے کل اعمال کا حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اعملوا ما شئتم واسطے اہل بدر
کے ہے خاص مطلب یہ ہے کہ یہ کلمہ سوائے اہل بدر کے تہدید و وعید ہوتا ہے اور ان کے واسطے بشارت ہے
اور اطلاع ہے اُن کے علو مرتبہ کی قولہ تعالی اِنَّہٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ یعنے تم عمل کرو جو چاہو بیشک وہ تمہارے
اعمال کو خوب دیکھتا ہے اس پر کوئی چیز بھی شئے مخفی نہین ہے پھر وہ اس پر تمکو جزا دیگا قولہ تعالے اِنَّ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا الآیہ جملہ مستانفہ ہے ماقبل کی تقریر و تاکید کرتا ہے اور خبر ان کی محذوف ہے ای یجازون بکفرہم او
ہالکون او یعذبون یعنے بیشک جو لوگ کہ منکر ہوئے قرآن کے جب کہ وہ اُن کے پاس آیا بدلہ دیے جائینگے
اپنے کفر کا یا ہلاک ہونے والے ہین یا معذب ہونگے شاید نکتہ حذف خبر کا یہ ہو کہ جو کوئی اپنے رب کی کتاب کا
منکر ہو جس مین دنیا و دین کی خوبی ہے اور ہر قسم کی نصیحت و پند سود مند لیے کی سزا بیان سے باہر ہے بری
سے بری سزا جو چاہو سمجھو وہ اسکا مستحق ہے کسی نے کہا کہ ان کی خبر ینادون من مکان بعید ہے لیکن یہ قول
بعید ہے گو عمرو بن العلاء نے اسی کو ترجیح دی ہے کسائی نے کہا کہ اس کی خبر کے قائم مقام وہ ہی سابق ان
کی خبر ہے یعنے لا یخفون علینا کسی نے کہا کہ یہ جملہ بدل ہے اول جملہ سے یعنے ان الذین یلحدون فی آیاتنا

اور خبر ان کی وہی خبر سابق ہے اس سے یہ نکلا کہ آیات میں الحاد کرنے والے قرآن کے منکر ہیں بعض نے اور
وجوہ بھی ذکر کیے ہیں جب کہ اللہ پاک نے ملحدین فی آیات اللہ کی تہدید میں مبالغہ کیا تو بعد اس کے قرآن
شریف کی تعظیم بیان فرمائی وَاِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ یعنے بیشک وہ قرآن جس میں کافر الحاد کرتے تھے البتہ ایک
بڑی کتاب عزیز ہے عزیز یا تو ماخوذ ہے عزت بمعنے غلبہ سے یعنے وہ غالب ہے ممتنع ہے اس سے کہ کوئی اسکا معارضہ
ومقابلہ کرے یا طعن کرنے والے اس میں طعن کریں ممنوع ہے ہر عیب سے بحمایت الٰہی حمایت کی گئی ہے اللہ پاک
نے بحفظ خود اس کو بچایا ہے اور ہر وقت میں اس کے واسطے مانعین ومحافظین مقدر فرمائے ہیں وہ لوگ اسکو
محفوظ ومحروس کہتے ہیں بایں طور کہ اہل ہوا وزیغ کے شبہوں کا ابطال اور اُن کی تاویلات فاسدہ کا
رد کرتے ہیں پس وہ بحفظ الٰہی غالب ہے یا عزت خلاف ذلت سے ماخوذ ہے یعنے وہ کثیر النفع عدیم النظیر کتاب
ہے خلق اس کے معارضے سے عاجز ہے کسی نے کہا کہ اعزہ اللہ بمعنے منعہ سے ماخوذ ہے یعنے وہ ممتنع ہے
ابطال وتحریف کے قبول سے پھر اس کی یہ صفت بیان کی کہ وہ حق ہے باطل کو کسی طرح اُس کی طرف راہ
نہیں ہے پس فرمایا لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ الآیۃ زجاج نے کہا اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ اس سے محفوظ ہے کہ اس
سے کم کیا جائے تو باطل اُسکے پاس آئے اُس کے آگے سے یا اُس میں زیادہ کیا جائے تو باطل اُس کے پاس
آئے اُسکے پیچھے سے قتادہ وسدی بھی اسی کے قائل ہیں اس بنا پر باطل کے معنے زیادت ونقصان کے
ہیں مقاتل نے کہا نہیں آتی ہے اُسکو تکذیب اُن کتابوں سے جو اُس کے قبل ہیں اور نہ اُس کے بعد کوئی
کتاب آئے گی کہ اس کو باطل کرے کلبی وسعید بن جبیر اسی کے قائل ہیں کسی نے کہا کہ باطل شیطان ہے
یعنے وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا ہے کہ اس میں زیادہ کرے یا اُس سے کم کرے کسی نے کہا یہ معنے ہیں
کہ نہ اُس میں بڑھایا جاتا ہے ..... نہ اس سے گھٹایا جاتا ہے نہ تو جبریل علیہ السلام کی طرف سے اور نہ حضور صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے کسی نے کہا نہیں آتی ہے اس کو تبدیل اور تناقض بوجہ من الوجوہ کسی نے کہا
نہیں آتا ہے اس کو باطل اس چیز سے جس کی خبر دی زمانہ متقدم میں اور نہ زمانہ متاخر میں یعنے اس کی
اگلی پچھلی خبریں سب راست ودرست ہیں کسی نے کہا کہ باطل اس کی طرف راہ نہیں پاتا ہے کسی جہت سے
منجملہ جہات کے تا آنکہ اُس کے پاس پہونچے معنے یہ ہیں کہ ہر وہ شے جو اُس میں ہے حق وصدق ہے اُس میں
وہ چیز نہیں ہے جو کہ واقع کے مطابق نہ ہو یہ سب معانی ٹھیک ہیں لیکن عموم اولے ہے قولہ تعالے تَنْزِیْلٌ
مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ خبر ہے مبتدائے محذوف کی ای ہو یا صفت دیگر ہے کتاب کی نزدیک اس شخص کے
جو صفات میں سے غیر صریح کی صریح پر تقدیم جائز رکھتا ہے کسی نے کہا یہ صفت ہے کتاب کی اور جملہ لا یاتیہ
الباطل معترضہ ہے درمیان موصوف وصفت کے کسی نے کہا یہ جملہ تعلیل ہے کتاب کی ومضمون مذکورین

کی یعنے وہ کتاب عزیز کثیر النفع عدیم النظیر یا منیع وغالب کہ اس کا ابطال کسی سے بن نہین آتا اس لیے ہے کہ اتاری
گئی ہے حکیم کی طرف سے اور وہ کتاب حق ہے کہ باطل اُس کی طرف راہ نہین پاتا اس واسطے کہ وہ منزل ہے حمید کی
طرف سے پھر جب اللہ پاک نے اپنی آیتون کا شریف اور اپنی کتاب کا علو درجہ بیان کر دیا تو اس طرف رجوع
ہوا کہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حکم دیا کہ اپنے قوم کی ایذا پر صبر کرین اور وہ جو کتاب اللہ کے سوچنے سے
اعراض کرتے ہین اُس سے دل تنگ نہ ہون کیونکہ یہ کوئی نئی بات نہین ہے پس ارشاد فرمایا مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا
مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ کلمہ ما نافیہ ہے کسی نے کہا استفہامیہ ہے ای شئی استفہام انکاری بھی بمعنے
نفی ہوتا ہے حاصل دونون کا ایک ہے یعنے نہین کہا جاتا ہے واسطے تیرے ان کافرون کی طرف سے کہ تجھ کو
ساحر کاذب مجنون کہتے ہین مگر مثل اس کے جو کہا جا چکا ہے واسطے رسولون کے پہلے تجھ سے کیونکہ اُنکی
قوم اُن کو ویسا کہتی تھی جیسا تجھ کو یہ لوگ کہتے ہین حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تسلی ہے کہ اُن کو کہنے دیو
اور اُن کی ایذا دہی سے اثر پذیر نہ ہو یا یہ معنے ہین کہ نہین کہا جاتا ہے واسطے تیرے توحید و اخلاص
عبادت کا اللہ تعالی کے واسطے مگر وہی جو اگلے رسولون کے واسطے کہا گیا ہے کیونکہ ساری شرایع اس
پر متفق ہین یعنے توحید کوئی نئی بات نہین ہے یہ تو ہمیشہ سے چلی آئی ہے پھر کفار کیون اس کو اوپرا سمجھتے
ہین اب جو کوئی توحید اختیار کرے گا اور تنہا اللہ کو پوجے گا اس کی مغفرت ہوگی اور جو کفر و شرک و تکذیب
کرے گا اس کو عقاب ہوگا چنانچہ ارشاد فرمایا اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ یعنے بیشک تیرا رب البتہ
بڑی مغفرت والا ہے واسطے اُن شخص کے جو اس کی مغفرت کا مستحق ہے یعنے وہ موحد جنہون نے تیری پیروی کی
اور اُن نبیون کی جو تجھ سے پہلے تھے اور دردناک عذاب والا ہے واسطے کفار کے جو کہ اللہ کے رسولون کے
مکذب و دشمن ہین یا یہ معنے ہین کہ تیرا رب البتہ صاحب مغفرت ہو واسطے اپنے نبیون کے اور صاحب عقاب
الیم ہے واسطے اُن کے اعداء کے قول ثانی کی بنا پر یہ بھی احتمال ہے کہ قولہ تعالی اِنَّ رَبَّكَ الآیۃ مقولہ ہو قول
کا یعنے کہ حاصل اُس شے کا جو تیری طرف اور اُن کی طرف وحی کی گئی وعدہ مغفرت کا ہے مومنون کو
اور عقاب کا کافرون کو قولہ تعالے وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا الآیۃ کرخی کہتے ہین یہ جواب ہے ان
کے قول کا کہ کیون نہ اُتارا گیا قرآن عجم کی زبان مین پس اللہ پاک نے فرمایا اگر ہم کرتے اس قرآن کو جس کو تو
پڑہتا ہے لوگون پر عرب کی غیر زبان مین تو کہتے کیون نہ بیان کی گئین اُسکی آیتین ہماری زبان مین کیونکہ
ہم تو عرب ہین عجم کی زبان کو سمجھتے نہین ہین کسی نے کہا مراد یہ ہے کیون نہ تفصیل کی گئین اُس کی آیتین
تو بعض اعجمی کی جاتین واسطے سمجھانے عجم کے اور بعض عربی واسطے افہام عرب کے ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ مین استفہام
انکاری ہے اور تتمہ قول مشرکین سے ہے یعنی البتہ کہتے کیا کلام اعجمی اور رسول عربی حضرت ابن عباس رض

کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے اگر ہم کرتے قرآن کو اعجمی اور اے محمد تیری زبان عربی ہے تو البتہ کہتے اعجمی و عربی تو ہر
کو ہماری پاس لاتا ہے مختلف یا مختلط کیون نہ ظاہر کی گئین اُس کی آیتین تو ہوتا قرآن مثل زبان کے فرماتا ہے
پس ہمنے نہ کیا تاکہ وہ یہ نہ کہین تو اب اُن پر حجت ہو گئی اعجمی وہ ہے جو فصیح و صاف نہین بولتا ہے برابر ہے
کہ عرب سے ہو یا عجم سے ابو السعود فرماتے ہین اعجمی اس کلام کو کہتے ہین جو سمجھا نہین جاتا اور اُس کے متکلم کو حرف
یا واسطے مبالغے کے ہے وصف مین جیسے احمری یعنے نہایت سرخ ہمین کہتے ہین اعجمی وہ ہے جو صاف
نہین بولتا ہے گو عرب سے ہو یہ منسوب ہے طرف اپنی صفت کی مثل احمری و دواری کے حرف یا اس مین مبالغہ
کے لیے ہے وصف مین نسب اس مین حقیقی نہین ہے امام رازی رحمہ اللہ تعالی نے لوامع مین فرمایا ہے
کہ یہ حرف یا مثل یای کرسی و بختی کے ہے شیخ نے ان دونون مین فرق کیا ہے کہا کہ مثل یائے کرسی و بختی
کے نہین ہے کیونکہ اُن دونون کی یا پر کلمہ بنا کیا گیا ہے بخلاف یائے اعجمی کے کیونکہ عرب لوگ رجل اعجم و
اعجمی بولتے ہین انتہے اعجم ضد فصیح ہے یعنے وہ شخص جو اپنے کلام کو ظاہر و واضح نہین کرتا ہے اور حیوان
غیر ناطق کو بھی اعجم کہتے ہین ابوبکر و حمزہ و کسائی نے ااعجمی بدو ہمزہ محقق پڑھا ہے اور حضرت حسن وغیرہ نے
بیک ہمزہ بنا بر خبر اور باقی قرار نے بتسہیل ہمزہ ثانیہ بین بین خفاوی نے کہا ہے ایک قرارت تو یہ ہے کہ
ہمزہ ثانیہ کی تحقیق یعنے بدون داخل کرنے الف کے درمیان اس کے اور ہمزہ اولی کے دوسرے قلب ہمزہ ثانیہ کا
الف ممدودہ بمد لازم ہے تیسرے تسہیل ہمزہ ثانیہ کی مع داخل کرنے الف کے درمیان اُس کے اور ہمزہ اولی کی
چوتھے تسہیل ثانیہ کے بدون داخل کرنے الف کے یہ چار سبعیہ ہین پانچوین باسقاط ہمزہ اولی یہ اُنکے کلام
کا حاصل ہے عمرو بن میمون نے اعجمی بفتح عین پڑھا ہے یہ منسوب ہے طرف عجم کے حرف یا اس مین واسطے
نسب کے ہے حقیقۃً یون بولتے ہین رجل عجمی اگرچہ فصیح ہو ااعجمی کے رفع مین تین وجہ ہین ایک یہ ہے کہ مبتدا
ہے خبر محذوف تقدیر یہ ہے ااعجمی و عربی یستویان یعنے کیا اعجمی و عربی برابر ہوتے ہین دوسری یہ ہے کہ
خبر ہے مبتدائے محذوف کی اے اھو ای القرآن اعجمی والمرسل بہ عربی یعنے کیا وہ قرآن اعجمی ہے اور
جو اس کو دے کر بھیجا گیا عربی ہے تیسری فاعل ہے فعل مقدر کا اے ایستوی اعجمی و عربی یعنے کیا برابر
ہوتا ہے اعجمی اور عربی یہ وجہ ضعیف ہے اس لیے کہ فعل محذوف نہین ہوتا ہے مگر انہین مواضع مین جنکا
بیان ہمین نے کیا ہے نسفی کہتے ہین معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے کی آیتین کسی طریقے پر اُن کے پاس
آتین تو وہ ان مین تعنت پاتے یعنے سرکشی و تعنت کرتے کیونکہ وہ کچھ طالب حق تو تھے نہین وہ تو صرف
اپنی خواہشون کی پیروی کرتے تھے اس مین اشارہ ہے اس بات پر کہ اگر اللہ قرآن کو زبان عجم مین اُتارتا
تو وہ قرآن ہوتا پس یہ دلیل ہوگی واسطے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے جواز نماز مین جب کہ فارسی مین

پڑہے انتہے **فتح البیان** مین ہے کہ اس مین حضرت امام صاحب کے واسطے کوئی حجت نہین ہے جیسا کہ نسفی
وغیرہ نے زعم کیا ہے کیونکہ یہ ترکیب تو مخرج فرض و تقدیر مین خارج ہوئی ہے نہ بطور وقوع و تحقیق کے انتہی
شیخزادہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ کفار
اپنی تعنت و سرکشی کی وجہ سے کہتے تہے کہ کیون نہین اترا قرآن عجم کی زبان مین سو اسکا اُن کو یہ جواب دیا
گیا کہ اگر بات ویسی ہوتی جیسے تم فرمایش کرتے ہو تو بہی تم اعتراض و تعنت و سرکشی کو نہ چہوڑتے امام رازی
مفسرین کے اس قول پر راضی نہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ قول خالی نہین ہے طعن سے قرآن شریف مین کیونکہ
یہ اس کا مقتضی ہے کہ ایسی آیات کا ورود جائز کہا جاوے جن کا ایک دوسرے سے کچہ تعلق نہ ہو تو اب کتاب
منتظم نہ رہے گی چہ جائیکہ معجز ہونے کا کیا ذکر ہے پہر کہا ہے بلکہ حق یہ ہے نزدیک میرے کہ یہ سورت اول سے آخر
تک ایک ہی کلام ہے بعض بعض سے متعلق ہے یہ کلام متعلق ہے اس قول سے جو اللہ تعالی نے کفار سے نقل
فرمایا ہے کہ قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ و فی اذاننا وقر اور اس کا جواب بہی تقدیر یہ ہے اگر ہم نازل کرتے
اس قرآن کو عجم کی زبان مین تو ان کو یہ پہنچتا وہ یون کہتے کیونکہ ہم پر اتری عجمی کلام قوم عرب کی طرف
نبی عربی کی زبان پر اور یہ ان کا کہنا ٹہیک ہوتا کہ ہمارے دل غلافون مین ہین اس کلام سے اور ہمارے
کانون مین بوجہ ہے کیونکہ ہم تو اس کو سمجہتے نہین ہین اور نہ اس کے معنے کا احاطہ کر سکتے ہین اب
جبکہ یہ قرآن عرب کی زبان مین اترا اور تم اسی زبان کے لوگون مین ہو تو یہ دعوے تم کو کیونکر ممکن ہے کہ
تمہارے دل اس سے غلافون مین ہین اور تمہارے کانون مین بوجہ ہے پس ظاہر ہو گیا کہ جب ہم اس کلام
کا جواب ٹہیرائین تو سورت اول سے آخر تک احسن وجوہ انتظام پر رہے گی اور اس وجہ پر جس کو لوگ ذکر کرتے ہین
امر انتظام مختل ہو جاوے گا تو یہ وجہ نہایت عجیب ہے انتہے پہر **جب** اللہ پاک نے کفار کی فرمایش کا بطلان
بیان کیا اور یہ کہ وہ باز نہ آئین گے آیتون مین تعنت کرنے سے کسی طرح سے یہ وہ آئین تو اب بسبب
وضوح آیات و سطوع براہین قرآن اسکا یہ وصف ذکر کیا کہ وہ راہ بتانے والا ہے طرف حق کے اور زائل
کرنے والا ہے شبہہ و شک کا اور شفا دینے والا ہے جہل و کفر و ارتیاب کے مرض سے پس فرمایا قُلْ
هُوَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هُدًی وَّ شِفَآءٌ یعنے وہ قرآن واسطے اُن لوگون کے جو ایمان لائے ہدایت ہے راہ
پاتے ہین اس سے طرف حق کے اور شفا ہے شفا حاصل کرتے ہین بسبب اُس کے باطنی شک و شبہہ
اور ظاہر دکہ درد سے **شہاب** کہتے ہین یہ رد ہے اُن پر باین طور کہ قرآن اُن کے واسطے ہادی ہو
اور جو مرض اُن کے سینون مین ہے اُس کے لیے شافی ہے اور شبہہ کے دفع مین کافی ہے سو اسی لیے
مستحق ہین فی انفسہم سبین بغیرہ ہو کر ان کی زبان مین وارد ہوا ہے **شیخزادہ** فرماتے ہین الذین امنوا

سے مراد وہ لوگ ہین جن کا حال رجوع ہو کا طرف ایمان کے بسبب صفائی اُن کے جوہر نفس کے کدورات نفسانی و
اخلاق ردی سے وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ مبتدا ہے فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ بتقدیر کلمہ ہو خبر ہے اس لیے کہ آگے
وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى فرمایا ہے جب کہ اس بات کی خبر دی کہ قرآن اُن لوگون کے واسطے ہدایت ہے تو اب یہہ خبر
دی کہ وہی قرآن کافرون کے کانون مین بوجہہ ہے اور ان پر اندہا یا ہے اس لیے کہ وہ اس کے سننے سے اور
اس کے معانی سمجھنے سے زبردستی بہرے بنتے ہین اسی لیے باہم اتفاق کیا کہ اس کے پڑہتے وقت لغو کو
شور مچاؤ اور جو آیات ونشانیان وہ اُن کو دکہاتا ہے اُن سے بتکلف اندہے بنتے ہین لفس قرآن شریف
کو جو ہدی ووقر ٹہیرایا سو واسطے مبالغے کے دوسری صورت یہہ ہے کہ موصول ثانی معطوف ہے موصول اول
پر اور وقر معطوف ہے ہدی پر اس شخص کے نزدیک جو معمولین عاملین مختلفین پر عطف جائز کہتا ہے تقدیر
یہہ ہوئی ہو للذین اٰمنوا ہدی وشفاء وللاٰخرین وقر فی اٰذانہم قتادہ نے کہا کہ کافر لوگ بہرے ہوئے قرآن سے
اور اندہے ہوئے اس سے سدی نے کہا کہ ان کے دل اس سے اندہے ہوئے کسی نے کہا معنے یہہ ہین وہو علیہم
ذو عمی یعنے قرآن اُن پر اندہا پے والا ہے مصدر کے ساتھہ اُس کا وصف کیا واسطے مبالغے کے کسی نے
کہا ہو راجع ہے طرف وقر کے یعنے وہ بوجہہ اُن پر عمی ہے یعنے تاریکی وشبہہ جمہور نے عمی بفتح میم منون
پڑہا ہے اس بنا پر کہ مصدر ہے عمی یعمی سے کا جیسے ہوی یہوی ہوی حضرت ابن عباس وحضرت عبد اللہ
ابن الزبیر وحضرت عمرو بن العاص وحضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم نے بکسر میم منون بنا بر اسم منقوص اس بنا پر کہ
قرآن کا اس کے ساتھہ مجازا وصف کیا گیا اور عمرو بن دینار نے بکسر میم وفتح یا بصیغہ فعل ماضی ابو عبیدہ
نے اول قراءت کو اختیار کیا ہے اس لیے کہ اول ہدی وشفاء فرمایا ہے ہادی وشافی نہین کہا تو اول کے
مناسب یہی ہے کہ یہان بہی مصدر ہو اُولٰٓئِكَ مبتدا ہے يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ خبر ہے یعنی وہ لوگ
جو ایمان نہین لاتے ہین پکارے جاتے ہین دور جگہہ سے مطلب یہہ ہے کہ وہ قرآن شریف کو سمجہتے نہین
باوجود خوش بیانی اسکی کے اور ان کی زبان دانی کے اس اعتبار سے ان کے حال کی تمثیل دی اس
شخص کے حال سے جو کہ مسافت بعید سے پکارا جاتا ہے پہر وہ وہان سے اسکی آواز نہین سنتا ہے فراء نے
کہا جو شخص تمہارے بات کو سمجہتا نہین اس سے تم یون کہتے ہو انت تنادی من مکان بعید یعنے دور جگہہ
سے پکارا جاتا ہے مطلب یہ کہ بات نہین سمجہتا پس اس مین استعارہ تمثیلیہ ہے پہر جب اللہ پاک نے کفار
کے وصف مین مبالغہ کیا ساتہہ عناد وتکذیب کے جیسے اُن کا یہ قول کہ قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ تو حضور
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یون تسلی دی کہ تو کچہہ منفرد نہین ہے ساتہہ ایذا پانے کے اپنی قوم سے درمیان
انبیا کے بلکہ یہ تو قدیم رسم ہے پس ارشاد فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْ لَا

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ۝ إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ ۝ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ ۖ وَظَنُّوا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ۝ لَا يَسْأَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ۝ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝ اور ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب پھر اُس مین پھوٹ پڑی اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے نکل چکی تیرے رب سے تو اُن مین فیصلہ ہو جاتا اور وہ دھوکے مین ہین اُس سے جو چین نہین دیتا جس نے کی بھلائی سو اپنے واسطے اور جس نے کی بُرائی وہ بھی اسی پر اور تیرا رب ایسا نہین کہ ظلم کرے بندون پر اسی کی طرف حوالہ ہے خبر قیامت کی اور کوئی میوے نہین جو نکلتے ہین اپنے غلاف سے اور گابھ نہین رہتا کسی مادہ کو اور نہ وہ جنے جس کی اسے خبر نہین اور جس دن اُن کو پکارے گا کہان ہین میرے شریک بولین گے ہم نے تجھ کو کہہ سنایا ہم مین کوئی نہین اقرار کرتا اور چوک گیا اُن سے جو پکارتے تھے پہلے اور اٹکلے کہ انکو نہین کہین خلاصی نہین تھکتا آدمی مانگنے سے بھلائی اور اگر لگ جاوے اس کو بُرائی تو آس توڑ بیٹھے نا امید ہو کر اور اگر ہم چکھاوین اُس کو کچھ اپنی مہر پیچھے ایک تکلیف کے جو اُس کو لگی تھی تو کہنے لگے گا یہ ہے میرے لائق اور مین نہین سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر مین پھر گیا اپنے رب کی طرف بیشک مجھ کو ہے اُس کے پاس خوبی سو ہم جتاوین گے منکرون کو جو اُنھون نے کیا ہے اور چکھاوینگے اُن کو ایک گاڑھی مار **ف** بات وہی نکل چکی کہ فیصلہ ہے آخرت مین انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے اور البتہ مقرر ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب پھر اختلاف کیا گیا اُس مین یعنے اُن کی تکذیب کی گئی اور اُن کو ایذا دی گئی پس تو صبر کر جیسا کہ صبر کیا اولوالعزم نے رسولون مین سے اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے نکل چکی تیرے رب سے ایک مدت مقرر تک ساتھ تاخیر حساب کے روز معاد تک تو البتہ فیصلہ کر دیا جاتا اُن مین یعنے البتہ عذاب کی بات اُن کے واسطے جلدی کر دی جاتی بلکہ اُن کے لیے تو ایک جانے وعدہ ہے ہرگز وہ نہ پاوین گے اُس کے ورے کوئی پھرنے کی جگہ اور وہ دھوکے مین ہین اُس سے جو چین نہین دیتا یعنے اُنکا جھٹلانا اُس کو کچھ بصیرت و بینائی سے نہ تھا جو بات کہی اُسکو پختہ طور پر سمجھ بوجھ نہین بلکہ جو کچھ کہا اُس مین شک کرنے والے تھے جس شے مین تھے اُس مین محقق و پختہ کار نہ تھے ابن جریر نے اسی طرح اس کی توجیہ کی ہے اور یہی محتمل بھی ہے واللہ اعلم اللہ پاک فرماتا ہے جس نے کی بھلائی سو اپنے

سنریھم ایٰتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم

واسطے یعنے اسکا نفع اُسی کی جان پر عائد ہوگا اور جس نے کی بُرائی سو وہ بھی اُسی پر یعنے اسکا وبال اُسی پر راجع ہوگا
اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ظلم کرے بندون پر یعنے وہ عقاب نہین کرتا ہے کسی کو مگر بسبب اس کے گناہ کے اور نہ
عذاب کرتا ہے کسی کو مگر بعد اس کے کہ اُس پر حجت قائم کرے اور اس کی طرف رسول بھیجے پھر فرمایا جل وعلا اُسی
کی طرف پھیرا جاتا ہے علم قیامت کا یعنے اُس کو کوئی نہین جانتا ہے سوا اس کے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا اور آپ سید البشر ہین جبرئیل علیہ السلام سے اور وہ سادات ملائکہ سے ہین جب کہ جبرئیل علیہ السلام نے
آپ سے قیامت کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ جس سے اُس کا پوچھا جاتا ہے وہ دانا تر نہین ہے پوچھنے والے سے
اور جس طرح کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے اِلٰی رَبِّکَ مُنْتَهٰهَا وقال تعالے لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ **قولہ**
تعالے وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ الآیہ یعنی ساری اشیا اُس کے علم سے ہوتی ہین اس کے علم سے تو ذرہ
بھر زمین مین غائب ہوتا ہے نہ آسمان مین اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وقال تعالے
یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ وقال تعالے وَمَا
یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ **قولہ سبحانہ و**
تعالے وَیَوْمَ یُنَادِیْهِمْ الآیہ یعنے قیامت کے دن اللہ تعالی پکارے گا مشرکون کو روبرو ساری خلائق
کے کہان ہین میرے شریک جن کو تم نے میرے ساتھ پوجا تہا تو کہین گے ہم نے تجھے خبر دے دی کہ کوئی ہم
مین سے آج اس کی گواہی نہین دیتا ہے کہ تیرے ساتھ کوئی شریک ہے اور جن کو پہلے پوجا تہا وہ جاتے رہے
سو انہون نے ان کو کچھ نفع نہ پہونچایا وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ یظن بمعنے یقین ہے یعنے قیامت کے دن
مشرکون نے یقین کر لیا کہ نہین ہے واسطے اُن کے کوئی بھاگنے کی جگہہ اللہ تعالے کے عذاب سے کما قال تعالے
وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ یَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا **قولہ تعالے** لَا یَسْاَمُ
الْاِنْسَانُ الآیہ یعنے اوکتا نہین آدمی خیر کے مانگنے مین اپنے رب سے مراد مال وصحت جسم وغیرہ ہے اور اگر
لگ جائے اُس کو بُرائی یعنے بلا یا محتاجی تو آس توڑے نا امید ہو کر یعنے اس کے ذہن مین یہ پڑے کہ بعد اس کے
کوئی خیر اس کو میسر ہوگی اور اگر ہم چکہا دین اس کو کچھ اپنی مہر پیچھے ایک تکلیف کے جو اس کو لگی تہی تو کہنے
لگیگا یہ ہے میرے لائق یعنے جب کہ اس کو کوئی خیر و رزق پہونچے بعد اس کے کہ وہ سختی مین تہا تو کہنے لگے
کہ یہ میرے لیے ہے بیشک مین اس کا استحقاق رکھتا تہا نزدیک اپنے رب کے اور مین خیال نہین کرتا ہون
قیامت کو قائم ہونے والی یعنے قیامت کے قائم ہونے کا انکار کرتا ہے یعنے اس سبب سے کہ اسے ایک نعمت
دی گئی تو اتراتا ہے اور بڑائی مارتا ہے اور کفر کرتا ہے کما قال تعالے كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى اَنْ رَّاٰهُ
اسْتَغْنٰى **قولہ تعالے** وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّیْۤ الآیہ یعنے اگر وہان پھر جانا ہوگا تو ضرور میرا رب مجھ پر

احسان کرے گا جیسا اس نے اس کو بہن تجھ پر احسان کیا ہے باوجود بے عمل کرنے کے اور عدم الیقین کے اللہ عزوجل
پر ثنا کرتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا فَلْتُنَبِّئَنَّ الآیہ جس شخص کا یہ عمل و اعتقاد ہو اللہ پاک اس کو عقاب و نکال کے
ساتھ تہدید کرتا ہے **ف** فتح البیان کا بیان ہے توضیح یہ ہے کہ ولقد اتینا الآیہ ایک کلام مستانف ہے متضمن
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی و تشفی کو اس رنج و غم سے جو آپ کو حاصل ہوتا تھا بسبب کفر کرنے قوم کی
اور بوجہ طعن کرنے کے قرآن شریف میں سو اللہ پاک نے خبر دی کہ یہ تو ایک قدیم عادت ہے رسولوں کی امتوں
میں کچھ تمہاری قوم کے ساتھ خاص نہیں ہے کیونکہ جو کتابیں اُن کی طرف نازل کی جاتی تھیں تو وہ اُن میں اختلاف
کیا کرتے تھے بعض لوگ کہتے کہ حق ہیں بعض کہتے کہ باطل ہیں جس طرح کہ تمہاری قوم نے اختلاف کیا ہے تمہاری
کتاب میں سو کوئی تو اس کی تصدیق کرتا ہے کوئی تکذیب یہاں مراد کتاب سے توریت شریف ہے اور فیہ کی ضمیر
اُسی کی طرف پھرتی ہے کسی نے کہا کہ حضرت موسی علیہ السلام کی طرف راجع ہے لیکن قول اول اولی ہے اس واسطے
کہ توریت ذکر کتاب ہی کا چلا آتا ہے گو نبی میں اختلاف کرنا بعینہ کتاب میں اختلاف کرنا ہے پھر اگر یہ خیال ہو
کہ اگلی امتوں کے مکذب تو ہلاک کر دیے جاتے تھے اس امت کے مکذب کیوں نہیں معذب ہوتے سو اس کی یہ وجہ
ذکر فرمائی وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ الآیہ یعنے اگر نہ ہوتا کلمہ جو سابق ہو چکا ہے تیرے رب سے عذاب کی
تاخیر کرنے میں اُن لوگوں سے جنہوں نے قرآن کی تکذیب کی ہے تیری امت میں سے اور اُن کی مہلت دینے
میں جیسا کہ فرمایا ہے وَلٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا بایں طور کہ ان کی تکذیب
کے واسطے عذاب کی جلدی کر دی جاتی قتادہ نے کہا کہ سابق ہو چکا ہے واسطے ان کے ایک وقت اور ایک
مدت اللہ پاک کی طرف سے جس کو وہ پہونچنے والے ہیں مطلب یہ ہے کہ تکذیب کی وجہ سے وہ اسی کے مستحق ہیں
کہ ہلاک کر دیے جائیں لیکن حکمت الٰہی اس کی مقتضی ہوئی کہ اُن کو مہلت دی جائے ایک مدت مقررہ تک
یا روز قیامت تک اور وہاں مصدق اور مکذب میں فیصلہ ہو وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ یعنے اور
بیشک وہ البتہ شک میں ہیں تیری کتاب سے جو کہ تجھ پر نازل کی گئی ہے یعنے قرآن ایسا شک کہ مریب ہے
یعنے شک میں ڈالنے والا یا شک شدید الریب یا ایسا شک کہ موجب ہے واسطے اضطراب کے کسی نے کہا کہ مراد
اس سے یہود ہیں یعنے یہود شک مریب میں ہیں توریت سے لیکن قول اول اولی ہے پھر فرمایا کہ کافر لوگ جو
تیرے حق میں اور تیری کتاب کے باب میں بدگوئی کرتے ہیں تو اس سے تو حزن مت ہو اس لیے کہ مَنْ عَمِلَ
صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ الآیہ یعنے جو کوئی اللہ کا مطیع ہوگا اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے گا اور ان کی تکذیب
نہ کرے گا تو اس کا ثواب اسی کی طرف راجع ہوگا اور اُسکا نفع اُسی کے ساتھ خاص ہوگا اور جو کوئی برائی
کرے گا تو اس کی برائی کا عقاب اُسی پر ہوگا نہ اس کے غیر پر کیونکہ اللہ پاک ہر ایک کو قیامت کے دن

وہی جزا دیگا جس کا وہ مستحق ہے اسی لیے فرمایا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ یعنے اللہ پاک عذاب نہین کرتا ہے کسی کو
بگر بسبب اس کے گناہ کے اور نہ اُس سے کسی پر ظلم واقع ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا
ظلّام صیغہ نسب کا ہے جیسے تمّار و بقّال وخبّاز ہے مبالغہ کا صیغہ نہین ہے یہ تقریر اور تقریرون سے بہتر
ہے کرخی نے کہا کہ ظلام کے معنے ذو ظلم ہین اس مین اس طرف اشارہ ہے کہ ظلام صیغہ مبالغہ نہین ہے سورۂ
آل عمران مین بذیل تفسیر ان اللہ لیس بظلام للعبید اس آیت کے معنے پر گفتگو گذر چکی ہے اور اسی طرح سورۂ
انفال مین چونکہ یہان اسکا مظنہ تھا کہ کوئی کہے کہ یہ دن کب ہوگا اس لیے اللہ پاک نے خبر دیدی کہ علم
قیامت کا اور وقت اُس کے قیام کا سوا اُس کے اور کوئی نہین جانتا ہے پس ارشاد فرمایا اِلَيْهِ يُرَدُّ
عِلْمُ السَّاعَةِ یہان مضاف مقدر ہے لے علم سوال الساعۃ یعنے متے تکون مطلب یہ ہے کہ اس سوال کے جواب
کا علم اُسی کی طرف پھیرا جاتا ہے پس جس وقت سوال واقع ہو قیامت سے تو مسئول پر واجب ہے کہ اُس کے علم
کو اللہ کی طرف پھیرے نہ اس کے غیر کی طرف یہ حصر الیہ کی تقدیم سے معلوم ہوتا ہے **مروی** ہے کہ مشرکون نے
کہا تھا اے محمد اگر تو نبی ہے تو ہم کو خبر دے کہ قیامت کب قائم ہوگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی قولہ تعالیٰ مَا
تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا کلمہ ما نافیہ ہے اور اول کا من استغراق کے لیے اور دوسرا ابتدائے غایت
کے واسطے ہے یعنے اور نہین نکلتے ہین کوئی میوے اپنے غلافون سے کسی نے کہا کہ کلمہ ما موصولہ ہے
محل جر مین معطوف ہے ساعت پر اور اول من بیانیہ یعنے اسی کی طرف رد کیا جاتا ہے علم قیامت کا اور
علم ان میوون کا جو نکلتے ہین اپنے غلافون سے لیکن قول اول اولے ہے اس واسطے کہ بعد کا ما نافیہ
ہے موصولہ نہین بن سکتا اور نظم کلام ایک ہے تو معلوم ہوا کہ نافیہ ہونا بہتر ہے **اکمام** جمع کم بکسر کاف ہے
کم کہتے ہین میوے کے ظرف کو جس مین وہ ہوتا ہے اس کا اطلاق ہر ظرف پر ہوتا ہے مال کا ظرف ہو یا
اور کسی شے کا **ابو عبیدہ** کہتے ہین اکمامہا اوعیتہا اوعیۃ وہ ظرف ہین جن مین میوے ہوتے ہین اُحد
اس کا کم وکمہ ہے **راغب** کہتے ہین کم وہ شے ہے جو ہاتھ کو ڈھانکتی ہے کُرتے سے اور وہ شے ہے
جو میوے کو ڈھانکتی ہے جمع اس کی اکمام ہے یہ قول اس پر دال ہے کہ کم بضم کاف ہے کیونکہ اس کو مشترک
ٹھیرایا درمیان کم قمیص کے اور کم ثمرہ کے اور اس مین کچھ اختلاف نہین ہے کہ قمیص کا کم بالضم ہے
یعنے کرتے کی آستین اور ہو سکتا ہے یون کہین کہ جو کم میوے کا ظرف ہے اس مین دو لغت ہین ضم و کسر
جمہور نے من ثمرۃ با فراد پڑھا ہے بنا بر ارادۂ جنس اور نافع وابن عامر وحفص نے بجمع اس لیے کہ انواع ثمار
مین اختلاف ہوتا ہے **قتادہ** نے کہا من اکمامہا حین تطلع یعنے نہین نکلتے ہین کوئی میوے اپنے
غلافون سے جبکہ نکلتے ہین وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ یعنے اور نہین اُٹھاتی ہے

کوئی مادہ حمل کو اپنے پیٹ مین اور نہ جنتی ہے اُس حمل کو مگر ساتھ علم اللہ کے استثنا ہی مفرغ ہے اعم احوال
سے یعنی نہین حادث ہوتی ہے کوئی شے یعنی نکلنا کسی میوہ کا اپنے غلاف سے اور نہ حمل کسی حاملہ مادہ کا اور
رہنا کسی جننے والی کا کسی حال مین احوال سے ملابس واسطے کسی شے کے اشیا سے مگر یہہ حال ملابست اُسکی
کی کے ساتھ علم اللہ کے پس اُسی کی طرف رد کیا جاتا ہے علم قیامت کا جس طرح کہ رد کیا جاتا ہے اُسکی
طرف علم ان امور حادثہ کا نکتہ متعلق علم کا ذکر نہین کیا واسطے تعمیم کے کیونکہ اس وقت ذہن سامع کا ہر
طرف جائیگا یعنے حمل کا نر و مادہ ہونا خوب صورت بد صورت ہونا اور بچے کی مان اُس کو وقت دن پورے
ہونے کے جنے گی یا اس سے قبل اور میوہ پکنے کے وقت کو پہونچے گا یا اس سے قبل بگڑ جائیگا اس کے مثل
اور امور **حکایت** مروی ہے کہ منصور دوانقی کو ایک مدت اپنی عمر کی معرفت کا فکر رہا پھر اس نے زئی
خواب مین ایک خیال دیکھا کہ اس نے اپنا ہاتھ دریا سے نکالا اور پانچ انگلیون سے اشارہ کیا اس باب
مین اس نے علماء سے پوچھا تو انہون نے اُس کی تعبیر کہی پانچ برس اور پانچ مہینے اور اس کے سوا اور
یہانتک کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تاویل اس کی یہ ہے کہ غیب کی کنجیان پانچ ہین اور یہہ
آیت پڑھی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ
مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کذا ذکرہ الشیخ زادہ رزق اللہ لشیخ زیادہ
ف اگر کوئی کہے کہ بعضے صالح منجملہ اصحاب کشف کبھی کوئی بات کہتا ہے سو وہ اُس مین صواب کو
پہونچتا ہے یعنے وہ بات ٹہیک ہوتی ہے اور اسیطرح کاہن و نجومی تو کہین گے کہ اصحاب کشف تو
جب کوئی بات کہین گے تو وہ اللہ تعالی کے الہام و اطلاع سے ہوگی ان کو پس وہ اللہ تعالے کے علم
سے ہوئی جس کی طرف حوادث کا علم رد کیا جاتا ہے رہے کاہن و نجومی سو ان کو ہرگز قطع و جزم ممکن
نہین ہے کسی شے مین منجملہ اُن چیزون کے جن کو کہتے ہین صرف غایت اس کا ادعائے ظن ضعیف
ہے جو صواب کو کبھی نہین پہونچتا ہے اور اللہ پاک کا جو علم ہے سو وہی علم یقین مقطوع بہ ہے جس پر
کوئی اُس کا شریک نہین ہے کذا قالہ الخازن **فتح البیان** مین ہے اس مین دلیل ہے اس پر کہ
اصحاب کشف و کاہن و اہل نجوم ان کو ہرگز قطع و جزم ممکن نہین ہے کسی شے مین اُن چیزون سے جن
کو کہتے ہین واقع مین سچی بات ہے کاہنون نجومیون کا تو کچھ ٹہیک ہی نہین ارباب کشف کے واسطے
بھی سخت شروط ہین کہ ان کا میسر ہونا نہایت دشوار ہے مرد صالح یکا شرع کا تابع ولی رحمن سچا
اور کشف صحیح مطابق ظاہر شریعت کے ہو ہر بے سر و پا مبدعین تابع شیطان کے کشف کا کچھ ذکر ہی نہین
ہے **بالجملہ** جب کہ اللہ پاک نے قیامت کا ذکر کیا تو بعد اس کے کچھ قیامت کا حال بھی ذکر کر دیا اور اس سے

قائلین شرکا و انداد کو وعید سنائی پس ارشاد فرمایا وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي کلمہ یوم مین اذکر محذوف عامل ہے
شرکا کی اضافت اپنی ذات کی طرف فرمائی بنا بر اُنکے زعم باطل کے یعنے ذکر کر اُس دن کا جس مین اللہ سبحانہ
پکارے گا مشرکون کو مراد روز قیامت ہے یہ بطور تہکم و تقریع و سرزنش کے اُن سے فرمائیگا کہان ہین میرے
شریک جن کا تم دعوے کرتے تہے کہ وہ میرے شریک ہین دنیا مین بتون وغیرہ سے اب تم اُن کو بلاؤ تو چاہیے
کہ وہ تمہاری واسطے سفارش کرین یا عذاب کو تم سے دفع کرین قَالُوا آذَنَّاكَ ماضی کا صیغہ بمعنے مضارع
ہے تحقق کے بتانے کو ماضی کے پیرایہ مین اُسکو ادا کیا ہے محاورے مین بولتے ہین آذن یوذن اذا اعلم یعنے
ایذان بمعنے اعلام ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا اعلمناک کسی نے کہا بمعنے اخبرناک ہے لسنفی کہتے ہین کہ
یہ قول ظاہر تر ہے اس واسطے کہ اللہ تعالے تو اس کا عالم تہا اور اعلام عالم کا محال ہے سوا اس کے نہین
کہ خبر دینا واسطے عالم بالشئے کے تحقق ہے ساتہہ اُس شئ کے جس کو وہ جان چکا ہے مگر یہ کہ معنے یون ہون
کہ تو نے اب جان لیا ہمارے دلون سے کہ ہم وہ باطل گواہی نہین دیتے ہین کیونکہ جب اُس نے اس بات
کو جان لیا اُن کے نفوس سے تو گویا اُنہون نے اُس کو اعلام کیا انتہے یا یون کہو کہ اعلام مجاز ہے قول سے
کیونکہ حقیقت اعلام کی تو اللہ تعالے کے حق مین متصور نہین ہو سکتی ہے اسی لیے حضرت شاہ صاحب رحمہ
اللہ تعالے نے اس کا ترجمہ کہہ سنایا کیا ہے اور حضرت ابن عباس نے جو اعلمناک کی تفسیر فرمائی ہے سو باعتبار
لغت کے ہے دوسری یہ ہے کہ اعلام بمعنے اخبار ہو سکتا ہے جس طرح کہ مجازًا بمعنے قول آتا ہے معنے
یہ ہین مشرکین کہینگے بمعنے تجہے خبر دیدی مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ یعنے نہین ہے ہم مین سے کوئی گواہ جو اہر
کی گواہی دے کہ تیرے واسطے کوئی شریک ہے یہ یون ہے کہ جب قیامت کا معاینہ کرین گے تو شریکون سے
بیزار ہو جائین گے اور جن بتون کو پوجتے تہے وہ ان سے بیزار ہو جائین گے کسی نے کہا کہ قائل اس قول
کے معبود لوگ ہین جن کو وہ پوجتے تہے یعنے نہین ہے ہم مین سے کوئی گواہ جو اُن کے واسطے یہ گواہی دے
کہ وہ حق پر تہے لیکن قول اول اولی ہے وَضَلَّ عَنْهُمْ الآیہ یعنے غائب و زائل و باطل ہو گئے آخرت مین
وہ اصنام وغیرہ جن کو پہلے پوجتے تہے دنیا مین اور یقین کی اور جان لی یہ بات کہ اُن کے لیے کوئی جگہ
بہاگنے کی نہین ہے عذاب سے حیص بمعنے فرار ہے محاورے مین بولتے ہین حاص یحیص حیصًا اذا ہرب کسی نے
کہا کہ ظن اپنے حقیقی معنے پر ہے کیونکہ اس حال مین ظن و رجا ان کے واسطے باقی رہین گی لیکن اولی
یہ ہے کہ ظن یہان بمعنے یقین ہے جیسا کہ ترجمہ مین گزر چکا ہے جب کہ اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ یہ کافر
آخرت مین شرکا سے بیزار ہونگے بعد اس کے کہ دنیا مین شریکون کے ثابت کرنے پر اصرار کرتے تہے تو اب
یہ ذکر کیا کہ انسان ساری اوقات مین متغیر الاحوال ہے ایک راہ پر جمتا نہین ہے کسی خیر و قدرت کا حاصل

کرتا ہے تو بھول جاتا ہے اور بڑا اجتناب ہے اور اگر کسی بلا و نقمت کا احساس کرتا ہے تو ذلیل و خوار ہو جاتا ہے پس
ارشاد فرمایا لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ یعنے ملول نہیں ہوتا ہے
انسان خیر کے مانگنے سے واسطے اپنے نفس کے اور اس کے کھینچنے سے طرف اپنے اور ہمیشہ اپنے رب سے مال کا
سوال کرتا رہتا ہے خیر سے مراد اس جگہہ مال و صحت و سلطان و غلبہ و نعمت ہے سدی کہتے ہیں کہ انسان
سے مراد اس جگہہ کافر ہے کسی نے کہا ولید بن مغیرہ کسی نے کہا عتبہ و شیبہ فرزندان ربیعہ اور امیہ بن خلف
اولیٰ محل آیت کا سبب عموم پر باعتبار غالب کے تو اب تلبس زیادہ کا خروج اس کے منافی نہ ہوگا حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے من دعاء المال پڑہا اور اگر لگے اس کو برائی یعنے بلا و شدت و فقر و مرض تو بڑا نا امید ہونے
والا ہے اللہ کے روح سے بڑا آس توڑنے والا ہے اس کی رحمت سے مطلب یہ ہے کہ انسان کا اقبال خیر
کی حالت میں تو یہ حال ہے کہ نہیں پہونچتا ہے طرف کسی وجہ کے مگر طالب زیادتی ہوتا ہے اس پر اور
کبھی اس کی طلب سے ملول نہیں ہوتا ہے اور ادبار و حرمان کے حال میں آئس و قانط ہو جاتا ہے اللہ پاک کی
رحمت سے کسی نے کہا یؤس ہے اپنی دعا کے قبول ہونے سے قنوط ہے بسبب بدگمان کے ساتھ اپنے رب
کے کسی نے کہا یؤس ہے اس مکروہ کے زائل ہونے سے جو اس کو لگا ہے قنوط ہے بسبب گمان کرنے
اس کے دوام کے جو اس کو حاصل ہوتا ہے یاس صفت ہو قلب کی یعنے رجا کا قطع کرنا اور قنوط ظاہر کرنا ہے
اس کے آثار کا ظاہر بدن پر صنیع محلی اکثر ادوات کے مقتضی ہے اور بعض اسی کے قائل ہیں اس بنا پر دونوں کا جمع
کرنا واسطے تاکید کے ہوگا یؤس و قنوط دونوں صیغے مبالغہ کے ہیں دلالت کرتے ہیں اس پر کہ وہ شدید
الیاس عظیم القنوط ہے دو طریق سے اس میں مبالغہ کیا گیا ہے ایک تو بنا سے فعول کے طریق سے جیسا کہ
ہم نے اشارہ کیا اور طریق تکریر سے مع ظہور اثر یاس کے جبکہ قنوط میں ہے کیونکہ قنوط یہ ہے کہ اثر یاس
کا اس پر ظاہر ہو پھر وہ متضائل و منکسر ہو یعنے اللہ کے فضل و رحمت سے امید قطع کرے یہ صفت ہے کافر
کی بدلیل کریمہ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ قولہ تعالیٰ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا الآیۃ
حرف لام توطیہ قسم کا ہے لئن واللہ لئن اور لیقولن قسم کا جواب ہے چونکہ یہ قائم مقام جواب شرط کے ہو گیا اس
لیے اس کو حذف کر دیا ہے یعنے البتہ اگر ہم اس کو دیں کوئی خیر و عافیت و غنا بعد شدت و مرض و فقر کے
تو البتہ وہ کہے گا ہٰذا لی یعنے یہ ایک ایسی شے ہے کہ میں اس کا استحقاق رکھتا ہوں اللہ پر اس لیے کہ وہ میرے
عمل سے راضی ہے پس یہ خیال کیا کہ یہ نعمت جس میں وہ ہو گیا اس کو پہونچی اس سبب سے کہ وہ اس کا مستحق
ہے اور یہ نہ جانا کہ اللہ جانچتا ہے اپنے بندوں کو ساتھ خیر و شر کے تاکہ ظاہر ہو جائے اس کو شاکر و جاحد
و منکر سے اور صابر و جازع سے مجاہد نے کہا اس کے یہ معنے ہیں کہ یہ بسبب میرے عمل کے ہے اور میں اس

کے لائق ہوں یا معنے ہیں کہ یہ واسطے میرے ہمیشہ ہی زائل نہ ہوگی وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً یعنے میں گمان
نہیں کرتا ہوں قیامت کو کہ وہ قائم ہوگی جس طرح کہ انبیا اُس کی خبر دیتے ہیں یا ہیں یقین پر نہیں ہوں بعث
سے یہ بات کافرین و منافقین کے ساتھ خاص ہے تو اب مراد انسان سے جو کہ شروع آیت میں مذکور ہے جنس
ہوگی باعتبار اُس کے غالب افراد کے کیونکہ یاس اللہ کی رحمت سے اور قنوط اس کی خیر سے اور شک بعث میں
نہیں ہوتا ہے مگر کافروں سے یا اُن سے جو کہ دین میں متزلزل ہیں اسلام تبکلف ظاہر کرتے ہیں کفر کو
پوشیدہ رکھتے ہیں وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّیْٓ میں حرف لام قسم کا ہے اِنَّ لِیْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى جواب ہے قسم کا
اس لیے کہ قسم شرط پر سابق ہے یعنے البتہ اگر رجوع کیا جاؤں طرف اپنے رب کے بر تقدیر سچ ہونے قیام ساعت
کے اور حصول بعث و نشور کے جس کی انبیا ہم کو خبر دیتے ہیں تو بیشک واسطے میرے نزدیک اُس کے البتہ اچھی
حالت ہوگی نعمت و کرامت سے پس اُس نے یہ خیال کیا کہ وہ دنیا کی خیر کا مستحق ہے بسبب اس خیر و خوبی کے
جو اُس میں ہے اور آخرت کی خیر کا بھی مستحق ہے بسبب اُس بات کے جس کا اپنے جی میں اعتقاد کیا اور اسکو
اپنے نفس کے واسطے ثابت کیا حالانکہ یہ ایک اعتقاد باطل و ظن فاسد ہے یہ کلام کئی اسالیبوں کو متضمن ہے
ایک تو قسم و اِنَّ کے ساتھ تاکید کی دوسرے دونوں ظرف مقدم کیے تیسرے صیغہ تفضیل کی طرف عدول کیا
اس لیے کہ حسنے تانیث ہے احسن کی اللہ پاک نے اس کافر کے قول کا یہ جواب دیا فَلَنُنَبِّئَنَّ الآیہ یعنے پس
البتہ ہم خبر دینگے اُن لوگوں کو جو منکر ہوئے اُس عمل کی جو انہوں نے کیا دن قیامت کے مطلق سے
کہ بات ویسی نہیں ہے جیسے وہ خیال کرتا ہے اُس کے واسطے تو عقاب شدید ہے چنانچہ فرمایا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ
مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ یعنے اور البتہ ہم چکھائیں گے اُن کو گاڑھے عذاب سے بسبب اُن کے گناہوں کے
یہ لام اور اول کا لام دونوں توطیۂ قسم کے ہیں پھر جب اللہ پاک اُس شخص کے اقوال نقل کر چکا جس پر انعام
کیا بعد اس کے کہ اُس کو تکلیف پہونچی تھی تو اب اسکا احوال بھی بیان کیا پس ارشاد فرمایا وَاِذَآ اَنْعَمْنَا

عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ۝ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ
وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۗ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ
فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ۗ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۝ اور جب ہم نعمت بھیجیں انسان پر ٹلا جاوے اور موڑے
اپنی کروٹ اور جب لگے اس کو برائی تو دعائیں کرے چوڑی تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ ہو اللہ پاک کے پاس سے پھر
تم نے اُس کو نہ مانا اُس سے بہکا کون جو دور چلا جاوے مخالف ہو کر اب ہم دکھاوینگے اُن کو اپنے نمونے دنیا
میں اور آپ اُن کی جان میں جب تک کہ کھل جاوے اُن پر یہ کہ ٹھیک ہے کیا تیرا رب تھوڑا ہے ہر چیز پر گواہ

ع ۶

سنتا ہے وہ دہوکے مین ہین اپنے رب کی ملاقات سو سنتا ہے وہ گہیر رہا ہے ہر چیز کو **ف** یہ سب بیان ہے انسان کے نقصان کا نہ سختی مین صبر ہے نہ نرمی مین شکر **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین تین یہ ہین اور جب ہم انعام کرین انسان پر تو اعراض کرے طاعت سے اور تکبر کرے انقیاد و مطیع ہونے سے واسطے اللہ عزوجل کے حکمون کے کما قال جل جلالہ فَتَوَلّٰی بِرُکْنِہٖ اور جب لگے اُس کو برائی یعنی سختی تو طویل دیو سوال کو ایک شے مین پس کلام عریض وہ ہے جس کے لفظ طویل ہون اور معنے کم اور کلام وجیز اسکا عکس ہے یعنے ما قل و دل یعنے لفظ تہوڑے معنے بہت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِہٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا کَشَفْنَا عَنْہُ ضُرَّہٗ مَرَّ کَاَنْ لَّمْ یَدْعُنَآ اِلٰی ضُرٍّ مَّسَّہٗ قولہ تعالیٰ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ الآیۃ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہدے اُن مشرکون سے جو قرآن کی تکذیب کرتے ہین تم مجھے بتاؤ اگر ہو یہ قرآن اللہ کے پاس سے پہر تم اس کے منکر ہوئے یعنے تم اپنے حال کو کیا دیکہتے ہو نزدیک اُس ذات کے جس نے اسکو اپنے رسول پر نازل کیا اسی لیے یون فرمایا کون زیادہ تر بہکنے والا اُس سے جو کہ شقاق بعید مین ہے یعنے کفر و عناد و مخالفت حق مین اور راہ دور مین ہدایت سے پہر فرمایا عنقریب ہم دکہا دین گے اُن کو اپنی نشانیان دنیا مین یعنے عنقریب ہم ظاہر کرین گے اپنی دلالتین اور حجتین اس بات پر کہ قرآن حق ہے اللہ تعالیٰ کے پاس سے اُتار اگیا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خارجی دلیلون سے جو دنیا مین ظاہر ہونگی بایں طور کہ ملک فتح ہونگے اور اسلام اقالیم پر اور سارے دینون پر غالب ہوگا مجاہد و حسن و سدی نے کہا وفی انفسہم یعنے اور ہم اُن کو دکہا دینگے دلیلین اُن کی جانون مین مراد جنگ بدر و فتح مکہ وغیرہ وقائع ہین جو اُن پر نازل ہوئے جن مین اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نصرت دی اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو مظفر و منصور کیا اور باطل کو اور اس کے جتہون کو اُن مین ذلیل و خوار فرمایا یہ بہی احتمال ہے کہ مراد اس سے وہ مواد و اخلاط و ہیئات عجیب ہون جن سے اور جن مین اور جن پر انسان مرکب کیا گیا ہے چنانچہ یہ بات علم تشریح مین مبسوط ہے جو کہ دال ہے صانع تبارک و تعالےٰ کی حکمت پر اور اسی طرح وہ اخلاق متباین حسن و قبیح وغیرہ جن پر وہ مجبول و مخلوق ہوا ہے اور وہ اعمال و افعال و کاروبار وغیرہ جن مین وہ تصرف کرنے والا ہے زیر اقدار الٰہی جن سے گذرنے اور تجاوز کرنے کی قدرت نہین رکہتا ہے ساتہہ اپنے حول و قوت و حیل و مقدرت کے بلکہ یہ ساری تصرفات اللہ پاک کی حول و قوت و قدرت نافذہ سے ظاہر ہوتے ہین اور وہ اس کے نیچے مقہور ہے چنانچہ ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب **التفکر والاعتبار** مین اس مضمون کی نظم اپنی شیخ ابو جعفر قرشی سے روایت کی ہے حیث قال وحسن المقال ؎

وَاِذَا نَظَرْتَ تُرِيْدُ مُعْتَبَرًا — فَانْظُرْ اِلَيْكَ فَفِيْكَ مُعْتَبَرُ
اَنْتَ الَّذِيْ تُمْسِيْ وَ تُصْبِحُ — فِي الدُّنْيَا وَكُلُّ اُمُوْرِهٖ عِبَرُ
اَنْتَ الْمُصَرَّفُ كَانَ فِيْ صِغَرٍ — ثُمَّ اسْتَقَلَّ بِشَخْصِكَ الْكِبَرُ
اَنْتَ الَّذِيْ تَنْعَاهُ خِلْقَتُهٗ — يَنْعَاهُ مِنْهُ الشَّعْرُ وَالْبَشَرُ
اَنْتَ الَّذِيْ تُعْطٰى وَ تُسْلَبُ لَا — يُنْجِيْهِ مِنْ اَنْ يُسْلَبَ الْحَذَرُ
اَنْتَ الَّذِيْ لَا شَيْءَ مِنْهُ لَهٗ — وَاَحَقُّ مِنْهُ بِمَالِهِ الْقَدَرُ

یعنے جس وقت تو نظر کرے طرف کسی شے کے ارادہ کرے تو عبرت کا مطلب یہ ہے کہ عبرت حاصل کرنے کو کسی
شے کی طرف نظر کرے تو تو خود اپنی طرف نظر کر تجھی مین ٹری عبرت ہے تو خود پورے کا پورا ایک عجیب عبرت گاہ
ہے وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ تو دنیا مین شام و صبح کرتا ہے تیرے سارے کام ایک سے ایک ٹرہ کر عجیب
ہین مگر تو اپنی طرف تو نظر بند کر لیتا ہے اپنے کامون مین غور نہین کرتا خود کو سب سے بہتر سمجھکر علیحدہ
کر لیتا ہے سارے دن غیر کا روزنامچہ لکھا کرتا ہے فلان اچھا فلان بُرا اگر اس طرح اپنا نامۂ اعمال
لکھتا تو ایک کام کی بات تھی اور غور کرنے سے اپنا حسن و قبح معلوم ہوتا اور اپنی ہر بات ایک عبرت
ظاہر ہوتی بالجملہ تو اپنی بچپین کی حالت کو غور کر کہ تو محض عاجز تھا اپنا کوئی کام نہین کر سکتا ماں باپ
تیرے کام کرتے تھے ہگانا مُتانا کھلانا پلانا سُلانا وغیرہ مین تو کچھ تصرف نہین کر سکتا تھا تجھ مین تصرف
کیا جاتا تھا پھر آہستہ آہستہ فذا افذا کرکے تیرے جسم مین ٹرائی آئی چھوٹے سے ٹرا ہوا ہر قوی مین قوت
و توانائی آئی اب اپنے سارے کام خود کرنے لگا اور اس وقت کو بھول گیا اپنے جمال و کمال و قوت پر
ناز و کبر کرنے لگا گویا ہمیشہ سے ایسا ہی تھا یہ ہوتے ہوتے ضعف قوی کی صبح کاذب نمود ہوئی مرغ
پیری نے بانگ دی پھر صبح صادق ہو گئی اب تیرا سارا بدن تجھے موت کی خبر دینے لگا ایک طرف
سے سفید بال خبر دے رہے ہین دوسری طرف سے کہان اگلی چمک اور صفائی جا کر جھریان کہہ رہی ہین
کہ عیش و نشاط کی بساط اٹھاؤ ضعف و کمزوری کا فرش بچھاؤ اب ان تین زمانون مین نظر کر کہ کتنا
تفاوت ہے بیچ کا زمانہ جس کا ہر پیر فریفتہ و دیوانہ ہے اُس مین تیرے زور و قوت و ہمت و جود و
شجاعت کا یہ حال تھا کہ ہمسرون سے خوب لڑتا بھڑتا دشمنون سے مال چھینتا دوستون کو عطا کرتا تھا
اب یہ حال ہے کہ موت کے قاصد ایک ایک قوت کر کے تجھ سے چھینتے جاتے ہین اور تو موت سے حذر
کر رہا ہے اور وہ سب کا سب تجھے چھین لے جائیگی اور تیرا حذر کرنا اُس سے تجھ کو نجات نہ دیگا تیری کوئی شے
تیرے ملک مین نہین ہے اور جو کچھ تیرا ہے قدر اس سب کی تجھ سے زیادہ تر حق دار ہے اللھم توفیقا و غفرا

ورحمۃ وفضلاً جماداتی عبدالک الا **قولہ تعالیٰ** اَوَلَمۡ یَكۡفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدٌ یعنے اللہ پاک
ہے گواہ اپنے بندون کے افعال واقوال پر اور وہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم صادق ہین اُس شے مین جس کی آپ نے اس کی طرف سے خبر دی کما قال تعالیٰ لٰكِنِ اللّٰهُ یَشۡهَدُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اِلَیۡكَ
اَنۡزَلَهٗ بِعِلۡمِهٖ الآیہ **قولہ تعالیٰ** اَلَاۤ اِنَّهُمۡ فِیۡ مِرۡیَةٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ یعنے خبردار بیشک وہ شک مین ہین
قیامت کے قائم ہونے سے اسی لیے وہ اُس مین فکر نہین کرتے ہین اور نہ اُس کے واسطے عمل کرتے اور نہ اُس
سے حذر وخوف کرتے ہین بلکہ وہ اُن کے نزدیک ایک باطل امر ہے جس کی پروا نہین کرتے ہین حالانکہ وہ ضرور ہونے
والی ہے اُس مین کسی طرح کا شک نہین ہے **ابن ابی الدنیا** نے سعید انصاری سے روایت کیا ہے کہ حضرت
عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اللہ پاک کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اَمَّا بَعۡدُ اَیُّهَا النَّاسُ فَاِنِّیۡ لَمۡ اَجۡمَعۡكُمۡ
لِاَمۡرٍ اُحۡدِثُهٗ فِیۡكُمۡ وَلٰكِنۡ فَكَّرۡتُ فِیۡ هٰذَا الۡاَمۡرِ الَّذِیۡ اَنۡتُمۡ اِلَیۡهِ صَآئِرُوۡنَ فَعَلِمۡتُ اَنَّ الۡمُصَدِّقَ
بِهٰذَا الۡاَمۡرِ اَحۡمَقُ وَالۡمُكَذِّبَ بِهٖ هَالِكٌ پھر اُتر آئے یعنے بعد حمد وثنا کے مین کہتا ہون لوگو مین نے تم کو
کسی امر کے واسطے نہین جمع کیا ہے کہ مین اُسکو تم مین جاری کرون لیکن مین نے اس امر مین فکر کی جس کی
طرف تم جانے والے ہو سو مین نے یہ بات جان لی کہ جو شخص اس کا ماننے والا ہے وہ تو احمق ہے اور جو اس
کی تکذیب کرنے والا ہے وہ ہلاک ہونے والا ہے یعنے احمق اس لیے ہے کہ جیسے اُس کے مثل اور لوگ عمل کرتے
ہین وہ اس کے واسطے ویسا عمل نہین کرتا اور نہ اُس سے اور اس کے ہول سے حذر وخوف کرتا ہے اور وہ باوجود
اس کے اُس کی تصدیق کرنے والا اور اُس کے وقوع کا یقین کرنے والا ہے اور باوجود اس کے اپنے لہو ولعب
وغفلت وشہوات وذنوب مین تمادی کر رہا ہے تو اس اعتبار سے وہ احمق ونادان ہوا لغت مین احمق ضعیف
العقل کو کہتے ہین اور جو اس کا مکذب ہو وہ ہالک ہے یہ بات تو ظاہر وواضح ہے واللہ اعلم پھر اللہ پاک نے یہ بات
ثابت کی کہ وہ ہر شے پر قادر ہے اور ہر شے کا محیط ہے اور قائم کرنا قیامت کا اُس کے نزدیک سہل وآسان ہے
اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ یعنے ساری مخلوقات اُس کے زیر قہر ہے اور اس کے قبضے مین اور اُس کے علم کی احاطہ
مین ہے اور وہی اُس سب مین اپنے حکم سے تصرف کرنے والا ہے سو جو اس نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا
لا الٰہ الا ہو آخر تفسیر سورۃ حم السجدۃ وللہ الحمد والمنۃ **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ انسان
سے مراد جنس انسان ہے من حیث ہو باعتبار غالب افراد کے نَاٰ بِجَانِبِهٖ بروزن رمیٰ یعنے تباعد ہے محاورہ مین
بولتے ہین نایت وتناءیت یعنی بعدت وتباعدت اور منتأئی مکان بعید کو کہتے ہین یزید بن قعقاع نے
بروزن قال پڑھا ہے بالف قبل الہمزہ حرف باتعدیت کا ہے نای جانب کنایہ ہے اعراض سے یعنے
غالب افراد انسان کا یہ حال ہے کہ جب اللہ پاک اُس پر انعام کرتا ہے تو وہ شکر سے اعراض کرتا ہے اور

حق کے واسطے مطیع ہونے سے ترفع وتکبر وتجبر کرتا ہے اور تبختر کرتا ہوا اپنی جانب کو موڑتا ہے یا یہ معنے ہیں کہ شکر سے
منحرف ہوتا ہے یا جانب مجاز ہے نفس سے یعنے مارے تکبر کے شکر سے دور ہوتا ہے بذاتہ وکلیتہ نہ بجانبہ مطلب یہ ہے
کہ کبر کے مارے صرف اپنی جانب کو شکر سے نہیں پھیرتا ہے بلکہ کل کا کل پورا اس سے دور ہوتا ہے محاورے میں
جانب بولتے ہیں اور ذات مراد لیتے ہیں چنانچہ شخص کے نام کی تصریح نہیں کرتے اور اس کی ذات سے مجلس و مکان
وجانب وغیرہ کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں منظور اس سے اس کی تعظیم کا اشعار ہوتا ہے پس یوں کہتے ہیں حضرت
فلان ومجلس فلان وکتبت الی جہۃ فلان والی جانبہ العزیز والی جنابہ الرفیع اور مراد اس سے اس شخص کی ذات
ہوتی ہے یا یہ معنے ہیں کہ جب اللہ تعالی اس کو کوئی نعمت دیتا ہے تو نعمت اس کو اترا دیتی ہے پھر منعم کو
بھول جاتا ہے اور اس کے شکر سے اعراض کرتا ہے اور اللہ تعالی کی ذکر و دعا سے دور رہتا ہے وَاِذَا مَسَّہُ
الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْضٍ اور جب لگے اس کو بلا وجہد وفقر ومرض تو وہ صاحب دعا کثیر ہے عرب لوگ عرض
وطول کا کثرت میں مجازا استعمال کرتے ہیں پس جب کوئی باتیں اور دعا بہت کرے تو بولتے ہیں اطال فلان
فی الکلام واعرض فے الدعاء اور یہ بطور استعارہ ہے جس شے کا فراخ عرض ہو اس سے اسکا استعارہ کیا ہے
اس کی کثرت بتانے کو کیونکہ جو شے عریض ہوتی ہے تو اس کے اجزا کثیر ہوتے ہیں یہ استعارہ تخییلیہ ہے اول
تو دعا کو اس شے سے تشبیہ دی جو موصوف بامتداد ہوتی ہے پھر اس کے واسطے عرض ثابت کیا کذا قالہ الکرخی
عریض صیغہ مبالغے کا ہے یعنے بڑی چوڑی دعا طویل نہ کہا اس لیے کہ طول اطول امتداد میں ہوتا ہے
پس جب اسکا عرض بڑا ہوا تو اس کے طول کا کیا خیال ہے کہ کتنا بڑا ہوگا کما افادہ ابو السعود معنی یہ ہیں
کہ جب اس کو برائی لگتی ہے تو اللہ تعالے سے تضرع وزاری کرتا ہے اور اس سے فریاد رسی چاہتا ہے کہ جو بلا
اس پر نازل ہوئی ہے وہ اس سے دور کر دے اور اس کی بکثرت دعا مانگتا ہے پس شدت و تکلیف میں تو
اس کو یاد کرتا ہے اور راحت و آرام میں اس کو بھولتا ہے اور نزول نعمت کے وقت اس سے فریاد رسی چاہتا
ہے اور حصول نعمت کے وقت اس کو چھوڑ دیتا ہے یہ کام کافرون کا ہے اور ان کا جو کہ مسلمانوں میں سے
غیر ثابت قدم ہیں شہاب نے کہا اب اگر کوئی کہے کہ اس کا عریض طویل دعا مانگنا اس وصف کو منافی ہے
جو اول گزر چکا ہے کہ وہ یؤس قنوط ہے کیونکہ دعا فرع ہے رجا وطمع کی اور قنوط میں ظہور اثر یاس کا معتبر
ہے تو ظہور دعا کا جو کہ رجا و امید پر دال ہو اس کے منافی ہے تو کہیں گے کہ اس منافات کا رفع یوں ممکن ہے
کہ اس کو عدم اتحاد اوقات واحوال پر حمل کریں انتھے یعنے کسی وقت تو یؤس قنوط ہوتا ہے اور کسی وقت
لمبی چوڑی دعا کرتا ہے یا یوں کہو کہ یہ حال اور قوم کا حال ہے اور وہ حال دوسری قوم کا یا کل کی نشان
ہے بعض اوقات میں کما قالہ ابو السعود النسفی نے کہا یؤس قنوط ہے جنگل میں اور ذو دعاء عریض ہے دریا میں

یا قنوط ہے ساتھ دل کے اور ذو دعا عریض ہے ساتھ زبان کے یا قنوط ہے بت سے اور ذو دعا ہے واسطے اللہ
تعالی کے پھر جب اللہ پاک نے مبالغہ کیا مشرکوں کے وعید میں اور یہ بیان کیا کہ وہ شرک سے اور شرکا کی
گواہی سے رجوع کریں گے جن کے دنیا میں مدعی تھے تو بعد اس کے ایک اور تقریر فرمائی جو کہ ان پر واجب کرتی
ہے اس بات کو کہ قرآن سے اعراض کرنے میں اور جو اس میں امر توحید و نبوت و حشر و نشر و جزا ہے اس کے
عدم قبول میں مبالغہ نہ کریں پس ارشاد فرمایا قُلْ أَرَأَيْتُمْ الآیہ یعنے تم مجھے خبر دو اپنی حالت عجیب کی اگر ہو قرآن
اللہ کے پاس سے جیسا کہ میں نے کہا پھر تم نے اسکی تکذیب کی اور اسکو قبول نہ کیا اور نہ عمل کیا اس شے پر جو
اس میں ہے تو کون زیادہ تر گمراہ ہے اس سے جو کہ خلاف بعید میں ہو یعنے ایسا خلاف کہ حق سے نہایت
دور ہے مطلب یہ ہے کہ تم سے بڑھکر کوئی گمراہ نہیں ہے بسبب تمہاری فرط شقاوت و شدت عداوت کے
کلمہ أَرَأَيْتُمْ بمعنے أَخْبِرُونِي ہے استعمال اس کا اخبار کے معنے میں مجاز ہے وجہ مجاز کی یہ ہے کہ جیسے علم شے
کا سبب ہے اس شے سے خبر دینے کا یا شے کا دیکھنا طریق ہے اس شے کے احاطہ کرنے کا علم سے اور صحت
اخبار کا اس سے تو جو صیغہ واسطے طلب علم کے تھا یا واسطے طلب ابصار کے اس کا استعمال کیا گیا طلب
خبر میں اس لیے کہ یہ دونوں طلب میں مشترک ہیں پس اس میں دو مجاز ہیں ایک تو استعمال رای کا جو کہ
بمعنے علم یا ابصر ہے اخبار میں دوسرا استعمال ہمزہ کا جو کہ واسطے طلب رویت کے ہے طلب اخبار میں قال
الشہاب شیخ نے دو مجاز یوں بتائے کہ رویت کا اطلاق کیا گیا اور اخبار مراد لیا گیا اس لیے کہ رویت اخبار
کی سبب ہے دوسرا یہ ہے کہ استفہام بمعنے امر ٹھیرایا گیا اس لیے کہ استفہام و امر دونوں میں طلب ہوتی ہے اب
رہی یہ بات کہ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ اصل میں اسے تھی أَضَلُّ مِنْكُمْ ہے یعنے کون شے بڑھ کر گمراہ ہے تم
سے سو مَنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ کو مِنْكُمْ کی جگہ میں رکھا ہے اس لیے کہ منظور بیان کرنا ان کے حال کا ہے شقاق
و مخالفت میں اور یہ مخالفت سبب اعظم ہے ان کی گمراہی میں پہلا مفعول رای کا محذوف ہے ای أَرَأَيْتُمْ
أَنْفُسَكُمْ یعنے تم مجھے خبر دو اپنی جانوں کی اور دوسرا مفعول جملہ استفہامیہ ہے کما قالہ الکرخی اور جملہ شرطیہ
معترضہ ہے درمیان دونوں مفعولوں کے اور جواب شرط کا محذوف ہے تقدیر یہ ہے فَأَنْتُمْ أَضَلُّ مِنْ غَيْرِكُمْ یا
فلا احد أضل منكم آفادہ الجمل یعنے تم سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں اسلیے کہ تم نہایت دور کی مخالفت میں ہو
کیونکہ جو کوئی منکر ہوا اس شے کا جو اللہ تعالے کے پاس سے نازل ہوئی بایں طور کہ اس کو یوں کہے کہ وہ
کہانیاں ہیں اگلوں کی یا شعر و سحر ہے یا جنین و خیان ہے تو بیشک وہ اللہ کا ایسا دشمن ہوا کہ اس کی
دشمنی دوستی سے نہایت دور اور ایسا مخالف ہوا کہ اس کی مخالفت اتفاق سے بنہایت بعید جا پڑی
اور بلا شک جو ایسا ہو تو وہ غایت درجہ کی گمراہی میں اور پلے سرے کے بہکاوے میں ہے **چونکہ**

محصول آیت کا یہ تہا کہ تم نے جب یہ قرآن سنا تو اس سے اعراض کیا یہانتک کہا کہ ہمارے دل غلافون مین ہین اُس
شے سے جسکی طرف تو ہم کو بلاتا ہے اور ہمارے کانون مین بوجہہ ہین اور یہ امر بضرورت معلوم ہے کہ قرآن کا اس قسم
سے ہوناکہ اُس سے اعراض کرنا اور اُس کو ترک کرنا واجب ہے اسکا علم ویقین اس قبیل سے نہین ہے کہ بالبدیہہ حاصل
ہوجائے اور توحید ونبوت کے قائل ہونے کے فساد کا علم بہی ایسا نہین ہے جب یہ بات ثابت ہوئی تواب جو
کوئی نظر واستدلال کیطرف رجوع کرنے سے پہلے قرآن سے اعراض کرے اور جو چیزین متعلق باعتقاد وعمل
اُس مین ہین اُن کا منکر ہو تو وہ حق واجب الاتباع کے منکر ہونے اور عذاب شدید کے مستحق ہونے سے کیونکر امن
مین رہ سکتا ہے پس قرآن شریف کی تکذیب پہ اصرار کرنا اور اُس سے سونہہ موڑنا نظر واستدلال کی طرف رجوع
کرنے سے پہلے غایت درجے کی بعید بات ہے اس پر کوئی عاقل جرارت نہین کرسکتا ہے اگر ذرا بہی اُس کی آیتون
مین ودلیلون مین نظر وتامل کرتے تو صاف طور پر اس کی حقیت اور جن امور کی طرف وہ بلاتا ہے اُن کی راستی
مہر نیمروز کی طرح ظاہر ہوجاتی لیکن چونکہ عداوت ودشمنی کی کالی گہٹا ان کے دلون پہ چہا رہی تہی اس لیے
اُس کی ودلیلون کی روشنی سے اندہے ہوکر انکار واعراض کیا جب ان آیتون کے دکہانے سے کام نہ چلا تو
اللہ پاک نے اور آیتون کے دکہانے کا اُن سے وعدہ کیا پس ارشاد فرمایا سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي
أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ یعنے عنقریب ہم اُن کو دکہائین گے اپنی دلالتین قرآن کے سچ ہونے
کی اور علامتین اُس کہ اللہ کے پاس سے ہونے کی اطراف زمین مین اور اُن کی جانون مین یہانتک کہ ظاہر ہوجائیگی
واسطے اُن کے یہ بات کہ وہ حق ہے **آیات آفاقی** سے مراد وہ حوادث ہین جن کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اُن کو خبر دی یعنے حوادث گزشتہ کے آثار اور فتوح بلاد جو کہ اللہ تعالے نے آپکے واسطے اور آپکے خلفا
کے واسطے میسر کیے اور ظہور وغلبہ ممالک شرق وغرب پر بطور خرق عادت کہ پس اگر قرآن اور رسول جس پہ اُسکو
نازل کیا حق نہ ہوتے تو آیندہ حوادث کا وقوع ویسا نہ ہوتا جیسے اُن کی خبر دی حالانکہ وہ حوادث عالم غیب
مین تہے اور جو اخبار متعلق بحوادث ماضیہ قرآن مین ہین وہ اُس کے مطابق نہ ہوتے جو کہ تواریخ والون کے
نزدیک مقرر ومضبوط ہین حالانکہ خبر دینے والا امی نہ لکہا نہ پڑہا اور نہ تاریخ دان لوگون سے ملا جلا اور
اسی طرح جو لوگ حاملین قرآن ہین اور سبب اُسکے ایمان لائے ہین اُن کو یہ نصرت خارق عادت نہ دیتا کیونکہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنون کا اور اُن کے خلفا کے اعداء کا اُن کی ناصرین دین کے دشمنون کا
خذلان ہر زمانے مین بطور خارق عادت وخارج از معہود ہوا ہے پس اگر دین کا امر حق نہ ہوتا تو اُن کو یہ ثبات
واستقرار نہ ہوتا کیونکہ باطل کی تو ایک ہوا چلتی ہے پہر تہم جاتی ہے اور ایک غلبہ ظاہر ہوتا ہے پہر مضمحل
ہوجاتا ہے **قرطبی** لکہتے ہین یعنے ہم اُن کو دکہائین گے نشانیان اپنی وحدانیت وقدرت کی آفاق

مین یعنے اگلی امتون کے منازل کا اجڑنا اور اوسان کی جانون مین ساتھ بلا یا امراض کے ابن زید نے کہا
کہ آفاق مین تو آیات سما اور ان کے نفوس مین حوادث ارض مجاہد نے کہا آفاق مین فتح ان بستیون کی جن کا
فتح اللہ تعالی نے میسر کی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپکے خلفا کے پیچھے بعد آپکے اور
آپکے انصار دین کے بیچ اطراف دنیا مین اور بلاد مشرق و مغرب مین عموما اور ناحیہ مغرب مین خصوصًا
وہ فتوح کہ ان کی مثل خلفا زمین مین سے کسی کو میسر نہین ہوئین قبل ان کے یا غالب ہونا جبابرہ اکاسرہ
پر اور غالب کرنا ان کے قلیل کا ان کے کثیر پر اور مسلط کرنا ان کے ضعفا کا ان کے قوی لوگون پر اور
جاری کرنا اللہ پاک کا ان کے ہاتھون پر ایسے امور کا جو کہ معہود سے خارج اور خارق عادات ہین وفی انفسہم
سے مراد فتح مکہ ہے ابن جریر نے اس کو ترجیح دی ہے اور منہال بن عمرو وسدی نے اسی کو اختیار کیا ہے
قتادہ وضحاک نے کہا فی الآفاق سے مراد اللہ تعالی کی وقائع ہین جو امتون مین واقع ہوئے اور فی انفسہم
سے مراد روز بدر ہے عطا نے کہا فی الآفاق سے مراد اقطار سموات وارض ہین سورج چاند تارے رات دن
ریاح وامطار ورعد وبرق وصواعق اور روئیدگی درخت پہاڑ دریا وغیرہ اور فی انفسہم سے مراد لطیف
صنعت وبدیع حکمت ہے جو انسان کی خلق مین رکھی ہے یہانتک کہ پاخانے پیشاب کی راہ مین کہ آدمی
ایک جگہ سے کھاتا پیتا ہے اور دو جگہ سے متمیز ہوکر نکلتا ہے اور دونون آنکھون مین جن سے دیکھتا
ہے زمین سے آسمان تک پانسو برس کی راہ اور دونون کانون مین جن سے فرق کرتا ہے درمیان مختلف
آوازون کے اس کے سوا اور بدیع حکمتین جو اللہ پاک نے انسان مین رکھی ہین اب اگر کوئی کہے کہ سنریہم الخ
اس کا مقتضی ہے کہ اللہ پاک نے ان نشانیون پر ان کو مطلع نہین کیا بعد اس کے ان کو مطلع کرے گا باوجود
اس کے کہ ان سب پر ان کو مطلع کرچکا اور یہ نشان ان کے پیش نظر ہین تو کہین گے کہ مراد اس بنا پر یہ ہے
کہ ہم ان کو دکھائین گے اسرار اپنے نشانیون کے پس اگرچہ وہ بالفعل ان پر مطلع ہین لیکن ان کے سر وحکمت پر
ہنوز مطلع نہین ہوئے ہین کذا قال الکرخی ابن جریج سے مروی ہے کہ بارش روک دی ساری زمین
سے فی انفسہم مین کہا وہ بلا یا جو ان کے جسمون مین ہولی ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
کہ مکے والے سفر کرتے تو عاد وثمود کے آثار دیکھتے پھر کہتے واللہ البتہ مقرر سچ کہا محمد نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور فی انفسہم مین فرمایا امراض کسی نے کہا کہ فی انفسہم سے مراد انسان کا نطفہ ہونا ہے اس کے سوا اور
انتقال احوال جس طرح کہ سورہ مومنین مین اس کا بیان گزرچکا ہے انہ الحق کی ضمیر راجع ہے طرف
قرآن شریف کے کسی نے کہا طرف اسلام کے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر آئے کسی نے کہا
خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے یعنے ان کو یہ ظاہر ہوجائیگا کہ آپ رسول حق ہین اللہ کے

یا یہ ہے کسی نے کہا راجع ہے طرف اس شے کے جسے اللہ پاک اُن کو دکھائیگا والاول او لے نسفی نے دو قول لکھے
ہین قرآن یا اسلام قاضی نے چار قرآن یا رسول یا توحید یا اللہ وجودیہ نے اس آیت کی یون تحریف کی کہ اسکو
اتحاد خالق و مخلوق پر حمل کیا تعالے اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا **آفاق** جمع افق بضم ہمزہ وفا ہے
اہل لغت نے اسی طرح کہا ہے جیسے اعناق و عنق افق کہتے ہین ناحیہ کو آفاق نواحی و اطراف ہوئے رغب
نے نقل کیا ہے کہ افق بفتحتین کہتے ہین جیسے جبل و اجبال جملہ اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ الآیہ مستانفہ منظور
اس سے اُن کو توبیخ و تقریع کرنا ہے اسپر کہ قرآن کی شان مین تردد کرتے ہین اور اُن کی عناد پر جو کہ داعی
ہوتا ہے طرف وار دکرنے آیات کے اور اس پر کہ اللہ تعالے کے خبر دینے پر اکتفا نہین کرتے ہین ہمزہ
انکاری ہے اور حرف واو واسطے عطف کے ہے مقدر پر جس کا مقام مقتضی ہے اے الم یغنہم و لم یکفہم
اور بربک محل رفع مین ہے فاعل ہے یکف کا حرف با زائد ہے فاعل مین راجح یہی قول ہے اور مفعول
محذوف ہو اے اولم یکفہم ربک اور انہ علی کل شیء شہید بدل ہے بربک سے یعنے کیا غنی نہ کیا اُن کو
اور کافی نہ ہوا اُن کو آیات موعودہ سے جو کہ بیان کرنے والے ہین حقیت قرآن کی یہ امر کہ اللہ پاک شہید
ہے ساری اشیا پر یعنے اس کا ساری چیزون پر شہید ہونا بس ہے اور کسی آیت کی ضرورت نہین ہے کہ
قرآن کی حقیت پر لائی جائے بعد اُس کے خبر دینے کے کہ وہ حق ہے کسی نے کہا یہ معنے ہین کیا کافی نہین
ہے رب تیرا گواہ کفار کے اعمال پر یعنے اُسکی گواہی کافی ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین کیا کافی نہین ہے
رب تیرا شاہد اس پر کہ قرآن اُتارا گیا ہے اُن کے پاس پھر شہید بمعنے عالم ہے یا بمعنے حاضر ماخوذ شہادت
سے جس کے معنے حضور کے ہین زجاج نے کہا اس جگہہ کفایت کے یہ معنے ہین کہ اللہ عزوجل اُن کے واسطے
وہ شے بیان کرچکا جس مین کفایت ہو دلالت مین حقیت قرآن پر یا دین اسلام پر یا صدق نبوت حضور
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یا یہ معنے ہین کیا کافی نہین ہے تجھ کو یہ بات کہ اللہ تعالی ہر شے پر شہید ہو اُس کا
محقق ہے پس وہ محقق کردےگا تیرے کام کو ساتھ ظاہر کرنے آیات موعودہ کے جس طرح کہ اُس نے
باقی اشیا کو محقق کیا ہے یا وہ مطلع ہے تو وہ جانتا ہے تیرے حال کو اور اُن کے حال کو یا یہ معنے ہین
کیا کافی نہین ہے انسان کو زجر کرنے والا معاصی سے یہ امر کہ اللہ تعالی مطلع ہے ہر شے پر کوئی
پوشیدہ شیء اُس پر مخفی نہین ہے اَلَآ اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ یعنے خبردار بیشک وہ شک
مین ہین بعث و حساب و ثواب و عقاب سے کسی نے مریۃ کو بضم میم پڑھا ہے جیسے خفیہ و خفیہ اَلَآ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ
مُّحِیْطٌ محاورہ مین بولتے ہین احاط یحیط احاطۃ و حیطۃ یعنے اللہ پاک کے علم نے ساری معلومات کا اور
اس کی قدرت نے ساری مقدورات کا احاطہ کرلیا ہے اس مین وعید شدید ہے اس لیے کہ جس نے ہر شے

کا احاطہ کیا اس پر کوئی شے مخفی نہیں ہے تو وہ بدلا دیگا نیک کو اس کی نیکی کا اور بد کو اس کی بدی کا واللہ سبحانہ
اعلم بمرادہ واسرار کتابہ

سورۃ الشوریٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس سورت مبارکہ کا نام سورہ شوریٰ بدون الف ولام کے اور سورہ حم عسق اور سورہ عسق اور سورہ حم سق بھی ہے اس کی تین اوپر پچاس آیتیں ہیں یہ ساری سورت مکی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حم عسق مکے میں نازل ہوئی آخرجہ ابن مردویہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے بھی مثل اس کے روایت کیا ہے اور اسی طرح حسن وعکرمہ وعطا وحضرت جابر رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے حضرت ابن عباس وقتادہ سے یہی مروی ہے کہ مکی ہے مگر اس کی چار آیتیں مدینے میں نازل ہوئی ہیں قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى الخ کہتے ہیں کہ اس میں داخل ہے یہ ہے ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهٗ الی قولہ تعالے بذات الصدور اور یہ آیت وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ الی قولہ تعالے من سبیل ابن جریر وابن ابی حاتم ونعیم بن حماد وخطیب نے ارطاۃ بن منذر سے ایک حدیث طویل حم عسق کی تفسیر میں روایت کی ہے یہ حدیث صحیح و ثابت نہیں ہے فتح البیان وفتح القدیر میں فرمایا ہے بجا۔ اظن یہ ہے کہ یہ جملہ موضوعات مکذوبات ہو واضع کو ہر حدیث کی وضع پر وہ شے باعث ہوئی جو کہ بہت لوگوں کے واسطے واقع ہوتی ہے یعنے اہل دول کی عداوت اور ان کی شان کی حقارت اور ان پر عیب لگانا اسی طرح وہ حدیث ہے جو ابو یعلے وابن عساکر نے ابو معاویہ سے روایت کی ہے سیوطی رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا بسند ضعیف فتح البیان وفتح القدیر میں فرمایا بسند موضوع ومتن مکذوب حافظ ابن کثیر نے فرمایا حدیث اول کے حق میں کہ غریب عجیب منکر ہے اور دوسری کے بارے میں یوں فرمایا کہ وہ اغرب ہے اول سے فتح البیان وفتح القدیر میں فرمایا ہے کہ ہمارے نزدیک دونوں موضوع مکذوب ہیں انشاء اللہ تعالی آیندہ ان کا ذکر آئے گا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۞ عٓسٓقٓ ۞ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۞ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۞ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۞ اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ

سے پہلون کیطرف اللہ زبردست حکمت والا اسی کا ہے جو کچہ ہے آسمانون مین اور زمین اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا
قریب ہے کہ آسمان پہٹ پڑین اوپر سے اور فرشتے پاکی بولتے ہین خوبیان اپنے رب کی اور گناہ بخشواتے ہین زمین والون
کے سنتا ہے وہی ہے معاف کرنے والا مہربان اور جنہون نے پکڑے ہین اُس کے سوا رفیق اللہ کو وہ یاد ہین اور
او رتجہ پر نہین اُن کا ذمہ **ف** آسمان پہٹ پڑین رب کی عظمت کے زور سے یا فرشتون کے ذکر کی کثرت سے تاثیر
ہو اور پہٹ پڑین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آسمان مین چار انگشت جگہہ نہین جہان کوئی فرشتہ سر نہین
رکہہ رہا سجدے مین انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہین حروف مقطعہ پر اول کلام گزرچکا ہے ابن جریر نے ایک
اثر غریب عجیب منکر ارطاۃ بن منذر سے اس جگہہ روایت کیا ہے کہا ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی
طرف آیا اور ان کے پاس حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ تہے پس اس نے عرض کیا تم مجہے خبر دو تفسیر قول اللہ تعہ
حم عسق کی راوی کہتا ہے کہ انہون نے سر جہکا لیا پہر اُس سے اعراض کیا اُس نے پہر اپنی بات کی تکرار کی تو اُنہون
سے اعراض کیا پہر اُسے کچہ جواب نہ دیا اور اُس کی بات کو ناخوش رکہا پہر اُس نے تیسری بار اُس کی تکرار کی تو
بہی اُس کی طرف کوئی شے جاری نہ کی یعنے کچہ جواب نہ دیا پس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا مین تجہہ
اُس کی خبر دیتا ہون مین پہچان گیا کہ اُنہون نے کیون اُس کو مکروہ رکہا وہ اُتری ہے حق مین ایک شخص کے
اُن کے اہل بیت سے اُس کو عبدالالہ و عبداللہ کہتے ہین وہ اُتریگا ایک نہر پر مشرق کی نہرون سے اُس پر دو شہر
بنا کیے جائینگے شق کرے گا درمیان اُنکے شق کرنے کر یعنے اُن مین اُس نہر کو کاٹ کر لائیگا پہر جب اللہ تبارک
و تعالی اذن دیگا اُن کے ملک کے زوال مین اور اُن کی دولت و مدت کے منقطع ہونے مین تو اللہ عزوجل اُن مین
کے ایک شہر پر آگ بہیجے گا رات کو تو وہ شہر صبح کو سیاہ تاریک ہوجائیگا اور ایسا جل جائیگا گویا اپنی جگہہ مین
تہا ہی نہین اور اس کے ساتہہ کا شہر تعجب کرتا ہوا صبح کرے گا کہ وہ کیونکر اچانک فنا کردیا گیا پس نہ ہوگی مگر سپیدی
اُس کے اُس دن کی یہانتک کہ اُن مین کا ہر جبار عنید اُس مین جمع ہوجاے گا پہر اللہ اُسکو اور اُن کو ایک ساتہہ
زمین مین دہسا دیگا سو وہ یہ قول ہے اللہ تعالی کا حم عسق یعنے عزیمۃ من اللہ تعالی وفتنۃ وقضاء حم عین یعنے عدلا
منہ سین یعنے سیکون ق یعنے واقع بہاتین المدینتین اس اثر سے زیادہ تر **غریب** وہ حدیث ہے جس کو حافظ
ابو یعلی موصلی نے حضرت ابن عباس کے مسند کے جزء ثانی مین عن ابی ذر رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
روایت کیا ہے لیکن اسناد اُس کی نہایت درجہ ضعیف و منقطع ہے ابو معاویہ کہتے ہین کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی
اللہ عنہ منبر پر چڑہے پہر فرمایا لوگو کیا سنا ہے تم مین سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ تفسیر فرماتے تہے
حم عسق کی پس حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے جست کی پہر کہا مین نے حم ایک اسم ہے اللہ تعالے کے
اسما سے حضرت عمر نے فرمایا پہر عین کہا عاین المولون عذاب یوم بدر یعنے معاینہ کیا اعراض کرنے والون نے عذاب

بدر کے دن کا فرمایا پھر میں کہا سیعلم الذین ظلموا اے منقلب ینقلبون فرمایا پھر قاف تو حضرت ابن عباسؓ چپ ہوئے پھر حضرت ابوذرؓ کھڑے ہوئے تو ویسی تفسیر کی جیسی حضرت ابن عباسؓ نے کی تھی اور کہا قاف ایک قارعہ ہے آسمان سے کہ لوگوں کو ڈھانک لیگا **قولہ تعالے** کَذٰلِكَ یُوْحِیْٓ اِلَیْكَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح تیری طرف یہ قرآن اُتارا ہے اسی طرح اُتارا ہے کتابوں کو اور صحیفوں کو نبیوں پر تجھ سے پہلے اللہ نے جو کہ غالب ہے اپنے انتقام میں حکمت والا ہے اپنے اقوال و افعال میں **امام احمد** نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت کیا ہے کہ حارث بن ہشامؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو عرض کیا یا رسول اللہ وحی آپ پر کیونکر آتی ہے تو آپؐ نے فرمایا کبھی تو آتی ہے مجھ کو مثل آواز گھنٹے کے اور یہ سخت تر اُس کی ہے مجھ پر پھر وہ منجلی ہو جاتی ہے مجھ سے اور میں یاد رکھتا ہوں جو کچھ اُس نے کہا یعنی فرشتے نے اور کبھی آتا ہے میرے پاس فرشتہ مرد بنکر سو وہ مجھ سے باتیں کرتا ہے پھر میں یاد رکھتا ہوں جو وہ کہتا ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا پس البتہ تحقیق میں نے آپ کو دیکھا کہ اُترتی ہے آپ پر وحی سخت سردی کے دن میں پھر وہ آپ سے منجلی ہوتی ہے اور آپ کی پیشانی البتہ ٹپکتی ہے اور دوسری پیر کے مطلب یہ ہے کہ نہایت سردی کے دن میں مارے شدت وحی کے آپ کی پیشانی مبارک سے پسینا ٹپکنے لگتا تھا اَخْرَجَاہُ فِي الصَّحِیْحَیْنِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ **طبرانی** نے عن عبد اللہ

ابن الامام احمد عن ابیہ بسند خود عن عائشہ رضی اللہ عنہا عن الحارث بن ہشام روایت کیا ہے کہ حارث نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ وحی آپ پر کس طرح نازل ہوتی ہے تو آپؐ نے فرمایا مثل صلصلہ جرس کے یعنی مثل گھنٹے کی آواز کے پھر وہ مجھ سے منجلی ہوتی ہے اور تحقیق میں یاد رکھتا ہوں جو اس نے کہا یعنی فرشتے نے اور فرمایا یہ وحی سخت تر اُس کی ہے مجھ پر فرمایا اور کبھی آتا ہے میرے پاس فرشتہ پھر وہ متمثل ہو جاتا ہے واسطے میرے یعنی آدمی کی صورت میں پھر وہ مجھ سے باتیں کرتا ہے پس میں یاد رکھتا ہوں جو وہ کہتا ہے **امام احمد** نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ احساس کرتے ہیں وحی کا تو آپؐ نے فرمایا میں سنتا ہوں صلاصل کو یعنی گھنٹے کی آوازوں کو پھر میں اُس وقت چپ رہتا ہوں پس کوئی بار نہیں ہے کہ وحی کی جاوے طرف میری مگر میں نے گمان کیا کہ میری جان قبض کی جاتی ہے تَفَرَّدَ بِهٖ اَحْمَدُ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ہم وحی آنے کی کیفیت اول شرح بخاری میں اس طور پر ذکر کر آئے ہیں کہ وہ مغنی ہے یہاں دوبارہ ذکر کرنے سے وللہ الحمد والمنۃ **قولہ تعالے** لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ یعنے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کے بندے اور اس کے ملک میں اُس کے قہر و تصریف کے تحت میں ہیں وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ یعنے اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا کما قال اللہ سبحانہ وتعالے اَلْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ

اس باب مین بہت سی آیتین ہین **قولہ عزوجل** تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ حضرت ابن عباس و ضحاک
وقتادہ وسدی وکعب احبار نے کہا ہے فرقا من العظمۃ یعنے لگتا ہے کہ آسمان پھٹ پڑین اپنے اوپر سے مارے خوف
کے رب العالمین کی عظمت سے وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ مثل اس آیت کے ہے
اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا **قولہ جل جلالہ** اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ اعلام
بذلک وتنویہ بہ یعنے مقصود اس آیت سے اللہ پاک کی مغفرت ورحمت کثیر کا اعلام ہے اور اُس کی شان بلند کرنا ہے
قولہ سبحانہ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ یعنے اللہ پاک مشرکون کے اعمال
پر شہید ہے ان کو خوب شمار کرتا ہے اُن کاموں کا پورا پورا بدلا اُن کو دیگا وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ای
انما انت نذیر واللہ علی کل شئ وکیل یعنے تو تو صرف ڈرانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر وکیل ہے **ف**
فتح البیان کا بیان فاتحہ مع توضیح یہ ہے کہ حم عسق اس قسم کے فواتح سور پر کلام گزر چکا ہے **عبدالمومن**
کہتے ہین مینے حسن بن فضل سے پوچھا کیون جدا کیا گیا عسق سے اور کہیعص کیون نہ جدا کیا گیا تو کہا اس
واسطے کہ یہ واقع ہوا ہے درمیان اُن سورتون کے جن کا اول حم ہے سو یہ اپنے قبل و بعد کے نظائر کی چال
پر چلا پس حم تو مبتدا ہے اور عسق اسکی خبر ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ حم عسق دو آیتین گنی گئی ہین اور اُن کی اشکال
جیسے کہیعص اور المر اور المص ایک آیت شمار کی گئی ہین یعنے اس لیے ان مین فصل نہین کی گئی اور
کسی نے کہا اس لیے کہ سارے حروف تہجی معنے مین ایک ہین باین حیثیت کہ بیان کی بنیاد اور کلام کی بنا
ہین کما ذکرہ الجرجانی پس جب اس اعتبار سے ایک ٹھیرے تو یکجا لکھے جائین اور ان مین فصل نہ ہو تیسری
یہ وجہ ہے کہ اہل تاویل نے اس مین اختلاف نہین کیا ہے کہ کہیعص اور اسکی امثال حروف تہجی ہین مگر
ہیچ اور حم مین اختلاف کیا ہے پس کسی نے کہا کہ اس کے معنے حُمّ ہین اسے قضی ما ہو کائن یعنے مقدر و
مقضی ہو چکا جو کچھ ہونے والا ہے پس اس کو فعل ٹھیرایا ہے تو فصل کی درمیان اس کے جو کہ فعل ٹھیرایا
گیا اور اس کے جو کہ فعل نہین ٹھیرایا گیا مطلب یہ ہے کہ حم کو بعض نے حروف کے تحت سے نکالا اور اس کو
فعل ٹھیرا کر کہا کہ اس کے معنے حم الامر ہین یعنے قضے الامر اور عسق اپنی اصل پر باقی رہا یعنے حروف تہجی
پر **قاضی** نے کہا شاید حم عسق دو نام ہین سورت کے اسی لیے ان مین فصل کی گئی اور دو آیتین شمار کی
گئین اور اگر یہ ایک نام ہو تو فصل واسطے تطابق باقی حوامیم کے ہے انتہے اول کی بنا پر دونون خبر ہونگی
مبتدا سے محذوف کی اور ثانی قول پر بھی اُسے مبتدائی محذوف کی خبر ٹھیرائینگے اس کے معنے مین کسی نے
کہا ہے کہ ح سے مراد حلم اللہ پاک کا ہے اور میم سے مراد اُس کی مجد و بزرگی اور عین سے مراد اس کا علم

اور سین سے مراد اس کی سنا ور روشنی اور ق سے مراد اُس کی قدرت ہے اس نے اُن اشیا کی قسم کھائی ہے اُس کے سوا اور
کچھ بھی کہا ہے جو کہ تکلف و تعسف ہے کوئی دلیل اس پر دال نہیں ہے نہ کوئی حجت و شبہ حجیت اس میں جو بے
اصل قول روایت کیے گئے ہیں اُن کو ہم اول ذکر کر آئے ہیں حق وہی ہے جو فاتحہ سورہ بقرہ میں ذکر کیا گیا
ہے امام نے فرمایا یہ بات جان رکھو کہ ایسے مواضع میں گفتگو تنگی کرتی ہے اور مجازفات کا لیتے اٹکل پچو باتوں
کا دروازہ کھولنا اُس قسم سے ہے جس کی طرف کوئی راہ نہیں ہے پس اولیٰ یہ ہے کہ اُس کا علم اللہ پاک کو سپرد
کیا جائے وہی خوب جانتا ہے جو اس سے مراد ہے حضرت ابن مسعود و حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہم
نے حم سق پڑھا ہے كَذٰلِكَ يُوحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یہ کلام مستانف
ہے ماقبل سے متعلق نہیں ہے منظور اس سے ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ مضمون اس سورت کا موافق اُن
مضامین کے ہے جو باقی کتابوں میں ہیں جن کا نزول اگلے نبیوں پر ہوا ہے موافقت اس میں ہے کہ
جیسا اُن میں توحید کی طرف بلانا اور حق کی طرف راہ بتاتا تھا ویسا ہی اس میں ہے یعنے مثل اُن معانی کے
جو اس سورت میں ہیں وحی کی گئی طرف تیرے اور وحی کی گئی طرف باقی رسولوں کے بیضاوی نے کہا وجہ
مشابہت کی یہ ہے کہ جس شے کی وحی کی گئی ساری کتابوں میں وہ تین امر کی طرف رجوع کرتی ہے توحید و
نبوت و بعث سو اس قدر قرآن شریف میں اور باقی کتب الٰہیہ میں موجود ہے قتادہ نے کہا وجہ مشابہت یہ ہے
کہ ان چیزوں میں اشتراک ہے توحید و نبوت و معاد کی طرف بلانا اور احوال دنیا کی برائی بیان کرنا اور
آخرت کے امور میں رغبت دلانا کسی نے کہا کہ حم عسق کی وحی کی گئی طرف اُن انبیا کے جو آپ سے قبل تھے
اس بنا پر کذلک کا اشارہ ہوگا طرف حم عسق کے والاول اوسع خازن نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل
کیا ہے کہ نہیں ہے کوئی نبی صاحب کتاب مگر حال یہ ہے کہ وحی کی گئی طرف اس کے حم عسق سو اسی لیے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کذلک یوحی الیک الآیہ واللہ اعلم اس بنا پر مشابہت ہوئی حم عسق کے وحی ہونے میں یعنے
جیسے اس کی وحی تیری طرف کی ویسی ہی اگلے نبیوں کی طرف کی بالجملہ کذلک کا حرف کاف محل نصب
میں ہے بنا بر صفت مفعول مطلق محذوف یعنے مثل اس ایحا مثل ذلک الایحاء الذی اوحی الیٰ سائر الرسل
یوحی الیک الآیہ جمہور نے یوحی بکسر حاء الصیغہ معروف پڑھا ہے اور فاعل اللہ ہے اور العزیز الحکیم اس کی
دونوں صفتیں ہیں اور کاف یعنے مثل صفت ہے مفعول مطلق محذوف کی جیسا کہ گزر چکا اور مجاہد و ابن کثیر
و ابن محیصن نے بفتح حاء بصیغہ مجہول اُس کے نائب فاعل میں تین وجہ ہیں ایک یہ ہے کہ ضمیر مستتر ہے جو کہ
کذلک کی طرف پھرتی ہے کیونکہ وہ مبتدا ہے تقدیر یہ ہے مثل ذلک الایحاء یوحی ھو الیک پس مثل
ذلک مبتدا ہے اور یوحی ھو الیک اُس کی خبر دوسری وجہ یہ ہے کہ نائب فاعل الیک ہے اور

کاف منصوب المحل ہے بنا بر اگلی دو وجہ کے تیسری وجہ یہ ہے کہ نائب فاعل جملہ اللہ العزیز الحکیم ہے اے یوحی الیک ہذا
اللفظ یعنے وحی کی جاتی ہے طرف تیرے اس لفظ کی کہ اللہ عزیز حکیم ہے لیکن بصریون کے اصول اس کے مساعد
نہین ہین کیونکہ جملہ نہ فاعل ہوتا ہے نہ نائب فاعل یا نائب فاعل قرآن ہے یا مصدر یوحی اس بنا پر اللہ العزیز
الحکیم کا رفع اس بنیاد پر ہوگا کہ فعل محذوف کا فاعل ٹھیرے گا گو یا کسی نے کہا من یوحی یعنے کون وحی
کرتا ہے تو کہین گے اللہ العزیز الحکیم یعنے وحی کرتا ہے اللہ جو کہ غالب ہے اپنے ملک مین ساتھ قہر اپنے کے حکمت
والا ہے اپنے کام مین صواب کو پہونچنے والا ہے اپنے قول و فعل مین اس کی مثل قولہ تعالے یسبح لہ فیہا
بالغدو والاصال مین گزر چکا ہے **الوجیوہ** و اعمش و ابان نے نوحی بنون پڑھا ہے اس صورت مین
اللہ العزیز الحکیم محل نصب مین مفعول ہوگا نوحی کا معنے یہ ہونگے کہ وحی کرتے ہین ہم طرف تیرے اس لفظ
کی کہ اللہ عزیز حکیم ہے لیکن اس مین یہ خلل ہے کہ حکایت جمل کے بغیر قول صریح کے لازم آتی ہے **اب**
یوحی کو مع اختلاف قرارت کے دیکھو کہ مضارع ہے اس کے معنے حال کے ہین یا استقبال کے اگر اس کو اپنے
معنے پر رکھو گے تو الی الذین من قبلک کو محذوف سے متعلق کروگے باین تقدیر و اوحی الی الذین من قبلک
اور اگر بمعنے ماضی ٹھیراوگے تو ماضی کو مضارع کی صورت مین لانا بلحاظ تصویر حال ہوگا یا یون کہو کہ مضارع
کا استعمال استقبال مین تو حقیقت ہے اور ماضی مین مجاز پس اسکا استعمال دونون مین یون ہو سکتا ہے
کہ استقبال مین تو بنظر اس قرآن کے ہے جو اس وقت نازل نہین ہوا اور ماضی مین بنظر اس قرآن کے جو بالفعل
نازل ہو لیا اور بنظر ان کتب کے جو انبیائی سالقین پر نازل ہو چکین غرضکہ اللہ پاک نے جو اپنی ذات مقدس
کو موصوف بعزت و حکمت کیا سو منظور اس سے علو شان بیان کرنا ہے اس شے کی جس کی وحی کی گئی کیونکہ
جب وحی کرنے والے کی صفت عزیز ہوئی تو معلوم ہوا کہ کامل قدرت والا ہے اور جب اس کی صفت حکیم
ہوئی تو سمجھا گیا کہ اُس کا علم کامل ہے اور یہ کھلی بات ہے کہ جو اثر ایسی ذات کی طرف منسوب ہو جو کہ
بکمال قدرت و علم متصف ہو تو وہ علو شان و رفعت قدر کے اقصے مراتب مین ہوگا پھر اپنی ذات
پاک کا اور وصف ذکر فرمایا کہ لہ ما فی السموات وما فے الارض یعنے اُس کے کمال قدرت و نفوذ تصرف کا
کیا ٹھکانا ہے اُسکا وصف تو یہ ہے کہ آسمان و زمین مین جو کچھ ہے وہ سب اسی کے ملک ہے اور ساری
مخلوقات مین اسی کا تصرف ہے اور اس کی ذات و شان اپنی خلق پر عالی ہے اور اس کا مکان و برہان
عظیم و کبیر ہے اور اس کی ہیبت و جلال کا یہ حال ہے تکاد السموات یتفطرن من فوقہن یعنے قریب ہے
کہ آسمان پھٹ پڑین اپنے اوپر سے جمہور نے تکاد کو تاے فوقیہ اور یتفطرن کو یای فوقیہ بعد یائے تحتیہ
مع تشدید طا پڑھا ہے اور نافع و کسائی و ابن وثاب نے یکاد بیاے تحتیہ و یتفطرن اور ابو عمرو مفضل

والوبکر و ابو عبیدہ نے ینفطرن بنون بعد الیا ماخوذ انفطار سے کقولہ تعالیٰ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ تفطرن یعنے
تنشق ہے یعنے شق ہونا پھٹنا اب یہی یہ بات کہ شق کیون ہون سماء ہن کی وجہ مین کئی قول ہین ضحاک و سدی تو
کہتے ہین کہ ہیبت ڈرین مارے اللہ کی عظمت وجلال کے کسی نے یون کہا کہ باری اللہ پاک کی علوشان وعظمت کو
اس معنی پر یہ بات دال ہے کہ اس کا ذکر بعد ہو العلی العظیم کے آیا ہے تو معلوم ہوا کہ ان کا شق ہونا بوجہ عظمت وجلال
الٰہی کے ہے کسی نے کہا بسبب کثرت فرشتون کے جو کہ آسمانون پر ہین کسی نے کہا معنے یہ ہین کہ
قریب ہے کہ ہر ایک ان مین کا پہٹ پڑے اوپر اُس آسمان کے جو
اُس کے متصل ہے بہ سبب گفتے مشرکون کے یہ بات کہ اللہ نے ٹہیرائی اولاد کسی نے کہا من فوقہن کے معنے مین ہے
فوق الارضین یعنے پہٹ پڑین سمٰوٰت زمینون کے اوپر ہو الاول اور نے کلمہ من واسطے ابتداء کے غایت کہ ہے
یعنے پہٹنے کی ابتدا ہو فوق کی جہت سے اخفش صغیر نے کہا کہ ضمیر من فوقہن کی راجع ہے طرف جماعات کفار کے
یعنے پہٹ پڑین کفار کی جماعتون کے اوپر سو یہ قول نہایت ہی بعید ہے جہت فوق کے خاص کرنے کی
وجہ ہے کہ فوق کی جہت زیادہ تر قریب ہے طرف آیات عظیمہ و مصنوعات باہرہ کے یا بطریق مبالغہ ہے گویا کفار
کی بات باوجود اس کے کہ تحت کی جہت سے آئی ہے اُس نے فوق کی جہت مین اثر کیا تو تاثیر اُس کی جہت تحت پر
بطریق اولےٰ ہوگی قولہ تعالیٰ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ کلام مستانف ہے یعنے مشرکون کی بے
ادبیان ایسی ہین کہ آسمان پہٹ پڑین مگر فرشتے تنزیہ کرتے ہین اپنے رب کی اُس شے سے جو اُس کی بارگاہ
عالیجاہ کے لائق نہین ہے اور اُس پر جائز نہین ہے اس حال مین کہ اُس کی حمد کرتے ہین اُس کی خوبیان
بیان کرتے ہین سبحان اللہ والحمد للہ یا سبحان اللہ وبحمدہ کہتے ہین کسی نے کہا کہ تسبیح اس جگہ بجائے تعجب
رکھی گئی ہے یعنی اللہ پاک پر مشرکین کی جرأت کرنے سے تعجب کرتے ہین کسی نے کہا کہ نماز پڑھتے ہین اپنے
رب کے امر سے قالہ السدی قولہ تعالےٰ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ یعنے شفاعت کرتے ہین واسطے اُن
لوگون کے جو زمین مین ہین یعنے اللہ پاک کے مومن بندے جیسا کہ اس آیت مین فرمایا ہے وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مطلب یہ ہے کہ مراد استغفار سے اس جگہ شفاعت ہے واسطے مومنین کے تو آیت اُن کے ساتھ
خاص ہوئی یا یہ معنے ہین کہ ہدایت طلب کرتے ہین واسطے زمین والون کے کسی نے کہا فرشتون کے استغفار
کرنے کے یہ معنے ہین کہ سعی کرتے ہین اُس شے مین جو مستدعی ہوتی ہے مغفرت کی واسطے اُن کے اور تاخیر
اُن کی عقوبت کے واسطے طمع کرنے کے ایمان کافرین اور توبہ فاسقین اب یہ آیت عام ہوگی چنانچہ ظاہر
لفظ یہی ہے اور مومنین کے ساتھ خاص نہ ہوگی گو وہ اس مین بدخول اولی داخل ہین قاضی بیضاوی اسی طرف
گئے ہین بلکہ اگر استغفار کی تفسیر کی جاوے ساتھ سعی کرنے کے اُس شے مین جو خلل متوقع کو دفع کرے

توجیوان کو عام ہوجاتی بلکہ جمادکو بھی مطلب یہ ہے کہ بطور عموم مجاز کے استغفار کے ایسے معنے لیے کہ کافرین و مومنین کو شامل ہین وہ معنے یہ ہین کہ سعی کرنا اُس شے مین جو مستدعی ہوتی ہے اُن کی مغفرت کی وہ شے ایمان ہے پس اُن کی استغفار کافرون کے بارے مین تو یون ہے کہ اُن کے واسطے ایمان طلب کرتے ہین اور مومنین کے حق مین یون ہے کہ اُن کی سیئات سے تجاوز کرنا چاہتے ہین تو اب اُن کی استغفار حق مین عام زمین و الون کے ہوگئی یہ حاصل ہے شیخ کا قرطبی کا بیان یہ ہے کہ ضحاک نے کہا کہ من فے الارض سے مراد مومنین ہین سدی نے کہا کہ اس کا بیان سورہ مومنین مین ہے ویستغفرون للذین آمنوا اس بنا پر کہ من فی الارض سے مراد مومنین ٹھہرے تو ملائکہ سے مراد حاملان عرش معلٰے ہونگے کیونکہ یہ خدمت انہین کی ہے کسی نے کہا کہ ساری فرشتے مراد ہین کلبی کے قول سے یہی ظاہر ہے وہب کہتے ہین کہ من فی الارض کے واسطے فرشتون کا مغفرت مانگنا منسوخ ہے ویستغفرون للذین آمنوا سے مہدوی کہتے ہین صحیح یہ ہے کہ منسوخ نہین ہے اس لیے کہ خبر ہے یعنے خبر مین نسخ جاری نہین ہوتا ہے نسخ احکام کا خاصہ ہے یہ آیت مومنون کے ساتھ خاص ہے **ابوالحسن** بن حصار کہتے ہین کہ حاملان عرش معلی بخصوص استغفار ہین واسطے مومنون کے اور اللہ پاک کے اور فرشتے ہین جو کہ زمین والون کے واسطے مغفرت مانگتے ہین **ماوردی** نے کہا اس استغفار مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ ذنوب وخطایا سے مغفرت مانگتے ہین ظاہر قول مقاتل یہی ہے دوسرا یہ ہے کہ اُن کے واسطے رزق وروزی و فراخی طلب کرتے ہین قالہ الکلبی ظاہر تر قول یہی ہے کیونکہ من فی الارض کافر وغیرہ کو عام ہے اور مقاتل کے قول پر کافر داخل نہ ہوگا **مطرف** رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین وجدنا انصح عباد اللہ لعباد اللہ الملائکۃ ووجدنا اغش عباد اللہ لعباد اللہ الشیاطین یعنے ہم نے پایا ناصح ترین بندگان خدا واسطے بندون اللہ کے فرشتون کو اور پایا ہم نے دغا باز تر اللہ کے بندون کے واسطے بندگان خدا کے شیاطین کو بالجملہ جب کہ اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ فرشتے زمین والون کے واسطے مغفرت مانگتے ہین تو اس طرف اشارہ کیا کہ وہ اُن کی دعا کو قبول کرتا ہے اور وہی مغفرت فرماتا ہے پس ارشاد فرمایا اَلَاۤ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ یعنے سنتے ہو بیشک اللہ وہی ہے کثیر المغفرۃ والرحمۃ واسطے اپنے اہل طاعت کے اور اپنے دوستون کے یا واسطے اپنے سارے بندون کے کیونکہ کافرون اور عاصیون کی تاخیر عقوبت ایک نوع ہے اللہ پاک کی انواع مغفرت ورحمت سے دوسری یہ ہے کہ ہر مخلوق اس کی رحمت سے بہرہ مند ہے بالجملہ آسمان کے شق ہونے کی جو دو تفسیرین اول گزر چکی ہین ایک یہ کہ اللہ پاک کی عظمت کے مارے ہیبت ترین دوسری یہ کہ بسبب بدگوئی مشرکین کے کہ اللہ پاک کے اولاد ہے نعوذ باللہ منہ سو اول کی بنا پر تو والملائکۃ یسبحون الآیہ زیادت تقریر ہوگی واسطے عظمت الٰہی کے کیونکہ اللہ سبحانہ کی مخلوقات میں

قسم ہے ایک تو عالم جسمانیات اور اُن مین سب سے بڑہ کر آسمان ہین دوسرا عالم روحانیات ہو اور اس مین سب سے بڑہ کر فرشتے ہین پس اول یہ بیان کیا کہ جسمانیات پر اُس کو کامل قدرت حاصل ہے تو فرمایا تکاد کہ آسمان پہٹ پڑین پہٹ اور یہ سب ماری اُس کی عظمت کو پہر روحانیات کی طرف انتقال کیا تو فرمایا کہ الملائکۃ یسبحون بحمد ربہم پہر جواہر روحانی کو دو تعلق ہین ایک تعلق تو عالم کبریا وجلال کے ساتھ فیض حاصل کرنے اور اسکے قبول کرنے کا دوسرا تعلق عالم اجسام کے ساتھ ہے فیض دینے اور تاثیر کرنے کا تو یسبحون بحمد ربہم تو اشارہ ہے طرف اس تعلق کے جو اُن کو بارگاہ ذو الجلال والاکرام سے ہے اور یستغفرون لمن فی الارض اشارہ ہے طرف اُس تعلق کے جو اُن کو عالم اجسام سے ہے اور تسبیح جو ہے تنزیہ کرنا اللہ پاک کا ہے ناسزا امور سے اور تحمید اس کا وصف کرنا ہے ساتہ اس بات کے کہ وہ ساری نعمتون خوبیون کا عطا کرنیوالا ہے اور اس کا منزہ ہونا ناسزا امور سے فی ذاتہ رتبے مین مقدم ہے اس پر کہ وہ خیرات وسعادات کا فیاض ہے اس لیے یسبحون بحمد ربہم فرمایا ویحمدون بتسبیح ربہم نہ کہا اور دوسری تفسیر کی بنیاد پر یسبحون بحمد ربہم الآیہ اس امر کے بتانے کو ٹہیرایکا کہ وہ پاک ہے اُس بات سے جس کی نسبت اُس کی طرف کی گئی اور یہ جو اُن کو جلد عذاب نہین کرتا ہے سو اس لیے کہ فرشتے مغفرت مانگتے ہین اور اس واسطے کہ اُس کی مغفرت ورحمت غایت درجہ کو پہونچی ہوئی ہو ہذا حاصل الشیخ والذین اتخذوا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جنہون نے ٹہیرائے ہوے اسکے سوا جن کو وہ پوجتے ہین اور ٹہیرائے واسطے اُس کے شرکا اور انداد واشال اللہ اُن پر حفیظ ہے یعنے اُن کے اعمال کو محفوظ رکہتا ہے اُن مین کیے اس سے کوئی شے غائب نہین ہوئی ہے تاکہ اُن اعمال کی اُن کو جزا دے اور نہین تو اُن پر وکیل یعنے اُس نے تجہ کو اُن کا ذمہ دار نہین بنایا ہے تاکہ تجہ سے اُن کا مواخذہ ہو اور نہ تجہ کو اُن کی ہدایت سپرد کی ہے تو تو صرف پہونچانے والا ہے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت سیف سے وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اور یہی طرح اُتارا ہم نے تجہ پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سناوے بڑے گاؤن کو اور اس کے آس پاس والون کو اور خبر سناوے جمع ہونے کے دن کی اُس مین دہوکا نہین ایک فرقہ بہشت مین اور ایک فرقہ آگ مین اور اگر چاہتا اللہ تو سب لوگون کو کرتا ایک ہی فرقہ پر وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہے اپنی مہر مین اور گنہگار جو ہین اُن کا کوئی نہین رفیق نہ مددگار کیا اُنہون نے پکڑے ہین اُس سے دوری کام بنانے والے سو اللہ جو ہے وہی ہے کام بنانے والا اور وہی جلاتا ہے مردے اور وہ ہر چیز

ع ۲

اگر ہے یہ ایک ایسا امر کہ اس سے فراغت ہو چکی ہے آپ نے فرمایا سددوا و قاربوا پس تحقیق جنت والا خاتمہ کیا جاتا ہے واسطے اُس کے ساتھ عمل جنت کے گو اُس نے کوئی سا عمل کیا ہو اور بیشک نار والا خاتمہ کیا جاتا ہے واسطے اُس کے ساتھ عمل نار کے اگرچہ اُس نے کوئی سا عمل کیا ہو پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پس اُس کو قبض کر لیا پھر فرمایا فارغ ہو گیا رب تمہارا عزوجل بندوں سے پھر آپ نے داہنے سے اشارہ کیا پس پھینک دیا اُس سے پھر فرمایا فریق فی الجنۃ اور پھینک دیا بائیں سے اور فرمایا فریق فی السعیر

ہکذا رواہ الترمذی والنسائی جمیعا عن قتیبۃ عن اللیث بن سعد وبکر بن مضر کلاہما عن ابی قبیل عن شفی بن ماتع الاصبحی عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بہ وقال الترمذی حسن صحیح غریب وساقہ البغوی فی التفسیر بسندہ نحوہ وعندہ زیادات منہا ثم قال فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر عدل من اللہ عزوجل و رواہ ابن ابی حاتم بسندہ و رواہ ابن جریر بسندہ عن شفی عن رجل من الصحابۃ رضی اللہ عنہم فذکرہ ثم روٰہ

عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ کہتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ نے جب کہ پیدا کیا آدم علیہ السلام کو تو جھاڑا اُن کو مثل جھاڑنے سلائی کے اور نکالی اُن سے اُن کی کل ذریت تو نکلے امثال نغف کے پھر اُن کی دو مٹھیاں بھریں پھر فرمایا شقی و سعید پھر دونوں کو ڈال دیا پھر اُن کی مٹھیاں بھریں پھر فرمایا فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر وَهٰذَا الْمَوْقُوْفُ اَشْبَهُ بِالصَّوَابِ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم امام احمد نے ابو النضرہ سے روایت کیا ہے کہا کہ ایک شخص اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے اُس کو ابو عبداللہ کہتے تھے اُس کے پاس اُس کے صحابا داخل ہوئے یعنے اُس کی زیارت و ملاقات کو آئے تھے تو اُس کو روتا ہوا پایا پس اُس کو کہا تجھے کون چیز رلاتی ہے کیا تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں فرمایا خذ من شاربک ثم و قرہ حتی تلقانی کہا کیوں نہیں ولیکن میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ نے بھری اپنے داہنے ہاتھ میں ایک مٹھی اور دوسری دوسرے ہاتھ میں یعنی بیدہ الیمنی و بیدہ الاخری یعنے یہ تو واسطے جنت کے اور یہ واسطے نار کے اور میں پروا نہیں کرتا ہوں پس میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کونسی مٹھی میں ہوں حدیثیں قدر کی صحاح و سنن و مسانید میں بہت سی ہیں اُن میں سے حضرت علی و حضرت ابن مسعود و حضرت عائشہ صدیقہ اور ایک جماعت کثیر کی حدیثیں ہیں قولہ تبارک وتعالیٰ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً اور اگر چاہتا اللہ تو کر دیتا اُن کو ایک امت ہدایت پر یا ضلالت پر ولیکن اللہ تعالیٰ نے تفاوت فرمایا ہے درمیان اُن کے سو ہدایت کی جس کو چاہتا ہے طرف حق کے اور گمراہ کیا جس کو چاہتا ہے حق سے اور حکمت و حجت بالغہ اُسی کے واسطے ہے اسی لیے یوں فرمایا وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ

ابن جریر نے ابن عجرہ سے روایت کیا ہے کہ اُن کو یہ بات پہونچی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے عرض کیا یارب تیری خلق جن کو تو نے پیدا کیا ٹھیرایا تو نے اُن مین سے ایک فریق جنت مین اور ایک فریق آگ مین کیون نہین دخل کیا تو نے اُن سب کو جنت مین پس فرمایا اے موسیٰ تو اُٹھا اپنے کرتے کو تو انھون نے اُٹھایا عرض کیا مقررین نے اُٹھا لیا فرمایا اُٹھا تو اُٹھایا پھر کچھہ نچھوڑا عرض کیا یارب مقررین نے اُٹھا لیا فرمایا اُٹھا عرض کیا مقررین نے اُٹھا لیا مگر وہ شے جس مین خیر نہین ہے فرمایا اسی طرح مین داخل کرتا ہون اپنے ساری خلق کو جنت مین مگر وہ جس مین خیر نہین ہے **ف** قولہ تعالیٰ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ الآیہ اللہ پاک انکار کرتا ہے مشرکون پر اس بات مین کہ انھون نے اللہ پاک کے سوا معبود ٹھیرائے ہین اور خبر دیتا ہے کہ وہی ولی حق ہے کہ تنہا اُسی کی عبادت لائق ہے اس لیے کہ وہ قادر ہے مُردون کے زندہ کرنے پر اور وہ ہر شے پر قدیر ہے **ف** وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ الآیہ مین دو وجہ ہین ایک یہ ہے کہ ذٰلک کا اشارہ ہے طرف مصدر اوحینا کے اور حرف کاف بمعنے مثل محل نصب مین ہے اس بنا پر کہ صفت ہو مفعول مطلق محذوف کی اور قرآنًا عربیًا موصوف وصفت ملکر مفعول بہ ہے اوحینا کا اے واوحینا الیک ایحاءً مثل ذٰلک الایحاء المذکور فی قولہ یوحی الیک البدیع البین المفہم قرآنا عربیا لالبس فیہ علیک ولا علی قومک یعنی وحی کی ہم نے طرف تیرے وحی کرنے کر ایسا وحی کرنا کہ مثل اس وحی کرنے کے ہے جس کا ذکر یوحی الیک مین ہے جو کہ بدیع ونادر وظاہر نئے طرز کا مطلب کا خوب سمجھانے والا ہے قرآن عربی جس مین تجھ پر کسی طرح شک وشبہ نہین ہے نہ تیری قوم پر مطلب یہ ہے کہ ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان کا نازل کیا تیری قوم کی زبان مین جس طرح کہ ہم نے ہر رسول کو اُس کی قوم کی زبان مین بھیجا تاکہ اُن کی زبان خوب سمجھ مین آئے بات مین کسی طرح کا دھوکا نہ ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ ذٰلک کا اشارہ ہے طرف معنے آیت متقدم کے وہ معنے یہی ہین کہ اللہ اُن پر حفیظ ہے اور تو صرف ڈر سنانے والا ہے اس بنا پر حرف کاف مفعول بہ ہوگا اور قرآنًا عربیًا اُس سے حال چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکون کے ایمان لانے پر حریص تھے اور وہ جو شرک وگمراہی پر اصرار کرتے تھے اس پر آپ کو حزن ورنج ہوتا تھا اس لیے اللہ پاک نے اس بات کا انکار کیا باین قول کہ اللہ حفیظ علیہم الآیہ یعنے تیرے قابو مین یہ بات نہین ہے کہ تو ایسے اصرار کرنے والون کو ہدایت کرے صرف اللہ پاک اس پر قادر ہے اور تیرا ذمہ صرف ڈر سنا دینا ہے دگر ہیچ پھر فرمایا وکذلک اوحینا الآیہ یعنے اور مثل اس آیت کے ہم نے تیری طرف وحی کی ہے اور مثل اس مضمون کے جس کی وہ متضمن ہے یعنے تو جو اُن کے ایمان پر نہایت حریص ہے اس بات پر انکار کیا ہے اور اس قسم کا انکار بار بار قرآن مین مکرر لایا گیا ہے حالانکہ اس انکار پر جو شے دال ہے وہ قرآن عربی ہے یا نہ

کا ہے اُس کہنے سے تجھے چنتی نہیں رہیں کیونکہ وہ تو تیری زبان ہے اور تو نے اُس کو منزل الکلام مبہم وملتبس کے ٹھیرایا
ہے جب تو تو اُن کے ایمان لانے کی حرص کو نہیں چھوڑتا ہے لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى الآیہ یعنے قرآن عربی کی
تیری طرف اس واسطے وحی کی ہے کہ تو ڈراوے ام القری کو یہاں مضاف ومفعول ثانی محذوف ہے اے
لتنذر اہل ام القری العذاب یعنی تاکہ ڈراوے تو ام القری والون کو اور اُن لوگون کو جو اُس کے آس پاس ہیں
عرب اور ساری دنیا کے لوگ اور تنذر یوم الجمع میں مفعول اول محذوف ہے اے تنذر الناس یوم الجمع یعنے
اور ڈراوے تو لوگون کو روز قیامت سے اول ہے ثانی اور ثانی سے اول مفعول جو حذف ہوا ہے سو واسطے
تہویل وابہام تعمیم کے ام القری سے مراد مکہ ہے عرب لوگ ہر شے کی اصل کا نام ام رکھتے ہیں مکے کو تشبیہ
کی اصل میں واسطے ٹھیرایا کہ منظور اُس کی تشریف وتعظیم ہے اس وجہ سے کہ اُس میں اللہ پاک کا خانہ معظم و
مکرم ہے اور مقام ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام ہے یا اس لیے کہ زمین اُس کے نیچے سے پھیلائی گئی ہے قیامت
کو یوم الجمع اس لیے کہتے ہیں کہ اُس میں خلائق کا مجمع ہوگا یا یہ مراد ہے کہ روحیں جسمون سے جمع کی جائینگی
یا اس دن ظالم ومظلوم جمع ہونگے یا عمل کرنے والا اور اس کا عمل یکجا ہوگا جملہ لاریب فیہ استیناف ہے یا
حال ہے یوم الجمع سے یا جملہ معترضہ ہے تقریر ماقبل کے واسطے لایا گیا ہے اُس کے نزدیک جو کہ جملہ معترضہ
کے آخر کلام میں لانے کو جائز کہتا ہے جمہور نے فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر کو دونون جگہ برفع پڑھا
ہے اس بنا پر کہ مبتدا ہے اور جار ومجرور خبر ہے ابتدا بنکرہ اس لیے جائز ہوئی کہ مقام تفصیل کا مقام ہے
یا یہ کہ فریق سے پہلے خبر مقدر ہے ای منہم فریق فی الجنۃ ومنہم فریق فی السعیر یا یون کہو کہ خبر ہے مبتدای
محذوف کی اے ہم فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر یہ ضمیر راجع ہوگی طرف مجموعون کی جو کہ یوم الجمع سے معلوم
ہوتا ہے یعنے روز جمع کے دن جو لوگ جمع کیے جائینگے وہ ایک گروہ تو جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ
میں زید بن علی نے دونون جگہ فریقا بنصب پڑھا ہے اس بنا پر کہ جملہ محذوفہ سے حال ہے ای افترقوا حال
کونہم فریقا فی الجنۃ وفریقا فی السعیر یعنے وہ لوگ فرقے فرقے ہون گے درحالیکہ ایک فرقہ تو بہشت میں
ہوگا اور ایک فرقہ نار میں فراء وکسائی نے نصب کو جائز کہا ہے باین تقدیر لتنذر فریقا اول دو

حدیثین دربارہ قدر بروایت حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالے عنہما گذر چکی ہیں ایک مرفوع اور ایک موقوف
حافظ ابن کثیر نے موقوف کو اشبہ بالصواب ٹھیرایا تھا وہی دونون فتح البیان وفتح القدیر میں بھی ہیں نے الجمل لفظ
کالتفاوت تھوڑے آخر میں کہا ہے وروی ابن جریر طرفا منہ عن ابن عمرو موقوفا علیہ قال ابن جریر وہذا الموقوف اشبہ
بالصواب صاحب فتح القدیر وفتح البیان رحمہما اللہ نے فرمایا ہے بل المرفوع اشبہ بالصواب فقد رفعہ الثقۃ و
رفعہ زیادۃ ثابتۃ من وجہ صحیح ویقوی الرفع ما اخرجہ ابن مردویہ عن البراء قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم وفی یدہ کتاب ینظر فیہ قالوا انظروا الیہ کیف وہو امی لا یقرء قال فعلمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال

ہذا کتاب من رب العالمین باسماء اہل الجنۃ واسماء قبائلہم لا یزاد فیہم ولا ینقص منہم وقال فریق فی الجنۃ وفریق

فی السعیر فرغ ربکم من اعمال العباد - بالجملہ جب اللہ پاک نے یہ بیان کیا کہ اہل جمع دو فریق ہیں تو ذکر کیا کہ یہ

اُس کی مشیت سے ہے پس فرمایا وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَھُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً ضحاک نے کہا یعنے اگر چاہتا اللہ تو

البتہ کر دیتا اُن کو ایک دین والے یا ہدایت پر یا ضلالت پر لیکن وہ متفرق ہوئی مختلف دینوں پر بسبب

مشیت ازلیہ کے یہی معنے ہیں اس قول کے وَلٰکِنْ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِہٖ الآیہ یعنے و لیکن داخل کرتا

ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں یعنے دین حق میں مراد اسلام ہے سلہ اللہ تعالے اور ظالمین یعنے مشرکین

نہیں ہے واسطے اُن کے کوئی ولی کہ عذاب کو اُن سے دفع کرے اور نہ کوئی نصیر کہ اُس مقام میں اُن کی

مدد کرے اسی کی مثل یہ آیت ہے وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَمَعَھُمْ عَلَی الْھُدٰی اور یہ آیت وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا کُلَّ

نَفْسٍ ھُدٰىھَا مطلب یہ ہے کہ ہدایت وگمراہی مشیت الٰہی سے ہے اللہ پاک نے جس کسی سے ہدایت کا اختیار

کرنا جان لیا ہے تو اُس کو ہدایت کرتا ہے پھر اُس کے سبب سے اپنی جنت ورحمت میں داخل فرماتا ہے اور جس سے

گمراہی کا اختیار کرنا معلوم کیا ہے اُس کو گمراہ کرتا ہے پھر اُس کی وجہ سے اُسکو سعیر والوں میں ٹھیراتا ہے

یہاں ظاہر مقابلہ اس کا مقتضے ہے کہ یوں کہا جاتا ویدخل من یشاء فی غضبہ ونقمتہ لیکن ایسا نہ کہا اسی

لیے کہ منظور مبالغہ کرنا ہے وعید میں کیونکہ اُن کے متولی وناصر کی نفی کرنا زیادہ تر دال ہے اس پر کہ اُن کا

عذاب میں ہونا ایک ایسا امر معلوم ہے کہ اُس سے فراغت ہو چکی ہے کذا قالہ الکرخی اور مبالغہ کرنے کی وجہ

یہ ہے کہ انذار کا مقام ہے ایسی جگہ وعید میں مبالغہ کرنا انسب ہوتا ہے والمشرکون کی جگہ والظالمون

فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ اور یہی ظلم علت ہے ان کے

واسطے ولی وناصر نہ ہونے کی علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں وَھٰھُنَا مُخَاصَمَاتٌ بَیْنَ الْمُتَمَذْھِبِیْنَ

الْمُخَالِفِیْنَ عَلٰی مَا دَرَجَ عَلَیْہِ اَسْلَافُھُمْ فَدَبُّوْا عَلَیْہِ مِنْ بَعْدِھِمْ وَلَیْسَ بِنَا اِلٰی ذِکْرِ شَیْءٍ مِّنْ ذٰلِکَ فَائِدَۃٌ

کَمَا ھُوَ عَادَتُنَا فِیْ تَفْسِیْرِنَا ھٰذَا فَھُوَ تَفْسِیْرٌ سَلَفِیٌّ یَمْشِیْ مَعَ الْحَقِّ وَیَدُوْرُ مَعَ مَدْلُوْلَاتِ النَّظْمِ

الشَّرِیْفِ وَاِنَّمَا یَعْرِفُ ذٰلِکَ مَنْ رَسَخَ قَدَمُہٗ وَتَبَرَّأَ مِنَ التَّعَصُّبِ قَلْبُہٗ وَلَحْمُہٗ وَدَمُہٗ قولہ تعالے

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ کلمہ ام منقطعہ بمعنے بل ہے فَاللّٰہُ ھُوَ الْوَلِیُّ جواب ہے شرط محذوف کا مثلاً ان

ارادوا ولیا بحق فاللہ ہو الولی بالحق اس بنا پر مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے اول کافروں کا یہ وصف کیا کہ وہ

ظالم ہیں اُن کا کوئی ولی وناصر نہیں ہے پھر اس وصف سے اضراب کیا طرف دوسرے وصف کے وہ یہ ہے

کہ انھوں نے اللہ تعالی کے سوا اولیا ٹھیرا لئے ہیں جن سے اُن کو بچنے میں یہ وصف بطور تخصیص بعد

تعمیم کے لیے ہے کیونکہ ظلم عام ہے اور شرک خاص ہے ظلم کی ایک فرد ہے مقصود اس سے یہ بات بتانا ہے کہ یہ وصف خاص باوجود اس کے کہ اُس عام کے افراد سے ہے اپنے ظلم ہونے مین اُس حد تک پہونچا ہے کہ بسبب اُس کے اُس عام کی شمار مین معدود ہونے سے نکل گیا ہے یعنے کافر لوگ ظالم ہین اور یہی ظلم اُنکے لیے ولی و ناصر نہ ہونے کا سبب ہوا ہے پس اس سے اضراب کیا بطور ترقی کے ادنیٰ سے اعلےٰ کی طرف بلکہ اُنہون نے تو ایک ایسا بڑا ظلم کیا ہے کہ مارے اپنی عظمت کے گویا ظلم کی جنس سے نکل گیا وہ یہی اُن کا اولیا ٹھیرانا ہے اللہ تعالے کو چھوڑ کر بتون کو غرض کہ شرک انتہا درجہ کا ظلم ہے کہ اس سے بڑھ کر ظلم کا کوئی درجہ نہین ہے یہان سے شرک کی برائی کو سمجھنا چاہیے کہ اللہ پاک نے کیسے سبا لغہ اور حسن ادا سے اُس کی برائی بیان فرمائی ہے اگر وہ ارادہ کرین ولی بحق کا تو ولی بحق اللہ ہی ہے اُس کے سوا کوئی ولی بحق نہین ہے وہی اس کے لائق ہے کہ اُسے ولی ٹھیرائین کیونکہ خالق و رازق ضار و نافع وہی ہے اور اُسی کی شان سے یہ ہے کہ وہ زندہ کرتا ہے مردون کو اور وہی قادر ہے ہر مقدور پر پس جو ذات پاک ان اوصاف جلیلہ کے ساتھ متصف ہو وہی اس کا مستحق ہے کہ الوہیت کے ساتھ اُس کو خاص کرین اور تنہا اُسی کو پوجین نہ یہ ہے مشرکون کے بتن سے اپنی مکھیان اڑا لی نہین جا سکتی محلی کہتے ہین کہ حرف فا محض عطف کو واسطے ہے یعنے عطف ما بعد کا ما قبل پر اور سببیت سے خالی ہے کرخی نے کہا غرض محلی کی رد ہے زمخشری پر کہ وہ جواب ہے شرط مقدر کا جیسا کہ اول گزر چکا ہے ابوحیان نے کہا اس تقدیر کی کوئی حاجت نہین ہے اس لیے کہ بدون اس کے کلام تمام ہے کسی نے کہا کہ یہ ام بمعنے ہمزہ انکار و توبیخ ہے اول اللہ پاک نے اُن کا یہ وصف کیا تھا کہ اُنہون نے اُس کے سوا اولیا ٹھیرائے ہین پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ تو اُن پر وکیل نہین ہے اور اُن کی ہدایت تیرے ذمہ نہین اور اگر اللہ چاہتا تو ہدایت کرتا پھر جس شے کے ساتھ اُن کا اول وصف کیا تھا اُسی کی اُن کی طرف سے یہان خبر دی اُن پر انکار و توبیخ کر کے یعنے کیا اُنہون نے ٹھیرائے ہین اُس کے سوا اولیا مطلب یہ ہے کہ جن کو اُنہون نے اولیاء ٹھیرایا ہے اُن کو اس کی لیاقت نہین ہے ولی تو اللہ ہی ہے اس کا مستحق وہی ہے کیونکہ وہ مردے جلاتا ہے ہر شے کو کر سکتا ہے پس جو ایسا ہے وہی لائق ہے اس کے کہ ولی بنایا جاوے کسی نے کہا کہ یہ ام بل اور ہمزہ انکار کے معنے مین ہے بل تو واسطے انتقال کے ہے بیان ما قبل سے طرف بیان ما بعد کے ما قبل مین یہ بیان کیا تھا کہ ظالمون کا کوئی ولی و ناصر نہین ہے یعنے اُن کو بغیر ولی و ناصر کے اپنے عذاب مین چھوڑ دے گا پھر اس بیان سے دوسرے بیان کی طرف انتقال کیا وہ یہ ہے کیا اُنہون نے ٹھیرائے ہین اُس کے سوا اولیا یعنے جن کو ولی ٹھیرایا ہے وہ ولی نہین ہین اس بنا پر یہ جملہ مقررہ مؤکدہ ہے ما قبل کا کیونکہ ما قبل مین نفی تھی ولی و نصیر ہونے کی سوا اس جملے نے اس نفی کی بطور انکار و توبیخ کے تاکید

کردی جب خوب پکے طور پر اسکا بیان ہو چکا کہ ظالموں کا کوئی ولی و ناصر نہیں ہے تو فرمایا کہ فاللہ ہو الولی یعنے ولی
بحق تو اللہ ہی ہے اس کے سوا کوئی ولی نہیں ہے پھر جب اللہ پاک نے مشرکوں کو یوں تہدید کی کہ اللہ اُن پر حفیظ ہے
اور یوں کہ ظالموں کا کوئی ولی و نصیر نہیں ہے پھر یہ حکم لگایا کہ ولی بحق وہی ہے تو بعد اس کے وہ بات بیان فرمائی
جو دال ہے اس پر کہ وہ ولی ہے مومنوں کا ساتھ مدد کرنے اور ثواب دینے کے اور ذلیل کرنے والا ہے دین
کے دشمنوں کا ساتھ تعذیب و عقاب کے پس ارشاد فرمایا وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ

اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ○ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَ

مِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ○ لَهُ مَقَالِيدُ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ اور جس بات میں
پھوٹ ہو تم لوگ کوئی چیز ہو اُس کی چکوتی ہے اللہ پر حوالہ وہ اللہ ہے رب میرا اُسی پر مجھ کو بھروسا اور اُسی کی
طرف میری رجوع بنا نکالنے والا آسمانوں کا اور زمین کا بنا دیے تم کو تمہیں میں سے جوڑے اور چوپایوں
میں سے جوڑے بکھیرتا ہے تم کو اس ڈھب میں نہیں اُس کی طرح کا سا کوئی اور وہی ہے سنتا دیکھتا اسی پاس
ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی پھیلا دیتا ہے روزی جس کو چاہے اور ناپ دیتا ہے وہ ہر چیز کی خبر
رکھتا ہے انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں یہ اختلاف عام ہے ساری اشیا میں یعنے جس امر میں ہو
سے تم اختلاف کرو تو اس کا حکم اللہ پر حوالہ ہے یعنی اس میں وہی حکم کرنے والا ہے اپنی کتاب کے ساتھ اور
اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے ساتھ کما قال جل وعلا فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ
وَالرَّسُولِ قولہ تعالیٰ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي الآیہ یعنے یہ فیصلہ کرنے والا ہر شے میں اللہ ہے رب میرا اُسی پر میں نے
بھروسا کیا اور اُسی کی طرف میں رجوع ہوتا ہوں سارے امور میں فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الآیہ یعنے وہ پیدا
کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور اس شے کا جو اُن کے درمیان میں ہے اُس نے بنا دیے تم کو
تمہاری جنس و شکل سے جوڑے تم پر منت رکھنے کو اور تفضل و مہر کرنے کو بنا دیے تمہاری جنس سے مرد و عورت
اور بنا دیے چوپایوں سے جوڑے یعنے پیدا کر دیے واسطے تمہارے چوپایوں سے آٹھ جوڑے يَذْرَؤُكُمْ
فِيهِ کا یہ مطلب ہے کہ پیدا کرتا ہے تم کو اس خلق میں اس صفت پر ہمیشہ پیدا کرتا رہتا ہے تم کو اس میں نر
و مادہ ایک خلق بعد ایک خلق کے اور ایک گروہ بعد ایک گروہ کے اور نسل بعد نسل کے آدمیوں اور چوپایوں
میں سے بغوی نے کہا فیہ یعنے رحم میں کسی نے کہا پیٹ میں کسی نے کہا اس طرز کی خلقت میں مجاہد نے
کہا نسلا بعد نسل من الناس والانعام کسی نے کہا حرف فی بمعنے با ہے لے یذرؤکم بہ یعنے پھیلاتا ہے تم کو
بسبب اس خلق کے لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ یعنے نہیں ہے مثل پیدا کرنے والے سارے جوڑوں کے کوئی شے کیونکہ

وہ تو فرد صمد ہے جس کی کوئی نظیر و مثل نہین ہے وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ یعنے اور وہ خوب سنتا دیکھتا ہے قولہ
تعالی لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ الآیہ کی تفسیر سورۂ زمر مین گذر چکی ہے حاصل اُس کا یہ ہے کہ وہ آسمان و زمین مین
حاکم و متصرف ہے فراخی کرتا ہے روزی کی جس پر چاہتا ہے اور تنگی کرتا ہے جس پر چاہتا ہے حکمت و عدل
اُسی کو ہے بیشک وہ ہر شے کو خوب جانتا ہے **ف** فتح البیان کا بیان فاتحر مع توضیح یہ ہے کہ یہ اختلاف
عام ہے ہر امر دین مین جس کے بیچ مین بندون نے اختلاف کیا ہے سو اس کا حکم و فیصلہ و مرجع اللہ ہی کی
طرف ہے وہی اپنے حکم سے قیامت کے دن اُس مین حکم دیگا اور اُس مین جھگڑنے والون کے جھگڑے کا فیصلہ
کر دے گا اور اُس وقت حق والا باطل والے سے ظاہر ہو جائے گا اور جنت کا فریق نار کے فریق سے چھٹ
جائیگا کلبی کہتے ہین من شئ سے مراد امر دین ہے سو اُسکا حکم طرف اللہ کے ہے وہ اس مین فیصلہ کرے گا
قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالے نے او امر الدنیا اور بڑہایا ہے یعنے دین کا امر ہو یا دنیا کا کشاف مین دنیا کا
لفظ زیادہ نہین کیا ہے محلی نے اس کو یون ذکر کیا ہے من الدین وغیرہ غیر سے مراد جیسے دنیا مین خصومات
ہوتے ہین اول اولے ہے یعنے امر دین کیونکہ یہ کچھ لازم نہین ہے کہ درمیان مومنین و کافرین کے امور
دنیا مین خصومات ہون اور ایسی خصومت مین تحاکم الے اللہ نہین بولتے ہین کما افادہ الشہاب شیخ زادہ
کا بیان یہ ہے کہا ہے کہ یہ آیت حکایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی واسطے مومنین کے
سو گویا آپ نے امر دین وغیرہ مین فیصلے کو اللہ پاک کے سپرد کیا پس اللہ پاک نے اس قول کو قرآن مجید مین
نقل فرما دیا اس بات پر قول آیندہ دال ہے یعنے ذٰلِکُمُ اللہُ رَبِّی الآیہ انتہے مقاتل کہتے ہین کہ بعض اہل مکہ نے
قرآن شریف کا انکار کیا اور بعض اُس پر ایمان لائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ
خصوص سبب کا اور ممکن ہے یون کہین کہ کلمہ الے اللہ کے یہ معنے ہین کہ اس کا حکم پھیرا جاتا ہے طرف کتاب
اللہ کے کیونکہ قرآن شریف مشتمل ہے حکم و فیصلے پر درمیان بندگان خدا کے اُس امر مین جس کے اندر اختلاف
کرتے ہین پس آیت عام ہوگی ہر اختلاف مین جو امر دین سے متعلق ہے اس کو کہ وہ پھیر اگیا ہے طرف کتاب اللہ
کے اُسی کے مثل قولہ تعالے وان تنازعتم فی شئ الآیہ ہے اور اللہ پاک یہ حکم لگا چکا ہے کہ دین جو ہے
سو اسلام ہی ہے اور قرآن شریف حق ہے اور مومنین جنت مین ہین اور کافرین نار مین ہین لیکن چونکہ کفار
اُس کے حق ہونے کی تصدیق نہین کرتے تھے مگر دار آخرت مین کر لین گے اس لیے اللہ پاک نے اُن کو اس کا وعدہ
دیا قیامت کے دن کا کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ مختلف فیہ مین محاکمہ لاؤ طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے کیونکہ اُنکا حکم اللہ کا حکم ہے اور اُن کی حکومت و فیصلے پر اُن کے غیر کی حکومت کو مت اختیار کرو
ذٰلِکُمُ اللہُ خبر اول ربی خبر ثانی عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ تیسری خبر وَ اِلَیْهِ اُنِیْبُ چوتھی خبر یعنے یہ حاکم عظیم

الشان ساتھ اس حکم کے اسی ہی پیارے رب پر اُسی پر مین نے بھروسا کیا ہے اپنے سارے کامون مین نہ اُس کے غیر پر
اور اپنے ساری امور اُسی کے سپرد کر دیے اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہون نہ طرف اُس کے غیر کے ہر شے مین جو
مجھے پیش آتی ہے جمہور نے فاطر السموات والارض کو برفع پڑھا ہے اس بنا پر کہ یا پانچوین خبر ہے یا یہ خود مبتدا
ہے اور ما بعد اُس کا اُس کی خبر ہے یا ربی کی صفت ہے اس لیے کہ اضافت محضہ ہے اس بنیاد پر جملہ علیہ توکلت
والیہ انیب معترضہ ہوگا درمیان صفت و موصوف کے زید بن علی نے فاطر کو بجر پڑھا ہے اس بنا پر کہ صفت
ہے اسم شریف کی جو الی اللہ مین ہے اور مابین اُن کے معترضہ ہے یا اس بنیاد پر کہ علیہ یا الیہ کی ضمیر سے بدل ہے۔
کسائی نے بنا بر ندا النصب جائز کہا ہے اور غیر کسائی نے بنا بر مدح یعنے امدح اور اعنی فاطر بمعنے خالق
مبدع ہے اس کی تحقیق اول گزر چکی ہے جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا الآیہ چھٹی خبر ہے یعنے پیدا کیں
واسطے تمہارے تمہاری جنس سے عورتین یا مراد بی بی حوا علیہا السلام ہین اس لیے کہ حضرت آدم علے
نبینا و علیہ الصلوٰة والسلام کی پسلی سے پیدا ہوئی ہین وَمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا اور پیدا کی واسطے چوپایون
کے انھین کی جنس سے مادہ یا یہ معنے ہین کہ پیدا کیے واسطے تمہارے چوپایون سے اصناف نر و مادہ کی
یہ وہی آٹھ اصناف ہین جن کا ذکر سورہ انعام مین کیا ہے يَذْرَؤُكُمْ ماخوذ ہے ذرء سے ذرء بمعنے
بث ہے یعنے پھیلایا یعنے خلق و انشاء ہے کم کا خطاب آدمیون کے مخاطب لوگون کو ہے اور انعام کو مگر
اس مین عقلا کو تغلیب دی گئی ہے غیر عقلا پر زمخشری نے کہا یہ مسئلہ احکام ذات العلتین سے ہے شیخ
کہتے ہین یہ ایک اصطلاح غریب ہے مراد اس سے یہ ہے کہ جب خطاب و غیبت دونون جمع ہون تو خطاب
کو تغلیب دی جائے فیہ کی ضمیر راجع ہے طرف جعل کے جو کہ جعل سے معلوم ہوتا ہے یا راجع ہے طرف
مخلوق کے یا طرف تدبیر کے جن کا ذکر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ آدمیون اور چوپایون کے واسطے جوڑے
بنائے تا آنکہ اُن کے نر و مادہ مین توالد و تناسل ہو کلمہ فی یا تو اپنے ظرفی معنے پر ہے یعنے اُس تدبیر
مین تمہاری کثرت کرتا ہے یعنے یہ تدبیر بث و تکثیر کے واسطے مثل منبع و معدن کے ٹھیرائی گئی ہے
یا بمعنے با سببیہ ہے یعنے بڑھاتا ہے تم کو بسبب اُس تدبیر کے فرا و زجاج و ابن کیسان نے کہا یکثرکم
بہ یعنے کثرت کرتا ہے تمہاری بسبب کرنے تمہارے کے جوڑے کیونکہ یہ سبب ہے نسل کا ابن قتیبہ نے
کہا فیہ ای فی الزوج قولہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ الخ ساتوین خبر ہے یہان ذکر مثل سے مراد مبالغہ ہے نفی
مین بطریق کنایہ کے جس طرح یہ قول ہے عرب کا کہ مثلک لا یبخل وغیرک لا یجود غرض قائل کی مخاطب کا
عدم بخل اور اس کا جود بنہایت مبالغہ و خوبی سے ثابت کرنا ہے تو اس کو یون ادا کیا کہ تیرا مثل بخل نہین
کرتا ہے اور تیرا غیر جود نہین کرتا ہے اب دیکھو کہ مخاطب سے کسقدر مبالغے کے ساتھ بخل کی نفی ہوئی کیونکہ

جب بخل کی نفی اُس شخص سے کی گئی جو کہ مخاطب سے مناسبت و مثلیت رکھتا ہے تو اُس سے تو بطریق اولی اُس کی نفی ہوئی اور جب مخاطب کے غیر سے جود کی نفی ہوئی تو کس مبالغہ سے اُس کے واسطے جود کا ثبوت ہوا یہ محاورہ زبان اُردو میں بھی ہے مثلا یوں کہتے ہیں کہ تم سے آدمی سے یہ کام بعید ہے غرض یہ کہ جو کوئی تمھاری مثل ہے اُس سے یہ کام بعید ہے تو خود تم سے تو نہایت بعید ہے کسی نے کہا کہ حرف کاف زائد ہے واسطے تاکید کے اس لیے کہ اللہ پاک کا کوئی مثل نہیں ہے معنے یہ ہیں کہ اُس کی مثل کوئی شے نہیں ہے یہ وجہ معربین کے نزدیک مشہور ہے کسی نے کہا کہ کلمہ مثل زائد ہے ثعلب وغیرہ اسی کے قائل ہیں جس طرح کہ اس آیت میں لفظ مثل زائد آیا ہے فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا اَیْ بِمَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ اسی باب سے یہ قول ہے اوس بن حجر کا ؎

وَقَتْلٰی کَمِثْلِ جُذُوْعِ النَّخِیْلِ		تَغَشَّاهُمُ مُسْبِلٌ مُنْهَمِرُ

اے کجذوع النخیل یہ قول جید نہیں ہے بلکہ قول اول اولی ہے اس لیے کہ کنایہ ایک باب مسلوک ہے عرب کا اور ان کے واسطے ایک شاہراہ مالوف ہے مطلب یہ ہے کہ عرب لوگ کنایہ کا بہت استعمال کرتے ہیں اس باب میں کتاب الکنایہ ثعالبی کی ایک بے مثل و بے مثال کتاب ہے قرآن مجید و حدیث شریف و اشعار محمول عرب عرباء سے اس میں کنایہ کی مثالیں ذکر کی ہیں، باب زیادت مثل سے یہ شعر ہے کسی شاعر کا ؎

لَیْسَ کَمِثْلِ الْفَتٰی زُهَیْرٍ		خَلْقٌ یُوَازِنُهٗ فِی الْفَضَائِلِ

کسی اور نے کہا

عَلٰی مِثْلِ لَیْلٰی یَقْتُلُ الْمَرْءُ نَفْسَهٗ		وَاِنْ بَاتَ مِنْ لَیْلٰی عَلَی الْیَاْسِ طَاوِیًا

کسی اور نے کہا ہے

سَعْدُ بْنُ زَیْدٍ اِذَا اَبْصَرْتَ فَضْلَهُمْ		فَمَا کَمِثْلِهِمْ فِی النَّاسِ مِنْ اَحَدٍ

ابن قتیبہ نے کہا کہ عرب لوگ مثل کو نفس و ذات کے مقام میں قائم کرتے ہیں تو یوں بولتے ہیں مثلی لا یقال لہ ہذا اے انا لا یقال لی ہذا یعنے مجھ سے آدمی کے واسطے یہ بات نہیں کہی جاتی ہے کسی نے کہا کہ مراد مثل سے صفت ہے یہ یوں ہے کہ مثل بمعنے مثل ہے اور مثل بمعنے صفت ہے کقولہ تعالی مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ اے صفۃ الجنۃ پس معنے یہ ہیں کہ نہیں ہے مثل صفت اللہ کے کوئی شے ان صفات سے جو کہ اُس کے غیر کے واسطے ہیں یہ قول ایک محمل سہل ہے ابو البقا نے کاف کی زیادتی کو ترجیح دیکر کہا ہے کہ اگر وہ زائد نہ ہو تو مفضی ہوگا طرف محال کے کیونکہ معنے یہ ہوں گے کہ اُس کے واسطے مثل ہے اور اس کی مثل کے واسطے مثل نہیں ہے حالانکہ اس میں تناقض ہے کیونکہ جب اس کے

واسطے مثل ہوا تو اُس کی مثل کے واسطے بھی مثل ہوا اور وہ وہی ہے باآنکہ اثبات مثل کا واسطے اللہ پاک کے محال ہے یہ تقریر خوب ہی لیکن ابو البقا نے جو اعتراض وارد کیا ہے وہ اُس بات سے مندفع ہوجاتا ہے جو ہم ذکر کر آئے ہیں کہ کلام خارج ہوا ہے مخرج کنایہ مین راغب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ جو الفاظ مشابہت کے واسطے وضع کیے گئے ہین لفظ مثل اُن سب سے زیادہ تر عام ہے یہ یون ہے کہ لفظ نِد تو اُس شے کے واسطے کہا جاتا ہے جو مشارک ہے جوہر مین فقط اور شِبہ اُس شے مین بولتے ہین جو مشارک ہے کیفیت مین فقط اور مساوی اُس شے مین کہتے ہین جو اُس کو مشارک ہے صرف کمیت مین اور شکل اُس شے مین بولتے ہین جو اُس کے مشارک ہے فقط قدر و مساحت مین اور مثل اس سب مین بولا جاتا ہے اسی لیے جب اللہ پاک نے نفی شبہ کا ارادہ کیا ہر وجہ سے تو خاص کر کے مثل کا کلمہ ذکر کیا فرمایا لیس کمثلہ شئے جو کوئی اس آیت کریمہ کو سمجھے گا جیسا کہ اس کے سمجھنے کا حق ہے اور اس کو سوچے گا جیسا کہ سوچنے کا حق ہے تو جو لوگ صفات مین اختلاف کرتے ہین ان کے اختلاف کے وقت اس کی وجہ سے ایک نہایت روشن و واضح راہ پر چلیگا اور اُس کی بصیرت اور بھی بڑھ جائے گی جب کہ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کے معنے مین تامل و غور کرے گا اس لیے کہ یہ اثبات بعد اُس نفی مماثل کے شامل ہے برد یقین و شفائے صدور و انثلاج قلوب پر یعنے جب اول یون کہا کہ اُس کی مثل کوئی شے نہین ہے پھر یہ فرمایا کہ وہ سمیع بصیر ہے تو بابت صفات کے جو شبہے کی گرمی اور شک کے کانٹے کی کھٹک سینہ و دل کو بے چین کرتی تھی اس اثبات نے اُس کو دور کر دیا یقین کی خنکی آگئی سینون کا روگ گیا شفا ہوگئی دل ٹھنڈے ہوگئے جو صفات جلیلہ الٰہیہ قرآن شریف مین یا صحیح حدیثون مین وارد ہوئے ہین وہ سب برحق ہین کیفیت اُن کی اللہ پاک کو معلوم ہے سلف کا یہی طریقہ ہے کہ اُن کو بلا تکییف و تشبیہ و تمثیل و تعطیل و تاویل مانین اور اُن کی کیفیت کو صاحب صفات کے حوالے کرین اب اے طالب حق تم اس حجت نیرہ و برہان قوی کی قدر کرو کیونکہ تم اس سے بہت سی بدعتون کو توڑ پھوڑ ڈالوگے اور ضلالت و گمراہی کے سرون کو توڑوگے اور قاصرین متکلفین متکلمین متاولین کے طوائف کے ناکون کو اس سے خاک مین آلودہ کروگے خصوصًا جب کہ تم نے اُس کے ساتھ قولہ تعالیٰ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا کو ملا دیا تو اب تو اس علم کی رسی کے دونون سرے پکڑ لیے جس کا نام علم کلام و علم اصول الدین رکھتے ہین ؎

	وَهَاتِ حَدِيثًا مَا حَدِيثُ الرَّوَاحِلِ	۰	وَدَعْ عَنْكَ نَهْبًا صِيحَ فِي حَجَرَاتِهِ

غرضکہ وہو السمیع البصیر الثونین خبر ہے اور لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثونین خبر مقالید جمع ہے مقلاد کی یا مقلید کی یا اقلید کی یہ جمع برخلاف قیاس ہے اقلید بمعنے مفتاح ہے یعنے اُسی کے ہیں ملکو

ہین کنجیان آسمانون کی اور زمین کی یا اُن کے خزانے مراد مطر و نبات وغیرہ ہے جیسے وہ جواہر جو زمین سے نکالے
جاتے ہین نحاس نے کہا کہ جو شخص کنجیون کا مالک ہوتا ہے وہی خزانون کا بھی مالک ہوتا ہے اس کی تحقیق سورہ
زمر مین گزر چکی ہے پھر جب اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ آسمان و زمین کی کنجیاں اُس کے ہاتھ مین ہین تو اُس کے بعد بسط
و قبض کا ذکر فرمایا یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۤءُ وَيَقْدِرُ یہ دسوین خبر ہے یعنے روزی فراخ کرتا ہے جس کے واسطے
چاہتا ہے جیسے روم و فرس اور اُس کی تنگی کرتا ہے جس پر چاہتا ہے جیسے عرب اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یعنے
بیشک وہ ہر شے کو اشیا مین سے خوب جانتا ہے سو اُس پر کوئی مخفی شے پوشیدہ نہین ہے اُس کے علم نے جو ہر
شے کا احاطہ کیا ہے سو اُس کے نیچے یہی مندرج ہے کہ مطیع کی طاعت کو اور عاصی کی معصیت کو جانتا ہے تو
جزا دے گا ہر ایک کو جس خیر و شر کا وہ مستحق ہوگا جبکہ اللہ پاک نے كَذٰلِكَ يُوْحِيْۤ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ الآیہ
مین یہ ذکر کیا کہ اس نے وحی کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو یہ سورت جن معانی کو متضمن تھی اُس کی
تفصیل شروع کی پس ارشاد فرمایا شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَمَا
وَصَّيْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰۤى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا
تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَيَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ وَمَا تَفَرَّقُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ
مَا جَاۤءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝ راہ ڈالدی تم کو دین مین وہی جو کہہ
دی تھی نوح کو اور جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ جو کہہ دیا ہم نے ابراہیم کو اور موسی کو اور عیسے کو یہ کہ قائم
رکھو دین اور پھوٹ نہ ڈالو اس مین بھاری پڑتا ہے شریکِ والون کو جس طرف تو بلاتا ہے اُن کو اللہ چن لیتا
ہے اپنی طرف جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے اُس کو اپنی طرف جو رجوع لاوے اور پھوٹ جو ڈالی سو
سمجھ آچکی پیچھے آپس کی ضد سے اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو نکل گئی ہے تیرے رب سے ایک ٹھہرے وعدے
تک تو فیصلہ ہو جاتا اُن مین اور جن کو ہاتھ لگی ہے کتاب اُن کے پیچھے وہ دھوکے مین ہین اُس کے جو بہ
نہین رہتا ف اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی ہے اس کے قائم کرنے کے طریق ہر وقت مین جدا ٹھہرا دیے
ہین اللہ نے ف یعنی پہلے لوگ تو ضد سے اپنی بات ثابت کرنے کو کتاب کے معنے بدل گئے اور پیچھے
والے مختلف باتین دیکھتے ہین تو حیران ہوتے ہین کہ معنے اُس طرح یا اس طرح یہ اختلاف برا ہے جو
معنون مین خلاف نکلتا ہو اور اگر کئی طرح معنے کہیے جن مین خلاف نہین نکلتا اُس کا منع نہین انتہے
ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تعالے فرماتا ہے اس امت سے کہ شروع کیا واسطے تمہارے دین سے وہ
دین جس کی وصیت کی نوح کو اور وہ دین جس کی وحی کی ہم نے طرف تیرے پہر اول رسل کا ذکر کیا بعد آدم

علیہ السلام کو وہ نوح علیہ السلام ہیں اور آخر رسل کا وہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں پھر ان کے درمیان میں بیچ کے اولوالعزم رسولوں کا ذکر کیا وہ حضرت ابراہیم وحضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام ہیں اس آیت نے پانچ کے ذکر کو نظم کیا ہے جس طرح کہ احزاب کی آیت ان پانچ پر مشتمل ہے اس کریمہ میں وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ الآیہ اور وہ دین جسکو سارے رسول لائے وہ یہی پوجنا ہے اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کا کما قال عزوجل وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ٥ اور حدیث شریف میں ہے ہم خاص گروہ انبیا کی اولاد علات ہیں دین ہمارا ایک ہے یعنے قدر مشترک باہم انبیا کی یہی عبادت ہے اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کی گو شرائع اور طریقے اُن کے مختلف ہوئے ہیں کما قال جل جلالہ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا اسی لیے یہاں یوں فرمایا ہے اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ یعنے اللہ پاک نے سارے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کو باہم الفت رکھنے اور جمع رہنے کی وصیت فرمائی ہے اور افتراق و اختلاف سے اُن کو منع کیا ہے كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ کا یہ مطلب ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جس توحید کی طرف تو اُن کو بلاتا ہے اُس کو اُنہوں نے اوپرا سمجھا ہے اور وہ اُن پر شاق گزری ہے پھر اللہ سبحانہ نے فرمایا اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ الآیہ یعنے اللہ ہی مقدر کرتا ہے ہدایت کو اُس کے واسطے جو اُس کا مستحق ہے اور لکھتا ہے گمراہی اُس پر جس نے اُس کو اختیار کیا ہے راہ ہدایت پر اسی لیے یوں فرمایا وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ یعنے اُن کی مخالفت جو حق کے واسطے ہوئی سو اس کے بعد ہوئی کہ وہ اُن کی طرف پہونچ گیا اور حجت اُن پر قائم ہو چکی اور سوای بغی و عناد و مخالفت کے اور کوئی شے اُن کو اس پر باعث نہیں ہوئی پھر اللہ عزوجل نے فرمایا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ الآیہ یعنے اگر نہ ہوتا اللہ کا کلمہ جو سابق ہو چکا ہے کہ بندوں کو مہلت دیگا اُن کے حساب قائم کرنے کے روز قیامت تک تو جلدی سے دنیا ہی میں اُن پر عقوبت لاڈالتا قولہ تعالیٰ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ الآیہ یعنے پچھلا گروہ بعد قرن اول کے جس نے حق کی تکذیب کی ہے البتہ شک مریب میں ہیں اُس سے یعنے اپنے امر و ایمان کے یقین پر نہیں ہیں وہ جو ہیں سو بدون دلیل و برہان کے اپنے آباء و اسلاف کے مقلد ہیں بے سمجھے بوجھے اُن کی پیروی کرتے ہیں اور اپنے کام سے حیرت میں ہیں اور شک مریب و شقاق بعید میں ہیں **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ شرع لکم کیا ریہوین خبر ہے اور شرع یعنے بین و اوضح و سن و اظہر ہے اور لکم کا خطاب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت کو ہے یعنے اسنے امت محمدیہ پر ظاہر و واضح کیا واسطے تمہارے دین سے ایک واضح طریق اور ایک ایسے دین کی راہ ڈالی جس کی صحت پر انبیا کا اتفاق ہے اور وہ دین جس کی وصیت نوح کو کی یعنے توحید و دین اسلام اور وہ اصول

شرائع جن مین رسول مختلف نہین ہوئے اور کتابین اُن پر متوافق ہوئین اور وہ دین جس کی ہم نے وحی کی طرف
تیرے یعنے قرآن و شرائع اسلام اور بیزار ہونا شرک سے مطلب ہے کہ وصیت کی ہم نے نوح کو اور تجھ کو اے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دین کی خاص کر کے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر اس لیے کیا کہ وہ اول انبیای
اصحاب شرائع ہین اُن کے اول ہونے کی دلیل وہ ہے جو حدیث صحیح مین ثابت ہوئی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے حدیث مشہور کبیر شفاعت مین فرمایا ہے ولیکن تم نوح کے پاس آؤ اسپر بیشک وہ اول رسول ہین
کہ بھیجا اُن کو اللہ نے طرف زمین والون کے یہ بات صحیح ہے اس مین کوئی اشکال نہین ہے جس طرح
کہ یہ امر بغیر اشکال ہے کہ حضرت آدم اول رسول ہین جو نبی کیے گئے مگر اتنی بات ہے کہ حضرت آدم کے ساتھ
صرف نبوت تھی اُن کے واسطے فرائض مقرر نہین کیے گئے تھے اور نہ محارم اُن کے لیے مشروع ہوئے تھے
اُن کی شرع تو صرف تنبیہ تھی بعض امور پر اور اقتصار تھا معاش کی ضرورتون پر اور حیات و بقا کے وظائف
کا اخذ تھا یہ شرع حضرت نوح علیہ السلام کے وقت تک مستمر رہی پھر اللہ پاک نے ماؤن بیٹیون بہنون کی تحریم
وغیرہ انکو بھیجا اور واجبات اُن پر مقرر کیے اور آداب و دیانات اُن کے لیے وضع فرمائے اور یہ امر ہمیشہ رسولون
سے متاکد و تحقیق ہوتا رہا اور نبیون سے اس کلام کی انفرت و مدد ہوئی رہی ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا رہا اور
ایک شریعت کے بعد دوسری قائم ہوئی رہی یہانتک کہ اللہ پاک نے شرائع کو ختم کیا ساتھ بہترین ملل ہماری
ملت اسلام کے زبان پر اکرم رسل ہمارے نبی حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غرضکہ امت محمدیہ
کے واسطے وہ قدیم شریعت مشروع کی ہے جس کی نوح علیہ السلام کو وصیت کی اور جس کی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ و
سلم کی طرف وحی کی اور جس کی حضرت ابراہیم و حضرت موسے و حضرت عیسے علیہم السلام کو وصیت فرمائی یعنے
یہ الیسی نفیس و عمدہ و برگزیدہ و پاک شریعت ہے جس کی صحت پر سارے نبی اور ساری کتابین متفق ہین خاص
کر کے ان پانچ نبیون کا ذکر اس لیے کیا کہ یہ حضرات با برکات اکابر انبیا ہین اور شرائع معظمہ و اتباع کثیرہ
والے ہین اور اولوالعزم ہین اور اس لیے کہ کافرون کے دل اُن کی طرف مائل ہین کیونکہ بعض کی نبوت پر
تو کل کا اتفاق ہے جیسے حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما السلام اور حضرت موسے علیہ السلام مین یہود اور
حضرت عیسے علیہ السلام مین نصاری متفرد ہین اور اس واسطے کہ ان مین سے ہر ایک کے لیے جدید شرع
ہے ان کے سوا جو اور رسول ہین سو وہ اپنے پہلے کی شرع پہونچانے کے واسطے مبعوث ہوتے تھے دیکھو
حضرت شیث و حضرت ادریس علیہما السلام حضرت آدم علیہ السلام کی شرع کے پہونچانے کو مبعوث ہوئے تھے
اور حضرت ہود و حضرت صالح علیہما السلام جو حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہما السلام کے درمیان مین تھے
سو یہ حضرت نوح کی شرع کے پہونچانے کو بھیجے گئے تھے اور جو حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ کے مابین تھے

وہ شرع ابراہیمی کی تبلیغ کو مبعوث ہوئے تھے اسی طرح جو مابین حضرت موسی و حضرت عیسے کے ہوئے وہ شرع موسوی
کی تبلیغ کو مبعوث ہوئے فلیتامل اب یہان پانچ امر قابل سمجھنے کے ہین اول یہ ہے کہ شروع مین وصی
فرمایا اور پھر والذی اوحینا کہا اور ما اوحینا نہ کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ الذی اصل موصولات ہے سو اس اعتبار سے
جس شے کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی گئی اُس کی تفخیم شان منظور ہے کہ جو کلمہ موصولات
مین اصل تہا اس کے ساتھ اُس کو ادا کیا دوسرا یہ ہے کہ جو شے ہماری نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
لیے شروع فرمائی اُس کو مخصوص بایجاد کیا باوجود اس کے کہ ماقبل و مابعد مین بلفظ توصیہ مذکور ہے یعنی
یہان والذی وصینا ک بہ نہ کہا بلکہ اوحینا الیک فرمایا سو نکتہ اس کا یہ ہے کہ مقصود آپ کی رسالت کی تصریح
کرنا ہے کون تصریح جو کہ واسطے انکار کفار کے قامع و بیخ کن ہے تیسرا یہ ہے کہ یہان اوحینا فرمایا اوحی
نہ کہا جیسا کہ اول وصی کہا تہا بلکہ غائب سے صیغہ متکلم مع الغیر کی طرف التفات کیا سو نکتہ یہ ہے کہ منظور
اس امر کا بتانا ہے کہ اللہ پاک کو آپ کی طرف وحی کرنے کے ساتھ کمال اعتنا اور غایت درجے کا اہتمام ہے جب
تو یون فرمایا کہ ہم نے وحی کی طرف تیرے جیسے بلا تشبیہ بادشاہان دنیا کو جب کسی امر کا اہتمام جتانا منظور
ہوتا ہے تو کہتے ہین ما بدولت نے یہ کام کیا اور ہم نے یہ حکم دیا اور یہی بھید ہے اس مین کہ والذی اوحینا
کو اُس کے مابعد پر مقدم کیا باوجود اس کے کہ مابعد کا مضمون یعنے وما وصینا بہ ابرہیم الآیہ زمانے مین اس
پر مقدم ہے چوتہا یہ ہے کہ اگر والذی اوحینا کی تقدیم مابعد پر اہتمام کے واسطے ہے تو چاہیے تہا کہ ما
وصی بہ نوحا پر بہی مقدم کیا جاتا اس کا نکتہ یہ ہے کہ توصیہ نوح علیہ السلام کو اس واسطے مقدم کیا ہے کہ جو
دین اُن کے لیے مشروع کیا ہے اس کا بسرعت یہ بیان ہو جائے کہ وہ ایک قدیم دین ہے پانچوان یہ ہے
کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جو خطاب کو بطریق تلوین متوجہ کیا یعنے اول شرع لکم فرمایا کہ خطاب
امت کو ہے مگر آپ سب مخاطبون کے سردار ہین تو گویا آپ اول مخاطب ہین بعد کو امت ہے اور یہان الیک
فرمایا سو یہ نیرنگی خطاب کے واسطے آپ کی تشریف و تعظیم کے ہے اور اس لیئے کہ منظور آگاہی بخشنا ہے اس
بات پر کہ اللہ پاک نے اُس دین متین کو مشروع فرمایا ہے واسطے امت کے آپ کی زبان فیض ترجمان پر صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وصحبہ واشیاعہ واتباعہ وبارک وسلم بعدد معلوماتہ الی یوم الدین آمین پھر وہ شے بیان
کی جس کے ساتھ ان سب کو وصیت فرمائی پس ارشاد فرمایا اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ مراد دین سے اللہ پاک کی
توحید ہے یعنے زبان سے ایک کہنا اور دل سے ایک جاننا کسی نے خوب کہا ہے مصرعہ یکے گویم یکے
خوانم یکے دانم ۔ اور اُس پر ایمان لانا اور اسکے رسولون کی طاعت کرنا اور اُس کے شرائع و احکام کو
ماننا اور اُس کے قائم کرنے سے ۔ . . . . مراد اُس کے ارکان کی تعدیل ہے اور اسکو محفوظ

رکھنا ہے اس سے کہ اس مین زیغ و میل واقع ہو یا اُس پر مواظبت و مداومت کرنا ہے اور اُس کے واسطے ہمیشہ جاگتا رہنا ہے اور اُس کے احکام کی بجا آوری مین سعی و کوشش کرنا ہے سدی نے کہا یہ معنے ہین کہ اُس پر عمل کرو کسی نے کہا کہ اللہ پاک کی توحید ہے اور اُس پر ایمان لانا ہے اور اُس کی کتابون پر اور اُس کے رسولون پر اور پچھلے دن پر اور طاعت اللہ تعالیٰ کی اس کے اوامر و نواہی مین اور باقی وہ امور جن سے آدمی مسلمان ہوتا ہے اور وہ شرائع جو کہ اُمتون کے مصالح مین موافق اُن کے احوال کے یہ مراد نہین ہین کیونکہ یہ مختلف و متفاوت ہوتی ہین کما قال تعالیٰ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا مجاہد کہتے ہین نہین بھیجا اللہ نے کبھی کوئی نبی مگر وصیت کی اُس کو نماز کے قائم کرنے کی اور زکوٰۃ دینے کی اور اقرار کی واسطے اللہ کے ساتھ طاعت کے پس یہ اُس کا وہ دین ہے جو اُن کے واسطے مشروع کیا قتادہ نے کہا مراد حلال جاننا حلال کا اور حرام جاننا حرام کا ہے قرطبی نے کہا یہ معنے ہین کہ وصیت کی ہم نے تجھ کو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نوح کو ایک دین کی یعنے ایک ہے اُن اصول مین جن مین شرائع مختلف نہین ہوئے وہ اصول یہ ہین توحید و نماز و زکوٰۃ و روزہ و حج و تقرب الی اللہ عمل صالح سے اور صدق و وفا بعہد و ادائے امانت و صلہ رحم اور تحریم کفر و قتل و زنا کی اور خلق کے ایذا دینے کی کسی طرح سے متصدر ہو اور زیادتی و ظلم کرنے کی حیوان پر کسی طرح سے ہو اور دناآت مین گھسنے کی اور اُس کام کی جو رجوع ہوتا ہو طرف قطع مروات کی پس یہ سب امور مشروع کیے گئے ہین ایک دین ایک ملت کر کے اور انبیا علیہم السلام کی زبانون پر مختلف نہین ہوئی گو اُن کے اعداد مختلف ہوئے وہ یہ قول ہے اللہ تعالیٰ کا اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ الخ کلمہ اَنْ مصدریہ ہے اور وہ اور اس کا مابعد محل رفع مین ہے اُس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی اور جملہ بیان ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا وہ کیا شئے ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مشروع کی سو بیان اُس کا جواب دیا کہ ہو اقامۃ الدین یعنے وہ شئے دین کا قائم کرنا ہے کسی نے کہا کہ محل نصب مین ہے بنا بر بدل موصول سے یا محل جر مین ہے بنا بر بدل دین سے یا ضمیر بہ سے کسی نے کہا کہ اَنْ تفسیریہ ہے اس لیے کہ اُس سے قبل وہ شئے ہے جس مین معنے قول کے ہین یعنے کلمہ وصّٰی واوحینا توصیہ و ایحا دونون مین قول کے معنے ہین پھر جب اللہ پاک نے دین کے قائم کرنے کا اُن کو امر کیا تو اُس مین اختلاف کرنے سے اُن کو نہی کی پس ارشاد فرمایا وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ یعنے مت اختلاف کرو توحید مین اور اللہ پر ایمان لانے مین اور اُس کے رسول کی طاعت مین اور اُس کے شرائع و احکام کے قبول مین کیونکہ یہ وہ امور ہین جن پر شرائع کا تطابق ہوا ہے اور دین ان مین متفق ہین تو ایسے امور مین خلاف لائق نہین ہے اب رہی فروع مسائل جن مین دلیلین مختلف ہوئی ہین اور امارات باہم متعارض ہوتی ہین اور افہام

کا اُن مین تباین ہوتا ہے سو وہ اس تفرق کے قبیل سے نہین ہین کیونکہ وہ تو منجملہ مطارح اجتہاد و مواطن خلاف
ہین قرطبی نے اس کی تفسیر مین یون کہا ہے کہ کرو تم دین کو قائم و دائم و مستمر و محفوظ و مستقر یدون اس
کے کہ اُس مین خلاف و اضطراب کرو سو خلق مین سے بعض نے تو اس عہد کو وفا کیا اور بعض نے توڑ ڈالا اور
جس نے توڑا تو اُس کے توڑنے کا وبال اُسی کی جان پر پڑیگا غرض کہ جن امور کا ذکر ہو چکا ہے وہ تو سب
دینون مین متفق رہے اس اعتبار سے سارے دین ایک دین ہین اور دین کے احکام مین شرائع کا اختلاف
ہوا سوے امور مذکورہ کے حسب ارادہ الٰہی جس وقت مین جس حکم کی مصلحت مقتضی ہوئی وہی اُس وقت
کی اُمت کو دیا گیا اور جس امر کی جس زمانے مین حکمت موجب ہوئی وہی امر اُس زمانے کی امت کے واسطے
وضع کیا گیا مطلب یہ ہے کہ اختلاف شرائع و احکام کا باختلاف امت و زمانہ حسب مقتضای مصلحت
و حکمت الٰہیہ بارادہ الٰہی ہوا واللہ اعلم قتادہ نے تفسیر مین کہا ہے الا تعلموا ان الفرقۃ ہلکۃ وان الجماعۃ ثقۃ
یعنے خبردار جان رکھو کہ فرقت ہلاکت ہے اور جماعت اعتماد ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جماعت
رحمت ہے اور فرقت عذاب ہے غرضکہ جب اللہ پاک نے ایسا نفیس دین مشروع کیا جس پر سارے نبیون
کا اتفاق ہے اور اُس کے قائم کرنے کا حکم دیا اور اُس مین اختلاف کرنے سے نہی کی تو اب اُس گروہ کا
ذکر کیا جس پر وہ شاق ہوا پس فرمایا كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ یعنے گران اور شاق گزری
مشرکون پر وہ شے جس کی طرف تو اُن کو بلاتا ہے مراد توحید ہے اور چھوڑنا بتون کا قتادہ نے کہا سخت
گزری اُن پر گواہی لا الٰہ الا اللہ وحدہ کی اور ابلیس اور اُس کے لشکر اُس سے تنگ ہوے سو انکار کیا اللہ
نے مگر اس بات کا کہ اُس کی مدد کرے اور اُسکو بلندی بخشے اور اُس کو ظاہر و غالب و ظفرمند کرے اُن
لوگون پر جنہون نے اُس سے عداوت کی دوسرا لفظ قتادہ کا یہ ہے کہ تکبر کیا مشرکون نے اس سے کہ اُن
کے واسطے کہا گیا لا الٰہ الا اللہ محلی و بیضاوی نے ما تدعوہم الیہ کی تفسیر من التوحید کی ہے اور خازن نے
من التوحید و رفض الاوثان اور نسفی نے من اقامۃ الدین والتوحید یہ سب تفسیر بقرینہ مشرکین کی گئی
ہے لیکن اولے تعمیم ہے اس لیے کہ سیاق اسی تعمیم پر دال ہے اور خاص کرکے جو مشرکین کا ذکر کیا ہے
یہ اُس کو مانع نہین ہے کما لا یخفی کما افادہ صاحب فتح البیان والکرخی رحمہما اللہ تعالےٰ پھر اللہ
پاک نے اپنے اولیا کو خاص فرمایا اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ یعنے خالص کرتا ہے اللہ واسطے اپنے
نفس کے جس کو چاہتا ہے یہ قول مجاہد کا ہے اجتبا بمعنے اختیار ہے افتعال کا وزن ہے جبایۃ سے
جبایۃ کہتے ہین جمع کو بطریق اصطفا کے اصطفا کہتے ہین برگزیدہ و منتخب و پسند کرنے کو اللہ کا بندے
کو اجتبا و اختیار کرنا یہ ہے کہ اُسکو خاص کرتا ہے ساتھ فیض الٰہی کے تاکہ انواع و اقسام کی نعمتیں

اُس کو حاصل ہو جاتی ہیں بغیر اُس کی سعی و کوشش کے معنے یہ ہیں کہ اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہتا ہے لیے بندوں میں سے واسطے اپنی توحید کے اور اپنے دین میں داخل ہونے کے وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ یعنے توفیق دیتا ہے اپنے دین کی اور خالص کر لیتا ہے واسطے اپنی عبادت کے اُس شخص کو جو رجوع ہوتا ہے طرف طاعت اُس کی کے اور متوجہ ہوتا ہے طرف عبادت اُس کی کے جملہ اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ الآیہ مستانفہ ہے واسطے تحقیق حق کے لایا گیا ہے اور اس میں اس بات کی خبر دی ہے کہ اُن میں سے وہ لوگ ہیں جو دعوت کو قبول کرتے ہیں پھر جب اللہ پاک نے وہ شے ذکر کی جو اُن کے واسطے شروع فرمائی یعنے دین . . . کا قائم کرنا اور متفرق نہ ہونا بعد اس کے تفرق و اختلاف کا ذکر کیا جس کا وقوع ہوا پس ارشاد فرمایا وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ الْعِلْمُ الآیہ یعنے نہیں متفرق ہوئے مگر اس بات کو جان کر کہ فرقت گمراہی ہے اُس پر وعید کی گئی ہے یا بعد علم بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا بعد آنے اسباب علم کے کہ وہ رسول اور کتب وغیرہا ہیں سو اُن کی طرف التفات نہ کیا۔ اور متفرق ہونے کسی نے کہا کہ مراد متفرق ہونے والوں سے قریش ہیں اور یہ وہ ہیں جو متفرق ہوئے بعد اس کے کہ اُن کے پاس علم آ گیا یعنے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے بغی و حسد کے اُن سے آپ پر اور آپ کو آنے سے پہلے وہ بات کہا کرتے تھے جو اللہ پاک نے اُن کی طرف سے اس آیت میں نقل فرمائی ہے وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَىِٕنْ جَاۗءَھُمْ نَذِیْرٌ الآیہ اور اس آیت میں فَلَمَّا جَاۗءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا اور کسی نے کہا کہ مراد اگلے نبیوں کی امتیں ہیں اور وہ آپس میں مختلف ہوئیں جب کہ مدتیں اُن پر دراز ہوئیں سو ایک قوم تو ایمان لائی اور دوسری قوم کافر ہوئی کسی نے کہا یہود و نصاریٰ خاصۃً مراد ہیں جیسا کہ اس آیت میں آیا ہے وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْھُمُ الْبَیِّنَۃُ متفرق ہوئے بسبب بغی کے بعض کے بعض پر واسطے طلب ریاست کے سوا اُن کا متفرق ہونا کچھ اس لیے نہیں ہے کہ بیان میں اور تبیان میں کوئی قصور ہے ولیکن بسبب بغی و ظلم کے اور بسبب مشغول ہونے کے دنیا و جاہ و ریاست میں پھر اگر کوئی کہے کہ اختلاف کرنے والوں پر عذاب کیوں نہیں آیا تو اس کی یہ وجہ ذکر فرمائی وَلَوْلَا کَلِمَۃٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّکَ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی لَّقُضِیَ بَیْنَھُمْ یعنے اگر نہ ہوتی بات جو سابق ہو چکی ہے تیرے رب سے مراد تاخیر عقوبت ہے ایک مدت مقررہ تک مراد روز قیامت ہے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے بَلِ السَّاعَۃُ مَوْعِدُھُمْ کسی نے کہا اجل مسمّٰی سے مراد وہ مدت ہے جس کو اللہ پاک جاری کر چکا ہے واسطے اُن کے عذاب کے دنیا میں ساتھ قتل و قید و ذلت و قہر کے تو البتہ جلدی سے اُن پر عقوبت نازل کر کے اُن میں فیصلہ واقع ہو چکتا کسی نے کہا یہ معنے ہیں البتہ فیصلہ کر دیا جاتا درمیان اُس شخص کے جو اُن میں سے ایمان لایا اور اُس کے جو کافر ہوا یعنی ملحد کہ کافروں پر تو عذاب نازل ہو جاتا اور مومنوں کو نجات ملتی قولہ تعالےٰ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْکِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِھِمْ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ مُرِیْبٍ

یعنے اور بیشک وہ لوگ جو وارث کیے گئے کتاب توریت وانجیل کے مراد وہ یہود ونصاری ہین جو کہ حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے عہد شریف مین تھے بعد اُن یہود ونصاری کے جو ان سے پہلے تھے جنہون نے حق مین اختلاف
کیا تھا مجاہد کہتے ہین من بعدہم یعنے من قبلہم ہے یعنی قبل مشرکین مکہ کے اور وہ یہود ونصاری ہین کسی نے
کہا کہ الذین اورثوا الکتاب سے مراد کفار مشرکین عرب ہین جو کہ وارث کیے گئے قرآن شریف کے بعد اس کے
کہ اہل کتاب وارث کیے گئے اپنی کتاب کے وصف وحال اُن کا یہ ہے کہ البتہ شک مین ہین ایسا شک کہ قلق
کرنے والا ہے ریبت مین ریبت سے مراد نفس کا قلق واضطراب ہے قرآن سے یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان
دو وجہ کی بنا پر لفظ شک اپنے مشہور معنے پر نہین ہے معنے مشہور اس کے یہ ہین کہ نقیضین کا اعتدال وتساوی
ہو ذہن مین بلکہ مراد شک سے اس معنے سے عام تر معنے مین یعنے مطلق تردد غرضکہ وہ اس سے ایسے تردد مین
ہین جو کہ اُن کے نفس کو بیچین کر رہا ہے اس لیے وہ ایمان نہین لائے قرطبی نے کہا لفی شک من الذی
اوصی بہ الانبیاء یعنی ضمیر منہ کی راجع ہے طرف اُس دین کے جس کی وصیت اللہ پاک نے انبیاء علیہم السلام
کو کی جمہور نے اورثوا پڑھا ہے اور زید بن علی نے ورثوا بتشدید را اور توریت سے ف شیخزادہ رحمہ اللہ تعالے
کے بیان کا حاصل یہ ہے جب کہ اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ اُس نے سارے انبیا کو اور امتون کو امر فرمایا کہ
متفق علیہ دین کو لین تو یہان اس بات کا مظنہ تھا کہ کوئی یون کہے پھر ہم کیون اُن کو مختلف پاتے ہین سو
اس کا یہ جواب دیا وما تفرقوا الآیہ یعنے وہ متفرق نہین ہوئے مگر بعد اس کے کہ اُن کے پاس اجماع آچکا قائم
کرنے پر دین متفق علیہ کے اور وہ اس سے اس بات کو جان چکے کہ تفرق گمراہی ہے لیکن اُنہون نے تفرق
کیا بسبب بغی کے جو اُن کی طرف سے صادر ہوا حاصل ہوئی اور بسبب حسد وعداوت کے جو اُن کے آپس مین
جمی ہوئی اور اتفاق سے مانع تھی سو اسی لیے ہر گروہ ایک مذہب کی طرف گیا اور لوگون کو اُسکی طرف بلایا
اور اُس کے سوا اور مذاہب کو قبیح کہا یہ معنے تو اس بنا پر تھے کہ بغی کے معنے عداوت ہون یہ بھی احتمال ہے
کہ بغی مصدر ہو بغاہ بمعنے طلبہ کا اور معنے یہ ہون کہ متفرق ہوئے واسطے طلب دنیا وریاست کے پھر اللہ پاک
نے یہ خبر دی کہ وہ لوگ بسبب اپنے تفرق کے مستحق عذاب ہوئے مگر اللہ پاک نے اس عذاب کو اُن سے مؤخر کیا
اس لیے کہ اُس کے پاس پہر عذاب کے واسطے ایک وقت مقرر ہے قاضی بیضاوی نے اصول دین مین متفرق ہونے
والون کی تفسیر کی اُن امتون کے ساتھ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے سابق ہین اور الذین
اورثوا الکتاب من بعدہم کی تفسیر کی اہل کتاب کے ساتھ جن مین سے ہر فریق جدا ہوا اپنے صاحب کی ایک
کتاب کی طرف منتسب ہو کر سوائے کتاب فریق دیگر کے پس من بعد ما جاءہم العلم کی یہ تفسیر کہ نہین تفرق
کیا مگر بعد اس کے کہ اُن کے پاس یہ علم آگیا کہ تفرق گمراہی ہے اس پر وعید کی گئی ہے سو یہ تفسیر اس بنا پر

سے ہے کہ مراد تفرق سے اگلی امتون کا اختلاف ہے اُس اصل مین جو کہ درمیان اصحاب شرائع کے مشترک ہے یہ قول خازن کا مختار ہے تیسری تفسیر کہ بعد اس کے کہ آیا اُن کے پاس علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کا سو یہ اس بنا پر ہے کہ مراد تفرق سے تفرق ہر ہر فریق کا ہے اہل کتاب مین سے اپنی کتاب کی طرف منتسب ہو کر اب اس قول کی بنیاد پر ضمیر تفرقوا کی اہل کتاب کی طرف راجع ہوگی اور الذین اورثوا الکتاب من بعدہم سے مراد مشرکین اہل مکہ ہون گے اور کتاب سے مراد قرآن شریف ہوگا اور انفی شک منہ کی ضمیر راجع ہے طرف کتاب اہل کتاب کے یعنے وہ اپنی کتاب کو جانتے نہین ہین جیسے کہ وہ ہے یا اُس پر ایمان نہین لاتے ہین جیسا کہ حق ہے ایمان لانے کا اس قول کی بنا اس پر ہے کہ متفرقین سے مراد اگلے اہل کتاب ہین اور الذین اورثوا الکتاب سے مراد وہ اہل کتاب جو آپ کے معاصر تھے یا ضمیر راجع ہے طرف قرآن شریف کے اس بنا پر کہ متفرقین سے مراد مطلق اہل کتاب اور الذین اورثوا سے مراد مشرکین ہین فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ أُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ ۖ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَآ أَنزَلَ اللّٰهُ مِن كِتَابٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ اللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَآ أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ

وَالَّذِينَ يُحَآجُّونَ فِي اللّٰهِ مِن بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ اللّٰهُ الَّذِي أَنزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ۗ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ۝ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۗ أَلَآ إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝ اللّٰهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَن يَشَآءُ ۖ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۝ ع ۲

سو تو اسی طرف بلا اور قائم رہ جیسا فرما دیا اور نہ چل اُن کے چاؤن پر اور کہہ مین یقین لایا ہر کتاب پر جو اُتاری اللہ نے اور مجھ کو حکم ہے کہ انصاف کرون تمہارے بیچ اللہ رب ہے ہمارا اور تمہارا ہم کو ملتے ہین ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام کچھ جھگڑا نہین ہم مین اور تم مین اللہ اکٹھا کرے گا ہم سب کو اور اُسی کی طرف پھر جانا ہے اور جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہین اللہ کی بات مین جب خلق اُس کو مان چکی اُن کا جھگڑا ڈگ رہا ہے اُن کے رب کے یہان اور اُن پر غصہ ہے اور اُن کو سخت مار ہے اللہ وہی ہے جس نے اُتاری کتاب سچے دین پر اور ترازو اور تجھ کو کیا خبر ہے شاید وہ گھڑی پاس ہو شتابی کرتے ہین اُس کی جو یقین نہین رکھتے اُس پر اور جو یقین رکھتے ہین اُن کو اُس کا ڈر ہے اور جانتے ہین کہ وہ ٹھیک ہی ہونا ہے جو لوگ جھگڑتے ہین اُس گھڑی کے آنے مین وہ بہکے ہین دور پہ اللہ نرمی رکھتا ہے اپنے بندون پر روزی دیتا ہے جس کو چاہے اور وہ ہے زور آور زبردست **ف** پہلے کتاب والون سے اس طرح کلام کرنا چاہیے **ف** یہ اُن کتاب والون کو کہا جو سمجھے لوگون کو بہکاتے ہین شبہے ڈالکر **ف** ترازو فرمایا دین حق کو جس مین بات پوری ہے نہ کم

نہ زیادہ ف جس کو چاہے جتنی چاہے دی انتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین یہ آیت کریمہ دس مستقل کلمون پر مشتمل ہے اُن مین کا ہر کلمہ اپنے قبل کے کلمے سے منفصل ہے اور ایک مستقل حکم ہے سواے آیۃ الکرسی کے اور کوئی اس کی نظیر نہین ہے کیونکہ وہ بہی اس کے مثل دس فصول ہے ۔ ۱ ۔ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ یعنے پس واسطے اُسی دین کے جس کی ہم نے تیری طرف وحی کی اور جس کی ہمنے وصیت کی سارے رسولون کو تجہ سے پہلے جو کہ بڑے بڑے شریعت والے ہین جس کی پیروی کی گئی ہے جیسے کہ اولوا العزم وغیرہم رسول ہین سو تو بلا لوگون کو طرف اُس کے ۲ قولہ عز وجل وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ یعنے اور قائم رہ تو اور وہ جس نے تیری پیروی کی اللہ تعالی کی عبادت پر جیسا کہ اللہ عز وجل نے تم کو امر فرمایا ہے ۳ قولہ تعالے وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ یعنے اور مت چل مشرکون کی چاہون پر بتون کی عبادت مین جس کو انہون نے اپنی طرف سے جہوٹ بنا لیا ہے ۴ قولہ جل وعلا وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ یعنے اور تصدیق کی مین نے ساری کتابون کی جو اتاری گئین آسمان سے نبیون پر فرق نہین کرتے ہین ہم درمیان کسی کے اُن مین سے ۵ قولہ عظم سلطانہ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ یعنے اور مجہ کو حکم ہے کہ انصاف کرون تمہارے بیچ حکم مین جیسا کہ اللہ تعالے نے مجہ کو امر کیا ہے ۶ قولہ جلت عظمتہ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ یعنے معبود اللہ ہی ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہین ہے سو ہم تو اس کا اقرار کرتے ہین اختیارًا اور تم اگرچہ اختیارًا اُس کو نہین کرتے ہو تو ساری عالمون مین جو کوئی ہے وہ طوعًا و اجبارًا اُسی کو سجدہ کرتا ہے ۷ قولہ تبارک وتعالی لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ یعنے ہم تم سے بری و بیزار ہین کما قال سبحانہ وتعالی وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓئُوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۸ قولہ بہر برہانہ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ مجاہد نے کہا نہین ہے کوئی خصومت درمیان ہماری اور تمہارے سدی نے کہا یہ قبل نزول آیت سیف کے تہا یہ قول متجہ ہے کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور آیت سیف بعد ہجرت کے نازل ہوئی ہے ۹ قولہ عم نوالہ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا یعنے اللہ جمع کرے گا درمیان ہمارے قیامت کے دن کما قال تعالے قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ۱۰ قولہ جل جلالہ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ یعنے اسی کی طرف مرجع و مآب ہے حساب کے دن قولہ تعالے وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ الآیہ اللہ پاک وعید سناتا ہے اُن لوگون کو جو کہ اللہ کی راہ سے روکتے ہین اس شخص کو جو اُس پر ایمان لاچکا یعنے جو لوگ کہ جہگڑتے ہین مومنین سے جو کہ اللہ کو اور اُس کے رسول کو ماننے والے ہین تاکہ اُن کو روکین اُس راہ ہدایت سے جس پر وہ چلے ہین حجت اُن کی باطل ہے نزدیک اللہ کے اور اُن پر غصہ ہے اُس کی طرف سے اور اُن کے لیے سخت عذاب ہے قیامت کے دن حضرت ابن عباس ومجاہد نے کہا کہ جہگڑے مومنون سے بعد اس کے کہ وہ

مان چکے اللہ کو اور اُس کے رسول کو تاکہ اُن کو روکین ہدایت سے اور طمع کی کہ جاہلیت پھر لوٹ آئے قتادہ نے
کہا یہ جھگڑنے والے یہود و نصاریٰ ہین مومنون سے کہا کہ ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے اور ہمارا نبی
تمہارے نبی سے قبل ہے اور ہم تم سے بہتر ہین اور ہم کو اللہ کے ساتھ زیادہ تر لگاؤ ہے بہ نسبت تمہارے حالانکہ وہ اس بات
مین جھوٹے ہین پھر اللہ پاک نے فرمایا اللہ الذی انزل الکتٰب بالحق یعنی اللہ وہی ہے جس نے اُتارین کتابین
اپنے پاس سے اپنے نبیون پر اور میزان یعنی عدل و انصاف قالہ مجاہد و قتادہ یہ آیت مثل اس آیت کے ہے
لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ اور مثل اس
آیت کے وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا
تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ قولہ تبارک و تعالیٰ وَلَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ مین تین امر ہین ایک تو اس مین ترغیب
ہے قیامت کی دوسرے اُس سے ترہیب تیسرے بے رغبت کرنا ہے دنیا مین قولہ عز و جل یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِیْنَ
لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهَا الآیۃ یعنے جلدی کرتے ہین قیامت کی وہ لوگ جو اُس پر یقین نہین رکھتے ہین کہتے
ہین کب ہو یہ وعدہ اگر ہو تم سچے اور یہ جو کہتے ہین سو صرف واسطے تکذیب کے اور بعید جاننے کے اور کفر و عناد
و دشمنی کے اور جو یقین رکھتے ہین وہ اُس کے وقوع سے ڈرنے والے ہین اور جانتے ہین کہ وہ حق ہے یعنی
ضرور ہونے والی ہے سو وہ اُس کے واسطے مستعد ہین تیاری کر رہے ہین اُس کے لیے عمل کرنے مین احادیث
صحاح و حسان و سُنن و مسانید مین ایک حدیث اتنے طریقون سے مروی ہے کہ وہ تواتر کے درجے کو پہونچی
ہین اُس کے بعض الفاظ مین یہ ہے کہ ایک شخص نے باواز بلند آپ سے پوچھا اور آپ اپنے بعض سفرون مین
تھے پس اُس نے آپ کو پکارا تو آپ نے مثل اُس کے آواز سے فرمایا ہاؤم یعنے آؤ پس اُس نے آپ سے عرض کیا
کب ہے قیامت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا تیری خرابی ہو بیشک وہ تو ہونے والی ہے
پھر تو نے اُس کے واسطے کیا تیار کیا ہے تو اُس نے عرض کیا کہ حب اللہ کی اور اس کے رسول کی تو آپ نے
فرمایا انت مع من احببت یعنی تو اُس کے ساتھ ہے جس کو تو نے دوست رکھا پس قول آپ کا حدیث شریف
مین المرء مع من احب یہ لامحالہ متواتر ہے غرض یہ ہے کہ آپ نے اُس کو قیامت کے وقت کا جواب نہین دیا بلکہ
اُس کے واسطے تیاری کرنے کا اُس کو امر فرمایا قولہ تعالیٰ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیْنَ یُمَارُوْنَ فِی السَّاعَةِ لَفِیْ ضَلٰلٍۭ
بَعِیْدٍ یعنے خبردار بیشک جو لوگ جھگڑتے ہین قیامت کے وجود مین اور دفع کرتے ہین اُس کے وقوع کو البتہ
کھلی جہالت مین ہین کیونکہ جس نے آسمان و زمین بنائے وہ بطریق اولیٰ واجبی مُردون کے جلانے پر قادر
ہے کما قال تعالیٰ وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ قولہ تعالیٰ اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ
بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ اللہ پاک خبر دیتا ہے اپنے لطف و مہر کی جو اپنی خلق

کی روزی دینے مین اُس کو ہے کہ ساری خلق کو روزی دیتا ہے کسی کو اُن مین سے بھولتا نہین اُس کی روزی میں نیکوکار و بدکار دونون برابر ہین کما قال تعالے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِيْنٍ اس آیت کو بہت سی نظائر ہین یرزق من یشاء اس کے یہ معنے ہین کہ روزی کی فراخی کرتا ہے جس پر چاہتا ہے اور وہ ہے روز آور زبردست یعنی کوئی شئے اُس کو عاجز نہین کرتی ہے **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے فَلِذٰلِكَ فَادْعُ الآیہ ذٰلک کا اشارہ ہے طرف تفرق و شک کے یا کتاب یا علم کے یا دین مشروع کے ماقبل مین یہی اشیا مذکور ہین یعنے پس بسبب تفرق و شک کے یا کتاب کے یا علم کے جس کو تو دیا گیا ہے یا بسبب اس کے کہ اللہ تعالے نے مشروع کیا ہے دین سے جو دین کہ مشروع کیا پس تو بلا طرف اللہ کے اور اُس کی توحید کے اور طرف اتفاق و ائتلاف کے یا یکسنگی قوی ملت پر یا طرف پیروی کرنے اُس شئ کے جس کو دیا گیا اور اس بنا پر جائز ہے کہ یہ لام بجائے الے ہو واسطے فائدہ دینے صلہ و تعلیل کے فراء و زجاج کہتے ہین معنے یہ ہین فالی ذٰلک فادع جیسے تم بولتے ہو دعوت الی فلان ولفلان اور ذٰلک کا اشارہ ہے طرف اُس شئے کے جس کی انبیا کو وصیت کی یعنے توحید کسی نے کہا کلام مین تقدیم و تاخیر ہے معنے یہ ہین کبر علے المشرکین ما تدعوہم الیہ فلذٰلک فادع یعنے گران گزری مشرکون پر وہ شئے جس کی طرف تو اُن کو بلاتا ہے مراد توحید ہے سو اسی طرف تو بلا اور قائم رہ اُس شئے پر جس کی طرف تو نے دعوت کی راغب نے استقامت کی تفسیر بلزوم منہج مستقیم کی ہے یعنے سیدھی راہ پر جما رہ جب اُس کی یہ تفسیر ہوئی تو اب اس کی کوئی حاجت نہ رہی کہ استقامت کی تاویل بدوام علے الاستقامت کی جائے قتادہ نے کہا کہ مستقیم رہ اللہ کے امر پر سفیان نے کہا کہ قرآن پر ضحاک نے کہا کہ رسالت کے پہونچانے پر جیسا کہ تجھ کو اس کا امر کیا گیا ہے طرف سے اللہ تعالے کے اور مت پیروی کر اُن کی ہوا کی یعنے توحید کے چھوڑنے مین اُن کی باطل خواہشون کا اور ان کے تعصبات حق سے باطل کا پیرو مت ہو اور اللہ کے دین مین جو کوئی تیرا مخالف ہوا ہے اُس کے خلاف کی طرف نظر مت کر محلی کا بیان یہ ہے کہ پس واسطے اسی توحید کے پس بلا تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون کو اور مستقیم رہ اُس پر اور مت پیروی کر اُن کی خواہشون کی اُس کے ترک مین نسفی کہتے ہین پس واسطے اس تفرق کے اور واسطے شاخ شاخ ہونے کفر کے بہت شاخین ہو کر جو کہ اس تفرق کے سبب سے پیدا ہوئی ہین پس بلا تو طرف اتفاق و ائتلاف کے حنیفی قوی ملت پر اور مستقیم رہ اس پر اور اس کی طرف بلانے پر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو امر فرمایا ہے اور پیروی مت کر اُن کی باطل مختلف خواہشون کی اسی کے مثل خازن نے بھی کہا ہے قاضی صاحب مرحوم کے بیان کا بیان یہ ہے کہ ذٰلک کا اشارہ ہے طرف مصدر تفرقوا کے یا طرف

کتاب کے جس سے مراد قرآن شریف ہے یا طرف دین مشروع کے جس کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ امر ہے دین کے قائم
کرنے کا اور نہی ہے تفرق سے یعنی اسی واسطے اس تفرق کے یا کتاب کے یا علم کے جو تجھ کو دیا گیا ہے پس بلا تو خلق
متفق ہونے کے ایک ہی ملت پر یا طرف پیروی کرنے کے اس شے کی جو تجھ کو دی گئی ہے اور اس بنیاد پر کہ
ذلک کا اشارہ ہو طرف کتاب کے یا علم کے تو ہو سکتا ہے کہ حرف لام بمعنے الی ہو یہاں تک کہ ادع کا صلہ صریحا
مذکور ہو جاوے اور تعلیل کے معنے کا بھی فائدہ دے فراء و زجاج اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں فالی ذلک الدین
الذی وصینا بہ الانبیاء فادع الناس یعنے پس طرف اسی دین کے جس کی ہم نے وصیت کی انبیا کو پس بلا
تو لوگوں کو وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ یعنے اور کہدے کہ میں ایمان لایا ساری کتابوں پر
جن کو اللہ تعالے نے اپنے رسولوں پر اتارا ہے نہ ان کی طرح جو کہ انہیں سے بعض پر ایمان لائے اور بعض کے
منکر ہوئے اس میں حق کی تحقیق ہے اور بیان ہے اس بات کا کہ ساری کتابیں اصول میں متفق ہیں اور
توریت و انجیل والوں کے دلوں کو مالوف کرنا ہے اور ان کے واسطے تعریض ہے یعنے ہم سب کتابوں کو مانتے
ہیں اور تم سب کو نہیں مانتے وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ یعنے اور مجھے حکم ہے کہ انصاف کروں تمہارے
بیچ اپنے حکموں میں جب کہ تم میری طرف مرافعہ کرو اور ظلم نہ کروں تم پر بایں طور کہ جو حکم اللہ تعالے نے
مشروع فرمایا ہے اس پر بڑھا دوں یا اس سے گھٹا دوں اور جس شے کے پہونچانے کا اللہ تعالے نے مجھ کو
حکم دیا ہے اس کو جوں کا توں تمہاری طرف پہونچا دوں حرف لام بمعنے کے ہے یعنی میں مامور ہوا ہوں
ساتھ اس شے کے کہ جس کے ساتھ مامور ہوا ہوں تاکہ عدل کروں درمیان تمہارے کسی نے کہا کہ لام زائد
ہے معنے امرت ان اعدل ہیں یعنے مجھے حکم ہوا ہے اس بات کا کہ عدل کروں کسی نے کہا یعنے باء ہے اور
ان مصدریہ مقدر ہے ای بان اعدل لیکن قول اول ہے ابو العالیہ کہتے ہیں میں حکم کیا گیا ہوں تاکہ برابری
کروں درمیان تمہارے دین میں سو ایمان لاؤں ہر کتاب پر اور ہر رسول پر ظاہر یہ ہے کہ آیت کریمہ عام ہے
ہر شے میں یعنے مجھے حکم ہوا ہے تاکہ عدل کروں درمیان تمہارے ہر شے میں اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ یعنے اللہ ہمارا
معبود ہے اور تمہارا معبود ہے اور ہمارا خالق ہے اور تمہارا خالق ہے لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ یعنے
ہماری اعمال کا ثواب و عقاب ہمارے ساتھ خاص ہے اور تمہارے اعمال کا ثواب و عقاب تمہارے ساتھ
خاص ہے سو ہر کوئی اپنے عمل کا بدلا پاوے گا لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ یعنے نہیں ہے کوئی خصومت درمیان
ہمارے اور تمہارے اس لیے کہ حق ظاہر و واضح ہو چکا اب باہم جھگڑنے کی کوئی مجال نہیں رہی ان کی باطل
باتوں کو جو پیرایہ حجت میں ادا کیا سو صرف ان کے زعم باطل پر ان سے مقابلہ کرنے کو ہے ورنہ ان کی باتوں کو
حجت سے کیا علاقہ حضرت ابن عباس و مجاہد نے فرمایا کہ خطاب یہود کو ہے یہ قول قرطبی نے نقل کیا ہے کسی نے

کہا کہ علی العموم کفار کو ہے فتح القدیر مین کہا ہے کہ یہ منسوخ ہے آیت سیف سے محلی وخازن نے بھی اسی طرح کہا
ہے کسی نے کہا کہ منسوخ نہین ہے اس لیئے کہ براہین ظاہر ہوگئے اور حجتین قائم ہوچکین اب باقی نہ رہا مگر عناد
اور بعد عناد کے نہ کوئی حجت ہے نہ کسی طرح کا جدال صاحب فتح البیان اور کرخی رحمہما اللہ تعالیٰ نے کہا ہے
آیت مین نہین ہے مگر وہ شے جو دال ہے متارکت پر مقاولہ ومحاجہ مین مطلقًا تا آنکہ منسوخ ہو قاضی صاحب
مرحوم بھی اسی کے قائل ہین فرماتے ہین ولیس فی الآیۃ ما یدل علی متارکۃ الکفار راسا حتی تکون منسوخۃ بآیۃ
القتال انتہی اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا الآیہ یعنے اللہ جمع کرے گا درمیان ہمارے محشر مین واسطے فصل قضا کے
اور اسی کی طرف مرجع ہے قیامت کے دن پھر ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا دیگا قولہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ يُحَاجُّوْنَ
فِي اللّٰهِ الآیہ مین ضمیر لہ کی راجع ہے طرف دین اللہ کے کسی نے کہا کہ طرف اللہ پاک کے کسی نے کہا طرف
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپ کا ذکر سیاق سے معلوم ہوتا ہے فعل یعنے استجیب اسپر دال ہے لیکن قول اول
اولیٰ ہے یعنے وہ لوگ جو جھگڑتے ہین اللہ کے دین مین بعد اس کے کہ لوگون نے اس کو مان لیا اور اس مین داخل
ہوچکے مجاہد نے کہا بعد اس کے کہ لوگ اسلام سے آئے کہا یہ لوگ ایک قوم ہین جنہون نے یہ وہم کیا کہ
جاہلیت لوٹ آئی حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین یہ لوگ اہل کتاب ہین مسلمانون سے جھگڑتے اور ہدایت
سے اُن کو روکتے تھے بعد اس کے کہ اُنہون نے اللہ کو مان لیا اور فرمایا یہ ایک قوم ہین اہل ضلالت سے
اور یہ انتظار کرتے تھے اس کا کہ جاہلیت اُن کے پاس آجائے قتادہ کہتے ہین یہ لوگ یہود ونصاریٰ ہین
جھگڑنا اُن کا یہ قول ہے اُن کا کہ ہمارا نبی تمہارے نبی سے قبل ہے اور ہماری کتاب تمہاری کتاب سے
پہلے ہے اور اپنے واسطے فضیلت خیال کرتے تھے باین طور کہ وہ اہل کتاب ہین اور اولاد مین انبیا
کی اور مشرکین یون کہتے تھے اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا اس پر یہ آیت نازل ہوئی
عکرمہ سے مروی ہے کہ جب اذا جاء نصر اللہ والفتح الآیہ نازل ہوئی تو مشرکون نے اُن مومنون سے کہا جو
کہ اُن کے درمیان مین تھے کہ لوگ تو داخل ہوچکے اللہ کے دین مین فوج فوج تو اب تم ہمارے درمیان سے
نکل جاؤ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ان قولون مین سے بعض قول اول گزر چکے ہین لیکن فی الجملہ الفاظ
کا تفاوت ہے غرضکہ موصول مبتدا ہے اور خبر اس کی یہ جملہ ہے حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یعنے مردمان
مذکورین کی حجت پھسلنے والی ہے نزدیک اُن کے رب کے اُس کو کسی طرح کا ثبات وجماؤ نہین ہے مثل ایسی
شے کے ہے جو کہ اپنی جگہہ سے پھسل رہی ہے محاورے مین بولتے ہین دحضت حجتہ دحوضًا از باب خضع یعنی
اُس کی حجت باطل ہوئی اور داحض بمعنے ازلاق ہے یعنے کسی شے کو پھسلانا اور پھسلنے کی جگہہ کو مکان دحض
بولتے ہین ودحضت رجلہ از باب قطع یعنے اس کا پاؤن پھسل گیا انکے جھگڑنے کا نام حجت رکھا گو وہ حجت

نہین ہے شبہ ہے اس امر کو اُن کے خیال مین وہ حجت ہو وعلیہم غضب یعنے صرف یہی نہین ہے کہ اُن کی حجت
باطل ہے دگر ہیچ بلکہ اُن پر غضب ہے اللہ پاک کی طرف سے باین وجہ کہ باطل کے ساتھ جھگڑتے پھر اس پر بھی
قناعت نہین بلکہ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ یعنے اور اُن کے واسطے آخرت مین سخت عذاب ہے امام رازی
نے مخاصمہ یہود کے بیان مین فرمایا ہے کہ انہون نے اللہ تعالےٰ کے دین مین یون جھگڑا کیا کہا کیا تم یہ نہین
کہتے ہو کہ دین متفق علیہ کا اخذ واجب ہے نہ اُس دین کا جس مین اختلاف ہے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور
اُن کی کتاب کی حقیت بالاتفاق معلوم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت متفق علیہ نہین ہے تو یہ بات
واجب ہوئی کہ یہودیت کا اخذ اولی واجب ہو سو اُن کی یہ حجت ہے اللہ پاک نے اُس پر یہ حکم لگایا کہ وہ
باطل ہے اُس کے باطل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ یہود نے اس پر اجماع و اتفاق کیا ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و
السلام پر ایمان لانا صرف اس لیے واجب ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کی تصدیق کی باین طور کہ اُن کے ہاتھ
پر معجزے ظاہر فرمائے اور جس کسی کی اللہ تعالیٰ دعوی رسالت مین باین طریق تصدیق کرے تو وہ اپنے دعوی
مین سچا ہے تو اس پر ایمان لانا واجب ہو پس اُن کا یہ اجماع مستلزم ہے اُن کی حجت کے بطلان کو کیونکہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رسالت کا دعوی کیا تو اللہ تعالےٰ نے آپکے دعوی مین آپ کی تصدیق کی باین
طور کہ آپکے دست مبارک پر ظاہر و باہر معجزے پیدا فرمائے اور یہود نے اُن معجزون کا مشاہدہ کیا پس اگر
ظہور معجزے کا مدعی نبوت کے صدق پر دلیل ہے تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار واجب ہے
اور اگر وہ آپکے حق مین اُس پر دلیل نہین ہے تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق مین کیونکر دلیل ہوتا
ہے پس اُسکو ایک کے صدق پر تو دلیل ٹھیرانا اور دوسرے کی راستی پر دلیل قرار نہ دینا تحکم محض وعناد صرف
ہے جب کہ اللہ پاک نے اُن معانی کی تعلیم کی جن کو یہ سورہ کریمہ متضمن ہے باین طور کہ اُن مضامین کی وحی
کی تکرار کی آپ کی طرف قرآن مجید مین اور اُن نبیون کی طرف جو آپ سے پہلے تھے اور باین طور کہ اُن کے
وحی کرنے کی نسبت کی طرف اللہ عزیز حکیم کے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انکار کیا اُن کی شدت
حرص کا مشرکون کے ایمان لانے پر اور اُن کے قصد کرنے کا اس کی رسالت پہونچانے سے طرف اُن کے
اور اُن کے ڈرانے پر ساتھ یوم الجمع کے اور ساتھ تعذیب گنہگار کے جو اُس مین ہوگی اور یہ انکار ایسے طرز
پر کیا جو کہ متضمن ہے اُن کی تہدید کو باین طور کہ اللہ اُن پر حفیظ ہے اور اُن کے واسطے کوئی ولی ونصیر
نہین ہے پھر یہ بیان کیا کہ وہ اس تہدید کے مستحق ہین باین وجہ کہ جو دین درمیان ارباب شرائع کے متفق
علیہ ہے انہون نے اُس کی مخالفت کی وہ دین یہی ہے کہ جن امور پر ایمان لانا واجب ہو اُن سب پر ایمان
لانا اور جس کام کا اللہ پاک نے امر کیا ہے اور جس کو منع فرمایا ہے اس سب مین اللہ تعالیٰ کا مطیع ہونا

اور اس مین متفرق نہ ہونا تو اب یہ بیان کرنا شروع کیا کہ یہ دین متفق علیہ جو مشروع کیا ہے سو بسبب نازل کرنے ایسی کتاب کے جو کہ انواع و اقسام کے دلائل و بینات پر مشتمل ہے پس ارشاد فرمایا اللّٰهُ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ وَ الۡمِیۡزَانَ **کتاب** سے مراد جنس ہے تو جو کتابین رسولون پر نازل کی گئی ہین اُن سب کو شامل ہوگی کسی نے کہا کہ مراد خاص قرآن شریف ہے **بالحق** متعلق ہے محذوف سے وہ حال ہو کتاب سے ای متلبسا بالحق حق سے مراد صدق و درستی ہے **میزان** سے مراد عدل ہے اکثر مفسرین نے اسی طرح کہا ہے عدل کا نام میزان اس لیے رکھا کہ میزان آلہ ہے انصاف کا اور برابری کرنے کا درمیان خلق کے تو اب میزان سے عدل مراد لینا مجاز مشہور سے گا میزان جو سبب تھا عدل کا اُس کا استعمال کیا عدل مین جو کہ مسبب ہے یعنے اللہ وہ ہے جس نے نازل کین ساری کتابین یا خاص قرآن شریف اس حال مین کہ صدق و درستی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے ہی اور نازل کیا عدل تاکہ خلق مین انصاف کیا جائے کسی نے کہا میزان سے مراد وہ شے ہے جو کتب منزلہ مین بیان کی گئی ہے اس قسم سے جس کے ساتھ عمل کرنا ہر انسان پر واجب ہے کسی نے کہا میزان جزا ہے طاعت پر ساتھ ثواب کے اور معصیت پر ساتھ عقاب کے قتادہ کہتے ہین میزان عدل ہے اس شے مین جس کا امر کیا اور اس شے مین جس سے منع فرمایا عدل کا نازل کرنا یہ ہے کہ اُس کا امر فرمایا اور اس کے ساتھ مکلف کرنا کسی نے کہا کہ میزان سے مراد خود میزان ہے یعنے ترازو جس سے تولتے ہین حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت مین اللہ پاک نے آسمان سے اُس کو نازل فرمایا اور بندون کو اُس سے تولنے کی تعلیم فرمائی تاکہ اُن کے آپس مین تظالم و تباخس نہ ہو یعنے تولنے کی چیزون کو پورا تول کر لین و دین کرین حقوق مین کمی زیادتی نہ ہونے پائے جس طرح کہ اس آیت مین ہے لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَیِّنٰتِ وَ اَنۡزَلۡنَا مَعَہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡمِیۡزَانَ لِیَقُوۡمَ النَّاسُ بِالۡقِسۡطِ مجاہد کہتے ہین ہو الذی یوزن بہ یعنے میزان سے مراد یہی حقیقی ترازو ہے جس سے تولتے ہین کسی نے کہا میزان سے مراد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین فیصلہ کرتے ہین درمیان تمہارے اللہ کی کتاب سے پھر کتاب و میزان کی اتباع مین اور ان کی حدود کے قائم کرنے مین ترغیب دی ارشاد فرمایا وَ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیۡبٌ یعنے تجھ کو کیا خبر ہے شاید وہ گھڑی پاس ہو پس تو پیروی کر کتاب کی اور عمل کر ساتھ شرع کے اور مداومت کر عدل و انصاف پر قبل اس کے کہ اچانک آن لے تجھ کو وہ دن جس مین تیرے اعمال تولے جائین اور تیری جزا پوری پوری دی جائے **کلمۂ ما** استفہامیہ ہے اور استفہام انکاری ہے محلی نے بیان دو ترکیبین بیان کی ہین ایک یہ ہے کہ لعل معلق ہے فعل کا عمل سے دوسری یہ ہے کہ مابعد اُس کا قائم مقام دو مفعول کے کیا گیا ہے صاوی نے دوسری کی شرح مین کہا ہے کہ فعل تو یدریک ہے اور مابعد اُس کا جملہ لعل الساعۃ

قریب ہے یعنے مفعول اول تو کاف ہوا پس فعل متعدی ہے طرف تین مفعول کے اس لیے کہ مضارع ہے ادری
کا جو کہ بسبب معنی کے تین کی طرف متعدی ہوتا ہے انتہے اس پر جمل نے کہا کہ اس ترکیب کو مع اس ترکیب کے
دیکھنا چاہیے جو کہ محلی نے سورۃ القارعۃ مین لکھی ہے وہان یون کہا ہے کہ جملہ ما القارعۃ محل نصب مین ہے
قائم مقام مفعول ثانی کے پس یہان فعل کو دو مفعول کی طرف متعدی ٹھیرایا ہے اور سمین نے جو یہان اور سورۂ
انبیا مین کہا ہے اُس کی نہایت یہ ہے کہ جملہ لعل الساعۃ قریب محل نصب مین ہے فعل سے بسبب تعلیق فعل
کے لعل سے اور یہ نہین ذکر کیا کہ وہ قائم مقام ایک مفعول کے ہے یا دو کے حاصل یہ ہے کہ محلی کے دونون
کلاسون مین مخالفت ہے واللہ اعلم معنے یہ مین کون چیز کرتی ہے تجھ کو جاننے والا قیامت کا عالم اُس کے وقت
کا شاید وہ قریب ہو یعنی کوئی سبب نہین ہے جو پہونچا دے طرف جاننے اُس کے قریب کے مگر وہ وحی جو تجھ
پر نازل کی جاتی ہے قریب کی تذکیر مین وجوہ مین ایک یہ ہے کہ تانیث ساعت کی حقیقی نہین ہے
دوسری یہ ہے کہ قریب کا موصوف مقدر ہے ای شئے قریب تیسری یہ ہے کہ اس کا فاعل محذوف ہو ای
قریب مجیئہا او اتیانہا چوتھی یہ ہے کہ بمعنے ذات قرب ہو پانچوین یہ ہے کہ ساعت بمعنے بعث ہے جیسا کہ
زجاج نے کہا ہے معنے یہ مین لعل البعث قریب چھٹی یہ ہے کہ مضاف محذوف ہے لعل مجئ الساعۃ
قریب ساتوین یہ ہے کہ قریب مؤنث و مذکر دونون کی صفت مین آتا ہے کما قال تعالیٰ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ
مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ یہ قول کسائی کا ہے لیکن کرخی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ قریب مین مذکر و مؤنث برابر نہین
ہین اس لیے کہ یہان فعیل بمعنے فاعل ہے اور اس مین مذکر و مؤنث برابر نہین ہوتا ہے خاکسار عفی اللہ عنہ
نے اس کی پوری بحث کتاب المعیار فے بیان المؤنث والمذکر مین لکھی ہے مثل ایک رسالے کے ہے
اکابر علمار کے اقوال اُس مین نقل کیے ہین بالجملہ کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کا
ذکر فرمایا اور آپ کے پاس ایک قوم مشرکین کی تھی تو اُس کی تکذیب کرنے کو بولے وہ کب قائم ہوگی اس پر
اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی اس قول کی صحت پر یہ جملہ دال ہے يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا
یعنے شتابی کرتے ہین اُس کی وہ لوگ جو اُس پر ایمان نہین لاتے ہین شتابی کرنا ٹھٹھے کا اور اُس کے جھٹلانے
کا سو وہ اُس سے ڈرتے نہین ہین وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا اور جو اُس پر ایمان لائے ہین وہ اُس کے
آنے سے خائف ہین یعنے سو وہ اُس کی شتابی نہین کرتے ہین مقاتل نے کہا اس واسطے کہ وہ نہین
جانتے ہین اُس شئے کو جس پر ناگہان آ جائین گے زجاج نے کہا اس لیے کہ وہ جانتے ہین کہ اُن سے
محاسبہ ہوگا اور اُن کو اُن کے اعمال کی جزا دی جائے گی وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ اور جانتے ہین کہ وہ
آنے والی ہے اُس مین کسی طرح کا شک نہین ہے اور وہ ضرور ہی ہونے والی ہے اسی کی مثل یہ آیت ہے

وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ پھر اس مین جھگڑنے والون یاشک کرنے والون کی گمراہی بیان کی ارشاد فرمایا اَلَآ اِنَّ الَّذِیْنَ یُمَارُوْنَ فِی السَّاعَةِ لَفِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ

یمارون یا تو ماخوذ ہے ممارات سے ممارات کہتے ہین مخاصمہ ومجادلہ کو یا مریہ سے مریہ بمعنے شک وریبہ ہی یعنی سنتے ہو بیشک جو لوگ جھگڑتے ہین یاشک کرتے ہین قیامت ہین البتہ ایسی گمراہی ہین ہین جو کہ حق سے نہایت درجہ دور ہے کیونکہ اُنہون نے تفکر نہ کیا اُن دلیلون ہین جو کہ اُس پر ایمان لانے کی موجب ہین اور اُن کے مشاہدہ مین ہین اُن کی آنکھون کے سامنے کھڑے ہین اُن کی عقلین اُن کو سمجھتی ہین اگر وہ غور وفکر کرتے تو ضرور جان لیتے کہ جس نے اُن کو اول بار پیدا کیا ہے وہ قادر ہے دوہرانے پر کتاب عزیز اور سنت مطہرہ دال ہے اُس کے وقوع پر اور عقلین گواہی دیتی ہین اس پر کہ دار جزا کا ہونا ضروری ہے بعث زیادہ تر مشابہ اشیا کی ہے ساتھ محسوس چیزون کے پس جو کوئی راہ یاب نہ ہوا طرف جائز رکھنے بعث کی تو وہ زیادہ تر دور ہوگا راہ پانے سے طرف اُس شے کے جو اُس سے ورے ہے اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ یعنے اللہ پاک بہت لطف ونرمی والا ہے اپنے بندون پر اور نہایت رافت اور مہربانی کرنے والا ہے مقاتل کہتے ہین لطیف ہے ساتھ نیک وبد کے باین طور کہ بسبب گناہون کے بندون کو بھوک سے قتل نہین کیا عکرمہ نے کہا لطیف بمعنی بار ہے یعنے نیکی واحسان کرنے والا سدی نے کہا بمعنے رفیق ہے یعنے نرمی کرنے والا کسی نے کہا بمعنے حفی ہے یعنے نہایت مہربان قرطبی نے کہا لطیف ہی ساتھ اُن کے عرض ومحاسبہ مین کسی نے کہا منافع کے پہونچانے مین اور بلا کے پھیرنے مین کسی نے کہا لطیف ہے ساتھ باریکیون کے علم اس کا اور عظیم ہوا جرائم سے حلم اسکا کسی نے کہا لطیف وہ ہے جو مناقب کو پھیلاتا ہے اور مثالب کو چھپاتا ہے یعنے عیوب کو یا معاف کرتا ہے درگذر فرماتا ہی اُس شخص سے جس سے لغزش ہوگئی ہے یا دیتا ہے بندے کو زیادہ کفایت سے اور تکلیف دیتا ہے اس کو طاعت کی طاقت سے کم حضرت جنید رضی اللہ عنہ فرماتے ہین لطیف ہے ساتھ اپنے دوستون کے تو انہون نے اُس کو پہچانا اور اگر وہ لطف کرتا اپنے دشمنون کے ساتھ تو وہ اُس کے منکر نہ ہوتے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ لطف کرتا ہے اُن کے ساتھ رزق مین دو وجہ سے ایک تو یہ ہے کہ اُس نے تیری روزی ٹھیرائی طیبات سے یعنے پاک اور حلال چیزون سے دوسرے یہ ہے کہ یک بارگی تجھ کو نہین دیدی کہ تو اُس کو بیجا خرچ کر ڈالے مطلب یہ ہے کہ حاجت کے موافق دیا جاتا ہے واقع مین اس سے بڑھ کر اور کیا لطف ومہر ہے حسین بن الفضل نے کہا لطیف ہے اُن کے ساتھ قرآن مین اور اُس کی تفصیل وتفسیر مین کسی نے کہا لطیف وہ ہے کہ خوف نہ کیا جائے مگر اُس کے عدل کا اور امید نہ رکھی جائے مگر اُس کے فضل کی۔

کسی نے کہا ہو الذی یعین بلے الخدمۃ ویثیب المدحۃ یعنے اللطیف وہ ہے کہ اعانت کرتا ہے خدمت پر اور مدح کرتا ہے بہت کسی نے کہا ہو الذی لا یعاجل من عصاہ ولا یخیب من رجاہ یعنے جو اُس کی نافرمانی کرتا ہے اُس پر عذاب کی جلدی نہیں فرماتا اور جو اُس سے امید رکھتا ہے اُس کی امید کو ضائع نہیں کرتا ہے کسی نے کہا وہ ہے کہ اپنے سائل کو رد نہیں کرتا ہے اور اپنے امیدوار کو نا امید نہیں فرماتا ہے کسی نے کہا وہ ہے کہ رحم کرتا ہے اُس شخص پر جو کہ اپنی جان پر رحم نہیں کرتا ہے کسی نے کہا ہو الذی اوقد للعلماء من الکتاب ومن السنۃ سراجا وجعل لہم الصراط المستقیم والدین القیم منہاجا وانزل الہم من سحائب برہ ومزنہ لطفہ وکرمہ واحسانہ ماء ثجاجا یعنے وہ ہے جس نے روشن کیا واسطے علماء کے کتاب و سنت سے چراغ اور ٹھیرایا واسطے اُن کے سیدھی راہ کو اور دین مضبوط کو رستہ چلنے کا اور اُتارا واسطے اُن کے اپنی بر و منت و لطف و کرم و احسان کی بدلیوں سے پانی خوب برسنے والا کسی نے کہا وہ ہے کہ قبول کرتا ہے قلیل اور بدل کرتا ہے جزیل یعنے کثیر کسی نے کہا ہو الذی یجبر الکسیر وییسر العسیر یعنے وہ ہے جو کہ جوڑتا ہے ٹوٹے ہوئے کو اور آسان کرتا ہے مشکل کو محمد بن علی کتانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اللطیف وہ ہے کہ جس نے پناہ پکڑی طرف اُس کے اُس کے بندوں میں سے جب کہ وہ نا امید ہوا خلق سے تو اُس پر بھروسا کیا اور رجوع ہوا طرف اُس کے پس اُس وقت وہ اُس کو قبول کرتا ہے اور اُس پر متوجہ ہوتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مطلع ہوتا ہے پرانی قبروں پر پس اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ اُن کے آثار مٹ گئے اور اُن کی صورتیں مضمحل ہو گئیں اور باقی رہا اُن پر عذاب اور میں لطیف ہوں اور میں ارحم الراحمین ہوں تخفیف کرو اُن سو اس کے سوا کچھ اور بھی کہا ہے حاصل معنی یہ ہے کہ اللہ پاک جاری رکھتا ہے اپنا لطف اپنے بندوں پر اُن کے کل امور میں منجملہ اس کے وہ رزق و روزی ہے جس سے دنیا میں زندگی بسر کرتے ہیں اور یہ معنے ہیں اس قول کے یَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ یعنے روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اُن میں سے جس طرح چاہتا ہے سو ایک پر تو فراخی کرتا ہے اور دوسرے پر تنگی حال کے ساتھ کسی قوم کی فضیلت دینی میں حکمت ہے تاکہ بعض بعض کی طرف محتاج ہوں کما قال سبحانہ وتعالیٰ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا اور یہ ایک لطف ہوا بندوں پر تاکہ جا پہنچے غنی کو ساتھ فقیر کے اور فقیر کو ساتھ غنی کے کسی نے کہا یعنی ہمیں روزی دیتا ہے جس کو چاہتا ہے جو چاہتا ہے انواع روزی سے پس وہ اگرچہ روزی دیتا ہے ہر جاندار کو لیکن اُس نے تفاوت رکھا ہے درمیان مرزوقین کے رزق میں قلت و کثرت و جنس و نوع کا واسطے کسی حکمت کے جس کو وہی جانتا ہے پھر فرمایا وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ یعنے وہ عظیم القوت باہر القدرت ایسا غالب ہے کہ ہر شے پر وہی غالب ہوتا ہے اور کوئی شے اُس پر غالب نہیں ہوتی ہے پھر جب

اللہ پاک یہ بیان کر چکا کہ وہ بندوں پر لطیف و مہربان کثیر البر و الاحسان ہے تو اس طرف اشارہ کیا کہ انسان جب تک دار کسب و اختیار میں ہے اُس کو ضرور ہے کہ بھلائیوں کی طلب میں اور برائیوں سے بچنے میں سعی و کوشش کرے کیونکہ اُس کا لطف و احسان گو مقدر بقدر سعی و عمل عبد نہیں ہے مگر اُس کی عادت اس پر جاری ہوئی ہے کہ اُس کو بندہ کی سعی و کسب کے ساتھ وابستہ کیا ہے پس ارشاد فرمایا مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ۝ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ جو کوئی چاہتا ہو آخرت کی کھیتی بڑہا دیں ہم اُس کو اُس کی کھیتی اور جو کوئی ہو چاہتا دنیا کی کھیتی اُس کو دیں ہم کچھ اُس میں سے اور اُس کو نہیں آخرت میں کچھ حصّہ کیا اُن کو اور شریک ہیں کہ راہ ڈالی ہے انہوں نے اُنکے واسطے دین کی جس کا حکم نہیں دیا اللہ نے اور اگر نہ ہوتی بات فیصلہ کی تو فیصلہ ہو جاتا اُن میں اور بیشک جو گنہگار ہیں ان کو دکھ کی مار ہے تو دیکھے گنہگار ڈرتے ہونگے اپنی کمائی سے اور وہ پڑنا ہے اُن پر اور جو یقین لائے اور بھلے کام کیے باغوں میں ہیں بہشت کے اُن کو ہے جو چاہیں اپنے رب کے پاس یہی ہے بڑی بزرگی ف دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق محنت کے ملے پھر اُس محنت کا فائدہ آخرت میں نہیں ف یعنے فیصلے کا وعدہ ہے اپنے وقت پر انتہے ف حافظ ابن کثیر کہتے ہیں یعنے جو کوئی ارادہ کرے آخرت کے عمل کا تو ہم قوت دیں اُس کو اور اعانت کریں اُس کی اُس عمل پر جس کے وہ درپے ہو رہا ہے اور بہت کریں ہم اُس کے بڑہنے کو اور بدلا دیں ہم اس کو بعوض ایک نیکی کے دس سے لیکر سات سو گنے تک اُس تک جس کو اللہ چاہے و من کان یرید حرث الدنیا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس کی سعی اسی لیے ہو کہ اُس کو دنیا سے کوئی شے حاصل ہو جائے اور آخرت کی طرف بالکل اُس کو کوئی فکر و قصد نہ ہو تو اللہ تعالے اُس کو آخرت سے محروم کریگا اور اگر چاہے گا تو دنیا سے اُس کو کچھ دیدیگا اور اگر نہ چاہے گا تو نہ یہ اُس کو حاصل ہوگی نہ وہ اور اس نیت سے دنیا و آخرت میں فائز بصفقہ خاسرہ ہوگا و دلیل اس پر یہ ہے کہ اس جگہ یہ آیت مقید ہے اُس آیت کے ساتھ جو کہ سورہ سبحان میں ہے یعنے قولہ تبارک و تعالے مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا ۝ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ۝ كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ [illegible]

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا **ثوری** نے عن ربیع عن ابی العالیہ عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بشارت دی اس امت کو سناء و رفعت و نصر و تمکین کی زمین میں پس جو کوئی عمل کرے اُن میں سے عمل آخرت کا واسطے دنیا کے تو نہیں ہوگا واسطے اُس کے آخرت میں کچھ حصہ قولہ تعالیٰ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا الآیہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ پیروی نہیں کرتے ہیں اُس دین قویم کی جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے مشروع کیا ہے بلکہ اتباع کرتے ہیں اُس شے کا جس کو اُن کے شیاطین نے اُن کے لیے مشروع کیا ہے جن و انس میں سے یعنے حرام کرنا بحیرہ و سائبہ و وصیلہ و حام کا جس کو شیاطین نے اُن پر حرام کیا ہے اور حلال کرنا مردار کے کھانے کا اور خون کا اور جوئے کا اُس کے سوا اور گمراہی کے امور اور جہالت باطل تحلیل و تحریم و عبادات باطلہ و اموال فاسدہ سے جن کو انہوں نے اپنی جاہلیت میں اختراع کر لیا تھا صحیح میں ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے میں نے عمرو بن لحی بن قمعہ کو دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیاں آگ میں کھینچ رہا ہے اس لیے کہ پہلے پہل اُس نے سانڈ چھوڑے یہ شخص ایک بادشاہ تھا بادشاہان خزاعہ سے اور اسی نے سب سے اول یہ چیزیں کی ہیں اور اسی نے قریش کو بتوں کے پوجنے پر آمادہ کیا لعنہ اللہ وقبحہ اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ یعنے اگر نہ ہوتی فیصلے کی بات یعنے اگر نہ ہوتا روز معاد تک مہلت دینا جو کہ مقدم ہو چکا ہے تو جلدی سے اُن پر عقوبت ڈالی جاتی وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنے ظالموں کے واسطے سخت عذاب درد دینے والا ہے جہنم میں اور بری جگہ ہے پھر جانے کی پھر فرمایا اللہ پاک نے تَرَى الظّٰلِمِيْنَ الآیہ یعنے تو دیکھے گا ظالموں کو عرصات قیامت میں کہ ڈرتے ہوں گے اپنی کمائی سے اور جس شے سے ڈرتے ہوں گے وہ ضرور اُن پر پڑنی ہے یہ اُن کا حال ہے جو کہ دن اللہ وہ اس خوف ترس میں ہوں گے اب مومنوں کا تماشہ سنو وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ سو یہ کہاں اور وہ کہاں یعنی کہاں وہ شخص جو کہ عرصات حشر میں ذلت و خواری و خوف میں پڑا ہے اور یہ ذلت و خوف اُس کے ظلم کو اُس پر ثابت کر رہا ہے اور کہاں وہ شخص جو کہ جنتوں کے چمنوں میں ہے کھانے پینے پہننے رہنے بسنے دیکھنے جماع کرنے لذت کی اشیا میں خود مختار ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے ایسے مزے کے ساز و سامان میں ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی بشر کو دل پر اُس کا خطرہ گذرا حسن بن عرفہ نے ابو طیبہ سے روایت کیا ہے کہ بیشک سب اہل جنت یعنے اہل جنت میں کی شراب پیتی ہوئی جماعت البتہ سایہ کرے گی اُن پر بدلی پھر اُن سے کہے گی کیا برساؤں تم پر کہا پھر نہ مانگے گا کوئی مانگنے والا قوم میں سے کوئی چیز مگر وہ

وہی شے اُن پر برسادیگی یہانتک کہ اُن مین کا کہنے والا البتہ کہیگا تو برسا دے ہم پر کوا عب اتراب کو یعنی سینہ اُبھری ہم سن عورتین رَوَاہُ ابْنُ جَرِیْرٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَرَفَۃَ بِہٖ اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ یعنے یہی ہے فوز عظیم و نعمت تام و شامل و کامل و عام **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ **حرث** لغت مین معنے کسب ہے محاورے مین بولتے ہین ہو یحرث لعیالہ و یحترث ای یکتسب یعنی فلان شخص اپنے بال بچون کے واسطے کمائی کرتا ہے اسی معنے سے مرد کو حارث کہتے ہین اس لیے کہ وہ کماتا ہے اصل مین حرث کہتے زمین مین بیج ڈالنے کو ہین پھر اعمال کے ثمرات و فوائد پر حرث کا اطلاق کیا گیا بطور استعارہ کے اعمال کی تشبیہ دی بیج سے اور ثمرات اعمال کی تشبیہ دی غلے سے جو کہ بیج بونے سے حاصل ہوتا ہے معنے یہ ہین جو کوئی ارادہ کرے اپنے اعمال و کسب سے ثواب آخرت کا تو بڑہا دیگا اللہ واسطے اُس کے اُس نیکی کو اُس دس گنے سے سات سَو گنے تک کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ زیادتی کرے گا اُس کی توفیق مین اور اعانت مین اور اُس کے لیے خیر کی راہین آسان کرنے مین اور جو کوئی ہو کہ ارادہ کرے اپنے اعمال و کسب سے ثواب دنیا کا یعنے متاع دنیا کا اور وہ شے جو اُس مین سے اللہ تعالیٰ اپنے بندون کو روزی دیتا ہے درآنحال کہ وہ اختیار کرنے والا ہے دنیا کو آخرت پر تو ہم دینگے اُس کو اُس مین سے وہ شے جس کے ساتھ ہماری مشیت جاری ہو چکی ہے اور ہماری قضا مین اُس کے واسطے اُس کی قسمت ہو چکی ہے اور اگر وہ اُس مین سستی کرتا اور اُس کو طلب نہ کرتا تو البتہ وہ اُس کے پاس آتی قتادہ نے کہا معنے یہ ہین کہ ہم مقدر کرین گے واسطے اُس کے وہ شے جو اُس کے واسطے قسمت کی گئی ہے کما قال اللہ تعالیٰ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ قتادہ نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے آخرت کی نیت پر وہ جو چاہتا ہے امر دنیا سے اور نہین دیتا ہے دنیا کی نیت پر مگر دنیا **قشیری** کہتے ہین ظاہر یہ ہے کہ آیت کافر کے بارے مین ہے حالانکہ یہ کہنا تخصیص بغیر مخصص ہے پھر اللہ پاک نے بیان کیا کہ یہ شخص جو اپنے عمل سے دنیا کا ارادہ کرتا ہے اس کے واسطے آخرت مین کچھ حصہ نہین ہے پس فرمایا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ اس لیے کہ اُس نے آخرت کے واسطے عمل نہین کیا تو ثواب اُس کے لیے اُس مین کچھ حصہ نہین ہے سورہ اسرا مین اس کی تفسیر گزر چکی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ آخرت کا حرث آخرت کا عیش ہے اور فرمایا کہ جو شخص اختیار کرتا ہے اپنی دنیا کو اپنی آخرت پر تو نہین کرتا ہے اللہ واسطے اُس کے کوئی حصہ آخرت مین مگر آگ اور وہ شخص نہین زیادہ کرتا ہے بسبب اس کے دنیا سے کوئی شے مگر ایک رزق جس سے فراغت کر دی گئی ہے اور اُس کے واسطے قسمت ہو چکا ہے **حضرت ابی بن کعب** رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بشارت دو اس امت کو سنا و رفعت و نصرت و تمکین کی زمین

مین جبتک کہ انہون نے طلب کی دنیا آخرت کے عمل سے پھر جس کسی نے اُن مین سے آخرت کا عمل کیا واسطے
دنیا کے تو نہ ہوگا اُس کے لیے آخرت مین کچھ حصہ أَخْرَجَهُ الإِمَامُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ
وَابْنُ حِبَّانَ یہ حدیث شریف اول گذر چکی ہے لیکن وہ ناقص تھی اور یہ کامل ہے حضرت ابوہریرہ رضی
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ الآیۃ پڑھی پھر فرمایا اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے ابن آدم تو فارغ ہوجا میری عبادت کے واسطے مین بھر دونگا تیرے سینے کو غنا سے اور بند کرونگا
تیرے فقر کو اور اگر تو نہ کرے گا تو بھر دونگا تیرے سینے کو شغل سے اور بند نہ کرونگا تیرے فقر کو أَخْرَجَهُ
الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ حضرت **علی** بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضی عنہ سے مروی ہے
کہ حرث دو حرث ہین سو دنیا کا حرث تو مال او بیٹے ہین اور آخرت کا حرث باقیات صالحات ہین أَخْرَجَهُ
ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا وَابْنُ عَسَاكِرَ باقیات صالحات سے مراد اعمال صالحہ ہین جن کا ثواب باقی رہتا ہے
اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنا ہے **بالجملہ** اللہ دنیا و آخرت
مین جو قانون تھا جب کہ اللہ پاک نے اُس کو بیان کیا تو اُس کے بعد وہ گناہ عظیم بیان فرمادیا جو کہ آگ کو واجب
کرتا ہے پس ارشاد فرمایا أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ کلمہ ام منقطعہ بمعنے
بل ہے یا متصلہ ہے معادل ہمزہ استفہام کا تقدیر یہ ہے أَيَقْبَلُونَ مَا شَرَعَ اللَّهُ مِنَ الدِّينِ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ
ای آلھۃ کسی نے کہا ام بمعنے بل ہے جو کہ واسطے انتقال کے ہے اور بمعنے ہمزہ جو کہ واسطے تقریع و توبیخ
کے ہوتا ہے اور ضمیر شرعوا کی راجع ہے طرف شرکاء کے اور ضمیر لہم کی طرف کفار کے کسی نے اس کے
بالعکس کہا ہے لیکن قول اول اولیٰ ہے غرضکہ ام مین تین قول ہوئے اول کی بنا پر تو یون کہین گے کہ
اول ایک مضمون بیان کیا پھر اُس سے انتقال کر کے دوسرا مضمون بیان فرمایا دوسرے قول کی بنا پر یہ
معنے ہین کیا وہ قبول کرتے ہین وہ دین جو اللہ تعالے نے مشروع کیا ہے یا اُن کے واسطے معبود ہین
تیسرے کی بنیاد پر یہ معنے ہین کہ اول کلام سے اضراب کر کے دوسرا کلام بیان کیا اور اُن کی زجر و توبیخ
کرنے کو یون فرمایا کیا اُن کے واسطے معبود ہین کہ انہون نے نکالا واسطے اُن کے دین سے وہ دین
جس کا اللہ تعالے نے اذن نہین دیا مراد شرک و معاصی ہین اور دیگر احکام نے واسطے طریقے قاعدے اور
انکار بعث کا اور عمل کرنا دنیا کے واسطے مطلب یہ ہے کہ یہ اللہ دین نہین ہین بلکہ دین و دنیا کے بگاڑنے
والے ہین اور اللہ تعالے کے سوا کوئی معبود نہین ہے کہ دین مقرر کرے مقصود استفہام سے
صرف اُن کو سرزنش کرنا ہے یہ آیت کریمہ بعموم خود ہر شے کو شامل ہے جس کا اللہ پاک نے امر نہین کیا اور
نہ اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ مراد کلمہ فصل سے تاخیر کرنا

اُن کے عذاب کا ہے اس لیے کہ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ فرمایا ہے اور ضمیر منہم کی راجع ہے طرف مومنین و
مشرکین کے یا طرف مشرکین و شرکا کے وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ کو جمہور نے بکسر اِنَّ پڑھا ہے
بنا بر استیناف اور مسلم واعرج وابن ہرمز نے بالفتح بنا بر عطف بر کلمۃ الفصل یعنے اگر قضای الٰہی مین اُن
کا عذاب روز قیامت پر موقوف نہ رکھا جاتا تو دنیا ہی مین درمیان مومنین مشرکین کے یا درمیان مشرکین و شرکا
کے فیصلہ کر دیا جاتا جلدی سے اُن پر عقوبت آجاتی کیونکہ کام اُن کے اسی کے مقتضی تھے اور بیشک مشرکین
کافرین و مکذبین کے واسطے عذاب درد دہندہ یا دردناک ہے دنیا و آخرت مین کلمۃ الفصل سے مراد اگر تاخیر
عذاب کی روز قیامت تک ہے تو عذاب الیم سے مراد آخرت کا عذاب ہوگا قرطبی رحمۃ اللہ تعالے فرماتے ہین
ام لہم شرکاء ای الہم شرکا رحرف میم صلہ ہے یعنے زائد ہے اور ہمزہ تقریع و سرزنش کے لیے ہے
اور یہ متصل ہے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا اور اللہ الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان سے وہ لوگ اس
پر ایمان نہین لاتے تھے سو کیا اُن کے معبود مین جنہون نے نکالا اُن کے واسطے شرک جس کا اللہ نے
اذن نہین دیا اور جب یہ محال ہے تو اللہ پاک نے شرک کو مشروع نہین کیا پھر کہان سے اُس کو دین ٹھہراتے
ہین بالجملہ چونکہ عذاب الیم غالبا عذاب آخرت مین آتا ہے اس لیے آخرت مین فریقین کا جو حال ہوگا اُس
کو بطور استیناف بیان کیا پھر کفار کے حال سے ابتدا کی پس فرمایا تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا
وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ یہ خطاب ہے ہر اُس شخص کو جو دیکھ سکتا ہے ضمیر ہو راجع ہے طرف ماکسبوا کے بتقدیر
مضاف کما قالہ الزجاج اسے وجزا ماکسبوا اور وہو واقع بہم جملہ حالیہ ہے یعنے اے دیکھنے والے تو
دیکھیگا ظالمون کو قیامت کے دن ڈرنے والے اُن گناہون سے جن کو اُنہون نے دنیا مین کمایا تھا
اس حال مین کہ جزا اُن گناہون کی ضرور اُن پر نازل ہونے والی ہے وہ ڈرین یا نہ ڈرین واللہ اعلم مطلب
یہ ہے کہ خوف وہ غم ہے جو کسی مکروہ کی توقع سے انسان کو لاحق ہوتا ہے پھر وہ اُس کے دفع کرنے کی فکر
مین لگتا ہے تو بسا اوقات اُس سے رہائی پا جاتا ہے سو ظالمون کا خوف قیامت کے دن اپنے اعمال
کی جزا ملنے سے ایسا خوف نہین ہے کہ اُس کے دفع کی فکر کر کے اُس سے رہائی ہو سکے وہ جزا تو ضروری
ملنی ہے ڈرین یا نہ ڈرین کسی طرح اُس سے رہائی ممکن نہین ہے یا یون کہین کہ اللہ تعالے اُن کے حال
سے تعجب دلاتا ہے کہ اے مخاطب بڑے تعجب کی بات ہے کہ تو ظالمون کو اپنے اعمال بد کی جزا ملنے سے
ڈرتے ہوئے دیکھیگا اس حال مین کہ وہ جزا اُن پر نازل ہو رہی ہوگی اس وقت ڈرنے سے کیا کام
نکلتا ہے ڈرنے کی جگہ تو دنیا تھی جب وہان نہ ڈرے تو قیامت مین جزا ملنے کی حالت مین ڈرنے
سے کیا ہوتا ہے ڈرنا نہ ڈرنا دونون برابر ہین پھر مومنین کا حال ذکر فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

فِي رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ موصول مبتدا ہے اور جار ومجرور اُس کی خبر ہے روضات جمع ہے روضہ کی اور حیان کہتے ہین لغت کثیرہ تسکین واو ہے اور ہذیل کا لغت فتح واو کا ہے روضہ وہ جگہہ ہے جس مین سبزی وتازگی بہت ہوتی ہے سورہ روم مین اس کی تفسیر گزر چکی ہے روضہ جنت کا پاکیزہ وخوب تر ساکن جنت پر جس طرح کہ روضہ دنیا کا اُس کا بہترین مکانات ہو اس مین تنبیہ ہے اس پر کہ سلاطین عاصین اہل جنت سے ہین کیونکہ مومنین عاملین صالحات کو اس بات کے ساتھہ خاص کیا کہ وہ روضات جنات مین ہین اور روضات جنت کی جا بائے شریف وعمدہ ہین اور جو جگہین کہ ان اوصاف سے کم درجے کی ہین ضرور ہے کہ وہ مخصوص ہون اُن لوگون کے ساتھہ جو مومنین عاملین صالحات سے کم درجے کے ہین معتزلے کہو کہ دیکھو جناب حافظ شیرازی رحمہ اللہ تعالےٰ کیا خوب فرماتے ہین ؎

رقیب درگذر وبیش ازین مکن نخوت ۔۔۔ کہ ساکنان در دوست خاکسارانند
نصیب ماست بہشت ای خدا شناس برو ۔۔۔ کہ مستحق کرامت گناہکارانند

غرضکہ عیش وآرام یہی ہے کہ مکان نفیس ہو اور لذت کی اشیا سب مہیا ہون سو فرمادیا کہ جنت اپنے گرد جنت کے چمن ہین اور کھانے پینے لذت لینے کی چیزون کو ایسے مختصر وجامع بیان سے ادا فرمایا کہ ما فوق اُس سے متصور نہین ہے لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ یعنے واسطے اُن کے موجود ومہیا ہے اصناف نعم وانواع مستلذات سے جو وہ چاہین نزدیک اپنے رب کے کلمہ عند ظرف ہے یشاؤن کا یا استقرار کا جو کہ عامل ہے لہم مین اور عندیت مجازی ہے قاضی صاحب مرحوم کا مختار قول ثانی ہے پھر فرمایا ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ یعنے یہ ساز وسامان عشرت نشان جو مومنین کے واسطے ذکر کیا گیا یہی ہے بڑا افضل جس کا نہ بیان ہوسکتا ہے نہ اُس کی کنہ صفت ومعرفت حقیقت کی طرف عقول کو راہ ہے بھلا جب حق تعالیٰ کبیر فرمائے تو پھر وہ کون ہے جو اُس کی قدر کا اندازہ کرسکے شیخ فرماتے ہین یہ تصریح ہے اس کی کہ جو جزا عمل صالح پر مرتب ہوتی اُس کا حصول جو ہوا سو صرف بطریق فضل ہوا نہ بطریق استحقاق اللہم ارزقنا بمحض فضلک وفتح منک صرف کرمک یا سیدنا ومولانا وما ذالک علیک بعزیز آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلےٰ آلہ وصحبہ اجمعین ذٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۗ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۗ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ شَكُورٌ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۖ فَإِنْ يَشَإِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ یہ ہے جو خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ایماندار بندون کو جو کرتے ہین بھلے کام تو کہہ مین مانگتا نہین اس پر تم سے کچھ نیگ مگر دوستی چاہیے ناتے مین

اور جو کوئی کما وے گا نیکی ہم اُس کو بڑہا وینگے اُس کی خوبی بیشک اللہ معاف کرتا ہے حق مانتا کیا کہتے ہیں
اُس نے باندہا اللہ پر جھوٹ سو اللہ اگر چاہے مُہر کردے تیرے دل پر اور مٹاتا ہے اللہ جھوٹ کو اور ثابت کرتا ہے
سچ کو اپنی باتون سے اُس کو معلوم ہے جو دلون میں ہے ف یعنے قرآن پہونچانے پر نیگ نہین مانگتا مگر
قرابت کی دوستی یعنے مین تمہارا بہائی ہون ذات کا مجہ سے بدی نہ کرو ف یعنے اللہ اپنے اوپر یہ
جھوٹ بولنے دے دل کو بند کردے مضمون نہ آوے جس کو باندہے اور چاہے تو کفر کو مٹا وے بن پیغام
بہیجے مگر وہ اپنی باتون سے دین ثابت کرتا ہے اس واسطے نبی پر کلام بہیجتا ہے انتہے ف اللہ پاک
نے جو ذکر فرمایا کہ بندگان مؤمنین عاملین صالحات کے واسطے روضات جنات ہین سو اس کی طرف اشارہ کرکے
فرماتا ہے ذلک الذی یبشر اللہ عبادہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات یعنے یہ اُن کو ضرور حاصل ہوگا بوجہ اس کے
کہ اللہ پاک نے اُن کو بشارت دی ہے قولہ تعالے قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى یعنے اے
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہدے ان کفار قریش کے مشرکون سے کہ مین نہین مانگتا ہون تم سے اس بات
کے پہونچانے پر اور تمہاری خیر خواہی کرنے پر کچہ مال کہ تم مجہے دو اور تم سے صرف یہ طلب کرتا ہون کہ تم
اپنی شر کو مجہ سے روکو اور مجہے چہوڑ دو کہ مین اپنے رب کی رسالتین پہونچاؤن اگر تم میری مدد نہ کرو تو مجہے
ایذا بہی مت دو بسبب اُس قرابت کے جو درمیان میرے اور تمہارے ہے ع مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان
بخاری نے حضرت ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا کہ کسی نے اُن سے الا المودۃ فی القربے
کا پوچہا تو سعید بن جبیر بول اُٹہے کہ قربے آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین حضرت ابن عباس رضی نے فرمایا
تو نے جلدی کی قریش مین سے کوئی بطن نہ تہا مگر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس مین قرابت تہی سو فرمایا
مگر یہ کہ ملاؤ اُس قرابت کو جو درمیان میرے اور تمہارے ہے اِنْفَرَدَ بِهِ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ
عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ عَنْ شُعْبَةَ بِهِ وَهٰكَذَا رَوَى عَامِرُ الشَّعْبِيُّ وَالضَّحَّاكُ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ وَ
الْعَوْفِيُّ وَيُوسُفُ بْنُ مِهْرَانَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ وَبِهِ قَالَ
مُجَاهِدٌ وَعِكْرِمَةُ وَقَتَادَةُ وَالسُّدِّيُّ وَأَبُو مَالِكٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ وَغَيْرُهُمْ
حافظ ابو القاسم طبرانی نے عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا مین نہین مانگتا ہون تم سے اس پر کچہ مزدوری مگر یہ کہ
تم مجہ سے دوستی رکہو میرے نفس مین بسبب میری قرابت کے تم سے اور نگاہ رکہو اُس قرابت کو جو کہ درمیان
میرے اور تمہارے ہے امام احمد نے عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما روایت کیا ہے کہ نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یعنے اس کی تفسیر مین کہ مین نہین سوال کرتا ہون تم سے اس شے پر جس کو

مین تمھارے پاس لایا ہون بینات و ہدی سے کچہ مزدوری مگر یہ کہ تم دوستی رکھو اللہ تعالی سے اور یہہ کہ تقرب کرو طرف اُس کے ساتھہ طاعت اُس کی کے اور اسی طرح قتادہ نے حضرت حسن البصری رحمہ اللہ سے مثل اس کے روایت کیا ہے اور یہ گویا تفسیر بقول ثانی ہے گویا یون فرماتے ہین مگر یہ کہ عمل کرو ساتھہ طاعت کے جو کہ قریب کردے تم کو نزدیک اللہ کے پاس کا درجہ اور ایک تیسرا قول ہے یہ وہ ہے جس کو بخاری وغیرہ نے بروایت سعید بن جبیر حکایت کیا ہے سعید نے کہا معنے اُس کے یہ ہین کہ تم دوستی کرو مجہ سے میری قرابت مین یعنے تم اُن کے ساتھ احسان و نیکی کرو سدی ابو الدیلم سے روایت کرتے ہین کہا جبکہ حضرت علی یعنے امام زین العابدین فرزند ارجمند حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو قید کرکے لائے پھر درج دمشق پر کہڑے کیے گئے تو اہل شام مین کا ایک شخص ملعون کہڑا ہوا پھر کہا الحمد للہ الذی قتلکم و استاصلکم و قطع قرن الفتنۃ یعنے حمد ہے اُس اللہ کو جس نے تم کو قتل کیا اور جڑ پیڑ سے تم کو اکہاڑ ڈالا اور فتنے کے سینگ کو کاٹ ڈالا تو حضرت علی ابن الحسین رضی اللہ عنہما نے اُس سے فرمایا کیا تو نے قرآن پڑہا ہے وہ بولا ہان فرمایا کیا تو نے آل حم پڑہی ہے کہا کیا مین نے قرآن پڑہا اور آل حم مین نے نہین پڑہی فرمایا تو نے نہین پڑہا قل لا اسألکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی وہ بولا و انکم لانتم ہم یعنے وہ تمہین ہو فرمایا ہان ابو اسحاق سبیعی کہتے ہین مین نے اس آیت کا عمرو بن شعیب سے پوچہا تو کہا قربی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رواہما ابن جریر پھر ابن جریر نے بسند خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انصار نے کہا فعلنا و فعلنا وکانہم فخروا یعنے ہم نے یہ کام کیا وہ کام کیا گویا اپنے کامون پر فخر کیا تو حضرت ابن عباس یا حضرت عباس رضی اللہ عنہما بولے یہ شک عبد السلام راوی کا ہے فرمایا لنا الفضل علیکم یعنے ہم کو فضیلت ہے تم پر پھر یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہونچی تو آپ انصار کے پاس تشریف لائے اُن کی مجلسون مین پھر فرمایا اے گروہ انصار کیا تم نہ تھے ذلیل پھر اللہ نے تم کو عزت دی میرے سبب سے بولے کیون نہین یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کیا تم نہ تھے گمراہ پھر اللہ نے تم کو ہدایت کی میری وجہ سے بولے کیون نہین یا رسول اللہ فرمایا کیا پھر تم مجہ کو جواب نہین دیتے ہو عرض کیا یا رسول اللہ ہم کیا کہین فرمایا کیون نہین کہتے ہو کیا نہین نکالا تجہ کو تیری قوم نے سو ہم نے تجھے جگہہ دی کیا نہین جہٹلایا اُنھون نے تجہ کو پھر ہم نے تیری تصدیق کی کیا نہین بے مدد چہوڑا تجہ کو پھر ہم نے تیری مدد کی پھر فرماتے رہے یہانتک کہ انصار گہٹنون کے بل بیٹھہ گئے اور عرض کیا ہماری اولاد اور جو کچہ ہمارے ہاتھون مین ہے واسطے اللہ کے ہے اور اُس کے رسول کے کہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی قل لا اسألکم الآیہ وَهٰكَذَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِي حَاتِمٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِي زِيَادٍ وَهُوَ

ضَعِیْفٌ بِاِسْنَادِہٖ مِثْلَہٗ اَوْ قَرِیْبًا مِنْہُ وَفِی الصَّحِیْحَیْنِ فِی قِسْمِ غَنَائِمِ حُنَیْنٍ قَرِیْبٌ مِّنْ ھٰذَا السِّیَاقِ وَلٰکِنْ لَیْسَ فِیْہِ ذِکْرُ نُزُوْلِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَذِکْرُ نُزُوْلِھَا فِی الْمَدِیْنَۃِ فِیْہِ نَظَرٌ لِاَنَّ السُّوْرَۃَ مَکِّیَّۃٌ وَلَیْسَ یَظْھَرُ بَیْنَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَھٰذَا السِّیَاقِ مُنَاسَبَۃٌ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ابن ابی حاتم نے عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہو کہا جب کہ یہ آیت اُتری تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ کون لوگ ہین جن کی دوستی کا اللہ نے امر فرمایا ہے فرمایا فَاطِمَۃُ وَوَلَدُھَا یعنے حضرت فاطمہ اور اُن کی اولاد رضی اللہ عنہم یہ اسناد ضعیف ہو اس مین ایک مجہول شخص غیر معروف ہو وہ راوی ہے شیخ شیعی مخترق سے اور وہ حسین اشقر ہے اور اُس کی خبر اس محل مین مقبول نہین ہے اور ذکر نزول آیت کا مدینہ مین بعید ہے اس لیے کہ سورت مکی ہے اور اُس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بالکل اولاد نہ تھی کیونکہ اُن کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نہین ہوا مگر بعد جنگ بدر کے ۲ھ ہجری مین حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین حق تفسیر اس آیت کی ہے اُس قول کے ساتھ جس کے ساتھ حبر امت ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر کی ہے جس طرح کہ امام بخاری نے اُن سے اس کو روایت کیا ہے اور ہم اس کا انکار نہین کرتے ہین کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت کی وصیت فرمائی ہے اور اُن کے ساتھ احسان کرنے کا اور اُن کے احترام و اکرام کا امر فرمایا ہے کیونکہ وہ تو ذریت طاہرہ سے ہین فخر و حسب و نسب مین اشرف خاندان دا شرف جسد سے ہین روی زمین پر خصوصا جب کہ وہ متبع ہون سنت نبویہ صحیحہ و واضحہ جلیہ کے جس طرح کہ اُن کے سلف اُس پر تھے جیسے حضرت عباس اور اُن کے فرزند اور حضرت علی اور اُن کے اہل بیت و ذریت رضی اللہ عنہم اجمعین صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبہ مبارک مین فرمایا جو کہ غدیر خم مین پڑھا تھا اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ وَاِنَّھُمَا لَمْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ یعنے بیشک مین چھوڑے جاتا ہون تم مین دو گران چیزین اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنے اولاد اور بیشک وہ جدا نہ ہون گے یہانتک کہ وہ وارد ہون گے میرے پاس حوض پر امام احمد نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے عرض کیا یارسول اللہ قریش جس وقت بعض بعض سے ملتے ہین تو خوب خوش ہو کر ملتے ہین اور جب ہم سے ملتے ہین تو ایسے چہرے سے ملتے ہین جو ہم کو بھاتا نہین ہے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سخت خفا ہوئے اور فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ مین میری جان ہے داخل نہ ہوگا دل مین مرد کو ایمان یہانتک کہ دوست رکھے تم کو واسطے اللہ کے اور واسطے اُس کے رسول کے پھر امام احمد نے

عبدالمطلب بن ربیعہ نے روایت کیا ہے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر پھر کہا بیشک ہم البتہ نکلتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں قریش کو کہ باتیں کرتے ہوتے ہیں پھر جب ہم کو دیکھا تو چپ
ہو گئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خفا ہوئے یہانتک کہ ایک رگ اُبھر آئی درمیان آپکے ہر دو چشم
مبارک کے پھر فرمایا واللہ داخل نہ ہوگا دل میں کسی مرد مسلمان کے ایمان یہانتک کہ دوست رکھیں تم کو واسطے
اللہ کے اور واسطے میری قرابت کے بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ راوی ہیں
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ یعنے نگاہ رکھو
محافظت کرو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپکے اہل بیت میں مطلب یہ ہے کہ آپ کی وجہ سے آپکے اہل بیت
کا انتظام و احترام کرو اُن کی تعظیم کرنا آپ ہی کی تعظیم کرنا ہے اسی لیے بزرگان دین اپنے استاد و پیر کے سبب
سے اُن کی اولاد کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے صحیح میں ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ
عنہ سے فرمایا واللہ البتہ قرابت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ تر محبوب ہے مجھ کو کہ وصل کروں میں قرابت
میری سے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا واللہ البتہ تیرا
اسلام جس دن کہ تو اسلام لایا محبوب تر تھا مجھکو اسلام خطاب سے اگر وہ اسلام لاتا اس واسطے کہ تیرا اسلام
محبوب تر تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کے اسلام سے پس ہر مسلمان پر یہی واجب ہے کہ اُس کا
حال مثل حال شیخین رضی اللہ عنہما کے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کو آپ کی وجہ سے کیسی محبوب
رکھتے تھے کہ اپنے الدوا اولاد سے بڑھکر اُن کو سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ بعد نبیین و مرسلین کے افضل بشر
ہوئے رضی اللہ عنہما وعن سائر الصحابہ جمعین امام احمد رحمہ اللہ تعالے نے یزید بن حیان سے روایت کیا
ہے کہا چلا میں اور حصین بن سبرہ و عمر بن مسلم طرف زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پھر جب ہم اُن کی طرف بیٹھے
تو حصین نے اُن سے کہا البتہ مقرر لے زید تم نے خیر کثیر سے کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا
یعنے آپکے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے اور آپ کی حدیث شریف سنی اور آپکے ساتھ غزا کی اور
آپکے ساتھ نماز پڑھی اے زید تم نے خیر کثیر دیکھی اے زید تم ہم کو حدیث کرو اس سے کہ جو تم نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے تو حضرت زید نے فرمایا اے بھتیجے واللہ البتہ مقرر میرا سن بڑا ہو گیا اور میرا
زمانہ قدیم ہو گیا اور میں بھول گیا بعض اُس شے کا جس کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یاد رکھتا
تھا پس جو کچھ میں تم کو حدیث کر چکا ہوں سو اُس کو قبول کرو اور جس کی میں نے تم کو حدیث نہیں کی سو اُس کی
تم مجھے تکلیف نہ دو پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن
ہم میں خطبہ پڑھنے کو ایک پانی پر جس کو خم کہتے ہیں درمیان مکہ و مدینہ کے سو آپنے اللہ تعالی کی حمد و ثنا

کی اور وعظ و نصیحت فرمائی پہر فرمایا اما بعد خبردار لوگو مین جو ہون سو ایک بشر ہون قریب ہے یہ کہ آدسے میرے
پاس قاصد میرے رب کا تو مین جواب دون اور بیشک مین چہوڑنے والا ہون تم مین ثقلین کو اول اُنکا اللہ تعالیٰ
کی کتاب ہے اُس مین ہدایت و نور ہی فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ یعنی پس تم پکڑو اللہ کی کتاب کو اور خوب مضبوط
پکڑو اُس کو پس کتاب اللہ پر آمادہ کیا اور اُس مین رغبت دلائی اور فرمایا و اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی
اذکرکم اللہ فی اہل بیتی یعنے اور میرے اہل بیت یاد دلاتا ہون مین تم کو اللہ اپنے اہل بیت مین یاد دلاتا
ہون مین تم کو اللہ اپنے اہل بیت مین پس حصین نے زید سے کہا اے زید آپکے اہل بیت کون ہین کیا نہیں
ہین آپ کی بیبیان آپکے اہل بیت سے زید نے کہا بیشک آپ کی بیبیان آپکے اہل بیت سے ہین ولیکن آپکے
اہل بیت وہ ہین جن پر صدقہ حرام کیا گیا ہے بعد آپکے کہا وہ کون ہین زید نے فرمایا وہ آل علی آل عقیل
وآل جعفر وآل عباس ہین یعنے ان سب کی اولاد رضی اللہ عنہم حصین نے کہا کیا ان سب پر صدقہ حرام کیا
گیا ہے زید نے کہا ہان وَهٰكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي الْفَضَائِلِ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ طُرُقٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ حَيَّانَ
اور ابو عیسےٰ ترمذی کا لفظ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ
حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ وَالْاٰخَرُ عِتْرَتِيْ اَهْلُ بَيْتِيْ وَلَنْ يَّفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ
الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا تَفَرَّدَ بِرِوَايَتِهِ التِّرْمِذِيُّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ
غَرِيْبٌ یعنے بے شک مین چہوڑنیوالا ہون تم مین وہ شے کہ اگر تم خوب مضبوط اُس کو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ
ہوگے بعد میرے ایک بزرگ تر ہے دوسرے سے اللہ کی کتاب ایک سی تنی ہوئی ہے آسمان سے زمین تک اور دوسری
میری عترت میرے اہل بیت ہین اور ہرگز وہ جدا نہ ہون گے یہانتک کہ وارد ہون گے حوض پر سو تم نظر کرو
کیسی خلافت کرتے ہو تم میری اُن دونون مین ترمذی نے بسند خود عن زید بن الحسن عن جعفر بن محمد عن
ابیہ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم روایت کیا ہے کہا مین نے دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپکے
حج مین عرفے کے دن اور آپ اپنی اونٹنی قصواء نام پر خطبہ پڑہ رہے تہے سو مین نے آپ کو سنا کہ فرماتے تہے
لوگو بیشک مین نے چہوڑی تم مین وہ شے کہ اگر تم اُس کو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے کتاب اللہ کی اور عترت
میری اہل بیت میری تَفَرَّدَ بِهِ التِّرْمِذِيُّ اَيْضًا وَقَالَ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ
وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ وَحُذَيْفَةَ بْنِ اُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ پہر ترمذی نے بسند خود عن علی بن عبداللہ
ابن عباس عن ابیہ عن جدہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے اَحِبُّوا اللّٰهَ تَعَالٰى لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ وَاَحِبُّوْنِيْ بِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ بِحُبِّيْ

ثم قال حسن غریب انما نعرفه من هذا الوجه یعنے دوست رکھو تم اللہ کو اس سبب سے کہ وہ غذا دیتا ہے تم کو اپنی نعمتوں سے اور دوست رکھو مجھ کو بسبب حب اللہ کے اور دوست رکھو میری اہل بیت کو بسبب میری حب کے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس الآیۃ کی تفسیر میں اور حدیثیں ہم اس قدر لائے ہیں کہ اس جگہ اُن کے اعادہ سے مستغنی ہیں وللہ الحمد والمنۃ **حافظ ابو یعلیٰ** نے حنش سے روایت کیا ہے کہا میں نے سنا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اور وہ پکڑنے والے تھے حلقہ دروازے کا فرماتے تھے لوگو جس نے مجھے پہچانا تو مقرر اس نے مجھے پہچان لیا اور جس نے مجھے نہ پہچانا تو میں ابوذر ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا ہے کہ فرماتے تھے سوا اس کے نہیں کہ مثل میرے اہل بیت کی تم میں مانند مثل سفینہ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہے جو کوئی اس میں داخل ہوا تو اُس نے نجات پائی اور جو اُس سے پیچھے رہا تو ہلاک ہوا یہ حدیث اس سند سے ضعیف ہے **قولہ سبحانہ** وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا یعنے جو کوئی کرے نیکی تو ہم بڑھا دیں واسطے اُس کے اُس میں اجر و ثواب مثل قولہ تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا بعض سلف نے کہا کہ ثواب حسنہ سے حسنہ ہے بعد اُس کے اور جزاے سیئہ سے سیئہ ہے بعد اُس کے إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ یعنے بخشتا ہے کثیر کو سیئات سے اور کثیر کرتا ہے قلیل کو حسنات سے پس ستر کرتا ہے اور بخشتا ہے اور مضاعف کرتا ہے پس قدردانی فرماتا ہے أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ اگر تو باندھ لیتا اللہ پر جھوٹ جیسا کہ یہ جاہل کہتے ہیں تو وہ مہر لگا دیتا تیرے دل پر اور قرآن جو تجھ کو دیا ہے اُس کو تجھ سے سلب کر لیتا کقولہ جل جلالہ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ یعنے البتہ ہم اُس سے سخت انتقام لیتے اور لوگوں میں کوئی قادر نہ ہوتا کہ اس سے رد کرے قولہ تعالیٰ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ معطوف نہیں ہے یختم پر کہ مجزوم ہو بلکہ مرفوع ہے بنا بر ابتدا قالہ ابن جریر کہا اور اُس کی کتابت سے رسم مصحف امام میں واو حذف کر دیا ہے جس طرح کہ ان دو آیتوں میں محذوف ہوا ہے سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ وقولہ تعالیٰ وَيَدْعُ الْإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ قولہ تعالیٰ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ معطوف ہے ویمح اللہ الباطل پر یعنے حق کو محقق و ثابت و ظاہر و واضح کرتا ہے اپنی حجتوں و براہین سے إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ یعنے بیشک وہ خوب جانتا ہے اُن باتوں کو جن کو ضمائر چھپاتے ہیں اور سرائر اُن پر منطوی ہوتے ہیں کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان ہے توضیح یہ ہے کہ ذلک کا اشارہ بسوے فضل کبیر کے جمہور نے یبشر کو بتشدید پڑھا ہے تبشیر سے اور مجاہد و حمید بن قیس نے بضم تحتیہ و سکون موحدہ و کسر شین البشارت سے یہ دونوں سبعیہ ہیں اور بعض سبعہ نے بفتح تحتیہ و ضم شین پڑھا ہے

له قال ابو یعلی حدثنا سوید بن سعید حدثنا مفضل بن عبد اللہ عن ابی اسحاق عن حنش قال سمعت ابا ذر وهو آخذ بحلقه ... اللہ ظلم نہیں رکھتا کسی کا برابر ایک ذرہ کے اور اگر نیکی ہو تو دونا کرے اور دے اپنے پاس سے بڑا ثواب ۱۲ منہ

اس لفظ کے قرارت کا بیان اول گذر چکا ہے یعنے یہ فضل کبیر وہ ہے جس کی بشارت دیتا ہے اللہ اپنے بندون
کو پھر بندون کا یہ وصف بیان کیا کہ وہ ہین جو ایمان لائے اور بھلائیان کین پس جن کو یہ بشارت دی
گئی وہی لوگ ہین جنہون نے جمع کیا ہے درمیان ایمان کے اور عمل کرنے کے ساتھہ اُس شے کے جس کا
اللہ پاک نے امر فرمایا ہے اور اُس چیز کے چھوڑنے کی جس سے اُس نے منع کیا ہے پھر جب اللہ پاک نے اُن
احکام شریفہ کا ذکر کیا جن پر اُس کی کتاب عزیز مشتمل ہے اور جن کی اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر
دی ہے تو اُن کو امر فرمایا کہ اُن کو اس بات کی خبر دین کہ بسبب پہونچانے اُن احکام کے اُن سے کچھ اجرت
نہین چاہتے ہین قل لا اسالکم علیہ اجرا یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہدے کہ مین تم سے طلب
نہین کرتا ہون بشارت یا نذارت کی رسالت پہونچانے پر کچھہ مزدوری اور نہ کوئی نفع گو قلیل ہو اب نہ
آیندہ الا المودۃ فی القربے یعنے مگر طلب کرتا ہون محبت عظیم و واسع قربی مین یعنے ایسی بڑی وسیع
محبت جو کہ قربے مین مظروف ہی باین طور کہ قربے کہ اُس کے واسطے موضع و ظرف ہے جس سے تمہاری محبت
مین کی کوئی شے خارج نہین ہوتی ہے یہ خطاب یا تو قریش کو ہے اس لیے کہ آپ کا ساری قبایل قریش
مین رشتہ تھا یہ قول عکرمہ و مجاہد و ابو مالک و شعبی کا ہے یا خطاب ہے قریش کو اور انصار کو اس لیے کہ انصار
آپکے ننہال والے لوگ ہین یا خطاب ہے سارے عرب کو کیونکہ فے الجملہ وہ سب آپکے اقارب ہین اس آیت
کے معنے مین تین قول ہین چنانچہ اول سے اولہ کے گذر چکے ہین یہان اور طرز سے اُن کا بیان کیا
جاتا ہے **قول اول** یہ ہے کہ قربی بمعنے قرابت و رحم ہے یعنے رشتہ جملہ مصادر قرب ضد بعد سے
ہے اس کی سند مین کئی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہین ایک تو وہی ہے جو بروایت
بخاری اول گزر چکا ہے دوسرا الطریق سعید بن جبیر اُن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اُن سے فرمایا مین نہین سوال کرتا ہون تم سے اس پر کچھ مزدوری مگر یہ کہ مودت رکھو مجھ سے
میرے النفس مین بسبب میری قرابت کے اور محفوظ رکھو اس قرابت کو جو درمیان میرے اور تمہارے
ہے تیسرا الطریق شعبی اُن سے مروی ہے شعبی کہتے ہین لوگون نے ہم پر کثرت کی اس آیت مین یعنے اس
کے معنے پوچھنے مین تو ہم نے حضرت ابن عباسؓ کو لکھا اس کا ہم اُن سے پوچھتے تھے سو اُنہون نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسط النسب تھے قریش مین کوئی بطن یعنے قبیلہ نہ تھا اُن کے
بطون سے مگر حال یہ ہے کہ آپ کی اُس مین قرابت تھی پس اللہ تعالے نے فرمایا تو اُن سے کہدے کہ مین
نہین مانگتا ہون اسپر یعنے اُس شے پر جس کی طرف مین تم کو بلاتا ہون کچھ مزدوری مگر مودت قربے
مین یعنے مگر یہ کہ تم مودت رکھو مجھ سے بسبب میری قرابت کے تم سے اور محفوظ رکھو مجھ کو بسبب

اُس کے مطلب یہ ہے کہ تم میری قوم ہو اور تم سب سے بڑھ کر اس کے مستحق ہو کہ مجھے مانو اور میری اطاعت کرو پہر جب تم نے
اس سے انکار کیا تو حق قرابت کو تو نگاہ رکھو اور میرے ساتھ صلہ رحمی کرو اور مجھے ایذا مت دو چوتھا بطریق
علی بن ابی طلحہ اُن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سارے قریش سے قرابت تھی پہر جب انہون نے
آپ کو جھٹلایا اور آپ کی بیعت سے انکار کیا تو آپ نے فرمایا اے میری قوم جب کہ تم نے انکار کیا اس سے کہ
میری بیعت کرو یعنے یہی تو نگاہ رکھو میری قرابت کو تم مین اور نہ ہووے غیر تمہارا عرب سے اولیٰ ساتھ
حفظ ونصرت میری کے تم سے غرضکہ ان سب قولون سے معلوم ہوا کہ قربیٰ بمعنے قرابت ہے **دوسرا**
قول یہ ہے کہ قربیٰ بمعنے اقارب ہے بطریق مجاہد حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ان تحفظونی فی اہل بیتی وتودوہم لی یعنے مگر
یہ کہ تم محفوظ رکھو مجھ کو میری اہل بیت مین اور مودت رکھو ان سے بسبب میرے اسکو دیلمی وابونعیم نے
روایت کیا ہے **بطریق** سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل
ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ آپ کے کون اقارب ہین جن کی مودت ہم پر واجب ہوئی ہے تو
آپ نے فرمایا علی وفاطمہ اور اُن کے دو ولد اخرجہ ابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ
قال السیوطی بسند ضعیف **کلبی** نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
جب مدینے مین تشریف لائے تو آپ کو نوائب وحقوق پیش آتے تہے اور آپ کے ہاتھ مین فراخی نہ تھی سو
انصار بولے کہ اس شخص نے تم کو ہدایت کی ہے اور وہ تمہاری بہن کا فرزند ہے اور تمہارا پڑوسی ہے
تمہارے شہر مین پس تم جمع کرو واسطے اُس کے ایک طائفہ یعنے تھوڑا اپنے مال سے سو انہون نے
کیا پہر اُس کو لیکر آپ کے پاس آئے تو آپ نے اُس کو اُن پر رد کر دیا اور یہ آیت نازل ہوئی قل لا اسالکم علیہ
اجرا یعنے تو کہہ مین نہین مانگتا ہون تم سے ایمان پر کچھ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ یعنے مگر یہ کہ تم مودت
رکھو میری قرابت وعترت سے اور محفوظ رکھو مجھ کو اُن مین ذکرہ الخطیب اور بطریق مقسم حضرت ابن عباسؓ
سے انصار کا قول فعلنا وفعلنا اول گزر چکا ہے اُس کی اسناد مین یزید بن زیاد راوی ضعیف ہے اولیٰ
یہ ہے کہ آیت مکی ہے مدنی نہین ہے **تیسرا قول** یہ ہے کہ قربیٰ بمعنے قرب وتقرب وزلفیٰ ہے اُس کی دلیل
وہ ہے جو بطریق مجاہد عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تفسیر مین مروی ہے قل لا اسالکم
علی ما اتیتکم من البینات والہدیٰ اجرا الا ان تودوا اللہ وان تقربوا الیہ بطاعتہ اس کا ذکر بہی اول ہو چکا
ہے حضرت حسن کا لفظ یہ ہے بالطاعۃ والعمل الصالح ابن ابی حاتم وابن مردویہ نے بطریق ضحاک حضرت
ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مکے مین نازل ہوئی اور مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا

دیا کرتے تھے اس پر یہ آیت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہہ دے اُن
سے کہ مین نہین مانگتا ہون تم سے اُس شے پر جس کی طرف مین تمکو بلاتا ہون اجر یعنے سامان دنیا کا الا المودۃ
فی القربیٰ یعنے مگر حفظ واسطے میرے اپنی قرابت مین جو تمہارے اندر ہے پھر جب آپنے ہجرت فرمائی طرف
مدینے کے تو اللہ پاک نے اس بات کو محبوب کہا کہ اور انبیا علیہم السلام جو کہ آپکے بھائی ہین آپ کو اُن کے
ساتھ لاحق کر دے پس فرمایا قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ یعنے ثواب
و کرامت فی الآخرۃ جیسا کہ نوح علیہ السلام نے فرمایا ہے وَمَا اَسْاَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور جس طرح کہ حضرت ہود و حضرت صالح و حضرت شعیب علیہم السلام نے فرمایا ہے اجر کا استثنا
نہین کیا جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استثنا فرمایا ہے سو اُس کو اُن پر رد کر دیا اور یہ آیت منسوخ ہے
حسین بن فضل بھی نسخ کے قائل ہین اور اسی کو ابن جریر نے ضحاک سے روایت کیا ہے **بغوی** نے کہا
کہ یہ قول پسندیدہ نہین ہے اس لیے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مودت اور آپسے ایذا کا روکنا اور آپ
کے اقارب کے ساتھ دوستی رکھنا اور اللہ پاک کی طرف ساتھ طاعت و عمل صالح کے تقرب کرنا فرائض دین
سے ہے یہ بات انہین تین قول کی بنا پر ہے جن کا ذکر ہو چکا ہے **غرضکہ** حبر امت حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر مین بطریق مختلف جو مروی ہوا ہے سو اُس کا حاصل وہی ہے جو بندکور ہوا
لیکن جو معنے اُن سے صحیح ہوئے ہین اور منجملہ اُن کے شاگردون کی جماعت کثیر نے وہ معنے اُن سے روایت
کیے ہین پھر اُن کے بعد جو بہت لوگون نے کہے ہین سو وہ اول ہی معنے ہین اور نسخ جو اُن سے مروی ہے
سو اُس کو منافی نہین ہے کیونکہ کوئی مانع اس سے نہین ہے کہ مکے مین قرآن شریف یہ حکم لیکر نازل ہوا
کہ کفار قریش آپ سے دوستی کرین بسبب اُس قرابت کے جو درمیان آپ کے اور اُن کے ہے اور اُس
کی وجہ سے آپ کو محفوظ رکھین پھر یہ حکم منسوخ ہو جائے اور یہ استثنا اپنی اصل سے جاتا رہے جس طرح کہ
اس پر وہ بات دال ہے جو ہم ذکر کر آئے ہین اُس مضمون سے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپنے تبلیغ رسالت
پر کسی اجر کا علی الاطلاق سوال نہین کیا پھر اگر یہ کہو کہ قربےٰ کے معنے اہل بیت کے بھی تو اُن سے
مروی ہین وہ معارض ہونگے معنے اول کے تو کہین گے کہ اس معنے کو معنے اول کے معارضے کی قوت نہیں
ہے اس لیے کہ معنے اول بطریق کثیرہ صحیح طور پر اُن سے مروی ہین اور اس معنے کی روایت کا جو حال ہے وہ
تم کو اول معلوم ہو چکا ہے دوسری یہ بات ہے کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے لیے وہ فضائل جلیلہ و مراتب
جمیلہ ہین کہ اللہ پاک نے بوجہ اُن کے اس روایت ضعیف کے اُن کو بے نیاز کر دیا ہے چنانچہ بعض کا ذکر
اول ہو چکا ہے اور آیت تطہیر مین پورے طور پر اُن کا ذکر ہوا ہے پھر اگر یہ کہو کہ حضرت ابن عباسؓ سے یہ

بھی تو مروی ہے کہ مراد مودت سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مودت کریں اور اسکی طرف تقرب کریں اُس کی طاعت کے
ساتھ یعنی اول معنے کے معاین و بنگے تو کہینگے کہ جس طرح کہ ثانی معنے اُس کے معاجنی کی قوت نہین رکھتے
ہین اسی طرح یہ بھی اُس کے معارض و یہ قوی نہین ہین لیکن اتنی بات ہے کہ اس معنے کے بانذ کو یہ امر قوت دیتا
ہے کہ تفسیر[1] مرفوع ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک **ف** الا المودۃ فی القربےٰ مین جائز ہے کہ استثنا متصل ہو
بایں طور کہ اجر سے مراد مطلق نفع لیا جاوے مجازاً کیونکہ حقیقت مین اجر اُس مالی ہے جو کہ عمل کے مقابلے مین
واجب ہوتا ہے اور کلمہ فی بمعنے لام ہے مودۃ سے متعلق ہے اور قربیٰ سے مراد قرابت یعنے تم لوگون سے یہی
مانگتا ہون تم سے تبلیغ پر کوئی نفع مگر یہ نفع کہ تم مجھے دوست رکھو بسبب قرابت میری کے تم سے یا قرابت
کو دوست رکھو مثل زلفی و بشریٰ کے بمعنے قرابت جس سے اقارب مراد ہوتے ہین اور کلمہ فی ظرف مستقر
متعلق محذوف سے منصوب بنابر حال مودت کہ وہ الا المودۃ ثابتۃ فی القربےٰ متمکنۃ فیھا اس صورت
مین کلمہ فی اپنے لفظ فی معنے پر ہے گا گویا اقارب کو مرکان و مقر بنایا مودت کا جیسے لی فی فلان مودۃ
بولتے ہین جب کہ غایت درجہ کی مودت کا اظہار منظور ہوتا ہے یعنے فلان مین میری محبت ہے مطلب یہ ہے
کہ وہ میری محبت کا گھر اور قرارگاہ ہے دیکھو جو مبالغہ اس ترکیب مین ہے وہ اس مین نہین ہے کہ جب
یون کہو الا مودۃ القربےٰ یا الا المودۃ للقربےٰ معنے یہ ہین مگر نفع کہ تم خوب دوستی رکھو میرے قرابت
والون سے اب اگر کوئی کہے کہ استثنا متصل کس طرح ٹھیک ہو سکتا ہے حالانکہ اس سے یہ نکلتا ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ وحی پر طالب اجر ہین اور یہ کئی وجہ سے جائز نہین ہے اول تو یہ ہے کہ
اللہ پاک نے اکثر انبیا علیہم السلام سے نفی طلب اجر کی تصریح نقل فرمائی ہے چنانچہ حضرت نوح و حضرت
ہود و حضرت صالح و حضرت لوط و حضرت شعیب علیہم السلام کے قصون مین مذکور ہے اور ہمارے حضور
پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الانبیا و سید المرسلین ہین تو آپ کی شان عالی کے لائق طلب اجر کس
طرح ہو سکتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ خود آپ نے نفی طلب اجر کی تصریح فرمائی ہے قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ
عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ اور دوسری آیت اول گزرچکی ہے تیسری یہ ہے کہ تبلیغ آپ
پر واجب تھی لقولہ تعالیٰ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اور طلب اجر طلب واجب پر اقل الناس
کو لائق نہین ہے تو افضل الناس سید الکائنات کا کیا ذکر ہے چوتھی یہ ہے کہ متاع دنیا اقل و اخس اشیا ہے
بنسبت وحی الٰہی و علم نبوت کے پہر اخس اشیا کا طلب کرنا اشرف اشیا کے مقابلے مین عقلاً کیونکر ٹھیک
ہو سکتا ہے پانچوین یہ ہے کہ طلب اجر موہم تہمت ہے اور یہ منافی ہے قطع بعصمت نبوت کو پس بوجوہ بالا
یہ بات ثابت ہوئی کہ طلب اجر تبلیغ پر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ہرگز جائز نہین ہے تو اب

[1] مسند امام احمد مین ابی بسنادہ حدثنا حسن بن موسی حدثنا قزعۃ بن سوید عن ابن ابی نجیح عن مجاہد عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذکرہ و رواہ

[illegible]

کہو کہ جو شے قائم مقام طلب اجر کی ہے یعنی مودت فی القربیٰ اُس کا صدور آپ سے کیونکر صحیح ہو سکتا ہے تو
کہیں گے کہ یہ تو بڑے حسین پیرائے میں طلب اجر کی نفی ہے دیکھو کسی شاعر نے کہا ہے ؎

وَلَا عَیْبَ فِیْہِمْ غَیْرَ اَنَّ سُیُوْفَہُمْ بِہِنَّ فُلُوْلٌ مِّنْ قِرَاعِ الْکَتَائِبِ

کسی قوم کی شجاعت کی تعریف کرتا ہے کہتا ہے اُن میں کوئی عیب نہیں ہے سوا اس کے کہ اُن کی تلواروں
میں لشکروں کے مارنے پیٹنے سے دندانے پڑ گئے ہیں حالانکہ یہ عیب نہیں ہے بلکہ بڑا ہنر ہے اسی طرح یہاں
سمجھو حاصل یہ ہوا کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا ہوں مگر یہ اجر یعنے مودت فی القربیٰ حالانکہ حقیقت میں
یہ اجر نہیں ہے کیونکہ اجر تو وہ ہے جو عمل کے مقابلے میں واجب ہوتا ہے اور مودت آپ کی اور آپ کے اقربا
کی قریش پر واجب تھی گو یہ فرض کر لیا جائے کہ آپ نبی کر کے اُن کی طرف نہیں بھیجے گئے اور نہ آپ نے
اُن کو وحی الٰہی پہنچائی کیونکہ آپ اور آپ کے اقربا ان کے رشتہ دار تھے تو ان کی صلہ رحمی کرنا اور اُن
کی ایذا دہی سے باز رہنا بحکم مروت جبلی واجب تھا تو اب اُن کی مودت قربیٰ میں تبلیغ کا اجر نہ ہوئی
اس لیے کہ قطع نظر تبلیغ سے اس کا وجوب اُن پر تھا پس آپ تبلیغ پر طالب اجر نہ ہوئے مگر آپ نے مودت
کا نام اجر رکھا اور مودت کو اجر کے ساتھ تشبیہ دیکر اجر سے اسکا استثنا کر لیا اس قدر اتصال کی صحت
میں کافی ہے۔ **دوسرا قول** یہ ہے کہ استثنا منقطع ہے لا اسألکم علیہ اجرا پر کلام تمام ہو چکا پھر فرمایا
الا المودۃ فی القربیٰ یعنی لیکن میں یاد دلاتا ہوں تم کو اپنی قرابت تم میں زجاج اسی کے قائل ہیں
کہ منقطع ہے اس بنا پر یہ معنے ہیں لا اسألکم علیہ اجرا قط ولکن اسألکم المودۃ فی القربیٰ التی
ہی بینکم ارقبونی فیہا ولا تعجلوا الی ودعونی والناس یعنے میں نہیں مانگتا ہوں تم سے اس پر کچھ
اجر ہرگز ولیکن سوال کرتا ہوں تم سے مودت کا قرابت میں جو کہ درمیان میرے اور تمہارے ہے پاسداری
کرو تم میری اس میں اور مت جلدی کرو میری طرف اور چھوڑ دو مجھ کو اور لوگوں کو اسی معنے کے قتادہ وغیرہ
قائل ہیں چنانچہ اول ذکر ہو چکا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تم میرا حق نہیں پہچانتے ہو بسبب میری نبوت
کے اور بوجہ رحمت عامہ ہونے میرے کے تو اس سے تو کم نہ ہو کہ بسبب قرابت کے مجھ سے دوستی رکھو
اور رشتہ داری کا پاس کرو **اب ذرا** اس حسن اختصار کو دیکھو کہ الا المودۃ فی القربیٰ کو بجائے اس عبارت
کے رکھا ہے الا ان تودوا لقرابتی منکم چونکہ قرابت کی وجہ سے باہم مودت و محبت رکھنا ایک نیک
بات ہے اس لیے فرمایا وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَۃً نَّزِدْ لَہٗ فِیْہَا حُسْنًا یعنے جو کوئی کمائے کوئی طاعت تو
زیادہ کریں ہم واسطے اُسکے اُس حسنہ یعنی طاعت میں یا جنت میں حسن کو ساتھ مضاعف کرنے اُس کے ثواب
کے۔ مقاتل نے کہا معنے یہ ہیں جو کوئی کمائے ایک حسنہ تو زیادہ کریں ہم واسطے اُس کے اُس میں حسن مضاعف

کرین ہم اُس کو ایک کے بدلے مین دس اور زیادہ کسی نے کہا کہ مراد حسنہ سے وہی مودت فی القربیٰ ہے لیکن عموم پر
حمل کرنا اولیٰ ہے اور مودت فی القربیٰ بدخول اولیٰ اس کے تحت مین داخل ہوگی اس لیے کہ حسنہ کا ذکر مودت فی القربیٰ
کے عقب مین ہوا ہے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حسنہ مودت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل مین
یہ قول انہی ایک قول کی بنا پر ہے جو کہ اقوال ثلثہ مین اول گزر چکا ہے سدی کہتے ہین کہ یہ آیت نازل ہوئی حق
مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور اُن کی مودت کے اہل بیت کے حق مین لیکن ظاہر آیت عموم ہے اقتراف
بمعنے اکتساب ہے اصل قرفت کی کسب ہے محاورے مین بولتے ہین فلان یقرف لعیالہ ای یکسب باب اس کا ضرب
یضرب ہے ماخوذ ہے قول عرب سے رجل قرفۃ جبکہ وہ حیلہ گر تدبیر کار ہو اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ یعنے جو کوئی کچھ
نیکی کرے گا تو اللہ پاک اُس کے اجر مین بڑہائے گا اس واسطے کہ بیشک اللہ البتہ بڑا بخشنے والا ہے واسطے
گناہگارون کے اور بڑا قدردان ہے واسطے فرمانبردارون کے قتادہ نے کہا غفور ہے واسطے گناہون کے
شکور ہے واسطے نیکیون کے سدی نے کہا غفور ہے واسطے گناہان ... آل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے شکور ہے واسطے قلیل کے تو اس کو مضاعف کر دیگا اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا کلام
منقطع بمعنے بل و ہمزہ ہے بل تو واسطے اضراب کے ہے کلام سابق سے اور ہمزہ انکار توبیخی کا ہے یعنے بلکہ
کیا وہ کہتے ہین کہ باندہ لیا اُس نے اللہ پر جہوٹ بایں طور کہ نبوت کا مدعی ہوا اور قرآن کی نسبت اللہ تعالیٰ
کی طرف کی پھر اللہ پاک نے اس بات کا یہ جواب دیا فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ یعنے اگر وہ باندہتا اللہ
پر جہوٹ تو البتہ بچا رہتا صادر نہ ہونا جہوٹ کا اُس سے اور مہر کر دیتا اُس کے دل پر بایں طور کہ خطرہ نہ ڈالتا اُس
کے دل مین کسی شے کا اُن چیزون سے جن مین اُس نے جہوٹ بولا جیسا کہ تم خیال کرتے ہو قتادہ نے کہا
پس اگر چاہے اللہ تو مہر کر دے تیرے دل پر پس بہلا دے تجھ کو قرآن پس خبر دے اُن کو اس بات کی کہ اگر وہ
افترا کرتا اللہ پر تو اُس کے ساتھ وہ معاملہ کرتا جس کی اس آیت مین اُن کو خبر دی ہے مجاہد و مقاتل نے
کہا ہے اگر چاہے اللہ تو بندش کر دے تیرے دل پر ساتھ صبر کرنے کے اُن کی ایذا پر یہان تک کہ اُن کی بات
سے تیرے دل مین کچھ مشقت داخل نہ ہو سکتی سے نے کہا کہ یہ خطاب تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور مراد
کفار ہین یعنے اگر چاہے تو مہر کر دے کفار کے دلون پر اور جلدی سے اُن پر عقوبت ڈالے یہ قول قشیری
نے ذکر کیا ہے کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ اگر تیرا جی تجھ سے یہ کہتا کہ تو باندہے اللہ پر جہوٹ تو البتہ وہ مہر
کر دیتا تیرے دل پر کیونکہ جہوٹ پر وہی جرأت کرتا ہے جس کے دل پر مہر کی ہوئی ہوتی ہے والاول اولیٰ
مقصود اس کلام سے مبالغہ ہے استبعاد کے ثابت کرنے مین وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ کلام مستانف ہے
ماقبل مین جو نفی افترا کی ہے اُس کی تقریر و تاکید کے لیے لایا گیا ہے جزاے شرط مین داخل نہین ہے

اس لیے کہ اللہ پاک باطل کو مطلقا محو کرتا ہے حرف واو لفظا اُس سے ساقط ہو گیا ہے بسبب التقای ساکنین کے
اور لفظ پر حمل کر کے خطا بھی گرا دیا ہے جس طرح کہ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ کو بے واو لکھا ہے ذکرہ السمین ابن انباری
کہتے ہین کہ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ پر وقف تام ہے یعنے اور مابعد اُس کا کلام مستانف ہے کسائی فرماتے ہین اس میں
تقدیم و تاخیر ہے اے واللہ يمحو الباطل اور یہ حکایت کیا ہے کہ بعض مصاحف مین یمحو سے واو ساقط ہوا ہے
زجاج کہتے ہین ویمحو اللہ الباطل حجت قائم کرتا ہے اُس شخص پر جس نے انکار کیا اُس شے کا جس کو نبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے یعنے اگر وہ چیز باطل ہوتی جس کو وہ لائے تو البتہ اللہ تعالی اُسکو مٹا دیتا جس طرح
کہ مفترون کے بارے مین اسپر اُس کی عادت جاری ہوئی ہے وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ اور ثابت کرتا ہے حق
کو یعنے اسلام کو ساتھ اُس شے کے جسکو اُس نے نازل کیا ہے قرآن پاک سے اور بیشک اللہ سبحانہ نے یہ
کام کر دیا پس اُن کے باطل کو مٹایا اور اسلام کا بول بالا کیا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ یعنے بیشک اللہ
پاک کو خوب علم ہے اُن باتون کا جو بندون کے دلون مین ہین نسفی فرماتے ہین علیم ہے اُس شے کا جو تیرے سینہ
مین ہے اور اُن کے سینون مین سو وہ اسی کے موافق امر کو جاری کرتا ہے پھر جب اللہ سبحانہ نے
مشرکون پر انکار کیا اور اُن کو توبیخ و سرزنش کی اس پر کہ جو دین شیاطین نے اُن کے واسطے مشروع
کیا اُس کی پیروی کی اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افترا علی اللہ تعالے کی طرف منسوب کیا جو کہ کل افترا
سے بڑہکر عظیم و قبیح ہے تو اُن کو بلایا طرف توبہ کے اور اُن کو یہ بات بتادی کہ وہ اُسکو قبول کرتا ہے ہر
گنہگار سے گو اُس کا گناہ کیسا ہی بڑا ہو پس ارشاد فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا

عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ

وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ

بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ

يَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا

مِنْ دَآبَّةٍ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ۝ اور وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندون سے
اور معاف کرتا ہے برائیان اور جانتا ہے جو کرتے ہو اور دعا سنتا ہے ایمان والون کی جو بھلے کام کرتے
ہین اور بڑہتی دیتا ہے اُن کو اپنے فضل سے اور جو منکر ہین اُن کو سخت مار ہے اور اگر پھیلا دے اللہ روزی
اپنے بندون کو تو دہوم اُٹھاوین ملک مین پر اُتارتا ہے ماپ کر جتنی چاہتا ہے بیشک وہ اپنے بندون
کی خبر رکھتا ہے دیکھتا اور وہی ہے جو اُتارتا ہے مینہ پیچھے اس سے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی
مہر اور وہی ہے کام بنانے والا خوبیون سراہا اور ایک اُس کی نشانی ہے بنانا آسمانون کا اور زمین کا اور

ع الربع

جتنے بکھیرے ہین اُن مین جانور اور وہ جب چاہے اُن سب کو اکٹھا کر سکتا ہے **ف** یعنی نبی پیغام پہونچا
ہے اور بندون کو سب معاملت اپنے رب سے ہے انتہی **ف** اللہ پاک اپنے بندون پر منت رکھتا ہے اس بات
کی کہ اُن کی توبہ قبول کرتا ہے جس وقت وہ توبہ کرتے ہین اور اُس کی طرف رجوع ہوتے ہین بیشک وہ اپنے کرم
وعلم سے معاف کرتا ہے اور درگزر فرماتا ہے اور پردہ پوشی کرتا ہے اور بخشتا ہے کقولہ تعالیٰ عزوجل وَمَنْ يَّعْمَلْ
سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا **صحیح مسلم** مین ثابت ہوا ہے کہ اسحٰق
ابن ابی طلحہ نے اپنے چچا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے البتہ اللہ سخت تر ہے ازروی خوشی کے اپنے بندے کے توبہ کے ساتھ جبکہ وہ اُس کی طرف رجوع
ہوتا ہے ایک تمہارے سے کہ تھی اُس کی سواری زمین بیابان مین پھر وہ اُس سے چھٹ گئی اور اُس پر اُس کا
کھانا پینا تہا پھر وہ اُس سے نا امید ہوگیا تو ایک درخت کے پاس آیا پھر وہ اُس کے سائے مین لیٹ گیا
اس حال مین کہ اپنی سواری سے نا امید ہو چکا تھا پھر وہ اس اثنا مین کہ ایسا تھا کہ ناگاہ اُس کے پاس
وہ سواری کھڑی ہوئی ہے پھر اُس نے اُس کی نکیل پکڑی پھر مارے شدت خوشی کے بول اٹھا اے
اللہ تو میرا بندہ ہے اور مین تیرا رب ہون شدت خوشی کے مارے چوک گیا **نیز صحیح** مین بروایت حضرت
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مثل اسکے ثابت ہوا ہے **عبد الرزاق** نے عن معمر عن الزہری اس
کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے البتہ اللہ سخت تر ہے ازروی خوشی کے اپنے بندے کی توبہ کے ساتھ ایک تمہارے سے کہ پائے
اپنی گمی ہوئی سواری کو اُس جگہہ مین جس مین اس سے ڈرتا ہے کہ پیاس اُس کو مار ڈالے **ہمام
ابن حارث** کہتے ہین کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسی نے اس شخص کا پوچھا جو کہ عورت
سے زنا کرتا ہے پھر اُس سے نکاح کر لیتا ہے تو فرمایا کہ اس کا کچھ خوف نہین ہے اور یہ آیت پڑھی وہو
الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ الآیہ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ مِنْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ الْقَاضِيْ
عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيْ عَنْ هَمَّامٍ فَذَكَرَهٗ **قولہ تعالیٰ** وَيَعْفُوْ عَنِ
السَّيِّاٰتِ یعنی توبہ قبول کرتا ہے زمانہ آیندہ مین اور معاف کرتا ہے سیئات زمانہ ماضی مین وَيَعْلَمُ
مَا تَفْعَلُوْنَ یعنے وہ عالم ہے ان سب کامون کا جو تم نے کیے اور اُن سب باتون کا جو تم نے کہین
اور باوجود اس کے رجوع ہوتا ہے اُس شخص پر جو اُس کی طرف رجوع ہوا **قولہ سبحانہ** وَيَسْتَجِيْبُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سدی نے کہا یعنے یستجیب لہم اور اسیطرح ابن جریر نے کہا ہے
کہ معنی اس کے یہ ہین کہ قبول کرتا ہے واسطے اُن کے دعا جو کہ خود اپنے واسطے کرتے ہین اور اپنے دوستون

اور بیابانوں کے واسطے اور اس قول کو بعض نحویوں سے حکایت کیا ہے اور اس کو مثل اس آیت کریمہ کے ٹھیرایا ہے
فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ پھر ابن جریر و ابن ابی حاتم نے بحدیث اعمش عن شقیق بن سلمۃ بن سبرہ روایت
کیا ہے کہا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ہمکو خطبہ سنایا شام میں پس کہا تم مومن ہو اور تم اہل جنت ہو واللہ
بیشک میں البتہ امید رکھتا ہوں اس کی کہ اللہ تعالیٰ داخل کرے اس شخص کو جسکو تم قید کر لو ہو فارس
و روم سے جنت میں اور یہ یوں ہے کہ ایک تمہارا جب وقت کرے واسطے اس کے ایک ان میں کا کوئی
کام تو وہ یوں کہے احسنت رحمک اللہ یعنے تو نے اچھا کام کیا اللہ تجھ پر رحم کرے احسنت بارک اللہ فیک یعنے
تو نے خوب کام کیا اللہ تجھ میں برکت دے پھر یہ آیت پڑہی ویستجیب الذین آمنوا وعملوا الصلحت ویزیدہم
من فضلہ ابن جریر نے بعض اہل عربیت سے حکایت کیا ہے کہ اُس نے قولہ تعالیٰ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ
کو اسے یعنی الذین یستجیبون للحق ویتبعونہ مثل اس آیت کے ٹھیرایا ہے اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ
وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ سنے اول ظاہر تر ہیں اس لیے کہ بعد کو یوں فرمایا ہے ویزیدہم من فضلہ یعنے ان
کی دعا قبول فرماتا ہے اور اس سے زیادہ اور انکو عطا فرماتا ہے اسی لیئے ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ رضی
اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ویزیدہم من فضلہ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ شفاعت
واسطے اس شخص کے جس کے لیے نار واجب ہو گئی ہے اُن لوگوں میں سے جنہوں نے اُن کے ساتھ کوئی
احسان کیا ہے دنیا میں **قتادہ** نے ابراہیم نخعی سے ویستجیب الذین آمنوا الآیہ کی تفسیر میں روایت
کیا ہے کہا کہ شفاعت کریں گے اپنے اخوان کے حق میں ویزیدہم من فضلہ کہا کہ شفاعت کریں گے اپنے
اخوان کی اخوان کے بارے میں **قولہ عزوجل** وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ جب کہ
اللہ پاک نے مومنین کا ذکر کیا اور اُس ثواب جزیل کا جو اُن کے واسطے ہے تو کافرون کا ذکر فرمایا اور اُسی
عذاب شدید و درد دہندہ کا جو کہ اُنکے معاد و حساب کے دن اُنکے واسطے ہے نزدیک اللہ پاک کے۔
قولہ سبحانہ وتعالیٰ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ الآیۃ یعنے اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اُنکی
حاجت سے زیادہ رزق عطا کرتا تو یہ اُن کو باعث ہوتا بغی و طغیان و سرکشی پر مارے اترانے اور ناز و فخر
کرنے کے ایک دوسرے پر بغاوت کرتے **قتادہ** فرماتے ہیں کہا جاتا تھا خیر العیش ما لا یلہیک لا یطغیک
یعنے بہترین گزران وہ ہے کہ مولی سے تجھے غافل نہ کرے اور بندگان خدا پر تجھ کو باغی و طاغی نہ بنائے
وَذَكَرَ قَتَادَةُ حَدِيْثَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَسُؤَالِ السَّائِلِ
اَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ الْحَدِيْثَ **قولہ جل وعلا سبحان ربی العلی الاعلیٰ** وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ
بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ الآیہ یعنے ولیکن روزی سے اُنکو اتنی روزی دیتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے اُس قسم

سے بس ہین اُن کی صلاح و درستی ہے اور وہ اُس کو خوب جانتا ہے سو غنی کرتا ہے اُس کو جو مستحق غنا کا ہے اور فقیر کرتا ہے اسکو جو مستحق فقر کا ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ بیشک میرے بندون سے وہ شخص ہے کہ اصلاح نہین کرتی ہے اُس کی مگر غنا اور اگر مین اسکو فقیر کردون تو فاسد کر ڈالون اُسپر اُس کے دین کو اور بیشک میرے بندون سے وہ شخص ہے کہ اصلاح نہین کرتا ہے اُس کی مگر فقر اور اگر مین اس کو غنی کر دیتا تو البتہ فاسد کر ڈالتا اُس پر دین اُس کا **قوله سبحانه** وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا یعنے وہی ہے کہ بعد نا امید ہونے لوگون کے پانی سے نازل ہوتے نازل کرتا ہے اُس کو اُن پر اُس وقت مین کہ وہ اُس کی طرف حاجتمند ہوتے ہین کما قال عز وجل وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمُبْلِسِينَ **قوله جل جلاله** وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ یعنے عام کرتا ہے ساتھ اُس رحمت کے وجود کو اُس قطر کے لوگون پر اور اُس ناحیہ پر **قتادہ** نے کہا ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا یا امیر المومنین بارش رک گئی اور لوگ آس توڑ بیٹھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مطر تم یعنے اب تم پانی برسائے گئے پھر یہ آیت پڑھی وہو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہ وہو الولی الحمید یعنے وہی تدبیر کرنے والا ہے واسطے اپنی خلق کے ساتھ اُس شے کے جو اُن کو نفع دیتی ہے اُن کی دنیا و آخرت مین اور وہی محمود العاقبۃ ہے اُن سب اشیا مین جن کو مقدر فرماتا ہے اور اُن کامون مین جن کو کرتا ہے **قوله سبحانه** وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الآیۃ یعنے جو نشانیان اللہ پاک کی عظمت و قدرت عظیم و سلطان قاہر پر دلالت کرتی ہین اُن مین سے پیدا کرنا ہے آسمانون کا اور زمین کا اور جتنے بکھیرے ہین اُن مین جانور یعنے اور جو مخلوق کہ آسمان و زمین مین پیدا کی ہے یہ قول شامل ہے فرشتون کو اور انس و جن کو اور باقی حیوانات کو مع اختلاف اُن کی شکلون رنگون زبانون طبیعتون جنسون نوعون کے اللہ پاک نے آسمان و زمین کے اطراف و اکناف مین اُن کو متفرق کیا اور باوجود اس سب کے اُن کے جمع کرنے پر جبکہ چاہے گا قادر ہے یعنے قیامت کے دن اولین و آخرین کو اور ساری خلائق کو ایک ایسے میدان مین جمع کرے گا کہ پکارنے والا اُن کو اپنی آواز سنائے گا اور نگاہ نہین نفوذ کرے گی پھر اپنے حکم عدل و حق سے اُن مین فیصلہ کرے گا کذا فی ابن کثیر

ف فتح البیان کا بیان ہے تو ضمیر یہ ہے وہی ہے کہ قبول کرتا ہے توبہ اپنے گنہگار بندون سے یعنی جو گناہ اور برائیان انہون نے کی ہین وہ جب اُن سے توبہ کرتے ہین تو اُن کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے **توبہ** یہ ہے کہ معصیت پر نادم ہو اور اُس سے باز رہے اور اُس کے معاودت کرنے پر عزم کرے یہ تین شرطین ہین اُس معصیت مین جو کہ درمیان اُس کے اور اللہ تعالیٰ کے ہے پس جب یہ شرطین حاصل ہو گئین تو توبہ صحیح ہو گئی اور اگر اُن سے ایک شرط مفقود ہوئی تو توبہ صحیح نہین ہوئی رہی وہ معصیت جو حق آدمی سے متعلق ہے سو اسکی چار شرطین ہین

تین تو یہی ہین اور چوتھی شرط یہ ہے کہ صاحب معصیت کی حق سے بری ہو کسی نے کہا کہ قبول کرتا ہے توبہ کو
اپنے اولیا و اہل طاعت سے قول اول اولی ہے اس لیے کہ توبہ تو سارے بندون سے مقبول ہے مسلم ہون یا
کافر جب کہ وہ صحیح ہو اور خلوص نیت و عزیمت صحیحہ سے صادر ہوئی ہو توبہ کے ذکر و حکم مین بہت سی حدیثین
صحیحین و غیرہما مین وارد ہوئی ہین چنانچہ بعض کا ذکر اول ہو چکا ہے **خازن** مین ہے کسی نے کہا توبہ
انتقال ہے معاصی سے از روی نیت و فعل کے اور متوجہ ہونا ہے طاعات پر از روی نیت و فعل کے **سہل**
ابن عبد اللہ تستری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین توبہ انتقال ہے احوال مذموم سے طرف احوال محمود کے حضرت
جنید فرماتے ہین کہ توبہ اعراض کرنا ہے ماسوی اللہ سے حقیقت مین یہ توبہ آخر درجہ کی ہے ایسی توبہ والون
کے ہاتھ مین مٹی سونا ہو جاتی ہے **قاضی** صاحب رحمہ اللہ تعالے نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ
کا قول نقل فرمایا ہے کہ توبہ ایک اسم ہے کہ چھ معنے پر واقع ہوتا ہے ندامت گزشتہ گناہون پر اور تدارک
اس شے کا جس کو ضائع کیا اور چھوڑا فروض سے ساتھ اُس کی قضا کے اور رد مظالم اور گلانا نفس کا طاعت
مین جس طرح کہ تو نے اُس کی پرورش کی ہے معصیت مین اور چکھانا اُس کو تلخی طاعت کی جس طرح کہ تو نے
اُس کو معصیت کی حلاوت چکھائی اور رونا بدلے مین ہر ہنسی کے جسکو تو ہنسا ہے **قبول** متعدی کیا جاتا
ہے طرف مفعول ثانی کے بحرف من و عن اس لیے کہ متضمن ہے معنے اخذ و ابانت کو مزادہ فرماتے ہین
یعنی بسبب متضمن ہونے اُس کے کے معنے اخذ کو متعدی کیا جاتا ہے بحرف من محاورے مین بولتے ہین
قبلتہ منہ اے اخذتہ اور بسبب متضمن ہونے معنے ابانت و تفریق کے متعدی بحرف عن ہوتا ہے بولتے
ہین قبلتہ عنہ اے ازلتہ وابنتہ عنہ ویعفو عن السیئات یعنے اور معاف کرتا ہے سیئات سے علی العموم
واسطے اس شخص کے جس نے توبہ کی کسی گناہ سے اور عفو کرتا ہے واسطے اُس شخص کے کہ چاہے بدون توبہ کے
بھی جب کہ وہ گناہ سوائے شرک کے ہو بعض نے سیئات کی تفسیر مادون الشرک فرمائی ہے یون کہا ہے
ہو مادون الشرک لیغفو لمن یشاء بلا توبۃ ویعلم ما تفعلون یعنے اور جانتا ہے اس خیر و شر کو جو تم کرتے ہو پس
بدلا دیگا ہر ایک کو وہ بدلا جس کا وہ مستحق ہوگا حمزہ و کسائی و حفص و خلف نے تائے فوقیہ پڑھا ہے بنا بر
خطاب اور باقی قرا نے بیائے تحتیہ بنا بر خبر اور یہ دونون سبعیہ ہین ثانی کو ابو عبید و ابو حاتم نے اختیار
کیا ہے اس لیے کہ یہ فعل واقع ہوا ہے درمیان دو خبرون کے ویستجیب الذین امنوا وعملوا الصلحت
موصول محل نصب مین ہے اے یستجیب لہ الذین الخ اجاب و استجاب ایک معنے مین آتا ہے حرف سین
تاکید کا ہے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے قبول کرتا ہے دعا اُن لوگون کی جو ایمان لائے اور نیک کام کیے
اور عطا کرتا ہے اُن کو وہ شے جو اُنھون نے اُس سے طلب کی کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ قبول کرتا ہے عبادت

مخاطبین کی کستی ہے کہا کہ تقدیر و یستجیب للذین ہے حرف لام حذف کر دیا گیا ہے جس طرح کہ اس آیت مین محذوف ہوا ہے وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ اصل مین کالوا لہم ہے اصل استجابت کی یہ ہے کہ متعدی بحرف لام ہو جس طرح کہ اس آیت مین ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ اے اجیبوا اللہ والرسول اسلیے کہ استجاب و اجاب بیک معنے ہے صاحب کشاف نے تفسیر سورہ قصص مین کہا ہے کہ استجابت دعا کی طرف تو بنفسہ متعدی ہوتی ہے اور داعی کی طرف بحرف لام اور جیسے داعی کی طرف متعدی ہوتی ہے تو غالب استعمال مین دعا محذوف ہوتی ہے پس یون بولتے ہین استجاب اللہ دعاءہ و استجاب لہ اور استجاب لہ دعاءہ نہین بولتے ہین پھر اگر کوئی کہے کہ دیکھو اس شعر مین استجاب داعی کی طرف بنفسہ متعدی ہوا ہے ؎

وَدَاعٍ دَعَا یَا مَنْ یُّجِیْبُ اِلَی النِّدَا	فَلَمْ یَسْتَجِبْہُ عِنْدَ ذَاکَ مُجِیْبُ

تو جواب یہ ہے کہ اس کے یہ معنی ہین فلم یستجب دعاءہ مجیب بنا بر حذف مضاف مگر آیت مین لام محذوف ہوا اس لیے کہ وہ معلوم ہے جس طرح کہ کالوہم مین بسبب معلوم ہونے کے حذف ہوا ہے بالجملہ معانی مذکورہ کی بنا پر یستجیب مین ضمیر فاعل کی مستتر ہے اللہ پاک کی طرف راجع ہے اور موصول مفعول بہ ہے اب یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ پاک کے جواب دینے کے کیا معنے ہین سو کہین گے کہ اجابت مجاز ہے اثابت سے یعنی اللہ پاک ثواب دیگا مومنین عاملین صالحات کو طاعت پر وجہ مجاز کی یہ ہے کہ جب طاعت مشابہ ہوئی دعا کے اُس ثواب مین جو اُس پر مترتب ہوتا ہے تو طاعت پر ثواب دینا مثل اجابت دعا کے ہوا اسی لیے اثابت کی تعبیر کی ساتھ اجابت کے بطور استعارہ جس طرح کہ طاعت کی تعبیر کی گئی ساتھ دعا کے عطا سے حضرت ابن عباسؓ سے اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ ثواب دیگا اُن کو اُن کی طاعت پر اور زیادہ دیگا اُن کو اپنے فضل سے سوا ثواب اُن کے اعمال کے یہ زیادتی براہ تفضل و مہربانی ہوگی اُن پر کسی نے کہا کہ موصول محل رفع مین ہے اس بنا پر کہ فاعل ہے یستجیب کا اور مفعول محذوف ای یستجیبون اللہ بالطاعۃ اذا دعاہم الیہا اس بنیاد پر کہ استجاب بمعنے اطاع ہے یا اجاب یعنے جواب دیتے ہین اللہ کو ساتھ طاعت کے جب کہ وہ اُن کو اس کی طرف بلاتا ہے یا اُس کے مطیع ہوتے ہین کما قال تعالےٰ یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم اور حضرت ابراہیم بن ادہم سے جو بات مروی ہے وہ بھی اسی کی موید ہے کہ موصول یستجیب کا فاعل ہے کسی نے اُن سے عرض کیا یا حضرت ہمارا کیا حال ہے کہ ہم دعا کرتے ہین پھر وہ ہمارے واسطے قبول نہین کی جاتی ہے تو فرمایا اس واسطے کہ اُس نے تمکو بلایا سو تم نے اُس کو جواب نہ دیا پھر یہ آیت پڑھی وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ یعنے اللہ تعالےٰ نے اُن کو بلایا اور ہدایت

بشنیدن سے پکار سے

پھر یہی ویستجیب الذین آمنوا الآیہ یعنی آل آیت سے تو ایک طرف اشارہ کیا اللہ تعالیٰ نے انکو بلایا اور دوسرے طرف اشارہ کیا کہ انکے بلانیکا جواب نہیں دیا مگر بعض نے یعنی بعض مومنین عاملین صالحات ہین حاصل یہ ہوا کہ جن لوگون نے اللہ پاک کے بلانے کا جواب دیا اور اُس کی طاعت کی تو وہ اُن کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اُس سے دعا مانگتے ہین سفاقسی نے بہی قول ثانی کو قوت دی ہے مبرد نے کہا ہے معنے یہ ہین ویستدعی الذین آمنوا الاجابۃ یعنے مومنین اجابت کو مستدعی ہین استفعل کے معنے کی حقیقت اسی طرح ہے اس معنی مین بہی موصول محل رفع مین ہے فتح القدیر و فتح البیان مین قول اول کو اولیٰ کہا ہے وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ یعنے اللہ پاک اُن کو زیادہ دیگا اُس شے پر جو اُنہون نے طلب کی اپنے فضل سے یا زیادہ دیگا اُس ثواب پر جس کے وہ مستحق ہین براہ تفضل کے اپنی طرف سے کسی نے کہا زیادہ دینے کے یہ معنے ہین کہ اُن کی سفارش قبول کریگا حق مین اُن کے اخوان کے چنانچہ اول گزر چکا ہے نسفی فرماتے ہین اللہ پاک نے بندون سے منت رکہی باین طور کہ اُن کی توبہ قبول کرتا ہے جب کہ وہ توبہ کرتے ہین اور عفو کرتا ہے اُن کی سیئات سے اور اُن کی دعا قبول فرماتا ہے جب کہ اُس سے دعا کرتے ہین اور زیادہ دیتا ہے اُن کو اُس پر جسکا اُنہون نے اُس سے سوال کیا قاضی صاحب مرحوم کے بیان کی توضیح یہ ہے کہ جس صورت مین استجابت اللہ کا فعل ہو اور یہ معنے ہون کہ قبول کرتا ہے اللہ مومنین کی دعا کو جبکہ وہ اُس سے دعا کرتے ہین اور اجابت اپنے اصلی معنے پر ہو تو یزیدہم من فضلہ کے یہ معنے ہون گے کہ زیادہ دیتا ہے اُن کو اپنے فضل سے اُس شی پر جس کا اُنہون نے سوال کیا اور جب اجابۃ اللہ کا فعل ہو اور اس کے معنے ثواب دینے کے ہون تو یہ معنے ہونگے کہ زیادہ دیتا ہے اُن کو اپنے فضل سے اُس ثواب پر جس کے وہ مستحق ہین اور جب استجابت مومنین کا فعل ہو اور اُس کے معنے اطاعت کے ہون تو یہ معنے ہونگے کہ زیادہ دیتا ہے اُن کو اپنے فضل سے اُس شے پر جس کے وہ مستوجب و مستحق ہین بسبب اپنی اطاعت کے قاضی صاحب نے اس معنے کو نہایت ایجاز و حسن سے ادا کیا ہے جس طرح کہ اُنکی عادت شریف ہے بالجملہ جب اللہ پاک نے مومنین کا حال ذکر کیا تو اُس کے مقابلے مین کافرون کا حال یون بیان فرمایا وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ یعنے کافرون کے واسطے سخت عذاب ہے پہر چونکہ یہ بات وارد ہولی تہی کہ اول آیت کا مقتضا ساری تقدیرون پر یہ ہے کہ مومن فراخی و رفاہیت مین ہو باین طور کہ اللہ تعالیٰ اُس کی دعا قبول فرمائے یا جس کرامت کا وہ مستحق ہے اُس سے زیادہ اُس کو دے اور حال یہ ہے کہ مومن اکثر سختی و انواع بلا و فقر مین مبتلا ہوتا ہے یہانتک کہ مرجاتا ہے اور اثر اجابت و زیادت کا اُس مین ظاہر نہین ہوتا تو اس حالت مین اور آیت یستجیب الذین الآیہ مین کیونکر جمع ہوگی سو اللہ پاک نے اس کا یہ جواب دیا کہ اس کی شان تو یہی ہے مگر اثر استجابت کا واجب نہین ہے کہ دنیا مین ظاہر ہوجائے کیونکہ وہ دنیا مین انسان کے کام کی تدبیر کرتا ہے اُس طور پر جو کہ اُس کی حکمت بالغہ کا مقتضا ہے سو وہ فقیر کرتا ہے اور غنی کرتا ہے تنگی کرتا ہے اور فراخی دیتا

اور اگر سب کو غنی کر دیتا تو باغی ہو جاتے اور اگر کل کو فقیر کر دیتا تو مر جاتے پس ارشاد فرمایا وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ
لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ یعنے اگر سارے بندوں کے واسطے اُن کی روزی فراخ کر دیتا تو وہ سب کے سب نافرمان
اور سرکش ہو جاتے زمین میں اور اترا جاتے نعمت میں مست ہو جاتے اور تکبر کرتے اور طلب کرتے اُس شے کو جس کی
طلب اُن کو لائق نہیں ہے اس لیے کہ غنا بطر و باشرہ ہے یعنے غنا اترانے اور مال ستی کرنے کا گھر ہے عبرت
کے واسطے قارون و فرعون کا حال کافی ہے کسی نے کہا اگر سب کو رزق میں برابر کر دیتا تو بعض
بعض کا مطیع و منقاد نہ ہوتا اور صنائع و حرفے بیکار ہو جاتے قول اول اور یہی ظاہر آیت عموم انواع رزق
ہے کسی نے کہا کہ خاصۃ مراد مطر ہے یہ بات کہ فراخی رزق کی موجب طغیان ہوتی ہے اس میں کئی وجہیں ذکر
کی ہیں اُن کے بیان میں طول ہے **اصل بغی** کے طلب تجاوز اقتصاد ہے اس شے میں جس کا قصد کیا
جاتا ہے کمیت میں یا کیفیت میں **قرطبی** میں ہے کہ بغی اُن کی طلب کرنا اُن کا ہے ایک منزلت کو بعد ایک
منزلت کے اور ایک دابہ کا بعد ایک دابہ کے اور ایک سواری کا بعد ایک سواری کے اور ایک پوشاک کا
بعد ایک پوشاک کے وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ یعنے ولیکن اُتارتا ہے روزی سے واسطے اپنے
بندوں کے ساتھ ایک اندازہ کے موافق اپنی مشیت کے اور حسب مقتضا اپنی حکمت بالغہ کے ینزل کو تخفیف
و تشدید پڑھا ہے اور دونوں سبعیہ میں اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ یعنے بیشک اُس کو اپنے بندوں کے
احوال کی خوب خبر ہے اور جو چیز اُن کی اصلاح کرتی ہے اُس کو خوب دیکھتا ہے اُس کو خوب معلوم ہے کہ روزی
کی فراخی نافع ہے یا تنگی پس اُن میں سے ہر ایک کے واسطے وہی مقدر کرتا ہے جو اُس کی اصلاح کرتی ہے اور
زمین میں بغی کے ساتھ فساد کرنے سے اُس کو روکتی ہے اور جس شے کی اُس کی حکمت مقتضی ہے وہی بندوں
کے واسطے مقدر کرتا ہے پس فقیر کرتا ہے غنی کرتا ہے روکتا ہے عطا فرماتا ہے فراخی کرتا ہے تنگی کرتا ہے
اور اگر سب کو غنی کر دیتا تو دھوم مچاتے اور اگر فقیر کر دیتا تو ہلاک ہو جاتے اور یہ جو دیکھتے ہو کہ کسی پر روزی کی
فراخی ہے اور وہ بغاوت کرتا ہے اور کوئی ایسا ہے کہ بدون فراخی کے بغی کرتا ہے سو یہ قلیل ہے اور اس میں
کوئی شک نہیں ہے کہ بغی فقر کے ساتھ اقل ہے اور فراخی کے ساتھ اکثر و اغلب ہے **ابو ہانی خولانی**
سے مروی ہے کہا میں نے سنا عمرو بن حریث وغیرہ کو وہ کہتے تھے کہ یہ آیت جو نازل ہوئی سو اصحاب صفہ کے
بارے میں اُنھوں نے کہا تھا لو ان لنا یعنے کاش ہمارے واسطے دنیا ہوتی سو اُنھوں نے دنیا کی تمنا کی امام سیوطی
نے فرمایا کہ سند اس کی صحیح ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مثل اس کے مروی ہے پھر جب اللہ پاک نے یہ
بیان کیا کہ اپنی مقتضائے حکمت سے زیادہ اُن کو نہیں دیتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ زیادہ دینا اُن کے دین میں
اُن کو ضرر دیگا تو اب یہ بیان کیا کہ جس وقت وہ رزق کی طرف محتاج ہوتے ہیں تو اُن کو رزق دیتا ہے اور بیشک

سے انکو مارتا نہین ہے پس ارشاد فرمایا وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ یعنے اور وہی ہے جو اُتارتا ہے مینہ جو ارفع
و اعم انواع رزق ہے فائدے مین اور اکثر اقسام روزی ہے منفعت و مصلحت مین **خاص** کر کے اسم غیث ذکر
فرمایا مطر نہ کہا اس لیے کہ غیث مختص ہے اُس پانی کے ساتھ جو کہ رحمت و نفع کے واسطے نازل ہوتا ہے اس لیے
کہ غیث نام ہے اُس مطر کا جو کہ خشک سالی سے لوگون کی فریاد رسی کرتا ہے اسی لیے غیث خاص کیا گیا ہے
ساتھ مطر نافع کے **چونکہ** حصول نعمت کا بعد اشتداد و بلا کے اقصی مراتب فریاد رسی کا ہوتا ہے اور کمال فرح
و مسرت کا جالب اس لیے بعد اس کے یہ فرمایا مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا واسطے مزید امتنان و استدعار شکر کے یعنی
بعد اس کے کہ پانی برسنے سے نا امید ہو گئے تھے تو اب بعد نا امیدی کے اس پانی برسانے سے رحمت الٰہی
کی قدر پہچانین اور جس نعمت پر شکر واجب ہوا اُس پر اُس کا شکر ادا کرین ینزل کو بتشدید و تخفیف پڑھا ہے
اور دونون سبعیہ ہین اور قنطوا کو ہمارے نے بفتح نون پڑھا ہے اور کسی نے بکسر نون یہ بھی ایک لغت ہے اور اسی
پر لا تقنطوا کو متواتر مین بفتح نون پڑھا ہے اور ماضی مین بکسر نون نہین پڑھا گیا مگر بطور شاذ کلمہ ما مصدریہ ہے
ای بعد قنوطہم وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ رحمت سے مراد برکات و منافع غیث ہین ہر شے مین یعنے نرم زمین مین اور
سنگستان مین اور روئیدگی و حیوانات مین اور ارزانی جو کہ بارش سے حاصل ہوتی ہے یا مراد رحمت سے رحمت
واسعہ ہے جو کہ منتظم بانتظام اولیٰ ہے اشیای مذکورہ کو یا مراد رحمت سے خود مطر ہے تو مطر کے دو نام ذکر
کیے ایک تو غیث اس لیے کہ وہ فریاد رسی کرتا ہے سختیون سے دوسرا رحمت اس واسطے کہ وہ رافت و مہربانی سے
ہے **زیادہ کا بیان** یہ ہے کہ رحمتہ کی ضمیر راجع ہے طرف اللہ پاک کی اور وینشر رحمتہ فرمایا بعد وهو الذی
ینزل الغیث کے باوجود اس کے کہ غیث ایک رحمت بالغہ ہے سو یہ تعمیم بعد تخصیص ہے یعنے عطف عام پر
خاص کے باب سے ہے گویا یون فرمایا گیا کہ نازل کرتا ہے رحمت کو جو کہ غیث ہے اور پھیلاتا ہے باقی
انواع رحمت کو یہ بھی جائز ہے کہ رحمتہ کی ضمیر راجع ہو طرف غیث کے اور معنے یہ ہون کہ پھیلاتا ہے غیث
کی برکات و منافع کو اور خصب کو جو اُس سے حاصل ہوتی ہے وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ یعنے اور وہی ہے جو
کہ متولی ہوتا ہے اپنے بندون کا باین طور کہ اُن پر احسان کرتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور اُس
احسان و انعام و رحمت پر مستحق حمد کا ہے کہ بندے اُس کی حمد کرین اور اُس کے انعام کا شکر بجا لائین یا یہ معنی
ہین کہ وہ ولی ہے اپنے صالح بندون کا باین طور کہ اُن پر احسان کرتا ہے اور منافع اُن کے واسطے کھینچ
لاتا ہے اور شر اُن سے دور کرتا ہے اور اپنے انعام پر اُن کی طرف سے مستحق حمد و ثنا کا ہے کہ خصوصاً و عموماً
جو انعام اُنپر کیے ہین اُن کا شکر کرین **چونکہ** محصول اس آیت کا بیان کرنا اُس شے کا ہے جو اس پر دال
ہے کہ اللہ پاک منفرد بالوہیت ہے اس لیے ایک اور آیت ذکر کی جو کہ دلالت کرتی ہے اُس کی کمال قدرت

پر کون قدرت جو کہ موجب ہے اُس کی توحید اور تفرد بالوہیت کے اور صدق وعدہ بعث ونشور کی پس فرمایا وَمِنۡ
اٰیٰتِهٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ یعنے اور اُس کی قدرت کی نشانیوں سے ہے پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا
اس کیفیت عجیب صنعت غریب پر جو کہ صانع حکیم قادر کے وجود با وجود کو ظاہر اور ثابت کرتا ہے وجود صانع تعالیٰ
پہ استدلال کرنے میں جو مسالک جہابذہ علم کلام میں ثابت کیے ہیں ان سب کی طرف اشارہ ہے وہ
یہ ہیں جواہر کا حدوث اور امکان جواہر کا اور اعراض کا حدوث جو کہ جواہر کے ساتھ قائم ہیں اور نیز امکان
اعراض کا اور نیز اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اضافت خلق کی طرف سموات وارض کے اضافت
صفت کی ہے طرف موصوف کے اَیِ السَّمٰوٰتِ الۡمَخۡلُوۡقَةِ وَالۡاَرۡضِ الۡمَخۡلُوۡقَةِ کَمَا ذَکَرَہُ الۡکَرۡخِیُّ وَمَا بَثَّ
فِیۡهِمَا مِنۡ دَآبَّةٍ میں دو وجہ ہیں ایک یہ ہے کہ خلق پر معطوف ہے بتقدیر مضاف اسے وخلق ما بث دوسری
یہ ہے کہ سموات پر معطوف ہے قاضی نے اس وجہ کو مقدم ذکر کیا ہے معلوم ہوا کہ اُن کے نزدیک مختار یہی
ہے شاید وجہ اختیار کی یہ ہے کہ اس میں تقدیر مضاف کی حاجت نہیں ہے دابہ کہتے ہیں ہر اس شے کو
جو زمین پر چلتی ہے دبیب کے معنے ہیں نرم رفتن یعنے ہلکے ہلکے چلنا جب دابہ کے کلام عرب میں
یہ معنے ہوئے تو اب کھٹکا یہ کہ فیہما کی ضمیر راجع ہے طرف آسمان و زمین کے سو زمین میں تو دابہ کا ہونا ٹھیک
ہے آسمان میں دابہ کیونکر ہو سکتا ہے پس فراء کہتے ہیں کہ مراد ما بث فی الارض من دابۃ ہے آسمان مراد
نہیں ہے اس کی سند یہ ہے کہ دیکھو اللہ پاک نے فرمایا ہے یَخۡرُجُ مِنۡهُمَا اللُّؤۡلُؤُ وَالۡمَرۡجَانُ ؎ اس میں
منہما ضمیر تثنیہ ہے اور موتی و مرجان جو نکلتے ہیں سو دریائے شور سے شیریں دریا سے نہیں نکلتے ابو علی
فارسی فرماتے ہیں تقدیر یہ ہے وما بث فی احدہما مضاف محذوف ہے مجاہد فرماتے ہیں اس میں ملائکہ
اور آدمی داخل ہیں اور اللہ پاک نے فرمادیا ہے وَیَخۡلُقُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ کرخی کہتے ہیں کہ زمخشری
نے جو یہ جائز رکھا ہے کہ فرشتوں کے واسطے مشی مع طیران ہو تو وہ موصوف بہ دبیب ہوں جس طرح
کہ انسان اس کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں یا اللہ تعالےٰ نے آسمانوں میں حیوانات پیدا فرمائے جو کہ اُن میں
چلیں جس طرح کہ انسان زمین میں چلتے ہیں سو یہ قول بعید ہے افہام سے اس لیے کہ عرف عام کے
خلاف ہے اور اس لیے کہ شے اسی وقت آیت ہوتی ہے جب کہ وہ معلوم وظاہر و مکشوف ہو اسی لیے
قاضی صاحب رحمہ نے اس قول کو چھوڑ دیا النسفی رحمہ اللہ تعالےٰ نے آخر میں ولا یبعد کرکے اس کو
ذکر کیا ہے اول یوں کہا ہے کہ دواب صرف زمین میں ہوتے ہیں لیکن جائز ہے کہ شے کی نسبت کی
جائے طرف جمیع مذکور کے گو وہ سب شے متلبس بعض مذکور ہو جس طرح کہ محاورے میں بولتے ہیں بنو
تمیم فیہم شاعر مجید حالانکہ وہ شاعر جو ہوتا ہے سو کسی فخذ میں اُن کے ایک فخذ ہے غرضکہ محاورہ عرب میں نظر

ملہ نطفہ ام اُن سے ملنا اور نکا

کی جگہ تثنیہ اور تثنیہ کی جگہ مفرد بولتے ہین قاضی صاحب نے کہا ہے کہ دابہ سے مراد حی ہے بطور مجاز یعنے اسم مسبب
کا اطلاق سبب پر کیا ہے اس لیے کہ حیات سبب ہے دبیب کا سو حیات پر اور دابہ پر اسم دبیب کا اطلاق کیا گیا اور
اس مین شک نہین کہ فرشتے احیا مین پس باین اعتبار دابہ مین فرشتے اور انسان وحیوان سب داخل ہو گئے یا
یون کہو کہ مراد دابہ سے اُس کے معنے لغوی ہین یعنے مایدب علی الارض پس دابہ باین معنے اگرچہ فقط زمین
مین ثبوت ہو لیکن اس کا رجوع اسی طرف ہے کہ وہ دونون مین ثابت ہو اس بنا پر کہ جو شے احد الشیئین مین
ہوتی ہے تو اس پر یہ بات صادق آتی ہے کہ فی الجملہ وہ دونون مین ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو فعل منجملہ جماعت
ایک سے صادر ہوا ہے اُس کی نسبت ساری جماعت کی طرف کی جاتی ہے اس لیے کہ اُس کا وقوع درمیان
ان کے ہوا ہے تو یون بولتے ہین بنو فلان فعلوا کذا حالانکہ اُس فعل کو ان مین سے صرف ایک نے کیا ہے غرضکہ
اُس جگہ مناط نزاع کے دو کلمے ہین ایک توفیہما دوسرا دابہ پس دابہ کو اپنے معنے پر رکھو توفیہما نہین بنتا سو کسی
نے تو اس نزاع کا یہ فیصلہ کیا کہ فیہما مین تصرف فرمایا اور دابہ کو اپنے معنے پر رکھا کسی نے دابہ مین تصرف کیا
اور فیہما کو اپنے حال پر رہنے دیا چنانچہ اس کی ساری تفصیل تم سن چکے نزاع کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ
فیہما کے یہ معنے سمجھے کہ دابہ کا ظرف آسمان وزمین دونون ہین تو آسمان مین علحدہ دواب ہون اور زمین
مین جدا حالانکہ دواب زمین مین ہین اور آسمان مین فرشتے اُن کو دواب نہین کہتے ہین تو ایک کل بٹھانے
کی ضرورت ہوئی اب اگر یون کہین کہ یہان فیہما فرمایا ہے اگر علیہما ہوتا تو آسمان وزمین کے جدا جدا دواب
کہتے بیٹھتے اور دقت پیش آتی فیہما کو بمعنے بینہما کہو اور بلاشک دواب وحیوانات وغیرہ درمیان آسمان و
زمین کے بکھیرے گئے ہین اس مین کسی طرح کی دقت نہین ہے دابہ اور فیہما دونون اپنے حال پر رہے
اور فیصلہ ہو گیا ولله الحمد والله اعلم یا یون کہو کہ زمین ومافیہا آسمان کے اندر ہے تو جو شے زمین پر ہے وہ
بطریق اولے آسمان مین ہوئی بالجملہ جب یہ بیان کیا کہ الله پاک نے انواع واقسام کے حیوان وانسان
روئے زمین پر متفرق کیے تو بیان کیا کہ ان کا متفرق کرنا عجز کی وجہ سے نہین ہے بلکہ ایک مصلحت کے
واسطے ہے اور جس طرح ان کو متفرق کیا ہے اسی طرح ان کے جمع کرنے پر بھی قادر ہے جس وقت کہ چاہے گا
یہ جمع کرنا واسطے حشر وجزا وحساب کے ہوگا پس فرمایا وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ کلمہ ہو مبتدا ہے اور
قدیر اس کی خبر ہے اور علی جمعہم متعلق ہے قدیر سے اور اذا یشاء ظرف ہے جمعہم کا قدیر کا نہین ہے اس لیے
کہ اذا ظرف ہے مستقبل کا اور الله پاک کی قدرت ازلی ہے مشیت کے ساتھ متعلق نہین ہے مشیت کے ساتھ
مقید الله تعالی کا جمع کرنا ہے اس کی قدرت مقید بمشیت نہین ہے ابو البقا نے کہا اس واسطے کہ یہ مودی
ہوگا طرف اس کے کہ معنے یہ ہو جائین کہ وہ ان کے جمع کرنے پر قادر ہے اُس وقت کہ چاہے تو اب قدرت

مشتاق ہو جاتے گی ساتھ مشیت کے حالانکہ یہ بات محال ہے اور کلمہ اذا جب بیٹھے وقت ہوتا ہے تو مضارع پر داخل ہوتا ہے جس طرح کہ ماضی پر آتا ہے کہیں شہاب الدین کہتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ اہل سنت کے مذہب پر اس کے محال ہونے کی کیا وجہ ہے پس اگر ابو البقا قائل اقوال معتزلہ ہوں وہ قول یہ ہے کہ قدرت اس شے کے ساتھ متعلق ہوئی ہے جسکو اللہ تعالے نے نہیں چاہا تو اُن کی بات چل جاتے گی لیکن یہ قول تو ایک ردی مذہب ہے اُس کا اعتقاد جائز نہیں ہے **بالجملہ** جبکہ یہ جمع کرنا جو کہ جملہ نعم میں مذکور ہے یہی سامان جزا کے واسطے جمع کرنا تھا اس لیے اللہ پاک نے اُس کے بعد یہ بیان کیا کہ بندہ مومن سے جو خطایات تو تم میں آتے ہیں سو اُس کو اُن سے انواع مصائب بلایا کے ساتھ پاک و صاف کرتا ہے تاکہ اُس کے انتقال سے قیامت میں اُسکو ہلکا پھلکا کر دے پس ارشاد فرمایا وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ ۝ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ اور جو پڑے تم پر کوئی سختی سو بدلا اُس کا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور معاف کرتا ہے بہت اور تم تھکا والے نہیں بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں تم کو اللہ کے سوا کام بنانے والا نہ مددگار **ف** یہ خطاب عاقل بالغ لوگوں کو ہے گنہگار ہوں یا نیک مگر بچے نہیں داخل اور لڑکے اُن کو اور کچھ واسطے ہوگا اور سختی دنیا کی بھی آگئی اور قبر کی اور آخرت کی انتھے **ف** اللہ پاک فرماتا ہے اے لوگو جو پڑے تم پر کوئی مصیبت سختا میں سے سو وہ گناہوں ہی کے سبب ہے جو تمہارے واسطے گزر چکے ہیں اور درگزر کرتا ہے بہت گناہوں سے سو اُن پر تمکو جزا نہیں دیتا ہے بلکہ اُن کو معاف کر دیتا ہے وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ **حدیث صحیح** میں آیا ہے قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہیں پہونچتا ہے مومن کو کوئی نصب اور نہ کوئی وصب اور نہ کوئی ہم اور نہ کوئی حزن مگر کفارہ کرتا ہے اللہ اُس سے بسبب اُس کے خطایا اُس کے سے یہانتک کہ کانٹا جس کو وہ چبھایا جاتا ہے **ابن جریر** نے ایوب سے روایت کیا ہے کہا میں نے ابو قلابہ کی کتاب میں پڑھا کہا یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کھا رہے تھے تو رک گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں دیکھوں گا اُس شے کو جو میں نے کیا ہے خیر و شر سے پس آپ نے فرمایا اَرَاَيْتَ مَا رَاَيْتَ مِمَّا تَكْرَهُ فَهُوَ مِنْ مَثَاقِيْلِ ذَرِّ الشَّرِّ وَتُدَّخَرُ مَثَاقِيْلُ الْخَيْرِ یعنے کیا تو نے دیکھا جو شے تو نے دیکھی اُس شے سے جس کو تو مکروہ رکھتا ہے سو وہ مثاقیل ذرہ شر سے ہے اور ذخیرہ رکھے جائینگے مثاقیل خیر کے یہانتک کہ تو دیا جائے گا اُس کو قیامت کے دن وقال قال ابو ادریس

فانی اری مصداقہا فی کتاب اللہ تعالے وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر ثم رواہ

یعنی ابن جریر مِنْ وَجْہٍ اٰخَرَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ ابن ابی حاتم
نے عن ابن ابی سخیلہ عن علی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے فرمایا کیا نہ خبر دون تم کو افضل آیت کی اللہ عز وجل کی
کتاب مین اور حدیث کی سمجھو اُس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت
ایدیکم ویعفو عن کثیر اور ابھی مین اُس کی تفسیر کرتا ہون واسطے تیرے اے علی جو پہونچے تم کو کوئی مرض
یا کوئی عقوبت یا کوئی بلا دنیا مین سو بسبب اُس شے کے ہے جس کو کمایا تمہارے ہاتھون نے اور اللہ تو
حلیم تر ہے اس سے کہ دوبارہ کرے اُس پر عقوبت آخرت مین اور جو شے کہ عفو کیا اللہ نے اُس سے دنیا مین تو
اللہ تعالےٰ کریم تر ہے اس سے کہ عود کرے بعد اپنے عفو کے وَکَذَا رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ
وَعَبْدَۃَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ سَخِیْلَۃَ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَذَکَرَ نَحْوَہٗ مَرْفُوْعًا پھر ابن ابی
حاتم نے بوجہ دیگر مثل اس کے ابو جحیفہ سے موقوفاً روایت کیا ہے کہا مین داخل ہوا حضرت علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ پر تو فرمایا کیا نہ حدیث کرون مین تم کو ایک ایسی حدیث کہ ہر مومن کو لائق ہے کہ اُسے یاد رکھے
کہا پھر ہم نے اُن سے پوچھا تو یہ آیت پڑھی وما اصابکم الآیہ فرمایا جو شے کہ عتاب کیا اللہ تعالیٰ نے ساتھ
اُس کے دنیا مین تو اللہ حلیم تر ہے اس سے کہ دوبارہ کرے اُس پر عقوبت قیامت کے دن اور جو شے کہ عفو
کیا اللہ نے اُس سے دنیا مین تو اللہ کریم تر ہے اس سے کہ عود کرے اپنے عفو مین قیامت کے دن امام احمد
نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو کہ فرماتے تھے نہین ہے کوئی شے کہ پہونچے مومن کو اُس کے جسم مین کہ ایذا دے اُس کو مگر کفارہ
کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے بسبب اُس کے گناہون اُس کے سے امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ
عنہا سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب بہت ہو جاتے ہین گناہ
بندے کے اور نہین ہوتی ہے واسطے اُس کے وہ شے جو کفارہ کرے اُن کا تو مبتلا کرتا ہے اُس کو اللہ
ساتھ حزن کے تاکہ کفارہ کردے اُن کا ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اُس کی
تفسیر مین روایت کیا ہے کہا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وَالَّذِیْ
نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا مِنْ خَدْشِ عُوْدٍ وَّلَا اخْتِلَاجِ عِرْقٍ وَّلَا عَثْرَۃِ قَدَمٍ اِلَّا بِذَنْبٍ یعنی قسم
ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ مین محمد کی جان ہے نہین ہے خراش کسی لکڑی کا اور نہ حرکت و اضطرا
کرنا کسی رگ کا اور نہ لڑکھڑانا قدم کا مگر بسبب کسی گناہ کے اور جن گناہون سے اللہ تعالےٰ عفو کرتا
ہے وہ اکثر ہین نیز ابن ابی حاتم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ بعض اصحاب اُنکے اُن پر داخل ہوئے اور وہ اپنے جسم مین مبتلا کیے گئے تھے یعنے کوئی بیماری تھی

تو بعض اصحاب نے اُن سے کہا کہ ہم تو تمہارے واسطے رنج کرتے ہیں بسبب اُس مرض کے جس کو ہم تم میں دیکھتے
ہین عمران بولے پس تم رنجیدہ مت ہو بسبب اُس شی کے جس کو تم دیکھتے ہو پس تحقیق جس شی کو تم دیکھتے ہو
بسبب کسی گناہ کے ہے اور وہ شی جس سے اللہ عفو کرتا ہے اکثر ہے پہر یہ آیت پڑہی وما اصابکم الآیۃ نیز ابو البلاد
سے روایت کیا ہے کہا مین نے علا بن بدر سے کہا وما اصابکم الآیۃ اور میری بینائی جاچکی تہی درآنحالیکہ مین لڑکا
تہا علا نے کہا بسبب گناہون تیرے مان باپ کے نیز ضحاک سے روایت کیا ہے کہا ہم نہین جانتے ہین کسی کو
کہ اُس نے قرآن یاد کیا پہر وہ اُس کو بہول گیا مگر بسبب کسی گناہ کے پہر ضحاک نے یہ آیت پڑہی وما اصابکم الآیۃ
پہر ضحاک کہتے اور کونسی مصیبت عظیم تر ہے قرآن کے بہولنے سے کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا
بیان مع توضیح یہ ہے کہ کلمہ ما شرطیہ ہے اسی لیے حرف فا اُس کے جواب مین آیا ہے جمہور کی قرأت ہے نافع وابن عامر
نے بغیر فا پڑہا ہے سیبویہ کے نزدیک اس فا کا حذف کرنا جائز نہین ہے اخفش وبعض بغدادیون نے حذف کو
جائز کہا ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ اور اس شعر مین ہے

مَنْ يَّفْعَلِ الْحَسَنَاتِ اللّٰهُ يَشْكُرُهَا	وَالشَّرُّ بِالشَّرِّ عِنْدَ اللّٰهِ مِثْلَانِ

ابو البقا بہی اسی کے قائل ہین کسی نے کہا کہ کلمہ ما موصول ہے تو اب حذف و اثبات فا دونون جائز ہوا مگر
والاول اولیٰ زجاج کہتے ہین کہ اثبات فا کا جید تر ہے اس واسطے کہ فا مجازاۃ جواب شرط ہے اور جس نے
فا کو حذف کیا ہے سو اس بنا پر کہ ما بمعنے الذی ہے لے الذی اصابکم وقع بما کسبت ایدیکم یعنی جو کوئی مصیبت
مصائب مین سے پہونچے تم کو کوئی سی مصیبت ہو تو بسبب اُن گناہون کے ہے جو تمہارے ہاتہون نے کمائی
گناہون کی جو نسبت ہاتہون کے طرف کی سو اس لیے کہ اکثر کام انہین ہاتہون سے وقوع مین آتے ہین
حضرت حسن نے فرمایا کہ مصیبت اس جگہ حدین ہین جو کہ معاصی پر لگائی جاتی ہین اولیٰ حمل کرنا مصیبت کا
ہے عموم پر چنانچہ وقوع نکرہ کا سیاق نفی مین اور اس پر مِن استغراقی کا داخل ہونا اسی عموم کا مفید ہے حضرت
حسن نے جو حدود کے ساتہ مصیبت کی تفسیر فرمائی سو اس لیے کہ یہی ایک فرد ہے عام مصیبت کی جو کہ اکثر واقع
ہوا کرتی ہے اُن کی غرض کچہ حصر نہین ہے اور اسیطرح اکثر تفاسیر صحابہ و تابعین کی اسی قبیل سے ہوتی ہین
چنانچہ ضحاک نے نسیان قرآن شریف کو عظیم مصیبت ٹہیرایا ہے صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا
ہے کہ نسیان قرآن مجید کے ساتہ نسیان سنت مطہرہ بہی ملحق ہے اور اس پر عمل ترک کرنا اور رائے محض کو
باوجود موجود ہونے سنت صحیحہ کے اُس پر اختیار کرنا بعید ذکر روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جس کا ذکر اول
ہو چکا ہے یون کہا ہے اخرجہ احمد وابن منیع وابن راہویہ وعبد بن حمید والحکیم الترمذی وابو یعلے وابن المنذر
وابن ابی حاتم وابن مردویہ والحاکم کسی نے کہا کہ مراد اُن مصائب سے احوال مکروہ ہین جیسے درد اور بیماریان

اور قحط وبا و غرق وحرق وصواعق وغیرہ مصائب **قائلین** تناسخ نے اس آیت کا دامن پکڑا اور یون کہا کہ اگر
اطفال کے واسطے کوئی حالت نہ ہوتی جس پر وہ اس حالت سے پہلے تہے تو وہ درد والم نہ پاتے **حق** یہ ہے کہ اُن
کا تعلق اس آیت سے ٹہیک نہین ہے یہ تو مکلف لوگون کے ساتھ خاص ہے سیاق وسباق دونون اس تخصیص
کے شاہد عدل ہین **قولہ تعالے** وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ یعنے اللہ پاک درگذر فرماتا ہے بہت گناہون سے جن کو بندے
کرتے ہین سو اُن پر عقاب نہین کرتا یا عفو کرتا ہے بہت لوگون سے تو اُن کو جلد عقوبت نہین کرتا سعنے آیت
کے یہ ہین کہ کفارہ کرتا ہے بندے سے بسبب اُن مصیبتون کے جو اُس کو پہونچتی ہین اور معاف کرتا ہے بہت سے
گناہ **صحیح** دلیلون سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دنیا مین ساری مصیبتین جو انسان کو پہونچتی ہین اُن سب
پر اسکو اجر ملے گا یا اُس سے اُس کے گناہون کا کفارہ کیا جاے گا **کسی** نے کہا یہ آیت خاص ہے ساتھ
کافرون کے باین معنی کہ جو مصیبت اُنکو پہونچتی ہے بسبب اُن کے گناہون کے بدون اس کے ہے کہ اُن کے
کسی گناہ کی کفارہ ہو اور کسی ثواب کو اُن کے واسطے حاصل کرے اُن کے بہت سے گناہون کی عقوبت
چہوڑ رکہی جاتی ہے دنیا مین اُن پر جلدی نہین کرتا بلکہ دار آخرت تک اُن کو مہلت دیتا ہے **اولی** حمل
آیت کا ہے عموم پر اور عفو جس طرح صادق آتا ہے گناہ کے مٹانے پر اور اسکی بوجہہ یا جہہ کے رفع کرنے پر
اسی طرح تاخیر عقوبت پر بہی صادق آتا ہے **واحدی** رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ یہ آیت اللہ پاک کی کتاب
مین سب آیتون سے بڑہ کر رجا و امید کی ہے اس لیے کہ اللہ سبحانہ نے مومنین کے گناہون کی دو قسمین کین ایک
قسم کا تو اُن سے کفارہ کر دیا بسبب مصائب کے اور ایک قسم سے دنیا مین عفو کر دیا اور وہ کریم ہے اپنی عفو
مین رجوع نہین کرتا ہے پس یہ تو اللہ پاک کا طریقہ ہے مومنون کے ساتھ رہا کافر سو اُس کے گناہ کی عقوبت
کو جلدی نہین کرتا ہے دنیا مین واسطے اُس کے یہانتک کہ قیامت کے دن اُس گناہ کو لیکر اُس سے ملے گا
ترمذی وعبد بن حمید نے حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے نہین پہونچتی ہے کسی بندے کو کوئی نکبت پہر اُس سے بڑہکر یا اُس سے کم مگر بسبب گناہ کے اور جو عفو
کرتا ہے اللہ اُس سے اکثر ہے اور یہ آیت پڑہی وما اصابکم الآیہ **ابن مردویہ** نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مَا عَثْرَةُ قَدَمٍ وَلَا اخْتِلَاجُ عِرْقٍ وَلَا خَدْشُ
عُوْدٍ اِلَّا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَمَا يَعْفُوا اللّٰهُ اَكْثَرُ اس کے معنے اول گزر چکے ہین **قولہ تعالے** وَمَا
اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ یعنے نہین ہو تم فوت ہونے والے اُس شے سے جو اللہ تعالے نے تم پر جاری
کی ہے بہاگ کر زمین اور نہ آسمان مین اگر تم اُس مین ہوتے بلکہ جن مصائب کو اُس نے تم پر جاری کیا ہے وہ
ضرور تم پر واقع ونازل ہون گے وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ یعنے اور نہین ہے واسطے

تمہارے اللہ کے سوا کوئی ولی کہ تم سے دوستی کرے پھر اللہ کی جاری کی ہوئی شے کو تم سے روکے اور نہ کوئی مددگار ہے
کو دنیا و آخرت میں اللہ کے عذاب سے تمہاری مدد کرے پھر اللہ سبحانہ نے ایک اور نشانی ذکر کی اُن بڑی
نشانیوں میں سے جو دال ہیں وجود آقائے حکیم پر اور اُس کی توحید و صدق وعدہ پر پس ارشاد فرمایا وَمِنْ
آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۝ إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ إِنَّ فِي
ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ۝ وَيَعْلَمَ الَّذِينَ
يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ۝ اور ایک اسکی نشانی ہے چلتے ہیں جہاز دریا میں جیسے پہاڑ اگر
چاہے تھام دے باؤ پھر ہو جاویں سارے دن ٹھیرے اُس کی پیٹھ پر مقرر اس میں تو ہیں ہر ٹھیرنے والے
کو جو حق مانے یا تباہ کر دے اُن کو اُن کی کمائی سے اور معاف بھی کرے بہتوں کو اور جان لیں جو لوگ کہ جھگڑتے
ہیں ہماری قدرتوں میں کہ نہیں اُن کو بھاگنے کی جگہ **ف** جو لوگ ہر چند اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں اُس
وقت عاجز ہو جاویں گے انتہی **ف** جو نشانیاں کہ اللہ پاک کی قدرت باہر و سلطان قاہر پر دلالت
کرتی ہیں اُن میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اُس نے دریا کو مسخر کیا ہے تاکہ اُس میں کشتیاں چلیں اُس کے
حکم سے وہ یہی جہاز ہیں جو کہ دریا میں چلتے ہیں کالاعلام اے کالجبال یہ قول مجاہد و حسن و سدی و ضحاک
کا ہے یعنے یہ جہاز دریا میں مثل پہاڑوں کے ہیں جنگل میں إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ الآیۃ کے یہ معنے ہیں کہ
اگر اللہ پاک چاہتا تو تھام دیتا اُس ہوا کو جو کہ جہازوں کو لیکر دریا میں چلتی ہے یہاں تک کہ جہاز حرکت نہ
کرتے بلکہ ٹھیرے ہوئے رہ جاتے نہ آتے نہ جاتے بلکہ دریا کی ظہر پر ٹھیرے رہتے علے ظہرہ کے معنے ہیں پر
روئے آب إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ یعنے بیشک اس بات میں کہ اللہ پاک نے دریا کو مسخر
کیا اور ہوا چلائی بقدر اُس کے جس کی طرف اپنے چلانے کے واسطے حاجتمند ہوتے ہیں البتہ
نشانیاں ہیں اللہ پاک کی نعمتوں پر جو کہ اُس کی خلق پر ہیں واسطے ہر اس شخص کے جو بڑا صبر کرنے والا
ہے سختیوں میں اور بڑا شکر کرنے والا ہے راحتوں میں أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا یعنے یا اگر چاہتا تو تباہ
کر دیتا جہازوں کو اور ڈبا دیتا اُن کو بسبب گناہ اُن کے لوگوں کے جو کہ اُن میں سوار ہیں وَيَعْفُ عَنْ
كَثِيرٍ یعنے اُن کے بہت گناہوں سے عفو کرتا ہے اور اگر اُن کو پکڑتا اُن کے سارے گناہوں کے سبب تو
ہلاک کر ڈالتا ہر ایک کو جو جہاز میں سوار ہے **بعض علمائے تفسیر** نے کہا ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر
چاہتا تو زور دار سرکش ہوا بھیجدیتا تو وہ جہازوں کو پکڑ لیتی اور اُنکو سیدھی چال سے تباہی کی حالت میں
دائیں یا بائیں طرف پھیر دیتی پھر وہ نہ کسی راہ پر چلتی نہ طرف جہت مقصود کے یہ قول متضمن ہے اُن کے
ہلاک کو اور مناسب ہے اول آیت سے وہ یہ ہے کہ اگر چاہتا تو ہوا کو تھام دیتا تو جہاز ٹھیر جاتے یا اُس کو زور دار

کردیتا تو ادہر ادوہر راہ سے ہوجاتے اور ہلاک ہوجاتے لیکن اللہ پاک اپنے لطف و رحمت و مہر سے ہوا کو موافق حاجت کے بھیجتا ہے جس طرح کہ بارش کو بقدر کفایت بھیجتا ہے اور اگر اُس کو نہایت درجہ بہت نازل کرتا تو مکانوں کو ڈہا دیتا یا تہوڑا اُتارتا تو وہ کہیتی اُگا نہ سکے یہانتک کہ جو زمین مثل بلاد مصر کے ہے تو اور زمین سے اُسکی طرف سیح بھیجتا ہے اس واسطے کہ اُن کو بارش کی حاجت نہیں ہے اور اگر اُن پر بارش کا پانی نازل کرے تو اُن کے مکانات ڈہا دے اور اُن کی دیواریں گرا دے قولہ تعالےٰ ویعلم الذین یجادلون الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اُن کو ہمارے پاس و نقمت سے کوئی بہاگنے کی جگہہ نہیں ہے کیونکہ وہ تو ہماری قدرت کے سبب سے مقہور ہیں کذا فی ابن کثیر **ف** نافع و ابو عمرو نے الجواری باثبات یا پڑہا ہے وصل میں رہا وقف سو اثبات اُس کا اصل پر ہے اور حذف واسطے تخفیف کے ہے اس لیے کہ یا رات زوائد سے ہے غرضکہ حذف یا خط میں اور اثبات و حذف وصلا و وقفا قرارت سبعیہ میں جواری جمع ہے جاریہ کی یعنے کشتیاں چلنے والی اعلام جمع ہے علم کی علم کہتے ہیں پہاڑ کو اسی معنے سے خنسار کا قول ہے اپنے بہائی صخر کے مرثیہ میں سے

وَاِنَّ صَخْرًا لَتَاْتَمُّ الْهُدَاةُ بِهٖ	كَاَنَّهٗ عَلَمٌ فِيْ رَاْسِهٖ نَارٌ

خلیل نے کہا ہر شے مرتفع علم ہے نزدیک عرب کے مجاہد نے کہا اعلام قصور ہیں یعنے محل و احد اس کا علم ہے بالجملہ جواری کا موصوف محذوف ہے اے السفن الجواری قرینہ فی البحر کا موجود ہے اور فی البحر اور کالاعلام اُس سے متعلق ہیں اور اگر جواری کو اسم جامد کہو گے تو یہ دونوں اس سے حال ہوں گے یا اُس کی صفت **ان یشا** کو جمہور نے ہمزہ پڑہا ہے اور ورش نے نافع سے بدون ہمزہ الریح کو جمہور نے مفرد اور نافع نے الریاح جمع پڑہا ہے **فیظللن** کو جمہور نے بفتح لام اولی پڑہا ہے جو کہ عین فعل ہے اور یہی قیاس ہے اس لیے کہ ماضی بکسر عین ہے اور قتادہ نے بکسر لام اولی اور یہ شاذ ہے اور ایک لغت قلیل ہے زمخشری نے کہا کہ ظل یظل و یظل سے ہے جیسے ضل یضل و یضل شیخ نے کہا ایسا نہیں ہے جیسا کہ زمخشری نے کہا ہے اس لیے کہ یضل بفتح عین ضللت ماضی مکسور العین سے ہے اور یضل بالکسر ضللت ماضی مفتوح العین سے ہے اور یہ دونوں قیاسی ہیں یعنے اُن میں سے ہر ایک کی ایک اصل ہے کہ اُس کی طرف رجوع ہوتا ہے بخلاف ضل کے کیونکہ اس کی ماضی فقط مکسور العین ہے بالجملہ ظللن افعال ناقصہ سے ہے نون اسکا اسم ہے اور رواکد خبر یہ بہی جائز ہے کہ ظل یہاں بمعنے صار ہو اس لیے کہ وقت ظلول دن کا وقت ہوتا ہے سو یہ معنے نہیں کہ کشتیاں فقط دن میں دریا کی پشت پر تہمی ہوی رہجائیں بلکہ مطلب صرف اتنا ہے کہ اگر ہوا کو تہام دے تو وہ دریا کی پشت پر ٹہیری رہجائیں اس سے کچہ بحث نہیں کہ دن کو یا رات کو یہ مضمون ہمیں کا ہے رواکد اسے غیر ان سواکن ثوابت وقوفا

یعنے پھر ہوجائین وہ کشتیان ساکن وثابت ٹھیری ہوئی جب پانی اور ہوا وکشتی ساکن ہوجاتی ہے تو بولتے ہین
رکد الماء ورکدت الریح ورکدت السفینۃ رکودا اور ہر شے جو کسی جگہہ مین ثابت ہو تو وہ راکد ہے ترازو جب برابر
ہوجاتی ہے تو کہتے ہین رکد المیزان ورکد القوم یعنے قوم ساکن ہوگئی مراکد وہ مواضع ہین جن مین انسان
وغیرہ ساکن ہوتے ہین علٰے ظھرہٖ کے یہ معنے ہین کہ وہ کشتیان دریا کی پشت پر ساکن ہوجائین چلین نہین۔
حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے تحرکن ولا یجرین فی البحر یعنے حرکت کرین ہلین لیکن اور دریا مین چلین
نہین اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ یعنے بیشک کشتی کے حال مین جو کہ ذکر ہوا
البتہ بڑی دلالتین ہین واسطے ہر اُس شخص کے جو کہ کثیر الصبر ہے بلا پر کثیر الشکر ہے نعمت پر کہا ہے کہ ایمان
کے دو ٹکڑے ہین آدہا تو صبر ہے یعنے باز رہنا ہے معاصی سے اور آدہا شکر ہے یعنے واجبات کو ادا کرنا۔
قطرب فرماتے ہین صبار شکور وہ ہے کہ جب اُسکو نعمت دی جاوے تو شکر کرے اور جب بلا مین
مبتلا ہو تو صبر کرے **عون بن عبداللہ** کہتے ہین بہت سے نعمت یافتہ ناشکر ہین اور بہت سے
بلا رسیدہ بےصبر ہین **اَوْ یُوْبِقْھُنَّ** معطوف ہے یسکن پر ایباق یعنے اہلاک ہے محاورہ ہے بولتے ہین
اوبقہ اے اہلکہ یعنے اس کو ہلاک کر ڈالا معنے یہ ہین یعنے ہلاک کر ڈالے اُن کشتیون کو ساتھ ڈوبانے
کے یہ قول حضرت ابن عباسؓ کا ہے مراد اہل کشتی ہین **بِمَا کَسَبُوْا** یعنے بسبب اُن گناہون کے جو انہون نے
کمائے کسی نے کہا اس سبب سے کہ انہون نے شرک کیا قول اول اوسع ہے اس لیے کہ دریا مین مشرک و
غیر مشرک دونو ہلاک ہوتے ہین **وَیَعْفُ عَنْ کَثِیْرٍ** یعنے اور عفو کرتا ہے بہت سے کشتی والون سے بایں
طور کہ تجاوز فرماتا ہے اُن کے گناہون سے تو غرق سے اُن کو نجات دیدیتا ہے جمہور نے یعف کو مجزوم
پڑہا ہے جواب شرط پر عطف کیا ہے **قشیری** رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین اس قرارت مین اشکال ہے
کیونکہ معنے یہ ہین اگر چاہے تو تھام دے ہوا کو پس وہ کشتیان رہجائین ٹھیری ہوئی یا اُن کو ہلاک
کر ڈالے بسبب گناہون کشتی والون کے تو اب ویعف کا عطف اس پر خوب نہین ہے اس لیے کہ
معنے یہ ہوجائین گے کہ اگر چاہے تو معاف کردی حالانکہ یہ معنے نہین ہین بلکہ معنے تو خبر دینا عفو کا ہے
بدون شرط مشیت کے پس اب عطف مجزوم پر ہوگا لفظ کی جہت سے نہ معنے کے اعتبار سے اور ایک
قوم نے ویعفو برفع پڑہا ہے یہ قرارت معنے مین جید ہے **شیخ ابوحیان** کہتے ہین کہ قشیری نے
جو یہ کہا سو جید نہین ہے اس لیے کہ ترکیب کی مدلول کو نہین سمجھا معنے یہ ہین مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اگر
چاہے تو ایک لوگون کو ہلاک کردے اور ایک لوگون کو نجات دے بطور عفو کے اُن سے **اعمش** نے
یعفو برفع پڑہا ہے اس مین دو احتمال ہین ایک یہ ہے کہ مثل مجزوم کے ہو اور حرف واو مجزوم مین ثابت

رہے جسطرح کہ ثبوت حرف یا کا من تقی ویصبر مین ہے دوسرا یہ ہے کہ فعل مرفوع ہو اللہ پاک نے اس بات کی خبر دی کہ وہ بہت گناہوں سے عفو فرماتا ہے **بعض اہل مدینہ منورہ** نے بنصب پڑہا ہے بعد واو کے اَنْ ناصبہ مقدر کیا ہے جس طرح کہ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَاءُ مین بعد حرف فا کے تین وجہ سے پڑہا گیا ہے اور یہ اَنْ مع فعل کے مؤول بمصدر ہو کر معطوف ہو گا اُس مصدر پر جو کہ اگلے فعل سے متوہم ہے تقدیر یہ ہے او یقع ایباق وعفو عن کثیر پس نصب کی قراءت مثل قراءت جزم کے ہے معنے مین مگر اتنی بات ہے کہ نصب والی مین تو عطف مصدر مؤول کا ہے مصدر متوہم پر اور جزم والے مین عطف فعل کا ہے اپنے مثل پر کذا فی السمین اسی باب سے نابغہ کا شعر ہے ؎

فَإِنْ يَهْلِكْ أَبُو قَابُوسَ يَهْلِكْ	رَبِيعُ النَّاسِ وَالشَّهْرُ الْحَرَامُ
وَنَأْخُذَ بَعْدَهُ بِذَنَابِ عَيْشٍ	أَجَبَّ الظَّهْرِ لَيْسَ لَهُ سَنَامُ

بنصب ونأخذ[له] **قولہ سبحانہ** وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا جمہور نے یعلم کو منصوب پڑہا ہے زجاج نے کہا بنا بر صرف معنی صرف کے پہیرنا عطف علی اللفظ کا ہے طرف عطف علی المعنے کے کہا اور یہ اس طرح ہوا کہ جب عطف ویعلم کا مجزوم ہو کر ماقبل پر حسین نہ ٹہیرا کیونکہ معنے یہ ہوتے ہین کہ اگر چاہے تو جان لین وہ لوگ جو جہگڑتے ہین ہماری آیتون مین تو اس طرف عدول کیا کہ جو فعل یعلم سے قبل تہا اس کے مصدر پر عطف ٹہیرایا اور یہ نہین ہو سکتا ہے مگر یون طور کہ یعلم سے پہلے حرف اَنْ مقدر کرین تاکہ اَنْ مع فعل کے اسم کی تاویل مین ہو جائے چنانچہ اسی باب سے نابغہ کے شعر مین جن کا ذکر ہو چکا ہے جس طرح زجاج نے کہا ہے اسی طرح مبرد وابو علی فارسی نے بہی کہا ہے اس وجہ پر ایسی بات سے اعتراض کیا گیا ہے جس کے تحت مین کچہ فائدہ نہین ہے **کسی نے** کہا کہ اس کا نصب اس بنیاد پر ہے کہ تعلیل محذوف پر معطوف ہے تقدیر یہ ہے لینتقم منہم ویعلم شیخ ابو حیان وحفناوی نے اس پر یون اعتراض کیا ہے کہ شرط پر ایک قوم کا اہلاک اور ایک قوم کی نجات مترتب ہوئی ہے تو اب لینتقم منہم کی تقدیر حسین نہ ہو گی کیونکہ ماقبل مین دو امر تہے یعنے اہلاک ونجات سو یہ ایک امر کی علت ہوئی ایک امر خالی رہ گیا محلی نے بہی نصب کی توجیہ مین یہی وجہ اختیار کی ہے اسے لیغرقہم لینتقم منہم ویعلم کرخی نے ابو حیان پر رد کر کے کہا بلکہ تقدیر لینتقم منہم کی حسین ہے جس طرح کہ ہمارے شیخ نے یعنے محلی نے کہا ہے اس لیے کہ مقصود فقط اہلاک کی تعلیل ہے جس کی تقدیر محلی نے لیغرقہم کہکر کی ہے اس واسطے کہ ویعلم علت معطوفہ سے مناسب یہی ہے واللہ اعلم **نافع** وابن عامر نے برفع یعلم پڑہا ہے بنا بر استیناف یعنی اس بنیاد پر کہ یہ جملہ فعلیہ ہو یا اسمیہ پس فعلیہ ہونے پر تو موصول فاعل ہو گا یعلم کا اور اسمیہ کی بنا پر مفعول ہو گا اور فاعل یعلم کا ضمیر مستتر ہو گی راجع طرف مبتدائے مقدر کے اسے وہو یعلم الذین یہ قراءت ظاہر واضح اللفظ ہے۔

[له] یعنے ان یہلک ابو قابوس یکن ہلاک ربیع الناس والشہر الحرام ونأخذ بعدہ باذناب عیش مجبوب الظہر لیس لہ سنام ۱۲ منہ

کسی نے یعلم کو بجزم پڑہا ہے ماقبل کے فعل مجزوم پر عطف کیا ہے باین معنے کہ اگر اراد چاہے تو جمع کرے درمیان

اہلاک ونجات وتحذیر کے **قولہ تعالےٰ** مَا لَهُمْ مِّن مَّحِيصٍ مالہم خبر مقدم اور من محیص مبتدا مؤخر زیادت ہے

من کما قالہ الجمل اور جملہ نفی قائم مقام دو مفعول یعلم کے ہے اور نفی معلق ہے عمل سے کما قالہ المحلی **قطرب**

نے کہا مالہم من فرار ولا مہرب من العذاب یعنی نہین ہے واسطے اُن کے بہاگنا اور نہ جگہ بہاگنے کی عذاب سے

سدی نے کہا نہین ہے واسطے اُن کے کوئی ملجا یعنی بناہ یہ ماخوذ ہے اس قول عرب سے حاص الحجر

حیصۃ اذا رمی بہ اور اسی معنے سے یہ قول ہے فلان یحیص عن الحق یعنے فلان مائل ہوتا ہے حق سے **بعد جب**

اللہ پاک اپنی وحدانیت وکمال قدرت کی دلائل بیان کر چکا تو بعد اس کے دنیا سے نفرت دلانے کا ذکر کیا اور

اُس کی تحقیر شان کا اس لیے کہ دلیل سے مانع یہی دنیا مین رغبت ہے پس ارشاد فرمایا فَمَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ

كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ۝ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنتَصِرُونَ ۝

سو جو ملا ہے تم کو کچہ چیز ہو سو برتنا ہے دنیا کے جیتے اور جو اللہ کے یہان ہے بہتر ہے اور رہنے والا واسطے ایمان

والون کے جو اپنے رب پر بہروسا رکہتے ہین اور جو بچتے ہین بڑے گناہون سے اور بیحیائی سے اور جب غصہ آوے

وہ معاف کرتے ہین اور جنہون نے حکم مانا اپنے رب کا اور کہڑی کی نماز اور اُن کا کام ہے مشورے سے آپس کے

اور ہمارا دیا کچہ خرچ کرتے ہین اور وہ لوگ کہ جب اُن پر ہووے زیادتی تو وہ بدلا لیتے ہین **ف** مشورے سے

کام کرنا پسند ہے دین کا ہو یا دنیا کا **ف** یعنی کافرون سے جہاد کرتے ہین انتہے **ف** حافظ ابن کثیر

کہتے ہین اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی وزینت کی تحقیر اور جو کچہ اُس مین تازگی ورونق وعیش وآرام فانی ہے

اُس کی حقارت بیان فرماتا ہے کہ جو کچہ تم نے حاصل وجمع کیا ہے سو اُس سے مغرور مت ہو وہ تو برتنا ہے دنیا

کے جیتے اور دنیا ایک خانہ دنی وخسیس ہے بالضرور فانی وزائل ہونے والا ہے اور جو اجر وثواب اللہ تعالیٰ کا ہے

سو وہ دنیا سے بہتر ہے اور باقی وسرمدی ہے پس تم فانی کو باقی پر مقدم مت کرو اور اسی لیے یون فرمایا

لِلَّذِينَ آمَنُوا یعنے واسطے اُن کے جنہون نے اپنے نفوس کو بچایا لذتون کے چہوڑنے پر دنیا مین وَعَلَىٰ

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ اور واسطے اُن کے جو اپنے رب پر بہروسا کرتے ہین تاکہ اُن کی اعانت کرے صبر پر ادائے

واجبات وترک محرمات مین پہر فرمایا **والذین یجتنبون کبائر الاثم والفوحش** یعنے اور وہ جو بچتے ہین

بڑے گناہون سے اور بیحیائی سے سورہ اعراف مین اثم وفواحش پر کلام گذر چکا ہے **واذا ما غضبوا ہم**

یغفرون یعنے اُن کی طبیعت اس کی مقتضی ہے کہ لوگون سے عفو ودرگذر کرتے ہین اور لوگون سے بدلا

لہٰذا اُن کی عادت و خو نہین ہے صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اپنے نفس کے
واسطے انتقام نہین لیا مگر یہ کہ اللہ کی حرمتون کا ہتک کیا جائے **دوسری حدیث** شریف مین ہے کہ فرماتے تھے
واسطے ایک ہمارے کے وقت عتاب کے مَالَهٗ تَرِبَتْ یَمِیْنُهٗ یعنے کیا ہے اسکو خاک مین آلودہ ہو سیدہا ہاتھہ اُس کا
یعنے خفگی کے وقت صرف اس قدر سرسری طور پر فرما دیتے تھے **ابن ابی حاتم** نے عن منصور عن ابراہیم
روایت کیا ہے کہ مومنین مکروہ جانتے تھے اس بات کو کہ ذلیل سمجھے جائین اور جب قادر ہوتے تو معاف
کر دیتے تھے **قولہ تعالے والذین استجابوا لربہم الآیہ** یعنے اور وہ جنہون نے پیروی کی اپنے رب کے
رسولون کی اور اُس کے امر کو مانا اور اُس کے منع کیے ہوئے کام سے بچے اور قائم کی نماز یہ عبادت بزرگ ترین
عبادات سے ہے واسطے اللہ عزوجل کے اور اُن کا کام ہے مشورے سے آپس کے یعنے قطع نہین کرتے ہین کوئی
کام یہانتک کہ باہم اُس مین مشورہ کر لین تاکہ اپنی رایون سے آپس مین مدد لین مثلاً لڑائیون مین یا اُن
کی مثل اور کامون مین مشورے سے کام کرتے ہین کما قال سبحانہ وتعالے وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ الآیہ اور
اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لڑائیون مین اور اُن کی مثل اور کام مین صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ
فرماتے تھے تاکہ اس سے اُن کے دل خوش ہو جائین اور اسی طرح جب کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
کو وفات حاضر ہوئی جس وقت کہ اُن کو خنجر مارا گیا تو بعد اپنے امر خلافت کا چھہ آدمیون مین مشورے قرار دیا
یہ لوگ حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ و حضرت طلحہؓ و حضرت زبیرؓ و حضرت سعدؓ و حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم
ہین پس سارے صحابہ کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سب پر مقدم کرین چنانچہ یہی
امر وقوع مین آیا **ومما رزقناہم ینفقون** یعنے اور ہماری دی روزی سے کچھ خرچ کرتے ہین باین طور کہ
خلق اللہ پر احسان کرتے ہین اول اُس پر جس کو اُن سے زیادہ تر قرب ہے پھر اسی طرح درجہ بدرجہ جس کو قرب
و رشتہ زیادہ ہے اُس کو مقدم کرتے ہین **قولہ عزوجل والذین اذا اصابہم البغی ہم ینتصرون** یعنے
یعنے اُن مین قوت ہے بدلا لینے کی اُس شخص سے جس نے اُن پر ظلم و زیادتی کی ہے نہ عاجز ہین اور نہ ذلیل
ہین بلکہ جس نے اُن پر زیادتی کی ہے اُس سے انتقام لینے پر قدرت رکھتے ہین گو وہ ایسے ہین پھر بھی جب
قابو پاتے ہین تو عفو کر دیتے ہین جس طرح کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیون سے فرمایا لَا تَثْرِيْبَ
عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ باوجود اس کے کہ اُن کو اُن کے مواخذے پر قدرت حاصل تھی اور اُن کے کام
کا بدلا لے سکتے تھے مگر بدلا نہ لیا اور قصور معاف کر دیا اور جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اُن اسّی آدمیون سے عفو فرمایا جنہون نے سال حدیبیہ مین آپ کا قصد کیا تھا اور کوہ تنعیم سے اُتر آئے
تھے پھر جب آپ نے اُن پر قابو پایا تو اُن پر احسان کیا باوجود اس کے کہ آپ کو انتقام پر قدرت حاصل تھی اور

اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غورث بن الحارث سے عفو فرمایا جسنے کہ آپ ناگاہ قتل کا ارادہ کیا تہا جب کہ
اُس نے آپ کی تلوار برہنہ کر لی تہی اور آپ سو رہے تہے پہر آپ جاگ اُٹہے اور تلوار ننگی اُس کے ہاتہ مین تہی پہر آپ
نے اُس کو جہڑکا تو اُس نے تلوار اپنے ہاتہہ سے رکہدی اور آپ نے اُس کے ہاتہ سے لے لی اور اپنے اصحاب
کو بلایا پہر اپنے ماجرا کی اور اُس شخص کے حال کی اُنکو خبر دی اور اُس سے عفو کیا اور اسی طرح آپنے لبید بن اعصم
سے عفو فرمایا جسنے آپ پر سحر کیا تہا اور باوجود اس کے نہ آپنے اُس کے واسطے کوئی تعراض کی اور نہ اُس پر
عتاب فرمایا حالانکہ اُس پر آپ کو قدرت حاصل تہی اور اسیطرح آپنے یہودی عورت سے عفو فرمایا یہ عورت
زینب نام مرحب یہودی خیبری کی بہن تہی اس شخص نے محمود بن مسلمہ کو قتل کیا تہا اس عورت نے بکری
کے دستا مین زہر ملایا تہا خیبر کے دن پہر دست نے آپ کو اُس کی خبر دی تہی پس آپنے اُس عورت کو بلایا تو
اُسنے اقرار کر لیا پہر آپنے فرمایا کون شے تجہ کو اس پر باعث ہوئی تہی تو وہ بولی مین نے ارادہ کیا کہ اگر آپ
نبی ہین تو زہر آپ کو ضرر نہ دیگا اور اگر آپ نبی نہین ہین تو ہم آپ سے راحت پا جائینگے پہر آپنے اُس کو رہا کر دیا
لیکن جب کہ بشیر بن براء رضی اللہ عنہ اس زہر سے مر گئے تو آپ نے اُن کے عوض مین اس عورت کو قتل کر ڈالا
احادیث و آثار اس باب مین بہت ہین واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان ہم توضیح یہ ہے
لوگو تم کو جو آسودگی و فراخی رزق و روزی و اثاث و سامان دنیا مین دی گئی ہے سو یہ تو صرف ایک متاع
قلیل ہے جس سے تہوڑے دنون مین برت لیا جاتا ہے پہر وہ منقضی و زائل ہو جاتی ہے کسی نے خوب کہا ہے

اِنَّمَا الدُّنْیَا فَنَاءٌ	لَیْسَ لِلدُّنْیَا ثُبُوتٌ	اِنَّمَا الدُّنْیَا کَبَیْتٍ	نَسَجَتْہُ الْعَنْکَبُوتُ

یعنے دنیا تو یہی فنا ہے دنیا کو کسی طرح کا ٹہماؤ نہین ہے دنیا تو صرف مثل اُس گہر کے ہے جس کو مکڑی نے
تن دیا ہے غرضکہ دنیا کی تو یہ گت ہے جو مذکور ہوئی پہر اللہ پاک نے ثواب آخرت مین اور اُس نعیم مقیم
مین اُن کو رغبت دلائی جو اُس کے پاس ہے پس ارشاد فرمایا وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی یعنے جو ثواب طاعات
کا اللہ تعالے کے پاس ہے اور اُن پر جزا سا اتہ روضات جنات کے وہ بہتر ہے متاع دنیا سے اور بہت باقی
رہنے والا ہے کیونکہ وہ دائم ہے منقطع نہ ہوگا اور متاع دنیا کی جلد تمام ہو جاتی ہے پہر اللہ پاک نے بیان
کیا کہ یہ ثواب باقی کن لوگون کے لیئے ہے تو فرمایا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیہ یعنے واسطے اُن کے جنہون نے تصدیق
کی اور عمل کیا اُس شے پر جس کو ایمان واجب کرتا ہے اور اپنے رب پر بہروسا کرتے ہین نہ اُس کے غیر پر یعنی
اپنے کام اُس کے سپرد کرتے ہین اور اپنے کل حالات مین اُسی پر اعتماد رکہتے ہین کہا ہے کہ یہ آیت حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق مین نازل ہوئی ہے جب کہ اُنہون نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا اور لوگون
نے اُنکو ملامت کی وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ موصول محل جر مین ہے معطوف ہے

الذین آمنوا یہ یا اُس سے بدل ہے یا محل نصب مین ہے بنا بر اضمار اعنی والا ول اولی معنے یہ ہین کہ جو ثواب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر و باقی تر ہے واسطے اُنکے جو ایمان لائے اور واسطے اُن کے جو بچتے ہین کبائر اثم و فواحش سے کبائر سے مراد ذنوب ہین یعنے گناہ اس کی تحقیق سورہ نسا مین گزر چکی ہے شیخ شیوخنا علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالے نے ارشاد الفحول مین اس کی بحث خوب تحریر فرمائی ہے جمہور نے کبائر بجمع پڑھا ہے اور حمزہ و کسائی نے کبیر بافراد جو مفاد کبائر کا ہے اُسی کے یہ بھی مفید ہے کیونکہ اضافت واسطے جنس کے ہے مثل لام کے اور رسم کریم دونون قراءتون کے محتمل ہے فواحش منجملہ کبائر ہین لیکن یہ موصف ہونے ان کے کے فاحشہ گویا کبائر سے فوق ہین جیسے زنا و قتل اور مثل انکے مقاتل نے کہا ہے فواحش وہ گناہ ہین جو کہ حدون کو واجب کرنے والے ہین سدی نے کہا کہ زنا ہے پس عطف فواحش کا کبائر پر عطف خاص بر عام و عطف بعض بر کل کے باب سے ہے اس لیے کہ کبائر کبھی حد کے موجب نہین ہوتے ہین جیسے غیبت و نمیمہ کہ منجملہ کبائر ہین اور موجب حد نہین ہین وَاِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُوْنَ یعنے اور جس وقت خفا ہون تو وہ تجاوز و درگزر کرتے ہین اُس گناہ سے جو کہ اُن کو غصے مین لایا ہے اور پی جاتے ہین غصے کو اور حلم کرتے ہین اُس شخص پر جس نے اُن پر ظلم کیا ہے غضب کو غفران کے ساتھ اس لیے خاص کیا ہے کہ استیلا و غلبہ غضب کا انسان کی طبیعت پر نہایت سخت ہوتا ہے تو وہ اس کو وقت جوش غضب کے نہین بخشتا ہے مگر وہ شخص جسکے سینے کو اللہ پاک نے کھول دیا ہے اور مزیت و شرف حلم و بردباری کے ساتھ اُس کو اختصاص بخشا ہے اسی لیے اللہ پاک نے سورہ آل عمران مین ان لوگون کی یہ ثنا و صفت کی ہے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ابن زید نے کہا کہ اللہ پاک نے مومنین کی دو قسمین ٹھیرائی ہین ایک قسم تو وہ ہین جو اپنی ظالم سے معاف کرتے ہین سو ابتدا اُن کی ذکر سے کی اور ایک قسم وہ ہین کہ اپنے ظالم سے بدلا لیتے ہین یہ وہ لوگ ہین جن کا ذکر آگے آتا ہے وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ یعنے وہ لوگ جنہون نے اجابت کی اپنے رب کی طرف اُس شے کی جس کی طرف اُس نے اُن کو بلایا اور جو چیز اُن پر واجب کی اُس کو قائم کیا یعنے فریضہ نماز ابن زید نے کہا یہ لوگ انصار ہین مدینے مین اُنھون نے رسول پر ایمان لانے کی دعوت قبول کی جب کہ اُن کی طرف روانہ کیے بارہ سردار اُن مین کے ہجرت سے قبل اور قائم کی نماز اُس کے وقتون پر مع اُس کے شروط و ہیآت کے قالہ القرطبی و نحوہ فی البیضاوی وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ یعنے مشورہ کرتے ہین آپس مین اور جلدی نہین کرتے ہین اور منفرد نہین ہوتے ہین اسکے ساتھ شوریٰ مصدر ہے شاورتہ کا مثل بشریٰ و قربیٰ ضحاک نے کہا یہ شوریٰ مشورہ کرنا ہے انصار کا جب کہ اُنھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ظہور کی

علم اور [illegible] ہین غصہ اور معاف کرتے ہین [illegible]

خبر سنی اور نقبا اُن کی طرف وارد ہوئے جس وقت کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر مین اُن کی رائی متفق ہوئی اس پر
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائین اور آپ کی نصرت کرین کسی نے کہا کہ مراد اُن کا مشورہ کرنا ہے
ہر کام مین جو اُن کو پیش آتا ہے سو اختیار نہین کرتا ہے بعض اُن کا بعض پر سا تہہ اسکے ابن العربی
رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین اَلشُّوْرٰی اُلْفَۃٌ لِلْجَمَاعَۃِ وَمِسْبَارٌ لِلْعُقُوْلِ وَسَبَبٌ اِلَی الصَّوَابِ وَمَا
تَشَاوَرَ قَوْمٌ قَطُّ اِلَّا ھُدُوْا یعنے شوری الفت ہو واسطے جماعت کے خوب جانچنے والا ہے واسطے
عقلون کے سبب ہے طرف راستی کے کبھی کسی قوم نے مشورہ نہین کیا مگر اُن کو ہدایت ہوئی مطلب یہ ہے کہ جبر
کام مین مشورہ کرتے ہین تو مشورے کی برکت سے اُس کام کی سیدہی راہ مل جاتی ہے پس اللہ پاک نے کامون
مین مشورہ کرنے کی مدح فرمائی بسبب مدح کرنے اُن لوگون کے جو اُس کا امتثال کرتے ہین بشار بن برد
نے کیا خوب کہا ہے ؎

اِذَا بَلَغَ الرَّاْیُ الْمَشُوْرَۃَ فَاسْتَعِنْ	بِرَاْیِ نَصِیْحٍ اَوْ نَصِیْحَۃِ حَازِمٍ
وَلَا تَجْعَلِ الشُّوْرٰی عَلَیْکَ غَضَاضَۃً	فَرِیْشُ الْخَوَافِیْ قُوَّۃٌ لِلْقَوَادِمِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب سے اپنے امور مین مشورہ فرمایا کرتے تھے اور اللہ پاک نے آپ کو اُس کا
امر فرمایا پس ارشاد کیا وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ یہ مشورہ کرنا آراء مین بہت ہے اور احکام مین آپ اُن سے
مشورہ نہین لیتے تھے اس لیے کہ احکام مع جمیع اقسام فرض و ندب و مکروہ و مباح و حرام کے اللہ پاک کے
پاس سے منزل ہین اور ہے صحابہ کرام بعد آپ کے سو وہ احکام مین مشورہ کیا کرتے تھے اور کتاب عزیز و سنت
مطہرہ سے اُن کا استنباط فرماتے تھے پہلے پہل جس کام مین صحابہ رضی اللہ عنہم نے مشورہ کیا وہ امر خلافت
ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نص نہین فرمائی تھی اور اہل ردت کے بارے صحابہ نے مشورہ
کیا پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی رائے قتال پر مستقر ہوئی چنانچہ اسی پر عمل درآمد ہوا اور مشورہ
کیا صحابہ نے بعد آپ کے حد ہ مین یہانتک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ لیا ہرمزان سے جب کہ وہ
مسلمان ہو کر آنکے پاس آیا اس کا قصہ جہان مذکور ہے آل عمران مین شوری پر کلام گزر چکا ہے وَمِمَّا
رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ یعنے اور ہماری دی روزی سے کچھ خرچ کرتے ہین راہ خیر مین اور انکو محتاجون پر
خیرات کرتے ہین پھر اللہ پاک نے اُس گروہ مومنین کا ذکر کیا جو اپنے ظالم سے بدلا لیتا ہے پس ارشاد
فرمایا وَالَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَھُمُ الْبَغْیُ ھُمْ یَنْتَصِرُوْنَ یعنے اور وہ لوگ کہ جس وقت پہنچے اُن کو بغی
اُس شخص کی جس نے اُن پر بغاوت کی بغیر حق کے تو وہ انتقام لیتی ہین اپنے ظالم سے بغیر تعدی کے اللہ
پاک نے جس طرح کہ غصے کے وقت مغفرت کا ذکر کیا ہے معرض مدح مین اسی طرح ان بدلا لینے والون کا

ہے جو کہ برائی کی ابتدا کرتا ہے پھر اللہ جل وعلا نے فرمایا وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ
یعنے اور البتہ جس شخص نے بدلا لیا بعد اپنے ظلم کے سو ان لوگوں پر نہیں ہے کوئی راہ یعنے جس شخص نے
اُن پر ظلم کیا ہے اُس سے بدلا لینے مین اُن پر کچھ گناہ نہیں ہے ابن جریر نے ابن عون سے روایت کیا ہے کہا
مین انتصار کا پوچھا کرتا تھا وَلَمَنِ انْتَصَرَ الآیہ یعنے اس آیت مین جو انتصار مذکور ہے اس کا مین لوگون سے
سوال کیا کرتا تھا سو علی بن زید بن جدعان نے مجھے حدیث کی ام محمد اپنے باپ کی بی بی سے ابن عون
نے کہا لوگون نے زعم کیا ہے کہ وہ عورت حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا کرتی تھی اُس نے
کہا کہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر داخل ہوئے اور ہمارے پاس بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھین پس آپ اپنے
دست مبارک سے کچھ کرنے لگے آپ کو بی بی زینب کی خبر نہ تھی سو مین نے آپ کا ہاتھ پکڑا یہانتک کہ مین نے
بی بی زینب کی آپ کو خبر کر دی تو آپ رک گئے اور بی بی زینب متوجہ ہوئین بی بی عائشہ کو برا کہنے لگین پس
آپ نے بی بی زینب کو منع فرمایا سو انہون نے باز رہنے سے انکار کیا تو آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تو اُن
کو سب کر سو انہون نے بی بی زینب کو برا کہا پھر وہ اُن پر غالب ہو گئین اور حضرت زینب چلین تو حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئین پھر کہا کہ ان عائشۃ تقع بکم وتفعل بکم یعنے حضرت عائشہ تم کو سخت و درشت
کہتی ہین پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئین تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ انہا حبۃ ابیک
ورب الکعبۃ یعنے بیشک عائشہ محبوبہ ہے تیرے والد کی قسم ہے رب کعبہ کی سو حضرت فاطمہ لوٹ گئین اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مین نے اُن سے یعنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ایسا کہا تو انہوں
نے ایسی ایسی بات فرمائی راوی نے کہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آئے
اور اس باب مین آپ سے گفتگو کی هٰكَذَا اَوْرَدَ هٰذَا السِّيَاقَ وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ يَاتِيْ فِيْ
رِوَايَاتِهٖ بِالْمُنْكَرَاتِ غَالِبًا وَهٰذَا فِيْهِ نَكَارَةٌ وَالصَّحِيْحُ خِلَافُ هٰذَا السِّيَاقِ كَمَا رَوَاهُ
النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ الْفَافَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَهِيِّ
عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا عَلِمْتُ حَتّٰى دَخَلَتْ عَلَيَّ زَيْنَبُ بِغَيْرِ اِذْنٍ وَّهِيَ
غَضْبٰى ثُمَّ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ اِذَا قَلَبَتْ لَكَ ابْنَةُ اَبِيْ بَكْرٍ ذُرَيْعَتَيْهَا
ثُمَّ اَقْبَلَتْ عَلَيَّ فَاَعْرَضْتُ عَنْهَا حَتّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُوْنَكِ فَانْتَصِرِيْ فَاَقْبَلْتُ
عَلَيْهَا حَتّٰى رَاَيْتُ رِيْقَهَا قَدْ يَبِسَ فِيْ فِيْهَا مَا تَرُدُّ عَلَيَّ شَيْئًا فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَتَهَلَّلُ وَجْهُهٗ وَهٰذَا لَفْظُ النَّسَائِيِّ یعنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین نہین جانا مین نے جب تک کہ

لہ وہ ایک ایسا شخص ہے کہ اس کا وقت تمام ...

داخل ہوئین مجہ پر زینب اور وہ خفا تہین پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کافی ہے آپ کو جب کہ لوٹ
دین واسطے آپکے حضرت ابوبکر کی بیٹی اپنے کرتے کو پہر وہ مجہ پر متوجہ ہوئین تو مین نے اُن سے منہ پہیر لیا یہان
تک کہ مجہ سے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یعنے مقابلہ کر پس بدلا لے پہر مین اُن پر متوجہ ہوئی یہانتک
کہ مین نے اُن کے تہوک کو دیکہا کہ اُن کے منہ مین خشک ہوگیا تہا نہین رد کرتی تہین مجہ پر کچہ یعنے ہار گئین
اُن سے کچہ جواب نہ بنا پس مین نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا کہ آپ کا چہرہ مبارک جہل جہلاتا تہا۔
فتح البیان مین ہے کہ نسائی وابن ماجہ وابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے
فرمایا بی بی زینب مجہ پر داخل ہوئین اور میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہے سو وہ مجہ پر متوجہ ہوئین
تو مجہے برا کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو جہڑکا تو وہ باز نہ رہین پہر مجہ سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کو سب کر سو مین نے اُن کو برا کہا یہانتک کہ اُن کا تہوک اُن کے منہ مین خشک
ہوگیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی کے مارے چمچماتا تہا امام احمد ومسلم وابوداؤد
وترمذی وابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا مِنْ شَیْءٍ فَعَلَی الْبَادِیْ حَتّٰی یَعْتَدِیَ الْمَظْلُوْمُ ثُمَّ قَرَأَ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ
مِّثْلُهَا انتہی یعنے دو شخص آپس مین گالی دینے والے جو کچہ اُنہون نے کہا سو گناہ اُس کا ابتدا کرنیوالے
پر ہے یہانتک کہ زیادتی کرے مظلوم پہر آیت مذکور پڑہی بزار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے کہ بددعا کی اُس شخص پر جس نے اُس پر ظلم کیا تو
سو اُس نے بدلا لے لیا وَرَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ وَاسْمُهٗ مَیْمُوْنٌ
ثُمَّ قَالَ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِهٖ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِیْهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ **قولہ عزوجل اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی
الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَیَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ** یعنے حرج وعنت جو ہے سو اُنہین لوگون پر
جو کہ ظلم کرتے ہین لوگون پر اور بغاوت کرتے زمین مین ناحق یعنے ابتدا کرتے ہین ظلم کی لوگون پر جس طرح
کہ حدیث صحیح مین آیا ہے المستبان ما قالا فعلے البادی ما لم یعتد المظلوم **اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ** یعنے
یہ لوگ جن کا ذکر ہوا اُنہین کے واسطے ہے عذاب سخت درد دینے والا **ابوبکر بن ابی شیبہ** نے محمد بن
واسع سے روایت کیا ہے کہا مین مکے کو آیا تو ناگاہ خندق پر ایک پل ہے پس مجہے پکڑا پہر مجہ کو مروان بن
مہلب کی طرف لے گئے یہ امیر تہا بصرے پر سو اُس نے کہا اے ابوعبداللہ تیری کیا حاجت ہے مین نے کہا میری
حاجت اگر تو طاقت رکہے اس کی کہ تو ویسا ہووے جیسا کہ بنی عدی کا بہائی تہا تو تو ہو مروان نے کہا بنی
عدی کا بہائی کون ہے مین نے کہا کہ علاء بن زیاد اُس نے ایک بار اپنے کسی دوست کو عامل بنایا تہا کسی

ای اللذان یسب کل منہما الآخر فعلی البادی منہما اثم ما قالا

خبر ای اثم ما قالا فعلی البادی اذا لم یعتد المظلوم فاذا تعدی یکون علیہما کذا فی المجمع

عمل پر یعنے کسی جگہ کی اُس کو حکومت دی تو ی سو علانے اُس کو چیٹھ لکھا اَمَّا بَعْدُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّا تَبِیْتَ
اِلَّا وَظَهْرُكَ خَفِيْفٌ وَبَطْنُكَ خَمِيْصٌ وَكَفُّكَ نَقِيَّةٌ مِنْ دِمَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمْوَالِهِمْ فَاِنَّكَ اِنْ فَعَلْتَ
ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ سَبِيْلٌ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ الاٰیۃ یعنی بعد حمد و صلاۃ کے اگر تو طاقت رکھے اس کی کہ
رات بسر نہ کرے تو مگر اس حال میں کہ تیری پیٹھ ہلکی ہو اور تیرا پیٹ پتلا ہو اور تیری ہتھیلی صاف ہو مسلمانوں کے
خونوں اور مالوں سے پس بیشک تو نے اگر یہ کیا تو نہیں ہے تیرے اوپر کوئی راہ یعنے کسی طرح کا حرج و گناہ و مواخذہ
ہے سوا نہیں ہے جو کہ ظلم کرتے ہیں لوگوں پر الآیۃ پس مروان بولا واللہ اس نے نصیحت کیا اور نصیحت و خیر خواہی
کی پھر کہا اے ابو سعید اللہ تیری کیا حاجت ہے میں نے کہا میری حاجت یہ ہے کہ تو مجھے لاحق کر دے میرے گھر
والوں سے کہا ہاں رواہ ابن ابی حاتم پھر اللہ تعالی نے جب کہ ظلم و اہل ظلم کی مذمت فرمائی تو عفو و درگذر کرنے
کی طرف رغبت دلائی ارشاد فرمایا وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ یعنے البتہ جس نے صبر کیا ایذا پر اور برائی کا ستر کیا فَاِنَّ
ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ سعید بن جبیر نے کہا یعنی بیشک البتہ حق امور سے ہے جن کا اللہ تعالی نے امر
فرمایا ہے یعنے البتہ امور مشکورہ و افعال حمیدہ سے ہے جن پر ثواب جزیل و ثناء جمیل ہے ابن ابی حاتم
نے عبد الصمد بن یزید حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالی کے خادم سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت
فضیل کو سنا کہ فرماتے تھے جس وقت آئے تیرے پاس کوئی شخص کہ شکایت کرتا ہے بابت تیرے کسی شخص
کی تو تو کہہ اے میرے بھائی تو اُس سے معاف کر دے پس بیشک عفو قریب تر ہے طرف تقوی کے سو اگر وہ کہے
کہ میرا دل عفو کی برداشت نہیں کرتا ہے لیکن میں تو بدلا لوں گا جیسا کہ اللہ عز وجل نے مجھے امر فرمایا ہے تو تو
اُس سے کہہ کہ اگر تو اچھی طرح سے بدلا لینا جانتا ہے تو بدلا لے ورنہ پھر رجوع کر طرف دروازہ عفو کے پس
بیشک عفو ایک دروازہ فراخ ہے کیونکہ جس شخص نے عفو کیا اور صلاح کی تو اُس کا اجر اللہ پر ہے اور صاحب
عفو سوتا ہے اپنے بچھونے پر رات کو اور صاحب انتصار کا قلب کرتا ہے امور کو امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دی اور نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوس فرماتے تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تعجب کرنے اور تبسم فرمانے لگے پھر جب اُس
شخص نے کثرت کی تو حضرت صدیق نے اُس کی بعض بات کا اُس پر رد کیا پس نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خفا
ہوئے اور کھڑے ہو گئے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ سے جا ملے پھر عرض کیا یا رسول اللہ بیشک وہ مجھے
گالی دیتا تھا اور آپ بیٹھے تھے پھر جب میں نے اُس کی بعض بات کا اُس پر رد کیا تو آپ خفا ہوئے اور کھڑے
ہو گئے فرمایا بیشک حال یہ ہے کہ تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا وہ تیری طرف سے رد کرتا تھا پھر جب تو نے
اُس کی بعض بات کا اُس پر رد کیا تو شیطان حاضر ہو گیا پس نہیں ہوں میں کہ شیطان کے ساتھ بیٹھوں

پہر فرمایا اے ابوبکر تین باتین ہین کہ وہ کل حق ہین نہین ہے کوئی بندہ کہ ظلم کیا جاوے ساتھہ کسی مظلمہ کے پہر وہ اُس سے چشم پوشی کرے واسطے اللہ کے مگر اللہ تعالی اس کو عزت دیتا ہے بسبب اُس کے اور مدد کرتا ہے اُس کی اور نہین کہولا کسی شخص نے دروازہ عطیہ کا کہ ارادہ کرتا ہے اُس سے صلہ کا مگر زیادہ کرتا ہے اللہ اُس کو بسبب اُس کے کثرت اور نہین کہولا کسی شخص نے دروازہ سوال کا کہ ارادہ کرتا ہے اُس سے کثرت کا مگر زیادہ کرتا ہے اُس کو اللہ عز وجل بسبب اُس کے قلت وَكَذَا رَوَاهُ أَبُودَاوُدَ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ حَمَّادٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ وَرَوَاهُ صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ وَرَوَاهُ مِنْ طَرِيقِ اللَّيْثِ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ بَشِيرِ بْنِ الْمُحَرَّرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلًا وَهٰذَا الْحَدِيثُ فِي غَايَةِ الْحُسْنِ فِي الْمَعْنٰى وَهُوَ سَبَبُ سَبَّةٍ لِلصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ **ف** فتح البیان کا بیان فاتح مع توضیح یہ ہے وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ انتصار مین عدل یہی ہے کہ مساوات پر اقتصار کرے ظاہر اس کا عموم ہے یعنے کوئی سی جنایت ہو اُس کے بدلا لینے مین برابری پر قصر کیا جائے **مقاتل** و امام شافعی و امام ابوحنیفہ و سفیان رضے اللہ عنہم فرماتے ہین کہ یہ بدلا لینا خاص ہے ساتھہ مجروح کے کہ وہ انتقام لیوے جارح سے ساتھہ قصاص کے نہ اُس کے سوا مجاہد و سدی کہتے ہین یہ جواب ہے قبیح کا جب کوئی شخص کہے اخزاک اللہ تو اُس کے جواب مین کہے اخزاک اللہ یعنے اللہ تجھے رسوا کرے بغیر اُس کے کہ زیادتی کرے اور جب بدلا لے لیا تو اپنی ظلامت بہر پور لیچکا اور اول بری ہوگیا اُس کے حق سے اور باقی رہا اُس پہ گناہ ابتدا کا اور گناہ اللہ تعالے کے حق کا جزاے سیئہ کا نام جو سیئہ رکہا سو یا تو اس واسطے کہ جس پہ وہ واقع ہوتی ہے اُس کو بُری لگتی ہے یا بطریق مشاکلت کے اسلیے کہ صورت مین دونون باہم متشابہ ہین پہر جب اللہ پاک نے یہ بیان کردیا کہ بدلا سیئہ کا ویسی ہے سیئہ کے ساتھہ حق جائز ہے تو بعد اس کے عفو کی فضیلت بیان کی پس ارشاد فرمایا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ حرف فا واسطے تفریع کے ہے یعنے جب کہ جزا مین رعایت مماثلت کی واجب ہے بدون زیادتی کے اور یہ رعایت بغایت مشکل ہے تو اولی عفو و اصلاح ہے جبکہ وہ قابل اصلاح کے ہو پس اب یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ یہ اس قول کے مخالف ہے کہ الحلم علی العاجز محمود و علی المتغلب مذموم یعنے عاجز پر حلم کرنا محمود ہے اور متغلب پہ مذموم ہے معنے یہ ہین کہ جس شخص نے عفو اُس شخص سے جس نے اُس پر ظلم کیا اور صلاح کی ساتھہ عفو کے درمیان اپنے اور اپنے ظالم کے تو اجر اسکا اللہ پر ہے یعنے وہ ضرور اس پر اُس کو اجر دیگا **اجر** کو جو مبہم رکہا سو اس لیے کہ منظور اسکی تعظیم شان ہے اور آگاہ کرتا ہے اُس کی جلالت و بندگی پر یعنے ایسا عظیم الشان اجر ہے کہ اس کی عظمت بیان سے باہر ہے مقاتل نے کہا پس عفو اعمال صالحہ سے ہوا اسکا بیان سورہ آل عمران

میں گزر چکا ہے اور اس آیت میں آمادہ کرتا ہے عفو پر اور توفیق دیتا ہے عفو و انتصار کے اول تم کو معلوم ہو چکی ہے ابن
مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب
کہ روز قیامت ہوگا تو اللہ تعالیٰ ایک منادی کو امر فرمائے گا وہ ندا کرے گا خبردار چاہیے کہ کھڑا ہو وہ شخص
جس کے واسطے اللہ پر اجر ہے پس کھڑا نہ ہوگا مگر وہ شخص جس نے عفو کیا ہے دنیا میں وہ یہ قول ہے اللہ تعالیٰ
کا فمن عفا الآیہ بیہقی نے عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا
ندا کرے گا ایک منادی وہ شخص کہ ہے واسطے اُس کے اجر اللہ پر تو چاہیے کہ داخل ہو جنت میں یہ ندا دو بار
کرے گا پس وہ شخص کھڑا ہوگا جس نے معاف کیا ہے اپنے بھائی سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فمن عفا الآیہ
پھر اللہ سبحانہ نے یہ بات ذکر کی کہ ظالم لوگ اُس کی محبت سے خارج ہیں کون محبت جو کہ موجب نجات کی سبب ہو پس
ارشاد فرمایا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ مقاتل نے کہا یعنی جس نے ابتدا بالظلم کی سعید بن جبیر بھی اسی کے قائل ہیں
مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ابتدا کرتے ہیں ساتھ ظلم کے اللہ تعالیٰ اُن کو دوست نہیں رکھتا ہے یعنی اُن کو
اُن کی ابتدا سے ظلم کا بدلا دیگا کسی نے کہا یعنی ہیں کہ دوست نہیں رکھتا ہے اُس شخص کو جو کہ
زیادتی کرتا ہے بدلا لینے میں اور تجاوز کرتا ہے اُس کی حد سے اس لیے کہ حد سے بڑھنا ظلم ہے پھر فرمایا
کہ بدلا لینے والے پر کچھ مواخذہ نہیں ہے وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ مصدر
مضاف ہے طرف مفعول کے ای بعد ان ظلمہ الظالم یعنی البتہ جس شخص نے بدلا لیا بعد اس کے کہ ظالم نے
اُس پر ظلم کیا تو اُن لوگوں پر کوئی مواخذہ و عقوبت نہیں ہے کیونکہ انہوں نے تو وہ کام کیا جو اُن کو جائز
تھا یہ حرف لام ابتدا کا لام ہے حوفی و ابن عطیہ نے کہا کہ لام قسم ہے یہ قول جید نہیں ہے بلکہ اولیٰ
قول اول ہے کلمہ من شرطیہ ہے اور جواب اسکا فاولئک الآیہ ہے یہ بھی جائز ہے کہ موصولہ ہو حرف فا جو
اُس کے جواب میں آیا ہے اس لیے کہ موصول کو شرطیہ سے تشبیہ دی ہے لیکن اولیٰ قول اول ہے قرطبی
میں ہے کہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ مظلوم کے واسطے یہ ہے کہ وہ خود استیفا انتصار کا کرے یعنی
یعنی خود اپنی ذات سے بدلا لیوے اس کی تین قسمیں ہیں قرطبی میں مذکور ہیں ذیل نے پوری عبارت نقل کی ہے
چونکہ محل اُن کا کتب فقہ میں ہے اس لیے اُن کا ذکر بیان نہیں کیا جب کہ اللہ پاک نے سبیل یعنی مواخذہ کی
کی نفی کی اُس شخص سے کہ جس نے بدلا لیا بعد اپنے ظلم کے تو اُس شخص کا بیان کیا جس پر سبیل ہے پس فرمایا
اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ یعنی سبیل جو ہے سو انہیں پر جو کہ تعدی کرتے ہیں لوگوں
پر ابتداءً اکثر نے اسی طرح کہا ہے ابن جریج نے کہا یعنی ظلم کرتے ہیں اُن پر ساتھ شرک کے جو اُن کے
دین کے مخالف ہیں وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ یعنی عمل کرتے ہیں نفوس و اموال میں ناحق اکثر

نے اسی طرح کہا ہے بغی فے الارض کو جو بغیر حق کے ساتھ مقید کیا سو اس لیے کہ بغی کبھی بصورت بحق ہوتی
ہے جیسے وہ بدلا لینا جو کہ مقترن بتعدی ہوتا ہے **مقاتل** نے کہا بغی اُن کی عمل کرنا اُن کا ہے ساتھ معاصی
کے کسی نے کہا کہ تکبر و تجبر کرتے ہین **ابو مالک** کہتے ہین بغی وہ شے ہے جس کی اہل مکہ امید رکھتے
ہین کہ مکے مین غیر اسلام کے دین ہو اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنے یہ لوگ جو لوگون پر ظلم کرتے ہین
اُن کے واسطے اس سبب سے عذاب ہے نہایت سخت دردوالا پہر **اللہ سبحانہ** نے صبر و عفو مین رغبت
دلائی پس فرمایا وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ تکرار صبر و عفو کی اس لیے فرمائی ہے کہ
منظور صبر کا اہتمام ہے اور اُس مین رغبت دلانا ہے صبر اس جگہہ وہی اصلاح ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے سو
اُس کا بیان اعادہ کیا گیا ہے اور اُس کو جو صبر کے پیرایہ مین ذکر کیا ہے سو اس واسطے کہ صبر اولوا العزم
ہمت والون کے شان سے ہے اور اشارہ ہے اس طرف کہ عفو محمود وہ ہے جو کہ تحمل و برداشت سے پیدا ہوتا
ہے نہ وہ عفو جو کہ عجز سے ہو معنے یہ ہین کہ جس نے صبر کیا ایذا پر اور بخش دیا گناہ لوجہ اللہ واسطے اُس شخص کے
جس نے اُس پر ظلم کیا اور بدلا نہ لیا بیشک یہ صبر و مغفرت اُس کی طرف سے البتہ عزم امور سے ہے یہ اُس
شخص کے حق مین ہے کہ جس نے اُس پر ظلم کیا ہے وہ مسلمان ہو کلمہ لام اور مَن مین بعینہ وہی تقریر ہے
جو کہ وَلَمَنِ انْتَصَرَ مین ہے جملہ اِنَّ ذٰلِكَ الخ مین مِنْہُ محذوف ہے جس مین ضمیر کلمہ مَن کی طرف پہرتی ہے
چونکہ ظاہرا مفہوم ہوتی ہے اُس لیے اس کو حذف کر دیا ہے جس طرح کہ السمن منوان بدرہم مین محذوف
ہے اسے مِنْہُ **مقاتل** نے کہا مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ کے یہ معنے ہین کہ اُن امور سے ہے جن کا اللہ تعالے نے
امر فرمایا ہے یا یہ معنے ہین کہ اُس قبیل سے ہے کہ عاقل کو سزاوار ہے کہ اُس کو اپنے نفس پر واجب کرے
اور اُس کے ترک مین رخصت نہ لے **زجاج** نے کہا کہ صابر بسبب اپنے صبر کے ثواب دیا جائے گا پس ثواب
مین رغبت کرنا تمام تر ہے از روی عزم کے **ابن زید** نے کہا کہ یہ سب منسوخ ہے جہاد سے اور مشرکون
کے ساتھ خاص ہے **قتادہ** نے کہا یہ عام ہے ظاہر نظم قرآنی یہی ہے **نکتہ** یہان تو بلام تاکید فرمایا
اور سورہ لقمان مین بدون اُس کے اس لیے کہ صبر اُس مکروہ پر جو کہ بسبب ظلم کے حادث ہوا ہے جیسے
قتل فرزند سخت تر ہے اُس صبر سے جو کہ اُس مکروہ پر ہو جو کہ بلا ظلم حادث ہوا ہے جیسے مرجانا لڑکے کا
جس طرح کہ اول پر عزم ثانی پر عزم کرنے سے زیادہ تر مؤکد ہے اس جگہہ جو عزم مذکور ہے سو وہ قبیل اول
سے ہے تو اُس کی تاکید زیادہ تر مناسب ہوئی اور سورہ لقمان مین جو عزم ہے سو وہ قبیل ثانی سے
ہے تو اُس کو عدم تاکید مناسب تر ہوا افادہ الکرخی لفضیلہ ابوسعید قرشی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین
کہ صبر مکارہ پر یعنے شدائد و تکالیف پر علامات انتباہ سے ہے پس جس شخص نے صبر کیا اُس مکروہ پر

جو اسکو پہونچتا ہے اور جزع وفزع نہ کیا یعنی مضطرب و بے قرار نہ ہوا تو وارث کرتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ جمال رضا کا اور
یہ حال اجل و بزرگ احوال کا ہے اور جس نے مصیبتوں پر جزع و فزع کیا اور شکایت کی تو اللہ تعالیٰ اسکو اسی کے
نفس کی طرف سپرد کر دیتا ہے پھر اس کو اس کی شکایت نفع نہیں دیتی ہے **حکایت** نقل کرتے ہیں کہ حضرت
حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں ایک شخص نے ایک شخص کو گالی دی اس نے گالی دی تھی وہ غصہ سے پیتا تھا
اور پسینے پسینے ہو رہا تھا پس پسینے کو پونچھتا تھا پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا تو یہ آیت پڑھی یعنی ولمن صبر وغفر الآیہ
پس حضرت حسن نے فرمایا عقلہا واللہ وفہمہا اذ ضیعہا الجاہلون یعنی واللہ اس نے اس کو سمجھا جو سمجھا جب کہ جاہلوں
نے اس کو ضائع کیا بالجملہ عفو ایک ایسی نفیس شے ہے کہ اس کی طرف رغبت دلائی ہے پھر بعض احوال میں کبھی اس
کے برعکس بھی ہوتا ہے تو ترک عفو لوٹ کر مندوب الیہ ہو جاتا ہے جیسا کہ اول گذر چکا ہے یہ سبب ہوتا ہے کہ
زیادتی بنی سکے روکنے اور مادہ ایذا کے قطع کرنے کی حاجت ہوتی ہے غرضکہ ایذا پر صبر کرنا اور عفو و درگذر
کرنا ہمت کا کام ہے اللہ پاک کی توفیق سے بندہ صالح کو نصیب ہوتا ہے پھر فرمایا وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا
لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ وَ
تَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۚ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝ وَ
مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝ اور
جس کو راہ نہ دے اللہ تو کوئی نہیں اس کا کام بنانے والا اس کے سوا اور تو دیکھے گنہگاروں کو جس وقت
دیکھیں گے عذاب کہیں گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہوگی کوئی راہ اور تو دیکھے ان کو سامنے لائے گئے
ہیں آگ کے دبی آنکھیں ذلت سے دیکھتے ہیں چھپی نگاہ سے اور کہتے ہیں جو ایمان دار تھے مقرر ٹوٹے والے
وہی ہیں جنہوں نے گنوائی اپنی جان اور اپنا گھر قیامت کے دن سنتا ہے گنہگار تو پڑے ہیں سدا کی مار
میں اور کوئی نہ ہوئے ان کے حمایتی جو مدد کرتے ان کی اللہ کے سوائے اور جس کو بھٹکاوے اللہ اس کو
کہیں نہیں راہ انتہے **ف** حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نفس کریم کی خبر دیتا ہے کہ جو کچھ
اس نے چاہا وہ ہو گیا اور اس کا کوئی رد کرنے والا نہیں اور جو نہ چاہا وہ نہ ہوا پھر اس کا کوئی وجود میں لانے
والا نہیں اور جس کو اس نے ہدایت کی اسکا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو اس کا
کوئی راہ پر لانے والا نہیں کما قال عز وجل وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا پھر اللہ پاک نے خبر
دی طرف سے ظالمین کے یہ وہ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے ہیں جب قیامت کے دن عذاب
کو دیکھیں گے تو دنیا کی طرف پھرنے کی تمنا کریں گے کہیں گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہوگی کوئی راہ جیسا کہ

اللہ پاک نے فرمایا ہے وَلَوْ تَرٰى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ **قولہ تعالے** وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا الآیۃ یعنے تو دیکھے انکو پیش کیے گئے ہین آگ پر اس حال مین کہ آنکھین نیچی کرنے والے ہین مارے اُس ذلت وخواری کے جو اُن پر چھا رہی ہے بہ سبب نافرمانے اللہ پاک کے جس کو دنیا مین کر گزرے ہین دیکھتے ہین طرف خفی سے مجاہد نے کہا یعنے ذلیل مطلب یہ ہے کہ آگ سے ڈر کر اُس کی طرف چور نظر سے دیکھین گے حالانکہ جس شے سے ڈرتے ہین وہ ضرور اُن پر واقع ہونے والی ہے اور جو کچھ اُن کے جی مین ہے اُس سے بھی وہ کہین بڑہ کر ہوگی اجارنا اللہ من ذلک **قولہ تعالے** وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ یعنے دنیا مین جو لوگ ایمان لے آئے تھے وہ قیامت کے دن یون کہین گے کہ مقرر بڑے ٹوٹے والے وہی ہین جنھون نے گنوائین اپنی جانین اور اپنے گھر والے قیامت کے دن مطلب یہ ہے کہ اُن کو آگ کی طرف لے گئے سو اُنھون نے ابد الآباد کے گھر مین اپنی لذت معدوم کی اور اپنی جانین گنوائین اور جدائی کی گئی اُن مین اور اُن کے یار دوستون اور گھر والون اور رشتہ دارون مین سو اُن کو گنوا بیٹھے اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ یعنے سنتا ہے بیشک ظالم لوگ تو ہین دائم وسرمدی وابدی عذاب مین جس سے اُن کو نہ نکلنا ہے نہ اُس سے اُن کو بھاگنے کی جگہ ہے **قولہ تعالے** وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ الآیۃ یعنے اور کوئی نہ ہوئے اُن کے حمائتی کہ چھڑاتے اُن کو اللہ کے سوائے اُس عذاب ونکال سے جس مین وہ ہین اور جسکو بٹکا وے اللہ تو اُس کو نہین کسی طرح کا چھٹکارا **ف** فتح البیان کا بیان ہے توضیح یہ ہے کہ جس کو گمراہ کرے اللہ یعنے اس کو بے مدد چھوڑ دے تو کوئی نہین اُس کا کام بنانے والا اللہ کے سوائے کہ اُس کی ہدایت کا متولی ہو اور اُس کی مدد کرے ظاہر آیت عموم ہے کسی نے کہا کہ یہ خاص ہے اُس شخص کے ساتھ جس نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعراض کیا اور جس شے کی طرف آپنے اُس کو بلایا اُس پر عمل نہ کیا مراد ایمان لانا ہے اللہ پاک پر اور عمل کرنا ہے اُس شے پر جو اُس نے مشروع فرمائی اور مودت قربی مین یعنے جس شخص کو اللہ پاک نے ان چیزون سے گمراہ کیا تو کوئی ہدایت کرنے والا اُس کو ہدایت نہین کرتا ہے قالہ القرطبی والاول اولی تری کا خطاب دونون جگہ ہر اُس شخص کو ہے جس سے رویت ہو سکتی ہے اور رویت دونون موضع مین بصری ہے یعنے سر کی آنکھ سے دیکھنا یہ رویت ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتی ہے چنانچہ الظالمین اُس کا مفعول ہے اور ہر ایک کے بعد کا جملہ حالیہ ہے مراد ظالمین سے مشرکین مکذبین بعث ہین **راوا** کے معنے ہین یرون ماضی کا صیغہ واسطے تحقق وقوع کے اختیار کیا ہے **عذاب** سے مراد نار ہے معنی یہ ہین اے دیکھنے والے تو دیکھے گا مشرکون بعث کو جھٹلانے والون کو جس وقت وہ دیکھین گے آگ کو کسی نے کہا جب دیکھین گے

اور دین میں ایمان والون مین کوئی نہین بلکہ کھلا جو چھپاتے تھے پہلے اور اگر پھر بھیجے جاوین تو پھر وہی جو منع ہوا تھا اُن کو اور وہ جھوٹے ہین ۱۲ منہ

موت کے وقت اس شی کو جو اسد پاک نے اُن کے واسطے تیار کر رکھی ہے تو کہینگے آیا ہے طرف مرجع الی الدنیا کے کوئی
راہ مطلب یہ ہو کہ عذاب دیکھکر دنیا کی طرف پہرنے کی تمنا کرینگے حالانکہ یہ تمنا بے سود ہے وَتَرٰاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا
الآیہ جملہ یعرضون علیہا محل نصب مین ہے بنا بر حال اس لیے کہ رویت بصری ہے چنانچہ اول گذر چکا ہے خاشعین
حال ہے یعرضون کی ضمیر سے من الذل مین حرف من سببیہ ہے اے من اجل الذل اور متعلق ہے خاشعین سے
ضمیر علیہا کی راجع ہے طرف عذاب کے گو عذاب مذکر ہے مگر چونکہ اُس سے مراد نار ہے اس لیے اُس کی طرف
ضمیر مؤنث راجع کی ہے یعنے اے مخاطب تو دیکھے گا ظالمون کو اس حال مین کہ وہ پیش کیے جاتے ہون گے
آگ پر در آنحال کہ وہ ساکن و متواضع و ذلیل ہونگے بسبب ذلت کے دیکھتے ہونگے طرف آگ کے طرف
خفی سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا خفی یعنے ذلیل ہے یعنے دیکھتے ہونگے نیچی نگاہ سے
حرف من ابتدائے غایت کا ہے یعنے اُن کا آگ کی طرف دیکھنا شروع ہوگا نیچی نگاہ سے یہ بھی جائز ہے
کہ من تبعیض کا ہو یعنے نظر کرین گے بعض پست نگاہ سے مطلب یہ ہے کہ مارے خوف کے پوری نیچی نگاہ سے
بھی نظر نہ کرین گے بلکہ نگاہ پست سے کچھ دیکھین گے یونس نے کہا کہ من بمعنے با ہے اے اے ینظرون
بطرف ضعیف یعنے کمزور نگاہ سے نظر کرین گے مارے خوف و ذلت کے اخفش بھی اسی کے قائل ہین طرف
خفی وہ ہے جس کی نظر خفی ہوتی ہے جس طرح وہ شخص دیکھتا ہے طرف تلوار کے جس کو قتل کے واسطے
روک رکھا ہے وہ لوگ جو اس طرح دیکھین گے سو اس لیے کہ خوف و ذلت اُن کو لاحق ہوا ہے مجاہد کہتے
ہین کہ وہ تو اپنے دلون سے نظر کرینگے اس لیے کہ وہ اندہے محشور ہون گے اور دل کی آنکھ طرف خفی ہے
قتادہ و سعید بن جبیر و سدی و قرظی یعنے محمد بن کعب کہتے ہین کہ یسارقون النظر اے النار من شدۃ
الخوف یعنی مارے شدت خوف کے چور نگاہ سے آگ کی طرف نظر کرین گے پہری نگاہ سے بلا تکلف
نہ دیکھین گے قولہ تعالیٰ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ مومنین کہین گے بیشک
خسران و زیان مین کامل اور بھرپور یہی لوگ ہین جنہون نے جمع کیا ہے درمیان زیان اپنی جانون کے
اور اپنے گھر والون کے باین طور کہ ہمیشہ ہمیشہ نار مین اُن کو ڈالا یوم القیامۃ یا تو ظرف ہے خسروا
کا اس بنا پر قول مومنین کا دنیا مین ہوگا یا ظرف ہے قال کا تو قول قیامت مین ہوگا بصیغہ ماضی اس لیے
اس کو ادا کیا ہے کہ اس کے وقوع کا تحقق معلوم ہو کما قالہ ابو السعود بیان و خسران مذکور مین یہ ہے کہ انہون
نے اپنی جانون کا زیان تو یون کیا کہ آگ مین چلے گئے وہان معذب ہوئے اور گھر والون کا نقصان یہ ہے
کہ اگر وہ ان کے ساتھ آگ مین ہین تو ان سے منتفع نہ ہونگے اور اگر وہ جنت مین ہین تو اُن کے اور اُن کے
درمیان جدائی ہوگئی کسی نے کہا خسران اہل کا یہ ہے کہ اگر وہ ایمان لاتے تو جنت مین حورعین ان کے

اُن کے واسطے گہرواے ہوتے قولہ تعالے اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ فِیْ عَذَابٍ مُّقِیْمٍ یا تو تتمہ کلام مومنین کا ہے
یا اللہ پاک کے کلام سے ہی یعنے سنتا ہے بیشک ظالمین عذاب دائم میں ہین جو کبھی منقطع نہ ہوگا وَمَا كَانَ
لَهُمْ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اس جگہہ اللہ تعالے کے سوا نہ اُن کے واسطے کوئی اعوان ہین کہ اُن سے عذاب کو
دفع کرین اور نہ کوئی انصار و مددگار کہ اُن کی مدد کرین بلکہ اللہ پاک ہی متصرف ہی جو اُس نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ
چاہا نہ ہوا وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ الآیہ کے یہ معنے ہین کہ جس کو اللہ بہکاوے تو نہین ہے اُس کے واسطے کوئی راہ
کہ وہ اس پر چلے طرف نجات کے پھر جب اللہ سبحانہ نے وعدہ و وعید کے ذکر مین اطناب کیا تو بعد اُس کے وہ
شے ذکر کی جو کہ دونون کے ذکر سے مقصود ہی پس ارشاد فرمایا اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ
لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ
عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ
تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۝ مانو اپنے رب کا حکم اُس سے پہلے کہ
آوے ایک دن جو پھرتا نہین اللہ کے یہان سی نہ ملے گا تم کو بچاؤ اُس دن اور نہ ملے گا الوپ ہو جانا پھر اگر وہ
ٹلا دین تو تجہ کو نہین بہیجا ہم نے اُن پر نگہبان تیرا ذمہ یہی ہی پہونچا دینا اور ہم جب چکہاتے ہین آدمی کو اپنی
طرف سے مہر اُس پر ریجہتا ہے اور اگر پہونچتی ہے اُن کو کچہ بُرائی بدلا اپنی کمائی کا تو انسان بڑا ناشکر ہے
انتہے **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ جو احوال و امور عظام ہولناک قیامت کے دن
ہون گے جب کہ اللہ پاک نے اُن کا ذکر کیا تو اُس سی تحذیر کی اور اُس کے واسطے تیاری کرنے کا امر کیا
پس فرمایا استجیبوا لربکم الآیہ یعنے اپنے رب کا حکم مانو اُس دن کے آنے سی پہلے جس کو اللہ کے پاس سی پھرنا
نہین وہ ایسا دن ہے کہ جس وقت وہ اُس کے ہونے کا امر فرمائیگا تو مثل پلک مارنے کے ہو پڑیگا اُس کا نہ
کوئی دفع کرنے والا ہے نہ روکنے والا مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ یعنے نہین ہے
تمہاری واسطے اُس دن کوئی حصن و قلعہ کہ تم اُس مین محفوظ ہو جاؤ اور نہ کوئی ایسا مکان کہ وہ تم کو چہپا
لے اور تم اُس مین الوپ ہو جاؤ تو اللہ تبارک و تعالے کی نگاہ سے غائب ہو رہو بلکہ وہ تو اپنے علم و بصر و
قدرت سے تمہارا احاطہ کرنے والا ہے پس اُس سے کوئی جائے پناہ نہین ہے مگر طرف اُسکی يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ
يَوْمَىِٕذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِۨ الْمُسْتَقَرُّ ۝ قولہ تعالے فَاِنْ اَعْرَضُوْا الآیہ یعنی
پھر اگر مشرکین اعراض کریں تو نہین بہیجا ہم نے تجہ کو اُن پر نگہبان یعنے تو کچہ اُن پر داروغہ نہین ہے کہ خواہ مخواہ
اُن کو راہ پر لائے کما قال عز و جل لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وقال
تعالے فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ اور یہان یون فرمایا ہے اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ

له کہیں کا آدمی
اُس دن کا سامان
کہ اُن کا پناہ کی جگہ
نہین ہے
عه پس اگر نہین ہے الخ کو راہ پر لانا لیکن اللہ راہ پر لاوے جسکو چاہے ۱۲
عه سو تیرا ذمہ تو پہنچانا ہے اور ہمارا ذمہ حساب لینا ہے ۱۲

یعنی ہم نے تو تجھ کو صرف اس بات کا مکلف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رسالت اُن کو پہونچا دے پھر فرمایا وَاِنَّآ
اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً الآیہ یعنے جس وقت ہم پہونچے انسان کو ارزانی و نعمت تو اُس سے خوش ہوتا ہے
اور اگر پہونچے لوگوں کو کوئی برائی یعنے قحط و لغمت وبلا و شدت تو بیشک انسان بڑا ناشکر ہے یعنے جو
نعمتیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اُن کا شکر بھولتا ہے اور نہیں سمجھتا ہے مگر ساعت راہنہ کو یعنے لگا
انعام سے چشم پوشی کرتا ہے اسی حالت موجودہ کو پیش نظر رکھتا ہے یہ اگر اُس کو کوئی نعمت پہونچے تو اشر
و بطر کرتا ہے یعنے اتراتا ہے کہ ہم جیسا کوئی نہیں ہے ہم ہی ناز و نعم میں ہیں اور اگر لگے اُس کو کوئی
محنت و ایذا تو ناامید ہو جاتا ہے آس توڑ بیٹھتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عورتوں سے
ارشاد فرمایا کہ اے گروہ عورتوں کے تم خیرات کیا کرو پس بے شک میں نے تم کو دیکھا ہے اکثر اہل نار کے تو
ایک عورت بولی یا رسول اللہ یہ کیوں ہے پس آپ نے فرمایا اس واسطے کہ تم شکایت بہت کرتی ہو اور خاوندوں کی ناشکری
کرتی ہو لو احسنت الی احدٰہن الدہر ثم ترکت یوما قالت ما رأیت منک خیرا قط یعنے آپ نے عورتوں سے التفات
فرما کے مرد غیر معین کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا اے مخاطب اگر تو احسان کرے کسی عورت پر ایک مدت دراز پھر
تو ایک دن احسان چھوڑ دے تو کہے کہ کبھی میں نے تجھ سے کوئی خیر نہیں دیکھی اکثر عورتوں کا یہی حال ہے
مگر وہ عورت جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور اُس کی ہدایت کا اُسے الہام فرمایا اور وہ اُن میں سے تھی
جو ایمان لائے اور بھلائیاں کیں پس مومن ایسا ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ اگر پہونچے اُس کو رحمت تو شکر کرے پس اُس کے واسطے خیر ہو اور اگر لگے اُس کو کوئی تکلیف تو صبر کرے پس یہ
اُس کے لیے خیر ہو یہ حال کسی کے واسطے نہیں ہوتا ہے مگر واسطے مومن کے **ف** فتح البیان کا بیان ہے
توضیح یہ ہے کہ تمہارے رب نے جو تم کو اس طرف بلایا ہے کہ اُس پر اور اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں
پر ایمان لاؤ سو تم اُس کی دعوت کو قبول کرو قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے جس کے رد و دفع پر کوئی قادر نہ ہو
یہ تقریر اس بنا پر ہے کہ معنے یہ ہوں قبل اس کے کہ آوے اللہ کی طرف سے وہ دن جس کو کوئی رد نہ کرے یا لا مرد لہ من اللہ
کے یہ معنے ہیں کہ رد نہ کرے گا اُس کو اللہ بعد اس کے کہ اپنے بندوں پر اُس کا حکم کر چکا اور اُن کو اُس کا وعدہ
دے چکا مراد اُس دن سے قیامت کا دن ہے یا موت کا دن مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ یعنے نہیں ہے واسطے
تمہارے کوئی جائے پناہ اُس دن کہ تم اُس کیطرف پناہ پکڑو وَمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ کے یہ معنے ہیں اور نہیں ہے
واسطے تمہارے کسی طرح کا انکار اُس دن یعنے بلکہ تم تو اپنے گناہوں کا اقرار کرو گے کیونکہ وہ تو تمہارے
نامہ اعمال میں جمع کیے ہوئے ہونگے اور تمہارے اعضا اُن کی تم پر گواہی دیں گے مجاہد نے کہا یعنی ہیں
کہ مالکم من ناصر ینصرکم یعنے نہیں ہے تمہارا کوئی مددگار کہ تمہاری مدد کرے کسی نے کہا نکیر بمعنے منکر ہے

جیسے الیم بمعنے مولم ہے یعنے تم نہ پاوگے اُس دن کوئی سنگ اُس عذاب کا جو تمپر نازل ہوگا ابن ابی حاتم نے اسر
کو حکایت کیا ہے اور کلبی وغیرہ بہی اسی کے قائل ہین لیکن قول اول اولی ہے زجاج نے کہا معنے یہ
ہین کہ وہ قادر نہ ہونگے کہ انکار کرین اُن گناہون کا جن پر وہ واقف کیے جائینگے یہ معنی اول معنے کے
لگ بہگ ہین فَاِنْ اَعْرَضُوْا الآیہ کا یہ مطلب ہے پہر اگر وہ اعراض کرین تو نہین بہیجا ہم نے تجہکو اُن پر
حفیظ یعنے حافظ و نگہبان کہ جو اعمال اُن سے صادر ہوتے ہین تو اُن کو نگاہ رکہے یہانتک کہ تو اُن
پر اُن سے محاسبہ کرے اور نہ ہم نے تجہکو اُن پر موکل و رقیب کرکے بہیجا ہے کہ تو اُن کو مقہور کرے اُس شے
کی بجا آوری پر جس کو دیکر ہم نے تجہے بہیجا اِنْ عَلَیْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ یعنے نہین ہے تجہ پر مگر پہونچادینا
اُس شی کا جس کے پہونچانے کا تجہے حکم دیا ہے سو اس کے تجہ پر اور کچہ نہین ہے یہ حکم منسوخ ہے آیت
سیف سے اس لیے کہ یہ قبل امر بالجہاد کے تہا وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جس
وقت ہم چکہا دین انسان کو اپنی طرف سے رحمت یعنے جب ہم اُس کو عطا کرین ارزانی وصحت و آسودگی
تو خوش ہو اُس سے اتراکر دنیا کی نعمتین گو عظیم ہی کیون نہ ہون مگر بہ نسبت سعادت آخرت کے ایسی ہین
جیسے قطرہ بہ نسبت دریا کے سو اسی لیے انعام کا نام اذاقت رکہا ہے یعنے دنیا کا انعام اگرچہ کتنا ہی
بڑا ہو آخرت کے مقابلے مین ایسا ہے جیسے کسی کہانے کا صرف مزہ چکہہ لینا بالجملہ مراد انسان سے جنس
ہے اسی لیے وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ الآیہ مین اُس کی طرف ضمیر جمع کی راجع فرمائی ہے یعنے اگر اُن کو پہنچے
کوئی بلا و سختی و بیماری و فقر بسبب اُن گناہون کے جن کو اُن کے ہاتہہ آگے بہیج چکے ہین ذات کے ہاتہون
کے پیرایہ مین اس لیے ادا کیا ہے کہ اکثر افعال کی مزاولت نہین ہاتہون سے ہوتی ہے تو بیشک انسان
بڑا ناشکرا ہے اُن نعمتون کا جن کا اسد پاک نے اُس پر انعام فرمایا ہے اُن پر اُس کا شکر نہین کرتا ہر
یہ بات باعتبار غالب جنس انسان کے ہے اکثر یہی ناشکرے ہین شاکر بہت کم ہین کما قال تعالی
وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ نکتہ بیان فَاِنَّہ کَفُوْرٌ کہ دینا کافی تہا اس لیے کہ انسان کا ذکر اول ہو چکا
ہے سو ایسا نہ کیا بلکہ اسم ظاہر کو بجائے ضمیر کہا اس واسطے کہ منظور تسجیل کرنا ہے اس امر پر کہ یہ جنس موسوم
بکفران نعم ہے کما قال تعالے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ معنے یہ ہین کہ غالب افراد انسان کا یہ حال
ہے کہ بلا کو یاد کرتا ہے اور نعمتون کو بہول جاتا ہے اور اُن کو ڈہانکتا ہے پہر اللہ سبحانہ نے اپنی وسعت
ملک و نفاذ تصرف کا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ

يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا

اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا

فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ اللہ کا راج ہے آسمانون مین اور زمین مین پیدا کرتا ہے جو چاہتا
ہے بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹیان اور بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹے یا اُن کو دیتا ہے جوڑے بیٹے اور بیٹیان
اور کرتا ہے جس کو چاہے بانجھ . . . وہ ہے سب جانتا کرسکتا اور کسی آدمی کی حد نہین کہ اُس سے باتین کرے
اللہ مگر اشارے سے یا پردے کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہونچاوے اُس کے حکم کو جو چاہے وہ
سب سے اوپر ہے حکمتون والا **ف** حضرت موسیٰ سے کلام ہوئے ہین پردے کے پیچھے سے انتہی **ف**
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ خالق و مالک ہے آسمانون کا اور زمین کا
اور اُن مین تصرف کرنے والا ہے اور اُس نے جو چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا اور وہ دیتا ہے جس کو چاہتا
ہے اور جس کو چاہتا ہے نہین دیتا اور کوئی منع کرنے والا نہین ہے اُس شے کا جو اُس نے دی اور کوئی دینے
والا نہین ہے اُس چیز کا جو اُس نے نہ دی اور وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے فقط بیٹیان
بغوی نے کہا اُن مین سے حضرت لوط علیہ السلام ہین اور بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے فقط بیٹے بغوی نے
کہا جیسے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کہ اُن کے یہان کوئی بیٹی پیدا نہین ہوئی اور عطا کرتا ہے
جسکو چاہتا ہے لوگون مین سے جوڑے بیٹے اور بیٹیان بغوی نے کہا جیسے حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ یعنے اُس کے نہ بیٹا ہوتا ہے نہ بیٹی بغوی نے کہا جیسے حضرت
یحیےٰ اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام پس لوگون کی چار قسمین ٹھیرائین اُن مین سے وہ ہے جس کو بیٹیان عطا
کرتا ہے اور اُن مین سے وہ ہے جس کو بیٹے دیتا ہے اور اُن مین سے وہ ہے جس کو دونون قسمون سے عطا
فرماتا ہے بیٹے اور بیٹیان اور اُن مین سے وہ ہے جس کو نہ بیٹا دیتا ہے نہ بیٹی تو اُس کو بانجھ کرتا ہے
نہ اُس کی کوئی نسل ہے نہ اولاد اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ یعنے وہ خوب جانتا ہے اُس شخص کو جو مستحق ہے ہر
قسم کا ان قسمون سے بڑی قدرت والا ہے اُس شے پر جس کو چاہتا ہے یعنے تفاوت لوگون کا اس باب
مین یہ مقام مشابہ ہے اُس مقام کے جس کی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طرف سے خبر دی ہے وَلِنَجْعَلَهٗ[لہ] اٰيَةً
لِّلنَّاسِ یعنے اور تاکہ کرین ہم اُسکو ایک دلالت اپنی قدرت پر باین طور کہ اللہ پاک نے خلق کو چار قسم پر
پیدا کیا پس حضرت آدم علیہ السلام تو پیدا کیے گئے مٹی سے بدون مرد و عورت کے اور حضرت حوا علیہا السلام
مخلوق ہوئین مرد سے بغیر عورت کے اور باقی خلق حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے سوا پیدا ہوئے مرد و عورت سے
اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام عورت سے بغیر مرد کے پس حضرت عیسےٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے پیدا کرنے سے دلالت
قدرت پر تمام ہوگئی اور اسی لیے یون فرمایا ولنجعلہ آیۃ للناس پس یہ مقام تو آبا مین ہے اور مقام اول ابناء
مین اور ہر ایک اُن مین سے چار قسم ہے فسبحان العلیم القدیر **قولہ تعالیٰ** وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ

[لہ] اور اسکو ہم کیا چاہین لوگون کو نشانی ۱۲

اللہ الآیۃ یہ مقامات وحی کے ہین بہ نسبت جناب الٰہی کے وہ یہ ہے کہ کبھی تو اللہ تعالیٰ کوئی شئے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قلب مبارک مین ڈال دیتا ہے کہ وہ اُس کے اللہ پاک کی طرف سے ہونے مین شک نہین کرتے ہین جیسا کہ صحیح ابن حبان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے آیا ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِیْ رُوْعِیْ اَنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوْتَ حَتّٰی تَسْتَکْمِلَ رِزْقَهَا وَاَجَلَهَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ یعنی بیشک جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے دل مین یہ بات پہونکدی کہ کوئی نفس ہرگز نہ مریگا یہانتک کہ پورا کرے اپنے رزق و اجل کو سو تم اللہ سے ڈرو اور اجمال کرو طلب مین یعنے جب یہ بات ٹھیر چکی کہ بے روزی تمام کیے آدمی نہین مرتا ہے تو روزی کو سرسری طور پہ طلب کرو دستور کے موافق اُس کی طلب مین زیادہ منہمک ست ہو جان ست دیے ڈالو کیونکہ جو لکہی ہے وہ ضرور ملنی ہے **قولہ تعالے** اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ جس طرح موسےٰ علیہ السلام سے باتین کین اس لیے کہ اُنہون نے بعد کلام کرنے کے رویت کا سوال کیا تو اُس سے روک دیے گئے صحیح مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کلام نہین کیا اللہ نے کسی سے مگر پردے کے پیچھے سے وَاِنَّهٗ کَلَّمَ اَبَاکَ کِفَاحًا یعنے اور بیشک اُسنے کلام کیا تیرے باپ سے بالمشافہ حدیث شریف اسی طرح آئی ہے عبداللہ احد کے دن شہید ہوئے تہے لیکن یہ کلام عالم برزخ مین ہے اور آیت جو ہے سو دار دنیا کے بارے مین ہے **قولہ عزوجل** اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا یَشَآءُ جس طرح کہ جبرئیل علیہ السلام وغیرہ فرشتے حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوتے تہے اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ فَهُوَ عَلِیٌّ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ حَکِیْمٌ **ف** فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ آسمان و زمین مین اُسی کا تصرف ہے ساتھ اُس شئے کے جس کا ارادہ کرتا ہے لا مانع لما اعطے ولا معطی لما منع ملک بالضم مستولی ہونا ہے شئ پر اور قادر ہونا ہے تصرف کرنے پر اُس مین مصباح مین ہے وملک علی الناس امرہم ملکا من باب ضرب اذا تولی السلطنۃ فہو مالک والاسم الملک بضم المیم انتہے **یخلق ما یشاء** یعنے جو خلق چاہتا ہے پیدا کرتا ہے **یہب لمن یشاء اناثا** بدل مفصل ہے مجمل سے یعنے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیان کہ اُن کے ساتھ بیٹے نہین ہوتے یہ قول مجاہد و حسن و ضحاک و ابو مالک و ابو عبیدہ کا ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ مراد حضرت لوط و حضرت شعیب علیہما السلام ہین اس لیے کہ اُن کی نہ تہین مگر بیٹیان **ویہب لمن یشاء الذکور** یعنے بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹے کہ اُن کے ساتھ بیٹیان نہین ہوتین یہ قول بہی مجاہد وغیرہ کا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ مراد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین اس واسطے کہ اُن کے بیٹے ہی تہے کسی نے کہا کہ یہان ذکور کو معرف بالف لام اس لیے ذکر کیا ہے کہ اُن کا شرف بتانا منظور ہے اناث پر اس وجہ کی رو مین یون کہہ سکتے ہین کہ تقدیم

۹۷ [illegible]

اناث کے ذکر مین اس وجہ سے مقدم ہین تو اب آیت مین اس بات پر دلالت نہین ہے کہ ذکور کا شرف اناث پر ثابت ہو کیونکہ ذکور کو حرف بالف و لام ذکر کیا ہے کیونکہ اگر یہ ارادہ تعظیم ہوتا تو ذکور کو ذکر مین بھی مقدم کرتے تاکہ اُن کا شرف معلوم ہوتا بلکہ سیاق آیت کا اسی بات کے واسطے ہوا ہے رہا شرف ذکور کا اناث پر سو اس کی دلیل یہہ آیت ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اس کے سوا اور دلیلین ہین جو دلالت کرتی ہین ذکور کے شرف پر اوپر اناث کے اب اس کی وجہ کہ اناث کو کیون مقدم کیا ہے سو کسی نے تو کہا اسواسطے کہ عورتین بنسبت مردون کے بہت ہین پس بلحاظ کثرت اُن کو مقدم ذکر کیا ہے کسی نے کہا اسلیئے کہ اُن کے باپون کے دل خوش ہو جائین کیونکہ وہ بیٹیون سے ناخوش ہوتے تھے اس کے سوا اور وجوہ بھی ذکر کیے ہین جن کی تطویل کی کچھ حاجت نہین ہے چونکہ اللہ پاک نے اناث کا اول ذکر فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ پہلے پہل لڑکی پیدا ہونا مبارک ہے چنانچہ ابن مردویہ و ابن عساکر نے عن واثلہ بن الاسقع عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے مِنْ بَرَكَةِ الْمَرْأَةِ ابْتِكَارُهَا بِالْأُنْثٰى لِأَنَّ اللّٰهَ قَالَ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ إِنَاثًا الآیہ یعنے عورت کی برکت سے ہے پہلے پہل اسکا لڑکی جننا ہے اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ إِنَاثًا یعنے یا قران کرتا ہے درمیان اناث و ذکور کے اور اُن کو جوڑ کرتا ہے سو اپنی بعض خلق کو بیٹے بیٹیان دونون بخشتا ہے مراد حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اس لیے کہ بنا بر قول صحیح آپ کے تین تو فرزند ارجمند تھے حضرت قاسم و حضرت عبداللہ و حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہم اور چار صاحبزادیان تھین حضرت زینب و حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم و حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہن کما قال ابن عباس رضی اللہ عنہما مجاہد کہتے ہین اس کے یہ معنے ہین کہ عورت لڑکا جنے پھر لڑکی پھر لڑکا جنے پھر لڑکی محمد بن حنفیہ فرماتے ہین یہ معنے ہین کہ توام جنے یعنے ایک ساتھ لڑکا اور لڑکی جنے قتیبی کہتے ہین یہان تزویج سے مراد جمع کرنا ہے درمیان بیٹون اور بیٹیون کے عرب لوگ جب دو شے برست اونٹون کو جمع کرتے ہین تو اپنے محاورے مین بولتے ہین زوجت ابلی یعنے آیت کے واضح تر ہین اس سے کہ اس جیسے امر مین اختلاف کیا جائے کیونکہ اللہ پاک نے تو یہ خبر دی ہے کہ وہ اپنی بعض خلق کو تو بیٹیان دیتا ہے اور بعض کو بیٹے اور بعض کو بیٹے بیٹیان دونون بخشتا ہے وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا یعنے کرتا ہے جس کو چاہتا ہے عقیم کہ جس کے نہ لڑکا پیدا ہو نہ لڑکی حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ مراد حضرت یحیے و حضرت عیسے علیہما السلام ہین اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ یہ بات بطور تمثیل ہے اور حکم جو ہے سو سب لوگون مین عام ہے اس لیے کہ مقصود بیان کرنا اس امر کا ہے کہ اللہ پاک کی قدرت تامہ تکوین اشیا مین نافذ ہے جس طرح وہ چاہتا ہے تو اب تخصیص کے کوئی معنے نہین ہین عقیم وہ ہے جس کے بچہ نہین ہوتا ہے

اس لفظ کا اطلاق مرد و عورت دونون پر ہوتا ہے رجل عقیم وامرأۃ عقیم بولتے ہین عقمت المرأۃ تعقم عقما اصل
عقم کی قطع ہے ویقال عقمت تعقم عقما وعقاما اِنَّہٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ یعنے بیشک اللہ پاک بلیغ العلم عظیم القدرۃ
ہے جو چاہتا ہے جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ الآیہ یعنے صحیح نہین ہے واسطے
کسی فرد کے افراد بشر سے یہ کہ کلام کرے اُس سے اللہ بوجہ من الوجوہ مگر باین طور کہ وحی کرے طرف اُس کے یعنی
الہام کرے اُس کو خواب مین اور وہ بات اُس کے دل مین ڈالدے مجاہد نے کہا نفث ینفث فی قلبہ یعنے ایک بھونک
ہے کہ اُس کے دل مین پہونچاتے وسوسہ اُس کی طرف سو الہام ہو جس طرح کہ حضرت موسے علیہ السلام کی والدہ
کی طرف وحی کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی ذبح کرنے مین اُن کے فرزند کے وحی کہتے
ہین اشارہ و رسالت و کتابت کو اور ہر شے جس کو تو القا کرے طرف اپنے غیر کے تاکہ وہ اُس کو جان جائے
تو وہ بھی وحی ہے کسی طرح ہو قالہ ابن فارس وَحۡیٌ مصدر ہے وحی الیہ یحی کا باب وعی سے آور اوحی الیہ
بالف بھی اُس کے مثل ہے پھر استعمال وحی کا اُس شے مین غالب کیا گیا جس کا اللہ تعالے کے پاس سے انبیا
علیہم السلام کی طرف القا کیا جاتا ہے قرآن شریف کا لغت فاش اوحی بالف ہے اَوۡ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ
یعنے یا پیچھے سے پردے کے جس طرح کہ حضرت موسے علیہ السلام سے کلام کیا مراد یہ ہے کہ اسکا کلام سنائی
دیتا ہے ایسی جگہہ سے کہ وہ دکھائی نہین دیتا یہ تمثیل ہے ساتھ حال بادشاہ محتجب کے جبکہ اپنے خاص
لوگون سے باتین کرتا ہے پردے کے پیچھے سو کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ سامع محجوب ہے رویت سے دنیا مین
اَوۡ یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا الآیہ یعنے یا بھیجے کسی فرشتے کو تو وہ وحی کرے طرف رسول بشر کے ساتھ امر و تیسیر اللہ
کے جس چیز کی کہ اس کی طرف وحی کرتا چاہے حضرت ابن عباسؓ سے آیت کی تفسیر مین مروی ہے مگر یہ کہ بھیجے کسی
فرشتے کو کہ وہ وحی کرے طرف اس کے نزدیک اپنے سے یا اس کو الہام کرے تو ڈال دے اُس کے دل مین
یا کلام کرے اس سے پردہ کے پیچھے سے زجاج کہتے ہین معنے یہ ہین کہ کلام اللہ تعالے کا واسطے بشر کے یا
تو ہوتا ہے ساتھ الہام کے کہ اُن کو الہام کر دیتا ہے یا کلام کرتا ہے اُن سے پردے کے پیچھے سے جس طرح
کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا یا ساتھ رسالت فرشتے کے طرف اُن کے تقدیر کلام یہ ہے ماکان
لبشر ان یکلمہ اللہ الا ان یوحی وحیا او یکلمہ من وراء حجاب او یرسل رسولا اور جس نے یرسل کو برفع
پڑھا ہے تو اُس کی مراد وہو یرسل ہے پس یہ ابتدا و استیناف ہے انتہے جمہور نے بنصب یرسل اور
بنصب فیوحی پڑھا ہے بر تقدیر اَنۡ اور اِن اور اس کا مدخول معطوف ہوگا وحیا پر او روحیا محل حال مین ہوگا
تقدیر یہ ہے الا موحیا او مرسلا اور عطف او یرسل کا ان یکلمہ اللہ پر صحیح نہین اس لیے کہ تقدیر یہ ہوگی وماکان
لبشر ان یرسل اللہ رسولا حال آنکہ یہ فاسد ہے لفظاً و معنےً قرارت جمہور کی توجیہ مین اور کچھ بھی کہا ہے جو کہ

امرنا اسکے معنے بہی قرآن ہین قرآن شریف کو جو روح فرمایا سو اس لیے کہ لوگ اس سے ہدایت کی راہ پاتے ہین پس اُس مین حیات ہے موت کفر سے یا یون کہو کہ جب قرآن دل مین حلول کرتا ہے تو دل ایمان کی حیات سے زندہ ہوجاتا ہے جس طرح کہ روح حقیقی جس وقت جسم مین حلول کرتی ہے تو وہ حیات روح سے زندہ ہوجاتا ہے یا یون کہو کہ قرآن کے سبب سے دل کو وہ شے حاصل ہوجاتی ہے جو کہ مثل حیات کے ہے یعنے علم نافع ما لک ابن دینار کا بہی یہی قول ہے کہ مراد روح سے قرآن ہے کسی نے کہا کہ نبوت ہے خطیب نے اس قول کو حضرت ابن عباسؓ کی طرف منسوب کیا ہے کسی نے کہا کہ مراد رحمت ہے خطیب نے اس قول کو حضرت حسن کی طرف منسوب کیا ہے کسی نے کہا مراد جبریل علیہ السلام ہین خطیبؒ نے اس قول کو منسوب بربیع کیا ہے ایک یہ قول سدی کا نقل کیا ہے کہ مراد وحی ہے وحی کو روح اس لیے ٹہیرایا کہ وحی روح کی مدبر ہے جس طرح کہ روح حقیقی بدن کی مدبر ہے قولہ تعالے من امرنا حال ہے روحاً سے اور کلمہ من تبعیض کا ہے معنے یہ ہین کہ وحی کی ہم نے طرف تیرے روح کی یعنے قرآن کی در انحال کہ وہ کائن ہے ہمارے امر سے تبعیض کی وجہ یہ ہے کہ جس شے کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی گئی ہے وہ قرآن شریف مین منحصر نہین ہے بلکہ قرآن کے سوا اور امور کی بہی آپ کی طرف وحی کی گئی پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال قبل وحی آنے کے جو تہا اُس کا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ یعنے وحی آنے سے پہلے تو نہ جانتا تہا کہ کتاب کیا شے ہے اور نہ جانتا تہا ایمان کو اس لیے کہ آپ تو اُمی تہے نہ پڑہتے تہے نہ لکہتے تہے اس بات کو زیادہ تر دخل ہے اعجاز مین اور زیادہ تر دلالت ہے آپ کی صحت نبوت پر کیونکہ جس شخص کا یہ حال ہو پہر وہ دفعۃً اعلم اہل ارض ہوجائے تو یہ محض اللہ پاک کی طرف سے نہین ہے تو پہر کیا ہے جملہ استفہامیہ معلق ہے فعل درایت کا عمل سے پس محل نصب مین ہے اس لیے کہ قائم مقام ہر دو.. مفعول تدری کے ہے اور جملہ منفیہ بہی محل نصب مین ہے بنا بر حال الیک کے کاف سے یعنی وحی کی ہم نے طرف تیرے روح کی اپنے امر سے اس حال مین کہ تو نہ جانتا تہا کیا ہے کتاب ما الکتاب کا ما استفہامیہ ہے اور مبتدا ہے اور الکتاب خبر ہے اور عبارت مین مضاف مقدر ہے ای ما کنت تدری جواب ما الکتاب یعنے وحی آنے سے قبل تو اس استفہام کا جواب نہین جانتا تہا کیونکہ آپ لکہے پڑہے نہ تہے اگر کوئی کہے کہ ولا الایمان کس طرح فرمایا حالانکہ سارے انبیا علیہم السلام قبل وحی آنے کے اپنے عقول کے دلائل سے مومن تہے اور ہمارے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم کے دین پر عبادت کرتے تہے اور حج وعمرہ ادا فرماتے تہے اور حضرت خلیل جلیل کی ملت کے متبع تہے تو کہین گے کہ یہ سب ٹہیک ہے لیکن یہان ایمان کے نہ جاننے سے یہ مراد

تھے کہ آپ شرائع کی تفاصیل کو نہیں جانتے تھے اور اُن کے تعلم کی طرف راہ یاب نہیں ہوتے تھے مثلاً
صلاۃ و صوم و زکوٰۃ و ختنہ اور طلاق کا واقع کرنا جنابت و نہانا نسب سے اُن کے رشتے کی عورتیں جو
حرام ہیں اُن کی تحریم حق بات یہی ہے ایمان کا نام مسکر کے اس لیے ذکر کیا ہے کہ وہ سارے شرائع و
احکام کی راس و اساس ہے کسی نے کہا کہ یہاں مراد ایمان سے نماز ہے ایک جماعت اہل علم کی اس کے
قائل ہیں اُن میں سے امام الائمہ محمد بن اسحق بن خزیمہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور اس آیت سے حجت پکڑی
ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ دیکھو یہاں نماز کا نام ایمان رکھا ہے اور ایک جماعت اس طرف
گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اس حال میں کہ وہ اُس پر ایمان لانے والا تھا اور کہا کہ
اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ تو نہ جانتا تھا قبل وحی کے کہ کس طرح پڑھے تو قرآن کو اور نہ یہ جانتا تھا کہ
کس طرح بلاوے خلق کو طرف ایمان کے کسی نے کہا کہ یہ حال قبل بلوغ کے تھا جب کہ آپ طفل تھے اور
گہوارے میں تھے حسین بن فضل کہتے ہیں کہ یہاں مضاف محذوف ہے اور ولا اہل الایمان یعنے
تو نہ جانتا تھا اہل ایمان کو کسی نے کہا کہ مراد ایمان سے دین اسلام ہے کسی نے کہا یہاں ایمان عبارت
ہے اقرار سے ساتھ ہر اُس شئ کے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو مکلف کیا ہے کو اشی کہتے
ہیں جائز ہے کہ ایمان سے نفس کتاب مراد لی جائے بسبب اختلاف دونوں کے لفظوں کے ایک
کا عطف دوسرے پر کر دیا ہے معنے یہ ہیں تو نہ سمجھتا تھا قرآن کو اور اُن حکموں کو جو اُس میں ہیں اس
تاویل پر یہ بات دال ہے کہ جعلناہ میں ضمیر واحد کی ذکر کی ہے کسی نے کہا ایمان سے مراد وہ کلمہ ہے جس
کے ساتھ ایمان و توحید کی دعوت ہوتی ہے یعنے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور آپ نے جو ایمان کو یہ
انتہی جانا سو وحی سے جانا عقل سے نہیں جانا قال الکرخی ابو نعیم نے دلائل میں اور ابن عساکر نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا کہ آیا آپ نے
کبھی کسی بت کو پوجا آپ نے فرمایا نہیں لوگوں نے کہا پھر آیا آپ نے کبھی شراب پی فرمایا نہیں اور میں
ہمیشہ جانتا رہا اس بات کو کہ وہ شے جس پر وہ ہیں کفر ہے اور میں نہیں جانتا تھا کیا ہے کتاب اور نہ
ایمان اور اسی بات کو قرآن لیکر نازل ہوا وما كنت تدری ما الكتاب ولا الايمان **قاضی** رحمہ اللہ
تعالیٰ نے اُس کی تفسیر میں فرمایا ہے یعنے قبل وحی کے اور یہ اس پر دلیل ہے کہ آپ قبل نبوت کے کسی
شرع کے ساتھ متعبد نہ تھے ایک قول بلفظ قیل یہ ذکر کیا ہے کہ مراد ایمان سے اُس شے پر جس کی
طرف راہ نہیں ہے مگر سمع انتہے **نسفی** رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ما الكتاب ولا الايمان یعنے نہیں
جانتا تھا تو کیا ہے قرآن اور نہ جانتا تھا شرائع ایمان کو یا یہ معنے ہیں کہ نہیں جانتا تھا ایمان بالکتاب

کو اس واسطے کہ جب آپ کو اس کا علم نہ تہا کہ کتاب آپ پر نازل ہوگی تو آپ اُس کتاب کے بہی عالم نہ تہے کسی نے
کہا کہ ایمان مشتمل ہے کئی چیزون کو اُن مین سے بعض تو وہ ہین جن کی طرف عقل کو راہ ہے یعنے عقل سے معلوم ہوتے
ہین اور بعض سمع سے معلوم ہوتے ہین پس بیان جو ایمان کی نفی کی ہے اس سے مراد وہی ہین جو صرف سمع سے
معلوم ہوتے ہین عقل سے اُن کا علم نہین ہوتا ہے اور یہ وہی ہین کہ آپ کو اُن کا علم نہ تہا یہانتک کہ اُن کو وحی
سے حاصل کیا یہ حاصل ہے اُن کے بیان کا غرضکہ ولا الایمان کی وجوہ جو یہانتک بیان کیگئی اُن کی بنا اس
پر ہے کہ مسلمانون کا اتفاق ہے اس بات پر کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قبل اور بعد بعثت کے
معصوم ہین کبائر سے اور صغائر سے جو کہ موجب ہین لوگون کی نفرت کے اُن سے اور اہل کلام کا اجماع ہے
اس پر کہ رسول قبل وحی کے مومن ہین چنانچہ اول گزر چکا ہے بالجملہ جب قرآن شریف روح ٹہیرا تو چاہیے
تہا کہ ساری خلق کے دل اُس سے زندہ ہوجاتے اور سب ایمان لے آتے اور راہ پر لگ جاتے حالانکہ واقع
مین ایسا نہین ہے اس لیے یون ارشاد فرمایا وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا یعنے
پر ہم نے کیا ہے اُس روح کو جس کی تیری طرف وحی کی ایک روشنی اور دلیل توحید و ایمان پر ہدایت کرتے
ہین ہم اُس سے جس کو چاہتے ہین اپنے بندون سے یہان ہدایت سے مراد وہ ہدایت ہے جو کہ مقصود کو پہونچا
دیتی ہے دلیل اس کی من نشاء ہے یعنی جس بندے کی ہدایت ہم چاہتے ہین تو اُس کو دین حق کی طرف راہ
بتا دیتے ہین پس وہ راہ پالیتا ہے وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یہ ہدایت پہلی ہدایت سے عام تر
ہے یعنے اور بیشک تو سوجہاتا ہے ہر مکلف کو سیدہی راہ مطلب یہ ہے کہ تیرا کام صرف دین حق
کی راہ بتا دینا ہے دگر ہیچ اور منزل مقصود کو پہونچا دینا ہمارا کام ہے قتادہ سدی و مقاتل نے کہا اور
بیشک تو البتہ دعوت کرتا ہے طرف اسلام کے پس صراط مستقیم یہی ہے جمہور نے لتہدی بصیغہ معروف
پڑہا ہے اور شہر بن حوشب نے بصیغہ مجہول اور ابن سمیفع نے بضم تا و کسر دال اہدی سے اور حضرت
ابی کی قرارت مین وانک لتدعو ہے پہر اللہ پاک نے صراط مستقیم کا بیان کیا صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ یہ صراط بدل ہے صراط اول سے بدل معرفہ کا نکرہ سے اضافت صراط کی
جو اسم شریف کی طرف کی اس مین جو صراط کی تعظیم و تفخیم ہے سو وہ مخفی نہین ہے یعنے وہ صراط مستقیم جس کی
طرف تو راہ بتاتا ہے وہ راہ ہے اللہ کی کون اللہ جس کی ملک و خلق و عبید ہر وہ شے جو آسمان مین ہے اور وہ
شے جو زمین مین ہے اور اُس مین تصرف کرنے والا ہے اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ یعنے سنتا ہے جس کا
ان سب مین تصرف ہے اور جس کی یہ سب ملک و غلام ہین اُسی کی طرف رجوع ہونگے سارے کام خلائق کے
قیامت کے دن باین طور کہ سارے وسائط و تعلقات رفع ہوجاوینگے کسی کا لگا لگا کچہ باقی نہ رہیگا

نام کتاب	قیمت
سنن ابوداؤد کامل	[illegible]
تسہیل القاری شرح صحیح بخاری	
پارہ اول تا پارہ پنجم	۱۴ر
صحیح مسلم شریف کامل ۶ جلد	۲ر
کشف الغطا ترجمہ اردو موطا امام مالک	۳ر
رفع العجاجہ کامل ۳ جلد و تمین	۴ر
سنن نسائی کامل ۲ جلد و تمین	۱ر
بلوغ المرام سطر رنگ	۸ر
ر بلا رنگ	۳ر
آیات اللہ الکاملہ ترجمہ اردو	
حجۃ اللہ البالغہ مصنفہ شاہ ولی اللہ	۶ر
ظفر الجلیل شرح حصن حصین	۱۲ر
رسالہ قرات خلف الامام	لے ر
رسالہ رفع الیدین	ار
زوجہ ہندی	۳ر
آثار محشر	لے ر
فقہ محمدی حصہ اول تا حصہ ششم	[illegible]
فتح المغیث بفقہ الحدیث	ار
نجات المومنین	۔ر
سعادت الدارین	ار
درالبہیہ	لے ر
منبہات ابن حجر عسقلانی	۳ر
التبلیغ المبین حصہ اول	[illegible]
حصہ دوم	۱۵ر

نام کتاب	قیمت
تنویر العینین	ار
صلوۃ النبی	۔ر
رسالہ آمین الجہر	لے
تعلیم الایمان	۵
تعلیم الصیام	۔ر
تعلیم الصلوۃ	۰ر
تعلیم الزکوۃ	۔ر
تعلیم الحج	۔ر
ضمان الفردوس	لے ر
سر آلت مہاتمین	ار
غنیۃ القاری	ای ر
زجر العاصی	ار
نور العینین	۶ر
تحریم الخمر والزنا وغیرہ	۵ر
احکام العیدین	لے

کتب رد شرک و بدعت

نام کتاب	قیمت
تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان	
و برحاشیہ تہذیب الایمان اردو	ھا
نظم البیان	۳ہ
منجی المومنین	ے ر
نصیحت المسلمین	ے ر
راہ نجات	۵ر
ایضاح الحق	۱۴ر
شمشیر خندان	۱ر

نام کتاب	قیمت
ستارۂ محمدی فوارۂ احمدی	۵ر
لٹھہ شریعت کا کوڑا	۔ر
ستہ ضروریہ	لے ر
حارق الاشرار نظم اردو	۵ر

کتب مباحثہ با مخالفین

نام کتاب	قیمت
الظفر المبین	۱۵ر
ر حصہ دوم	۱۰ر
الکلام المتین	[illegible]
مجموعہ حق وغیرہ	[illegible]
صیانۃ المقتصدین	[illegible]
رد التقلید بالکتاب المجید	۔ر
عقد الجید	[illegible]
خلاصۃ البراہین	[illegible]
کسوٹی نظم اردو	۔ر
تحقیق المرام	[illegible]
اقوال الصالحین	۔ر
تازیانہ اہل سنت	۔ر
دواد ضا و پرہنر ولان کا مناظرہ	۔ر
خطبات التوحید کلاں طبع ہشتم مطبع احمدی	۶ر
حکم النبی بکفر من لا یصلی	ار
رسالہ بے نمازان	۔ر

کتب اوراد و اعمال مطابق سنت

نام کتاب	قیمت
الحزب الاعظم مترجم	۳ر
الحزب المقبول من احادیث الرسول	۳ر